سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

جمعرات، اتوار 7 - 10 - دسمبر 1989ء

(پنج شنبہ، یک شنبہ 8 - 11 - جمادی الاول 1410ھ)

جلد 8 - شمارہ 1، 2

(بشمول شمارہ جات 1 تا 8)

مندرجات

جمعرات، 7 - دسمبر 1989ء

جلد 8 - شمارہ 1

صفحہ

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ 1

صدر تینوں کی جماعت کی تشکیل 2

.....

صفحہ

علامہ عنایت اللہ مشرقی کی اہلیہ اور علامہ صفدر حسین کی وفات
پر فاتحہ خوانی 2

پوائنٹ آف آرڈر :

پاکستانی فلیگ رولز کی خلاف ورزی 2

مسئلہ استحقاق ----

دریائے چناب کے پل کی ناگفتہ بہ حالت کی بنا پر رکن اسمبلی
کو فرائض کی ادائیگی میں مشکلات 10

— بجلی کی تقسیم کے نظام کو صوبائی تحویل میں لینا 15

تحاریک التوائے کار :

پی سی ایس ایگزیکٹو برانچ میں براہ راست تقرری سے
پی سی ایس افسران میں بے چینی 37

— موضع ناغاں تحصیل گجرات کی اراضی پر ناجائز قبضہ 39

اتوار ' 10 - دسمبر 1989ء

جلد 8 شمارہ 2

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ 46

رکن اسمبلی کا حلف 47

وقفہ سوالات کی مطلی 50

مسئلہ استحقاق ----

زرعی یونیورسٹی فیصل آباد میں ایم پی اے پر طلباء کا حملہ
اور پولیس کا عدم تعاون 55

امن عامہ کی صورت حال پر بحث 66

نشان زدہ سوال نمبر 900 بابت ڈون سکول سوسائٹی کے حساب
سے پیدا ہونے والی صورت حال پر بحث 108

اجلاس کی طلبی کا فرمان

" ORDER

In exercise of the powers conferred by Article 54(3) read with Article 127 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, I, Mian Manzoor- Ahmed Wattoo, Speaker, Provincial Assembly of the Punjab, hereby summon the Provincial Assembly of the Punjab to meet on Thursday, the 7th December, 1989 at 9.00 a.m. in the Assembly Chambers, Lahore.

MIAN MANZOOR AHMED WATTOO

Speaker

Provincial Assembly of the Punjab"

LAHORE:

The 4th December, 1989.

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا آٹھواں اجلاس

جمعرات 7 دسمبر 1989ء

(پنج شنبہ 8 جمادی الاول 1410ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں 10 بج کر 22 منٹ پر منعقد ہوا۔

جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ٥

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ٥

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ قَالُوْٓا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ ﴿١١﴾ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ
وَلٰكِنْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ﴿١٢﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا كَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ كَمَآ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ
اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَآءُ وَلٰكِنْ لَّا يَعْلَمُوْنَ ﴿١٣﴾ وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۚ وَاِذَا
خَلَوْا اِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ ۙ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ ﴿١٤﴾ اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ
وَيَمُدُّهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿١٥﴾

سورۃ البقرہ آیت 11 تا 15

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ زمین میں فساد نہ ڈالو تو کہتے ہیں ہم تو اصلاح کرنے والے ہیں۔ دیکھو یہ بلاشبہ مفسد ہیں لیکن خبر نہیں رکھتے۔ اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ جس طرح اور لوگ ایمان لے آئے تم بھی ایمان لے آؤ تو کہتے ہیں بھلا جس طرح بے وقوف ایمان لے آئے ہیں اسی طرح ہم بھی ایمان لے آئیں؟ سن لو کہ یہی بے وقوف ہیں لیکن نہیں جانتے۔ اور یہ لوگ جب مومنوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے ہیں اور جب اپنے شیطانوں میں جاتے ہیں تو (ان سے) کہتے ہیں کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں اور (پیروان محمد سے) تو ہم ہنسی کیا کرتے ہیں۔ ان (منافقوں) سے خدا ہنسی کرتا ہے اور انہیں مہلت دیے جاتا ہے کہ شرارت و سرکشی میں پڑے بہک رہے ہیں۔

وما علینا الا البلاغ٥

صدر نشینوں کی جماعت کی تشکیل

جناب محمد اسلم گورداسپوری، جناب والا! کیا یہ پوچھا جا سکتا ہے کہ آپ کے دائیں جانب جو چیز پڑی ہے اس کا کیا نام ہے اور آج کل آپ کو اس کی معیت میں لایا جاتا ہے پہلے آپ اس طرح تشریف نہیں لایا کرتے تھے۔

جناب سیکرٹری، قواعد و انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1974ء کے قاعدہ 14 کے تحت جناب سپیکر نے اسمبلی کے اجلاس ہذا کے لیے چار اراکین پر مشتمل بحسب ترتیب و تقدیم ذیل صدر نشینوں کی جماعت تشکیل فرمائی ہے۔ بیگم بشریٰ رحمٰن صاحبہ' جناب مہدی خان صاحب' سید ذاکر حسین شاہ صاحب' ملک غلام حیدر تھیند صاحب۔

علامہ عنایت اللہ مشرقی کی اہلیہ اور علامہ صفدر حسین کی وفات پر فاتحہ خوانی

نواب زادہ غضنفر علی گل، اخبارات میں آیا ہے کہ برصغیر کے عظیم بطن جلیل علامہ عنایت اللہ مشرقی کی اہلیہ انتقال فرما گئی ہیں' اس خطے میں ان کی اہمیت' ان کی شخصیت اور ان کے مقام کے پیش نظر آپ سے درخواست ہے کہ ان کے لیے دعائے مغفرت کی جائے اور یہ ایوان اہل خانہ کے ساتھ اظہار تعزیت کرتا ہے۔

وزیر قانون (سردار نصر اللہ دریشک)، جناب والا! علامہ صفدر حسین ایک بہت بڑے جید عالم دین تھے ان کے سلسلے میں میں بھی گزارش کرتا ہوں کہ فاتحہ کی جائے۔

جناب سپیکر، دعا کی جائے۔

(دعائے خیر کی گئی)

پوائنٹ آف آرڈر

پاکستانی فلیگ رولز کی خلاف ورزی

نوابزادہ غضنفر علی گل، پوائنٹ آف آرڈر۔

Sir, I would draw your attention to the Gazette of Pakistan Notification issued by the Ministry of Interior, dated 13th April, 1989 which lays down the rules regulating the use of the Pakistan Flag within the country and

abroad- "The Pakistan Flag shall be flown on the official residences of the following persons when they are in residence:-

(1) The President and Prime Minister of Pakistan.

(2) Chairman of the Senate and Speaker of the National Assembly of Pakistan.

(3) Governors of the Provinces.

(4) Federal Ministers and other dignitaries entitled to the privileges of the Ministers of the Government of Pakistan.

(5) Chief Ministers and Minister of Provinces.

(6) The Chief Election Commissioner.

(7) Deputy Chairman of the Senate/Deputy Speaker of the National Assembly of Pakistan.

(8) Speakers of the Provincial Assemblies.

(9) Diplomatic Representatives of Pakistan in foreign countries.

(10) Commissioners of Divisions, Deputy Commissioners/Collectors and Political Agents.

اس کے اندر صوبائی اسمبلی کے سپیکر صاحب آتے ہیں اور منسٹرز آتے ہیں۔ اس کے آگے نمبر 5 پر ہے کہ کون سے وہ لوگ ہیں جو اپنی گاڑیوں پر جھنڈا لہرا سکتے ہیں۔ حضور والا! اس کے اندر کہیں بھی ایڈوائزرز اور سپیشل اسسٹنٹ کے نام نہیں ہیں۔

They are not entitled to fly the Pakistan Flag over their vehicles or on their residences.

اس کی رو سے پنجاب کے جتنے سپیشل اسسٹنٹ ہیں اور جتنے بھی ایڈوائزرز ہیں ان کے اس میں نام نہیں ہیں۔ ان کے گھروں پر بھی فلیگ لہرا رہے اور ان کی گاڑیوں پر بھی فلیگ لہرا رہے ہیں۔ جو کہ قانون رائج الوقت اور پاکستان فلیگ کے رولز کی خلاف ورزی ہے۔ اس پر میں آپ کی رولنگ چاہوں گا۔ یہ آپ کے سامنے نوٹیفکیشن ہے۔

میاں محمود الرشید، جناب سپیکر! میں یہ رولنگ چاہوں گا کہ کیا یہ پوائنٹ آف آرڈر بنتا ہے۔

(قطع کلامیاں)

نواب زادہ غضنفر علی گل، جناب والا! جب کوئی ممبر غلط کام کر رہا ہو تو ہاؤس out of order ہو جاتا ہے۔ آپ تشریف رکھیں ابھی آپ طفل مکتب ہیں، سیکھیں۔ سپیکر صاحب کو رولنگ دینے دیں۔ الحمدللہ میں بابا ہوں اور ایک بابا آپ کے ساتھ بیٹھا ہے۔ یقیناً ہم آپ سے زیادہ تجربہ کار ہیں۔ الحمدللہ ہم بابے ہیں، لونڈے نہیں ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں سپیکر کو بھی ان کے ذریعے کام کرنا چاہیے۔ پہلے ہی لوگوں نے کالجوں کا تقدس تباہ کر رکھا ہے اب اسمبلی میں آ گئے ہیں۔

میاں منظور احمد موہل، جناب والا! یہاں ایک پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا گیا ہے اس کے متعلق میں آپ کی توجہ متعلقہ رول کی طرف دلاتا ہوں۔ وہ رول 184 ہے۔

"A point of order shall relate to the business or matter before the Assembly at the moment."

اب کوئی ایسا moment نہیں تھا۔ کوئی ایسا بزنس نہیں ہو رہا کہ اس پر یہ بات کہی جائے۔ پوائنٹ آف آرڈر وہ ہوگا کہ کوئی بات یہاں چل رہی ہے۔ اس کے دوران اسی لمحے کوئی ایسی بات آتی ہے تو اس پر پوائنٹ آف آرڈر ہوتا ہے۔ یہ نہیں آپ نے کوئی رائے دینی ہے تشریح کرنی ہے اس لیے میں کہوں گا کہ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔

میاں محمود الرشید، جناب والا! ہم تو طفل مکتب ہیں۔ ان کی بات کا آپ پہلے نوٹس لے لیں اور جھنڈا لگوا دیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! میاں منظور احمد موہل صاحب کا پوائنٹ بالکل ہی غلط ہے۔ جب بھی کوئی غیر قانونی عمل اسمبلی میں ہو رہا ہوگا، ہال میں موجود ہوگا تو وہ اس بزنس سے relate کر جائے گا۔ کوئی ایسا ممبر جو کوئی چیز غلط استعمال کر رہا ہو اور ایوان میں موجود ہوگا تو ایوان out of order ہو جائے گا۔ یہی بزنس ہے کہ وہ بزنس میں حصہ لے رہا ہے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، آپ کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ میاں منظور احمد موہل صاحب بھی بہت جلد انشا اللہ in order ہونے والے ہیں۔

سید ذاکر حسین شاہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، شاہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔ اس پوائنٹ آف آرڈر پر میں اپنا فیصلہ پینڈنگ کرتا ہوں۔

NAWABZADA GHAZANFAR ALI GUL: There is another enquiry pertaining to the point of orders. There are a number of rulings which have been reserved by the Chair on various point of orders. Will you kindly intimate some date for those pending rulings ?

جناب سپیکر، آپ مجھے point out فرمائیے گا کہ کون سے point of order پر رولنگ پینڈنگ ہے؟ اگر کوئی رولنگ پینڈنگ ہے تو میں اس پر رولنگ دوں گا۔

NAWABZADA GHAZANFAR ALI GUL: I will supply the required information about the pending point of orders.

جناب سپیکر، میرے خیال میں ایسا نہیں۔ آپ مجھے یاد دلا دیجیے گا۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، جناب ڈپٹی سپیکر صاحب کا تو کام ہی یہی تھا کہ وہ رولنگ کو التوا میں رکھتے تھے۔ میں نے ان سے پوچھا بھی تھا کہ کیا پوائنٹ آف آرڈر سننے والا سپیکر اور ہوتا ہے اور اس پر رولنگ دینے والا سپیکر اور ہوتا ہے؟

جناب سپیکر، اس وقت ڈپٹی سپیکر صاحب کا مسند زیر بحث نہیں۔ آپ کی اگر کوئی رولنگ التوا میں ہے تو آپ مجھے یاد دلائیے گا اور میں اس پر اپنا فیصلہ دوں گا۔

سید ذاکر حسین شاہ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! جناب وزیر اعلیٰ پنجاب اور قائد ایوان غیر ملکی دورے پر گئے ہیں۔ ان کی عدم موجودگی میں اس اسمبلی کا قائد ایوان کون ہے؟ قواعد کے مطابق جب وزیر اعلیٰ موجود نہ ہوں یا ملک سے باہر ہوں تو سینئر منسٹر ان کی جگہ قائم مقام وزیر اعلیٰ ہوتا ہے۔ لیکن دیکھنے میں یہ آیا ہے کہ یہ پہلی بار نہیں بلکہ جب بھی وزیر اعلیٰ پنجاب ملک سے باہر جاتے ہیں تو وہ کسی کو قائم مقام وزیر اعلیٰ کے فرائض سونپ کر نہیں جاتے۔ پنجاب کی حکومت کا سربراہ کون ہے؟ اس ایوان کا قائد کون ہے؟ میں اس معاملے پر آپ کی رولنگ چاہوں گا۔(قطع کلامیں)

جناب سپیکر، اس میں دو صورتیں ہیں۔ قائد ایوان کی عدم موجودگی میں کون قائم مقام قائد ایوان ہے اور بطور چیف منسٹر ان کی عدم موجودگی میں بطور چیف منسٹر کے کون officiate کر رہا ہے؟

ایگزیکٹو پاورز کو کون exercise کر رہا ہے؟ جہاں تک ان کی Executive powers کو exercise کرنے کا تعلق ہے وہ تو ہمارے یہاں معاملہ زیر بحث نہیں۔ یہاں ہم قائد ایوان کی بات کو زیر بحث لا سکتے ہیں کیوں کہ اسمبلی کی کارروائی سے اس کا تعلق ہے۔ میں سمجھتا ہوں اس میں کوئی confusion نہیں ہونا چاہیے۔ اور یہ ایک مسلمہ اصول ہے کہ قائد ایوان کی عدم موجودگی میں ہاؤس کے معاملات میں وزیر قانون و پارلیمانی امور قائم مقام قائد ایوان ہوا کرتے ہیں۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب سپیکر! اس وقت حکومت پنجاب کا سربراہ کون ہے؟ کسی غیر آئینی یا غیر قانونی احکامات کا کون جواب دہ ہے؟ حکومت پنجاب کا نظم و نسق کون چلا رہا ہے؟ جناب والا! یہ ہمارا استحقاق ہے کہ ہم پوچھیں کہ ہماری حکومت کا اس وقت سربراہ کون ہے؟

جناب نذر حسین کیانی، جناب والا! کیا ان کے علاوہ کوئی اور Chief Executive ہو سکتا ہے؟ کوئی ایسی پارلیمانی روایت ہے یا کوئی ایسی بات ہے کہ قائد ایوان کے علاوہ کوئی اور بھی صوبے کا Chief Executive ہو سکتا ہے؟

جناب سپیکر، جناب وزیر قانون اس پر کچھ روشنی ڈالیں گے؟

نواب زادہ غضنفر علی گل، جناب والا! وزیر قانون کو یہ اختیارات دے دیے جائیں۔ وہ اس بات پر مسکرا رہے ہیں۔

جناب سپیکر، میرے خیال میں آپ وزیر قانون کی مسکراہٹ سے مطمئن ہو گئے ہیں۔(قہقہہ)

وزیر قانون، جناب والا! آئین میں نہ ہی قائم مقام وزیر اعلیٰ کی کوئی گنجائش موجود ہے اور نہ ہی سینئر منسٹر کی کوئی شق ہے۔ جہاں تک اسمبلی کے معاملات کا تعلق ہے۔ اس کے بارے میں جناب والا نے فرما دیا ہے اور انھیں معلوم بھی ہے کہ جناب قائد ایوان کی غیر موجودگی میں حزب اختلاف کا میں نیاز مند ہوں اور میں قائد ایوان کے طور پر یہاں معاملات چلاتا ہوں۔ پھر وزراء صاحبان بھی موجود ہیں اور حکومت کے امور بخوبی چل رہے ہیں۔ کوئی اس قسم کی بات نہیں۔ ویسے تو انھیں' جیسا کہ آپ نے فرمایا ہے' میری مسکراہٹ سے ہی مطمئن ہو جانا چاہیے تھا' کیوں کہ ان کا جو سوال ہے' وہ محض اخبار میں خبر لگوانے کے لیے کیا گیا تھا۔ تو اخبار کے لیے کافی مواد مل گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہم نے تو ایک بہت اچھی روایت قائم کی ہے۔ شاید وہ اس بات کی طرف نشان دہی کر رہے ہیں کہ ہمیں یہ تجویز دینا چاہتے ہیں کہ ہم جناب شہباز شریف کو پنجاب میں سینئر منسٹر بنائیں'

تو ہمارا اس قسم کا کوئی ارادہ نہیں۔ ہمیں پارٹی پر پورا اعتماد ہے۔ ہم اس معاملے کو خاندانی وراثت نہیں بنانا چاہتے۔ ہم اس قسم کا کوئی ارادہ نہیں رکھتے۔ (نعرہ ہائے تحسین) حکومت کے معاملات بڑے احسن طریقے سے چل رہے ہیں۔ شکریہ

نواب زادہ غضنفر علی گل، آپ تو نواز شریف صاحب کو بھی چیف منسٹر نہیں دیکھنا چاہتے۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب والا! آپ نے ابھی فرمایا ہے کہ قائد ایوان کی عدم موجودگی میں وزیر قانون قائم مقام قائد ایوان کے فرائض سرانجام دیتے ہیں۔ تو کیا اس کا منطقی نتیجہ یہ نہیں کہ قائم مقام وزیر اعلیٰ بھی وہی شخص ہو جو قائم مقام قائد ایوان ہو؟ جناب والا! میں آپ کی اس پر رولنگ چاہتا ہوں کہ کیا اس کا logical اور rational consequence یہ نہیں کہ وہ جو قائم مقام قائد ایوان ہے وہی قائم مقام وزیر اعلیٰ بن جاتا ہے؟

نواب زادہ غضنفر علی گل، جناب سپیکر! اصل میں وزیر قانون کا ضمیر ان کا ساتھ نہیں دے رہا۔

جناب سپیکر، چیف منسٹر صاحب اپنی عدم موجودگی کی صورت میں اپنے فرائض اور executive powers exercise کرنے کے اختیارات کسی بھی منسٹر کو دے بھی سکتے ہیں اور اگر وہ نہ چاہیں تو نہیں دیتے۔ تو یہ ان کا prerogative ہے۔ قواعد میں کوئی ایسی بندش نہیں کہ جب چیف منسٹر صاحب یہاں سے، صوبے سے غیر حاضر ہوں تو وہ اپنے اختیارات لازمی طور پر کسی اور کے سپرد کر کے جائیں۔

جناب محمد اسلم گورداسپوری، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! کل رات ہمارے ایک فاضل رکن اور اس ایوان کے ایک معزز ممبر کی کار پر فائرنگ ہوئی۔ میرا تو خیال تھا کہ اس بات پر ان کی طرف سے پوائنٹ آف آرڈر ہوگا۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ایک معزز رکن کی کار پر جو فائرنگ ہوئی ہے اس سے پنجاب میں بہت مایوسی پھیلی ہے۔ یہ بنکوں کو لوٹنے، تنخواہیں لوٹنے سے بڑا واقعہ ہے۔ لوگوں کے دل ڈاکوؤں سے اس طرح نہیں لرزتے جس طرح کسی رکن اسمبلی کے غیر محفوظ ہونے پر پنجاب میں دہشت گردی پھیلتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس بات پر ایوان کی کارروائی کو آج التواء میں ڈال کر پنجاب کے امن و امان پر بات کی جائے اور ایک معزز رکن کی کار پر جو حملہ ہوا ہے۔ میں تصور کرتا ہوں کہ مجھ پر ہوا ہے۔ اس پورے ایوان کے ممبران پر ہوا ہے۔ اس استحقاق کو کس طرح سے محفوظ رکھا جا سکتا ہے؟

جناب سپیکر، مجھے افسوس ہے' یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

وزیر امداد باہمی (الحاج رانا پھول محمد خان)، یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں اور اس پر فاضل رکن کی طرف سے تحریک استحقاق آ سکتی ہے۔ اگر فاضل رکن مطمئن ہیں کہ اس پر قانونی کارروائی ہو رہی ہے تو پھر یہ سستی شہرت اور ہم دردیاں حاصل کرنے کی کوشش نہ کریں۔ ایوان کو قواعد و ضوابط کے مطابق چلایا جائے گا۔ (قطع کلامیاں' شور)

Mr. Speaker: Order please. No cross talks please...Order please...Order please.

چودھری محمد وصی ظفر، جناب سپیکر! میں جناب کی توجہ مبذول کراتا ہوں کہ جو منسٹر صاحب نے الفاظ بولے ہیں' "سستی شہرت" والے الفاظ حذف کرائے جائیں۔ ایک وزیر کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ اس طرح کے نازیبا الفاظ ایوان میں برملا ایک فاضل ممبر کے بارے میں کہہ دیں۔ اور پھر آرام سے بیٹھ جائیں۔

جناب سپیکر، کیا "سستی شہرت" کے الفاظ غیر پارلیمانی ہیں؟

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! جس طرز سے اور جس طنز سے انہوں نے کہا ہے' وہ الفاظ بالکل غیر پارلیمانی بن جاتے ہیں۔

جناب نذر حسین کیانی، اگر کسی پڑھے لکھے وزیر کے منہ سے کہے گئے ہوتے تو ہم مان لیتے۔

وزیر امداد باہمی، اگر پڑھے لکھے نے غیر معقول اعتراض کیا ہے' تو میرا خیال ہے کہ انہیں ان پڑھوں کے سامنے جھک جانا چاہیے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، پوائنٹ آف آرڈر۔ میں اپنے فاضل ممبر کی ہم دردی کا شکریہ ادا کرتے ہوئے یہ مطلع کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے اس سلسلے میں تحریک استحقاق دی ہے اور تقاضا تو یہ ہے کہ اس کی اہمیت کے پیش نظر اس کو باری سے پہلے اگر آج ہی لے لیا جائے اور اس پر بحث ہو جائے تو میں آپ کا اور ایوان کا ممنون ہوں گا۔

جناب سپیکر، تو میں تحاریک استحقاق کو لیتا ہوں۔

چودھری محمد وصی ظفر، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ نوابزادہ غضنفر علی گل صاحب کے کون کون سے پوائنٹ آف آرڈر کے فیصلے زیر التواء ہیں؟

جناب سپیکر، آپ ایسا کیجیے کہ آپ اور نوابزادہ صاحب مجھے مل لیں اور مجھے بتا دیجیے کہ آپ کے خیال میں کون کون سے فیصلے زیرالتواء ہیں۔ میں نے آپ کو عرض کیا ہے کہ میں اس اجلاس میں ان پر فیصلہ دے دوں گا۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! کھاد کا مسئلہ پاکستان کا ایک انتہائی اہم مسئلہ ہے۔ اس پر میں نے ایک قرارداد دی ہے۔ اس کو لے لیا جائے۔

جناب سپیکر، کیا اب قرارداد پیش کرنے کا وقت ہے؟

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! میں کہتا ہوں کہ یہ ساری کارروائی معطل کر کے کھاد کے مسئلے پر بحث کی جائے۔ حکومت پنجاب نے جو اشتہار دیے، جو مرکز سے باغیانہ رویہ اختیار کیا، جس طرح سے لوگوں کو گمراہ کیا۔۔۔

جناب سپیکر، میرے خیال میں مجھے تحاریک استحقاق کو لینے دیں۔ ان کے بعد آپ مجھے لکھ کر بھیجیں جو قرارداد پیش کرنا چاہتے ہیں۔ میں ایوان کی مرضی معلوم کر لوں گا۔ اور اگر ایوان رضامند ہو گا، تو میں اس کو باری کے بغیر لے لوں گا۔

چودھری محمد وصی ظفر، شکریہ

استحقاق

جناب سپیکر، اب ہم تحاریک استحقاق کو لیتے ہیں۔ ایک تحریک استحقاق کے بارے میں مجھے مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب مل لیں۔ میں ان کی دوسری تحریک استحقاق پڑھنے کی اجازت دیتا ہوں۔ اگرچہ یہ تحریک استحقاق نمبر 2 پچھلے اجلاس میں آ چکی ہے اور قواعد اجازت نہیں دیتے۔ لیکن چونکہ آپ کا مسئلہ واقعی بڑا genuine ہے، میں آپ کو تحریک استحقاق نمبر 2 پڑھنے کی خاص طور پر اجازت دیتا ہوں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، آج تو میری پہلی تحریک استحقاق کو لیں۔ آج کی تحریک زیادہ اہم ہے۔ اس میں تو صرف مجھے ناجائز طور پر ایک ایف آئی آر میں ملوث کیا گیا ہے جب کہ میں امریکہ میں تھا۔ لیکن اب تو باقاعدہ مجھ پر حملہ کیا گیا ہے، فائرنگ کی گئی، پتھراؤ کیا گیا۔ گاڑی نیچے کھڑی ہے۔ آپ خود ملاحظہ فرمالیں کہ گاڑی کی کیا حالت ہے۔ اس کا اگلا شیشہ سارا ٹوٹ چکا ہے۔

جناب سپیکر، یہ آپ کی کون سی تحریک استحقاق ہے؟

مولانا منظور احمد چنیوٹی، میں نے آج صبح دی ہے۔

جناب سپیکر، اس کو آپ رہنے دیں۔ وہ اپنے وقت پر آ جائے گی۔ آپ نمبر 2 پڑھیں اور اگر آپ نمبر 2 بھی نہیں لینا چاہتے تو پھر آپ نمبر 3 کو لے لیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، جناب والا! اگر آپ نمبر 2 کو لے لیں تو نوازش ہو گی۔

جناب سپیکر، مولانا صاحب تحریک استحقاق نمبر 2 ہے؟

جناب نذر حسین کیانی، مولانا صاحب! آپ ان کے اشاروں پر نہ چلئے۔

جناب سپیکر، آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ مولانا صاحب ارشاد فرمائیے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، جناب والا! میرے اوپر حملہ ہوا ہے۔ میری کار پر پتھر پھینکے گئے ہیں۔ میری کار کو آپ چل کر دیکھ سکتے ہیں۔ اس لیے میری تحریک استحقاق نمبر 2 کو پہلے لے لیجئے۔

جناب سپیکر، آپ نے یہ تحریک استحقاق آج دی ہے۔ ابھی اس کو ٹائپ ہونا ہے۔ اس کو ہم کل لے لیں گے۔ اس لیے آپ تحریک استحقاق نمبر 2 کو لے لیں۔

دریائے چناب کے پل کی ناگفتہ بہ حالت کی بناء پر رکن اسمبلی کو فرائض کی ادائیگی میں مشکلات

مولانا منظور احمد چنیوٹی، جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ چنیوٹ اور ربوہ کے درمیان دریائے چناب کا پل اپنی طبعی عمر پوری کر چکا ہے۔ اور ہر وقت زیر مرمت رہتا ہے جس سے کئی کئی گھنٹے ٹریفک بند رہتی ہے۔ مسافروں کو سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے جس میں بیمار، خواتین، معصوم بچے گھنٹوں بھوکے پیاسے بلبلاتے رہتے ہیں۔ اس مسئلہ پر روزنامہ "نوائے وقت" کے ادارتی نوٹ اور مشہور صحافی عبدالقادر حسن نے "چنیوٹ کا پل" کے عنوان سے غیر سیاسی باتوں میں کالم لکھا لیکن حکومت نے اس اہم قومی مسئلہ کی طرف کوئی توجہ نہ دی۔ بندہ خود کئی مرتبہ اس مصیبت کا شکار ہو چکا ہے اور اپنے ضروری پروگراموں میں بروقت نہیں پہنچ سکا۔ حالانکہ حکومت نے میرے ایک سوال کے جواب میں یقین دہانی کرائی تھی کہ نیا پل جلد

تعمیر ہو جانے کا اور عوام کی تکلیف رفع کرنے کے لیے فوری متبادل انتظام بھی کیا جائے گا۔ یہ وعدہ اب تک پورا نہیں ہوا۔

3 نومبر 1989ء کو مجھے ختم نبوت کانفرنس ربوہ میں خطاب کرنے کے لئے شمولیت کرنا تھی۔ لیکن پل بند ہونے کی وجہ سے دیر سے وہاں پہنچا اور منتظر سامعین سے خطاب نہ کر سکا۔ واپسی پر مجھے جھنگ ڈی۔ سی صاحب کی میٹنگ میں شمولیت کرنا تھی۔ پھر اسی مصیبت سے دو چار ہو گیا اور اس رکاوٹ کی وجہ سے میٹنگ میں شامل ہونا میرے لیے ناممکن ہو گیا۔ جس سے میرے سرکاری کام میں خلل واقع ہوا ہے اس سے نہ صرف میرا بلکہ ان جملہ معزز اراکین کا استحقاق مجروح ہوا ہے جنہیں اس پل سے گزرتے ہوئے اس المیہ سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ لہذا میری استدعا ہے کہ اسمبلی کی کارروائی روک کر اس تحریک پر بحث کی اجازت فرمائی جائے تاکہ مخلوق خدا کو اس عذاب سے نجات دلانے کی کوئی صورت نکالی جا سکے۔

جناب سپیکر! یہ نہایت اہم مسئلہ ہے جس سے لاکھوں انسانوں کو دوچار ہونا پڑتا ہے۔ چینوٹ کے پل پر سے ہمارے پنجاب اور بنوں، کوہاٹ، ڈیرہ اسماعیل خان اور سرحد کے علاقہ کی گزرگاہ ہے۔ میں نے اس کے لیے علیحدہ تجاویز بھی دی ہیں۔ اگرچہ اس پل کا منصوبہ بن رہا ہے۔ اگر وہ منصوبہ بنے گا بھی تو اس پر تین چار سال لگیں گے۔ اس پل کی مرمت ٹریفک کو روک کر چند گھنٹے کی جاتی ہے۔ آدھ آدھ گھنٹے ٹریفک رک جاتی ہے اور مسافروں کو اس تکلیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے کہ اس کا اندازہ بیان سے باہر ہے۔ اس میں ہر قسم کے مسافر ہوتے ہیں۔ میں نے سیکرٹری مواصلات کو بھی تجویز پیش کی تھی کہ یا تو آپ یک طرفہ بیڑیوں کا پل بنا دیں۔ خاص کر موسم سرما میں پانی خشک رہتا ہے اور اس لیے اگر بیڑیوں کا پل ہو جائے تو یک طرفہ ٹریفک چل سکتی ہے۔ دوسری تجویز یہ تھی کہ جب تک نیا پل نہیں بنتا اس پرانے پل کی ایسی مرمت کر دی جائے جو چار سال تک کام دے سکے۔ اس کی بھی ایک تجویز ان کی خدمت میں پیش کی چونکہ آج کل دریا خشک ہوتا ہے۔ اگر وہ پل مکمل طور پر بند کر دیا جائے۔ جب تک پرانا پل صحیح مرمت نہ ہو جائے۔ کیونکہ فنڈز تو یہ مہیا کرتے ہیں اور ریلوے والے اس کی مرمت کرواتے ہیں۔ اگر ان کو فنڈز مہیا کر دیے جائیں ایک پل مکمل بند کر کے ایک راستہ دریا کے نیچے سے چالو کر دیا جائے۔ اس طرح ایک پل مکمل ہونے کے بعد دوسرے کی مرمت کر دی جائے۔ اس طریقے سے اس پریشانی اور تکلیف کو دور کیا جا

سکتا ہے۔ جو حضرات اس راستہ سے گزرتے ہیں ان کو اس پریشانی کا اندازہ ہو سکتا ہے کہ کتنی پریشانی اور تکلیف ہوتی ہے۔ جن حضرات کا اس راستہ سے گزر نہیں ہے وہ اس کا اندازہ نہیں کر سکتے۔ اس لیے میں جناب کی وساطت سے توجہ دلاؤں گا کہ اس اہم مسئلے اور اس تکلیف دہ شکایت کا فوری طور پر ازالہ کرنے کے لیے فوری اقدام کریں۔ جیسے میں نے عرض کیا ہے کہ یہاں بیڑیوں کا پل بنایا جائے۔ ایک پل مکمل بند کر کے ایسا پل بنایا جائے۔ جو تین چار سال نکال سکے۔ اور نیچے سے گزرگاہ بنائی جائے ایک اور طریقہ ہے جس سے یہ تکلیف کم ہو سکتی ہے کہ طالب والا پتن کا پل جس کی مدت تکمیل پوری ہو چکی ہے وہ اب تک مکمل نہیں ہو سکا۔ اگر اس طالب والے پل کی طرف توجہ کر کے اس کو مکمل کر کے چالو کر دیا جائے۔ تو بھی آدھی سے زیادہ ٹریفک ادھر سے گزرے گی اور مسافروں کی تکلیف کسی حد تک کم ہو جائے گی۔ یہ بڑی اہم تجاویز ہیں اس سے لاکھوں انسان متاثر ہوتے ہیں۔ اس لیے میں جناب کی وساطت سے توجہ دلاؤں گا کہ اس اہم مسئلہ کے حل کے لئے کوئی فوری اقدام کیے جائیں۔

جناب سپیکر، جناب لاءمنسٹر صاحب

وزیر قانون ، جناب سپیکر! یہ ٹیکنیکل تحریک استحقاق نہیں بنتی جہاں تک مولانا صاحب نے فرمایا ہے کہ اس سلسلے میں میری رات کو منسٹر سی اینڈ ڈبلیو سے بات ہوئی تھی۔ یہ پل مرکزی حکومت کے تحت آتا ہے۔ اور صوبائی حکومت مرکزی حکومت کو پہلے بھی لکھ چکی ہے۔ اس سلسلے میں اگر مولانا کوئی ریزولیشن لے آتے تو پھر یہ اسمبلی کی طرف سے مرکزی حکومت کو بھیجا جا سکتا تھا صوبائی حکومت اپنی طرف سے اس تکلیف کو رفع کرنے کی پوری کوشش کر رہی ہے۔ اور جس حد تک مرکزی حکومت سے فنڈ فراہم کرانے کا تعلق ہے اس کے لئے بھی حکومت پوری پوری کوشش کر رہی ہے۔ میں مولانا کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ جس وقت یہاں منسٹر سی اینڈ ڈبلیو موجود ہوں تو ہم اکٹھے مل کر اس بارے میں مزید کوشش کریں گے کہ ان کا مسئلہ جلد حل کیا جا سکے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی ، جناب والا! میں نے یہ کہا ہے کہ یہ پل صوبائی حکومت کے ماتحت ہے۔ البتہ وہ چونکہ ڈبل پل ہے' نیچے سے گاڑی گزرتی ہے تو پل کی مرمت محکمہ ریلوے کے زیر انتظام ہوتی ہے۔ نیا پل صوبائی حکومت نے بنانا ہے اس کا منصوبہ بھی انہوں نے کچھ بنا لیا ہے لیکن ابھی تک کام شروع نہیں کیا گیا ہے۔ میں نے دو تجاویز پیش کی ہیں۔ ایک یہ کہ جو طالب والا پل ہے

اسے فوری طور پر چالو کر دیا جائے اور دوسرا یہ کہ اس پل کی مرمت محکمہ ریلوے کرتا ہے۔ اس کے لیے ایک پل کو بند کر کے اگر آپ راستہ نیچے سے بنا دیں اور انہیں مکمل فنڈ دے دیے جائیں وہ ایک پل مکمل مرمت کریں جو تین چار سال نکال سکے ۔ اس کے بعد دوسرا پل بند کر دیا جائے۔ نیچے سے راستہ بن سکتا ہے۔ آج کل سردیوں میں دو تین ماہ دریا خشک ہے اور نیچے سے راستہ ہو سکتا ہے۔ اس لئے ان کو فنڈز مکمل دے دیے جائیں اور اس کی مرمت ایسی کر دی جائے جو تین چار سال نکال سکے۔ اس کے سوا اس کا کوئی حل نہیں۔

ڈاکٹر ضیاء اللہ خان بنگش ، جناب والا! میری یہ تجویز ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب اپنی خصوصی گرانٹ میں سے مولانا صاحب کے پل کا مسئلہ حل کر دیں۔

جناب جاوید محمود گھمن ، جناب سپیکر ! سارے ہاؤس کی باری ختم کر کے چنیوٹی صاحب کو آؤٹ آف ٹرن باری دی گئی تھی۔ اگر یہی استحقاق بنتے ہیں تو یہاں ہمارے وزیر مواصلات وتعمیرات بھی بیٹھے ہوتے ہیں سیالکوٹ میں سے تو آنے کی کوئی جگہ ہی نہیں ہے۔ اس لئے سب سے بڑا استحقاق تو میرا بنتا ہے اگر یہ استحقاق بنتا ہے تو پھر ہم سیالکوٹ سے آ ہی نہیں سکتے۔ چنیوٹی صاحب! سیالکوٹ سے نہ ٹرین کے ذریعے آیا جا سکتا ہے' نہ سڑک کے ذریعے آیا جا سکتا ہے اور نہ جہاز کے ذریعے آیا جا سکتا ہے۔ آپ تو ماشاء اللہ پھر بھی آ سکتے ہیں۔ اگر اسی طرح استحقاق کی تحاریک دی جاتی رہیں تو پھر اس ایوان کا خدا حافظ ہے۔

جناب سپیکر، آپ ذرا بات سنیے۔ آپ نے خیال نہیں فرمایا۔ ان کی تحریک استحقاق آؤٹ آف ٹرن نہیں لی گئی ۔ یہ اپنی باری پر لی گئی ہے۔ آپ کی اطلاع درست نہیں۔

راجہ صفدر حسین ، جناب سپیکر ! پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب سپیکر، جی راجہ صاحب !

راجہ صفدر حسین ، جناب والا! ابھی جب مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب اپنی تحریک استحقاق پر اپنی Short Statement دے رہے تھے تو انہوں نے فرمایا تھا کہ میرے ایک سوال کے جواب میں جو اسمبلی میں پہلے آیا تھا یہ کہا گیا تھا کہ یہ پل بنا دیا جائے گا۔ لیکن اس کے بعد جناب دریشک صاحب نے یہ فرمایا کہ یہ پل صوبائی حکومت کے دائرہ اختیار میں نہیں۔ یہ اکثر دیکھنے میں آیا ہے کہ سوالات کے جوابات جو اسمبلی میں آتے ہیں وہ وزراء صاحبان غلط دیتے ہیں۔ میں آپ سے یہ رولنگ چاہوں گا کہ

آپ کے دائرہ اختیار میں کوئی ایسی چیز ہے کہ وزراء صاحبان کو آپ جھوٹ بولنے سے منع فرما سکیں؟

نواب زادہ غضنفر علی گل ، جناب والا! مولانا صاحب کی تحریک استحقاق اس لئے بنتی ہے کہ سوال کے جواب میں یہ یقین دہانی کرائی گئی تھی اور اب تک پل نہیں بنایا گیا۔

جناب سپیکر، مجھے افسوس ہے کہ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں۔ جی لاء منسٹر صاحب! مولانا صاحب کی تحریک استحقاق پر آپ کچھ مزید کہنا چاہیں گے؟

وزیر قانون ، جناب سپیکر! میں نے پہلے آپ کی خدمت میں ایک ٹیکنیکل اعتراض پیش کیا ہے کہ یہ تحریک استحقاق نہیں بنتی۔

جناب سپیکر ، جی وہ ہو گیا۔

وزیر قانون ، جناب والا! اس کے باوجود میں نے مولانا صاحب کی خدمت میں گزارش کی ہے کہ اس معاملے میں' میں اور مولانا صاحب وزیر مواصلات وتعمیرات سے مل کر ان کی تجاویز پر عمل در آمد کرنے کے لئے اس مسئلے کو حل کرنے کے لیے پوری کوشش کرتے ہیں۔

جناب سپیکر، مولانا صاحب! اب آپ اپنی تحریک استحقاق کو پریس کرتے ہیں یا نہیں؟

مولانا منظور احمد چینوٹی، جناب والا! جب تک یہ مسئلہ حل نہیں ہوتا میں اس کو پریس کرتا ہوں اور اگر وزیر موصوف مجھے یقین دہانی کراتے ہیں کہ دو چار دن میں اس مسئلہ پر بیٹھ کر بات کرتے ہیں کہ جو تجاویز قابل عمل ہیں ان پر عمل کرتے ہیں اور اس مسئلہ کو حل کر لیتے ہیں تو پھر میں پھر پریس نہیں کروں گا۔

جناب سپیکر، وہ یقین دہانی کرا چکے ہیں لہذا آپ پریس نہیں کرتے۔

مولانا منظور احمد چینوٹی، جی بہتر۔

جناب سپیکر، اگلی تحریک استحقاق سید ذاکر حسین شاہ کی ہے ----- جی نوابزادہ صاحب

نواب زادہ غضنفر علی گل ، جناب والا! آپ کی رولنگ کیا ہے؟ کیونکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگرچہ مولانا نے اپنی اس تحریک کو پریس نہیں کیا لیکن مجھے یہ اعتراض ہے کہ وزیر قانون کا یہ فرمانا کہ یہ نہیں بنتی۔ یہ بنتی ہے۔ وہ اور بات ہے کہ وہ اس پر زور نہ دیں۔ اگر بنتی ہو اور زور نہ دیں تو وہ اور بات ہے۔

جناب سپیکر، نوابزادہ صاحب! یہ تحریک استحقاق واپس ہو چکی ہے اور انہوں نے اسے پریس نہیں کیا۔ یہ معاملہ Dispose of ہو چکا ہے اور اب آپ کو اس پر اعتراض کرنے کا یاد آیا ہے۔ جناب سید ذاکر حسین شاہ صاحب! اگلی تحریک استحقاق۔

بجلی کی تقسیم کے نظام کو صوبائی تحویل میں لینا

سید ذاکر حسین شاہ ، جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ صوبائی وزیر قانون و آبپاشی جناب سردار نصراللہ خان دریشک کا ایک بیان روزنامہ "جنگ" میں 18 نومبر 1989ء کو شائع ہوا جس میں انہوں نے کہا کہ صوبائی حکومت نے بجلی کی تقسیم کے نظام کو اپنی تحویل میں لینے کا بنیادی کام مکمل کر لیا ہے۔ صوبائی حکومت آئین کے تحت یک طرفہ طور پر بجلی کی تقسیم کے نظام کو اپنی تحویل میں لینے کی مجاز نہیں اور بجلی کی تقسیم کے نظام کی واپڈا سے کسی دوسری اتھارٹی کو منتقلی وفاقی حکومت اور واپڈا کی رضا مندی کے بغیر نہیں ہو سکتی۔ آئین کی دفعہ 143 اور 137 کے تحت صوبائی اسمبلی بجلی کی تقسیم کے نظام کے بارے میں قانون سازی نہیں کر سکتی۔ کیونکہ اگر وفاقی قانون پہلے سے موجود ہو تو صوبہ اس پر عمل کا پابند ہوتا ہے۔ اس وقت صورت حال یہ ہے کہ بجلی کے بارے میں واپڈا ایکٹ 1958ء اور بجلی ایکٹ 1958ء بجلی سے متعلق تمام امور و معاملات کا اختیار واپڈا کو دیتا ہے۔ آئین کی وفاقی قانون سازی کی فہرست کے حصہ دوم کے اندراج نمبر 3 کے مطابق واپڈا اور اس کے تمام منصوبے اور سکیمیں وفاقی Subject ہیں چنانچہ واپڈا سے بجلی کا نظام کسی دوسری اتھارٹی کو منتقل کرنا بھی وفاقی Subject ہے صوبائی وزیر قانون و آبپاشی نے بجلی کی تقسیم کے نظام کو یک طرفہ طور پر اپنی تحویل میں لینے کا اعلان کر کے آئین اور وفاقی قوانین کی خلاف ورزی کی ہے اور بجلی کا نظام تقسیم take over کرنے کا اعلان کر کے جس کے بارے میں صوبائی اسمبلی قانون سازی کی مجاز ہی نہیں پورے ایوان کا استحقاق مجروح کیا ہے۔ اس تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

وزیر امداد باہمی (الحاج رانا پھول محمد خان) ، جناب سپیکر ! اگر آپ اجازت دیں تو میں تحریک استحقاق کے سلسلے میں ایک نکتۂ وضاحت پیش کرنا چاہتا ہوں -----

جناب سپیکر، میرے خیال میں اس کا جواب لاءمنسٹر صاحب کو دینے دیں تو زیادہ بہتر ہو گا۔

وزیر امداد باہمی ، جناب والا! لاءمنسٹر صاحب تو جواب دیں گے لیکن میں ایک چھوٹی سی وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، رانا صاحب! اس میں اگر کوئی چیز تشنہ رہ گئی تو پھر آپ سے دریافت کر لیں گے۔

سید ذاکر حسین شاہ ، جناب والا! میں Short statement دینا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، جی شاہ صاحب! آپ Short Statement دیں۔

سید ذاکر حسین شاہ ، جناب سپیکر! میں آپ کی خدمت میں دو باتیں پیش کرنا چاہتا ہوں کہ اس قسم کی جو تحاریک استحقاق ہوتی ہیں کیا وہ واقعی تحاریک استحقاق بنتی ہیں؟ میں اس موضوع پر بھی دو تین منٹ لوں گا اور پھر یہ ثابت کروں گا کہ یہ آئین کی خلاف ورزی ہے۔

جناب سپیکر! یہ جو مسئلہ استحقاق ہے اس کے بارے میں اسمبلی کے قواعد و ضوابط میں پانچ شرائط ہیں جس میں شرط اول یہ ہے کہ "مسئلہ آئین' کسی قانون یا کسی قانون کے تحت وضع کردہ قواعد کے تحت عطا کردہ استحقاق سے متعلق ہو گا۔" اب جناب والا! جب کسی قانون یا آئین کی خلاف ورزی ہوتی ہے تو اس ایوان کا استحقاق مجروح ہوتا ہے۔ ہمارے ممبر ہونے کا جتنا بھی استحقاق ہے یہ آئینی ہے۔ ہم نے اس آئین کے تحت حلف اٹھایا ہے اس لیے ہم اس ایوان کے ممبر کہلانے کے مستحق ہوئے ہیں تو ہمارا ممبر ہونا بھی آئین کا مرہون منت ہے اگر ہم آئین کے تحت حلف نہ اٹھاتے تو ہم اپنے آپ کو ممبر نہیں کہلا سکتے تھے اور ہمیں جتنی بھی مراعات حاصل ہیں وہ سب اس آئین کے تحت حلف اٹھانے کی وجہ سے حاصل ہوئی ہیں۔ اب جہاں بھی آئین کی خلاف ورزی ہو گی وہاں پر ممبر کا اور اس پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوتا ہے۔

جناب سپیکر! نمبر 2 ۔ صوبائی حکومت کو پتا ہے کہ وہ یہ کام آئین کے تحت نہیں کر سکتی اس کے باوجود اس کام کے کرنے کا اعلان کر دیا جائے۔ میں آپ کے سامنے آئین کی متعلقہ دفعات پڑھتا ہوں اور وزیر قانون صاحب نے کہا ہے کہ ان دفعات کے تحت صوبائی حکومت یہ کر سکتی ہے۔ انہوں نے 157 کی دفعہ پر انحصار کیا ہے اور اس دفعہ کو انہوں نے isolation میں پڑھا ہے دنیا بھر میں آئین کی توضیح اور تعبیر اور آئین کی تعبیر اور تشریح کے مسلمہ اصول اور قواعد و ضوابط ہیں یہ نہیں کہ آئین کی کسی ایک دفعہ' آئین کے کسی ایک جزو اور' آئین کے کسی ایک حصہ کو پیش نظر رکھ کر اس کی من مانی تعبیر کر کے اس کے اوپر اتنا بڑا فیصلہ کر دیا جائے۔ آئین کی توضیح و تعبیر

اور آئین کی تشریح کا طریقہ کار اور اس کا مسلمہ اصول یہ ہے' اس کا مسلمہ انداز یہ ہے کہ آئین کو بحیثیت مجموعی دیکھا جاتا ہے۔ آئین کی روح کو پیش نظر رکھا جاتا ہے اور آئین کے تمام اجزا اور آئین کی تمام دفعات اور تمام حصوں کو ملا کر پڑھا جاتا ہے۔ اب میں آئین کی دفعات 142 اور 143 پڑھوں گا تو صورت حال واضح ہو جائے گی۔ جناب سپیکر! آپ آئین کی دفعہ 142 (بی) کو ملاحظہ فرمائیں،

142 (b)- Majlis-e-Shoora (Parliament), and a Provincial Assembly also, shall have power to make laws with respect to any matter in the Concurrent Legislative List

اب جناب والا! مشترکہ قانون سازی کی فہرست میں اگر کوئی موضوع شامل ہے تو اس پر صوبائی اسمبلی اور پارلیمنٹ دونوں کو قانون سازی کے اختیارات حاصل ہیں اب چونکہ بجلی مشترکہ قانون سازی کا موضوع نمبر 34 ہے اس لحاظ سے بقول وزیر قانون یا ان کی نظر میں صوبائی اسمبلی اس پر قانون سازی کر سکتی ہے لیکن 142 کو 143 کے ساتھ ملا کر ہی صورت حال واضح ہو جاتی ہے جناب والا' 143 کو ملاحظہ فرمائیں،

143- If any provision of an Act of a Provincial Assembly is repugnant to any provision of an Act of Parliament which Parliament is competent to enact, or to any provision of any existing law with respect to any of the matters enumerated in the Concurrent Legislative List, then the Act of Parliament, whether passed before or after the Act of the Provincial Assembly, or, as the case may be, the existing law, shall prevail and the Act of the Provincial Assembly shall, to the extent of the repugnancy, be void. ***

اب143 میں دو نکات واضح ہوتے ہیں:۔ 1۔ کہ صوبائی مشترکہ قانون سازی کی فہرست میں شامل موضوعات کے بارے میں صوبائی اسمبلی کا حق قانون سازی پارلیمنٹ کے حق قانون سازی یا اختیار قانون سازی کے تابع ہے۔

*** Inconsistency between Federal and Provincial laws.

2۔ اگر صوبائی اسمبلی کوئی ایسا قانون بناتی ہے جو کسی وفاقی قانون سے متصادم ہو تو وہ کالعدم ہو جائے گا اور وفاقی قانون Prevail upon کرے گا اور اس کی صوبائی اسمبلی کے پاس کردہ ایکٹ پر اہمیت ہو گی۔

جناب والا! 143 کے تحت بجلی کے موضوع کے بارے میں یہ صوبائی اسمبلی کیوں قانون سازی نہیں کر سکتی اس لیے کہ واپڈا ایکٹ 1958ء موجود ہے پہلے سے وفاقی قانون موجود ہے الیکٹریسٹی ایکٹ 1910ء بھی وفاقی قانون ہے اور یہ بھی موجود ہے اب دو قوانین ' الیکٹریسٹی ایکٹ اور واپڈا ایکٹ 1958 موجود ہیں ان قوانین کی موجودگی میں پنجاب اسمبلی کو کسی صورت میں بھی یہ اختیار نہیں کہ وہ قانون سازی کرے۔ پھر واپڈا ایکٹ 1958 کے تحت بجلی کی تقسیم ' بجلی کا پورا سسٹم' بجلی کا پورا نظام ' بجلی کی پوری Modalities ' بجلی کے پورے فنڈز ' مالی اور انتظامی تمام اختیارات واپڈا کے پاس ہیں اور واپڈا وہ subject ہے جس کا اندراج وفاقی قانون سازی کی فہرست میں نمبر 3 پر ہے۔ اس کے بارے میں آپ حصہ دوم ملاحظہ فرمائیں وہاں پر واپڈا کی تمام سکیمیں' واپڈا کے تمام Project وفاقی subject ہیں۔ اب صوبائی اسمبلی وفاقی subject کے بارے میں قانون سازی نہیں کر سکتی۔

چودھری صداقت علی : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب سپیکر ۔ کیا میرے دوست ذاکر شاہ صاحب Short Statement دے رہے ہیں یا Long Statement دے رہے ہیں؟

جناب سپیکر : یہ ٹھیک پوائنٹ آف آرڈر بنتا ہے۔ یہ بات Short statement سے بڑھ گئی ہے---
شاہ صاحب' آپ اسے Wind up کریں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ! کیا پارلیمانی سیکرٹری کا یہی کام ہے کہ یہ Short Statement ہے یا Long Statement ہے؟

جناب سپیکر : یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں------ سید ذاکر حسین شاہ صاحب

سید ذاکر حسین شاہ : جناب سپیکر! میں اپنے اختتامی کلمات میں آپ سے استدعا کروں گا چونکہ واپڈا وفاقی subject ہے آئین کے تحت ہماری اسمبلی اس کے بارے میں قانون سازی نہیں کر سکتی۔ صوبائی اسمبلی کو بجلی کی تقسیم کا نظام take over کرنے کا کوئی آئینی اور قانونی اختیار حاصل نہیں۔ یہ صوبے اور مرکز کے درمیان محاذ آرائی کے جنون میں اتنا بڑا یک طرفہ طور پر اعلان کیا گیا ہے۔ میں آپ سے استدعا کرتا ہوں کہ اس معاملے کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔ اس معاملے کی چھان

بین کی جائے اور وہاں حکومت پنجاب بھی اپنا نقطہ نظر پیش کرے۔ آئین کی حدود کے اندر رہتے ہوئے اس مسئلے کو حل کیا جائے۔ مجھے امید ہے کہ آپ میری اس اہم تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سپرد فرمائیں گے۔

جناب سپیکر: اور پھر جو استحقاق کمیٹی اس پر فیصلہ دے دے گی اس پر عمل درآمد ہو جائے گا۔۔۔

NAWABZADA GHANZANFARI ALI GUL: This question is not to be put to us by the Chair. Let us see the guts of the Law Minister on this issue.

سید ذاکر حسین شاہ: جناب سپیکر! اگر استحقاق کمیٹی کا فیصلہ متفقہ اور آئین کے مطابق ہوا تو بہتر ہو گا اور اگر وہ آئین کے مترادف ہوا تو جہاں صوبائی اسمبلی ایکٹ نہیں بنا سکتی تو اس کی قائم کردہ استحقاق کمیٹی کو آئین کے خلاف کوئی رائے دینے کا حق حاصل نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی! لا منسٹر

وزیر قانون: جناب سپیکر! سب سے پہلے میرا technical objection ہے کہ جناب والا کی اس بارے میں رولنگز ہیں کہ کسی اخباری خبر کو وہ تحریک استحقاق کے لئے بنیاد فراہم نہیں کر سکتے۔۔۔۔

چودھری محمد وصی ظفر: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ آپ کی سینٹ نے جو اس ملک کا سب سے بڑا ادارہ ہے۔ اس نے اخباری اطلاعات پر تحریک استحقاق منظور کی ہیں۔ یہ رولنگز اب تبدیل ہو گئی ہیں۔ ہم چونکہ ان کی پیروی کر رہے ہیں۔ یہ جو بجٹ کا اور دوسرا سارا معاملہ ہے تو جناب سینٹ نے اخباری اطلاعات پر تحریک استحقاق کمیٹی کے سپرد کی ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! لا منسٹر صاحب کو اپنی بات مکمل کرنے دیں۔

وزیر قانون: جناب والا! ہم تو اپنے بھائیوں کی بات بہت تحمل سے سنتے ہیں۔ میں توقع کرتا ہوں کہ ایک بہت اہم issue کے بارے میں جناب شاہ صاحب نے اتنی لمبی چوڑی بات کی ہے تو ان کو بھی میری بات مہربانی کر کے غور سے سن لینی چاہیئے۔ جناب والا! ایک تو یہ ہے۔ دوسرا یہ ہے کہ ویسے بھی شاہ صاحب کی یہ تحریک استحقاق نہیں بنتی۔ اس سے معزز رکن کا کسی قسم کا استحقاق مجروح نہیں ہوا۔ آئینی طور پر جو حق ان کو قانون نے اور آئین نے دیا ہو اس پر تحریک استحقاق بنتی ہے۔ اس میں ان کا کوئی استحقاق مجروح نہیں ہوا لیکن اس کی باوجود چونکہ میرے معزز بھائی نے اس بارے میں کافی تفصیل سے بات کی ہے تو میں بھی اپنا نقطہ نظر پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا۔ جناب والا! بات یہ

ہے کہ ایک تو ان کی یہ بات بالکل غلط ہے کہ ہم یک طرفہ طور پر کسی کام کو یعنی بجلی کو take over کرنا چاہتے ہیں یا یک طرفہ طور پر ہم کوئی Legislation لانا چاہتے ہیں۔ اس سلسلے میں ہماری واپڈا والوں کے ساتھ باقاعدہ بات چیت ہو رہی ہے۔ ہماری میٹنگز ہوئی ہیں جس میں چیئرمین واپڈا آیا ہے اور واپڈا کے لوگ آئے ہیں۔ یہ آئین کے آرٹیکل 157 کے تحت صوبائی حکومت کر رہی ہے۔ میں ہاؤس کے استفادہ کے لیے اسے پڑھتا ہوں۔

157 (2) "The Government of a Province may-

(a) to the extent electricity is supplied to that Province from the national grid, required supply to be made in bulk for transmission and distribution within the Province.

(b) levy tax on consumption of electricity within the Province.

(c) construct power houses and grid stations and lay transmission lines for use within the Province, and

(d) determine the tariff for distribution of electricity within the Province."

جناب والا! ہم جو بھی اپنا home work کر رہے ہیں' state work کر رہے ہیں وہ آرٹیکل 157 کو بنیاد بنا کر کر رہے ہیں۔ کوئی یک طرفہ کارروائی کرنے کا پنجاب حکومت نہ ارادہ رکھتی ہے اور نہ ہی کسی قسم کی اس بارے میں legislation کرنے کی فی الحال کوئی تجویز زیر غور ہے۔ جناب والا! اب اس کی distribution کو اپنی تحویل میں لینے کا' پنجاب حکومت نے یہ جو جذباتی سلسلہ شروع کیا ہے اس کی ہمارے پاس بڑی ٹھوس وجوہات ہیں جس وجہ سے بجلی کو پنجاب حکومت اپنی تحویل میں لینا چاہتی ہے۔ جناب والا! جب یہ ہوگا کہ وفاقی وزیر بجلی اپنے علاقے میں جا کر یہ حکم دیں گے کہ فلاں یونین کونسل کا چیئرمین' یونین کونسل حضرت والے کا چیئرمین چونکہ وزیر آب پاشی و قوت برقی سردار نصر اللہ دریشک کا خاص الخاص معتمد ہے اور اس کا supporter ہے اور آئی جے آئی کا آدمی ہے اس لئے اس کا ٹرانسفارمر اتار لیا جائے اور اس دیہات کی بجلی بند کر دی جائے تو جب مرکزی حکومت اس قسم کی حرکتیں کرے گی اور جب مرکزی حکومت کے جو زعما ہیں وہ اس قسم کی غلط انفرمیشن جناب وزیراعظم پاکستان کو دیں گے تو میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں جیسا کہ میں نے پہلے

بھی وولر بیراج کے سلسلہ میں یہ عرض کیا تھا کہ جناب وزیراعظم کو مرکزی حکومت کے لوگ غلط انفرمیشن فراہم کر کے ان کی پوزیشن بھی خراب کرتے ہیں اور عوام کو بھی اہم امور کے بارے میں غلط تاثر دینے کی کوشش کرتے ہیں مثلاً یہ کہ وولر بیراج کا کام پیپلز پارٹی کی حکومت کے دور میں بند ہوا ہے حالانکہ یہ اکتوبر 87ء میں بند ہوا ہے۔ اس کی تائید جناب صدر مملکت نے اپنی تقریر میں کی ہے۔ اس طریقے سے یکم دسمبر کو محترمہ وزیراعظم پاکستان نے جب قوم سے خطاب کیا تو اس میں بجلی کے بارے میں خصوصی طور پر کہا ہے۔۔۔

سید ذاکر حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! لاہنسٹر صاحب کو اپنی بات مکمل کر لینے دیں۔۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب سپیکر! میں اس کے متعلق ایک بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: اس بات کے متعلق اگر کوئی بات ہے تو پھر آپ دوبارہ کر لیجیے گا۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب سپیکر! میں نے یہ کہا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! اگر آپ اپنی کوئی وضاحت کرنا چاہتے ہیں تو اس کی پوائنٹ آف آرڈر پر اجازت نہیں۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب سپیکر! وہ اس کی admissibility پر بولیں کہ آئین کے تحت صوبائی حکومت یا صوبائی اسمبلی کو قانون سازی یا نظام ٹیک اوور کرنے کا کیا حق ہے؟ یہ وولر بیراج اور دوسری غیر متعلق باتیں کر رہے ہیں کہ ٹرانسفارمر اتار لیا۔ یہ وزیر قانون کی طرف سے کوئی معقول وجہ نہیں۔ وہ اس کی admissibility پر بولیں اور ایوان میں لوگوں کو قائل کریں۔

MR. SPEAKER: Shah Sahib, take your seat, take your seat please, this is not a point of order. Take your seat.

خواجہ محمد یوسف: پوائنٹ آف آرڈر سر۔

جناب سپیکر: جی خواجہ صاحب۔

خواجہ محمد یوسف: جناب سپیکر! یہ ابھی وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ وفاقی حکومت کے وزراء وزیراعظم کو غلط مشورے دیتے ہیں اور وہاں پر غلط فیصلے ہوتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ صوبائی

حکومت کے دائرہ اختیار میں اس قسم کی باتیں کرنے کا کوئی حق نہیں اور یہ اس ہاؤس میں فیصلہ ہو چکا تھا کہ ہم آئندہ اس قسم کے الزامات اور اس قسم کی باتیں یہاں پر نہیں کریں گے تاکہ یہاں پر ماحول ٹھیک رہے تو میں گزارش کروں گا کہ وزیر صاحب کے الفاظ کو حذف کیا جائے اور آئندہ کے لیے ہدایت کی جائے کہ یہاں ایسی باتیں نہ کی جائیں۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں ہمیں کوئی ایسی بات نہیں کرنی چاہیئے جس سے دوسروں کی دل آزاری ہو لیکن اس میں الفاظ کے حذف کرتے وقت اس بات کا بھی خیال رکھنا ہوگا کہ اگر کوئی الفاظ غیر پارلیمانی ہیں تو ان کو حذف کیا جانا ضروری ہے۔ اور اگر آپ کسی کو کہیں کہ وہ غلط فیصلہ کر رہے ہیں یا کسی منسٹر کے بارے میں بات آئے کہ وہ غلط مشورہ دے رہے ہیں تو یہ ایسے الفاظ نہیں، چاہے یہ کسی کے بارے میں بھی ہوں کہ یہ کوئی غیر پارلیمانی ہیں یا ان کو حذف کرنے کی ضرورت ہے۔

خواجہ محمد یوسف: جناب سپیکر! گزارش یہ تھی کہ جب یہ فیصلہ ہوگیا تھا کہ یہاں پر ہم اس قسم کی باتیں نہیں کریں گے تو پھر اس قصے کا یہاں پر ذکر کیا ہے؟ یہ تو بات کریں اپنے پنجاب میں یہاں پر بجلی لگانے کی، اپنے گرڈ سٹیشن بنانے کی، اپنا طریقہ جو کرنا چاہتے ہیں اس کے متعلق بات کریں۔ لیکن یہ وجہ کیوں بیان کی جاتی ہے کہ جو وفاقی وزیر ہیں وہ وزیراعظم کو غلط مشورے دیتے ہیں۔ یہ ایک الزام ہے اور کسی کی غیر حاضری میں اس طرح کے الزامات دینا میں سمجھتا ہوں کہ یہ مناسب نہیں اور اخلاقی طور پر بھی بری بات ہے۔

جناب سپیکر: جی لا منسٹر صاحب۔۔۔

وزیر قانون: جناب مجھے نہایت افسوس سے عرض کرنا پڑتا ہے کہ میں نے ایک تو وفاقی وزرا نہیں کہا۔ میں نے وفاقی حکومت کے زعما کا لفظ استعمال کیا ہے اور میری بات ابھی تک معزز اراکین نے پوری نہیں سنی۔ میں تو اپنا یہ point plead کر رہا تھا کہ غلط اطلاعات فراہم کر کے ساری قوم کو ایک غلط تاثر دیا جاتا ہے اور پھر جب حقیقت سامنے آتی ہے تو اس طریقے سے جناب وزیراعظم کی پوزیشن پر بھی کوئی اچھا تاثر نہیں پڑتا۔ عوام کی نظر میں اور بین الاقوامی سطح پر بھی کوئی اچھا تاثر نہیں پڑتا۔ میں تو یہ عرض کر رہا تھا کہ یکم دسمبر کو جب وزیراعظم پاکستان نے قوم کو اپنی گزشتہ سال کی کارکردگی کے بارے میں آگاہ کیا، تو اس میں انہوں نے یہ فرمایا کہ ہمارے دور میں، اس سال

سارے پاکستان میں چار ہزار گاؤں کو بجلی مہیا کی گئی جبکہ گزشتہ سال صرف 200 گاؤں کو بجلی مہیا کی گئی۔ میں اس پوائنٹ کی تصحیح کے لیے دور بیراج کا حوالہ بھی دے رہا تھا کہ اس قسم کی باتیں جو کہ غلط بیانی یا غلط انفرمیشن پر ہوں' میں اپنی پریس کانفرنس میں بھی اس بات کا ذکر کر چکا ہوں' ان باتوں کا محترمہ وزیراعظم صاحبہ کو بھی اور ہمارے معزز اراکین جو کہ اپوزیشن میں بیٹھے ہیں' ان کو بھی نوٹس لینا چاہیے کہ ان باتوں سے کسی کی بھی عزت افزائی نہیں ہوتی ہے۔ ابھی ہمارے ایک معزز رکن یہ فرما رہے تھے کہ ہمارے وزراء غلط جواب دیتے ہیں' آپ اس چیز کا نوٹس لیں۔ وزیر تو ایک سال یونٹ' ٹائنی یونٹ کا ٹائنی سا وزیر اگر غلط بیانی کرتا ہے تو ان کو اس بات کی اتنی تکلیف ہوتی ہے اور جب وزیراعظم پاکستان نیشنل ہک اپ پر ساری قوم سے خطاب کرتے ہوئے' جو غلط اطلاع ان کو فراہم کی جاتی ہے' اس کو وہ پیش کرتی ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس سے نہ ہمارے ملک کی عزت میں اضافہ ہوتا ہے اور نہ ہی وزیراعظم کی عزت میں اضافہ ہوتا ہے اور نہ ہی اس سے ہماری اپوزیشن کی عزت میں اضافہ ہوتا ہے۔ تو میں یہ عرض کرنا چاہتا تھا کہ یہ کہا گیا کہ صرف 200 دیہات کو گزشتہ سال بجلی مہیا کی گئی تو میں ریکارڈ کو درست کرنے کے لئے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ 1987-88ء میں 896 دیہات تو صرف پنجاب میں electrify ہوئے اور 192 اضافی بستیوں کو electrify کیا گیا۔ جناب والا! اس ایوان کو یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ ہماری کارکردگی اچھی رہی' ہم اس سلسلہ میں بالکل پیچھے نہیں رہے۔ 1972ء سے لے کر 1977ء تک پانچ سال کے عرصہ میں جب پیپلز پارٹی کی حکومت تھی اس وقت پانچ سالوں میں صرف 1582 دیہات کو بجلی مہیا کی گئی۔ جس کی اوسط 316 بنتی ہے۔ ہماری مسلم لیگ کی حکومت میں سال 1985 تا 1988 3602 تک دیہات کو electrify کیا گیا اور اس کی اوسط 1201 دیہات ایک سال میں بنتے ہیں۔ 316 کے مقابلہ میں 1206 دیہات اور علاوہ ازیں 374 اضافی بستیاں electrify ہوئیں تو جناب والا! مجھے نہایت دکھ سے کہنا پڑتا ہے کہ اس سال انہوں نے 1090 دیہات کو بجلی مہیا کی ہے جس میں سے ایک دیہات بھی ایسا نہیں جو کہ حکومت پنجاب کے مشورے سے کیا گیا ہو۔

جناب سلمان تاثیر، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، آپ لاء منسٹر صاحب کو اپنی بات مکمل کر لینے دیں' اگر آپ کو کسی بات سے اختلاف ہے تو ذرا حوصلہ سے سن لیجئے اس کے بعد اگر آپ بات کرنا چاہیں تو آپ بات کر سکتے ہیں۔ سلمان

تاثیر صاحب! اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا ہے۔ ان کو بات مکمل کر لینے دیں۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ڈاکٹر بنگش آپ بھی حوصلہ رکھیں۔ تشریف رکھیں۔

وزیر قانون، ذرا سچی بات سننے کا حوصلہ پیدا کریں۔ اس میں کوئی حرج والی بات نہیں ہے ہم نے تو بڑے حوصلے سے آپ کی بات سنی ہے۔ آپ بھی اپنے اندر حوصلہ پیدا کریں۔ جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پنجاب گورنمنٹ نے ایک اضافی بستی میں بجلی کی فراہمی کے لیے رقم جمع کرائی، ہمارے ایک معزز منسٹر نے اس دیہات کی electrification کے لیے اپنے حلقہ نیابت سے اس دیہات کا نام دیا، پیسے پنجاب گورنمنٹ کے تھے۔ ہمارے مرکزی وزیر صاحب کے حکم سے اس علاقہ میں بجلی کے جو کھمبے پڑے ہوئے تھے وہ بھی اٹھوا دیے۔ تو میں اس ضرورت کی اہمیت جناب والا کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں کہ صوبہ پنجاب مجبور ہو کر electrification کو take over کر رہا ہے، خوشی سے نہیں کر رہا۔ اس ظلم کی وجہ سے یہ کر رہا ہے۔" ہم آہ بھی بھرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام" ۔ ۔ ۔ انہوں نے 1090 دیہات کو electrify کیا ہے۔ کیسے؟ اس کے لیے کوئی رولز اور پروسیجر کا خیال نہیں رکھا گیا ہے۔ ہم جب دیہات کو بجلی مہیا کرتے تھے اس میں یہ مقرر تھا کہ اتنی آبادی ہونی چاہیئے، اتنا ایریا ہونا چاہیئے۔ اتنا فاصلہ ہونا چاہیئے۔ کوئی بھی کسی چیز کو انہوں نے مد نظر نہیں رکھا ہے۔ ہمارے ایک دیہات میں بجلی مہیا کی گئی۔ وہاں تقریباً 500 مکانات ہیں۔ 200 پیپلز پارٹی سے متعلقہ ہیں۔ اور 300 آئی جے آئی سے متعلقہ ہیں۔ اور مسلم لیگ سے متعلقہ ہیں۔ تو جو 200 پیپلز پارٹی سے منسلک ہیں ان کو بجلی ملے گی اور جو آئی جے آئی والے ہیں ہم ان کو کہیں گے کہ تم کو بجلی نہیں ملے گی۔ یا آکر تم لوگ ہمارے ساتھ قرآن اٹھاؤ کہ آئندہ ووٹ ہمیں دوگے۔ جناب والا! جب اس قسم کا ظلم ہو گا۔

ظلم پھر ظلم ہے بڑھتا ہے تو مٹ جاتا ہے۔
خون پھر خون ہے بہتا ہے تو جم جاتا ہے

(نعرہ ہائے تحسین)

ان کو اس قسم کا ظلم نہیں کرنا چاہیئے۔ وفاقی حکومت اب بھی جس طریقہ سے پہلے بھی صوبائی حکومت village electrification کے لئے لسٹ فراہم کرتی تھی اور صوبائی حکومت کی فراہم کردہ لسٹ پر واپڈا عمل درآمد کرتا تھا۔ میں نے اس بارے میں چیئرمین واپڈا سے بات کی ہے۔ انہوں

نے لکھ کر بھیجا ہے کہ صوبائی حکومت یا چیف منسٹر اگر کسی بھی قسم کا village electrification کا آرڈر کرے تو اس کو قطعی طور پر نظر انداز کر دیں۔ تو جناب والا! آپ بتائیں کہ ہم village electrification کو take over نہ کریں تو کیا کریں اور کہاں جائیں؟ میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم آرٹیکل 157 کے تحت یہ کارروائی کر رہے ہیں اور ہم کرنا چاہتے ہیں اور ہم ضرور کریں گے اور ہم آئین کے عین مطابق عمل کریں گے۔ آئین کی خلاف ورزی قطعی طور پر نہیں کریں گے اور ان الفاظ کے ساتھ میں جناب والا کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ انہوں نے presumption پر تحریک دی ہے۔ انہوں نے یہ خیال کیا ہے کہ پنجاب حکومت یک طرفہ کارروائی کر رہی ہے اور پنجاب اسمبلی اس پر legislation کرنا چاہتی ہے اور یہ سمجھتے ہیں کہ پنجاب اسمبلی اس کو غیر آئینی طور پر چلانا چاہتی ہے۔ ہم یہ آئین کے مطابق کریں گے اور یہ تحریک استحقاق technically نہیں بنتی۔

جناب سپیکر: سلمان تاثیر صاحب! آپ اس تحریک استحقاق پر کچھ کہنا چاہتے ہیں یا آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتے ہیں؟ ارشاد فرمائیے۔

جناب سلمان تاثیر: جناب میں پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہوں گا۔ جناب والا! میں یہ عرض کروں گا کہ سردار صاحب نے بڑی درد بھری آواز میں بتایا کہ ان کا کوئی ٹرانسفارمر لے گیا اور ان کے حلقے میں بجلی کی فراہمی کے بارے میں ظلم ہو رہا ہے۔ اس لئے ہم واپڈا کی take over distribution کر رہے ہیں۔ تو میری تجویز یہ ہے کہ یہ اپنی پنجاب پولیس کو باز کریں کہ ہمارے پیپلز پارٹی کے ایم پی ایز اور لوگوں کی گرفتاری کرنا بند کر دیں تو پھر آپس میں ہمارا مک مکا ہو سکتا ہے۔ یا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ یہ واپڈا لے لیں اور ہم پنجاب پولیس take over کر لیں گے۔ یعنی یہ طریقہ کیا ہے کہ میرا کوئی ٹرانسفارمر اٹھا کر لے گیا ہے تو اس لئے ہم واپڈا کی distribution لے رہے ہیں۔ اور پھر جس طرح سے انہوں نے فرمایا کہ اس زمانے میں اتنی village electrification ہوئی' سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ اس وقت یہ خود پیپلز پارٹی میں تھے۔ اس زمانے میں He was in Peoples Party at that time اور اب بھی کوئی پتا نہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس وقت واپڈا کی village electrification کی استطاعت کچھ اور تھی۔ دس بارہ سال پہلے اور تھی اور اب کچھ اور ہے۔ یعنی اس طرح سے بے بنیاد مقابلہ کرنا یا حوالہ دینا اس کا کوئی جواز نہیں۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ اس طرح

کی باتیں وزیر قانون کو زیب نہیں دیتی ہیں۔

جناب سپیکر: جناب سلمان تاثیر صاحب! مجھے افسوس ہے کہ یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں۔ شاہ صاحب! آپ یہ بتائیں کہ اس سلسلہ میں آپ کا استحقاق کہاں مجروح ہوا ہے؟ اس تمام لا منسٹر صاحب کی statement کے علاوہ آپ ٹیکنیکلی بات کریں--- سردار سکندر حیات پوائنٹ آف آرڈر پر بات کریں گے۔

SARDAR SIKANDAR HAYAT KHAN: Sir, you have told Mr. Salman Taseer that this is not a point of order but I was wondering on what point did the Law Minister speak He spoke about electricity He wants the electricity to go to every village I would like the Law Minister to have a look at the budget

جناب سپیکر: آپ بات سمجھنے کی کوشش فرمائیے کہ شاہ صاحب نے ایک تحریک استحقاق move کی ہے۔ انہوں نے اپنی تحریک استحقاق پڑھی ہے۔ اس پر انہوں نے اپنی Short Statement دی ہے۔ اب اس کا طریقہ کار یہ ہے کہ چیئر نے دونوں کا Point of view معلوم کرنا ہے۔ کہ اس تحریک استحقاق کے بارے میں آپ کا Point of View کیا ہے۔ اس لئے لا منسٹر صاحب کا یہ استحقاق ہے کہ کسی بھی تحریک استحقاق پر وہ اپنی حکومت کا نقطہ نظر بیان کریں۔ اس کے مطابق انہوں نے اپنا نقطہ نظر بیان کیا ہے۔

SARDAR SIKANDAR HAYAT KHAN: Sir, with all the respect I would say that if it was only a 'nukta nazar' with regard to these things, it would have been alright He was comparing to the speeches. He is again wanting and he is one of them who wants the Federation and the province to fight. In that case if we say that look at the budget, the previous budget which was passed in June last, in that budget not a penny was kept for the district of Attock If we give them electricity, then there will be no electricity where People's Party candidates have been elected

جناب سپیکر، رانا بھول محمد خان۔

وزیر امداد باہمی، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! مجھے شاہ صاحب کی تحریک استحقاق پر خوشی ہوتی اگر وہ قاعدہ اور قانون کے مطابق ہوتی۔ انہوں نے قاعدہ نمبر 55 کا حوالہ دیا ہے کہ آئین کی خلاف ورزی ہوئی ہے۔ جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ شاہ صاحب کی یہ تحریک قابل قبول نہیں۔ قاعدہ نمبر 55 میں لکھا ہوا ہے کہ تحریک استحقاق وہ ہوگی۔ جس میں آئین کی پامالی ہوئی ہو۔ قاعدہ نمبر 55 میں یہ لکھا ہوا ہے کہ مسئلہ استحقاق پیش کرنے کا حق مندرجہ ذیل شرائط کے تابع ہوگا۔

(اول) مسئلہ آئین، کسی قانون یا کسی قانون کے تحت وضع کردہ قواعد کے تحت عطا کردہ استحقاق سے متعلق ہوگا۔

جناب والا! یہاں پر آئین کی پامالی پر اس ایوان کا کوئی تعلق نہیں۔ اگر مرکزی حکومت کے اختیارات میں کوئی مداخلت ہوئی ہے تو پھر استحقاق کا مسئلہ قومی اسمبلی میں پیش ہو سکتا ہے۔ مرکزی وزراء یا مرکزی حکومت کے کسی معاملے کا استحقاق اس ایوان میں پیش نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ ہمارے دائرہ اختیار سے باہر ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ رانا صاحب کو میں نے پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنے کی اجازت دی ہے۔ آپ سب لوگ تشریف رکھیں۔

وزیر امداد باہمی، جناب سپیکر! میں یہ گزارش کروں گا کہ آئین اور قانون کے تابع جو استحقاق بنتا ہے۔ وہ اس معزز ایوان کے ارکین کا بنتا ہے۔ اس میں آئین کا کوئی دخل نہیں۔ کہ آئین کے مسئلے پر استحقاق کی تحریک پیش ہو۔ اس لیے یہ قابل اخراج ہے اور آپ اسے آؤٹ آف آرڈر قرار دیں۔ شکریہ۔

جناب فضل حسین راہی، جناب والا! اسمبلی میں جب کوئی پوائنٹ آف آرڈر پیش کیا جاتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اسمبلی کی کارروائی قانون کے مطابق نہیں ہو رہی۔

جناب سپیکر، یعنی رولز کی violation ہو رہی ہے۔

جناب فضل حسین راہی، جناب والا! جب پوائنٹ آف آرڈر پر ہی غلط باتیں ہو رہی ہوں تو اس کو روکنے کا طریق کار کیا ہے۔ میرا مطلب یہ ہے کہ پوائنٹ آف آرڈر پر آپ نے رانا صاحب کی جتنی لمبی تقریر کروائی ہے۔ کیا اتنی لمبی تقریر پوائنٹ آف آرڈر پر ہو سکتی ہے؟

جناب سپیکر، پوائنٹ آف آرڈر جو کہ procedural matters کے بارے میں نہ ہو اور اسمبلی کی موجودہ کارروائی میں کسی قسم کی بے ضابطگی کے بارے میں نہ ہو تو وہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہوتا۔ اگر اس پر رانا پھول محمد خان تقریر کریں تو بھی نامناسب ہے۔ فضل حسین راہی اس پر تقریر کریں تو بھی نا مناسب ہے یعنی جو بھی اس پر تقریر کرے نا مناسب ہے۔ سید ذاکر حسین شاہ سے میں یہ گزارش کروں گا کہ آپ اس تحریک استحقاق کی admissibility کے بارے میں مجھے convince کیجئے۔ آپ مجھے یہ بتائیں کہ اس تحریک استحقاق میں آپ کا استحقاق کہاں مجروح ہوا ہے؟ آپ مختصراً دو منٹوں میں اس کی وضاحت کریں۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب والا! میں نے اپنی تحریک استحقاق پڑھنے کے بعد ابتدائی کلمات میں یہ کہا تھا کہ میں اس ایوان کا ممبر ہوں تو اس آئین کی وجہ سے، یعنی میرا ممبر ہونا بھی اس آئین کا مرہون منت ہے۔ جہاں کہیں بھی آئین کے تحت دیے گئے استحقاق کی خلاف ورزی ہوگی، جہاں کہیں بھی صوبائی حکومت آئین کی خلاف ورزی کرے گی تو پوری اسمبلی کا استحقاق مجروح ہوگا۔ کیونکہ یہ اسمبلی بھی آئین کے تحت قائم ہے۔ اگر اس پوری اسمبلی کے استحقاق کی بنیاد آئین ہے اور یہ اسمبلی خود آئین کی دھجیاں بکھیرنا شروع کر دے۔ خود آئین کی پامالی کر دے تو پھر کیا ہوگا؟ آپ اس بات کو مدنظر رکھیں کہ یہ روایت بن چکی ہے کہ جب تک کسی ممبر اسمبلی کو کھے نہ مارے جائیں اس وقت تک استحقاق مجروح نہیں ہوتا۔ یہ تاثر اب ختم ہونا چاہیئے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ آئین اور قانون کی خلاف ورزی سے استحقاق مجروح نہیں ہوتا؟ ہوتا ہے۔ چیئرمین سینٹ جناب وسیم سجاد نے اٹارنی جنرل یحییٰ بختیار کے بارے میں کہا ہے کہ ان کی تقرری آئین کے خلاف ہوئی ہے۔ اس بنیاد پر تحریک استحقاق کو admit کیا ہے۔ حال ہی میں وزراء کے استعفوں کے بارے میں ان کے سابق وزیر قانون چودھری عبدالغفور نے قومی اسمبلی میں تحریک استحقاق پیش کی ہے کہ یہ غیر آئینی معاملہ ہے۔ لہذا جہاں کہیں بھی غیر آئینی معاملہ ہو تحریک استحقاق پیش ہوسکتی ہے۔ سپیکر نے یہ رولنگ دی ہے کہ استعفے ابھی صدر کو نہیں پہنچے اس لیے جناب سپیکر! میں آپ سے بھی گزارش کروں گا کہ آپ یہ روایت قائم کریں۔ جہاں کہیں بھی آئین کی خلاف ورزی ہوگی قوانین کی خلاف ورزی ہوگی وہاں پر پوری اسمبلی کا استحقاق مجروح ہوتا ہے اور اگر آپ اس کا نوٹس نہیں لیں گے تو یہ روز اسی طرح آئین کی خلاف ورزیاں ہوتی رہیں گی۔

نمبر 2۔ میں یہ حلفاً کہتا ہوں اور بڑے دکھ کے ساتھ کہتا ہوں کہ جناب وزیر قانون نے میری کسی ایک بات کا بھی دلیل کے ساتھ جواب نہیں دیا۔ جناب والا یہ وزیر قانون جو مرکزی وزراء پر الزام تراشیاں کر رہے ہیں۔ اور خود وزیر قانون میری بات کا صحیح طرح سے جواب نہیں دے رہے۔ میں کچھ کہہ رہا ہوں اور یہ جواب کچھ دے رہے ہیں۔ سیکرٹری صاحب بھی ان کے جواب پر ہنس رہے ہیں اور جناب دستی صاحب بھی ان کے پہلو میں بیٹھے ہنس رہے ہیں۔ آپ خود انصاف کریں آپ اس کرسی پر بیٹھے ہیں۔ قومی اسمبلی کے سپیکر جناب معراج خالد کی طرح آپ سب کو یکساں طریقے سے دیکھیں۔ آج اگر ان کا قد بڑھا ہے تو اس وجہ سے کہ وہ اپوزیشن کو بھی ایک نظر سے دیکھتے ہیں۔ آپ بھی یہ جانتے ہیں کہ انہوں نے میرے دلائل کا صحیح طرح سے جواب نہیں دیا۔ بلکہ غیر متعلقہ باتیں کی ہیں۔ صوبائی وزیر قانون کو تو مستعفی ہو جانا چاہیے۔ اگر وہ آئینی نکات کا جواب نہیں دے سکتے تو ان کا وزیر قانون رہنا ہی استحقاق مجروح کرنے کیلئے کافی ہے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، پوائنٹ آف آرڈر۔ افغانستان کے وزیر ریلوے سے کسی صحافی نے پوچھا کہ افغانستان میں تو ریلوے ہے ہی نہیں تو آپ وزیر کس چیز کے ہیں؟ تو اس نے جواب دیا پنجاب میں وزیر قانون موجود ہے تو میرا وزیر ریلوے ہونے میں کیا حرج ہے؟ (قہقہے)

چودھری محمد وصی ظفر، جناب سپیکر! سید ذاکر حسین شاہ کی جو تحریک استحقاق ہے اس کا جو لب لباب ہے وہ اتنا ہے کہ Federal legislative list اور Provincial Legislative list دو علیحدہ لسٹیں ہیں۔ واپڈا جو ہے Federal list کے تیسرے نمبر پر موجود ہے۔ لہذا اس پر صوبہ پنجاب لیجسلیشن کر ہی نہیں سکتا۔ یہ چل پڑتے ہیں آرٹیکل 156 اور 157 پر۔ اس میں تو صوبوں کے حقوق اور دوسری باتیں ہیں۔ یہاں پر تو یہ ہو رہا ہے کہ لاکھوں روپے کے اشتہارات مرکزی حکومت کے خلاف اس طرح دیے جا رہے ہیں جیسے پنجاب انڈیا کا صوبہ ہے اور مرکز میں انڈیا کی حکومت ہے اور آپس میں جنگ کرنی ہے۔ حالانکہ کھاد انہوں نے خود بلیک کروائی ہے۔ کیونکہ کھاد کی distribution صوبائی حکومت کا کام ہے۔ خود اس کو سٹور کر لیا ہے اور خود ہی بلیک کروائی ہے خود ہی یہ صورت حال پیدا کروا کے خود ہی اشتہار دے رہے ہیں ایسے معلوم ہوتا ہے کہ پنجاب بغاوت کر کے انڈیا کے ساتھ مل چکا ہے۔ اور انہوں نے اب باقاعدہ مرکز کے خلاف بندوقیں اٹھا لی ہیں۔ اس لیے جناب والا! آپ جب تک ان چیزوں کا نوٹس نہیں لیں گے یہ معاملہ آگے بڑھتا رہے گا۔ جناب پر فرض عائد ہوتا ہے

جو کچھ یہ چاول کے بارے میں کپاس کے بارے میں فضولیات بیان کر رہے ہیں اور جنگ و جدل کی صورت پیدا کر رہے ہیں اس کا نوٹس سپیکر پنجاب اسمبلی کو لینا ہو گا۔ نہیں تو تاریخ کبھی سپیکر کو معاف نہیں کرے گی۔ اس وقت سپیکر کو اپنے فرائض غیر جانب داری سے سر انجام دینے ہوں گے۔ جناب والا! یہ ایسی کوئی statement نہیں دے سکتے جو چیز Federal legislative list میں آتی ہو۔ اس حساب سے یہ تحریک استحقاق بنتی ہے۔ (شور)

جناب سپیکر، آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ وصی ظفر صاحب تشریف رکھیں۔ یہ آئین کی interpretation کا مسئلہ ہے جو سید ذاکر حسین شاہ صاحب نے اپنی تحریک استحقاق کی صورت میں point out کیا ہے۔ اس پر وزیر قانون نے اپنا نقطہ نظر پیش کیا ہے اس پر میں اپنے فیصلے کو موخر کرتا ہوں اور اس پر میں اپنا تفصیلی فیصلہ دوں گا۔ میرے خیال میں تحاریک استحقاق کو اگلے روز ٹیک اپ کریں گے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، جناب والا! نکتہ ذاتی وضاحت۔

جناب سپیکر، نوابزادہ صاحب! اس میں آپ کے بارے میں تو کوئی بات نہیں ہوئی ہے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، جناب والا! یہ کاشت کاروں اور کسانوں کے بارے میں بات ہوئی ہے جس پر رانا صاحب نے کہا ہے کہ کاشت کاروں اور کسانوں پر ظلم ہو رہا ہے۔ جناب والا! میں بھی کسان ہوں۔ اس میں میری ذاتی وضاحت ہے۔

وزیر امداد باہمی، جناب والا! یہ کاشت کار نہیں بلکہ نواب زادے ہیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، میں نواب زادہ ہوں' میں زمین دار ہوں۔ اور رانا پھول محمد کا بھتیجا بھی ہوں۔

جناب سپیکر، نواب زادہ صاحب! اس میں آپ کے بارے میں تو کوئی بات نہیں ہوئی۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، جی ہاں ہوئی ہے۔

جناب سپیکر، آپ کا نام لے کر کسی نے بات کی ہے؟

نواب زادہ غضنفر علی گل، جناب سپیکر! رانا صاحب نے کھاد کے بارے میں بات کی ہے-----

چودھری محمد اعظم چیمہ، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، چیمہ صاحب! میں بول رہا ہوں۔

جناب سپیکر ۔ چیمہ صاحب! نواب زادہ صاحب ذاتی نکتہ وضاحت پر بات کر رہے ہیں۔ ان کے بعد آپ بات کریں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، چیمہ صاحب! جب میں کھڑا ہوں تو دوسرا ممبر کھڑا نہیں ہونا چاہیے۔

چودھری محمد اعظم چیمہ، ہم آپ کا احترام کرتے ہیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، میں تو ہر سفید بالوں والے کا احترام کرتا ہوں۔

جناب سپیکر، میرے خیال میں آپ تشریف رکھیں تو ہم اس کارروائی کو آگے بڑھائیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، جناب والا! میں رولز کی بات کرتا ہوں۔

جناب سپیکر ۔ رولز کے مطابق آپ بتا سکتے ہیں کہ اگر آپ کے بارے میں کوئی بات ہوئی ہو۔

نواب زادہ غضنفر علی گل ۔ جناب والا! انہوں نے فرمایا ہے کہ ہم نے کسانوں کا حق مانگا ہے۔ جناب والا! میں کسان ہوں۔ میں تو یہ کہتا ہوں رانا صاحب نے کسانوں کی غیرت کو ایک صنعت کار کے ہاتھ میں بیچ دیا ہوا ہے۔ یہ کسانوں کے حق کی بات کرتے ہیں۔

جناب سپیکر، نواب زادہ صاحب! یہ ذاتی نکتہ وضاحت نہیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، جناب والا! یہ کیا ہے؟

جناب سپیکر، جناب اعظم چیمہ صاحب۔

چودھری محمد اعظم چیمہ، جناب والا! اس کے بعد شاید آپ تحریک التوائے کار کی اجازت دینے والے ہیں۔ ایک اہم مسئلے کے بارے میں سردار زادہ ظفر عباس اور حاجی چن صاحب نے کھاد کے بارے میں ایک تحریک التوائے کار پیش کی ہے۔ یہ بڑا اہم مسئلہ ہے۔ پنجاب میں زرعی صوبہ ہونے کی بناء پر بڑی بے چینی پائی جاتی ہے۔ اور میری یہ گزارش ہو گی کہ آپ اسے بغیر باری کے پڑھنے کی اجازت دیں۔ یہ سب سے زیادہ اہمیت کا مسئلہ ہے۔ جیسے کہ میرے دوستوں نے تفصیل سے اس کو پیش کیا ہے۔ اس تحریک التواء کو پڑھنے اور اس پر بحث کی اجازت دی جائے۔

MR KHALID LATIF KARDAR: Would you please let the House know when the decision would come. at the end or during session When will you give your ruling on the Privilege Motion

جناب سپیکر، کاردار صاحب! اس پر میں جلد ہی اپنی رولنگ دوں گا۔ آپ فکر نہ کریں۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! میری ایک قرارداد ہے۔

جناب سپیکر، اس سے پہلے کہ میں آپ کی قراردادوں کے بارے میں بات کروں میں ایوان اور وزیر قانون کی اطلاع کے لیے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جب پچھلے اجلاس میں' میں موجود نہیں تھا تو سید علی ہارون شاہ صاحب کے سوال نمبر 500 پر یہ بات ہوئی تھی کہ اس سوال کے لیے یہاں ایک الگ نوٹس دیا گیا تھا کہ اس کو ٹیک اپ کیا جائے اور اس پر ایک گھنٹے کا وقت مخصوص کر کے اس پر بحث کی جائے۔ اسی دوران جب یہ بات ہو رہی تھی تو میرے نوٹس میں یہ بات لائی گئی کہ اجلاس غیر معینہ مدت کے لیے ملتوی ہو گیا ہے اور اس پر جو وقت مقرر ہو چکا تھا اس پر بحث نہ ہو سکی۔ عام طور پر جب اجلاس غیر معینہ مدت کے لیے ملتوی ہو جاتا ہے تو اس قسم کے سوالات lapse کر جاتے ہیں۔ لیکن مجھے یہ بتایا گیا ہے کہ جب ہاؤس غیر معینہ مدت کے لیے ملتوی ہو رہا تھا اور اس سوال پر اپوزیشن کے کچھ ارکان وقت مخصوص کروانا چاہتے تھے کہ اس کو آئندہ اجلاس میں زیر بحث لایا جائے گا۔ تو مجھے جناب ڈپٹی سپیکر صاحب نے فرمایا ہے کہ انہوں نے اس پر ہاں کر دی تھی کہ ہاں اس کو اگلے اجلاس میں take up کیا جائے گا۔ اس وقت یہ دوبارہ چودھری وصی ظفر صاحب کی طرف سے پیش کیا گیا ہے۔ تو میں اس پر وزیر قانون کی رائے لینا چاہتا ہوں کہ چونکہ جناب ڈپٹی سپیکر صاحب' جو کہاں وقت ایوان کی صدارت کر رہے تھے انہوں نے اس پر اپنی رضا مندی ظاہر کر دی تھی کہ اس کو اگلے اجلاس میں take up کیا جائے گا۔ اس لیے میں آپ کی رائے لینے کے بعد اس پر اپنا فیصلہ دینا چاہتا ہوں کہ اس کو اس اجلاس میں take up کیا جائے اور اتوار کے روز اس پر ایک گھنٹہ کا وقت مخصوص کیا جاسکتا ہے۔ میرے خیال میں جناب لاہنسٹر اس میں کوئی حرج والی بات نہیں؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! جب جناب ڈپٹی سپیکر صاحب اس پر اپنی رائے دے چکے ہیں تو مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ صرف اتنی گزارش ہے کہ ہمارے معزز اراکین اپوزیشن کے درمیان جو طے ہوا ہے وہ یہ ہے کہ اتوار کے روز امن عامہ کی صورت حال پر بحث ہو جائے۔ یہ فیصلہ ہم ان پر ہی چھوڑتے ہیں کہ چونکہ اس دن امن عامہ کی صورت حال پر بحث کے وقت میں سے ایک گھنٹہ صرف ہو گا۔ کہ Law & Order پر بحث کے لیے وقت تھوڑا رہ جائے گا۔

جناب سپیکر: جناب وصی ظفر صاحب! آپ فرمائیں گے کہ یہ جو سوال ہے جس پر آپ ایک گھنٹے کا

وقت مخصوص کروانا چاہتے ہیں۔ اس کو ہم اتوار کے روز take up کر لیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب نے اس پر ایک گھنٹہ زائد دینا ہے۔ جناب نے نارمل کارروائی کے بعد اس میں ایک گھنٹہ زائد دینا ہے۔

جناب سپیکر، اس کی صورت یہ ہے کہ اس کے لیے ایک گھنٹہ مخصوص کیا جا سکتا ہے۔ اور اگر سپیکر چاہے کہ اس پر خاطر خواہ بحث نہیں ہوئی تو اس میں ایک گھنٹے کا اور اضافہ کیا جا سکتا ہے۔ یہ درست ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا اب Law and Order situation پر بحث ہونی ہے اور وہ اتوار کو ہونی ہے؟ کیا اس روز اس سوال کو take up کیا جائے؟

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا اس سے اگلے اتوار کو کر لیں۔

جناب سپیکر، اس سے اگلے اتوار کو کر لیں۔ تو ٹھیک ہے----- جی---

جناب علی ہارون شاہ ، جناب والا! یہ جو سوال move کیا گیا تھا' میں اجازت چاہوں گا کہ اس پر بات کروں۔

جناب سپیکر، جی۔

جناب علی ہارون شاہ، اس کے اندر رول 52 میں لکھا ہوا ہے۔

"On every Sunday, the Speaker may, on two clear days' notice being given by a member, allot one hour for discussion on a matter of sufficient public importance which has during the last week been the subject of a question, starred or unstarred. Provided that the Speaker may extend the time of sitting for that day by an hour."

جناب سپیکر، فنی طور پر یہ سوال ضابطے کے مطابق اس اجلاس میں دوبارہ take up نہیں ہو سکتا تھا لیکن چونکہ ڈپٹی سپیکر صاحب کہہ چکے ہیں کہ ہم اسے آئندہ اجلاس میں ٹیک اپ کریں گے۔ اب سوال یہ ہے کہ اس کو اس اتوار کو take up کیا جائے یا اگلے اتوار کو take up کیا جائے۔

جناب علی ہارون شاہ، جناب والا! میں اسی کے بارے میں عرض کرنا چاہتا تھا۔

جناب سپیکر، ارشاد فرمائیے۔

جناب علی ہارون شاہ: جناب والا! بات یہ ہے کہ یہ اتوار جو آرہا ہے اور ڈپٹی سپیکر صاحب نے اس بات کو تسلیم کر لیا ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور لاءمنسٹر صاحب کی بھی آپ نے رائے لے لی ہے اور وہ agree کر گئے ہیں کہ اس اجلاس میں اس سوال کو ٹیک اپ کیا جائے۔ تو پھر جو 10 تاریخ کو اتوار آ رہا ہے اس دن بھی یہ اسے ٹیک اپ کریں تو جو لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ ہے جب وہ زیر بحث آئے گا تو اس سے اس سوال کے ٹیک اپ ہونے میں کوئی confusion پیدا نہیں ہوتی۔ میرے خیال میں اس میں واضح طور پر لکھا ہوا ہے کہ۔

"Provided that the Speaker may extend the time of sitting for that day by an hour."

اور یہ واضح طور پر لکھا ہوا ہے کہ اس بحث کے لئے سپیکر صاحب ایک گھنٹہ مخصوص کر دیں تو لہذا Law & Order situation اپنی جگہ زیر بحث آ جائے۔ اور ایک گھنٹہ اس سوال کے لیے علیحدہ مخصوص کر دیں۔

جناب سپیکر: وصی ظفر صاحب! اس کے محرک چاہتے ہیں کہ یہ اس اتوار کو take up ہو۔

چودھری محمد وصی ظفر: جو نارمل وقت ہے آپ اس کا ایک گھنٹہ بڑھا دیں تو ٹھیک ہے۔ یعنی لاء اینڈ آرڈر کو بھی اتنا ہی ٹائم مل جائے اور اگر ایک گھنٹہ مزید بڑھا دیں گے تو پھر اسی اتوار کو ہم اس پر بحث کر لیں گے۔

جناب سپیکر: وصی ظفر صاحب! میں اس بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ آپ یہ بتائیں کہ اس کو اگر اس اتوار کو take up کیا جائے تو پھر اس کو تحریک استحقاق کے بعد ٹیک اپ کر لیں گے اس کے بعد Law and Order situation پر بحث کر لیں گے۔

چودھری محمد وصی ظفر: پھر جناب والا! Law & Order situation کا ایک گھنٹہ بڑھا دیں گے

جناب سپیکر: اس میں possibility ہو سکتی ہے اور یہ ہاؤس کی consensus سے کیا جاسکتا ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر: نہیں جناب۔ وہ تو جناب کی discretion ہے۔ اس میں ہاؤس کا نہیں رول 52 کے تحت اسے جناب نے ہی کرنا ہے۔ سپیکر صاحب نے ہی کرنا ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے شاہ صاحب۔ ہم آپ کے اس سوال کو 10 تاریخ کو ٹیک اپ کریں گے۔

جناب علی ہارون شاہ: جناب والا! اس میں میری گزارش ہے کہ آپ نے امن عامہ پر بحث کے لیے جو

قائم رکھا ہے آپ کو اس میں کمی نہیں کرنی چاہیے کیونکہ اس میں صاف طور پر لکھا ہوا ہے کہ:

"Provided that the Speaker may extend the time of sitting for that day by an hour."

جناب سپیکر: اس کے علاوہ میں ایک گھنٹہ بڑھا سکتا ہوں۔

جناب علی ہارون شاہ: جناب والا! اگر آپ اس میں تھوڑا سا غور سے دیکھیں، تو میں گزارش کرنا چاہوں گا اور میں اسے دوبارہ پڑھتا ہوں، یہاں لکھا ہوا ہے

"On every Sunday, the Speaker may, on two clear day's notice being given by a member, allot one hour for discussion on a matter of sufficient public importance which has during the last week the subject matter of a question, starred or unstarred.

Provided that the Speaker may extend the time of sitting for that day by an hour."

اس میں یہ نہیں لکھا ہوا کہ اگر وقت کم رہ جائے تو آپ بڑھائیں گے بلکہ اس میں باقاعدہ یہ لکھا ہوا ہے کہ اس سوال پر بحث کے لیے آپ علیحدہ ایک گھنٹہ دیں گے۔

جناب سپیکر: اس میں ایسے کریں گے کہ لا اینڈ آرڈر پر پہلے بحث کرلیں گے اور جس وقت اس کا وقت ختم ہو گا تو پھر سوال کو take up کرلیں گے۔

جناب علی ہارون شاہ: اچھا سر اس میں میری ایک گزارش اور بھی ہے کہ جو باقی ممبرز ہیں، اور آپ سب لوگ اگر سمجھتے ہیں کہ اس کو اس اتوار کی بجائے اگلے اتوار کر لیا جائے تو مجھے اس میں کوئی اعتراض نہیں۔ اگر آپ مجھے یہ یقین دہانی کروا دیں کہ اگلے اتوار کو اجلاس ہو گا اور یہ سوال بحث کے لیے take up ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: اس بارے میں کوئی تسلی نہیں دے سکتا۔

جناب علی ہارون شاہ: تو پھر میری گزارش ہے کہ اسے اس اتوار کو take up کیا جائے۔

جناب سپیکر: تو اس کو اس اتوار کو ٹیک اپ کیا جائے گا پہلے Law & Order situation پر بحث ہو جائے گی اس کے بعد اس سوال کو take up کرلیں گے۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

سردار زادہ سید ظفر عباس شاہ، پوائنٹ آف آرڈر سر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی سردار زادہ صاحب! پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

سردار زادہ سید ظفر عباس شاہ، جناب والا! ایک تحریک التوائے کار مونجی کے متعلق دی گئی ہے' کیوں کہ آج اتنا burning issue بنا کھڑا ہے' مونجی کی خریداری کے متعلق اتوار کو وقت دیں یا آج کوئی وقت دے دیں' اس کا نمبر صحیح نہیں ہے فوری طور پر نہیں ہے' اس کے لیے رولز مؤخر کرنے پڑیں گے' چونکہ اس کا تعلق تمام ہاؤس سے ہے' سارے ہاؤس میں زمین دار صاحبان بڑی اکثریت سے ہیں' مونجی کی زبوں حالی ایسی ہے کہ اس پر ایوان کچھ وقت دے تاکہ ہم اس کے متعلق کچھ عرض کر سکیں۔اسے اگر آج ہی take up کر لیں تو نہایت مہربانی ہوگی۔اگر آج take up نہیں کر سکتے تو اتوار کے دن اسے ضرور take up کیا جائے۔ کیونکہ مونجی اور کھاد پنجاب میں بہت بڑا مسئلہ بن چکا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، سردار صاحب! اس میں رولز مؤخر کرنے کے بارے میں ہاؤس کی consent لینی پڑے گی اگر آپ مناسب سمجھیں تو اسے اتوار کو لے آئیں۔

سردار زادہ سید ظفر عباس شاہ، آپ کہہ دیں کہ اسے اتوار کو لیا جائے گا تو ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میرا خیال ہے کہ اس کو اتوار پر رکھ لیتے ہیں۔ جی چیمہ صاحب۔

چودھری محمد اعظم چیمہ، جناب سپیکر! میں نے استدعا کی تھی کہ کھاد کے معاملہ پر ایک تحریک استحقاق ہے اسے آج لے لیں یا اس کے لیے بھی کوئی وقت مقرر کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، چیمہ صاحب! میرا خیال ہے کہ اسے اتوار کے روز رکھ لیتے ہیں زیادہ بہتر رہے گا۔

ایک فاضل ممبر، جناب والا! اس دن سوالات کے متعلق میں نے بھی ایک استدعا کی تھی کہ جب سوالات کا وقفہ ہوتا ہے تو جو ہمیں لکھے ہوئے سوالات ملتے ہیں تو وہ زیادہ ہوتے ہیں اور وقت کم ہوتا ہے اور اس میں وقت ختم ہو جاتا ہے اور باقی سوالات کو ٹیبل پر lay کر دیا جاتا ہے پھر ان پر نہ کوئی سوال ہو سکتا ہے نہ کوئی مزید بات پوچھی جا سکتی ہے عموماً یہ ہوتا ہے کہ جو ضروری سوال ہوتے ہیں ان کو پیچھے کر دیا جاتا ہے تاکہ ان پر بحث کی باری نہ آئے۔ تو گزارش یہ تھی کہ اس کے

لیے کوئی رول وضع کیا جائے یا کوئی ایسے آرڈرز دیے جائیں کہ اس دن اتنے سوال رکھے جائیں جو کہ زیر بحث آسکیں اور lapse نہ ہوسکیں۔ بجائے اس کے کہ اس میں پچاس سوال داخل کر دیے جائیں اور بحث صرف دو پر ہو، معاملہ ختم باقی 48 ٹیبل پر رکھ دیے گئے ہیں، تو جناب اس کے لیے بھی غور کرنا چاہیے۔

تحاریک التوائے کار

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ بجا فرماتے ہیں اس سلسلے میں لاءمنسٹر صاحب سے میٹنگ کر کے دیکھیں گے کہ رولز کے تحت اس کی کیا پوزیشن بنتی ہے۔۔۔ اب ہم تحاریک التوائے کار لے رہے ہیں اور یہ نواب زادہ غضنفر علی گل صاحب کی ہے۔

پی سی ایس ایگزیکٹو برانچ میں براہ راست تقرری سے پی سی ایس افسران میں بے چینی

نواب زادہ غضنفر علی گل : میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کاروائی ملتوی کی جائے مسئلہ یہ ہے کہ 29 ستمبر 1989ء کے قومی اخبارات میں یہ خبر نمایاں طور پر شائع کی گئی ہے کہ صوبائی سلیکشن بورڈ کا اجلاس پھر غیر معینہ مدت کے لیے ملتوی۔ پی سی ایس افسروں کی ترقی کے معاملات پر غور نہیں کیا جاسکا۔ خبر میں مزید کہا گیا ہے کہ یہ اجلاس کافی عرصہ سے التواء کا شکار رہا ہے۔ اور کسی نہ کسی بہانہ اس سے گریز کیا جا رہا ہے۔ اب ایک مرتبہ پھر اجلاس غیر معینہ عرصہ کے لیے ملتوی کر دیا گیا ہے۔ اور پی سی ایس ایگزیکٹو کے افسروں کی ترقی کا مسئلہ کھٹائی میں ڈال دیا گیا ہے۔ پی سی ایس ایگزیکٹو ویلفیئر ایسوسی ایشن کے عہدیداروں نے اس پر تشویش کا اظہار کیا اور مطالبہ کیا ہے کہ سلیکشن بورڈ کا اجلاس بلا تاخیر بلا کر ترقی کے معاملات کو نمٹایا جائے، صوبائی ملازمین کے ساتھ یہ سراسر زیادتی اور ناانصافی ہے۔ حکومت پنجاب جو کہ پنجاب کے حقوق کی ضمن میں بہت زیادہ واویلا کر رہی ہے یہ بات بڑی عجیب لگتی ہے کہ اپنے ہی ملازمین کی حق تلفی کرا رہی ہے نہ صرف یہ بلکہ پی سی ایس ایگزیکٹو برانچ میں براہ راست 19 گریڈ میں باہر سے لوگوں کو adjust کیا جا رہا ہے۔ جو کہ پی سی ایس (ای۔بی) کے رولز کے بھی منافی ہے حکومت کے ان اقدامات سے پی سی ایس افسروں میں سخت بے چینی پائی جاتی ہے۔ لہذا اس اہم مسئلہ کو حل کرنے اور اس پر مزید بحث و تمحیص کے لیے ایوان کی کارروائی ملتوی کی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وزیر قانون و پارلیمانی امور۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! سلیکشن بورڈ کی میٹنگ ایک انتظامی مسئلہ ہے۔ اس میں کوئی ایسا اہمیت عامہ کا مسئلہ نہیں۔ میں معزز رکن کی اطلاع کے لیے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کل مورخہ 5-12-89 کو Selection Board کی میٹنگ ہو چکی ہے جس میں 100 سے بھی زیادہ cases پر فیصلہ کیا جا چکا ہے۔ اس سلسلے میں جناب وزیر اعلیٰ کے نوٹس میں بھی یہ بات گزشتہ cabinet meeting میں آئی تھی اور انہوں نے خصوصی ہدایات جاری کی ہیں۔ Selection Board کی meeting میں تاخیر نہ کی جائے بلکہ باقاعدگی سے ہوا کرے۔ جناب والا! ان حقائق کے پیش نظر اس تحریک التوائے کار کو میں توقع کرتا ہوں کہ نواب زادہ غضنفر علی گل صاحب پریس نہیں کریں گے۔ چونکہ کل اجلاس ہو چکا ہے اور اس میں maximum cases پر فیصلہ بھی ہو چکا ہے۔ آئندہ وزیر اعلیٰ نے ہدایات جاری کر دی ہیں کہ بورڈ کی میٹنگز باقاعدگی سے ہوا کریں۔ شکریہ۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، جناب والا! قبل اس کے کہ آپ رولنگ دیں خدا کا شکر ہے کہ اگر یہ تحریک التوائے کار میں نہ لاتا تو میٹنگ التوا میں ضرور پڑ جاتی۔ کیا وزیر قانون مجھے ازراہ کرم یہ بتائیں گے کہ کتنے افسران کے متعلق اس میٹنگ میں فیصلہ ہوا ہے۔ یہ اسمبلی کا جواب نہیں اخبار میں تو یہ rough statement دے سکتے ہیں۔ آپ اسمبلی کے فلور پر بتائیں کہ وہ میٹنگ جو ان کے بقول ہوئی ہے مجھے اس کا علم نہیں ہے کتنے افسران کے صحیح cases زیر غور آئے ہیں۔

نمبر دو انہوں نے فرمایا ہے کہ یہ اہمیت عامہ کا مسئلہ نہیں۔ انتہائی افسوس کے ساتھ گزارش ہے کہ اگر پی سی ایس افسران کے Selection Board کا مسئلہ اہمیت کا حامل نہیں تو مجھے ان کی عقل پر ماتم کرنا پڑ رہا ہے۔ اور ساتھ ہی کہہ رہے ہیں کہ میٹنگ ہوتی ہے۔ ان کو یہ فرمانا چاہیے کہ اس معاملے کی اہمیت بھی ہے اور ہم نے اس کی اہمیت کو محسوس کرتے ہوئے اس کا اجلاس بلا لیا ہے اور آئندہ وزیر اعظم نے کہا ہے کہ میں پنجاب کا ہم درد ہوں۔ اس لیے آپ اس کو پریس نہ کریں۔ ان سے اتنا مطالبہ ہے کہ انہوں نے کتنے پی سی ایس کے افسران کے cases پر غور کیا ہے؟ اگر یہ مجھے بتا دیں تو میں اپنی تحریک التوائے کار کو پریس نہیں کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نواب زادہ صاحب! میری یہ گزارش ہے کہ آپ نے یہی identical موشن پچھلے اجلاس میں بھی پیش کی تھی۔ جو lapse ہو چکی ہے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، جناب والا ! انہوں نے اعتراض نہیں کیا اس لیے آپ کو اعتراض نہیں کرنا چاہیے ۔ وزیر موصوف کو تو پتا ہی نہیں کہ کیا پیش ہوتا ہے کیونکہ وہ رات کو دیر سے سوتے ہیں اور صبح انہیں پتا ہی نہیں ہوتا کہ یہاں آ کر کیا کرنا ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ نے جس سلسلے میں تحریک پیش کی ہے وہ مسئلہ تو ویسے ہی طے ہو گیا کہ وہ مینٹنگ ہو گئی ہے ۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، ٹھیک ہے میں اس کو پریس نہیں کرتا ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، بڑی مہربانی ۔ اگلی تحریک نمبر 2 نواب زادہ غضنفر علی گل صاحب۔

موضع نانواں شاہ گجرات کی اراضی پر ناجائز قبضہ

نواب زادہ غضنفر علی گل، جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کاروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ باشندگان دیہہ موضع نانواں شاہ شہر گجرات نے بوقت اشتمال ایک سکول کی تعمیر کے لیے 32 کنال رقبہ مختص کیا جو ضلع کونسل گجرات کے نام منتقل کر دیا گیا تاکہ سکول تعمیر کیا جا سکے لیکن تا حال سکول تعمیر نہ ہو سکا۔ اگست 1984ء میں باشندگان دیہہ کی تحریک پر یہ رقبہ ضلع کونسل سے واپس باشندگان دیہہ کو بذریعہ انتقال نمبر 4920 منتقل کر دیا گیا مگر کاغذات مال میں اس پر عمل در آمد تا حال نہ ہوا ہے اور رقبہ بدستور ضلع کونسل کے قبضہ میں ہے حال ہی میں چند اشخاص نے مذکورہ اراضی پر ناجائز قبضہ کر لیا ہے۔ مگر نہ تو ضلع کونسل اور نہ ہی محکمہ مال نے اس سلسلہ میں کوئی کارروائی کی ہے اس سے باشندگان دیہہ میں سخت اضطراب پایا جاتا ہے کیوں کہ اگر رقبہ ضلع کونسل کا ہے تو پھر بھی قبضہ غیر قانونی اور ناجائز ہے اور اگر تمام باشندگان دیہہ کا ہے تو پھر بھی چند اشخاص کا قبضہ غیر قانونی اور ناجائز ہے اس صورت حال کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔

وزیر قانون، جناب والا! اب پھر نواب زادہ صاحب فرمائیں گے کہ میں ان کی ہر بات کو غیر اہم کہتا ہوں۔ میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ اس میں اہم اور فوری معاملہ کون سا آ گیا ہے۔ یہ ایک سکول کا مسئلہ ہے۔ یہ ایجوکیشن کے محکمے کی زمین ہے وہاں کے عوام نے رفاہ عامہ کے لیے زمین دی ہوئی ہے اس پر غیر متعلقہ لوگوں نے قبضہ کر لیا ہے ۔ نواب زادہ صاحب تو ماشا اللہ بڑے قابل احترام ہیں اور

ان کی شخصیت بڑی موثر ہے۔ محکمہ تعلیم یا جو متعلقہ محکمہ ہے اس تک رسائی کر کے اس کو حل کیا جائے۔ یہ تحریک التوائے کار کے لیے فوری اور اہم مسئلہ بن گیا ہے۔ بالکل کوئی اس قسم کی بات نہیں۔ یہ محکمہ تعلیم کی زمین پر قبضہ کیا گیا ہے اس کو خالی کرانے کے لیے محکمہ تعلیم تک رسائی حاصل کریں تو مجھے یقین ہے کہ وہ اس سلسلے میں ضرور کارروائی کریں گے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، جناب والا ! یہ غلط بیانی ہے ۔ یہ محکمہ تعلیم کی زمین قطعاً نہیں یہ زمین ضلع کونسل گجرات کے نام منتقل ہوئی تھی ۔ عدالت نے ضلع کونسل گجرات سے لے کر دوبارہ مالکان دیہہ کو دے دی لیکن اس پر عمل در آمد نہیں ہوا ۔ جناب والا ! اگر سرکاری زمین اور ضلع کونسل کی زمین اور ایک سکول کے لیے مختص زمین پر کچھ لوگ ناجائز قبضہ کر لیں تو یہ اہمیت عامہ کا مسئلہ نہیں تو پھر ان کے صدقے جاؤں یا نہ جاؤں۔

جب رات نہ آئی متوالی تو صبح کا عالم کیا ہوتا

مجھے یہ بتائیں آپ راتوں کو جاگنا چھوڑیں صبح کو آنکھیں کھلی رکھیں ۔ یہی اہمیت عامہ کے مسئلے ہیں۔ آپ کے ذاتی مسئلے اہمیت عامہ کے مسئلے نہیں یہ غلط بیانی ہے کہ یہ زمین محکمہ تعلیم کے ذمے ہے۔ میں اس مسئلہ کو ایوان میں لے کر آیا ہوں۔ اگر وزیر قانون کی مرضی ہے کہ اس سکول کی یا عوام کی زمین پر ایک دو آدمی ناجائز قبضہ کر لیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ یہ میری زمین نہیں۔ الحمد اللہ میری زمین کی طرف کوئی آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھ سکتا ۔ یہ تو حکومت کی زمینیں ہی اتنی یتیم ہوتی ہیں کہ خود وزیر اور اس کے مشیر اپنی approach سے ان پر قبضے کرا دیتے ہیں۔ کیوں کہ اگر پھر میں نے ان کو پیچھے کہا تو ان کو اعتراض ہو گا Henchmen and their lappies ان سے یہ قبضے کرا دیتے ہیں ۔ اور کہتے ہیں کہ یہ کیا ہے ؟ یہ اہمیت عامہ کا مسئلہ نہیں ہے ۔ وہ 34 کنال بے کار زمین ہے ۔ وہ 34 کنال جو کہ بر لب سڑک ہے ' اس کی قیمت کم از کم پچاس ہزار روپے فی مرلہ ہے ۔ اگر پچاس ہزار روپے مرلہ والی زمین پر ' چاہے سرکاری ہو یا عوام کی ہو ' کچھ لوگ زبردستی قبضہ کر لیں تو پھر جناب والا ! آپ یہاں پر فیصلہ کر لیں ۔ یہ میں آپ پر چھوڑتا ہوں کہ یہ اہمیت عامہ کا مسئلہ ہے یا نہیں۔ کیونکہ کسی نے کہا ہے ،

گیت سنا مت اے دیوانے پتھر کی دیواروں کو

They are so thick that nothing goes through their heads۔ میں کیا کہوں ؟ اگر اس کا

پنجابی میں ترجمہ کروں گا تو یہ کہیں گے کہ یہ غیر پارلیمانی ہے۔ But nothing goes through their heads, they are so thick. آپ فیصلہ کر دیں کہ یہ اہمیت عامہ کا مسئلہ ہے یا نہیں؟

جناب فضل حسین راہی، جناب سپیکر! اگر آپ مجھے چند لمحوں کے لیے اجازت دیں تو یہ واقعی شرم ناک بات ہے کہ منسٹر صاحب یہاں فلور پر یہ ارشاد فرمائیں کہ سکول کی زمین پر با اثر لوگوں نے قبضہ کر لیا ہے تو یہ کوئی ایسی اہمیت نہیں رکھتا کہ اس کے لیے اسمبلی کی کارروائی روکی جائے۔ اگر یہ اہمیت نہیں رکھتا تو آپ کسی بھی شہر میں دیکھ لیں۔ میرے اپنے شہر میں، آپ کے شہر میں اور پنجاب کے ہر شہر کے اندر یہ مسئلہ پیدا ہو چکا ہے اور سکولوں کے پلاٹوں پر لوگوں نے قبضے کیے اور قبضے کروائے گئے ہیں۔ یہاں اس طرح سے ان لوگوں کا دفاع کرنا کہ جو لٹیرے ہیں، جو وہاں بچوں کے مستقبل سے کھیل رہے ہیں اور اپنی جائیداد کی خاطر وہ حکومت کو بھی کچھ نہیں سمجھتے، عوام کو بھی کچھ نہیں سمجھتے، وہ یہ کردار ادا کر رہے ہیں اور یہاں منسٹر کھڑے ہو کر ان کا تحفظ کرتے ہیں کہ جی، یہ تو کوئی بات ہی نہیں۔ یہ کوئی اتنی اہم بات نہیں اور اس کے لیے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ ہم تو اس لیے یہاں یہ بات نوٹس میں لائے ہیں کہ حکومت پنجاب کارروائی کرے۔ ان لوگوں کے خلاف کارروائی کرے جنہوں نے حکومت پنجاب کی زمین پر ناجائز قبضہ کیا ہے اور جو بچوں کے مستقبل سے کھیلنے کی بات کر رہے ہیں۔ آپ ان کے خلاف کارروائی کریں۔ جناب سپیکر! چاہیے تو یہ تھا کہ منسٹر صاحب یہاں کھڑے ہو کر آپ کی وساطت سے ہمیں یہ یقین دلاتے کہ اس قبضے کو restore کروائیں گے۔ اس کے بجائے یہ طنز کرتے ہیں اور محرک کو طنز کر رہے ہیں کہ جائیے، آپ کوئی اور طریق کار اختیار کریں۔ حقیقتاً مجھے یہ بات سن کر تکلیف ہوئی ہے اور ہر درد مند شہری کو تکلیف ہو گی۔ جس کا بھی لوٹ مار کرنے کا پروگرام نہیں، اس کو یہ بات سن کر تکلیف ہو گی۔ اگر کسی کا پروگرام لوٹ مار کرنا ہے تو اس کے لیے یہ تکلیف دہ مسئلہ نہیں۔ ہمارے لیے یہ تکلیف دہ مسئلہ ہے۔ میں آپ سے عرض کروں گا کہ کم از کم اس ایوان کے وقار کے پیش نظر اور اس تحریک التواء کے پیش نظر ان کا جو اپنا طریق کار ہے اس کے تقدس کے لیے یہ ذرا اٹھیں اور یہ یقین دہانی کروائیں کہ نہ صرف وہ قبضہ بلکہ پورے پنجاب کے اندر ایسے جتنے قبضے ہیں، ان کے لیے یہ حکومت اپنے سر پر یہاں ایوان میں ذمہ داری لے کہ وہ قبضے restore کروائے گی اور سکول یا جس مقصد کے لیے وہ پلاٹ ہے، وہ مقصد مکمل ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔ آپ بیٹھیے۔

باجی نصرت رشید، جناب والا ! اس سلسلے میں میری بھی ایک گزارش ہے ۔ وہاں ڈاکٹر افضل اعزاز کی مارکیٹ ہے ۔ وہاں دکانیں ہیں ۔ جہاں انہوں نے اپنا دفتر بھی بنایا ہوا ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، بیگم صاحبہ ! اس مسئلے پر کوئی بحث تو نہیں ہو رہی ۔ آپ اس کے لیے الگ موشن دے دیں ۔ آپ تشریف رکھیں ۔ اس کا کوئی تعلق نہیں ۔ آپ اس کے لیے الگ تحریک التوا دے دیں یا کوئی سوال دے دیں ۔

باجی نصرت رشید، جناب والا ! ناجائز قبضے کی بات ہو رہی ہے ۔ تو میں بھی ایک وزیر کی بات بتا دوں کہ انہوں نے بھی ناجائز قبضہ کیا ہوا ہے ۔ اس کو بھی بیچ میں رکھیں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، بیگم صاحبہ ! اس کے لیے ایک موشن دے دیں ۔ اس پر بات ہو جائے گی ۔

میاں اظہر حسن ڈار، جناب والا ! اگر وزیر قانون ان لوگوں کا اسی طرح سے دفاع کرتے رہے تو گوجرانوالہ میں بھی حکومت کی کئی زمینیں ہیں اور موجودہ گورنمنٹ کے ساتھی ان پر ناجائز قبضہ کر رہے ہیں ۔ یہ عوامی مسئلہ ہے ۔ عوام کے لیے سکول بنتے ہیں اور پنجاب حکومت اس طریقے سے ان لوگوں کو support کرتی ہے ۔ اسی لیے پنجاب میں سب سے زیادہ نفرت ہے ۔ یہاں اسی لیے پنجاب کا نعرہ لگاتے ہیں کہ پنجاب کی زمینوں کو اس طریقے سے لوٹا جائے ۔ کروڑوں روپے کی زمینیں ہیں اور چند نام نہاد آدمی ان سے استفادہ کرتے ہیں ۔ غریب مزدور اور کسان کے بچوں کا حق چھین کر یہ نعرہ پنجاب کا لگاتے ہیں اور اسی وجہ سے اس حکومت پنجاب پر لوگ زیادہ تنقید کرتے ہیں کہ چند سرمایہ دار اور چند جاگیردار جن کے ذہن میں یہ بات ہے کہ کسی نہ کسی طریقے سے ناجائز قبضے کرنے ہیں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، آپ سے میری گزارش ہے کہ آپ تشریف رکھیں ۔ میں اس سلسلے میں بات کر لوں۔

سید ذاکر حسین شاہ، پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب سپیکر ! میرے بھائی نواب زادہ غضنفر گل صاحب نے ایک تحریک التوائے کار پیش کی ۔ جناب وزیر قانون کے جواب کی دلیل یہ ہے کہ یہ اہمیت عامہ نہیں رکھتی ۔ جناب والا ! آپ خود یا جناب وزیر قانون اس ایوان کو مطلع فرمائیں کہ اہمیت عامہ کی تعریف کیا ہے ؟ تا کہ یہ تعین کیا جا سکے کہ یہ تحریک التوائے کار اس زمرے میں آتی ہے یا نہیں ؟ وزیر قانون یا آپ خود تعریف کریں کہ اہمیت عامہ کیا ہے ؟

جناب ڈپٹی سپیکر، شاہ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

میاں محمود الحسن ڈار، جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے جناب وزیر قانون سے عرض کروں گا کہ آپ پہلے غضنفر گل صاحب کو قبضے کے متعلق فرما چکے ہیں کہ آپ بھی جا کر کریں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ پریکٹس انہوں نے خود شروع کی ہے۔ میں فیصل آباد کی بات کروں گا۔ وہاں پر سات کنال زمین کم از کم پچاس لاکھ روپے مرلہ کی جگہ ہے۔ وہاں پر آئی جے آئی کے ایم این اے چودھری نذیر اور وہاں کا میئر شیر علی جو کہ ہمارے چیف منسٹر صاحب کا رشتہ دار ہے، انہوں نے خود پریکٹس دی ہوئی ہے کہ جا کر سرکاری زمینوں پر قبضہ کرلیں۔ انہوں نے پٹوں پر لی ہوئی تھی۔ وہاں پر تین سال سے نرسری تھی۔ وہاں پر بھی انہوں نے قبضہ کروایا۔ یہ عادت اچھی نہیں کہ یہ خود جا کر لوگوں کو کہتے ہیں کہ جا کر قبضہ کریں۔ یہ کوئی اچھی پریکٹس نہیں یہاں پر پنجابی کو پنجابی سے لڑا رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اگر اس پر ڈبیٹ ہوئی تو پھر آپ اس پر بات کیجیے۔

میاں محمود الحسن ڈار، میں اس بات کو بڑھاتے ہوئے صرف غضنفر علی گل صاحب کی بات پر عرض کر رہا ہوں کہ جس طرح آپ یہاں پر دھاندلی اور غنڈہ گردی پروان چڑھا رہے ہیں، ناجائز قبضے کروا رہے ہیں خدارا اس کی طرف غور کریں کہ پنجابی پنجابی کو نہ لڑائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔

چودھری محمد شاہنواز چیمہ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! نواب زادہ صاحب کی تحریک التواء کو منظور کریں اور میں آپ سے پنجابی میں بات کرنے کی اجازت چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی چودھری صاحب! آپ بات کریں۔ لیکن پوائنٹ آف آرڈر پر بولیے گا۔ میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ تقریر نہ کیجیے گا اور مجھے اس میں فیصلہ لینے دیجیے۔

چودھری محمد شاہنواز چیمہ، میں پوائنٹ آف آرڈر پر بولوں گا۔ جناب سپیکر! کتنے دکھ کی بات ہے کہ سکولوں پر قبضے کرو، زمینوں پر قبضے کرو، لوگوں کی دیواریں گرادو۔ لیکن تمہیں پوچھنے والا ہی نہیں۔ تم نے تھانے داروں کو کپتان بنا رکھا ہے۔ خدا سے ڈرو۔ خدا کے رسول سے ڈرو۔ وقت تمہیں معاف نہیں کرے گا۔ ایک ایسا وقت آجائے گا جب ان ممبران کو پتا چل جائے گا کہ اس ملک میں سب سے زیادہ برائی کی جڑ پیدا کرنے والے کون ہیں۔ یہاں نعرے پنجاب کے لگاتے ہو اور باتیں کوئی اور کرتے ہو۔ جناب سپیکر! میں ایک عرض کرنی چاہتا ہوں، میں یہاں خدا اور خدا کے رسول کا واسطہ دیتا

ہوں کہ ان حکم رانوں کو کہو کہ لوگوں کی زمینوں، غریبوں کی زمینوں، سکولوں کی زمینوں پر قبضے نہ کریں۔ یہ جائیدادیں نہ بنائیں۔ یہ جائیدادیں نہیں رہیں گی۔ کبھی ایک مارشل لاء ایک کو کروڑ پتی کرتا ہے، دوسرا مارشل لاء دوسرے کو کروڑ پتی کرتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ایک ایسا دور آ جائے کہ یہ بستی سے مٹ جائیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)۔ جناب! میں اُس وقت کے بارے میں جانتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر غیر متعلقہ ہے، جائز نہیں۔ نواب زادہ صاحب آپ بات سن لیں اس کے بعد آپ بات کر لیں۔ جہاں تک اس کی اہمیت کا تعلق ہے اس سے انکار نہیں۔ یہ واقعی ایک بڑا اہم مسئلہ ہے۔ اور اہمیت عامہ کا حامل ہے کہ میں وزیر قانون سے ذاتی طور پر یہ عرض کروں گا۔ یہ مسئلہ اور اس قسم کے اور بھی کئی مسئلے ہیں۔ آپ متعلقہ لوگوں سے بات کر کے ان مسائل کو طے کرائیں۔ تا کہ ان اداروں کی زمینیں بحال ہو جائیں۔ جہاں تک اس کی admisibility کا تعلق ہے۔ آپ اس کو اجلاس میں لائے ہوئے ہیں وہ ختم ہو چکی ہے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: اجلاس ختم ہونے سے قبل جب اجلاس prorogue ہوا تھا۔ آپ نے یہ فرمایا تھا کہ Business will be carried on.

جناب ڈپٹی سپیکر: نواب زادہ صاحب! آپ کو یاد ہو گا۔ اور میں آپ کو ٹیپ چلوا کر سُنا دیتا ہوں میں نے جس بات پر یہ کہا تھا کہ business will be carried on یہ وہی سوال تھا جو آج سپیکر صاحب نے فرمایا بھی ہے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: حکومت نے اجلاس بلایا ہم نے اہمیت عامہ کے مسئلے پر تحاریک التوائے کار دی۔ ان کو یہ پتا چل گیا کہ ہم تو expose ہو رہے ہیں۔ انہوں نے اجلاس ملتوی کر دیا اور اس اجلاس کے ملتوی ہونے کا ایک خاص مقصد تھا کہ یہ تین چار issues انہوں نے نظر انداز کرنے تھے۔ میں نے اجلاس کے ختم ہوتے ہی التوا کی تحریک کو دوبارہ داخل کر دیا تا کہ اس میں discontinuity نہ آئے۔ اگر جناب والا! اہمیت عامہ کا مسئلہ اس اجلاس میں شامل تھا تو آج بھی یہ حکومت کی زمین اسی طرح ہے۔ اگر یہ سکول کی زمین تھی تو آج بھی ہے۔ اس سے حالات تبدیل نہیں ہوئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نوابزادہ صاحب ہم رولز کے باہر نہیں جا سکتے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب والا! رولز حکومت کی زمینوں کو بچانے کے لیے ہوتے ہیں۔

رولز لٹیروں کے لیے نہیں بنائے جاتے ۔ رولز لٹیروں کے خلاف بنائے جاتے ہیں ۔ اور اس مسئلہ پر میں انکوائری کراؤں گا ۔ اور اگر کسی نے اس زمین پر قبضہ کیا ہوا ہے اس سے اس کا اخراج کروں گا ۔ جناب والا ! یہ زمین میرے نام منتقل نہیں ہوئی ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نواب زادہ صاحب ! میں نے وزیر قانون صاحب کو پہلے ہی کہہ دیا ہے۔ کہ ان مسائل کو آپ ذاتی طور پر take up کریں۔ اگر اس میں کوئی ایسی بات ہے تو اُسے حل کیا جائے۔

میاں منظور احمد موہل، جناب سپیکر ! پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب ! یہ اجلاس اراکین پیپلز پارٹی کے ایماء پر بلایا گیا تھا ۔ نواب زادہ صاحب سے صرف یہ ہی کہہ ہے کہ وہ بڑے مدبر ہیں۔ لیکن یہ cross talk کرتے ہیں۔ جو ان کو نہیں کرنا چاہیے ۔ جناب والا! آج بھی یہ حالت ہے کہ کورم اس وقت بھی پورا نہیں۔ میں دوبارہ کہوں گا کہ کورم پورا نہیں۔ اس لیے گنتی کی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، کورم پورا نہیں ۔ گنتی کی جائے ۔ (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی) کورم پورا نہیں پانچ منٹ کے لیے گھنٹیاں بجائی جائیں ۔ (اس مرحلہ پر کورم نہ ہونے کی وجہ سے گھنٹیاں بجائیں گئیں) ایوان میں کورم نہیں لہذا ایوان پندرہ منٹ کے لیے ملتوی کیا جاتا ہے ۔

(12 بجکر 41 منٹ پر ایوان کی کارروائی پندرہ منٹ کے لیے ملتوی کی گئی)۔

(کورم کے وقفہ کے بعد 12 بج کر 58 منٹ پر جناب ڈپٹی سپیکر دوبارہ کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر، گنتی کی جائے۔ کورم پورا نہیں ہے ۔ لہذا ایوان کی کارروائی اتوار 10 ۔ دسمبر 1989، دوپہر دو بجے تک کے لیے ملتوی کی جاتی ہے ۔

(اس مرحلہ پر ایوان کی کارروائی اتوار 10 دسمبر 1989 دوپہر دو بجے تک کے لیے ملتوی کی گئی)۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا آٹھواں اجلاس

اتوار 10 دسمبر 1989ء

(یک شنبہ 11 جمادی الاوّل 1410ھ)

۱۔ صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں 3 بج کر 4 منٹ پر منعقد ہوا۔ جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

قُلْ اِنْ تُخْفُوْا مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ اَوْ تُبْدُوْهُ يَعْلَمْهُ اللّٰهُ ۚ وَيَعْلَمُ مَا
فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۗ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝
يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا ۚ وَمَا عَمِلَتْ مِنْ
سُوْٓءٍ ۚ تَوَدُّ لَوْ اَنَّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهٗٓ اَمَدًا بَعِيْدًا ۗ وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ
نَفْسَهٗ ۗ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌ بِالْعِبَادِ ۝ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ
يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۗ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

سورۃ آل عمران آیات 29 تا 31

(اے پیغمبر! لوگوں سے) کہہ دو کہ کوئی بات تم اپنے دلوں میں مخفی رکھو یا اُسے ظاہر کرو خدا اُس کو جانتا ہے اور جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے اُس کو سب کی خبر ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ جس دن ہر شخص اپنے اعمال کی نیکی کو موجود پائے گا اور اُن کی بُرائی کو بھی (دیکھ لے گا) تو آرزو کرے گا کہ اے کاش اس میں اور اس بُرائی میں دُور کی مسافت ہو جاتی۔ اور خدا تم کو اپنے (غضب) سے ڈراتا ہے۔ اور خدا اپنے بندوں پر نہایت مہربان ہے۔

(اے پیغمبر! لوگوں سے) کہہ دو کہ اگر تم خدا کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو خدا بھی تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ معاف کر دے گا اور خدا بخشنے والا مہربان ہے۔

رُکن اسمبلی کا حلف

(اس مرحلے پر ملک ارشد حسین بیتلا ممبر صوبائی اسمبلی نے حلف اٹھایا)

نوابزادہ غضنفر علی گل، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ ملک ارشد حسین بیتلا نے حلف وفاداری کے دوران لفظ "میں" کے بعد اپنا نام نہیں پڑھا۔ آپ ٹیپ ریکارڈر چلوا کر چیک کروالیں۔ (قطع کلامیاں)

میں تو سپیکر صاحب سے رولنگ مانگ رہا ہوں یہ کیوں شور مچا رہے ہیں؟ لہذا میں یہ گزارش کروں گا کہ ان کا حلف صحیح طرح سے نہیں ہوا۔ کیونکہ انہوں نے "میں" کے بعد اپنا نام نہیں پڑھا۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ براہ راست گفتگو سے اجتناب کیجیے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، جناب سپیکر! اس پر فیصلہ فرمائیں۔

جناب سپیکر، نوابزادہ صاحب تشریف رکھیں۔ وزیر قانون صاحب کچھ کہنا چاہتے تھے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں اس موقع پر جناب ارشد بیتلا کو صدق دل سے مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ کیونکہ اس جنرل الیکشن کے دوران اسی حلقہ انتخاب سے پیپلز پارٹی کی امیدوار سے شکست کھا گئے تھے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اتنے تھوڑے عرصہ کی بعد ان کا بھاری اکثریت سے منتخب ہونا ان کی ذاتی ہر دلعزیزی اور اسلامی جمہوری اتحاد کی پنجاب میں زبردست مقبولیت کا عملی ثبوت ہے۔ (قطع کلامیاں)

میں اپنے بھائی کو اس موقع پر دل کی عمیق گہرائیوں سے مبارک باد پیش کرتا ہوں اور توقع کرتا ہوں کہ وہ اپنے فرائض منصبی جو کہ عوام کے منتخب نمائندے کی حیثیت سے ان کو تفویض کیے گئے ہیں بطور احسن سرانجام دیں گے۔ شکریہ۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں اس بات پر آپ کی رولنگ چاہوں گا کہ کسی ممبر کے حلف اٹھانے کے بعد اس کو مبارک باد دینا۔ اس کے علاوہ وزیر قانون نے جو الفاظ، اور واقعات، لوازمات بیان کیے ہیں وہ ٹھیک ہیں؟ ان آرڈر ہیں۔ کبھی اس سے پہلے ایسا ہوا ہے۔

وزیر امداد باہمی (رانا پھول محمد خان)، جناب والا! خدانخواستہ اگر کل کو نوابزادہ صاحب فوت ہو جائیں

تو اظہار افسوس کے لیے بھی اراکین اسمبلی تقریریں کر سکتے ہیں ۔ موت اور زندگی ، خوشی اور غمی دونوں چیزیں اس بات کی اجازت دیتی ہیں کہ اس پر خصوصی طور پر اظہار خیال کیا جائے ۔

جناب سپیکر، رانا صاحب کا پوائنٹ آف آرڈر جائز ہے ۔ خوشی اور غمی کے موقع پر لوگوں کا اظہار خیال کرنا اور اس کے مطابق اپنے تاثرات کا بیان کرنا ایک فطری بات ہے ۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، جناب والا ! پھر ہمیں بھی اپنے تاثرات بیان کرنے کی اجازت دی جائے ۔

وزیر امداد باہمی، جناب سپیکر ! میں اپنے بچھڑے ہوئے بھائی ارشد میتلا صاحب کو اس ایوان میں حلف اٹھانے پر ، منتخب ہونے پر دلی مبارک باد پیش کرتا ہوں اور اس حلقے کے عوام کے احساس ذمہ داری کی تعریف کیے بغیر نہیں رہ سکتا ۔ جب کہ سابقہ الیکشن میں پیپلز پارٹی والوں نے انہیں دھاندلی کے ذریعے ہرا دیا تھا ۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، آرڈر پلیز ۔ آرڈر پلیز ۔ وصی ظفر صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں ۔

وزیر امداد باہمی، اس بات سے ثابت ہو گیا ہے کہ پیپلز پارٹی کی مقبولیت ختم ہو گئی ہے اور لوگ اسلامی جمہوری اتحاد کو پسند کرتے ہیں ۔ میں ان کے ووٹروں کو داد دیتا ہوں کہ انہوں نے صحیح فیصلہ کیا ہے ۔

جناب سپیکر، رانا صاحب تشریف رکھیں ۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا ! یہ وزیر بے مہار بولتے ہی چلے جا رہے ہیں ۔ ان کو چپ کروائیں ۔

جناب سپیکر، آرڈر پلیز ۔ آرڈر پلیز ۔ رانا صاحب تشریف رکھیں ۔ وصی ظفر صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کریں گے ۔

چودھری محمد وصی ظفر، پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب سپیکر ! میں اس چٹھی 6942/89 کی طرف آپ کی توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں جو ابھی ہمیں سیکورٹی کے سلسلے میں موصول ہوئی ہے ۔ کہ آپ اپنی گاڑیاں فلاں جگہ پر کھڑی کریں ۔ ایک تو جناب والا میں آپ سے وی ۔ وی ۔ آئی ۔ پی ۔ کی وضاحت چاہوں گا کہ وہ صوبہ میں ایک ہے یا ایک سے زیادہ ہیں ؟ اور اس وی ۔ وی ۔ آئی ۔ پی کی کتنی گاڑیاں سامنے لگتی ہیں اس کے ساتھ میں ایک واقعہ بیان کرتا ہوں کہ آج لیڈر آف اپوزیشن اسمبلی کے سامنے

اپنی گاڑی کھڑی کرنے لگے تو ٹریفک پولیس نے سیٹیاں مار مار کر انہیں compound سے نکال دیا۔ اور وہیں پر ایک ڈی۔ آئی۔ جی کی گاڑی کھڑی کر دی۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ آیا وہ ڈی۔ آئی۔ جی وی۔ وی۔ آئی۔ پی ہے؟ جناب والا! ہم قطعاً نائب مستد کی اس چٹھی کو تسلیم نہیں کریں گے کہ ٹریفک پولیس ہمیں سیٹیاں مار مار کر بھگانے ہمیں خود اتنی عقل ہے کہ ہم نے اپنی گاڑی کہاں پر کھڑی کرنی ہے۔ جس کا ڈرائیور نہیں تو وہ جاہل نہیں ہے کہ اس نے کہاں پر گاڑی کھڑی کرنی ہے۔ یہ انتہائی زیادتی کرتے ہیں۔ مجھے آج سیٹیاں مار مار کر ایک دفعہ منع کیا۔ سردار سکندر صاحب کو سیٹیاں مار مار کر منع کیا۔ لیکن یہ سیٹیاں سرکاری ممبران کو نہیں مارتے۔ یہ انتہائی زیادتی کی بات ہے اور قائد حزب اختلاف کا تو استحقاق ہے ان کو بھی سیٹیاں مار مار کر ان کی گاڑی وہاں سے باہر نکال دی۔ پھر ان کے پیچھے بھاگتے جا رہے تھے۔ میں نے انہیں آواز دے کر بلایا میں نے ان سے کہا' جانے دو۔ اب تو وہ compound سے باہر چلے گئے ہیں اب تو گاڑی کھڑی کر لینے دو۔ اس پر میں جناب کی رولنگ چاہوں گا کہ صوبہ میں وی۔ وی۔ آئی۔ پی کتنے ہیں؟ اور کتنے وی۔ آئی۔ پی ہیں جن کی گاڑیاں سامنے کھڑی ہوسکتی ہیں اور اس سلسلے میں دوسروں کو کیا کرنا ہو گا۔ دوسرا یہ کہ ڈی۔ آئی۔ جی۔ وی۔ وی۔ آئی۔ پی ہے؟ جس کی گاڑی وہاں پر کھڑی کروائی گئی۔

جناب سپیکر: وصی ظفر صاحب! میں یہ گزارش کروں گا کہ لیڈر آف اپوزیشن نہایت قابل احترام شخصیت ہیں' جہاں پر کسی بھی وی۔ آئی۔ پی یا وی۔ وی۔ آئی۔ پی کی گاڑی کھڑی ہوسکتی ہے وہاں پر لیڈر آف اپوزیشن کی گاڑی ضرور کھڑی ہو گی۔ ان کی گاڑی کو کوئی نہیں روک سکتا۔ حفاظتی اقدامات کے نقطہ نظر یہ طریق کار اس دفعہ اختیار کیا گیا ہے کہ تمام ایم۔ پی۔ اے صاحبان کی گاڑیاں اسمبلی گیٹ تک آئیں' اسمبلی چیمبرز کی سیڑھیوں تک ان کو اتاریں اس کے بعد ان کی گاڑیوں کو تھوڑا سا ہٹ کر پارک کیا جائے۔ کیونکہ اسمبلی گیٹ کے سامنے کی پارکنگ میں اتنی جگہ نہیں جس میں آپ کی تمام گاڑیاں پارک ہوسکیں۔ مجھے ٹریفک پولیس نے بتایا ہے کہ یہاں پر فلیگ کاریں' اور لیڈر آف دی اپوزیشن کی کار کھڑی ہوسکتی ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! چٹھی میں وی۔ وی۔ آئی۔ پی لکھا ہوا ہے' صوبے میں وی۔ وی۔ آئی۔ پی کتنے ہیں؟ کیونکہ میرے خیال کے مطابق وی۔ وی۔ آئی۔ پی ایک ہے۔

ہم اس وقت وہاں گاڑی کھڑی کرتے ہیں جب وہاں پہ جگہ ہوتی ہے ۔ وزیر کا تو ڈرائیور موجود ہوتا ہے وہ گاڑی کہیں بھی لے جا کر کھڑی کر سکتا ہے ۔

جناب سپیکر، اس سلسلہ میں ہم ایک میٹنگ کر لیں گے اور ڈی آئی جی ٹریفک کو بھی میٹنگ میں بلا لیں گے ۔ اور اس مسئلہ کو حل کر لیں گے ۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا ! یہ کمپاؤنڈ اسمبلی کا ہے آپ پولیس والوں کو ویسے ہی منع کریں اور اسے Assembly Security کے سپرد کریں ۔ ٹریفک والے تو ایک ارب روپیہ سالانہ رشوت لے رہے ہیں ۔

جناب سپیکر، اس سلسلہ میں ہم میٹنگ کر لیں گے اور اس مسئلہ کو حل کر لیں گے ۔ آپ فکر نہ کریں ۔ جی سلمان تاثیر صاحب ۔

جناب سلمان تاثیر، جناب سپیکر! حکومت آئی جے آئی کی ہے ۔ ماشاء اللہ کوئی پچاس ساٹھ تو جھنڈے والی گاڑیاں ہیں ۔ پھر اس Compound کا نام IJI Compound رکھ لیں اور ہمارے لیے ایک People Party Compound بنا دیں ۔ یہ تو ایک تماشا بن گیا ہے کہ کون وی آئی پی ہے اور کون وی وی آئی پی ہے ۔ پارلیمنٹری سیکریٹری کون ہے اور کمیٹی کا چیئرمین کون ہے ۔ اور جھنڈے پہ جھنڈے لگے آ رہے ہیں ۔ تو افسوس کی بات ہے کہ ہمارے تو جھنڈے نہیں ہیں ۔ اس لیے ایک IJI Compound کا بنا دیں اور ایک پیپلز پارٹی کا بنا دیں ۔ اب آپ فیصلہ کر لیں کہ کون وی وی آئی پی ہے اور کون وی آئی پی ہے ۔

وقفۂ سوالات کی معطلی

جناب سپیکر، وقفۂ سوالات کے بارے میں مجھے لاہنسٹر نے قائد حزب اختلاف کی طرف سے جناب وصی ظفر صاحب نے لکھ کر بھیجا ہے کہ آج چونکہ امن عامہ کی صورت حال پر بحث ہونی ہے اس لیے وقفۂ سوالات کو معطل کر دیا جائے ۔ تو آپ کو اتفاق ہے کہ میں وقفۂ سوالات کو معطل کر دوں ۔

(تجویز منظور ہوئی)

جناب سپیکر، تو وقفۂ سوالات معطل کیا جاتا ہے۔

میاں اظہر حسن ڈار، جناب سپیکر۔ پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی ڈار صاحب۔

میاں اظہر حسن ڈار، جناب سپیکر ! کیا ایک عام ایم پی اے چیف منسٹر صاحب کے پروٹوکول کے ساتھ کہیں جا سکتا ہے ۔ جیسے کہ ایک ایم پی اے کے ساتھ سلوک کیا جاتا ہے کہ آگے پیچھے گاڑیاں ہوتی ہیں ، روٹر ہوتے ہیں اور پولیس سلیوٹ مارتی ہو ۔ میں اس پہ آپ کی رولنگ چاہوں گا ۔ کیونکہ ہماری اسمبلی کے معزز رکن جناب میاں شہباز شریف صاحب جب گوجرانوالہ اور سیالکوٹ جاتے ہیں تو ان کو چیف منسٹر کا پروٹوکول ملتا ہے ۔ میں آپ کی رولنگ چاہوں گا کہ کیا ان کو یہ پروٹوکول مل سکتا ہے ۔

جناب سپیکر، کیا کوئی معزز رکن جو پہلے اسمبلی کے ممبر رہے ہیں میری رہنمائی فرمائیں کہ کیا پروٹوکول کے بارے میں سپیکر کو وضاحت کرنا ہوتی ہے کہ پروٹوکول کیا ہے اور کس کو پروٹوکول ملنا چاہیے اور کس کو نہیں ملنا چاہیے ؟

نوابزادہ غضنفر علی گل، جناب والا ! یہ کوئی اتنا اہم سوال نہیں ہے ۔ یہ

It is a common sense question whether an ordinary MPA is entitled to the same protocol which is accorded to the Chief Minister or not.

جناب سپیکر، نوابزادہ صاحب یہ میرا کام ہے ؟

نوابزادہ غضنفر علی گل، جی ہاں ہے ۔

The House is not in order if someone is given extra-ordinary constitutional treatment to which he is not entitled to

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا ! استحقاق کا معاملہ آپ کے پاس ہے ۔ اور جناب کے تحت ہے کہ کسی ممبر کے کیا استحقاقات ہیں ۔ میں کہتا ہوں کہ جناب میرا استحقاق مجروح ہوتا ہے ۔ اگر آپ سلمان

تاثیر صاحب کو چیف منسٹر والا پروٹوکول دیتے ہیں جبکہ وہ چیف منسٹر نہیں ہیں ۔ میرا بھی جی چاہتا ہے کہ میں بھی ایم پی اے ہوں مجھے بھی وہی پروٹوکول دیا جائے ۔ اگر کوئی چیز استحقاقات میں نہیں آتی تو آپ اس کی cognizance لے سکتے ہیں ۔

SARDAR SIKANDR HAYAT KHAN : Sir, if you can allow one assembly compound for the cars to be parked by the MPAs and the cars of the VVIPs to be parked at another place, then you can also decide about the privilege of an MPA who is not the Chief Minister but is getting hooters and all that.

اس کے ساتھ ڈار صاحب نے کہا تھا کہ یہ بھی بتائیں کہ کیا چیف منسٹر صاحب کے علاوہ کوئی بھی اور فائل پر ایگزیکٹو آرڈر پاس کر سکتا ہے ۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب سپیکر۔

جناب سپیکر، جی شاہ صاحب۔ آپ بھی اس بارے میں بات کرنا چاہتے ہیں ۔

سید ذاکر حسین شاہ، میں اس بارے میں بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، جی فرمائیے ۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب سپیکر ! Member's Privileges Act, 1974 upto 1988 میں ممبر کو عطا کردہ مراعات کا بالوضاحت تذکرہ کر دیا گیا ہے ۔ اب Member's Privileges Act, 1974 میں جو مراعات ممبران کو نہیں ہیں ، اگر ان میں سے کسی ایک ممبر کو دی جائے تو باقی ممبران کا استحقاق مجروح ہوتا ہے۔وہ اس استحقاق کے مستحق نہیں ہیں ۔ اس لیے میں نے اس دن سوال کیا تھا کہ وزیر اعلیٰ کون ہیں تو اس وقت منسٹر صاحب نے کہا تھا کہ ہم میاں شہباز شریف کو وزیر اعلیٰ نہیں بناتے ۔ آج ثابت ہو گیا ہے کہ اصل میں وہی وزیر اعلیٰ کے فرائض انجام دے رہے ہیں ۔ اور وزیر اعلیٰ کو اپنی کابینہ کے کسی وزیر یا مشیر پر اعتماد نہیں ۔

چودھری محمد فاروق، جناب سپیکر! اگر کوئی استحقاق مجروح ہوا ہے تو میں سب سے پہلے آپ کے ذریعے ہاؤس کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ یہ اپنی تحریک ایوان میں پیش کریں ۔ دوسری بات یہ ہے

کہ حکومت پنجاب کی طرف سے کسی قسم کی باقاعدہ طور پر کوئی ہدایات موجود نہیں ۔ اگر ان کا استحقاق مجروح ہوا ہے تو انہیں باقاعدہ طور پر تحریک استحقاق پیش کرنی چاہیے اور اس میں واضح کرنا چاہیے کہ کس کا استحقاق مجروح ہوا ہے ۔ حکومت پنجاب سے کسی قسم کی کوئی ہدایات جاری نہیں کی گئیں کہ کوئی معزز رکن خواہ میاں شہباز شریف ہوں یا کوئی دوسرا ممبر اسے وہی پروٹوکول دیا جائے جو چیف منسٹر کو دیا جاتا ہے ۔ یہ محض فضول قسم کا الزام لگانے کے لیے بات کی جا رہی ہے ۔ اس لیے ان کے الزام کا کوئی وجود نہیں ہے ۔ (شور و غوغا) اس لیے ان کو ایسے الزام نہیں لگانے چاہییں۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز ' آرڈر پلیز ۔ ڈار صاحب تشریف رکھیے ۔ راجہ صاحب تشریف رکھیں وزیر قانون اس مسئلے پر روشنی ڈالیں ۔

وزیر قانون: جناب والا ! میری جناب والا سے یہ گزارش ہے کہ اگر کسی معزز رکن کا استحقاق مجروح ہوا ہے تو اس کا باقاعدہ ایک طریق کار موجود ہے ۔ یہ لکھ کے اپنا تحریک استحقاق پیش کر دیں تو اس کا جواب دینے میں مجھے انتہائی خوشی ہو گی ۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: جناب والا ! پارلیمانی سیکریٹری صاحب نے کہا ہے کہ حکومت پنجاب نے ایسی ہدایات نہیں دیں ۔ ان کی اطلاع کے لیے میں عرض کر دوں کہ حکومت پنجاب صرف میاں نواز شریف اور میاں شہباز شریف ہیں باقی سب سابقے اور لاحقے ہیں ۔

مسئلہ استحقاق

جناب سپیکر: نوابزادہ صاحب تشریف رکھیے ۔ میں اس سے اتفاق کرتا ہوں کہ اگر کسی معزز رکن کا استحقاق مجروح ہوا ہے تو اس کے لیے ایک ضابطہ موجود ہے ۔ طریق کار موجود ہے ۔ اس کے مطابق وہ اسمبلی سیکریٹریٹ میں تحریک استحقاق پیش کریں ہم اس کو ٹیک اپ کریں گے اب تحاریک استحقاق کو ہم لیتے ہیں ۔

مخدوم الطاف احمد: جناب والا ! میں آپ سے ایک وضاحت چاہوں گا کہ آپ نے وقفہ سوالات معطل کیا ہے تو کیا یہ سوالات جو آج take up ہونے تھے یہ آئندہ کبھی ٹیک اپ ہوں گے یا یہ ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے ہیں اور اسمبلی کا ریکارڈ بنا دیا گیا ہے ؟

جناب سپیکر: جو سوالات آج take up نہیں ہوئے یہ پھر اپنی باری پہ آئندہ ٹیک اپ ہوں گے ۔

مخدوم الطاف احمد، یہ آپ کا فرمان ہے کہ ضرور take up ہوں گے۔

جناب سپیکر، جی ہاں ' یہ ضرور take up ہوں گے ۔ لیکن اس کے لیے دن کا تعین نہیں کیا کہ کب take up کیے جائیں گے یہ اپنی باری پر ہی ٹیک اپ کیے جائیں ۔ سید ذاکر حسین شاہ صاحب کی تحریک استحقاق نمبر 6 ہے ' اس سلسلے میں وہ پہلے میرے چیمبر میں مجھ سے بات کر لیں ۔

سید ذاکر حسین شاہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی ۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب والا ! جب کبھی میں وزیر اعلیٰ کے بارے میں کوئی تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں' میں کئی پہلے پیش کر چکا ہوں' اور آپ نے ہمیشہ ہی حضور والا فرمایا کہ آپ مجھے چیمبر میں مل لیں ۔ بھلا اس میں کون سی ایسی بات ہے؟

جناب سپیکر، تو شاہ صاحب آپ کو مجھے چیمبر میں ملنے سے کوئی اعتراض ہے۔ (قہقہے)

سید ذاکر حسین شاہ، جناب والا ! مجھ سے پہلے منظور موہل آپ سے چیمبر میں چوری چوری ملتے تھے ' مجھے ان کا حشر یاد ہے ۔

جناب سپیکر، شاہ صاحب میرے لیے تو ہر معزز رکن انتہائی قابل احترام ہے ۔ کوئی بھی معزز رکن مجھے چیمبر میں ملے تو میں ان کو سر آنکھوں پر بٹھاتا ہوں اور ان کی بے حد عزت و تکریم کرتا ہوں' منظور موہل صاحب ملیں تو بھی میں ان کی عزت کرتا ہوں ' آپ ملیں تو بھی میں آپ کی عزت کرتا ہوں۔

جناب اظہر حسن ڈار، جناب والا ! ان کا ضمیر ہے اور ان کا ضمیر نہیں تھا۔

جناب سپیکر، یہ مناسب بات نہیں ۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب والا ! مجھے یہ تحریک استحقاق پڑھنے کی اجازت دی جائے ۔

جناب سپیکر، پہلے آپ مجھے مل لیں پھر ہم کوئی فیصلہ کر لیں گے ۔ یہ اب 7 نمبر تحریک استحقاق ہے۔ نواب زادہ صاحب Law and Order Situation اور اس پر بحث ہے ' اور اس بحث کے لیے آپ نے وقفۂ سوالات کو بھی موخر کر دیا ہے ۔ اب آپ اس کو چلنے دیں تا کہ آپ امن عامہ کی صورت

حال پر بحث کر سکیں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، جناب والا! کچھ پوائنٹ آف آرڈر انتہائی ضروری ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر، کچھ ایسے ہوتے ہیں جن سے محض وقت کا ضیاع ہوتا ہے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، جناب والا! میں نے ارشد حسین بھٹلا کو مبارک باد دینی ہے آپ مجھے اجازت کیوں نہیں دیتے۔

جناب سپیکر، آپ پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کرنا چاہتے ہیں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، جناب والا! آپ نے فرمایا ہے کہ ہر ایک کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ کسی کی غمی اور خوشی میں شریک ہو۔ تو مجھے یہ حق ہے کہ میں بھی مبارک باد دوں۔

جناب سپیکر، اب تو وہ بات گزر گئی۔ ہم تحاریک استحقاق کو فیک اپ کر چکے ہیں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، مطلب یہ ہے کہ میں ان کو مبارک باد نہ دوں۔

جناب سپیکر، نہیں اس وقت آپ یہ بات نہ کریں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، اس کا مطلب ہے کہ وزیر قانون نے جو دی ہے وہ غلط تھی۔

جناب سپیکر، تحریک استحقاق نمبر 7 چودھری اصغر علی گجر صاحب کی ہے۔

چودھری اصغر علی گجر، جناب والا مجھے کاپی تو دی جائے۔

جناب سپیکر، تحریک استحقاق نمبر 7 اور 8 identical ہیں چودھری اصغر علی اور محمد دین صاحب کی طرف سے ہیں۔

چودھری اصغر علی گجر، جناب والا مجھے نقل دی جائے۔

جناب سپیکر، چودھری صاحب کو کاپی مہیا کی جائے۔

زرعی یونیورسٹی فیصل آباد میں ایم پی اے پر طلباء کا حملہ اور پولیس کا عدم تعاون

چودھری اصغر علی گجر، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کو فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ،

آج مورخہ 25/11/89 کے مشرق اخبار لاہور میں ملک محمد دین صاحب ' ایم پی اے کا بیان شائع ہوا ہے ۔ جس میں انہوں نے کہا ہے کہ فیصل آباد زرعی یونیورسٹی میں ہونے والے ہنگامہ کے سلسلہ میں ایس پی سٹی کی درخواست پر وہ جب یونیورسٹی گئے تو طلبہ کی تنظیم "انقلابی کونسل" کے کارکنوں نے ان پر حملہ کر دیا ۔ یونیورسٹی کی انتظامیہ اور اے سی سٹی کی موجودگی میں یہ واقعہ ہوا ۔ اور انہوں نے حملہ آور طلبہ کو حملہ سے روکنے کی کوئی کوشش نہیں کی اور ان کے ساتھ کسی قسم کا بھی تعاون نہیں کیا ۔ طلبہ نے ان کی جیب سے 45 سو روپے بھی نکال لیے ۔ یہ واقعہ میرے نزدیک ایسا ہے جس سے نہ صرف ملک محمد دین صاحب بلکہ پورے ارکان صوبائی اسمبلی کا استحقاق مجروح ہوا ہے ۔ اس لیے میں مطالبہ کرتا ہوں اس معزز ایوان میں اس پر گفتگو کی جائے اور منظور کر کے اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے ۔

جناب سپیکر، چودھری صاحب آپ اس پر short statement دینا چاہیں گے ؟

چودھری اصغر علی گجر، نہیں ' میں اس پر کوئی short statement نہیں دینا چاہتا ویسے بھی اس پر یہ تحریک استحقاق آ گئی ہے اور اس سے قبل اس چیز پر فیصلہ ہو گیا تھا یہ معاملہ اے سی اور صوبائی ممبر کے درمیان تھا وہ طے پا گیا ہے ۔ مجھے معلوم نہیں کہ ملک صاحب اس وقت موجود نہیں شاید وہ مجھے صحیح بتاتے مجھے معلوم ہوا ہے کہ اس پر اب فیصلہ ہو گیا ہے ۔

جناب سپیکر، تو آپ اسے take up نہیں کرنا چاہتے۔

چودھری اصغر علی گجر، میں اسے اب واپس لیتا ہوں ۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب والا ! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی

سید ذاکر حسین شاہ، جناب والا ! پورا ہاؤس دیکھ رہا ہے اصغر علی گجر صاحب short statement دینا چاہتے تھے اور میاں شہباز شریف نے ان کو آنکھیں نکالی ہیں ' روکا ہے ' تڑی دی ہے کہ یہ بند کرو ۔ جناب والا آپ بھی دیکھ رہے ہیں ۔ (قطع کلامیاں)

چودھری اصغر علی گجر، جناب والا ! شاہ صاحب جو بات کر رہے ہیں اس ملک میں یہ واقعات ضرور ہوتے رہتے ہیں ' لیکن پنجاب میں نہیں مرکز میں ' وہاں پر میں نے یہ بات دیکھی ہے کہ ایک عورت کے

اشارے پر بڑے بڑے لوگوں کا پتا پانی ہو جاتا ہے اور کسی وزیر کو ، کسی مشیر کو یہ جرأت نہیں ہوتی کہ وہ اس کے سامنے حق کی بات کہہ سکے ' یہ ایک حقیقت ہے میں ان کی تائید کرتا ہوں ۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، جناب والا ! یہ میری برادری سے تعلق رکھتے ہیں اور یہ بڑا ظلم ہوا ہے کہ من حیث البرادری ' کہ ایک شریف آدمی اپنے استحقاق کا مطالبہ کر کے اسے پڑھ رہا ہے اور میاں صاحب نے بیچ میں سے اسے روک دیا ہے ۔ یہ ہم پر ظلم ہے ' یہ اسمبلی سے باہر تو ٹھیک ہے یہ ہمارے ساتھ جو مرضی کریں ' ہمارے گھروں پہ چھاپے مروائیں ' ہمیں پولیس سے ذلیل کروائیں ' باہر تو ٹھیک ہے لیکن اب اسمبلی کے اندر اصغر علی گجر بھی ان کے ساتھ ملے ہوئے ہیں وہ ان کو بھی معاف نہیں کر رہے ہیں بہت ظلم کی بات ہے ۔

جناب سپیکر، نوابزادہ صاحب تشریف رکھیے۔

جناب جاوید محمود گھمن، جناب والا ! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ یہاں پر پنجاب کے معاملات چل رہے ہیں ' تحریک استحقاق چل رہی ہے ' میرے فاضل دوست ہر بات کو پنجاب اور مرکز کا مسئلہ کیوں بنا دیتے ہیں ' یہ پنجاب اور مرکز کا مسئلہ کوئی ہندوستان اور پاکستان کی جنگ نہیں یہ ایک ہی ملک میں ہم بیٹھے ہوئے ہیں اور ہم سب ایک ہی ملک کے باسی ہیں ' یہاں کی بات کریں ' اور وہاں پر اسمبلی میں جو ہوتا ہے آپ اپنے ایم این اے کو کہیں کہ وہ وہاں پر بات کریں ' اسمبلی کا وقت اس طرح ضائع ہوتا ہے اگر اس طرح مرکز پنجاب پر بحث شروع کی گئی تو تحریک استحقاق اور تحریک التوائے کار کا وقت ضائع چلا جاتا ہے ۔ (قطع کلامیاں)

بیگم صغیرہ اسلام، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا ! آج میں دوپہر دو بجے کے قریب اسمبلی آ رہی تھی ۔ اسمبلی ہال سے باہر جو پولیس کھڑی ہے انہوں نے انتہائی بدتمیزی کے ساتھ مجھے روکا کہ آپ کون ہیں آپ اسمبلی کے اندر نہیں جا سکتیں ۔ میں نے انہیں بتایا میں ایم پی اے ہوں اور گیارہ سال آپ کی مار کھانے کے بعد یہاں تک پہنچی ہوں ۔ وہ کہتا ہے ہم نہیں مانتے کہ آپ ایم پی اے ہیں ۔ میں زیادہ مداخلت برداشت نہیں کرتی ۔ نہ میں کسی کے ساتھ بدتمیزی کرتی ہوں اور نہ کسی کو بدتمیزی کرنے کی اجازت دیتی ہوں ۔ جناب والا ! میں نے انہیں ایک بات کہی کہ میں پیدل آئی ہوں ۔ میرے پاس کوئی گاڑی نہیں ہے جس کے اوپر ایم پی اے کی نمبر پلیٹ لگی ہوئی ہو جس سے آپ پہچان

سکیں کہ میں ایم پی اے ہوں ۔ مجھے اندر جانے کی اجازت دی جائے ۔ پھر ہمارے شمس صاحب جو کہ رانا شوکت محمود صاحب کے پرائیویٹ سیکرٹری ہیں انہوں نے باہر آدمی بھیجے کہ انہیں اندر آنے کی اجازت دی جائے ۔ جناب والا ! کم از کم اپنے سیکورٹی کے آدمی وہاں کھڑے کیے جائیں تا کہ انہیں یہ پتا ہو کم از کم ایک سال کے اندر وہ ہمیں پہچان سکیں کہ ہم اسمبلی کے ممبر ہیں ۔ یہ صرف میری بے عزتی نہیں یہ ہماری تمام بہنوں کی جنہیں روکا جاتا ہے ان کی بے عزتی ہے ۔ جو میرے بھائی بڑے چمک چمک کے بول رہے ہیں انہیں یہ نہیں پتا کہ ان کی اپنی بہنیں ' مائیں اور بیٹیاں بھی گھر میں موجود ہیں ۔ اور انہیں یہ کہتے ہوئے شرم آنی چاہیے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر ! میں نے آج تک کسی بات پر کبھی تنقید نہیں کی ۔ کیونکہ یہ بات میرے ضمیر میں نہیں کہ میں نے کبھی کسی آدمی سے ایسی بات کی ہو ۔ میں ایسے لوگوں کے ساتھ بات نہیں کرنا چاہتی ۔

جناب سپیکر، بی بی آپ چیئر کو مخاطب کریں ۔ آپ ان کو مخاطب نہ کریں۔

بیگم صغیرہ اسلام، جناب والا ! میں چیئر سے مخاطب تھی انہوں نے مداخلت کیوں کی ؟ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، راجہ خالد صاحب آپ تشریف رکھیں گے۔

بیگم صغیرہ اسلام، جناب سپیکر بات یہ ہے کہ میں نے کبھی آج تک کسی آدمی پہ بات نہیں کی ۔ میرے بولنے کے دوران میں برداشت نہیں کرتی کہ کوئی آدمی میری بات میں مداخلت کرے ۔ اس لیے میں بہن ہوں ۔ بیٹی ہوں اور سب سے حتیٰ ماں ہوں ۔ یہ بات اپنے ذہن میں رکھیں کہ میرے بولنے کے دوران کوئی آدمی بیچ میں بولے میں کبھی برداشت نہیں کروں گی ۔ یہ برداشت کر سکتے ہیں لیکن میں برداشت نہیں کر سکتی ۔

جناب سپیکر، یہ معاملہ آپ نے مجھے لکھ کر بھیجا ہے لیکن یہ آپ نے مجھے ایک شکایت کی شکل میں لکھ کر بھیجا ہے آپ نے تحریک استحقاق پیش نہیں کی ہے ۔ یہ جس طریقے سے آپ نے مجھے لکھ کر بھیجا ہے میں اس کو متعلقہ لوگوں سے take up کروں گا ۔ اور اس کا ازالہ کروں گا ۔ راجہ خالد خان صاحب۔

راجہ محمد خالد خان، جناب سپیکر ! جو آپ کے اسمبلی سیکرٹریٹ کی طرف سے ہمیں کارڈ جاری کیے گئے ہیں وہ کس مرض کی دوا ہیں ؟

جناب سپیکر: یہ راجہ خالد خان صاحب نے صحیح ارشاد فرمایا ہے ۔ میں آج تمام معزز خواتین و حضرات سے کہوں گا کہ براہ مہربانی آپ اپنے شناختی کارڈ جو پنجاب اسمبلی کی طرف سے آپ کو دیے گئے ہیں براہ مہربانی آپ ان کو display کریں اپنے کوٹ پہ۔ اپنی قمیض پہ۔ اپنے سویٹر پہ تا کہ کہیں بھی کسی وقت بھی اس کی کوئی problem نہیں ہونی چاہیے۔

آپ دنیا بھر کی اسمبلیاں لے لیں ۔ نیشنل اسمبلی کو آپ لے لیں ۔ پاکستان کی سینٹ کو آپ لے لیں ۔ تمام دنیا کی پارلیمنٹ میں آپ چلے جائیں کوئی پارلیمنٹ کا ممبر اپنی اسمبلی کے اندر بغیر شناختی کارڈ کے داخل نہیں ہوتا ۔ براہ مہربانی آپ خود قانون بنانے والے ہیں ۔ آپ خود اپنے اس قانون پہ اس ضابطے پہ عمل در آمد کیجیے گا ۔ میرے مخاطب سب خواتین و حضرات ہیں چاہے ان کا تعلق آئی جے آئی سے ہے چاہے پاکستان پیپلز پارٹی سے ہے ۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! کم از کم میں تو جب کوئی کارڈ display کروں خود کو نمائندہ نہیں ملازم تصور کروں گا ۔ ادھر اسمبلی سٹاف ہے ۔ ایک سال سے وہ ہمیں پہچانتے ہیں ۔ ہوتا یہ ہے کہ ادھر اسمبلی security staff موجود نہیں ہوتا ۔ ان کا وہاں کوئی آدمی نہیں ہوتا ۔ باہر کی پولیس والے ہوتے ہیں وہ ہمیں پہچانتے نہیں ۔ اگر اسمبلی کا ایک بھی آدمی وہاں موجود ہو تو اس طرح کی دقت ہی پیش نہ آئے ۔ گزشتہ ایک سال سے سٹاف کا ہر آدمی ہر ممبر کو پہچانتا ہے ۔ ان کے ساتھ میل جول ہے ۔ اچھے تعلقات ہیں ۔ وہ وہاں کھڑے ہوں۔ اتنا سیکورٹی سٹاف ہے ان میں سے ایک آدمی وہاں کھڑا ہو۔

جناب سپیکر: وصی ظفر صاحب کیا یہ قابل اعتراض بات ہے آپ اگر اپنا کارڈ display کریں۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! ویسے ہی یہ تھوڑا سا برا لگتا ہے کہ کارڈ لگایا ہوا ہے ۔

جناب سپیکر: کیسے برا لگتا ہے؟

چودھری محمد وصی ظفر: ادھر پولیس والوں کے نمبر پلیٹ لگی ہوئی ہیں ۔ اس سے ملازم محسوس ہوتا ہے ۔ وہ بھی آپ کی بات درست ہے ۔

جناب سپیکر: یہ دنیا کے مہذب ترین ملکوں میں اس کو قابل عزت سمجھا جاتا ہے ۔ آپ اس کو کیوں برا سمجھتے ہیں؟

چودھری محمد وصی ظفر، اگر جناب کا حکم ہو تو الگ بات ہے ۔ وہاں سیکورٹی کا ایک آدمی کھڑا ہو جائے اس میں کوئی حرج نہیں جو دوسروں کو پہچانے ۔

جناب سپیکر، میں آپ سے گزارش کروں گا کہ ایک اچھی بات کی آپ تائید کیجیے گا۔

جناب محمد ظہیر الدین خان، جناب والا! میں آپ کی بات کی تائید کرتا ہوں کہ ہمیں یہ کرنا چاہیے ۔ لیکن اگر کسی وجہ سے کسی ہمارے معزز رکن کے پاس کارڈ نہ ہو تو وہ اتنی قابل گرفت بات نہیں گردانی جانی چاہیے ۔ اگر کسی وجہ سے نہیں تو لیکن ہمیں کارڈ display کرنا چاہیے ۔

جناب سپیکر، یہ آپ کی بات صحیح ہے ۔

آغا ریاض الاسلام، جناب والا ! میں آپ سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جو گورنمنٹ بیٹھی ہے اور قانون کو implement کرتی ہے آپ ان کے تمام ممبران کو کارڈ جاری کرنے والی اتھارٹی میں آپ دیکھیں کسی کے پاس کارڈ نہیں ہیں لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ بدتمیزی ہمارے ہی ممبران کے ساتھ کیوں کی جاتی ہے ان کے ساتھ کیوں نہیں ہوتی ۔ وہاں پر کچھ لوگ ایسے ہیں جو جان بوجھ کر ایسی حرکتیں کرتے ہیں کہ وہاں وہ ممبران کی بے عزتی کریں یا کسی طریقے سے ان کو ذہنی تکلیف پہنچائیں۔ اس سلسلے میں اگر یہ روایت ان بنچوں نے رکھی ہوتی اور انہوں نے اپنی شناختی کارڈ لگائے ہوتے تو ہم بھی کارڈ لگا سکتے ہیں ۔ ان کے معزز اراکین کو بڑی عزت کے ساتھ اندر داخل ہونے دیا جاتا ہے جب کہ ہمارے ممبران کے ساتھ ایسا کیا جاتا ہے ۔ خاص طور پر جو خواتین ہیں چاہے ان بنچوں سے ہیں چاہے ان بنچوں سے ہیں ہم اس چیز کو پسند نہیں کرتے آپ اس سلسلے میں کوئی کارروائی ضرور کریں ۔

جناب سپیکر، شکریہ۔

جناب محمد شاہ نواز چیمہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، چیمہ صاحب یہ کوئی بحث والی بات ہے ۔ یہ کوئی مسئلہ ایسا ہے جس پر بحث شروع کر دی جائے ۔ میرے خیال میں ہمیں آگے چلنا چاہیے ۔ چیمہ صاحب امن عامہ پر بحث کرنی ہے ۔ براہ مہربانی آپ تشریف رکھیں ۔

چودھری محمد شاہ نواز چیمہ صاحب کی privilege motion ہے ۔ نوابزادہ غضنفر علی گل

صاحب کی privilege motion ہے ۔ اور سید علی ہارون شاہ صاحب کی privilege motion ہے یہ تینوں ایک جیسی ہیں ۔ اور اس خاص سوال کے بارے میں ہیں چونکہ وہ سوال آج لیا جا رہا ہے جس پر بحث ہو گی لہٰذا تینوں privilege motions کو ہم نہیں لیتے یہ واپس متصور ہوں گی ۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، جناب والا ! آپ فرمائیں کہ ہمارا مؤقف درست ہے ۔

جناب سپیکر، آپ کا مؤقف درست ہے اور اس کو پہلے سے تسلیم کیا جا چکا ہے ۔

چودھری محمد شاہ نواز چیمہ، پوائنٹ آف انفرمیشن۔ جناب سپیکر ! آپ نے فرمایا ہے کہ مہذب ملکوں میں یہ بات نہیں ہوتی جو یہاں ہوتی ہے ۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا ہم مہذب ملکوں میں شمار نہیں ہوتے ۔

جناب سپیکر، چیمہ صاحب ! اس لیے تو میں توقع کرتا ہوں کہ ہم ایک مہذب ملک کے نہایت ذمہ دار شہری ہیں اس لیے میں توقع کرتا ہوں کہ آپ اسی انداز میں سلوک کریں گے۔

میاں منظور احمد موہل، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا ! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ اکثر اس ہاؤس میں پوائنٹ آف انفرمیشن پر معزز ممبر کھڑے ہو جاتے ہیں ۔ کیا آپ اس پہ رولنگ دیں گے کہ پوائنٹ آف انفرمیشن کوئی ایسا پوائنٹ ہے جس پر ہاؤس میں بات کی جا سکتی ہے ۔ کوئی رول جناب والا آپ مجھے بتائیں گے تا کہ ہاؤس کے علم میں اضافہ ہو آپ کی وساطت سے ۔ (قطع کلامیاں)

جناب والا ! یہ کیا طریقہ ہے میں نے پوچھا ہے یہ پوائنٹ آف انفرمیشن نہیں Point of Personal Explanation ہوتا ہے ۔ آپ مجھے بتا دیں ۔

NAWABZADA GHAZANFAR ALI GUL: You can always seek information from the Speaker of the House on a point of order as well.

جناب سپیکر، پوائنٹ آف آرڈر پہ آپ انفرمیشن لے سکتے ہیں ۔ پوائنٹ آف آرڈر پہ آپ procedural matter کے بارے میں رول کا حوالے دے کر آپ انفرمیشن بھی لے سکتے ہیں ۔ کوئی بے ضابطگی ہے اس کی نشان دہی بھی کر سکتے ہیں ۔ لیکن میں میاں منظور احمد موہل صاحب کے اس پوائنٹ کی تائید کرتا ہوں ۔ آپ Point of Information پہ کھڑے ہو کر بات نہیں کر سکتے ۔

جناب محمود الحسن ڈار، پوائنٹ آف آرڈر ۔ جیسے چیمہ صاحب نے معزز ممالک کی بات کی ہے اور آپ

بھی فرما رہے تھے ۔ کیا وہاں رانا پھول خان جیسے وزیر بھی ہیں ؟ کہ جو بے وقت بولتے ہیں ۔ جو ان کی ڈیوٹی میں بھی نہیں ' وہ بھی بولتے ہیں۔

جناب سپیکر، مجھے افسوس ہے ' یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں۔ میاں محمود الرشید صاحب ۔

میاں محمود الرشید، جناب والا ! میں نے پارلیمانی امور کے وزیر صاحب سے بات کر لی ہے ۔ میں اس کو واپس لیتا ہوں ۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، جماعت اسلامی کو گنے ڈال دیا ہے (گروی رکھ دیا ہے)

جناب سپیکر، میں سمجھتا ہوں کہ باقی تحاریک استحقاق کو ہم اگلے روز لیں گے ۔

میاں محمود الرشید، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر' گزارش یہ ہے کہ جب سے اسمبلی کا اجلاس شروع ہوا ہے ' پچھلے تین چار روز سے مسلسل نوابزادہ صاحب ہر بات پر جماعت اسلامی کا نام لے کر یہاں پر مختلف الزامات لگاتے ہیں ۔ میں اب تک ضبط اور صبر کے ساتھ بیٹھا ہوا ہوں ' صرف اس لیے کہ ماحول کو تلخ نہ بنایا جائے ۔ انہیں کہیں کہ اپنی زبان کو لگام دیں' ورنہ میں ان سے بہتر انداز میں دھاڑ بھی سکتا ہوں اور انہیں بہتر انداز سے کوس بھی سکتا ہوں اور بی بیوں کے بارے میں بات بھی کر سکتا ہوں ۔ پیپلز پارٹی کی کرتوتیں بھی بتا سکتا ہوں ۔ نواب زادوں کی ہسٹری بھی بتا سکتا ہوں ۔ انہیں کہیں کہ یہ اپنی زبان کو لگام دیں اور آئندہ اس انداز سے بات نہ کیا کریں ۔ صبر کی کوئی حد بھی ہوتی ہے ۔ پچھلے دنوں نوابزادہ صاحب کی یہی بات اخبارات میں شائع ہوئی ۔ یہ بار بار کبھی تعلیمی اداروں کے تقدس کی بات کرتے ہیں ۔ کبھی جماعت اسلامی کا نام لے کر بات کرتے ہیں کہ جماعت اسلامی کو گروی رکھ دیا گیا ہے ۔ تو ہمارے منہ میں بھی زبان ہے ۔ ہم بہت اچھے طریقے سے بات کر سکتے ہیں ۔ آپ اپنے آپ میں رہیے گا اور بات کو نہ بڑھایے۔ میں آپ کے نوٹس میں یہ بات لا رہا ہوں۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، میاں صاحب ' تشریف رکھیے ۔ آرڈر پلیز۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، آپ نے لگام دینی ہے تو مسلم لیگ کو دیں ۔ مجھے لگام دینے والا آج تک کوئی پیدا ہی نہیں ہوا۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، آرڈر پلیز۔ نوابزادہ صاحب' تشریف رکھیے ۔ گھمن صاحب تشریف رکھیے ۔ آرڈر پلیز ۔ براہ راست گفتگو نہ کیجیے ۔ نوابزادہ صاحب' تشریف رکھیے ۔ اعظم چیمہ صاحب۔

چودھری محمد اعظم چیمہ: اللہ کرے ' نوابزادہ صاحب اعتدال پر آئیں ۔ جناب والا ! میں نے ایک تحریک التواء پیش کی تھی اور پرسوں بھی جناب کے نوٹس میں یہ بات لائی تھی ۔ یہ تحریک التواء کھاد کے بارے میں ہے اور آج کل یہ بڑا اہم اور سنگین مسئلہ بنا ہوا ہے ۔

جناب سپیکر: میں اس پر لاءمنسٹر صاحب سے دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ مجھے اپوزیشن کے معزز ڈپٹی لیڈر نے بتایا ہے کہ تحاریک التواء کو بھی وقفۂ سوالات کے ساتھ معطل کرنا ہے ۔ آج تحاریک التواء بھی نہیں لی جائیں گی ' کیونکہ آج امن عامہ کی صورت حال پر بحث ہونی ہے ۔ کیا آپ اتفاق کرتے ہیں ؟

وزیر قانون: جی ہاں۔

جناب سپیکر: چیمہ صاحب ' آپ کے لاءمنسٹر اتفاق کرتے ہیں کہ تحاریک التواء کو نہیں لینا ۔

چودھری محمد اعظم چیمہ: جناب والا ! شاید ان کے نوٹس میں یہ بات نہ ہو ۔ وہ بڑے جاگیردار ہیں ۔ چھوٹے چھوٹے کاشت کاروں کا یہ مسئلہ ہے ۔ لوگ مر رہے ہیں اور ان کے پاس کاشت کرنے کے لیے کوئی بات نہیں ۔ آئندہ قحط سالی پڑنے والی ہے ۔ لوگ بھوکے مر رہے ہیں ۔ مونجی منڈیوں میں بالکل نہیں بک رہی۔ لوگ ذلیل و خوار ہو رہے ہیں ۔ یہ بات میں آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں مجھے پڑھنے کی اجازت دی جائے ۔ اس پر عام بحث کی جائے ۔ یہ بڑا اہم مسئلہ ہے ۔

جناب سپیکر: لاءمنسٹر صاحب توجہ فرمائیں ۔

چودھری اختر علی گجر: تحاریک استحقاق کا وقت ختم ہو گیا ہے ؟

جناب سپیکر: تحاریک استحقاق کا وقت ختم ہو گیا ہے ۔ تحاریک التواء کے بارے میں میرے پاس ایک بات آئی ہے جو میں نے لاءمنسٹر صاحب کی خدمت میں عرض کی ہے ۔ لیکن چودھری اعظم چیمہ صاحب مصر ہیں کہ ان کی تحریک التواء کو لیا جائے ۔ اب آپ کیا ارشاد فرمائیں گے ؟

وزیر قانون: جناب سپیکر ! کھاد اور مونجی والے مسئلے کے بارے میں اپوزیشن بھی اپنا نقطۂ نظر پیش کرنا چاہتی ہے اور حکومتی بنچ بھی اپنا نقطۂ نظر پیش کرنا چاہتے ہیں ۔ میں نے وصی ظفر صاحب سے بھی بات کی ہے ۔ آپ کوئی وقت مقرر کرلیں ۔ اس پر بحث ہو جائے تو نہ اپوزیشن کو اعتراض ہے اور نہ ہمیں ۔

جناب سپیکر: اس میں یہ ہے کہ یہ تحریک التواء لے لی جائے ۔ اگر آپ چاہتے ہیں تو اس کو ایڈمٹ

کر لیا جائے اور اس کے لیے وقت مقرر کر لیا جائے اور اس پر سب بول لیں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، میری تحریک التواء اس سے پہلے ہے۔ پہلے اس کو ایڈمٹ کرائیں۔ تو یہ بھی ایڈمٹ ہو جائے گی۔

جناب جاوید محمود گھمن، اگر آپ چیمہ صاحب کی تحریک التواء ایڈمٹ کرتے ہیں تو وہ بہت اہم ہے، اچھی بات ہے۔ لیکن اس پر بولنے کا ہمیں بھی حق ملنا چاہیے۔ یہ نہیں کہ وہی بولتے رہیں اور وقت ختم ہو جائے۔ وہی اپنا نقطۂ نظر بیان کر لیں اور دوسرے چپ کر کے سنتے رہیں اور آپ کہہ دیں کہ وقت ختم ہو گیا ہے۔ آپ پہلے فیصلہ کر لیں۔

جناب سپیکر، اپوزیشن اور حکومتی بنچ، دونوں کو بولنے کا وقت دیا جائے گا۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! اس پر اگلا دن بے شک رکھ دیں۔ ہم بھی تیار ہیں۔ لیکن اس کو پڑھیں بھی اُسی وقت۔ امن عامہ کی صورت حال پر بحث ہو جائے۔ یہ تحریک وہ اُسی دن پڑھیں، اور اُسی دن اس پر بحث ہو جائے گی۔ اس طرح باقی ممبران اعتراض کرتے ہیں۔ نوابزادہ غضنفر علی گل صاحب اپنی تحریک التواء پکڑ کر بیٹھ گئے ہیں کہ میری بھی ہے۔ اُسی دن یہ پڑھ لیں۔ صبح اخباروں میں ان کا مضمون آ جائے گا، دوسرا ورش نہیں آئے گا۔ تو درخواست یہ ہے کہ اُسی دن وہ پڑھ لیں، اسی دن بحث ہو جائے گی۔ ہم تیار ہیں۔

جناب سپیکر، چیمہ صاحب! وصی ظفر صاحب کا خیال یہ ہے آج لاء اینڈ آرڈر کے حالات پر بحث ہو جائے۔ کل جب ہم تحاریک التوائے کار کو لیں گے تو سب سے پہلے اس کو لے لیں گے۔

چودھری محمد اعظم چیمہ، عالی جاہ، جناب والا! میری ایک چھوٹی سی گزارش ہے یہاں کوئی انا کا مسئلہ نہیں مشترکہ مسئلہ ہے۔ یہ کوئی میری ذات کا مسئلہ نہیں ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی تحاریک التوائے کار میں آپ کے نوٹس میں لاؤں گا۔ یہ صرف پڑھنے کی اجازت دی جائے۔ بحث کل کر لیں پرسوں کر لیں۔ یہ بڑی اہمیت کا معاملہ ہے۔ اس سلسلے میں کسان تو جلوس نکالنے والے ہیں۔ یہ لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ بن جائے گا آپ اس کو صرف پڑھنے کی اجازت دی جائے۔ بحث کل کرالیں۔ پرسوں کرا لیں۔

جناب سپیکر، میرے خیال میں ٹھیک ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر، لاء اینڈ آرڈر کی بحث کو پنڈنگ کر لیتے ہیں اس کو آج کرلیں ۔ یا تو ایسا کرلیں ۔

جناب سپیکر، چیمہ صاحب کہتے ہیں کہ آج بے شک اس پر بحث نہ ہو آج اس کو پڑھ لیا جائے ۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب سپیکر! پڑھنے کے بعد ان کا version آ گیا ۔ ہمارا رہ جائے گا ۔

جناب سپیکر، آپ کا version بھی آ جائے گا اس لیے کہ اس پر بحث ہو گی ۔

چودھری محمد وصی ظفر، وہ تو جناب 4 دن بعد آئے گا ۔ وہ اس طرح کہ آپ نے تین دن لاء اینڈ آرڈر کے مسئلے پر بحث کے لیے مختص فرمائے ہیں ۔

جناب سپیکر، چار کے بعد کیوں آئے گا ۔ کل آئے گا ۔

چودھری محمد وصی ظفر، تین دن لاء اینڈ آرڈر کے مسئلے کے لیے مختص فرمائے ہیں ۔

جناب سپیکر، موبل صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں ۔

میاں منظور احمد موبل، جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر رول 68 اور 69 کے بارے میں ہے ۔ جب تحریک التوائے کار آتی ہے ۔ جب اس کو admit کیا جاتا ہے ۔ 1/6 ممبر کھڑے ہوتے ہیں ۔ یہ ایک طریق کار ہے ۔ پھر جناب والا! آپ کو دو گھنٹے کے بعد آگے جانا پڑے گا ۔ آپ سیشن کو آگے لے جائیں گے ۔ یہ نہیں کہ جناب آج آپ اس کو لے لیں ۔ آپ کا ایک ایجنڈا مقرر ہے ۔ ایجنڈا کے مطابق ان اوقات کے درمیان اس کے لیے آدھا گھنٹا مقرر ہے ۔ اس میں اگر اس قسم کی کوئی تحریک آتی ہے اور وہ ایڈمٹ ہو جاتی ہے ۔ پھر اسمبلی کا تمام بزنس adjourn ہو جاتا ہے ۔ اور آپ کو سیشن کو دو گھنٹے prolong کرنا پڑتا ہے ۔ یہی رول 69 کا حصہ ہے ۔

جناب سپیکر، وزیر قانون صاحب اس مسئلے پر توجہ فرمائیں کہ ایک خاص تحریک التوائے کار چودھری محمد اعظم چیمہ پیش کرنا چاہتے ہیں ۔ یہ بہت ضروری تحریک التوائے کار ہے اس کو لے لینا چاہیے ۔ وصی ظفر صاحب کہتے ہیں کہ جتنے روز لاء اینڈ آرڈر پر بحث ہوتی ہے اتنے دن تحریک التوائے کار کو نہ لیا جائے ۔ اس بارہ میں آپ کو اور وصی ظفر صاحب کو یہ کہتا ہوں ۔ اور چیمہ صاحب سے بھی کہتا ہوں ۔ چونکہ لاء اینڈ آرڈر کے مسئلہ کی بحث کا معاملہ ہو یا یا دوسرے معاملات ہوں ہم کوشش کر رہے ہیں کہ ہم ہاؤس کی کارروائی کو افہام وتفہیم کی فضا میں چلائیں ۔ اس لیے میں یہ کہتا ہوں کہ چونکہ اس بارہ میں

ابھی کوئی فیصلہ نہیں ہوا ہے ۔ آپ اور وصی ظفر صاحب بیٹھ کر طے کرلیں ۔ کہ اس تحریک کو کس روز لیا جائے ۔ وہ اتفاق کرتے ہیں جب کرنا ہے تو اس کو نمبر ایک پر کرلیں گے ۔ چیمہ صاحب کوئی بات نہیں ۔ ہم آج اس کو مؤخر کرتے ہیں ۔

جناب احمد بخش تھیم، جناب والا ! میری بھی ایک تحریک استحقاق ہے ۔ اس کا کوئی ذکر بھی نہیں آیا ہے ۔

جناب سپیکر، کون سا نمبر ہے ۔

جناب احمد بخش تھیم، جناب نمبر تو آپ کو پتا ہو گا ۔ میرا نام احمد بخش تھیم ہے ۔

جناب سپیکر، میں آپ کا نام جانتا ہوں ۔ یہ تو آپ کا نمبر 26 ہے ۔ اور یہ سب سے آخر میں ہے ۔ یہ اپنی باری پر لی جائے گی ۔

جناب احمد بخش تھیم، کل آجائے گی ۔ یا آج آجائے گی ۔

جناب سپیکر، کل نہیں آئے گی ۔ آج اس کا وقت ختم ہو گیا ۔

جناب احمد بخش تھیم، میں کہتا ہوں کہ اس سیشن میں آجائے گی ۔

امن عامہ کی صورتِ حال پر بحث

جناب سپیکر، میرے خیال میں آجائے گی ۔ تو ہم لاء اینڈ آرڈر کے مسئلے پر بحث شروع کرتے ہیں جو معزز اراکین اس بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں ۔ وہ اپنے نام مجھے لکھ کر بھیج دیں ۔ سب سے پہلے میں لیڈر آف دی اپوزیشن رانا شوکت محمود صاحب کو اس بحث کا آغاز کرنے کے لیے کہتا ہوں کہ وہ اس بحث کا آغاز کریں ۔ اور اظہار خیال کریں ۔ (تالیاں)

رانا شوکت محمود (قائد حزب اختلاف)، جناب سپیکر ! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے ایک اہم ترین مسئلے پر بولنے کے لیے کہا ہے جناب والا ! میں آپ کے اس حکم کی تعمیل میں امن و امان کے مسئلے پر بحث کا آغاز کر رہا ہوں ۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ بحث تو جس کا آغاز میرے نام لگ رہا ہے ۔ کافی عرصہ سے اس صوبہ کے چھ کروڑ عوام مطالبہ کیے جا رہے ہیں ۔ چھ کروڑ عوام اس ملک میں گلیوں میں ۔ محلوں میں ۔ گھروں میں غیر محفوظ بیٹھے امن و امان کی بات کرتے ہیں ۔ یہ بحث تو

بہت عرصہ سے شروع ہے ۔ یہ بحث جس کو آج ہم رسماً یہاں کر رہے ہیں ۔ یہ تو اس صوبہ کے ہر بچے ' ہر لڑکی اور ہر نوجوان اور خواتین و مرد کا ایک اہم ترین مسئلہ بن کر رہ گیا ہے جناب والا ! صورت حال کی طرف اشارہ کرنا میں سمجھتا ہوں کہ یہ بالکل وقت کا ضیاع ہے ۔ آپ خود بھی کوئی اخبار اٹھا کر دیکھ لیں آپ کسی بھی گھر کی داستان سن لیں ہر طرف خوف و ہراس ہے ۔ اگلے دن لاہور جیسے شہر میں ایک انتہائی سنگین واقع ہوا ۔ جس میں ایک بچے کو نہایت گنجان ترین آبادی کے سکول سے اغوا کر لیا گیا ۔ اور اس کو پاکستان کے ایک حصہ میں لے جا کر رکھا گیا اور اس کے والدین سے تواتر کے ساتھ یہ مطالبہ کیا جا رہا ہے ۔ کہ وہ اس کی رہائی کے لیے ایک خطیر رقم ادا کریں ۔ اور پھر یہ بھی اس بچے کو اس جرم میں اغوا کیا گیا ۔ کہ اس کے والدین نے جس ہیروئین فروش کے متعلق جو یہ مال لا رہا تھا ۔ اس کی شکایت کی اور اس کی شکایت پر اس ہیروئین فروش کو پکڑا تھا ۔ اس جرم کی پاداش میں ان کے بچے کو ان کے لخت جگر کو آج تین ہفتوں سے اغوا کر کے صوبہ سرحد میں انہوں نے رکھا ۔ اور جناب والا! عالم یہ ہے ۔ کہ اس کے لیے حکومتی اداروں سے یہاں سے جو پولیس افسران وہاں گئے ان سے یہ مطالبہ کیا جا رہا ہے کہ آپ 35 لاکھ روپے ادا کریں اور یہ بھی ایک جرمانے کی صورت میں ادا کریں کہ آپ نے ایک ہیروئین فروش کی شکایت کیوں کی تھی ۔ اس کے لیے آپ یہ جرمانہ ادا کریں ۔ اور یہ ہرجانہ ادا کریں تب آپ کے بچے کو رہا کیا جائے گا ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہم سب کے لیے ایک تازیانہ ہے ۔ جناب والا ! میں نے ہمیشہ اس اسمبلی میں اور اس ایوان میں اپنے معزز بھائیوں اور بہنوں کے سامنے یہ عرض کی ہے کہ ہم اس صوبہ کا مقتدر ترین ادارہ ہیں ۔ ہم پر بہت ذمہ داری ہے ۔ ہم پر یہ ذمہ داری عوام نے ڈالی ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمیں ودیت ہوئی ہے۔ یہ ذمہ داریاں ہمیں اس صوبہ کے غریب عوام اور مظلوم عوام نے دی ہیں ۔ ہم نے اس صوبہ کے بے بس اور لاچار عوام کی نگہداشت کرنی ہے ۔ اور ان کے حقوق کا تحفظ کرنا ہے ۔ اور ان کو ایک ایسا احساس دینا ہے کہ ان کی جائیداد ' ان کا مال' ان کی جان اور ہر چیز محفوظ ہو ۔ لیکن مجھے افسوس ہے اور میں اس بات کا اعتراف کرتا ہوں اقرار کرتا ہوں کہ یہ اسمبلی پچھلے ایک سال میں اس صوبہ میں عوام کو تحفظ کا احساس دینے میں بہت بری طرح ناکام ہوئی ہے ۔ نہ صرف تحفظ کا احساس دینے میں ناکام ہوئی ہے بلکہ ہم نے تو باقاعدہ طور پر ایک عدم تحفظ کا احساس دیا ہے نہ صرف عدم تحفظ کا احساس دیا ہے بلکہ لوگوں کو اس بات کا یقین ہو گیا ہے کہ یہ حکومت یہ اسمبلی ' یہ ممبران اسمبلی اپنے فرائض ادا کرنے میں بری طرح ناکام ہوئے ہیں ۔

جناب والا ! یہاں پر لاہور جیسے شہر میں دن دھاڑے قتل ہوتے ہیں ۔ تین تین، چار چار قتل ہوتے ہیں۔ یہاں پر خواتین کو اغوا کیا جاتا ہے ۔ یہاں پر جو گاڑیاں کھڑی کر کے جائیں منٹوں میں وہ گاڑیاں غائب کر دی جاتی ہیں ۔ یہاں پر گلبرگ جیسے علاقے میں کوئی معزز خاتون یا مرد باہر نکلے تو یہ پتا نہیں ہوتا کہ وہ رات کو واپس پہنچے گا یا نہیں ۔ یہ لاہور جیسے شہر کا عالم ہے جو سب سے زیادہ مہذب پڑھا لکھا اور ایک تحفظ والا شہر ہے تو دوسرے علاقوں میں جو عالم ہو گا اس کا احساس آپ خود کر سکتے ہیں ۔ تو جناب میں یہ نہایت ندامت کے ساتھ عرض کرتا ہوں کہ اس اسمبلی نے اپنے فرائض میں کوتاہی کی ہے ۔ ہم اپنا فرض پورا نہیں کر سکے ۔ میں نے بارہا یہ کہا کہ ہمارا یہ مقرر وقت ہے اور یہ کم ہوتا جا رہا ہے ۔ ہر دن اس اسمبلی کی زندگی کا کم ہوتا جا رہا ہے اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کی طرف سے ۔ عوام کی طرف سے ۔ اس صوبہ کے غریب عوام کی طرف سے جو ہم پر ذمہ داری ڈالی گئی تھی۔ جو ذمہ داری ہمارے کندھوں پر ڈالی گئی تھی اس میں ہم ناکام ہوئے ہیں ۔ ہر روز ہمیں اپنی ناکامی کی طرف لے جا کر اور ہم ہر روز اپنے اس حساب میں جو ہم نے عوام کو اور اللہ تعالیٰ کو دینا ہے اس میں زیادہ سے زیادہ زیر بار آتے جا رہے ہیں ۔ جناب ! کیا یہ افسوس ناک نہیں کہ ایک سال ہونے کو آیا ہے لیکن ہم نے عوام کے کسی بھی مسئلے پر یہاں غور نہیں کیا ۔ کسی بھی بات پر بیٹھ کر ہم نے یہاں ان کی بہتری کے لیے کوئی تجاویز یہاں پاس نہیں کیں ۔ جناب والا ! یہ افسوس اور دکھ کی بات ہے کہ یہاں اکثر وقت ہم نے لڑائیوں اور جھگڑوں میں اور ایک دوسرے کے خلاف باتوں میں گزار دیتے ہیں ۔ یہ وقت امانت ہے ۔ یہ قوم کی امانت ہے اور اللہ تعالیٰ کی امانت ہے کیا اس وقت کو اس طرح ضائع کرنا اس اسمبلی کے معزز ممبران کے جو بھی ضمیر ہیں جو بھی ہمارا کردار ہے اس کے ساتھ کوئی مطابقت ہے ؟ میرے خیال میں نہیں میں اب بھی گزارش کرتا ہوں کہ ہم نے بجٹ کے دوران جو تقاریر کی تھیں کاش کہ ان تقاریر کو نکال کر دیکھا جائے اس میں جو مثبت تجاویز تھیں ان کو دیکھا جائے تو آخر یہ کیوں بات نہیں ہو رہی کہ جو مثبت تجاویز اس ایوان میں ہم دیتے ہیں ان پر کیوں غور و فکر نہیں ہوتا ۔ کیوں ارباب اقتدار اس پر بیٹھ کر کوئی ایسی تجاویز پیش نہیں کرتے کہ ان کو عملی جامہ پہنایا جائے۔ یہاں نہ کوئی حزب اختلاف ہے اور نہ حزب اقتدار ہے ۔ جناب والا ! یہ تو ایک ذمہ داری کا ادارہ ہے جس میں ہماری ذمہ داری عوام کی طرف ہے ۔ جس میں ہماری ذمہ داری اس صوبہ کے ان بے بس لاچار اور بے چارے عوام کی طرف ہے جن کا کوئی پرسان حال نہیں ۔ جن لوگوں کے پاس وسائل ہیں وہ رشوت دے لیں ۔ جن

لوگوں کے پاس وسائل ہیں کہ وہ سفارشوں کے ذریعے اپنے کام کروا لیں ۔ وہ تو ایک زندگی بسر کر سکتے ہیں ۔ ان کے لیے تو حالات ایسے ہیں کہ وہ اپنا کام نکلوا لیں ۔ لیکن ان بے چارے لوگوں کی طرف جو بھی ذمہ داری ہے وہ ہمیں پوری کرنی ہے ۔ جن کے پاس نہ سفارش ہے اور نہ رشوت ہے ۔ جناب والا ! میرے معزز ممبران بھائی اور بہنیں بیٹھے ہیں وہ دیانت داری سے بتائیں کہ اس صوبہ میں اس وقت کوئی کام بغیر رشوت اور بغیر سفارش کے ہو سکتا ہے ؟ کوئی کام چھوٹے سے چھوٹا بغیر رشوت اور بغیر سفارش کے نہیں ہوتا ۔ تو اگر ہمیں یہ بات تسلیم ہے کہ کوئی کام رشوت اور سفارش کے بغیر نہیں ہوتا تو پھر ان کروڑوں عوام کا کیا حال ہے جن کے پاس نہ سفارش ہے نہ رشوت ہے ۔ یہ ایک سوال ہے جو صوبہ کا ہر آدمی ہم سے پوچھ رہا ہے ۔ جناب والا ! اللہ تعالیٰ ہم سے اس بات کا حساب لے گا کہ آخر ان لوگوں کا آپ نے کیا بنایا جن کے پاس نہ رشوت تھی نہ سفارش تھی اور جناب ان لوگوں کے حالات زندگی بسر کرنے کے لیے اس ایوان میں کون سی تجاویز ہم زیر بحث لائے۔ کیا ہم نے یہاں پر قوانین میں تبدیلی کرنی چاہی ہے کہ ان کے حالات بہتر ہوں ؟ جناب ! سب سے اہم مسئلہ اس صوبہ میں پولیس کا مسئلہ ہے اور بجٹ میں آپ دیکھیں کہ سب سے زیادہ اہم تقاریر پولیس پر ہوئی تھیں۔ جس کے لیے ایک ارب چھیاسی کروڑ روپیہ اس اسمبلی نے مختص کیا تھا اور حزب اقتدار نے زبردستی اپنی انا کا مسئلہ بنا کر اپنی طاقت اور قوت جو نمبروں کی ہے اس کی بناء پر یہاں پر آئی ہوئی ایک اہم تجویز کو گرایا۔ لیکن اس سے حاصل کیا ہو گا ؟ اس سے جناب حاصل یہ ہوا ' میں کوئی الزام تراشی نہیں کر رہا۔ میں یہ دکھ سے کہہ رہا ہوں کہ اس سے حاصل یہ ہوا کہ عوام کا ایک سال پھر دکھوں' تکالیف اور رشوت میں گزر گیا۔ اس اسمبلی کا کون سا ممبر ایسا ہے جو کھڑا ہو کر اس بات سے اختلاف کرے کہ تھانوں میں رشوت نہیں کوئی ممبر کھڑا ہو کر کہہ سکتا ہے کہ تھانوں میں زیادتیاں نہیں ہوتیں؟ کوئی ممبر خواہ وہ حزب اختلاف سے ہے یا حزب اقتدار سے ہے کھڑا ہو کر یہ کہہ سکتا ہے کہ تھانوں میں لوگوں کو انصاف ملتا ہے؟ تھانوں میں لوگوں کو عزت ملتی ہے؟ تھانوں میں جس بے چارے کے ساتھ زیادتی ہو جائے اس کو وہاں آرام اور سہولت کے ساتھ انصاف دینے کی بات ہوتی ہے؟ کوئی ممبر میرے ساتھ اس پر کھڑا ہو کر بات نہیں کر سکتا۔ جناب! یہ کس قدر دکھ اور افسوس کی بات ہے کہ اگر ہم سارے اس اہم بات پر متفق ہیں تو پھر۔۔

وزیر امداد باہمی (رانا پھول محمد خان)، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب فضل حسین راہی، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! قائد حزب اختلاف کی تقریر میں مداخلت نہیں ہونی چاہیے۔

وزیر امداد باہمی، جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر پر پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔ جناب! قائد حزب اختلاف کی تقریر میں پوائنٹ آف آرڈر پر میں کوئی مداخلت نہیں کر رہا۔ میں تو صرف معلومات کے لیے ایک گزارش کر رہا ہوں کہ کیا آپ سندھ کے تھانوں کی بات کر رہے ہیں یا پنجاب کے تھانوں کی بات کر رہے ہیں؟ (قطع کلامیاں)

میاں اظہر حسن ڈار، جناب والا! یہ وزیر ہیں اور ان کو یہ پتا نہیں کہ کس چیز پر بات ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر، آرڈر پلیز۔

جناب فضل حسین راہی، جناب والا! ان کو یہ بتائیں کہ یہ پنجاب اسمبلی ہے۔

جناب سپیکر، راہی صاحب! تشریف رکھیں۔ قائد حزب اختلاف کی تقریر میں مداخلت نہ کی جائے۔

RANA PHOOL MOHAMMAD KHAN: Sorry Sir!

رانا شوکت محمود، جناب والا! میں اس مداخلت پر اپنے بھائی کا شکر گزار ہوں۔ بے پناہ احسان مند ہوں کہ انہوں نے، جو بات میں بیان کرنی چاہ رہا تھا اس کا ثبوت فراہم کیا ہے۔ میں دیانت داری اور خلوص دل سے کہتا ہوں کہ میں شکر گزار ہوں۔ یہی بات میں عرض کر رہا تھا کہ یہ ہمارا رویہ ہے کہ جب ہم عوام کے مسائل کو زیر بحث لاتے ہیں۔ جب ہم کوئی بہتری کی بات کرنا چاہتے ہیں۔ جب ہم کوئی بہتری کی تجویز پیش کرتے ہیں تو اس پر اعتراض برائے اعتراض کیا جاتا ہے۔ میں ان کی اس بات کا جواب نہیں دوں گا۔ اس لیے نہیں دوں گا کہ انہیں بھی پتا ہے۔ وہ مجھ سے زیادہ پارلیمنٹ کا تجربہ رکھتے ہیں۔ لیکن میں اس رویے کی ضرور بات کروں گا۔ اور ذکر کروں گا۔ دکھ، درد اور تکلیف کے ساتھ کروں گا کہ اتنے لاکھوں انسانوں کی ہم فرداً فرداً نمائندگی کرتے ہیں۔ تو اس نمائندگی کا کیا یہی حق ہے؟ کیا اس نمائندگی کا یہی فرض ہے کہ جب لوگوں کے دکھ اور تکلیف کی بات ہو تو ہم اس کو کسی نہ کسی صورت میں بات سے بات نکال کر بات کو ختم کرنے کی کوشش کریں۔ جناب والا! کیا ممبران اسمبلی کا کام صرف یہی ہے کہ وہ مراعات حاصل کریں۔ اپنے کام کروائیں۔ اپنے عزیزوں کو ملازم کروائیں۔ پلاٹ لیں اور تنخواہیں لینے کے بعد گھروں کو چلے جائیں۔ کیا اسمبلیوں کا رول یہی رہ جائے گا؟ کیا اسمبلیوں کا

کردار یہی رہ جائے گا؟ کیا یہی جمہوریت ہے؟ کیا یہی جمہوری ادارے ہیں؟ کیا اس جمہوریت کے لیے ہم نے کوشش کی تھی؟ کیا اس جمہوریت کی ہم بات کرتے ہیں؟ یہی وہ جمہوریت ہے کیا یہی وہ ادارے ہیں کیا یہی وہ تنظیمیں ہیں کیا یہی وہ سسٹم ہے۔ جناب والا! یہ کیسا نظام ہے جس نظام کے لیے لوگ بے چارے کروڑوں کی تعداد میں اس وقت بھی نظریں لگائے بیٹھے ہیں۔ جناب والا! جب ہم اس ایوان میں بیٹھے ہیں تو سارے صوبے کے عوام اور وہ عوام جو باہر بیٹھے ہوئے ہیں یہ سب ہمیں دیکھ رہے ہوں گے تو اس میں ہماری بے عزتی کی کیا بات ہو گی تو جناب والا! حقیقت میں ہمارا یہی ایک طرز عمل ہے جس کی طرف میں نشان دہی کر رہا تھا اور اس کے بارے میں' میں جناب عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم کیوں ان تجویزوں کو زیر غور نہیں لاتے جن تجویزوں کو نظر انداز کرنے سے صوبے میں یہ عالم ہو چکا ہے اور جناب والا! میں تھانوں کا ذکر کر رہا تھا کہ جو بے چاری خواتین تھانوں میں اپنی شکایات لے کر جاتی ہیں ان خواتین کی بے حرمتی کی جاتی ہے یہ واقعات باقاعدہ اخبارات کی زینت بنتے ہیں یہ اخبارات میں آتے ہیں ہم نے ہر بار اس بارے میں احتجاج کیا لیکن بدقسمتی یہ ہے کہ ہمارے ہاں حزب اختلاف اور حزب اقتدار کی جو بات ہے اس میں ہمارے دوسری طرف بیٹھے ہوئے ساتھیوں' دوستوں' بھائیوں اور بہنوں نے ایک دفعہ بھی یہ ذکر نہیں کیا کہ جن خواتین کے ساتھ تھانوں میں زیادتی ہوئی ہے ہم ان خواتین کے ساتھ ہیں جناب والا! یہ کس قدر افسوس کی بات ہے کہ صوبہ پنجاب کی یہ اسمبلی تھانوں کے لیے ایک ارب چھیاسی کروڑ روپے کا بجٹ پاس کرے اور ان تھانوں میں خواتین کے ساتھ زیادتی اور ظلم ہو اور ان کی بے حرمتی کی جائے۔ اور یہ اسمبلی خاموش رہے میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے ان لوگوں کا بہت برا حشر ہو گا ہم کیوں نہیں ان تھانیداروں کو' ان انسپکٹروں کو اور ان D.S.Ps کو پوچھتے جو ہمارے پیسے سے عوام کے پیسے سے' اس صوبے کے پیسے سے انہوں نے تنخواہیں لیں اور تھانے چلائے اور وہاں پر ان لوگوں نے انصاف کا خون کیا اور انصاف کو قتل کیا۔ تو جناب والا! کیا یہ تھانے تھانے ہیں۔ جناب والا! وہاں پر تو بچھڑ خانوں سے زیادہ بری حالت ہے وہاں پر تو انصاف نہیں ملتا بلکہ انصاف کو قتل کیا جاتا ہے جناب والا! وہاں پر انصاف کا خون ہوتا ہے۔ اور جو عدالتیں ہیں وہاں پر انصاف بکتا ہے تو جناب والا! یہی وہ اسمبلی ہے اور کیا یہی اسمبلی کی sovereignty ہے کس sovereignty کی ہم بات کریں یہاں پر حالات کیا ہو چکے ہیں اب بھی میں یہی عرض کرتا ہوں کہ جس دن بھی ہم اپنے حالات ٹھیک کرنے کی کوشش کریں ہم ان حالات کو

ٹھیک کر سکتے ہیں کیوں نہیں ہم پرانی traditional سیاست کو چھوڑ کر ایک نئی روایت قائم کرتے۔ کیوں نہیں ہم سب مل کر محکموں کا احتساب کرتے ہیں آئیے ہم سب مل کر محکموں کو ٹھیک کرنے کی کوشش کریں۔ جناب والا! میں تجویز پیش کرتا ہوں۔ جناب والا! میں ان ممبران کے نام بھی آپ کی خدمت میں پیش کروں گا۔ میں یہ تجویز پیش کرتا ہوں کہ ہم سب مل کر تمام محکموں کے لیے ایک کمیٹی بنائیں اور وہ کمیٹی حزب اختلاف اور حزب اقتدار کے ممبروں پر مشتمل ہو اور ہم سب مل کر تجویزیں پیش کریں یہ ہم سے مل کر تجویزیں پیش کریں جناب والا! یہ ایک تجزیہ ہے اور یہ کیوں نہیں کرتے کہ تھانوں میں کیا ہو رہا ہے ہم ان کی عزت کرتے ہیں ہم ان کی قدر کرتے ہیں۔ ہمارے وزیر ٹرانسپورٹ کہتے ہیں کہ ایک ارب روپیہ ٹریفک کی پولیس رشوت لیتی ہے یہ اتنا بڑا بیان ہے مگر اس کا کوئی نوٹس نہیں لیا جاتا اس سے اس اسمبلی کے کسی بھی ممبر کے کان پر جوں نہیں رینگتی کسی کی بھی ضمیر کی آواز نہیں پکارتی۔ ایسا کیوں نہیں ہوتا میں جناب والا! یہ عرض کرتا ہوں کہ ہم ایک کمیٹی بنائیں۔ ہر محکمے کے بارے میں ایک' ایک کمیٹی بنائیں اور اس کمیٹی سے کہیں کہ وہ ایک مہینے کے اندر اپنی تجویزیں پیش کریں کہ ہم کس طرح اس صوبے کے عوام کی حالت بہتر کر سکتے ہیں کس طرح ہم تعلیم کا نظام بہتر کر سکتے ہیں' کس طرح ہم پولیس کا نظام بہتر کر سکتے ہیں کس طرح سے عدالتوں سے حصول انصاف کے لیے لوگوں کے حالات بہتر کر سکتے ہیں۔ یہاں تو جناب والا! کوئی بھی پرسان حال نہیں اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہم سب ممبران اسمبلی اپنا کافی وقت ضائع کرتے ہیں محض آمدن' گفتن' نشستن اور برخاستن۔ اس کے علاوہ اور کوئی بات نہیں ہوتی۔ جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ جو بھی صورت حال اس وقت ہے اس کے جو بھی عوامل ہیں اس بارے میں دیانت داری سے میں بیان کروں گا میں نے کچھ وجوہات تو آپ کے سامنے پیش کیں۔ میں نے کھلی چھٹی دی ہوئی ہے اور اس اسمبلی نے کسی کا بھی مواخذہ نہیں کیا اس اسمبلی نے کسی بھی محکمے کا احتساب نہیں کیا اس اسمبلی نے آپس میں مل جل کر عوام کی تکالیف دور کرنے کی کوشش نہیں کی ہم نے کچھ بھی نہیں کیا ہم نے اس اسمبلی میں جو بھی آرڈیننس آئے ان پر محض ربڑ سٹمپ لگانے کے اور کچھ نہیں کیا۔ جناب والا! یہ نہایت افسوسناک بات ہے سب اپنی اپنی پارٹی کے لحاظ سے ڈسپلن کے پابند ہیں لیکن جناب والا! یہ ٹھیک ہے کہ ہم سب اس ڈسپلن کے پابند ہیں لیکن ڈسپلن ہمارے اپنے کردار اور ضمیر کے بعد آتا ہے کیا یہ ہمارا سب کا فرض ہے کہ ہم اپنے ضمیر کی آواز کو بھی پارٹی کے ڈسپلن کے اوپر قربان کر دیں۔

ہمارا ضمیر اور ہمارا کردار تو سب سے پہلے ہونا چاہیے ہمیں اس فرض کو یقیناً ادا کرنا چاہیے جس میں عوام کی بہتری ہو اور اس کا جناب والا! میں نے اس ایوان میں ذکر کیا ہے

جناب والا! میں پولیس کی بات کر رہا تھا۔ جناب والا! پولیس کی حالت کو فوری طور پر تبدیل کیا جانا چاہیے میں نے پچھلے بجٹ کی تقریر میں ذکر کیا تھا۔ یہی ذکر میں آج پھر کرتا ہوں کہ جب تک Reportung Agency پولیس سے جدا نہیں کی جائے گی پولیس کا نظام بہتر نہیں ہو گا آخر کیوں حزباقتدار اس چیز پر غور نہیں کرتی کہ Reporting Agency جس کے لیے ہم ایک ارب چھیاسی کروڑ روپیہ خرچ کر رہے ہیں اور اس پیسے کو حزب اقتدار کے ممبروں نے ہم سے اس اسمبلی میں منظور کروایا تھا آپ کیوں یہ اندازہ نہیں کرتے کہ چھ ماہ کے عرصے میں پولیس نے کیا بہتری کی ہے اگر اس نے بہتری نہیں کی تو پھر جناب ہمیں اس پر غور و خوض کرنا چاہیے اس سلسلہ میں میں نے جو پہلے تجویز پیش کی تھی یہی تجویز پھر عرض کرنی چاہتا ہوں کہ ہم اس Reporting Agency کو تھانوں کے دائرہ کار سے الگ کریں اس کے لیے میں یقیناً یہ چاہوں گا کہ یہ اسمبلی اس پر غور کرے

دوسرا جناب والا! میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ حزب اقتدار عوام کے مسائل اور مصائب کی طرف پوری طرح توجہ نہیں دے رہی زیادہ توجہ مرکزی حکومت کو disturb کرنے کی طرف توجہ دی جاتی ہے اور اس کو اس صورت میں رکھنے کی کوشش کی جاتی ہے کہ نہ اپنا کام ہو سکے اور نہ ہی دوسروں کا کام ہو سکے اور اس بارے میں بہت ساری ایسی مثالیں ہیں جو انتہائی خطرناک ہیں جن کی طرف میں نے پہلے بھی مستقل توجہ دلائی ہے اس میں سب سے زیادہ صورت حال یہ ہے اور اس پر میں زیادہ توجہ دینا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ پنجاب حکومت نے دوسرے صوبوں کی حکومتوں کو غیر مستحکم کرنے کی پالیسی اپنائی ہوئی ہے اس طرح سے مرکزی حکومت کو غیر مستحکم کرنے کی پالیسی اس صوبہ نے اپنائی ہوئی ہے اس طرح سے اگر آپ دیکھیں اس بات سے قطع نظر کہ میں خود اس اسمبلی کا ممبر ہوں' ایک پنجابی ہوں اور ایک زمین دار ہوں' ایک کاشت کار ہوں میں عملی طور پر کاشت کرتا ہوں اور خود اپنے ہاتھ سے کرتا ہوں جناب والا! گزارش ہے کہ کھاد کی قلت ہوئی اور یہاں اس ایوان میں اس قلت کو ضرور زیر بحث لائیں گے کھاد کی قلت کے بارے میں صوبہ پنجاب کے محکمہ زراعت نے مرکزی حکومت کے خلاف اشتہار بازی کی اور یہ اشتہار اخبارات میں دیے میں اس بات کی طرف قطعاً نہیں جانا چاہتا کہ اگر کھاد کی قلت ہے اور مرکزی حکومت کے کسی اقدام کی وجہ سے عوام کو تکلیف ہوتی ہے تو اس بارے میں

مرکزی حکومت کو نہ بتایا جائے یا اس پر احتجاج نہ کیا جائے۔

لیکن جناب والا! ایک ضابطہ کار کے تحت، ایک طریق کار کے تحت ہر چیز کا ایک طریقہ وضع شدہ ہے اور وہ طریقہ یہ ہے کہ آپ محکمانہ طور پر لکھیں، میٹنگز کریں، احتجاج کریں، جواب لیں اور جواب دیں اور اس کے بعد پھر دیکھا جائے کہ کس کا قصور تھا لیکن اشتہار بازی کا قطعاً یہ مطلب نہیں تھا۔ اشتہار بازی کا مطلب یہ تھا جیسے ایک چارج شیٹ ہے، ایک الزام ہے جو عوام تک پہنچانا ہے اور عوام میں ایک بے چینی کی فضا پیدا کرنی ہے۔ وہ بے چینی کی فضا جناب والا! پھر سارے ملک کو غیر متزلزل اور غیر مستحکم رکھتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ کسی صورت میں ایک statesman کی پالیسی نہیں۔ ایک statesman کی پالیسی یہ ہو گی کہ کسی شکایت کو، کسی دکھ اور تکلیف کو، کسی قومی مسئلے کو اس طرح نہ اچھالا جائے یہ ساری قومی غیر مستحکم صورت حال ہے، غیر مستحکم صورت حال ہونے سے معاشی بد حالی شروع ہو جاتی ہے۔ معاشی بدحالی جب بھی شروع ہوتی ہے تو اس کا نتیجہ مہنگائی ہوتا ہے، اس کا نتیجہ بے روزگاری ہوتا ہے اور اس کا اثر سالہا سال قوم کی معیشت پر پڑتا ہے۔ وقت تو یہ تھا، حالت تو یہ تھی کہ مرکزی اور صوبائی حکومتیں مل کر اور یہاں بھی سارے ہم مل کر قوم کے لیے بہتر سے بہتر حالات پیدا کرتے۔ ایک ایسی صورت حال پیدا کرتے کہ جس میں روزگار کے زیادہ سے زیادہ مواقع ہوتے۔ جس میں ایک سکون ہوتا، چین ہوتا، امن ہوتا۔ لوگ یہاں پر پیسہ لگا کر کاروبار بڑھاتے اور کاروبار بڑھانے کے ساتھ ملک میں ہر قسم کی افراط ہوتی اور لوگوں کی زندگی پرسکون ہوتی لیکن اس کے بالکل برعکس جناب والا! یہ بات کی جا رہی ہے کہ یہاں بے سکونی اور بے چینی کی فضا پیدا کی جا رہی ہے اور اس فضا میں لوگ کسی صورت میں یہاں کاروبار میں، پیداوار میں پیسہ لگانے کے لیے تیار نہیں۔ پیسے کو باہر بھیجا جا رہا ہے اور سارا پیسہ غیر پیداواری مدوں میں رکھ کر قوم کو نقصان پہنچایا جا رہا ہے۔ یہ ایک شدید ترین قسم کا نقصان ہے جس کے دور رس نتائج ہوں گے اور اس نتیجے میں ملک میں زیادہ سے زیادہ بے چینی پھیلے گی۔ میں نے مستقل اس اسمبلی کے فلور پر بھی اور باہر بھی یہ کہا ہے کہ جناب یہ تو براہ راست ایک تیسری قوت کو بلانے کا طریقہ ہے کہ آپ ایسی فضا پیدا کریں کہ سیاست دان ناکام ہو گئے۔ سیاست دان امن و امان قائم نہیں رکھ سکے۔ سیاست دانوں نے عدالتوں میں انصاف نہیں دیا۔ سیاست دان رشوت کم نہیں کر سکے بلکہ سیاست دان تو خود لوٹ مار میں شریک ہوئے۔ خود انہوں نے اس ملک کے جو بھی وسائل تھے ان کو لوٹا اور لوٹ مار کی بد ترین مثالیں قائم کیں۔ آج لوٹ مار کی

داستانیں زبان زد عام ہیں۔ یہ انتہائی سنگین صورت حال ہے۔ نہ صرف اس میں حزب اختلاف جو ہے اس کو تو کوئی لوٹ مار کا اتنا نہیں۔ میں تو آپ کے لیے یہ دکھ کے ساتھ کہتا ہوں۔ ہم اکٹھے ہیں۔ ہم ایک ہیں۔ یہ ایک ادارہ ہے۔ ایک اسمبلی ہے۔ ہم اس اسمبلی میں ذمے دار ہیں۔ ہم نے اس اسمبلی کے لیے روایات چھوڑنی ہیں اور وہ روایات یقیناً ہم مل کر چھوڑ سکتے ہیں۔ اکیلے اکیلے نہیں چھوڑ سکتے۔ اگر کوئی بھی یہاں ایک بات چلتی ہے کہ ممبران اسمبلی کو اس طرح نوازا جا رہا ہے تو ہم سب کا فرض ہے کہ اس کے لیے لڑیں اور اس بات کو ختم کروائیں اور اگر بات حقیقت ہے تو اس کا آئندہ کے لیے اعادہ نہ ہونے دیں تاکہ اس اسمبلی اور ایک جمہوریت کے لیے بدنامی کا باعث نہ بنے لیکن جناب حقیقت تو یہ ہے کہ اگر آپ دیکھیں تو یہ ایل ڈی اے کے بارے میں اس قدر سکینڈل لوگوں کی زبانوں پر ہیں۔ ہم نے کوئی ایک بات یہاں نہیں کی۔ جناب والا! متعدد مرتبہ اسمبلی کے فلور پر یہ ذکر ہوا ہے کہ ایل ڈی اے میں دھاندلیاں ہوتی ہیں۔ آج تک کوئی کوشش ہم نے اس اسمبلی میں' اس ادارے میں مل کر نہیں کی۔ اس دھاندلی میں اس لوٹ مار میں ممبران اسمبلی کے نام آتے ہیں۔ جناب والا! یہ کتنے دکھ اور تکلیف کی بات ہے۔ ہر ممبر تو اس لوٹ مار اور اس مفاد پرستی میں شریک نہیں۔ جب ہم سب اس میں شریک نہیں ہیں تو پھر ہم اپنی شہرت کیوں داؤ پر لگا دیتے ہیں۔ پھر ہم جناب اپنی شہرت کیوں قربان کرتے ہیں۔ ہمیں کیوں یہ خیال نہیں آتا۔ نہ صرف اپنی شہرت بلکہ آنے والے جو ہمارے ممبران اسمبلی ہیں ان کے لیے بھی ہم ایک نہایت ہی سنگین اور بری قسم کی روایت چھوڑ رہے ہیں۔ کیوں ہم خدا کے لیے اس بات پر غور نہیں کرتے کہ یہ جو بھی باتیں آج ہو رہی ہیں ان کی قیمت ادا کرنی پڑے گی۔ یہ قیمت ادا کرنی ہو گی۔ یہ باتیں ایسے نہیں جائیں گی تو جن لوگوں نے جو کچھ حاصل کیا۔ جو کچھ ہوا اس کی ہم وضاحتیں دیں اور دوسرے لوگ ہمارے ساتھ شریک ہوں اور کہیں کہ نہیں یہ بات غلط ہے لیکن یہاں یہ الزامات لگے نہ جناب والا! ایل ڈی اے میں اتنی دھاندلی ہے۔ اس قدر پلاٹس کی الاٹمنٹس ہے۔ یہاں ہاسپٹل کے جو پلاٹ مقرر تھے' جو پلے گراؤنڈز تھیں' جو لائبریریز تھیں' جو گرین بیلٹ تھیں ان سب کو توڑ توڑ کر پلاٹس کی شکل میں الاٹ کیا جا رہا ہے۔ کون لوگ ہیں؟ آخر وہ لوگ جو بھی فائدہ حاصل کر رہے ہیں ان کے لیے یہ اسمبلی اپنی شہرت' اپنی عزت کی قربانی کیوں دے؟ ہم کیوں قربانی دیں؟ کیوں قربان کریں اور پھر یہ بھی میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے پاس ایک بہت بڑی امانت ہے۔ ہم اس امانت کو جو ہمیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملی ہوئی ہے اور آئندہ آنے والی اسمبلیوں کے لیے ہم نے

چھوڑ کر جاتی ہے۔ جناب والا! ہم اس امانت میں خود خیانت کیوں کریں؟ لیکن کوئی بات نہیں ہوئی۔ بارہا یہ الزام لگا ہے۔ کوئی بات نہیں ہوئی۔ میں پھر نہایت افسوس کے ساتھ کہوں گا کہ ان ڈاکوؤں یا چوروں کے جو ظلم تھے یا خواتین کے ساتھ جو زیادتیاں تھیں ان کے لیے کوئی بات نہیں ہوئی۔ یہاں پر ایل ڈی اے میں دھاندلیوں کے بارے میں کوئی بات نہیں ہوئی۔ جناب والا! یہ ساری چیزیں اس صورت حال کو خراب کر رہے ہیں۔ ہمیں اس ملک میں سیاست کا تحفظ کرنا ہے۔ میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا جناب والا! کہ جمہوریت اس ملک میں ایک لمبے عرصے کے بعد بحال ہوئی ہے۔ ایک لمبے عرصے کے بعد یہاں جمہوریت آئی ہے۔ اس کا تحفظ کرنا ہمارے لیے ایک انتہائی اہم فریضہ ہے۔ اس کا تحفظ کر کے آئندہ ایک اچھی روایت چھوڑ کر جانا ہمارے لیے ایک بہت بڑی امانت ہے۔ جناب والا! ہمیں اس پر ہمہ وقت غور کرنا ہو گا اور یہ مل جل کر کرنا ہو گا۔ جناب والا! دیہاتی علاقوں میں عالم یہ ہے۔ یہ تو شہروں کی حالت تھی دیہاتی علاقوں میں عالم یہ ہے جناب والا! کہ دیہاتیوں کا کوئی پرسان حال نہیں، کوئی پوچھنے والا نہیں۔ نہ وہاں تعلیم کی سہولتیں ہیں، نہ وہاں ہاسپٹلز کی بیماری کی صورت میں علاج معالجے کی سہولتیں ہیں۔ نہ وہاں چوری کے صورت میں ان کے مال مویشی برآمد کرنے کی کوئی انہیں سہولت ہے اور اگر کسی مظلوم کا نقصان ہو جائے تو وہ تھانے میں جا کر اپنا حق لینا چاہے تو نہ اس کے لیے کوئی سہولت ہے۔ جناب والا! اس صوبہ کے 80% عوام جو دیہات میں رہتے ہیں یقینی طور پر دیانت داری کے ساتھ میں عرض کر رہا ہوں کہ ان کو مکمل طور پر ان کے حال پر چھوڑ دیا گیا ہے۔ ان کو ان کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا گیا ہے۔ کوئی حکومت وہاں قائم نہیں۔ کوئی حکومت ان کو آرام، چین، سکھ نہیں پہنچاتی۔ کوئی ان کو تکلیفوں کا مداوا نہیں کرتی۔ اس کے لیے بھی میں کہوں گا کہ کوئی ممبران اسمبلی یہاں کھڑے ہو کر کہے کہ کیا دیہاتی علاقے میں صورت حال اطمینان بخش ہے؟ جب جناب یہ ساری سنگین صورت حال ہے تو پھر اس صوبے میں کہاں حکومت ہے؟ کون سی حکومت ہے؟ کون سے ہم اپنے فرائض پورے کر رہے ہیں؟ یہاں پر پولیس کو سیاست دانوں کے خلاف استعمال کیا جاتا ہے۔ افسوسناک بات ہے۔ ہم نے مارشل لاء میں تو یہ دیکھا تھا۔ مارشل لاء میں یہ ہوتا تھا کہ جو لوگ مارشل لاء کے خلاف بولتے تھے۔ ضیاء الحق یا مارشل لاء کے خلاف کوئی آواز اٹھاتے تھے تو ان کو تھانوں میں بند کیا گیا اور ان کے خلاف ناجائز مقدمے بنائے گئے لیکن اس جمہوری حکومت میں، ایک ایسی حکومت میں جو ایک انتخاب کے نتیجے میں معرض وجود میں آئی ہے اس میں بھی بالکل بعینہ وہی ہو رہا ہے جو مارشل لاء

کے دوران ہوتا تھا۔ جناب والا! نوابزادہ نصرفر گل کے خلاف جو کچھ بھی گجرات میں ہوا وہ نہایت قابل افسوس ہے۔ اسی طرح وصی ظفر کو بلاوجہ کوئی تین چار ہفتے ایک پولیس سٹیشن میں بند رکھا گیا اور ان کے خلاف کوئی ایسا جرم نہیں تھا۔ پھر یہ افسوسناک بات ہے کہ جس پولیس افسر نے ان کے خلاف جعلی یا جھوٹا مقدمہ بنایا اس کو ترقی دے دی گئی اس کو ترقی دی گئی اس صلے میں کہ اس نے ایک ایم۔پی۔اے کو تھانے میں رکھا تھا' تھانے میں بند کیا تھا۔ اس طرح ہمارے معزز رکن جناب احمد بخش تھیم ہیں' سلمان تاثیر صاحب ہیں دیوان عاشق حسین بخاری ہیں۔ ان تمام ممبران اسمبلی کے ساتھ زیادتیاں ہوئی ہیں اور اس کے علاوہ جناب غلام دستگیر لک صاحب کے ساتھ بھی زیادتی ہوئی ہے۔ لیکن افسوس کی بات ہے کہ کسی نے نہیں پوچھا کہ ایسا کیوں ہوا؟ جناب لک کے خلاف اگلے دن ہی ایک جھوٹا مقدمہ درج کیا گیا ہے۔ اسی طرح جناب مختار احمد اعوان مرکزی کے خلاف بھی غلط طور پر مقدمہ درج کیا گیا ہے۔ جناب والا! یہ باتیں نہایت افسوس ناک ہیں۔ اس صوبہ میں جہاں جمہوریت ہے' جہاں حکومت قائم ہے' جہاں عوام کے منتخب نمائندے موجود ہیں وہاں پر منتخب ممبران اسمبلی کے ساتھ اس قسم کی زیادتیاں ہو رہی ہیں۔ جناب والا! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ اس بات کا ثبوت ہے اس بات کی عکاسی ہے کہ یہ ایوان ایک مقتدر ادارہ ہے' خود مختار ادارہ ہے' اگر اس معزز ایوان کے اراکین کو اس طرح تنگ کیا جاتا ہے غور کیا جاتا ہے' پولیس کے ذریعے سے زیادتیاں کروائی جاتی ہیں' ناجائز اور جھوٹے پرچے درج کروائے جاتے ہیں۔ عام آدمی کیا تصور کرے گا۔ اس کو کیا تحفظ حاصل ہو گا جب پولیس سیاسی مخالفین کو دبانے کے لیے آلہ کار بن جائے تو عام آدمی کو انصاف مہیا نہیں کر سکتی۔ کسی طرح سے بھی عوام کے حقوق کا تحفظ نہیں کر سکتی۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک نہایت سنگین بات ہے۔ اس پر ہر رکن اسمبلی کو غور و فکر کرنا چاہیے کہ ہم کیوں پولیس کو اس قسم کی ڈھیل دے رہے ہیں کہ وہ عوام کے ساتھ زیادتیاں کرے۔ اور ہم محض اس لیے انہیں پوچھ بھی نہ سکیں کہ انہوں نے ہمارے کہنے پر ایک غلط کام خود کیا ہو۔ جناب والا! جب پولیس حکومت کی آلہ کار ہو گی تو پھر صوبہ میں امن و امان قائم نہیں ہو سکتا۔ پھر ہم عوام کے حقوق کا تحفظ نہیں کر سکتے۔ پھر جناب والا! اس حکومت کا کوئی فائدہ بھی نہیں ہے۔ ہمیں تو یہ سوچنا چاہیے تھا کہ صوبہ میں کس قدر مہنگائی ہے؟ اتنی مہنگائی ہے کہ تصور محال ہے ملاوٹ کی شکایات عام ہیں۔ کم تولنے کی شکایات بھی عام ہیں۔ یہاں پر کبھی اس قسم کی باتیں نہیں ہوتیں۔ ہمیں تو یہ سوچنا چاہیے کہ مہنگائی کسی طرح سے کم ہو سکتی ہے۔

ملاوٹ کا کیا سد باب ہونا چاہیے؟ کم تولنے کی جو شکایت ہے اس کے لیے ہم نے کیا اقدامات کرنے ہیں لہٰذا میں یہ گزارش کروں گا کہ عوام کے حقیقی مسائل کی طرف کوئی توجہ نہیں دی جا رہی۔ بلکہ ساری توجہ دوسری تمام غیر ضروری چیزوں کی طرف دی جا رہی ہے۔

جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی گزارش کی ہے کہ ہمارے جمہوری ادارے طویل جدوجہد کے بعد معرض وجود میں آئے ہیں۔ ہمارے یہ جمہوری ادارے طویل ارتقاء کے نتیجے میں معرض وجود میں آئے ہیں۔ ریاستی اداروں کا ایک سیاسی اور تاریخی ارتقاء ہے۔ اس میں سب سے اہم ادارہ مقننہ ہے۔ یہ وہ ادارے ہیں جہاں پر ہم عوام کے حقوق کی نمائندگی کرتے ہوئے عوام کے حقوق کا تحفظ کرتے ہیں۔ دوسرے نمبر پر عدالتیں آتی ہیں جب عوام کے حقوق کو کوئی violate کرے' ان کی خلاف ورزی کرے ان کو وہاں سے انصاف ملے اور وہ مظلوم جس کے پاس اپنی کوئی طاقت نہ ہو وہ ریاست کے اداروں کے ذریعے اپنا حق محفوظ نہیں۔ یہ حق نہ تو تھانوں میں محفوظ ہے اور نہ ہی عدالتوں میں محفوظ ہے۔

جناب والا! یہ بھی ایک سنگین مسئلہ ہے ہمیں عدالتوں کی صورت حال کی طرف فوراً توجہ دینی چاہیے۔ عدلیہ کو انتظامیہ سے علیحدہ کرنے سے بہتری کی صورت پیدا ہو سکتی ہے۔ کیونکہ انتظامیہ کے مجسٹریٹ ہر وقت تو کسی نہ کسی وزیر صاحب' وزیر اعلیٰ صاحب یا چند دوسرے سرکاری امور کو نپٹانے میں لگے رہتے ہیں' یا پھر دوروں کے انتظام میں مصروف رہتے ہیں لہٰذا وہ عدالتوں میں مقدمات کی طرف توجہ نہیں دے سکتے۔ عدالتوں میں مقدمات ویسے پڑے رہتے ہیں اور سائل دھکے کھاتے رہتے ہیں۔ ریڈر رشوتیں لیتے رہتے ہیں اور تاریخیں ڈالنے کے پیسے لیتے رہتے ہیں اور بغیر انصاف کے گھروں کو چلے جاتے ہیں۔ ایک ایک مقدمہ کئی کئی سال چلتا ہے۔ جناب والا! میں اپنے انتہائی قابل احترام بہنوں اور بھائیوں کی توجہ اس طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ اگر دو سال یا تین سال کی خواری کے بعد' خصوصی طور پر وزیر قانون کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ دو تین سال کی خواری کے بعد کسی شخص کو اگر عدالت سے بری بھی کر دیا جائے کہ تمہارے خلاف استغاثہ ثابت نہیں ہو سکا اور تم مجرم نہیں پائے گئے۔ تو جناب اس کی سزا تو پھر بھی پوری ہو چکی۔ آپ خود سوچیں ایک شخص تین سال تک ایک گاؤں سے شہر میں آکر وکیل کرے اور صبح سے شام تک عدالت میں رہے اور سارا وقت وہاں پر دھکے کھانا گرمیوں اور سردیوں میں وہاں پر کھڑے ہونا اپنے سارے کاروبار کو چھوڑنا اگر ان سب باتوں کا احاطہ کیا

جائے تو اس کی سزا تو عملاً پوری ہو چکی ہوتی ہے۔ لیکن مقدمہ تو تین سال تک چلتا رہتا ہے اگر وہ شخص ویسے ہی اقبال جرم کرلے تو شاید اس کو کم سزا ہو۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس کی compensation کیا ہے؟۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ اسمبلی اس بات کی ذمہ دار ہے۔ کیونکہ یہ اسمبلی اپنے ضمیر کے سامنے اپنے خدا کے سامنے' قانون کے سامنے' عوام کے سامنے جوابدہ ہے اور ذمہ دار ہے کہ ہم عوام کی ان جائز شکایات کو دور کریں۔ جناب والا! یہ ایک انتہائی اہم مسئلہ ہے جس سے اس صوبہ کے کروڑوں عوام کا تعلق ہے بالخصوص دیہاتی عوام جن کے پاس کوئی سہولت نہیں۔ جن کے پاس نہ ٹرانسپورٹ ہے' نہ ہی شہروں میں کوئی رہائش کا انتظام ہے۔ اس لیے میں یہ گزارش کروں گا کہ اس سلسلے میں کوئی نہ کوئی فوری انتظام کرنا چاہیے۔

اسی طرح تعلیم کے متعلق بھی میں عرض کروں گا کہ ہماری جو تعلیمی درسگاہیں ہیں وہ تعلیم کو چھوڑ کر اسلحہ گاہیں بن چکی ہیں۔ وہاں پر اسلحے کی نمائش دن رات کھلے عام ہوتی ہے۔ کالجوں اور یونیورسٹی کے امتحانوں میں وہ اسلحہ اٹھا کر کام چلایا جاتا ہے۔ اس سنگین صورت حال پر بھی میں سمجھتا ہوں کہ اسمبلی کو غور کرنا چاہیے۔ میں وقت کو مد نظر رکھتے ہوئے اپنی تقریر کو ختم کرتا ہوں اور آخر میں صرف یہ عرض کرنا چاہوں گا میں ان کمیٹیوں کے نام بھی جناب کی خدمت میں پیش کردوں گا جو ان مختلف نکات پر غور کرنے کے لیے صوبے کے تمام مسائل کا مختلف محکموں کی کارکردگی کا جائزہ لیں اور پھر اس ایوان کو رپورٹ پیش کریں۔ اگر وزیر قانون صاحب بھی چاہیں تو اس عمل میں شریک ہوں اور ان کمیٹیوں میں اپنے ممبران کو بھی شامل کریں تا کہ یہ ایوان اس صوبے میں اپنا فرض پورا کر سکے۔ میں ایک دفعہ پھر آپ کا اور اپنے تمام بہنوں اور بھائیوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے مجھے توجہ کے ساتھ سنا ہے۔ بہت شکریہ اور بہت مہربانی۔

جناب فضل حسین راہی، پوائنٹ آف انفرمیشن۔

جناب سپیکر! آپ اس بات کے شاہد ہیں اور ہم لوگوں نے ہمیشہ یہاں پر دیکھا ہے کہ اگلی رو میں یا تو قائد حزب اختلاف بیٹھتے ہیں یا قائد حزب اقتدار بیٹھتے ہیں' وزراء صاحبان بیٹھتے ہیں یا پھر ایک وفاداری بدلنے والے صاحب ہیں جو فارورڈ بلاک میں بیٹھتے ہیں یا پھر خواتین بیٹھتی ہیں۔ میں جناب والا! پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ شہباز شریف صاحب کس زمرے میں آتے ہیں۔ کیونکہ وہ بھی دوسرے ممبران کی طرح

صرف ممبر ہیں لیکن ان کو اگلی رو میں بٹھایا گیا ہے یہ خصوصی سلوک ان کے ساتھ کس وجہ سے کیا گیا ہے؟

جناب سپیکر، یہ شہباز شریف صاحب کی خوش قسمتی پر لوگ کچھ رشک کرنے لگے ہیں؛ یعنی ان کو اتنی زیادہ اہمیت دی جا رہی ہے کہ ہر کارروائی جو شروع ہوتی ہے وہ شہباز شریف کے نام سے شروع ہوتی ہے۔

جناب فضل حسین راہی، جناب والا! اگر آپ ان کو وزیر اعلیٰ کا حلف اٹھوانا چاہیں تو ہمیں اعتراض نہیں یہ رسمی کارروائی بھی آپ بے شک کروالیں ورنہ ہمارے حساب سے وہ وزیر اعلیٰ تو ناکام ہو چکے ہیں۔ کیونکہ وہ تو اسمبلی میں آتے ہی نہیں ہیں' بلکہ وہ تو نہ اسمبلی میں آتے ہیں نہ ہی لاہور میں رہتے ہیں اور نہ ہی پنجاب میں رہتے ہیں۔

مجھے صرف یہ اعتراض ہے کہ یہ صرف عام ممبر ہیں۔ اس کے علاوہ ان کی کوئی حیثیت نہیں۔ یہ آپ کی ذمہ داری ہے کہ آپ تمام ممبران کو اپنی اپنی سیٹ پر بٹھائیں۔

جناب سپیکر، جی ہاں' یہ میری ذمہ داری ہے کہ میں معزز ممبران کو ان کی سیٹ کے بغیر بات کرنے کی اجازت نہیں دوں گا لیکن بیٹھنے میں کوئی حرج نہیں ہے کوئی کہیں بھی بیٹھ سکتا ہے۔

سید ذاکر حسین شاہ، حضور والا! آپ نے یہ فرمایا کہ ان کو اتنی اہمیت کیوں دی جا رہی ہے۔ آپ تاریخ سے واقف ہیں کہ میاں شہباز شریف وہی نہ کریں جو اورنگ زیب نے دارا شکوہ کے ساتھ کیا تھا۔

جناب سپیکر، چودھری محمد فاروق صاحب۔

چودھری محمد فاروق، اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے امن عامہ کی بحث میں مجھے حصہ لینے کی دعوت دی ہے۔

جناب سپیکر، بات شروع کر لینے سے پہلے میں یہ طے کر لینا چاہتا ہوں کہ کتنا ٹائم مخصوص کیا جائے ایک معزز رکن کی تقریر کے لیے؟

جناب شاہنواز چیمہ، جناب والا! 100 منٹ ہونا چاہیے۔

جناب سپیکر، 100 منٹ؟ نہیں 10 منٹ کافی ہوں گے۔ اور وزیر قانون سے یہ بات طے ہوئی ہے تین دن لاء اینڈ آرڈر پہ بات ہونی ہے۔ اگر 10 منٹ سے زائد بات کریں گے تو سب لوگ بات کرنا چاہیں

گے پھر سب لوگوں کو وقت نہیں ملے گا اور کچھ لوگ رہ جائیں گے

خواجہ محمد یوسف، ہم آپ سے استدعا کریں گے کہ تین کی بجائے چھ دن رکھ لیں۔

جناب سپیکر، گھمن صاحب 10 منٹ کافی ہوں گے؟

جناب جاوید محمود گھمن، جناب والا! 15 منٹ رکھ لیں۔

جناب سپیکر، گھمن صاحب' 10 منٹ سے زیادہ میں سمجھتا ہوں کبھی بھی ملے نہیں ہوا۔ 10 منٹ کافی ہیں۔ اگر آپ متعلقہ بات کریں گے تو بات ہوسکتی ہے۔ فاروق صاحب۔

جناب فضل حسین راہی، جناب کا وعدہ ہے کہ اگر کوئی ممبر متعلقہ بات کرے گا تو اس کو وقت میں نرمی دیں گے۔

جناب سپیکر، راہی صاحب! 10 منٹ کافی ہوتے ہیں۔

جناب فضل حسین راہی، اس کے بعد بھی آپ نے کہا ہے کہ اگر آپ متعلقہ بات کریں گے تو وقت میں نرمی دی جائے گی۔

جناب جاوید محمود گھمن، جناب عالی! یہ نہ ہو کہ دوسرے آدھا گھنٹا لے جائیں اور آپ کی گھڑی 10 منٹ ہی نہ بجائے۔ میں نے ابھی پانچ منٹ ہی تقریر کی تو رانا پھول محمد خان نے کہہ دیا کہ 10 منٹ ہو گئے ہیں۔ "بلا جٹ خدانوں لے گئے چور جس ویلے اینہاں دی مرضی ہووے باؤس دا وقت لینا شروع کر دیندے نیں۔

رانا پھول محمد خان، جناب والا! میں ایک وضاحت کر دینا چاہتا ہوں کہ انہوں نے مجھے جٹ کہا ہے۔ اور یہ کہ میں نا انصافی کرتا ہوں۔ اور پھر یہ بھی کہا تھا کہ ہمیں بھی کسی پلڑے میں ڈال دیں۔ یہ ہمارے بھائی ہیں۔ ان کو آپ ہمارے پلڑے میں ڈال دیں۔ ہم انہیں قبول کرنے کے لیے تیار ہیں۔ ہمارا پلڑہ حاضر ہے۔ لیکن میں جٹ وٹ نہیں ہوں۔

جناب سپیکر، آرڈر پلیز' آرڈر پلیز۔ اس وقت ایک چیز میں آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ جو صاحبان غیر ضروری طور پر مقررین کو interrupt کریں گے اور غیر ضروری طور پر ایوان کا وقت لیں گے میں اتنا ہی وقت ان کی تقریر میں سے کاٹ لوں گا۔ یہ میں آپ سب کے لیے اطلاعاً عرض کیے دیتا ہوں تا کہ یہ لاء اینڈ آرڈر پر بحث کا سلسلہ آرام سے چلتا رہے۔ سب کو اپنا حق ملے اور اپنا مافی الضمیر بیان

کرنے کا موقع ملے ـــــ جناب چودھری محمد فاروق صاحب۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب سپیکر! میاں شہباز شریف صاحب چودھری فاروق کو لکھ کر دے رہے ہیں۔ ان کی لکھائی دیکھ لیں۔ یہاں لکھا ہوا پڑھنا منع ہے۔ انہیں کہیں کہ وہ کاغذ واپس کریں۔

چودھری محمد فاروق ، یہ کاغذ لے لیں۔ میں سمجھتا ہوں ہاؤس کے اندر اس قسم کی غلط بیانی نہیں کرنی چاہیے۔ جناب سپیکر! آپ کی مہربانی' آپ کی نوازش کہ آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع دیا۔ جناب سپیکر! امن عامہ ایک ایسا موضوع ہے۔

جناب سپیکر، میرے خیال میں وقفہ نماز کر لیں۔ مغرب کی نماز کا وقت ہے۔ 15 منٹ کے لیے وقفہ کر لیتے ہیں۔ پانچ بج کر پندرہ منٹ پر ہم دوبارہ اکٹھے ہوتے ہیں اور آپ کی تقریر سے شروع کریں گے

(نماز مغرب کے لیے 15 منٹ کا وقفہ کر دیا گیا)

(ایوان کی کارروائی نماز مغرب کے بعد 5 بج کر 45 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر دوبارہ شروع ہوئی)

جناب سپیکر، جی جناب چودھری محمد فاروق صاحب!

چودھری محمد فاروق ، آعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! امن عامہ کے جس موضوع پر آپ نے مجھے اظہار خیال کا موقع دیا ہے میرے خیال میں یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس سے اس دنیا کی ہر سلطنت' ہر حکومت اور اس دنیا کے اندر بسنے والی انسانیت خواہ دنیا کے کسی خطے میں موجود ہو ہر جگہ وہ اس مسئلہ سے دوچار ہے۔ ازل سے امن کے قیام کے لیے ہر مذہب نے درس دیا ہے۔ ہر حکومت اور ہر سلطنت نے کوشش کی ہے۔ ہر مذہب' ہر سلطنت نے امن قائم کرنے کے لیے کوشش کی ہے۔ اور کسی بھی سلطنت کی حکومت کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ وہ اس سلطنت کے اندر بسنے والے انسانوں کو تحفظ فراہم کرے انہیں سکون کی زندگی مہیا کرے انہیں دکھوں اور جرائم سے پاک معاشرہ نصیب کرے لیکن اب تک ہر مذہب کی بہترین طریقے سے درس دینے کے باوجود منظم سے منظم حکومتیں ہونے کے باوجود اس دنیا کا کوئی بھی خطہ تحفظ کے لحاظ سے اس مقام تک نہیں پہنچ سکا جہاں پر انسانیت یہ محسوس کرے کہ اس کا تحفظ موجود ہے لوگ یہ محسوس کریں کہ وہ سکون کی زندگی بسر کر سکتے ہیں۔ لیکن جناب والا! جرائم خواہ معاشرے میں موجود ہوں۔ مذہب کے درس کے باوجود بے شک کسی معاشرے میں جنگ و جدل کی فضا موجود ہو لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ جہاں پر

جرائم ہی جرائم ہیں اس معاشرے کو ان جرائم سے پاک کرنے کی کوشش نہ کی جائے یا کوئی سلطنت کوئی حکومت محض اس وجہ سے خاموش تماشائی بن کر رہ جائے کہ چونکہ دنیا کے اندر انسانیت کو کسی خطے میں صحیح طور پر تحفظ فراہم نہیں کیا گیا اس لیے کوئی حکومت یہ محسوس کرے کہ اس کی ذمہ داری ختم ہو جاتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ کسی بھی خطے کے اندر اور ہمارے صوبے پنجاب کے اندر حکومت پنجاب کی یہ اولین ذمہ داری ہے اور سب سے بڑی ذمہ داری ہے کہ حکومت کے تمام اہل کار اور حکومت کے تمام کل پرزے اس بات کے ذمہ دار ہیں کہ وہ اس صوبہ کے اندر بسنے والے عوام کو تحفظ فراہم کریں۔ اس صوبہ کے اندر، اس علاقہ کے اندر امن و امان کی فضا بحال کریں۔ جہاں پر جرائم کم ہوں جہاں پر لوگ تحفظ کی فضا محسوس کریں اور اپنے ہی لیے نہیں باقی انسانیت کے لیے بھی۔ اپنے معاشرے کے لیے بھی۔ اپنی قوم کے لیے بھی۔ اس صوبے کے لیے بھی اور ملک کے دوسرے صوبوں کے لیے بھی اپنے بھائیوں کے لیے، اپنے مسلمان بھائیوں کے لیے۔ اپنے اس ملک کے اندر بسنے والی اقلیتی بھائیوں کے لیے، تمام پاکستان کے لیے تحفظ کی فضا فراہم کرنے کے لیے اپنی کوشش اور اپنا رول ادا کریں۔ جناب والا! یہ حکومت کی بھی ذمہ داری ہے لیکن یہاں پر میں ایک بات عرض کرنا چاہوں گا کہ جس طرح جناب رانا شوکت محمود نے کہا کہ اس اسمبلی کے تمام ممبران کی یہ ذمہ داری بنتی ہے۔ میں اس بات کو وضاحت کے ساتھ دہرانا چاہتا ہوں اور یہ submission کرنا چاہتا ہوں کہ اس ایوان کے اندر منتخب ہو کر آنے والے تمام نمائندے خواہ وہ حزب اقتدار سے تعلق رکھتے ہوں خواہ وہ حزب اختلاف سے تعلق رکھتے ہیں اس صوبے کا امن و امان سب کا مسئلہ ہے اس پر اگر حزب اختلاف بھی آواز اٹھاتی ہے خواہ حزب اقتدار بھی آواز اٹھاتی ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ آواز کسی طرف سے بھی آئے مگر اس صوبے کے اندر امن و امان کی فضا اس حد تک مؤثر ہونی چاہیے کہ ہم کم از کم دوسرے صوبوں کے لیے ایک مثال قائم کر سکیں کہ اس صوبے کے اندر امن و امان کی فضا ایسی ہے جو دوسرے صوبوں کے اندر نہیں اور جب ہم یہ بات کہتے ہیں کہ دوسرے صوبوں کے اندر امن و امان کی فضا بہتر نہیں تو میں کہتا ہوں کہ یہ ہماری بات تقریر کی حد تک یہاں پر ہی ختم نہیں ہو جانی چاہیے ہم پاکستانی ہیں۔ ہم پنجابی ہیں اگر پنجاب کی ذمہ داری ہم پر آتی ہے تو بحیثیت پاکستانی اس ملک کے اندر اور دوسرے صوبوں کے اندر بھی امن کی فضا قائم کرنے کے لیے ہمیں اپنا رول ادا کرنا چاہیے اور اس رول کے لیے برسر اقتدار طبقہ کو بھی اپنی ذمہ داریاں پوری کرنی چاہییں اور حزب اختلاف کے حضرات سے بھی یہ بات کہوں گا کہ ان

کی ذمہ داری دوسرے صوبوں کے اندر بھی بنتی ہے اس صوبے کے اندر بھی بنتی ہے لیکن اگر کوئی ایک فریق یہ سمجھے کہ صرف ایک فریق کی اس صوبے کے اندر امن و امان قائم کرنے کی ذمہ داری ہے تو جناب والا! ایسے نہیں ہو سکتا اس لیے کہ ایک گھر میں اور ایک بستی میں بسنے والے دو فریق اگر ان میں سے ایک امن قائم کرنے کی کوشش کرے اور دوسرا فریق امن کو خراب کرنے کی کوشش کرے تو اس صورت میں امن قائم نہیں ہوا کرتا۔

جناب والا! پنجاب کے اندر امن کے بارے میں یہاں پر باتیں کی گئیں کہ پنجاب کے اندر امن کی فضا ٹھیک نہیں اور جناب والا! یہ بھی کہا گیا کہ پولیس کو بہت سی مراعات دے کر نوازا گیا ہے اور پولیس اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے سے قاصر ہے میں یہاں پر کسی ایک فورس کو defend نہیں کرنا چاہتا لیکن میں اتنی بات ضرور کہوں گا کہ پولیس ہمارے معاشرے کا ایک حصہ ہے پولیس کے افراد کوئی اور مخلوق نہیں یہ کسی اور خطے سے نہیں آئے وہ اسی پنجاب کے رہنے والے ہیں وہ اسی صوبے کے رہنے والے ہیں وہ اسی معاشرے کا حصہ ہیں وہ ہمارے بھائی ہیں وہ ہمارے ہی خاندانوں سے تعلق رکھنے والے ہیں خواہ وہ حزب اقتدار سے تعلق رکھتے ہوں خواہ وہ حزب اختلاف سے تعلق رکھتے ہوں لیکن اگر کوئی چند افراد اپنی ذمہ داریاں پوری نہیں کرتے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ کسی شعبے کو یا کسی فورس کو ایک ہی لائن میں رکھ کر یہ رگڑا دیا جائے کہ یہ پوری فورس خراب ہے۔ آپ کہتے ہیں کہ یہاں پر یہ بات کہی گئی کہ عدلیہ کو انتظامیہ سے علیحدہ کر دیا جائے جہاں تک میرے ذاتی مشاہدے کا تعلق ہے میں اس نظریے کا قائل ہوں اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ عدلیہ کو انتظامیہ سے علیحدہ کیا جانا چاہیے یہ بات کب تک ہوتی ہے بے شک اس میں وقت لگے گا لیکن آئین ہمیں اس بات سے منع نہیں کرتا کہ عدلیہ کو انتظامیہ سے علیحدہ نہ کیا جائے اور جناب والا! میں یہاں پر یہ کہنا چاہوں گا کہ عدلیہ کو انتظامیہ سے جتنی جلدی علیحدہ کر دیا جائے میں سمجھتا ہوں کہ یہ صوبے کے اندر بھی بہتر ہو گا اور اس ملک کے عوام کی بھی اس سے بہتری ہو گی۔

جناب والا! جہاں تک امن بحال کرنے کا تعلق ہے میں واضح طور پر ایک بات کہنا چاہتا ہوں کہ مرکز کی بھی یہاں پر ذمہ داری بنتی ہے جب سیاسی قیدیوں کے نام پر جرائم پیشہ افراد کو رہا کر دیا جائے گا تو پھر کسی صوبے یا کسی خطے کے اندر امن قائم نہیں ہو سکتا میں سمجھتا ہوں کہ ہماری مرکزی حکومت کے یہ فیصلے کہ جس کے ذریعے سیاسی قیدیوں کے نام پر تمام قیدیوں کو رہا کر دیا گیا اس میں

جرائم پیشہ قیدیوں کی رہائی کی وجہ سے اس پنجاب میں امن و امان کی صورت حال خراب ہوئی ہے اس لیے میں اس ایوان کے ذریعے مرکزی حکومت سے اس امر کا مطالبہ کرتا ہوں۔۔۔

باجی نصرت رشید: جناب سپیکر! میں آپ کی خدمت میں عرض کروں گی کہ فاضل ممبر اپنے موضوع سے ہٹ کر بات کر رہے ہیں اور ماحول کو خراب کرنے کی بات کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: بی بی۔ آپ اپنی باری پر اپنا مافی الضمیر بیان کر لیں۔

چودھری محمد فاروق: جناب والا! جب کوئی شخص جیل میں جاتا ہے تو اس کی رہائی کے لیے قانونی طریق کار موجود ہے اگر کسی شخص نے کوئی جرم کیا ہے تو اس جرم کے حوالے سے اسے وکیل کی سہولت بھی ملتی ہے اور حکومت کی طرف سے بھی سہولت ملتی ہے اگر اس کا جرم قابل ضمانت ہو تو اس کی ضمانت ہو سکتی ہے لیکن کسی ایک فیصلے کے ذریعے کوئی تمیز کیے بغیر بے شمار لوگوں کو رہا کر دیا جائے گا تو پھر جناب والا! امن کی فضا خراب ہو سکتی ہے اور جناب والا! یہ ترقی پذیر ملک ہے اور یہ صوبہ اس ملک کا سب سے زیادہ آبادی والا صوبہ ہے اگر ہمیں دوسرے صوبوں کے ساتھ اس کے جرائم کا موازنہ کرنا ہے اور اگر امن کی صورت حال کا موازنہ کرنا ہے تو جناب والا! اس صوبے میں اتنی بڑی آبادی کے لیے پولیس کی فورس بہت کم ہے اور صوبہ سندھ کے اندر مرکزی حکومت نے سندھ کی پولیس کو پچاس کروڑ روپے کی امداد دی ہے اور جناب والا! جہاں پر پنجاب کے ترقیاتی فنڈز روکے گئے ہیں وہاں پر پولیس کو کسی قسم کی امداد نہیں دی گئی۔ جہاں پر پچاس کروڑ روپے کی سندھ میں امداد دی گئی تو جناب والا! آپ وہاں کی امن و امان کی صورت حال پر غور کریں کہ سندھ میں کسی شخص کی عزت محفوظ نہیں کسی کا مال محفوظ نہیں کسی کی جان محفوظ نہیں کسی کی جائیداد محفوظ نہیں۔ اور جناب والا! وہ صوبہ جس کے اندر تخریب کاری کے دھماکے ہوئے۔ جناب والا! پنجاب کی پولیس نے ان بیس دھماکوں میں سے دس دھماکوں کا سراغ لگایا اور جو دھماکے سرحد میں ہوئے ان دھماکوں میں سے گیارہ دھماکوں کا پنجاب پولیس نے سراغ لگایا اور جناب والا! جو دھماکے بلوچستان میں ہوئے پنجاب پولیس نے ان میں سے تین دھماکوں کا سراغ لگایا میں کہتا ہوں کہ جہاں پر پولیس کے اندر خرابیاں ہیں وہاں پر دوسرے صوبوں کی پولیس اپنے اپنے صوبوں کے اندر تخریب کاری کے دھماکوں کا سراغ نہیں لگا سکی وہاں پر ہماری پولیس نے یہ سراغ لگایا ہے میں اس بہت بڑے کارنامے

پر واضح الفاظ میں انہیں خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر، چودھری صاحب! آپ کا وقت ختم ہو رہا ہے۔

چودھری محمد فاروق ، جناب والا! کسی معاشرے کے اندر جرائم اس وقت ختم ہوتے ہیں جہاں پر ان کی بیخ کنی کے لیے عوام کو بہترین روزگار مہیا کیا جائے اگر عوام کو روزگار ملے تو میں سمجھتا ہوں کہ جرائم میں کمی ہو گی لیکن پنجاب کے اندر free zone industrialization سے عوام کو روزگار ملتا غریبوں کو روزگار ملتا جس کو معاش کی ضرورت ہے اس industrialization سے ہٹ کر عوام سے ہٹ کر حلال کی طرف آئے لیکن مرکزی حکومت نے تمام free zone ختم کر دیے اور وہ اس صوبے کی طرف فری زون لے گئے جہاں پر کوئی امن و امان نہیں جناب والا! جب اس صوبے سے industrialization ختم کر دی جائے اور جہاں سے industrialization کے projects کو اٹھا کر دوسرے صوبوں میں بھیج دیا جائے گا تو پھر ان لوگوں کو روزگار نہیں ملے گا انہیں معاش نہیں ملے گا جب انہیں روزگار اور معاش نہیں ملے گا تو جناب والا! پھر یہ جرائم ہوں گے اس لیے میں اس ایوان کے ذریعے مرکزی حکومت سے یہ بھی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ وہ فری زون خواہ وہ چونیاں کا ہو خواہ وہ کوئی دوسرا ہوں ان کو دوبارہ صوبے کے اندر لایا جائے اور اس صوبے کے غریب عوام کو روزگار مہیا کیا جائے۔

جناب والا! میں پیپلز پارٹی کے بھائیوں سے بات کرنی چاہتا ہوں کہ انہوں نے الیکشن میں ایک پروگرام دیا تھا کہ ایک مزدور کی تنخواہ ایک تولہ سونے کے برابر ہو گی مگر ایک سال گزرنے کے باوجود کسی ایک مزدور کی بھی تنخواہ ایک تولہ سونے کے برابر نہیں ہوئی آپ اگر مزدور کی تنخواہ ایک تولہ سونے کے برابر کر دیں تو اس سے اس صوبے کے اندر بھی امن ہو گا اور باقی صوبوں کے اندر بھی امن کے لیے راستہ ہموار کریں گے ہم اس کی داد دیں گے۔

جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ پولیس کو مراعات نہیں دی گئیں۔ جب کسی ملازم کی تنخواہ بہتر ہو گی جب کسی ملازم کو اس کی ڈیوٹی کی ادائیگی کے لیے سہولتیں فراہم کی جائیں گی تو پھر وہ اپنی ڈیوٹی صحیح طریقے سے ادا کر سکتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ پولیس کو اور فنڈز دیں تا کہ ان کے ذہن کے اندر بھی یہ جوش و جذبہ پیدا ہو کہ انہوں نے اس ملک کی بہتری کے لیے کوشش کرنی ہے اور

جناب والا! رانا شوکت محمود صاحب نے کمیٹیاں بنانے کا کہا تھا۔ میں یہ submission کرنا چاہتا ہوں کہ کمیٹیاں بنیں یا نہ بنیں حزب اختلاف اور حزب اقتدار کے ممبران آپس میں مل کر اگر اس صوبے کے تحفظ کو بہتر بنانے کے لیے understanding پیدا کریں اگر یہ تنقید برائے تنقید اور مخالفت برائے مخالفت کی فضا میں بات نہ کریں حزب اقتدار یہاں پر بہتر کام کرتی ہے اس صوبے کے تحفظ کے لیے ہم انہیں دعوت دیتے ہیں کہ یہ ہمارے ساتھ تعاون کریں۔ اگر یہ محض مخالفت برائے مخالفت تنقید نہ کریں ان کی تنقید تعمیری ہو تو وہ تنقید پنجاب کی اسلامی جمہوری حکومت جو ہے وہ برداشت کرنے کو بھی تیار ہے، سننے کو بھی تیار ہے اور اس پر عمل کرنے کے لیے بھی تیار ہے اس کے لیے کمیٹیاں بنتی ہیں یا نہیں بنتیں---

جناب سپیکر، شکریہ چودھری صاحب---- شکریہ

چودھری محمد فاروق، جناب والا! اگر نمائندے اس صوبے کا تحفظ بہتر بنانے کے لیے اکٹھے ہو جائیں تو پھر انسانیت کو بہتر تحفظ مل سکتا ہے۔ صوبے کا امن اس سے بھی بہتر حال میں پیدا ہو سکتا ہے۔ پھر میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس صوبے کا امن اور صورت حال دوسرے صوبوں سے انتہائی بہتر ہے۔ انتہائی بہتر ہے----- (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر، چودھری صاحب آپ کا ٹائم ختم ہو گیا ہے۔ شکریہ۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔

جناب سپیکر، میرے خیال میں جناب محمد اسلم گورداسپوری صاحب کو اظہار خیال کی دعوت دوں؟

نوابزادہ غضنفر علی گل، آپ کی اطلاع کے لیے اور جناب پارلیمانی سیکرٹری صاحب کی اطلاع کے لیے ہے کہ عمرانیات کے جو ماہرین ہیں ان کی یہ رائے ہے کہ industrialization زیادہ ہونے سے جرائم ہمیشہ زیادہ ہوتے ہیں۔ یہ ان کی اطلاع کے لیے میں بتا دوں۔

چودھری محمد فاروق، اس کا مطلب ہے کہ پھر civilization ختم کر دی جائے قوم کے ہم درد ایسے ہی ہونے چاہئیں۔

جناب سپیکر، آرڈر پلیز۔

جناب محمد اسلم گورداسپوری، جناب سپیکر! آج اس ایوان میں ہم اس صوبے کے نظم و نسق پر بات

کر رہے ہیں۔ اور اگر اس صوبے میں امن و امان ہو گا' اگر اس صوبے کے عوام خوش حال ہوں گے ۔ گر لوگ مطمئن ہوں گے' زندگی کی ضمانت ہو گی' انصاف ہو گا تو صوبائی حکومت کی تعریف بھی ہو گی۔ اور وزیر اعلیٰ کی تعریف بھی ہو گی۔ اور اگر اس صوبے میں بدامنی ہو گی' انتشار ہو گا' افراتفری ہو گی' نفرتیں ہوں گی' قتل و غارت گری ہو گی' لوٹ مار ہو گی' غنڈہ گردی ہو گی تو حکم ران کو اس کا مقرب ٹھہرایا جائے گا۔ یہ ایک جمہوری دستور ہے۔ یہ ایک سوشل اور سماجی اصول ہے جس سے کوئی شخص پہلو تہی نہیں کر سکتا اور یہی جمہوریت ہے اور اسی لیے ہم یہاں اکٹھے ہوئے ہیں۔ بندہ نواز اس صوبے میں امن کے نہ پیدا ہونے میں اس صوبے کے حکم ران کی دو حیثیتیں راہ میں حائل ہیں۔ ایک حیثیت ان کے وزیر اعلیٰ پنجاب کی ہے۔ دوسری حیثیت ان کی حزب اختلاف کے راہ نما کی ہے۔ ان دونوں کا کردار مختلف ہے اور متضاد ہے۔

جناب سپیکر! جب وہ وزیر اعلیٰ پنجاب ہیں تو پھر ان کی یہ طبعی اور فطری کوشش ہونی چاہیے کہ صوبے کے عوام کو تحفظ حاصل ہو۔ یہاں کاروبار ہو مزدور کو روٹی ملے۔ یہاں بہتر علاج ہو۔ بہتر رہائش ہو۔ انسان باعزت زندگی گزارے لیکن جب وہ یہ تہیہ کیے ہوئے ہوں کہ انہوں نے مرکز کی حکومت کو ختم کرنا ہے۔ صفحہ ہستی سے مٹانا ہے۔ غیر جمہوری طریقے سے ایک منتخب وزیر اعظم کو انہوں نے ہٹانا ہے اپنی طاقت کے بل پر' سازش کے بل پر' قوت کے بل پر تو پھر ان کی ضرورتیں امن نہیں رہ جاتیں۔ جناب سپیکر! پھر اس کی ضرورتیں نفرتیں ہیں' بغاوتیں ہیں' فساد ہیں' انتشار ہے' تفرقہ بازی ہے' فرقہ سازی ہے' پھر لسانی اختلاف ہیں' تعصب ہے اور دشمنیاں ہیں۔ یہ ضرورتیں ہیں اس شخص کی جو حکومت کو ہٹانا چاہے۔ وہ امن کیسے لائے؟ وہ امن کس طرح اس صوبے میں پیدا ہونے دے گا؟ اگر امن ہو تو وہ ایک حکومت کو متزلزل نہیں کر سکے گا۔ اگر امن ہو جائے تو پھر کوئی یہ نہیں کہہ سکے گا کہ وزیر اعظم بے نظیر کو ہٹایا جائے۔ یہ حکومت ناکام ہو گئی ہے۔ اس پنجاب میں تمام غیر جمہوری عناصر' تمام عالمی مافیا اکٹھا ہو کر جمہوری حکومت کے خلاف سازش کر رہا ہے اور جنہوں نے اپنا ہیرو پنجاب کا راہ نما محترم نواز شریف کو بنایا ہے۔ بندہ نواز! یہ جنونی کا' ایک طفیلی کا خواہ مخواہ کا ایک ڈھونگ ہے کہ وہ وزیر اعظم بننا چاہتے ہیں۔ وہ کبھی وزیر اعظم نہیں بن سکتا۔ ایک شخص جس کے اپنے لوگوں نے اسے ووٹ نہ دیا ہو جو خیرات کا گدا ہو وہ شخص کس طرح بنے گا؟ اصل میں محترم نواز شریف صاحب کے ذہن میں شوق ہے کہ وہ پاکستان کے وزیر اعظم بنیں لیکن وزیر اعظم بننے کے

راستے اپنا رہے ہیں وہ اس ملک کو توڑنے اس ملک کا نظام خراب کرنے' وہ اس ملک کے عوام کی زندگی تباہ کر دینے کے مترادف ہے۔ کون سا وزیر اعلیٰ ہے جو یہ نہیں چاہے گا کہ اس کے شہروں میں سڑکیں بنیں' کون سا وزیر اعلیٰ ہے جو یہ نہیں چاہے گا کہ اس کے صوبے میں سکول بنیں' کون سا وزیر اعلیٰ ہے جو یہ نہیں چاہے گا کہ اس کے علاقے میں ہسپتال بنیں' کون سا وزیر اعلیٰ ہے جو یہ نہیں چاہے گا کہ بجلی جائے' کون سا وزیر اعلیٰ یہ نہیں چاہے گا کہ لوگوں کے گھروں میں سوئی گیس جائے۔ یہ دنیا کا واحد وزیر اعلیٰ ہے جو نہ سوئی گیس دینا چاہتا ہے' نہ سکول دینا چاہتا ہے' نہ ہسپتال دینا چاہتا ہے' نہ سڑکیں بنانی دینا چاہتا ہے' نہ پانی دینا چاہتا ہے تو پھر یہ چاہتا کیا ہے؟ یہ کس طرح امن پیدا ہوگا؟ اور وہ لوگ کون ہیں جو اس ملک پر راج کر رہے ہیں جن سے غلط کام لیے جائیں گے' جن سے اپنی ذات کے مفاد کے کام لیے جائیں گے۔ وہ کوئی ہو وہ تھانیدار ہو' وہ بھائی ہو' وہ پٹواری ہو' وہ تحصیل دار ہو' وہ کمشنر ہو' وہ ڈی سی ہو' وہ آئی جی ہو' پھر وہ اپنی دھاندلی کریں گے۔ پھر وہ امن نہیں رکھ سکتا' پھر وہ انصاف پر نہیں چل سکتا' قانون پر نہیں چل سکتا۔ کیا یہ صوبہ ہے؟ دیکھیے ایک دن میں امن کی کیا حالت ہے؟ ایک ہی دن میں ساہیوال کی ایک ضلع میں جناب سپیکر! آپ کے ضلع میں بلکہ آپ کی constituency ہو گی ایک ہی دن میں ایک ڈاکہ ایک مقام پر پڑتا ہے وہی گروہ آدھے گھنٹے بعد دوسری جگہ جا کر ڈاکہ ڈالتا ہے اس دن اسی تاریخ کو محکمہ زراعت کے کیشئر سے یہاں سے لاکھوں روپے لوٹ کر لے جائے جاتے ہیں۔ اسی دن ماڈل ٹاؤن کے ایک بینک سے ایک خاتون منیجر سے لاکھوں روپیہ ڈاکو لوٹ کر لے جاتے ہیں' یہ ایک تاریخ ہے۔ دسمبر کی 4 تاریخ ہے۔ اسی تاریخ کو ایک فلائنگ کوچ فیصل آباد کے راستے میں لوٹ لی گئی۔ یہ تمام 36 لاکھ روپیہ سرمایہ بنتا ہے جو ایک دن میں لوٹا گیا ہے۔ باقی آپ راولپنڈی کے بازار دیکھیں کہ دن دیہاڑے صرافہ بازار کی دس دوکانیں یکے بعد دیگرے لوٹی گئیں۔ کروڑوں روپے کا سونا لے گئے لیکن ابھی تک ایک ڈاکو بھی گرفتار نہیں ہو سکا۔ اب تک ایک ڈاکو نہیں پکڑا گیا۔ نہ کسی بنک کا ڈاکو پکڑا گیا ہے اور نہ ہی شادمان کی کوٹھیوں میں دن کو ڈاکے ڈالنے والے ڈاکو پکڑے گئے ہیں۔ ماڈل ٹاؤن کی کوٹھی میں ڈاکہ پڑا ابھی تک کوئی نہیں پکڑا گیا۔ تو جناب یہاں قاتل نہیں پکڑے جاتے۔ ہیروئن فروشوں کو کھلی چھٹی ہے۔ ڈاکوؤں کی چھٹی ہے۔ قاتلوں کی چھٹی ہے۔ لیکن یہاں پر عوام کو کوئی کام کرنے کی اجازت نہیں۔ پیپلز پروگرام شروع نہیں کیا جا سکتا۔ قتل ہو سکتے ہیں ڈاکے پڑ سکتے ہیں' لوٹ مار ہو سکتی ہے' غنڈہ گردی ہو

سکتی ہے ۔ ایک ڈی۔ایس۔پی کو تین سو سینئر ڈی۔ایس۔پی از کے مقابلے میں ایس۔پی بنایا جا سکتا ہے۔ ایک میٹرک پاس کو یہاں پر اعزازی مجسٹریٹ بنایا جا سکتا ہے؟ ایک میٹرک فیل کو یہاں مارکیٹ کمیٹی کا ایڈمنسٹریٹر لگایا جا سکتا ہے؟ لیکن اس ملک میں صوبے میں غریب کا جو حال ہے اس کو تباہ کیا جا رہا ہے۔ اس لیے کہ یہ وزیراعلیٰ کی ضرورت ہے' وہ اگر وزیراعظم بننا چاہے وفاق توڑنا چاہے' وفاقی حکومت کو گرانا چاہے تو اسے تو انتشار چاہیے' اسے تو فساد چاہیے۔ اس فساد کی سوچ نے اس انوکھے لاڈلے نے جو کھیلنے کو چاند مانگ رہا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)۔ اس ملک میں سرمایہ دار کو تو تحفظ حاصل ہے۔ کیونکہ وہ تو گن مین رکھ سکتا ہے' کلاشنکوفیں رکھ سکتا ہے پہرے دار رکھ سکتا ہے لیکن مزدور ایسا نہیں کر سکتا۔ غریب ایسا نہیں کر سکتا ایک مظلوم آدمی ایسا نہیں کر سکتا' مسکین ایسا نہیں کر سکتا۔ کون مر رہا ہے؟ کس کو تحفظ حاصل ہے؟ تھانوں میں اور اسی لاہور کے تھانوں میں جہاں پر ہائی کورٹ ہے' جہاں سپریم کورٹ کے جج بھی آ کر بیٹھتے ہیں ایک اداکارہ عروج کو ننگا کر کے رات تھانے میں نچایا گیا' اس کے بھائی کے سامنے نچایا گیا۔ اسی پنجاب کا تھانہ ہے جہاں ایک تھانیدار کے عشق میں ناکامی کے بعد پورے خاندان کو کئی راتیں تھانے میں رکھا گیا۔ سمندری کے اندر یہ سب کچھ ہوا ہے۔ اس صوبے میں کیا یہ امن و امان ہے؟ کیا اس طرح سے اس صوبہ کو آپ چلائیں گے؟ کیا تکلیف ہے اب اکٹھا چلنے میں؟ کبھی محترمہ بے نظیر نے کہا' ایک مرتبہ ہم نے یہاں پر عدم اعتماد کی تحریک پیش کرنے کی کوشش کی وہ بھی وزیراعلیٰ کے خلاف نہیں تھی لیکن اس کو بھی واپس لے لیا گیا۔ ہم نے خود اس کو اچھا نہیں سمجھا۔ ہم نے اپنے وزراء کے بیانات اچھے نہ سمجھے۔ ہم نے ان کے بیانات بند کروانے کہ آپ پنجاب کی حکومت کے بارے میں بیانات نہ دیں۔ ہم خود بات کریں گے۔ لیکن جس صوبے کا وزیراعلیٰ روز بیانات دیتا ہو کہ اس کے ساتھ بات نہیں ہوسکتی' ملک توڑنے والوں کے ساتھ بات نہیں ہوسکتی؟ کیوں ملک توڑنے والوں کے ساتھ تو بات تم نے کی؟ تم تو ملک توڑنے والوں کے پروردہ ہو۔ وہ جنرل جو اسلحہ پھینک کر آئے' وہ جنرل جنہوں نے ہتھیار پھینکے' وہ جنرل جنہوں نے ڈھاکہ دیا وہ کن کے آقا رہے؟ ہمارے یا ان کے؟ (نعرہ ہائے تحسین)۔ یہ کوئی بات ہے بھلا کہ ان سے بات نہیں ہوسکتی؟ ان کے دوست شجاعت حسین صاحب بیان دیتے ہیں کہ اس حکومت کے ساتھ بات کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ حضور! یہ کس طرح کا صوبہ ہے؟ یہ کیسی حکم رانی ہے ایک صوبے کی کہ یہ بات ہی نہیں کرنا چاہتے۔ آپ کسی طرح سے بھی ماننا نہیں چاہتے' سوائے اس کے کہ آپ اس ملک کو توڑ دینا چاہتے

ہیں۔ ہمیں علم ہے ہم آپ کی اس کشتی کو بھی دیکھنا چاہتے ہیں' لیکن ہمیں افسوس ہے کہ اس ملک میں مارشل لاء یعنی چھٹے بھی آپ کی ہے پٹ بھی آپ کی ہے۔ اگر آپ کو انتخاب سے حکومت مل جائے تب بھی ٹھیک ہے اور نہ ملے تو پھر مارشل لاء کے ساتھ آپ نے پہلے بھی گل چھڑے اڑائے ہیں اور اب بھی اڑانے کے لیے تیار ہیں۔ لیکن ہم ایسا نہیں چاہتے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ وقت ختم ہو رہا ہے۔

جناب محمد اسلم گورداسپوری: جناب والا! بس ایک منٹ میں اپنی بات ختم کرنا چاہتا ہوں میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم رنجشیں بھلانا چاہتے ہیں۔ ہم اس ملک کو چلانا چاہتے ہیں میں اس اسمبلی کو 5 سال تک چلتا دیکھنا چاہتا ہوں۔ میں دوسروں کی بات نہیں کرنا چاہتا میں اس اسمبلی میں اپنی پوری زندگی لے کر آیا ہوں۔ میں نے علم کے باوجود تعلیم کے باوجود میں نے کوئی ایسا راستہ نہیں اپنایا۔ اگر میں اس وقت نوکری کر لیتا پولیس میں جاتا تو آئی۔ جی ہوتا' فوج میں جاتا تو لیفٹیننٹ جنرل ہوتا' لیکن میں نہیں گیا میں سیاسی کارکن رہا آگ کی ندیاں تیر کر یہاں پہنچا ہوں۔ اس ایوان کو چلنے دیں کہاں ہیں وزیر قانون؟ ان کو روہیل اصغر کی چیخیں نہیں آئیں؟ اچھرہ کی مائی کے بیٹے کی جو مافیا اٹھا کر لے گیا۔ کہاں ہے یہ حکومت؟ کیوں سوتے رہتے ہیں؟ یہ سو سکتے ہیں؟ اگر اچھرہ سے بچہ اٹھا لیا جائے تو یہ سو سکتے ہیں۔ پورے آدھے گھنٹے میں پولیس کو پتا چل گیا ناکوں پر بھی بتا دیا گیا لیکن کوئی بچے کو نہیں روک سکا۔ کیونکہ ڈرگ مافیا شامل ہے اس حکومت میں اس کا اپر ہینڈ ہے اور یہ نیچے ہیں۔ اسی لیے سب کچھ کیا گیا اور افسوس ناک بات سننے میں آئی کہ یہاں پر ہارس ٹریڈنگ ہوئی' ہارس ٹریڈنگ بندہ نواز کہاں سے شروع ہوئی؟ چھانگا مانگا سے شروع ہوئی۔ فارورڈ بلاک سے شروع ہوئی۔ ہم یہ نہیں چاہتے ہم کہتے ہیں کہ اس ایوان کو عزت اور وقار دو جہاں پر ہماری عزت ہو آپ کی بھی عزت ہو۔ آپ تنقید کریں لیکن صحت مند تنقید کریں۔ صحت مند دلیل سے بات کریں۔ جمہوریت دلیل کا نام' جمہوریت دھینگا مشتی اور قتل و غارت کا نام نہیں۔ خون خرابے کا نام نہیں۔ آئیے مل کر بیٹھ کر دلیل سے بات کریں اس ایوان میں فیصلے طے کریں ایوان سے باہر فیصلے طے نہ کریں۔ یہی میری گزارش ہے اور یہی میں کہنا چاہتا تھا۔ شکریہ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: شکریہ۔ جناب اظہر حسن ڈار صاحب۔

میاں اظہر حسن ڈار، جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں۔۔۔۔

وزیر امداد باہمی، جناب سپیکر! آپ نے فرمایا تھا ایک آدمی اپوزیشن کی طرف سے اور ایک آدمی حکومت کی طرف سے بولے گا۔ مگر اب دوسرا آدمی بھی اپوزیشن کی طرف سے بول رہا ہے۔

جناب سپیکر، رانا صاحب! آپ کو علم نہیں۔ میرے پاس پیپلز پارٹی کی طرف سے نام زیادہ ہیں اور اسلامی جمہوری اتحاد کی طرف سے آج کے دن بولنے والوں کے نام کم ہیں۔ لہٰذا دو آدمی اپوزیشن کی طرف سے اور ایک آدمی حکومت کی طرف سے بولے گا۔ (قہقہے)۔ آپ بتائیں اگر بولنا چاہتے ہیں تو نام دیجیے۔

وزیر امداد باہمی، میں تو آپ کے حکم کی تعمیل کروں گا۔ میرا نام بے شک آج ہی رکھ لیں میں اپنے اپوزیشن والے دوستوں کی خواہشات کو پورا کروں گا۔

جناب سپیکر، ڈار صاحب کے بعد میاں محمود الرشید صاحب کی باری ہے۔

میاں اظہر حسن ڈار، جناب سپیکر! جس طرح سے امن و امان کی بحث شروع ہوئی ہے میرے نقطہ نظر سے جب سے وزیراعلیٰ نے حلف لیا ہے' جب سے پنجاب حکومت بنی ہے' اس وقت سے آج تک کوئی دن ایسا خالی نہیں گیا کہ یہاں پر روزانہ ڈاکے نہ پڑے ہوں' غنڈہ گردی نہ ہوئی ہو اور عورتوں کی عزتوں کو نیلام نہ کیا گیا ہو۔ اور جس طریقے سے گھناؤنی سازش کے تحت شیڈولڈ بنکوں پر ڈاکے ڈالے گئے ہیں۔ ہمارے معزز دوست کہتے ہیں کہ یہ کس طریقے سے آئے ہیں۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ انہوں نے آج تک کسی کو گرفتار ہی نہیں کیا اور خاص طور پر جب سے پنجاب بنک کا انہوں نے چرچا کیا ہے جب سے وفاق کی تمام شیڈولڈ بنکوں پر ان کی نظر ہے۔ خاص طور پر حبیب بنک جو سب سے زیادہ منافع کماتا ہے اور جس کی سب سے زیادہ شہرت ہے۔ اس پر بھی ڈاکے پڑ رہے ہیں اور ان ڈاکوؤں نے جس طریقے سے ہمارے گوجرانوالہ میں لوٹ مار کی ہے۔ دھلے میں بھی حبیب بنک میں ڈاکہ پڑا کنگنی والا میں دو دفعہ ڈاکہ پڑا اور یونین کونسل مڈھیارا وڑائچ میں بھی حبیب بنک کو لوٹا گیا۔ شناخت بھی کروائی گئی کہ یہ کاریں جا رہی ہیں لیکن گورنمنٹ کے آدمیوں نے مشکوک آدمیوں کو اپنے اثر سے چھڑایا۔ لہٰذا ہم کس طرح سے کہہ سکتے ہیں کہ اس گھناؤنی سازش میں حکومت کا ہاتھ نہیں۔ جس طریقے سے یہ ڈاکے پڑ رہے ہیں کوئی آدمی یہ سوچ سکتا ہے کہ پنجاب پولیس ہو اور تھانیدار کی مرضی کے خلاف ہیروین بکے۔ حالانکہ

دوسرے بنک یعنی جو فنانس کمپنیاں ہیں ان پر آج تک ڈاکہ نہیں پڑا۔ حالانکہ حفاظتی اقدامات جتنے فنانس کمپنیوں کے ہیں اتنے ہی شیڈولڈ بنکوں کے ہیں یہ سب کچھ پنجاب بنک کو اوپر لانے کے لیے کیا جا رہا ہے تاکہ لوگ شیڈولڈ بنکوں سے لین دین کا سلسلہ کم کر دیں اور اپنے سرمایہ کو غیر محفوظ سمجھتے ہوئے پنجاب بنک میں منتقل کر دیں۔ پنجاب بنک کو آگے لانے کے لیے یہ سازشیں کر رہے ہیں۔ جناب والا! ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ پنجاب حکومت جس طریقے سے مختلف سازشیں کر رہی ہے اور جس طریقے سے گوجرانوالہ میں پولیس کام کرتی ہے وہ آپ دیکھ لیں گوجرانوالہ میں جو دن دہاڑے وارداتیں ہوئی ہیں جس کی ہم نے نشان دہی بھی کی ہے لیکن انہوں نے آج تک کسی کو گرفتار نہیں کیا۔ جس طریقے سے یہ ملک کو چلانا چاہتے ہیں اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ ملک میں خانہ جنگی چاہتے ہیں۔ انہوں نے ہر بات کو انا کا مسئلہ بنایا ہوا ہے یہ نہیں چاہتے کہ ملک کو صحیح طریقے سے چلایا جائے۔ یہ صرف چاہتے ہیں کہ ہمیں من مانی کرنے کا موقع ملے۔ جناب سپیکر وفاقی آفیسر جو ان کی من مانی نہیں مانتے ان کو دبانے کے لیے اپنی انتظامیہ کے ذریعے سے رشوت کے مقدمات بنا کر ان کو پریشان کرتے ہیں تاکہ وفاقی آفیسر بھی اگر دیانت داری سے کام کرنا چاہیں تو وہ بھی نہ کر سکیں۔ گوجرانوالہ کی مثال ہے کہ ایک ایس۔ڈی۔او اسد اللہ خان کو رشوت کے کیس میں انتظامیہ کے ساتھ مل کر ملوث کیا گیا اور پکڑا گیا کیونکہ وہ ان کو من مانی نہیں کرنے دیتا تھا۔ اس طریقے سے یہ سازشیں کرتے ہیں۔ گوجرانوالہ میں پولیس کس طرح دن دیہاڑے لوگوں کے گھروں میں جاتی ہے۔ 6 دسمبر 1989ء کو دن کے ڈیڑھ بجے دھوبی گھاٹ کی گراؤنڈ میں نقاب پوشوں نے زبردستی گھر میں ڈاکہ مارا اور عورتوں کو بے عزت کیا۔ 7 دسمبر کو ٹھیک آٹھ بجے چوک چشمہ کے بارونق بازار میں تاجر کو گولیاں مار کر نقد روپیہ چھین لیا گیا۔ بازار میں اتنی رونق تھی لیکن حکومت کے آدمیوں نے کسی کو پکڑنے نہیں دیا۔ اسی طریقے سے سیٹلائٹ ٹاؤن مارکیٹ میں قمر دین بٹ کی رہائش گاہ میں پولیس نے وارنٹ دکھائے بغیر دن کے بارہ بجے داخل ہو کر عورتوں کو بے عزت کیا اور آج تک نہ مقدمہ درج ہوا اور نہ آج تک کسی نے انکوائری کی کہ پولیس گھر میں کیوں داخل ہوئی۔ صرف اپنی من مانیاں کرنے کے لیے، شریف شہریوں کو تنگ کرنے کے لیے ان کے گھروں میں داخل ہوتے ہیں اور نہ ان کے دلوں میں چادر اور چاردیواری کا تحفظ ہے۔ جو ان کا آقا کہتا رہا۔ یہ بھی ان کی باقیات میں سے ہیں۔ اسی طریقے سے تلونڈی، کھجور والی میں ڈاکہ پڑا۔ لوگ اپنی حفاظت کے لیے گاؤں کو چھوڑ کر مختلف علاقوں کو جا رہے ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ پولیس

کو خراج تحسین پیش کرو۔ کس بات کا خراج تحسین پیش کرو۔ اس بات کا کہ ڈاکے پڑتے رہیں، بنک لوٹتے رہیں۔ غنڈہ گردی بڑھتی رہے، ہیروئن بکتی رہے، قتل عام ہوتا رہے۔ تعلیمی اداروں میں جتنی اس دور میں غنڈہ گردی ہو رہی ہے اور گولیوں کی بوچھاڑ میں طالب علم تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ وہ کتنے بد نصیب لوگ ہیں کہ جن کے بچے پڑھنے کے لیے جاتے ہیں اور گولیوں سے چھلنی ہو کر واپس آتے ہیں۔ ان کے ساتھ ایسی جماعتیں ہیں جو یہ چاہتی ہیں کہ یہاں پہ تعلیمی اداروں میں غنڈہ گردی رہے اور مظلوم لوگوں کے بچے قتل عام میں شامل رہیں۔ آج تک انہوں نے کوئی بڑا ہیروئن فروش تو پکڑا نہیں لیکن پولیس گاؤں میں جاتی ہے اور دو دو تولے ہیروئن ڈال کر کہتی ہے کہ ہم نے ہیروئن فروش پکڑ لیا ہے۔ حالانکہ شہروں میں سر عام چوراہوں میں ہیروئن بکتی ہے۔ لیکن یہ لوگ اس طرف دھیان نہیں دیتے بلکہ چھوٹے چھوٹے قصبات میں جا کر کہتی ہے کہ ہم نے ہیروئن فروش پکڑے ہیں۔

یہ تمام باتیں اس لیے ہوتی ہیں کہ پنجاب میں نوکریوں کے لیے کوئی میرٹ ہی نہیں۔ جس کا جس پہ ہاتھ پڑتا ہے، جس کو یہ چاہتے ہیں اس کو نوکری ملتی ہے۔ اگر کوئی میٹرک ہے تو اس کو ڈی ایس پی، انسپکٹر بنا دیتے ہیں۔ اگر کوئی مڈل فیل ہے تو اس کو تحصیل دار بنا دیتے ہیں۔ یہ حکم ران صرف یہ چاہتے ہیں کہ ہماری حکم رانی قائم رہے۔ حکم رانی کو زندہ رکھنے کے لیے جب یہ میرٹ نہیں رکھیں گے پھر یہ الیکشن میں انتظامیہ کو ساتھ ملا کے غنڈہ گردی اور دھاندلی سے الیکشن جیتیں گے۔ یہ کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ انتظامیہ انصاف کرے گی۔ جب یہ خود اس انتظامیہ کے کل پرزوں سے ناجائز فائدے اٹھائیں گے اور صرف پاکستان پیپلز پارٹی کو ختم کرنے کے لیے، صرف عوامی حکومت کو ختم کرنے کے لیے، صرف بے نظیر کی حکومت کو ختم کرنے کے لیے ان پہ عدم اعتماد ڈی سی اور ایس پی کے ذریعے کرایا گیا اور ڈی سی اور ایس پی کے ذریعے ایم این اے کے گھیراؤ کرائے گئے تو یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے کہنے پہ پولیس چلے گی۔ جب یہ ایک کام ناجائز لیں گے تو سو کام وہ خود ناجائز کریں گے۔ کیونکہ ان کے پاس کوئی عمل نہیں، منشور نہیں کوئی میرٹ نہیں۔ یہ صرف سیدھی سیدھی دھاندلی ہے۔ آج یہ کہتے ہیں کہ ہم جمہوریت کے لیے آئے ہیں۔ یہ تمام پالیسیاں جمہوریت کش ہیں۔ کس طریقے سے یہ کہتے ہیں کہ ہم جمہوریت کے لیے نعرے لگاتے ہیں۔ کس لیے یہ کہتے ہیں کہ ہم پنجاب کے سب سے بڑے داعی ہیں۔ ہم عوام کا مینڈیٹ لے کر آئے ہیں۔ لیکن یہ ہارنے والے کو اپنی انتظامیہ میں بٹھاتے ہیں۔ حکم دیتے ہیں کہ جیتنے والے کو مت بٹھاؤ۔ جو کام کرنا ہے یہ ہارے ہوئے کریں گے۔ ان

کو فلاح و بہبود کے منصوبے میں شامل کرتے ہیں' ان کو سکیموں میں شامل کرتے ہیں۔ یہ کس طرح کی جمہوریت چلاتے ہیں۔ کہ جیتنے والے کو کہتے ہیں کہ باہر بیٹھو اور ہارے ہوئے کو کہتے ہیں کہ آپ کام کریں گے۔ یہ ان کی جمہوری پالیسی ہے۔ یہ کسی طریقے سے جمہوریت پہ چلنے کے لیے تیار نہیں۔ اور کس طریقے سے یہ کہتے ہیں کہ ہم انتظام کریں گے۔ جب ایک حکم ران طبقہ یا چیف منسٹر کا خاندان قانون کی خلاف ورزی کرے گا تو یہ کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ انتظامیہ چلے گی۔ آپ نے دیکھا کہ حالیہ دنوں میں ریلوے کے ٹریک کو کس نے بند کیا' وفاق کی گاڑیوں کو کس نے روکا۔ کس کے ساتھ کون شامل تھا۔ اس کے ساتھ پولیس شامل تھی' تمام انتظامیہ شامل تھی' لائنوں پہ ٹینٹ لگا دیے گئے۔ اور اتفاق فونڈری کی تمام انتظامیہ وہاں پہ پانی دیتی تھی اور وہاں پہ کھانے چلتے تھے۔ یہ کس کی خلاف بغاوت کی جا رہی تھی۔ تو یہ کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ ڈاکوؤں کو پکڑیں۔ جب یہ خود قانون بنانے والے اور قانون کے محافظ اور حکومت کے سربراہ کے خاندان والے قانون کو اپنے ہاتھ میں لیں گے تو ہم کس طریقے سے کہہ سکتے ہیں کہ یہ قانون کی پاس داری کریں گے۔ جناب سپیکر! جب تک یہ لوگ جمہوریت کی پالیسی کو نہ اپنائیں گے' جمہوریت کش ذہن کو تبدیل نہیں کریں گے' اس وقت تک ملک میں غنڈہ گردی' قتل عام' چوری ڈاکہ زنا اور خواتین کی بے حرمتی ہوتی رہے گی۔ اور یہ خود کراتے رہیں گے۔ جب یہ دیکھتے ہیں کہ کوئی افسر دیانت داری سے کام کرنا چاہتا ہے تو اسے راتوں رات یہاں سے اٹھا کر دور دراز علاقوں میں بھیج دیتے ہیں کہ تم نے ہمارے فون کو سنا ہے لیکن اس پہ عمل نہیں کیا۔ دن دیہاڑے یہاں پہ ڈکیتیاں ہوتی ہیں۔ یہ کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ صوبے میں امن و امان ہے۔ ہم تو کہتے ہیں کہ چوروں ڈاکوؤں کو پکڑو۔ مظلوم لوگوں پر کس طریقے سے ظلم ہو رہا ہے اس کو ختم کرنے کے لیے آج یہ بحث شروع ہے۔ انہوں نے کروڑوں روپیہ پولیس کی مد میں لگایا ہے اور انتظامیہ پر لگایا ہے لیکن ایک پیسے کا فائدہ نہیں۔ جناب سپیکر! میں ان سے گزارش کرتا ہوں کہ اپنے آپ کو اور اپنی انتظامیہ کو یہ کہیں کہ وہ ارکان اسمبلی جو کہ عوام کا مینڈیٹ لے کر آئے ہیں ان سے بھی کچھ صلاح مشورہ کریں۔ یہ من مانی کارروائیاں کر رہے ہیں۔ ان کے ذہن میں تو بس ایک ہی بات ہے کہ کسی طریقے سے غریبوں کی حکومت کو ختم کر کے' بے نظیر بھٹو کو ختم کر کے نواز شریف کو کسی نہ کسی طریقے سے وزیراعظم بنایا جائے۔ یہ نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ جماعت بڑی جدوجہد سے آئی ہے۔ یہ ایک نظریاتی جماعت ہے۔ اس کے ذہن میں دولت نہیں۔ اس کے ذہن میں منشور ہے' پروگرام ہے' اس

کے لیے یہ جدوجہد کرتے ہیں۔ یہ کہتے ہیں سیاسی کارکن ڈاکو ہیں۔ میں یہ کہتا ہوں کہ ان کی سوچ کیسی ہے۔ وہ سیاسی کارکن جو مارشل لاء کے آگے سولیوں پر چڑھ گئے۔ وہ سیاسی قیدی جنہوں نے پاکستان کی تاریخ میں اتنے کوڑے کھائے جتنے کسی نے نہیں کھائے ہوں گے۔ جو قلعوں کی صعوبتیں برداشت کرتے رہے لیکن یہ کہتے ہیں وہ ڈاکو ہیں۔ ڈاکو تو آپ ہیں۔ آپ قوم کے ڈاکو ہیں قوم آپ سے سوال کرتی ہے کہ کس طریقے سے آپ لوٹ رہے ہیں۔ دن رات اور سرشام لوٹ رہے ہیں۔ یہ ان ممبران سے پوچھیں کہ کس طریقے سے ان کے ساتھیوں سے ظلم ہوئے ہیں۔ یہ خود بھی مظلوم ہیں۔ پیر وارث شاہ نے ان کے لیے یہ شعر کہے ہیں۔

گدڑ کچریاں دا جمعدار بنیا اونٹ چلیا باغ لگاونے نوں
بیڑی کاغذاں دی بندر ملاح بنیا انہا چلیا باغ لٹاڑے نوں

شکریہ!

جناب سپیکر، جناب میاں محمود الرشید صاحب۔

میاں محمود الرشید، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! آج پنجاب کے سب سے اعلیٰ اور سب سے ارفع ایوان میں ہم سب سے اہم مسئلہ پر بات کرنے کے لیے اور غور وفکر کرنے کے لیے اکٹھے ہوئے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں مخالفت برائے مخالفت کی پالیسی ترک کر کے بے لاگ انداز سے تجزیہ کرنا ہوگا اور اس وقت تک بات آگے نہیں بڑھے گی۔ جب تک ہم ان محرکات' ان وجوہ اور ان اسباب کو کھوج نہ لگائیں کہ جو امن عامہ کی صورت حال کو سب سے زیادہ متاثر کرتے ہیں۔ جناب والا! میں چند ایک باتیں جو امن عامہ کی صورت حال کو خراب کرنے کا باعث بن رہی ہیں' ان کی جانب ایوان کی توجہ مبذول کراؤں گا۔ پچھلے کئی سالوں میں پنجاب کے شہروں پر آبادی کا بوجھ بہت بڑھ گیا ہے اور بڑے شہروں میں ہر سال ہزاروں نہیں لاکھوں کے حساب سے آبادی میں اضافہ ہو رہا ہے۔ نئی نئی بستیاں آباد ہو رہی ہیں۔ نئے نئے محلے بن رہے ہیں۔ جس کی وجہ سے جرائم پیشہ لوگوں کو اپنی کارروائیاں کرنے میں بڑی سہولت ہوتی ہے۔ جناب والا! بے روزگاری بھی اس کا ایک اہم سبب ہے۔ اس وقت پورے ملک کے اندر پنجاب کے اندر ہر جگہ لاکھوں کی تعداد میں بے روزگار نوجوان موجود ہیں کہ جن سے اس طرح کی کارروائیاں سرزد ہو رہی ہیں۔ اس طرح سے مہنگائی ایک ایسا عنصر ہے کہ ہمارے جو ملازم پیشہ لوگ ہیں وہ بھی اور دیگر افراد بھی ' ان کی آمدنیاں اتنی کم ہیں کہ وہ اپنی جائز ضروریات پوری کرنے کے لیے بھی ان کے پاس وسائل نہیں ہوتے اور وہ غیر قانونی طریقے اختیار کرنے کے بارے میں

سوچتے ہیں۔ اور مجبور ہو جاتے ہیں۔ اسی طریقے سے راتوں رات امیر بننے کا خواب جو ہر آدمی کے ذہن میں ہے۔ اور اس کو تقویت مختلف قسم کی سکیموں نے پہنچائی ہے۔ مثلاً سیور ریفل سکیم چلی تھی کہ آپ راتوں رات 25 لاکھ روپے کے مالک بن جائیں گے' آپ 10 لاکھ کے مالک بن جائیں گے' آپ 5 لاکھ روپے کے مالک بن جائیں گے۔ اور جس کی ٹکٹ نہیں نکلتی تھی وہ نوجوان سوچتا تھا کہ کوئی اور طریقہ کیسا ہو سکتا ہے کہ میں راتوں رات امیر بن جاؤں' میں بنک کو کیوں نہ لوٹوں اور میں راتوں رات امیر بن جاؤں۔ اس طرح کی پالیسیوں نے بھی جرائم پیشہ افراد کو encourage کیا ہے اور عام لوگوں کو بھی encourage کیا ہے۔ جناب والا! اس میں ایک اہم بڑا فیکٹر یہ بھی ہے کہ اسلحہ کی فراوانی' کہ پچھلے کئی سالوں سے ملک کے اندر اسلحہ دھڑا دھڑ لوگوں کے پاس پہنچا ہے بدقسمتی سے موجودہ مرکزی حکومت نے باوجود کہ پورے ملک کے اندر اسلحہ لائسنسوں پر پابندی ہے' 36 ہزار کی تعداد ممنوعہ بور کے اسلحہ لائسنس جاری کیے ہیں جس کی وجہ سے میں سمجھتا ہوں کہ جو جرائم پیشہ افراد بالواسطہ یا بلا واسطہ کسی نہ کسی طریقے سے یہ اسلحہ ان تک پہنچتا ہے اور وہ بڑی دیدہ دلیری کے ساتھ اس قسم کی وارداتوں میں ملوث ہوتے ہیں۔ جناب والا! ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ ہمارے صوبے کے اندر آبادی کے تناسب کے لحاظ سے دیکھا جائے تو پولیس کی نفری انتہائی کم ہے' ترقی یافتہ ممالک میں انہوں نے ایک سو افراد پر ایک کانسٹیبل کی ریشو مقرر کی ہے جبکہ ہمارے پنجاب کے اندر ایک ہزار افراد پر ایک کانسٹیبل بھی نہیں آتا۔ یہ بھی ہمارے لیے ایک لمحہ فکریہ ہے کہ پنجاب میں جرائم کو کنٹرول کرنے کے لیے ہمیں یہاں پر پولیس کی نفری میں اضافے کے بارے میں بھی سوچنا ہوگا۔ ابھی میرے دوست اور ساتھی جناب اسلم گورداسپوری بات کر رہے تھے پنجاب کے وزیراعلیٰ کے بارے میں' ان کی دو حیثیتوں کے بارے میں' تو جناب والا! اگر میں یہ کہوں کہ پنجاب کے اندر اگر Law and Order situation مطلوبہ معیار پر پورا نہیں اترتی اور اسے مثالی قرار نہیں دیا جا سکتا' اس میں اگر کچھ کمی واقع ہے تو میرے دوستو' میرے ساتھیو' اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ پنجاب کے منتخب وزیراعلیٰ کو وہ وزیراعلیٰ کہ جسے پنجاب کے عوام نے حکومت کرنے کا مینڈیٹ دیا ہے کہ جس نے پچاس افراد کی اکثریت میں یہاں پر وزیراعلیٰ کا حلف اٹھایا تھا آج ایک سال کا عرصہ بیت گیا ہے اس وزیراعلیٰ کو مرکزی حکومت نے ایک رات اور ایک دن بھی سکون کی نیند سونے نہیں دیا' اس کو گرانے کے لیے کوششیں کی گئیں' اور یہ پہلی وفاقی حکومت کی طرف سے ہوئی ہے کہ پنجاب کے منتخب وزیراعلیٰ کے

خلاف عدم اعتماد کی تحریک پیش کرنے کے لیے اور اس کی حکومت کو ناجائز طور پر ختم کرنے کے لیے پورے وسائل مرکزی حکومت نے بروئے کار لائے تھے' پچھلے ایک سال کی تاریخ آپ کے سامنے ہے' صحافی حضرات یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں ان کے سامنے ہے کہ پہلے تو ان کو حلف پڑھنے سے روکا جاتا ہے اور اس کے بعد ان کی حکومت کو ختم کرنے کے لیے ہر حربہ استعمال کیا جاتا ہے۔ پنجاب کے منتخب نمائندوں کو خریدنے کی کوشش کی جاتی ہے اور وزیروں اور مشیروں کی فوج ظفر موج پوری کی پوری کو دبانے کے لیے' ان کو جھکانے کے لیے ان کو ترغیب اور غیرت دینے کے لیے مامور کی جاتی ہے لیکن میں داد دیتا ہوں پنجاب کے ان منتخب نمائندوں کو کہ جنہوں نے ہر لالچ کو ہر ترغیب کو اپنے پاؤں کی ٹھوکروں میں رکھا اور پنجاب کے وزیراعلیٰ میاں نوازشریف کے ہاتھوں کو مضبوط کیا۔ جناب والا! جہاں مرکزی حکومت یہ کرے گی کہ عوام کے مینڈیٹ کا احترام نہیں کرے گی وہاں یہ مرکزی حکومت یہ کرے گی کہ پریس' ویڈیو' ریڈیو' ٹیلی ویژن سفارتوں مرکزی وزارتوں اور پیپلز پروگرام کے ذریعے یہاں پنجاب کی منتخب حکومت کو tackle کرنے کی کوشش کی جائے گی تو اس کے Parallel دوسری حکومت بنانے کی کوشش کی جائے گی تو یہاں پنجاب کا وزیراعلیٰ کس طرح سے اطمینان و سکون کے ساتھ Law and order situation پر توجہ دے سکتا ہے۔ میں ان حضرات سے پوچھتا ہوں کہ جو حزب اختلاف کے لیڈر ہونے کی بات کرتے ہیں' تو جناب والا! میں دعویٰ کے ساتھ کہتا ہوں کہ نگرز لے آئیے' آبادی کے تناسب سے دیکھئے کہ اس وقت سندھ میں جرائم کی کیا حالت ہے اور پنجاب میں جرائم کی کیا ریشو ہے؟ میں آپ کو پھر چیلنج کرتا ہوں اپنے حزب اختلاف کے بنچوں پر بیٹھے ہوئے لوگوں کو کہ آئیے میں آپ کو دعوت دیتا ہوں اور چیلنج کرتا ہوں' ابھی رانا شوکت محمود بات کر رہے تھے ایک بچے کے اغواء کی' کہ اچھرہ سے ایک بچہ اغواء ہوگیا۔ بلا شبہ اس کو اغوا نہیں ہونا چاہیے تھا' لیکن سندھ کے اندر روزانہ بیسوں کی تعداد میں لوگ اغواء ہو رہے ہیں' وہاں پر آپ کا کوئی ممبر' کوئی رکن اسمبلی' کوئی سرمایہ دار' کوئی شہر' کوئی خاتون وہاں پر تصور نہیں کر سکتی کہ وہ سورج ڈوبنے کے بعد وہاں پر سپر ہائی وے پر سفر کر سکتے ہیں' وہاں ایک شہر سے دوسرے شہر تک رات کے اندھیرے میں سفر کرنے کے بارے میں تصور نہیں کیا جا سکتا' اور پھر صوبہ سرحد کے حالات آپ کے سامنے ہیں' میں آپ کو دعوت دیتا ہوں کہ موازنہ کیجئے اور آپ کو یہ بھی چیلنج کرتا ہوں کہ اس وقت پنجاب کے اندر Law and order. کی سو فی صدی بہتر پوزیشن ہے اسے مثالی قرار نہیں دیا جا سکتا' لیکن اس کے لیے ہم

کوشاں ہیں۔ اس کے لیے ہم توجہ دے رہے ہیں۔ حکومت پنجاب اس کے لیے دن رات ایک کیے ہوئے ہے، لیکن میں حزب اختلاف کے دوستوں کو اس بات کی دعوت دیتا ہوں کہ پنجاب کی منتخب حکومت کو وہ دل سے تسلیم کریں، محض ضیاء کی باقیات، اسلام کے پٹھو، اور اسلام کے منافق کہنے سے بات نہیں بنے گی، سوچ لیجئے سمجھ لیجئے اور ذہن میں بٹھا لیجئے کہ اسلام کے نام لیوا اکثریت میں اب بھی موجود ہیں، پیپلز پارٹی کے مخالف ابھی بھی موجود ہیں، ان کی ڈویژن کی وجہ سے اگر آپ کو فائدہ ہوتا ہے اور یہ اس ملک کی بدقسمتی ہے کہ ابھی ملک کو توڑنے کی بات ہو رہی تھی، میں کہتا ہوں کہ یہ اس ملک کے لوگوں کی بدقسمتی ہے کہ یہ پیپلز پارٹی جس کے ہاتھ اس ملک کے نومنے سے رنگے ہوئے ہیں۔ اس ملک کو توڑنے کے خون سے رنگے ہوئے ہیں، آج وقت اور حالات نے اس کے ہاتھ میں پھر زمام اقتدار سونپ دی ہے، اس پارٹی سے ہم یہ توقع نہیں رکھتے اور جناب والا! میں اپنے دوستوں اور ساتھیوں کو لیے چلتا ہوں، یہ لاء اینڈ آرڈر کی بات کرتے ہیں، میں ان کو لیے چلتا ہوں، یہ پولیس اسٹیٹ کی بات کرتے ہیں۔ یہ پولیس کو سیاست میں ملوث کرنے کی بات کرتے ہیں۔

(اور اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر، بیگم صاحبہ! یہ آپ کیا کر رہی ہیں؟ بیگم صاحبہ آپ تشریف رکھیے۔

میاں محمود الرشید، جب پورے ملک کے اندر ان کا طوطی بول رہا تھا، جب حکومت ان کی تھی، جب سفارتیں اور وزارتیں ان کی تھیں، جب صوبائی عوامل کی بات تھی جب صوبائی ایوانوں میں ان کی بات تھی، جب مرکزی ایوانوں میں ان کی بات تھی اس وقت کی پولیس کیا کرتی تھی؟ یہ روایت اس وقت پڑی تھی۔ پولیس سے سیاسی مخالفوں کو قتل کروانے کی روایت، پولیس کو سیاست میں ملوث کرنے کی روایت ان کے دور میں پڑی تھی، ان کے ذوالفقار علی بھٹو کے دور میں پڑی تھی اس وقت سیاسی مخالف کبھی یہ تصور بھی نہیں کر سکتے تھے کہ وہ آزادی کے ساتھ رہ سکتے ہیں، اس اسمبلی کے عقب میں خواجہ رفیق کو شہید کیا گیا تھا، اور انہیں یہ قتل پولیس کے ذریعے سے کروایا گیا تھا، اور ڈاکٹر نذیر کے پاکیزہ لہو سے اس راجن پور کی زمین کو رنگین کیا گیا تھا، مولوی شمس الدین کی گردن کو اس کے تن سے جدا کیا گیا تھا، ایک دو نہیں، درجنوں نہیں بیسوں نہیں، سینکڑوں نہیں بلکہ اس وقت انہوں نے ہزاروں افراد کی قتل و غارت گری کی اور ان کو اس مقام تک پہنچایا تھا اور گھر گھر دلائی کیمپ تھے مظفر گڑھ

میں دلائی کیمپ تھا' پنجاب میں دلائی کیمپ تھا یہاں عقوبت خانے تھے جہاں پر سیاسی مخالفوں کو بند کیا جاتا تھا' میرے یہ دوست چادر اور چار دیواری کی بات کرتے ہیں' یہ تاریخ سے اتنے ناواقف ہیں' یہ اپنے ماضی کو اتنے بھولے ہوئے ہیں' وہ ماضی کہ جس وقت چلی تھی یہ رسم کہ کوئی نہ سر اٹھا کے چلے ' کہ کوئی بھی سیاسی مخالف جرأت کے ساتھ بات نہیں کر سکتا تھا' قائدین حزب اختلاف کو اسمبلیوں سے ان ایوانوں سے پولیس کے ذریعے باہر نکلوایا جاتا تھا' تو جناب والا' ۔۔(قطع کلامیاں)۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی چیمہ صاحب۔۔۔

میاں محمود الرشید: ذرا صبر سے دل تھام کر بیٹھئے ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جب میں آیا ہوں سپیکر صاحب نے نوٹ کیا ہے 6.30 پر میاں محمود الرشید صاحب کو مائک دیا ہے ابھی ان کا وقت رہتا ہے۔

میاں محمود الرشید: جناب والا! میں وائنڈ اپ کرتا ہوں اور میں اپنے دوستوں سے گزارش کروں گا کہ میں انہیں یہی دعوت دینا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی راہی صاحب فرمائیے۔

جناب فضل حسین راہی: جناب والا! میں صرف یہی کہوں گا کہ یہاں پر آپ نے سب کو امن عامہ پر بحث کرنے کے لیے دعوت دی ہے اب یہ امن عامہ میں پیپلز پارٹی کا سابقہ دور کہاں سے آ گیا ہے' یہ ذوالفقار علی بھٹو کہاں سے آ گئے ہیں' یہ خواجہ رفیق کا نام کہاں سے آ گیا' میں آپ کو عرض کرنا چاہتا ہوں اور آپ سمجھتے ہیں اور یہ ہاؤس بھی سمجھتا ہے محترم مقرر خود سمجھتے ہیں کہ وہ جو باتیں کر رہے ہیں ان کا اس وقت امن عامہ سے کیا تعلق بنتا ہے' میں آپ کو صرف یہ کہنا چاہتا ہوں ' کہ یہ ضرور کریں' یہ ان کا حق ہے' یہ تنقید کریں یہ ٹھیک ہے یہ سرحد پہ کر رہے ہیں سندھ پہ کر رہے ہیں لیکن بلوچستان کا نام نہیں لے رہے ہیں یہ اپنا نام نہیں لے رہے ہیں یہ لیں' یہ ان کا حق ہے' مجھے صرف یہ بتایا جائے امن عامہ کی صورت حال پر بحث کے دوران آج کی کارروائی میں یہ ذوالفقار علی بھٹو کہاں سے آ گئے' آج کی صورت حال میں یہ خواجہ رفیق کو کہاں سے زندہ کر کے لے آئے' یہ ڈاکٹر نذیر کے لہو کو انہوں نے کہاں سے پاکیزہ بنا لیا۔ یہ کیا سلسلے شروع ہوئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی میاں رشید صاحب بات ختم کریں۔

میاں عبدالرشید: جناب سپیکر! میں بات یہ کر رہا تھا کہ جب یہ پولیس سٹیٹ کی بات کرتے ہیں پولیس کو سیاسی مخالفین کو دبانے ان کو جھکانے اور ان کو ذلیل و رسوا کرنے کی بات کرتے ہیں تو مجھے تاریخ پرنظر دوڑانا پڑتی ہے۔ مجھے پاکستان کی تاریخ کی طرف جانا پڑتا ہے کہ نکتہ آغاز کب ہوا تھا اور نکتہ انجام کہاں تک پہنچا تھا۔ میں آغاز کی بات کر رہا تھا۔ یہ اس دور میں آغاز ہوا تھا۔ جب سیاسی کارکنوں کو جب سیاسی اختلاف رکھنے والوں کو قتل کروایا دیا جاتا تھا جب انھیں دلائی پہنچایا جاتا تھا۔(قطع کلامیاں)

جناب والا! مجھے بات کرنے دیجئے۔ انھیں بٹھایا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ وہ اپنی بات ختم کر رہے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

بیگم ضمیرہ اسلام صاحبہ آپ کس پوائنٹ پر بول رہی ہیں۔ آپ تشریف رکھیں ان کو بات ختم کرنے دیں۔

میاں عبدالرشید: جناب سپیکر! میں اپنی بات کو سمیٹے ہوئے آپ سے یہ گزارش کروں گا میں پولیس کو سیاست میں ملوث کرنے کی بات کر رہا تھا یہ ریت اس دور میں چلی تھی کہ جس وقت سیاسی اختلاف رکھنے والوں کو پولیس کے ذریعے ذلیل و رسوا کیا جاتا تھا۔ انھیں اغوا کیا جاتا تھا۔ انھیں مقدمات میں ملوث کیا جاتا تھا۔ ان کو قتل کیا جاتا تھا۔ وہ لوگ جو سیاسی اختلاف رکھتے تھے ان کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں اور پاؤں میں بیڑیاں ہوتی تھیں۔ ان کے سینوں پر طوق و سلاسل ہوتے تھے۔ انھیں پس دیوار زندان جانا پڑتا تھا۔ اس دور کے ہر طبقہ فکر سے پوچھئے۔ علماء کے ساتھ کیا ہوا تھا۔ یہاں کی مسلم مسجد گواہ ہے۔ وہ علماء کے خون سے رنگین ہوئی تھی۔ پولیس نے مسجد کے اندر جا کر تشدد کیا تھا۔ اس دور کے وکلاء سے پوچھئے۔ اس دور کے طلبا سے پوچھیے کہ کالج کے اوپر چڑھ کر پولیس نے طلباء کو ننگا کر کے نیچے پھینکا تھا اور یہ اس وقت کے ارباب اقتدار نے سب کچھ کرایا تھا۔

جناب والا! میں اپنی بات کو ختم کرتے ہوئے آپ سے گزارش کروں گا کہ میں اپنے دوستوں سے انتہائی معذرت کرتے ہوئے عرض کرتا ہوں آئیے ہم مل کر اس بات کا تہیہ کریں کہ پنجاب کے اندر میاں نواز شریف کی آئی جی آئی کی حکومت کو ماننا پڑے گا۔ (قطع کلامیاں)

جناب فضل حسین راہی: جناب والا! آپ سے ایک چھوٹی سی گزارش ہے آپ ذرا ان سے یہ بھی پوچھیے یہ ٹھیک ہے ان کو حق پہنچتا ہے یہ تنقید کر رہے ہیں۔ لیکن جو ضیا الحق کے دور میں ہوا ہے اس

کو یہ کیوں بھول جاتے ہیں۔ یہ اس سے پیچھے چلے جاتے ہیں۔ اس دور میں جو کچھ ہوا ہے وہ ان کو نظر نہیں آتا۔ (قطع کلامیاں)۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جناب شاہ نواز چیمہ صاحب۔

چودھری محمد شاہ نواز چیمہ، اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا بہت مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے بولنے کے لیے وقت دیا ہے جناب سپیکر! میں پنجاب پولیس کو سلام پیش کرتا ہوں وہ پوجا کے قابل ہے۔ کیا مجھے اجازت ہے کہ میں پنجابی میں تقریر کروں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اجازت ہے۔

چودھری محمد شاہ نواز چیمہ، (پنجابی) پنجاب پولیس کی پوجا کرنی چاہیئے۔ یہ ان کا حق ہے۔ یہ جو کاروبار کرتے ہیں یہ جمہوریت کے قاتل ہیں۔ پنجاب پولیس کو سلام پیش کرنا چاہیئے کہ انہوں نے پنجاب اسمبلی کے ممبران کو گھروں سے اٹھا کر کال کوٹھریوں میں بند کر دیا۔ پنجاب پولیس کو سلام پیش کرنا چاہیئے کہ کیوں وہ پنجاب پولیس جب آج کے حکم ران ایک تھانے دار کو کپتان بنا دیتے ہیں۔ وہ جب کپتان بنتا ہے اس کی عادات وہی تھانے دار والی ہیں۔ یہ پولیس خود ڈاکے مارتی ہے۔ لمبے کرتے پہن کر ہیروئن یہ بیچتے ہیں۔

جناب سپیکر! یہاں ایوان میں ہمیں دیانت داری سے بات کرنی چاہیے۔ ایمان داری کے ساتھ بات کرنی چاہیے۔ کیونکہ یہ باتیں لکھی رہتی ہیں۔ نہ آپ نے رہنا ہے نہ میں نے رہنا ہے۔ تاریخ بدلتی جاتی ہے یہاں فیصلے وہ کریں جو حق کے ہوں۔

جناب سپیکر! پنجاب پولیس کے لیے ہر روز ممبر نے وہ کام کرنا ہے جو پولیس کی کمائی کھاتا ہے دوسرا آدمی پولیس کی مدد نہیں کرتا جناب سپیکر! اس پنجاب میں جو پولیس غریب ہے یہ جو کچھ کرتی ہے یہ سب کچھ فرضی کرتی ہے حساب لگاؤ 70 میں ہمارے پاس کیا تھا آج ہمارے پاس کیا ہے۔ یہاں سن 77 میں ہمارے پاس کیا تھا 80ء میں ہمارے پاس کیا تھا۔ یہاں سن 85 میں ہمارے پاس کیا تھا آج سن 88 میں ہمارے پاس کیا ہے۔ یہ تمام لوگ جانتے ہیں۔ ان باتوں سے باز نہ آئے ہاؤس میں بیٹھ کر جتنی کھی تقریریں پولیس کے حق میں کر رہے ہیں پولیس انہیں نہیں بچا سکتی۔ جس طرح ابنِ زیاد کو بچا سکے اسی طرح امام حسین نواسہ رسول کی لاش پامال کر دی گئی۔ وہ اسی کا ایک گروہ

تھا یہی انتظامیہ کے گروہ ہوتے ہیں جو حاکم اعلیٰ کے کہنے پر لاشوں پر سے گھوڑے دوڑا دیتے ہیں۔ منہ سے کلمہ اسی نبی کا پڑھتے تھے۔

جناب عالی! اس پنجاب پولیس کو سلام پیش کرو کیوں کہ اس نے ان بڑے بڑے آدمیوں کو اس قابل بنایا ہے کہ آج پنجاب اسمبلی کے اندر آکر بیٹھ جائیں۔ جناب سپیکر! میں پنجاب پولیس کو سلام پیش کرتا ہوں سڑکوں پر چلتے دن دہاڑے سو' سو آدمیوں کے سامنے ڈکیتی کرتے ہیں۔ جناب سپیکر! پنجاب پولیس ایک فاتح پولیس ہے اسے کئی وصی ظفر ملیں گے۔ کیوں کہ وصی ظفر تلاش کرنے سے کپتانیاں ملتی ہیں۔ اسے کئی شاہ نواز ملیں گے۔ شاہ نواز کے ملنے سے اسے کپتانیاں ملتی ہیں۔ اسے رانا پھول چاہیئے۔ جناب سپیکر! عارف نکئی کی تو پولیس غلام ہے۔ عارف نکئی کی پولیس غلام نہ ہو تو عارف نکئی وزیر نہیں بن سکتا۔ وزیر بننے کے لیے پولیس کی اطاعت لازمی ہے۔

جناب سپیکر! مجھے پنجاب کی پولیس پر فخر ہے۔ پیپلز پروگرام کی آج بات کرتے ہیں۔ پیپلز پروگرام جس کے تحت سڑکیں بنانے والے کو تھانے دار پکڑاتا ہے۔ واہ کیا بات ہے جس نے اینٹیں بیچیں اسے تھانے دار پکڑتا ہے وہ وقت دور نہیں تمہیں بھی تھانے دار نے پکڑنا ہے۔ دیر ہے اندھیر نہیں۔ میں کہتا ہوں کہ مارشل لاء نہ مانگو۔

سدا نہ باغ بلبل بولے سدا نہ باغ بہاراں
سدا نہ رہے حسن جوانی سدا نہ صحبت یاراں

جناب سپیکر! یہ پنجاب پولیس سے کیوں پیار کرتے ہیں؟ اپنی ایمان داری سے بتائیں۔ اپنے ضمیر اپنے ذہن کے مطابق بات کریں۔ میں باہر اسمبلی سے کہتا ہوں ہم اسمبلی میں داخل ہو کر آدھے جھوٹ آدھے سچ بولتے ہیں۔ کئی میرے بھائیوں نے ٹھیکہ لیا ہوا ہے کہ ہم نے مارنا ہی جھوٹ ہے۔ جناب یہاں یہ کام نہ کرو۔ ایک آدمی شرط لگا آیا کہ کوا سفید ہوتا ہے اس کی ماں کہنے لگی کہ بیٹا! کوا تو کالا ہوتا ہے سفید میں نے تو نہیں دیکھا اس نے کہا کہ ماں میں یہ بات کر کے آیا ہوں مانو گا تو تب بات ہے۔ جناب سپیکر! ان سے کہیں کہ کوئی سچی بات کریں اس کو بے شک مان لو بات وفاق کی بات پنجاب کی پنجاب بھی پاک بلوچستان بھی پاک یہاں زبان پنجابی کی نہیں لگ سکتی۔

وزیر امداد باہمی: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا' فاضل رکن نے میرے متعلق جو الفاظ کہے ہیں' میں ان

پر تو احتجاج نہیں کرتا۔ میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انھوں نے میرے اعمال کی اصلاح کے لیے مجھے للکارا ہے اور میں اس پر عمل کروں گا۔ لیکن اس معزز ایوان میں بیٹھنے والے معزز اراکین کے بارے میں یہ کہنا کہ یہ * بولتے ہیں غیر پارلیمانی الفاظ ہیں اور اس معزز ایوان کی تضحیک ہے۔ اور اس میں تمام ارکان آگئے ہیں۔ اس لیے انھیں اپنے وہ الفاظ واپس لینے چاہییں۔ میں آپ سے احتجاج کرتا ہوں۔ یہ آپ کا فرض ہے۔ آپ custodian ہیں۔ معزز ارکان کے لیے" ان الفاظ کا استعمال " بالکل غیر پارلیمانی ہے اور روایات کے خلاف ہے۔ یہاں تو مناسب الفاظ استعمال ہو سکتے ہیں۔ معزز ارکان کے لیے * کا لفظ استعمال کرنے والا خود * کا دلال ہو سکتا ہے۔ لیکن اس معزز ایوان کے معزز اراکین کو ایسا کہنا' یہ استحقاق کی تحریک بنتی ہے اور میں بغیرتحریک کے جناب کے سامنے جناب کی اجازت سے یہ تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں کہ اس ایوان کی تضحیک ہوئی ہے۔ آپ مجھے اس کا جواب دیجیے۔ میں اپنے بھائی کی تقریر پر اعتراض نہیں کرتا' میں اپنی ذات پر تنقید کرنے پر اعتراض نہیں کرتا۔ لیکن ہم اس معزز ایوان کے وقار کو کبھی بھی مجروح نہیں ہونے دیں گے۔ ہم یہاں تذلیل کے لیے نہیں آئے' ہم یہاں وقار کے لیے آئے ہیں کہ اس معزز ایوان کا وقار بحال رکھیں گے' اپنی ذات سے اس کو زیادہ عزیز سمجھیں گے۔ میری یہی گزارش ہے اور آپ اس کو میری تحریک استحقاق سمجھ لیجیے اور اس معزز ایوان سے یہ رائے لے لیجیے کہ کیا اس معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے یا نہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب' جہاں تک تحریک استحقاق کا تعلق ہے' وہ تو آپ کو قواعد کے تحت لکھ کر دینی پڑے گی۔ چیمہ صاحب' رانا صاحب نے یہاں فرمایا ہے کہ آپ کے وہ الفاظ سارے ایوان کے متعلق ہیں۔ کیا آپ مناسب سمجھتے ہیں کہ آپ، وہ الفاظ واپس لیں؟ وہ فرما رہے تھے کہ " *" کا لفظ سارے معزز ممبران کے لیے کہا گیا ہے۔

جناب فضل حسین راہی: انھوں نے سارے ایوان کے متعلق نہیں کیا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ میں چیمہ صاحب سے دریافت کرنا چاہتا ہوں۔

چودھری محمد شاہنواز چیمہ: جناب سپیکر' میں نے جو تقریر کی ہے' وہ ٹیپ ہو رہی ہے۔ میں نے کہا ہے کہ ہم لوگ جو باتیں باہر کرتے ہیں۔ "ہم لوگ"۔ اس میں' میں شامل ہوں۔ اگر یہ غیر پارلیمانی ہے' تو

*****(بحکم جناب سپیکر لفظ حذف کیا گیا)

آپ بے شک اس کو حذف کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! چیمہ صاحب نے فرمایا ہے کہ انھوں نے ایوان کے متعلق یہ بات نہیں کی۔

وزیر امداد باہمی: انھوں نے کہا ہے۔ آپ ٹیپ سن لیجیے۔ اگر انھوں نے نہیں کہا تو میں ان سے معذرت کروں گا' میرا یہ فرض ہے کہ اگر میں غلط کہتا ہوں' یا غلط سمجھا ہوں تو میں اپنے فاضل رکن سے معافی مانگوں گا۔ ورنہ وہ اپنے الفاظ واپس لیں اور اس ایوان سے معافی مانگیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ تو خود ہی تسلیم کر رہے ہیں کہ میں نے نہیں کہا۔

وزیر امداد باہمی: اگر نہیں کہا' تو وہ ٹیپ آپ لگائیں۔ میں آپ سے مطالبہ کرتا ہوں کہ آپ اس ایوان کو وہ ٹیپ سنائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ اگر وہ کہہ رہے ہیں کہ انھوں نے یہ نہیں کہا' تو ان پر اعتماد کریں۔

وزیر امداد باہمی: یہ نہیں ہو سکتا۔ یا تو آپ میرے پوائنٹ آف آرڈر کو رد کر دیں۔ یا پھر جب وہ اقرار نہیں فرماتے تو آپ کے پاس ٹیپ موجود ہے اور ٹیپ ہے ہی اسی لیے کہ اگر کوئی معزز رکن اپنی بات سے مکرے تو وہ ٹیپ گواہ ہوتی ہے کہ انھوں نے یہ الفاظ ادا کیے ہیں یا نہیں۔ میرا یہ مطالبہ ہے۔ میرا نہیں' بلکہ اس معزز ایوان کا یہ مطالبہ ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: آرڈر پلیز۔ تشریف رکھیں

وزیر امداد باہمی: پیپلز پارٹی بلے بلے والی بات نہیں ہے۔ اگلے الفاظ میں استعمال نہیں کرتا۔ مجھے اس معزز ایوان کا وقار اجازت نہیں دیتا کہ وہ الفاظ میں استعمال کروں۔

جناب محمد صدیق خان: یہ مذاق میں ڈالنے والی بات نہیں۔ یہ الفاظ واقعتاً استعمال کیے گئے ہیں۔ اس میں کوئی شک شبہ نہیں۔ یہ الفاظ واپس ہونے چاہییں۔ یہ ہم سب کی توہین ہے۔ اور اس کو سنجیدگی سے لینا چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چیمہ صاحب' اگر آپ نے یہ الفاظ استعمال کیے ہیں تو آپ واپس لیتے ہیں؟

چودھری محمد شاہنواز چیمہ، بالکل جناب۔ اگر میں نے یہ لفظ استعمال کیا ہے' تو میں واپس لیتا ہوں۔ مجھے یہ علم نہیں کہ اس وقت ایوان کو رانا صاحب کمانڈ کر رہے ہیں یہ تو لاءمنسٹر صاحب کو چاہیئے کہ ایوان کو بتائیں کہ آیا کوئی اسمبلی کا ممبر غلط بات کر رہا ہے۔ رانا صاحب کو علم نہیں کہ انکی طاقت کیا ہے۔ انھیں بتایا جائے کہ وہ وزیر ہو چکے ہیں اور ممبری سے برتری حاصل کر چکے ہیں۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، رانا صاحب' انھوں نے کہا ہے کہ اگر انھوں نے یہ الفاظ استعمال کیے ہیں تو وہ واپس لیتے ہیں۔

وزیر اعلا باہمی، ہم ان کے ہر چیلنج کو قبول کرنے کے لیے تیار ہیں۔ جمہوریت کا یہ طریقہ ہے۔ جیسا کہ بڑے بڑے قانون دان' منتخب شدہ ارکان' جن کو یہ علم نہیں کہ جمہوریت ایک ایسا طریقہ ہے کہ جو ووٹوں کی اکثریت سے حکومت بنتی ہے۔ اور وہی ووٹران اگر چاہیں' آمریت کو روکنے کے لیے یہ ضروری ہوتا ہے کہ انھی ووٹوں سے اس حکومت کو تبدیل کر سکیں۔ اس کو وہ کہتے ہیں' سازش۔ اس کو کہتے ہیں' بغاوت انھیں یہ تمیز نہیں کہ عوام کے ووٹ کی طاقت کیا ہے۔ عوام اپنے ووٹ سے حکومت کو بدل سکتے ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، رانا صاحب' تشریف رکھیں۔ چیمہ صاحب' آپ اپنی بات کو مکمل کریں۔

وزیر اعلا باہمی، چیمہ صاحب نے اپنے الفاظ واپس لے لیے ہیں۔ اس لیے * کا لفظ حذف کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، بالکل ٹھیک ہے۔ آپ نے بجا فرمایا۔ * کے الفاظ حذف کر دیے جائیں۔ چیمہ صاحب اپنی بات مکمل کریں۔

جناب فضل حسین راہی، رانا صاحب نے جو "بد تمیزی" کے الفاظ کہے ہیں' انھیں کہیں کہ پہلے وہ الفاظ واپس لیں۔ دوسرے' میں آپ سے رولنگ چاہوں گا کہ * کہنا غیر پارلیمانی لفظ ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، اس بات پر فیصلہ ہو چکا ہے۔

جناب فضل حسین راہی، آپ مجھے بتائیں۔ میں آپ سے رولنگ مانگ رہا ہوں کہ * کہنا غیر پارلیمانی ہے؟

*** (بحکم جناب ڈپٹی سپیکر حذف کیا گیا)

جناب ڈپٹی سپیکر، راہی صاحب' ایک بات ختم ہوگئی۔ آپ تشریف رکھیں۔ چیمہ صاحب کو اپنی بات مکمل کر لینے دیں۔ تین منٹ رہ گئے ہیں۔ اس کے بعد ہم نے بحث کرنی ہے۔ چیمہ صاحب' اپنی بات مکمل کرلیں۔ میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ صرف دو منٹ رہ گئے ہیں۔

چودھری محمد شاہنواز چیمہ، جناب عالی' آپ حاکم ہیں۔ سردار ہیں۔ سپیکر کے علاوہ سردار بھی ہیں۔ آپ جتنے منٹ دیں گے' میں اتنے منٹ ہی بولوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، چیمہ صاحب' میں آپ سے گزارش کروں گا کہ یہ آپ کا فیصلہ ہے کہ سات بجے کے بعد آپ نے وہ بحث شروع کرنی ہے۔

چودھری محمد شاہنواز چیمہ، جناب سپیکر! ہمارے وزیراعلیٰ صاحب کی نیند حرام ہوگئی ہے۔ کاش کہ ہمارے وزیراعلیٰ کی نیند اس بات سے حرام ہوتی کہ میری ملیں تو بن رہی ہیں۔ یہاں اور لوگ بھی چار ملیں بنالیتے۔ تاکہ ملک کو اور پنجاب کو روزگار مل جاتا۔

کہتے ہیں کہ' وزیراعلیٰ صاحب کی کیا بات ہے کہتے ہیں میں وزیراعظم ہوں۔ وزیراعظم بننا بڑا مشکل کام ہے۔ وزیراعظم وہ لوگ بنتے ہیں جو پیدائشی لیڈر ہوں۔ جناب سپیکر! اس پنجاب میں اس پنجاب کی زبان آپ بولنے نہیں دیتے۔ آپ سے اجازت لینی پڑتی ہے۔ اور اس پنجاب میں پنجاب کے محب وطن کوئی مل نہیں لگانے دیتے کوئی کارخانہ نہیں لگانے دیتے کوئی شوگر مل نہیں لگانے دیتے۔ کیوں نہیں لگانے دیتے اسی طرح نہیں لگانے دیتے کہ جس طرح آج سے قبل جو ٹوانے تھے' وہ سکول نہیں بننے دیتے تھی۔ تاکہ لوگ بھی کہیں آکر ہم پر فضل حسین راہی نہ بن جائیں۔ تاریخ گواہ ہے یہاں ملیں بھی لگیں گی۔ یہاں کارخانے بھی لگیں گے یہاں چوریاں' ڈکیتیاں بھی ختم ہوں گی۔ لیکن کب ختم ہوں گی؟ تب ختم ہوں گی جب یہاں کے رکھوالے صحیح ہو جائیں گے۔ اگر اس پنجاب کے رکھوالے صحیح ہوگئے تب سب کچھ صحیح ہو جائے گا۔ اس پنجاب کے رکھوالے تو روز صبح و شام مانگتے ہیں' آج مارشل لاء آئے' کل مارشل لاء آئے۔ کیوں؟ اس چیف منسٹر کی نیند اس لیے حرام ہوئی کہ یہاں جمہوریت آگئی ہے یہاں شاہنواز بھی کھڑے ہو کر کہتا ہے کہ کتنی آٹے کی ملیں ہیں کتنی شوگر ملیں ہیں یہاں فضل حسین راہی بھی کہتا ہے مجھے چوک میں کھڑا کر کے لٹکا دو اگر میری زبان میں سے ایک لفظ بھی غلط ہو۔

اس پنجاب کی بات سننے والوں کا پتا چلتا ہے اس پنجاب کی بات سارے پاکستان میں گونج رہی ہے اور گجرات والے کا نام اس لیے نہیں آتا اللہ تعالیٰ کی کرم نوازی سے وہاں کسی ماں کے بیٹے کی طاقت نہیں کہ کوئی ناجائز تنگ کر سکے۔ انشاء اللہ ہم پانچ دریاؤں کے رہنے والے ہیں۔ جو بات زبان پر آتی ہے وہی بات اندر ہے۔ جناب سپیکر! ان کی نیندیں صحیح ہو جائیں گی اک منٹ میں صحیح ہو سکتی ہیں یہ خدا سے ڈریں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ڈریں۔ تم نے لوگوں کا جینا حرام کر دیا ہے ایم پی اے اور ایم این اے پنجاب کے گرفتار ہوتے ہیں اور تھانے دار کرتے ہیں یہاں جرائم ہوتے ہیں اور جرائم کرنے والا یہ حکومتی ٹولہ ہے۔ یہ وہ وقت چاہتے ہیں جس وقت میں کوئی پوچھنے والا نہ ہو۔ میں یہ بات جانتا ہوں کہ سدا دور خدا کا ہوتا ہے۔ یہ نہ سوچیں کہ مارشل لاء دور میں کروڑ پتی اور ارب پتی کرتے ہیں۔ اس وقت بولنے والا کوئی نہیں۔ میں نے وہ حکم ران بھی دیکھے ہیں۔ جو اپنے بیٹوں اور باپوں کو رونے نہیں دیتے اس وقت سے ڈر جائیں۔

نشان زدہ سوال نمبر 500 بابت ڈون سکول سوسائٹی کے جواب سے پیدا ہونے والی صورت حال پر بحث

جناب ڈپٹی سپیکر، اب ہم نشان زدہ سوال 500 کے جواب پر پیدا ہونے والی اہمیت عامہ کے مسئلہ پر بحث کرتے ہیں۔ جو حضرات اس بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں وہ اپنے نام لکھ کر مجھے بھیج دیں۔

چودھری محمد وصی ظفر ، جناب سپیکر! یہ سوال نمبر 500 سید علی ہارون شاہ صاحب نے پیش کیا اس پر اس دن بحث ہونا باقی تھی کہ وقت ختم ہوگیا۔ جس پر میں نے دفعہ 57 کا نوٹس دیا جو جناب نے قبول فرمایا اس وقت میں مختصراً عرض کرتا چلوں کہ ڈون سکول کو 1446 ایکڑ 4 کنال کا رقبہ دے دیا گیا یہ بارہ ہزار روپے فی ایکڑ کے حساب سے دیا گیا۔ اس حساب سے اس کی کل قیمت تقریباً 55 لاکھ روپے بنی۔ اور یہ 55 لاکھ روپے مالکان سے وصول کیے اور وصول کرنے سے پہلے ان کو 60 لاکھ روپے کی گرانٹ دے دی۔ کہ وہ 5 لاکھ روپے اپنے اخراجات کے لیے رکھ لیں اور 55 لاکھ روپے حکومت کو ادا کر دیں۔ اور پھر 20 لاکھ روپے مزید گرانٹ دے دی۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ جو قیمت وصول کی گئی 25 لاکھ روپے مزید گرانٹ دے دی۔ اس طرح تو ہر رکن اسمبلی کو یہ خواہش ہوگی کہ اس کو اس طرح کی زمینیں بھی دی جائیں کہ پانچ پانچ ایکڑ رقبہ بھی اس کو دیا جائے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ 25-25 لاکھ روپیہ بھی دے دیا جائے اور اس کے بعد پاکستان کے ہر شہری کی بھی یہی خواہش ہوگی۔

اور اس زمین کی قیمت اس وقت اڑھائی لاکھ روپے سے بھی زیادہ ہے۔ حکومت نے جو قیمت خود بتائی ہے وہ 25 ہزار روپے فی ایکڑ بتائی ہے۔ ہم نے 12 ہزار فی ایکڑ بیچ دی۔ اور آپ سروے کرا لیں اس کی قیمت اڑھائی لاکھ سے بھی زیادہ ہے۔ کروڑوں کی زمین کوڑیوں کے بھاؤ دے کر ان سے جو اصل قیمت وصول کی تھی۔ اس کا ڈیڑھ گنا ان کو واپس کر دیا۔ یہ انتہائی اہمیت کا مسئلہ ہے جس کو جناب نے بھی محسوس کرتے ہوئے ایوان میں بحث کے لیے منظور فرمایا میں نے چونکہ نوٹس دیا تھا میں اس کے ابتدائی تعارف کے سلسلے میں اتنا ہی کہتے ہوئے آپ کی اور تمام ایوان کی توجہ اس طرف مبذول کراتا ہوں۔ اس مسئلہ پر غور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نواب زادہ غضنفر علی گل صاحب۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، جناب والا۔۔۔

میاں منظور احمد موہل، جناب والا! آپ نے رول 52 کے تحت سوال پر بحث کے آغاز کے لیے کہا ہے۔ چونکہ ایک دن میں اسمبلی 5 گھنٹے کام کرتی ہے۔ 2 سے 7 تک کا وقت ہوگیا ہے۔ آپ وقت بڑھا دیں تا کہ یہ قانونی ہو جائے۔ میں نے اس بحث کو legalize کرنے کے لیے کہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ کا پوائنٹ آف آرڈر درست ہے لیکن موہل صاحب میں آپ کو بتاتا ہوں۔ کہ اس ضمن میں سپیکر صاحب پہلے ہی فرما چکے تھے کہ اس پر ایک گھنٹا زاید لیں گے بہرحال میں آپ کی توجہ دلانے پر ایک گھنٹا کی توسیع کرتا ہوں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، جناب والا! یہ ایک سوال تھا جس کا جواب یہ ہے کہ ڈون سکول سوسائٹی کو 1446 ایکڑ زمین دی گئی تھی۔ ایچی سن کالج کی زمین تقریباً 100 ایکڑ سے 150 ایکڑ کے قریب ہے یا اس سے کچھ کم ہے۔ اور یہ کالج کافی عرصہ سے چل رہا ہے۔ کچھ لوگوں نے ہندوستان کی طرز پر جو ڈیرہ ڈون میں سکول ہے۔ اس کے طرز پر ایک سکول بنانے کی سوچی۔ چونکہ یہ کمرشل سکول ہونا تھا اور اس کے اندر انہوں نے بڑی بھاری فیس چارج کرنی تھی۔ اس کی وجوہات یہ ہیں کہ عام سوسائٹی کے لیے ایک ایکڑ یا دو یا تین کنال زمینیں لینے کے لیے سال ہا سال لگ جاتے ہیں۔ لیکن جو حکومت کے سکول اور ادارے ہیں۔ ان کی زمینیں لوگوں سے لی جاتی ہیں۔ چھوٹے چھوٹے کاشت کاروں سے لی جاتی ہیں۔ جن کی holding ایکڑ اور بیگھوں میں ہوتی ہیں۔ اس کی کہانی جناب والا! اس طرح ہے کہ چک نمبر سی سی

4-25 تحصیل فیروز والا میں حکومت پنجاب کا جنگلات کا محکمہ ہے اور اس کا کافی وسیع رقبہ ہے اور اس میں درخت لگے ہوئے تھے۔ اور یہاں جنگلات کے محکمہ کا ایک سفاری پارک بنانے کا پروگرام تھا۔ اس کے لیے حکومت اس منصوبے کی باقاعدہ منظوری دے چکی تھی۔ اور جناب والا! اس کے لیے فنڈز مہیا کیے جا چکے تھے۔ اچانک محکمہ جنگلات کو ایک حکم نامہ گیا کہ آپ ڈون سکول سوسائٹی کے لیے 1446 ایکڑ زمین دیں۔ محکمہ جنگلات نے ان کو یہ کہا کہ سکیم پہلے سے ہی منظور ہے اور یہاں پر ایک سفاری پارک بننا ہے اس لیے یہ زمین دینا مناسب نہیں اور یہ زمین برلب سڑک ہے اور انتہائی قیمتی ہے اس لیے آپ یہ زمین نہ دیں۔ حکم حاکم مرگ مفاجات۔ حکم صادر ہوا کہ نہیں۔ یہ زمین فوراً دی جائے۔ اور چنانچہ عام طور پر زمین کے ایک انتقال کے لیے بھی کافی عرصہ لگتا ہے۔ اس زمین کو فی الفور اس نام نہاد سوسائٹی کے نام لگا دیا گیا۔ ڈی سی شیخوپورہ سے پوچھا گیا کہ اس کی قیمت کیا ہے تو انہوں نے بتایا کہ اگر ہم زمین کی اوسط قیمت نکالیں جو کہ اس علاقے میں بہت تھوڑی ہوتی ہے تو اس کی قیمت 25 ہزار روپے فی ایکڑ بنتی ہے۔ تو حکومت پنجاب نے کہا کہ نہیں۔ اگرچہ اس کی قیمت 25ہزار روپے بنتی ہے تو آپ اس کو 12 ہزار روپے دیں۔ چنانچہ اس کی assesment 12 ہزار روپے کی گئی اور کہا گیا کہ ان کو دی جائے۔ اور پھر 12ہزار روپے پاس نہیں کی اور اس کے بعد کہا کہ اچھا اس کی آدھی قیمت حکومت پنجاب دے دے گی۔ یہ اتنی فیاضی اور اتنی مہربانی ایسے ہی ہے جیسے حلوائی کی دوکان پر نانا جی کی فاتحہ حکومت پنجاب کی زمین اپنے منظور نظر اور کچھ خاص لوگوں کو دی گئی جن کا میں نام نہیں لوں گا کیونکہ اس میں کچھ پردہ نشینوں کے بھی نام آتے ہیں۔ کہ یہ وہ لوگ ہیں جن کی بھوک قیامت تک ختم نہیں ہو گی جیسے کسی نے کہا کہ

گو ہاتھ میں جنبش نہیں آنکھوں میں تو دم ہے
رہنے دو ابھی ساغر و مینا میرے آگے

ان کو اب اگر سارا پاکستان الاٹ کر دیں ان کی بھوک ختم نہیں ہو گی۔ کیونکہ یہ ازل سے بھوکے ہیں۔ جنم جنم کے بھوکے ہیں۔ کیونکہ ان کی بھوک پیسہ کما کر کھانے سے ختم نہیں ہوتی۔ ان کی بھوک اشتہا لوٹ مار پر ہے چاہے وہ قومی سرمایہ بنک کا ہو۔ خواہ وہ اوقاف کی زمین ہو۔ خواہ وہ پنجاب گورنمنٹ کی ہو جنگلات کی ہو۔ اس کے بعد جناب یہ ہوا کہ سکول نہیں بنتے۔ کالج نہیں بنتے کیونکہ فنڈز نہیں ہیں اور جو ہمارا انٹرمیڈیٹ کالج بنتا ہے اس کے لیے پندرہ لاکھ روپے رکھے جاتے ہیں۔ سکولوں کی عمارات

نہیں ہیں، چھتیں نہیں ہیں۔ فرنیچر نہیں ہے۔ پرائمری ایجوکیشن جو بنیادی ہوتی ہے وہ قوموں کی بنیاد کے لیے اتنی ضروری ہوتی ہے کہ یہ پھر کہتے ہیں کہ ملک میں جرائم ہیں۔ ہماری پرائمری ایجوکیشن کی حالت ناگفتہ بہ ہے۔ نہ عمارتیں ہیں نہ چار دیواریاں ہیں اور نہ کوئی کرسی میز ہے اور نہ ٹاٹ ہے۔ اور اس قوم کے بچے اور بچیاں کھلے آسمان کے نیچے تعلیم حاصل کر رہے ہیں جبکہ یہاں نہر کے کناروں کو بار بار پختہ کیا جا رہا ہے۔ یعنی کہ جہاں سے نہر آتی ہے اور دیہات جو اس قوم کا سرمایہ ہیں وہاں تو نہریں بھی کچی اور ان کے کنارے ٹوٹے ہوئے اور ان میں شگاف پڑے ہوئے ہیں اور زمین تباہ ہو رہی ہے۔ اور جہاں پر لاہور میں داخل ہوتی ہے تو دلہن بن جاتی ہے۔ اور ہمیں رشک ہوتا ہے کہ ایسی نہر ہمارے علاقے میں بھی ہو۔ کم از کم اس کا پانی تو محفوظ ہو۔ تو جناب! ان سکولوں کو دینے کی بجائے، عمارتوں کو دینے کی بجائے اور نئے سکول دینے کی بجائے انہوں نے ساٹھ لاکھ روپے کی اس کو گرانٹ دے دی۔ اور اس کے بعد 20 لاکھ روپے کی ایک اور گرانٹ وزیراعلیٰ کے صوابدیدی فنڈ سے دے دی۔ یہ کس کا فنڈ ہے؟ یہ مانا کہ صوابدید وزیراعلیٰ کی ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ اگر صوابدید ہے تو اس کو لٹا دیا جائے جیسے کسی نے کہا کہ " انا ونڈے ریوڑیاں بھوں بھوں اپنے گھر"۔ انھیں پھینک دیا جائے۔ اس صوابدیدی فنڈ کا بھی حساب ہوتا ہے۔ وزیراعلیٰ کی صوابدید without accountability نہیں ہوتی۔ ہاں! ان کا جو اپنا جیب خرچ ہے اس میں سے جو وہ خرچ کرلیں۔ اور میرا خیال ہے کہ اب وہ ایک صنعت کار ہیں۔ وہ اپنی انڈسٹری میں سے یا اپنے روپے میں سے بھی ایسے خرچ نہیں کر سکتے۔ تو پھر اس کا نتیجہ کیا ہوا؟ اور اس زمین پر سے درخت کاٹ دیے گئے۔ اور آج حالت یہ ہے کہ تین سال ہونے کو آئے ہیں اور اس پر کوئی ایک اینٹ نہیں رکھی گئی۔ اورستم بالائے ستم یہ کہ اس عالیشان سوسائٹی کے ممبران جو اس صوبہ پنجاب کے لیجرز کو remotely control کر رہے ہیں۔ ان لوگوں نے بورڈ آف ریونیو میں یہ درخواست دی ہے کہ یہ جو ڈون سکول سوسائٹی کے نام notification ہوا ہے اس کو denotify کر کے ڈون سکول سوسائٹی کے ممبران میں زمین بانٹ دی جائے۔ میری یہ بات چیمبر صاحب اور دوسرے جو زمین دار بیٹھے ہیں غور سے سنیں کہ اس کی de notification کر کے زمین ڈون سکول سوسائٹی کے ممبروں میں بانٹ دی جائے۔ ان کو پلاٹ دے دیے جائیں۔ یہ کیا ظلم ہے؟ آپ صاف کہیں کہ ہم نے یہ پلاٹ دینے ہیں تو دے دیں۔ یہ کیا مذاق بنانے کی ضرورت ہے کہ پہلے اس اراضی کا notification ہو کہ ڈون سکول سوسائٹی کو دیں۔ پھر وہ اتنی قیمت میں لیں اور پھر 80 لاکھ

بھی دیں۔ وہ پنجابی میں مثالیں ہیں وہ میں نہیں دوں گا۔ پھر آپ کہیں گے کہ غیر پارلیمانی ہوگیا ہے۔ اس ملک کے ساتھ rape ہو رہا ہے وہ تو غیر پارلیمانی نہیں اور یہاں جو بات ٹھیک ٹھیک ہو جائے اس سے اس ایوان کا تقدس جلد مجروح ہونے لگتا ہے اور جو اس ملک کے ساتھ ہو رہا ہے اس سے تو کسی کا تقدس مجروح نہیں ہو رہا؟ اور پھر اس زمین کی قیمت جو برلب سڑک ہے' بے شک دو لاکھ فی ایکڑ سے متجاوز ہے اور چیمہ صاحب اور جو زمین دار بیٹھے ہیں جو زمین کی قیمتوں کو جانتے ہیں تو جناب والا! اس سلسلے میں میری گزارش ہے کہ گجرات میں ایک زمین دار کالج ہے جو 1935ء میں بنا تھا۔ اس وقت لاہور اور پشاور کے درمیان مسلمانوں کا کوئی ادارہ نہیں ہوتا تھا۔ اس کو میرے دادا مرحوم نواب سر فضل حسین نے بنایا۔ اس میں سب نے تعلیم حاصل کی۔ اس کی زمین پانچ مربعے تھی۔ یعنی ہزار کنال تھی۔ اس کی ایک سو کنال کی اتھلیٹکس گراؤنڈ تھی۔ حکومت پنجاب کی اپنی زمینیں بہت ہیں اور سرکاری زمینیں بہت ہیں۔ تو حکومت پنجاب نے زمین دار کالج کی اتھلیٹکس گراؤنڈ میں لڑکیوں کا کالج بنا دیا۔ حکومت کی اور انٹرنیشنل ایجوکیشن کی پالیسی یہ ہے کہ تعلیمی اداروں کے ساتھ کھیل کے میدان دیں۔ اور ہماری اس وسیع القلب حکومت نے کم و بیش ساڑھے چار سو ایکڑ جو لٹیروں کو دے دیے ہیں اور وہ پیسے کھا جاتے ہیں اور بعد میں اس کو پلاٹ بنانا چاہتے ہیں۔ ان کو تو وہ زمین دے دی جائے جہاں سفاری پارک approved ہوا تھا۔ تو زمین دار کالج ایک آدمی نے اپنی ذاتی کاوشوں سے بنایا اور جہاں لاکھوں بچوں نے تعلیم حاصل کی' اس کی جو ایک سو کنال اتھلیٹکس گراؤنڈ تھی وہ ناگوار گزری اور اس پر لڑکیوں کا کالج بنا دیا۔ یہ وہ تفاوتیں ہیں جناب والا! یہ وہ سماجی ناہمواریاں ہیں اور یہ وہ guide posts to wards corruption ہیں اور اقربا نوازی اور جن کے شکنجے میں یہ چیز ہے جناب والا! حکومتوں کا وقار کبھی لوٹ مار سے نہیں بنا۔ حکومتوں کا وقار ہمیشہ ملک کی یا اس علاقے کی جس میں ان کی عمل داری ہے اس کی حفاظت سے بنتا ہے۔ اب جناب والا! اس مقتدر ایوان کے سامنے یہ گزارش کروں گا کہ یہ زمین فی الفور محکمہ جنگلات کو واپس کی جائے اور جو 80 لاکھ روپے ان بھیڑیوں کو دیے گئے ہیں اگرچہ آج ان کی وہ قیمت نہیں ان سے واپس لیے جائیں۔ (قطع کلامیاں) بغیر interest کے جو انہوں نے جھٹلے لیے تھے وہ معاف کرا لیے آگے interest دیتے ہیں۔ انہوں نے interest معاف کرائے قرضے معاف کرائے۔ بنک لوٹ لیے اور اب چونکہ ملکی بنک کو لوٹنے کا کوئی ذریعہ نہیں رہا اور پنجاب میں نیا بنک بنا لیا کہ اس کو بنا کر لوٹ لو۔ ان کا تو کام اداروں کو لوٹنا ہے اور صوبے کے

ساتھ جو ہو رہا ہے بڑی اچھی بات ہے جہاں پر بیٹھ کر اسلام کی باتیں کرنا۔ وہ کہتے ہیں کہ۔

سن تو سہی جہاں میں ہے تیرا افسانہ کیا
کہتی ہے تجھ کو خلق خدا غائبانہ کیا

یہ قلم صرف میرے ساتھ نہیں ہو گا۔ یہ سر زمین آئندہ آنے والی نسلوں کے لیے ہے۔ آئندہ تعلیمی ادارے بنتے ہیں۔ آئندہ پارکس بنتے ہیں اور ہماری پارک وہاں پر کیوں نہ بنایا گیا؟ جناب والا! میری ایک اور offer ہے کہ اگر اس پر سکول ہی بنانا ہے۔ اگر اس پر تعلیمی ادارہ ہی بنانا ہے کہ جو ڈون سکول سوسائٹی والوں نے بنانے کا ارادہ ترک کر دیا ہے کیونکہ ان کا سکولوں سے کیا تعلق ہے ۔ یہ جتنے صنعت کار ہیں یا آپ مجھے یہ بتائیں کہ انہوں نے آج تک کون سا ادارہ بنایا ہے۔ اگر ادارہ بنایا ہے تو سر سید احمد خان نے بنایا ہے اگر ادارہ پشاور میں بنایا ہے تو صاحب زادہ عبدالقیوم نے بنایا جو کہ بھوکے لوگ تھے اور گجرات میں زمین دار کالج بنایا تو سر فضل حسین نے بنایا جو ایک عام زمین دار تھا۔ ان لوگوں کے تعلیم کے ساتھ سوائے اپنی جیبیں بھرنے کے کوئی تعلق ہی نہیں ان کا تو سکول کا ارادہ نہیں تھا۔ ان کو پتا نہیں تھا کہ جمہوریت آنے والی ہے اگر جمہوریت نہ آئی تو اس کے پلاٹ بن کے بک گئے ہوتے بلکہ مفت بک گئے ہوتے اور مفت مل گئے ہوتے۔ اگر جناب والا! ڈون سکولز سوسائٹی سکول نہیں بنانا چاہتی تو حکومت اسے واپس لے، اپنی گرانٹ واپس لے اس کا منصوبہ بنائے اگر حکومت اس پر کوئی ٹیکنیکل یا کوئی اور دوسرا بڑا ادارہ بنانا چاہتی ہے تو میں اپنی تعلیمی ایسوسی ایشن جس نے زمین دار کالج گجرات بنایا تھا اس کی طرف اس ایوان کے فلور پر یہ کہتا ہوں کہ یہ زمین آپ ہماری ایسوسی ایشن کو دے دیں ہم آپ کو وہاں پر پانچ سال کے اندر ایک انتہائی وسیع ادارہ بنا کر دیں گے اور آپ سے پیسے بھی نہیں لیں گے یہ اس ایوان کے ذریعے یہ میرا پیغام ہے کیونکہ جنہوں نے بنانے ہوتے ہیں وہ بنا ڈالتے ہیں۔ یہ آپ نے دیکھا ہے کہ لوگ مسجدیں بناتے ہیں لوگ آنہ' آنہ روپیہ' روپیہ لے کر مسجدیں بنا ڈالتے ہیں۔ تو جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ انہوں نے تین سال میں وہ اسی لاکھ روپیہ کہاں رکھا ہے اس کا حساب لیا جائے اور زمین واپس کی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب فضل حسین راہی۔

جناب فضل حسین راہی: جناب سپیکر! میں آپ سے پنجابی میں بات کرنے کی اجازت چاہوں گا۔

جناب والا! ایک عام سادہ کاغذ کے اوپر کسی سوسائٹی کے پانچ ممبروں نے درخواست دی کہ ہمیں سکول بنانے کی اجازت دی جائے وزیر اعلیٰ صاحب نے اس پر ایک ڈائریکٹیو جاری کر دیا کہ ہم انہیں اجازت دینا چاہتے ہیں اور اسی بنیاد پر آگے کارروائی ہوئی اور 446 ۔ ایکڑ اور چار کنال گیارہ مرلے زمین اس سوسائٹی کو دے دی گئی۔ جناب والا! پھر اس سوسائٹی نے درخواست وزیر اعلیٰ صاحب کو دی کہ وزیر اعلیٰ صاحب اپنے صوابدیدی فنڈز میں سے اس سکول کی تعمیر کے لیے گرانٹ دی جائے۔ انہوں نے ایک دفعہ 60 لاکھ روپیہ اس سکول کی تعمیر کے لیے منظور کیا پھر 20 لاکھ روپیہ اسی سکول کی تعمیر کے لیے دیا اس طرح وزیر اعلیٰ صاحب نے اپنے صوابدیدی فنڈز میں سے سکول کی تعمیر کے لیے 80 لاکھ روپیہ اس سوسائٹی کے ممبران کو دیا اور ساتھ ہی یہ زمین الاٹ کی۔ جناب والا! ایک بڑی عام سی بات ہے کہ جو لوگ تعلیم کی اہمیت کو سمجھ کر اس ملک کے اندر تعلیمی ادارے کھولتے ہیں اور ان کو چلانے کا کوئی پروگرام بناتے ہیں اور اپنی زندگی کی تمام پونجی اکٹھی کر کے ان اداروں میں invest کرتے ہیں ان لوگوں کے راستوں میں رکاوٹیں ڈالی جاتی ہیں یہ صرف اس لیے کہ یہ قدرتی بات ہے کہ ان لوگوں کے نظریات حکومت سے نہیں ملتے ہیں ایک طرف تو 446 ایکڑ زمین یعنی اٹھارہ مربع زمین صرف چند لوگوں کو خوش کرنے کے لیے دے دی جاتی ہے اور جناب والا! جس طرح سے حکومت نے خود تسلیم کیا ہے کہ یہ زمین 25 ہزار روپیہ فی ایکڑ کی زمین تھی اور آج ہم نے اس ایوان کے فلور پر یہ بتایا کہ آج اس کی اوسطاً مارکیٹ قیمت اڑھائی لاکھ روپے سے زیادہ ہے اگر ہم اس کی قیمت دو لاکھ روپے بھی لگائیں تو جناب والا! یہ کتنے کروڑوں میں یہ game چلی جاتی ہے۔ مگر جناب دیکھنے والی چیز صرف یہ ہے کہ جن لوگوں نے اس کے لیے apply کیا تھا اور جو سکول بنانا چاہتے تھے وزیر اعلیٰ صاحب کو اس بات کا علم تھا کہ وہ سکول نہیں بنانا چاہتے مگر وزیر اعلیٰ صاحب نے اس کے باوجود بھی ڈائریکٹیو جاری کر دیا اور ڈائریکٹیو جاری کرنے کے بعد پھر امداد دے دی۔ آج چار سال کے بعد ہم یہاں کھڑے ہو کر یہ پوچھتے ہیں کہ اس سکول کی پوزیشن کیا ہے تو ڈپٹی کمشنر صاحب اس کے جواب میں یہ لکھ کر بھیجتے ہیں کہ ابھی اس سکول کا آغاز ہی نہیں ہوا ابھی تو وہ سکول بننا ہی شروع ہی نہیں ہوا آگے جب اس کی تحقیق ہوتی ہے تو پتا چلتا ہے کہ بورڈ آف ریونیو میں اس کی de-notification کے لیے ایک درخواست بھی آ چکی ہے کہ جناب ہم نے سکول بنانے کا منصوبہ ترک کر دیا اور ہم چاہتے ہیں کہ یہ زمین ممبران کو برابر میں تقسیم کر دی جائے تو جناب والا ! یہ لوٹ مار کا ایک بڑا ہی اعلیٰ ترین راستہ ہے

لوٹ مار کا یہ ایسا راستہ ہے کہ اس میں صرف وہ applicant ہی شامل نہیں بلکہ اس میں وہ شخص بھی شامل ہے جس نے اس بارے میں ڈائریکٹیو بھی جاری کیا۔ اس لیے کہ جو شخص جناب سپیکر! لوٹ مار کے راستے لوگوں کو بتائے کہ اس راستے سے چل کر آؤ تمہیں پوچھنے والا کوئی نہیں ہے اور خود ان لوگوں کے لیے راستے بنائے اور خود ان لوگوں کو بتائے اور خود ان لوگوں کے لیے ڈائریکٹیو جاری کرے خود ان لوگوں کے لیے آرڈر جاری کرے خود ان کے لیے رقم فراہم کرے جناب والا! اس سے اس کی intention کا پتا چلتا ہے نہ صرف ڈون سکول سوسائٹی کے نام پر کروڑوں روپے کی لوٹ مار ہوئی ہے بلکہ وہاں پر فیصل آباد کے اندر چودھری نذیر جو ڈسٹرکٹ کونسل کا چیئرمین ہے اور آئی۔جے۔آئی کا ممبر ہے اسے وہاں گٹ والا میں اڑھائی مربع سے لے کر تین مربع زمین nominal price پر زمین الاٹ کی گئی اور آج وہ ایک بہت بڑی اسٹیٹ declare ہو چکی ہے اور جناب والا! اس ایوان کا سابقہ ممبر چودھری صدیق سالار ہے اور اسی ایوان کا آج ایک ممبر فاروق احمد خان ہے شاید میاں فاروق ہے اور ایک فیصل آباد کا میئر چودھری شیر علی اور وہاں کا ایم۔این۔اے زاہد سرفراز اور اسی طرح کے اور بہت سارے لوگ ہیں جنہوں نے نہ صرف سٹیٹ لینڈ کے اوپر قبضے کیے ہوئے ہیں جنہوں نے نہ صرف صوبائی محکموں کی زمینوں پر قبضے کیے ہوئے ہیں بلکہ انہوں نے لوگوں کی رجسٹرڈ شدہ جائیدادوں پر بھی قبضے کیے ہوئے ہیں اور ان کے شر سے فیصل آباد کا کوئی بھی بازار محفوظ نہیں انہوں نے منٹگمری بازار میں بھی قبضے کیے انہوں نے کارخانہ بازار میں بھی قبضے کیے اور یونین کی طرف سے بننے والے جو آٹھ بازار ہیں یہ اس بات کے گواہ ہیں کہ میئر فیصل آباد ڈسٹرکٹ کونسل فیصل آباد اور آئی۔جے۔آئی کے ممبران نے اکٹھے ہو کر قبضے کیے اور کوئی بھی بازار ان سے محفوظ نہیں۔ تو جناب والا! لوگوں کو الاٹمنٹ کرنے کا یہ ایسا رواج یہاں آ چکا ہے کہ یہ نہیں دیکھا جاتا کہ ہم جو بلڈنگ الاٹ کر رہے ہیں یہ کس محکمے کی ہے اور اگر ہم کسی شخص کو الاٹ کریں گے تو اس کے بعد یہ محکمہ کہاں جائے گا۔ جناب سپیکر! یہ بات میں اس لیے یہاں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ دنیا میں اپنی نوعیت کی یہ واحد مثال ہے کہ جی۔ٹی۔ایس کے اڈے کو الاٹ کر دیا گیا اور اسے آئی۔جے۔آئی کے سابق ایم۔پی۔اے چودھری اکرم کے نام الاٹ کر دیا اور یہ چودھری نذیر کے گروپ کا آدمی ہے اور جی۔ٹی۔ایس والوں کو یہ کہا گیا کہ تم اپنے لیے کوئی کرایہ کی جگہ تلاش کرو۔ وہاں پر ان لوگوں نے احتجاج کیا جس کی بناء پر یہ لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ بن گیا پھر وہاں پر موقع پر جا کر ڈی۔سی' اے۔سی اور دوسرے افسران سے روڈ ٹرانسپورٹ کے

کارکنوں نے کہا کہ اس کی الاٹمنٹ تو ہو جائے گی لیکن الاٹمنٹ کے کاغذ ان لوگوں کے ہاتھوں میں رہیں گے مگر ہم اس جگہ پر قبضہ نہیں ہونے دیں گے جناب والا! اسی طرز پر وہاں فیصل آباد میں ایک ہوٹل کے لیے درخواست دی گئی کہ ہم نے اس جگہ پر ہوٹل بنانا ہے اور بریگیڈیئر قیوم صاحب اس درخواست کو لے کر پیش پیش رہے اور جنرل جیلانی نے آرڈر کیا کہ وہاں پر ہوٹل بنا دیا جائے۔ جناب والا! آج جا کر وہاں دیکھا جائے کہ وہ جگہ جو چناب کلب کے پاس ہے اور جو ہوٹل کے مقصد کے لیے دی گئی ------

وزیر مال ، پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا! میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کروں گا کہ یہ بات تو ڈون سوسائٹی کی ہو رہی ہے اور اس رقبے کے بارے میں ہو رہی ہے لیکن میرے معزز ممبر تو کوئی اور بات کر رہے ہیں تو جناب سے یہ پوچھوں گا کہ آیا انہیں اس کی اجازت ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، جی لودھی صاحب! آپ بجا فرماتے ہیں۔ میں معزز ممبر سے عرض کروں گا کہ وہ متعلقہ بات کریں۔

جناب فضل حسین راہی ، جناب والا! میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ یہ ڈون سکول سوسائٹی کا ہی مسئلہ نہیں یہ چھوٹی چھوٹی ڈونیاں تو ہر جگہ پر کھلی ہوئی ہیں۔ یہ ہر ضلع کے اندر کھلی ہوئی ہیں اور ہر تحصیل میں کھلی ہوئی ہیں۔ اور میں تو یہ کہتا ہوں کہ میرے اپنے حلقے کے اندر' سمن آباد میں مین روڈ کے اوپر سکول کے لیے زمین پڑی تھی وہاں پر سکول کی تعمیر کے لیے ٹینڈر ہوا ٹھیکے دار کو ٹھیکہ الاٹ ہو گیا اور وہ ٹھیکیدار اپنا سامان لے کر اور اپنے مزدوروں اور سپروائزر کو لے کر وہاں پر آیا اور وہاں پر construction شروع ہو گئی تو ان کا ایک ایم۔پی۔اے جو الیکشن میں ہار گیا یہی ان کی کرتوتیں ہیں اسی لیے تو ہار جاتے ہیں اور وہ ایم۔پی۔اے ملک یوسف وہاں پر آ کر کھڑا ہو گیا اور اس نے کہا کہ یہ زمین تو میں نے الاٹ کرا لی ہے مگر وہاں کے لوگوں نے کہا کہ یہ تو محلے کا سکول ہے مگر اس نے کہا کہ جی یہ تو میرے نام الاٹ ہو گیا ہے اور وہاں پر باقاعدہ پولیس فورس استعمال کر کے اور انتظامیہ کو استعمال کر کے ٹھیکے دار کو ڈرا کر اس ٹھیکے دار کا سامان اٹھوایا گیا اور اس سکول پر ان لوگوں کا قبضہ کرا دیا گیا تو جناب والا! یہ ڈونیاں تو ہر جگہ پر کھلی ہوئی ہیں۔ جناب سپیکر! آپ کے سامنے ایک تحریک التوائے کار پیش ہوئی تھی کہ گجرات میں 32 کنال زمین سکول کے لیے مختص تھی اس پر لوگوں نے

قبضہ کر لیا۔ جو سکول کے لیے مختص تھی۔

جناب والا! آپ یہ کہتے ہیں لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ آپ اس بات کو چھوڑ دیں کہ آپ کر کیا رہے ہیں۔ اگر یہ کروڑوں روپے کا فائدہ جو آپ نے پانچ یتیموں کو پہنچانے کی کوشش کی ہے اگر یہی کروڑوں روپیوں کا فائدہ یہاں کے بچوں کو دینا چاہتے تو یہاں پر سینکڑوں کی تعداد میں سکول تعمیر ہو سکتے تھے۔ اور یہ اسی زمین پر تعمیر ہو سکتے تھے میں یہاں چیلنج کرتا ہوں اگر اس کا اختیار مجھے دے دیا جائے تو اس زمین کو بیچنے کے بعد ایک سو سکول یہاں پر تعمیر کر کے دوں گا۔ وہ اسی لاکھ روپے کی گرانٹ مجھے واپس کی جائے اور انہی سکولوں میں ایک لاکھ سے زیادہ بچے accommodate کیے جا سکتے ہیں۔ جس وزیر اعلیٰ کو یہ معلوم نہیں کہ یہ پانچ خاندانوں کو فائدہ پہنچانے کے مقابلے میں کروڑوں بچوں کا نقصان کر رہا ہوں میں یہ چاہتا ہوں کہ کم از کم یہاں پر کھڑے ہو کے ان کو باخبر کرنا چاہیے اور ان کو جھنجھوڑنا چاہیے اور ان کو بتانا چاہیے۔ اگر آپ بچوں کا بہتر مستقبل چاہتے ہیں تو پھر جنرل جیلانی کے ذریعے بچوں کا بہتر مستقبل نہیں ہو سکتا ہے۔ کسی حسن کے ذریعے نہیں ہو سکتا ہے کسی جے۔ اے۔ رحیم کے ذریعے نہیں ہو سکتا۔ جتنے نام بھی دیے ہیں ان کے ذریعے نہیں ہو سکتا آپ کی اپنی پالیسیوں کے ذریعے ہو سکتا ہے۔ آج آپ فیصلہ کریں کہ آپ بچوں کا بہتر مستقبل چاہتے ہیں۔ آج آپ فیصلہ کر کے چل پڑیں آج پالش کرنے والے بچوں کی انگلیاں پکڑ کر انہیں سکول میں چھوڑیں۔ آج گدھا گاڑی چلانے والے بچے کو گدھا گاڑی سے ہٹا کر اسے سکول میں لے کر جائیں آج وہ بچے جو قالین بننے پر مجبور ہیں۔ جو بجلی کی کھڈی چلانے پر مجبور ہیں جو ہوٹلوں کے برتن دھونے پر مجبور ہیں جناب سپیکر! ان بچوں کی انگلیاں پکڑیں اور ان کو سکولوں میں لے جائیں جو بغیر چھت کے سکول میں ہیں آج انہیں وہاں لے کر جائیں گے تو کل کو چھتیں بھی پڑ جائیں گی۔ لیکن کل چھتیں تو تب پڑیں گی اگر کوئی جنرل جیلانی آ کر تمہیں احسان نہ جتلائے کہ تم میری طفیل یہاں چیف منسٹر بنے ہو اور میری طفیل آپ سارا خاندان جو یہ اس سطح سے اس سطح پر آ گیا آج مجھے دو اور آپ مجبور نہ ہوں اسے دینے کے لیے پھر جناب سپیکر! اس طرح ہوتا ہے تو اگر فیصل آباد کی بات کریں گے تو فیصل آباد میں تمہیں بتانا چاہتا ہوں کہ وہاں 183 کھوکھے تھے جن کا سروے ہوا تھا لیکن میئر نے وہاں سینکڑوں کی تعداد کھوکھے بنا دیے۔ میں نے پہلے بھی اس پر الزام لگایا ہے اور ذمہ داری کے ساتھ الزام لگاتا ہوں مجھے اس سے نکال دیا جائے مجھ سے استعفیٰ لے لیا جائے

اگر میں کروڑوں روپوں کی بددیانتیاں نواز شریف کے اس بہنوئی کی جو ہمارے فیصل آباد کا میئر ہے ان کے آگے نہ رکھوں۔ میں ان کو ثابت نہ کر سکوں تو میں یہاں سے استعفیٰ دے کر باہر نکل جاؤں گا۔

جناب سپیکر! یہ عجیب لٹ ہے کہ چیف منسٹر صاحب اپنے قلم کے ساتھ ایک سال کے اندر دو ارب روپے کے پلاٹ اپنے باپ دادے کی جائیداد سمجھ کر لوگوں کو تقسیم کر دیں۔ جناب سپیکر! یہ کسی کی انفرادی جائیداد نہیں۔ یہ کسی کی انفرادی زمین نہیں۔ اگر نواز شریف نے لوگوں پر مہربانی کرنی ہے تو وہ اپنی اتفاق فونڈری کی زمین دیں۔ اگر اس نے مہربانی کرنی ہے تو وہ شوگر مل کی زمین دیں اگر اس نے مہربانی کرنی ہے تو پھر وہ ٹیکسٹائل میں جو ہے وہ دیں۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی لودھی صاحب۔۔۔۔

وزیر مال (جناب محمد ارشد خان لودھی) : جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف یہاں پر تشریف فرما ہیں۔ میں بار بار یہ گزارش کر رہا ہوں کہ راہی صاحب نے یہ جو اوپن بحث چھیڑ دی ہے یہ کس قانون اور ضابطے کے تحت کر رہے ہیں؟ اگر انہوں نے پرسنل ہونا ہے تو ان کو ہم بتا دیں کہ یہ قانون اور ضابطہ ہے۔ یہ گورنمنٹ ہے اگر کوئی الاٹمنٹ ہوتی ہے تو قانون اور ضابطے کے تحت ہوتی ہے۔ اگر انہوں نے ایسی کوئی بات کرنی ہے تو عام بحث رکھ لیں۔ اس میں' میں آپ کی توجہ بڑے ادب سے مبذول کراؤں گا کہ یہ ان کا کیا طریق کار ہے؟ آپ مہربانی فرما کر ان کو رولز کے مطابق لائیں۔ جس کی بات انہوں نے کرنی ہے اس کی بات کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی بجا فرمایا آپ نے لودھی صاحب۔۔۔۔۔

جناب فضل حسین راہی : یہ میں خود عرض کرتا ہوں ۔ میں ان کو پہلے سمجھا لیتا ہوں اس لیے کہ بقول نوابزادہ غضنفر علی گل کہ انہیں پڑھانا بھی شاید ہمارے حصے میں ہے۔ انہیں بتانا اور سمجھانا بھی شاید ہم ہی کو پڑے گا۔ یہ اس لیے ہم سے سمجھنا چاہتے ہیں کہ ان کو سمجھانے والا کوئی نہیں۔۔۔۔ اس لیے ہم سے سمجھنا چاہتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: راہی صاحب! آپ اپنی بات کو مکمل کریں۔ آپ کے علاوہ بھی بولنے والے سپیکر ہیں۔

جناب فضل حسین راہی : میں عرض کرتا ہوں۔ اگر آپ کسی کو کوئی زمین الاٹ کرتے ہیں آپ

اگر کوئی حکمران ہیں تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ حکمران ہیں تو آپ اس دھرتی کے مختار کل ہیں۔ آپ خدا کے خوف سے ڈریں اور اس کی آیات کو سامنے رکھیں اور اپنے ذہن میں رکھیں۔ اپنے رسول کے احکامات کو اپنے ذہن میں رکھیں۔ آپ کو پتا ہونا چاہیے۔ جناب والا! جو یہ بات کرتے ہیں ان کو پتا ہونا چاہیے کہ یہ ناجائز تقرریاں اور یہ ناجائز لوٹ مار جو ہو رہی ہے یہ کس ضابطے کے تحت ہو رہی ہے۔ آپ مجھ سے پوچھتے ہیں۔ یہاں ہاؤس کے اندر میں آپ کو پوائنٹ آؤٹ کرتا ہوں کہ یہ لمبی لمبی تقریریں پوائنٹ آف آرڈر پر ہو رہی ہیں۔ یہ کس پوائنٹ آف آرڈر کے تحت ہو رہی ہیں۔ اس وقت تو ان کو پتا نہیں چلتا۔ اس وقت ان کو پتا چلتا ہے جب راہی اٹھ کر ان کے منہ ننگے کرنے شروع کرتا ہے۔ تب پتا چلتا ہے جب ان کے ماتھے کی کالک ان کو نظر آتی ہے۔ تب پتا چلتا ہے جب ان کی چوریاں ان کے سامنے آتی ہیں۔ تب وہ ڈرتے ہیں۔ کیوں ڈرتے ہیں نہ ایسا کردار ادا کریں۔ جناب والا! میں تو اس لیے کہتا ہوں کہ یہ پنجاب ہے اور ہم پنجاب کے اندر ابھی زندہ ہیں اور پنجاب کے اندر یہ حرکتیں ہم نہیں ہونے دیں گے اس لیے نہیں ہونے دیں گے جناب والا! کہ آپ چلیے میرے ساتھ میں چیلنج کرتا ہوں پورے ہاؤس کو چلیے میرے ساتھ آپ دیکھیے نواز شریف صاحب کے بہنوئی کو وہاں جو میئر فیصل آباد کی لوٹ مار کا سلسلہ دیکھیے ہوائی اڈے سے شروع ہو کر بابر سینما تک اس کی لوٹ مار کے نشانات آ رہے ہیں۔ وہاں بہت بڑی گرین بیلٹ تھی۔ ساری دنیا جانتی ہے وہاں وی۔آئی۔پی روڈ تھی اور وی۔آئی۔پی روڈ پر وہاں سے لے کر چھ میل کے ایریا میں ان کا مسلسل قبضہ چلا آ رہا ہے اور یہ آپ کا حکومت کرنے کا طریق کار ہے۔ یہاں ریلوے روڈ کے اوپر ایک ڈیری کی جگہ پڑی ہوئی تھی۔ ریلوے روڈ پر آپ نے قبضہ کر لیا ہے۔ جیل روڈ کے اوپر کئی کنال کا ٹوٹا پڑا ہوا تھا اس پر زاہد سرفراز نے قبضہ کر لیا ہے۔ جناب والا! آپ کہتے ہیں کہ ڈون سکول پر رہیں۔ یہ چھوٹی چھوٹی ڈونیاں جو ہیں یہ ہر جگہ پر نکل آئی ہیں اور بن چکی ہیں۔ جناب والا! آپ اگر کہیں کہ چیف منسٹر پر رہیں تو چیف منسٹر اپنے اختیارات delegate کر چکا ہے۔ اگر آپ مجھ سے پوچھنا چاہیں تو میں آپ کو ہر ڈویژن کے چیف منسٹر کا نام بتا سکتا ہوں۔ ہر شہر کے چیف منسٹر کا نام بتا سکتا ہوں۔ میرے فیصل آباد کا میئر فیصل آباد ڈویژن کا چیف منسٹر ہے۔ اس کے ہوتے ہوئے کسی چیف منسٹر کا آرڈر نہیں چل سکتا۔ بہاولنگر کا چیف منسٹر چودھری غفور ایم۔این۔اے ہے اس کے ہوتے ہوئے بہاولنگر کے اندر کوئی پر نہیں مار سکتا۔ راولپنڈی کا چیف منسٹر شیخ رشید ہے اور اس کے ہوتے ہوئے

راولپنڈی میں کوئی پوچھ نہیں سکتا۔ یہ چیف منسٹریاں ٹکڑوں میں تقسیم ہو کر اس پنجاب کے اندر پھیل چکی ہیں اور ان ٹکڑوں کو سمیٹ کر یہاں بینچ میں شہباز شریف کو بٹھا کر رکھا ہوا ہے جو ordinary M.P.A ہے جو اس وقت پنجاب چلا رہا ہے۔ وہ اس پنجاب کا غیر قانونی چیف منسٹر ہے۔ وہ پنجاب چلا رہا ہے اور اگر آپ اس طرح پنجاب کے ساتھ کھیلیں گے تو یہ نہیں ہو سکتا کہ آپ ہمیشہ کھیلتے رہیں۔ ابھی تو ہم شروع ہوئے ہیں۔ ابھی تو ہم چلے ہیں۔ ہم آپ کے ثبوت اکٹھے کر رہے ہیں جناب لودھی صاحب۔ جناب منسٹر صاحبان' آپ کے چیف منسٹر کے اور آپ کے ثبوت اکٹھے کر رہے ہیں------

وزیر قانون ، جناب سپیکر! میں جناب والا! کی توجہ اس بات پر مبذول کراتا ہوں کہ اس طریقے سے ذاتی باتیں ہوں گی اگر چیف منسٹر صاحب کے بسنوئی کی باتیں ہوں گی تو پھر یہاں آصف زرداری صاحب کی بھی بات ہو گی۔ پھر ان کو حوصلہ پیدا کرنا پڑے گا۔ میں کہتا ہوں کہ جو خود شیشے کے گھر میں بیٹھا ہو اس کو کسی کے اوپر پتھر نہیں پھینکنے چاہئیں۔ ہم نے تو بڑے شوق سے خوش آمدید کہا ہے----(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر، آرڈر پلیز ۔ آرڈر پلیز ۔ آرڈر پلیز ۔ No cross talk please. آرڈر پلیز ۔ آرڈر پلیز---

خواجہ محمد یوسف ، ہم صوبے کی بات کر رہے ہیں۔

راجہ محمد خالد خان ، ہم پورے پاکستان کی بات کریں گے کیونکہ ہم پاکستانی پہلے ہیں اور پنجابی بعد میں ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، خواجہ صاحب! آپ کیا کر رہے ہیں۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ خاموشی سے اس بات کو جاری رہنے دیجیے۔

محترمہ صغیرہ اسلام ، آصف زرداری کو زیر بحث نہ لایا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، بیگم صاحبہ آپ تشریف رکھیں ۔ آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز میری آپ سے گزارش ہے کہ لا منسٹر صاحب بات کر رہے ہیں ان کی بات کو سنیے۔

وزیر قانون ، جناب سپیکر! ہم تو اس موضوع پر بات کرنا چاہتے ہیں۔ ان کی بات سننا چاہتے ہیں اور ان کو جواب دینا چاہتے ہیں میرے پاس ٹریژری بنچز کے دوست دس مرتبہ آئے ہیں کہ یہ اس قسم

کی باتیں کرتے ہیں جس سے ہم سے برداشت نہیں ہوتا آپ ہمیں اجازت دیں ہم کورم کا سوال اٹھاتے ہیں۔ کیونکہ یہ غیر متعلقہ باتیں کر رہے ہیں۔ میں نے ان کو سختی سے منع کیا ہے کہ آپ کورم کا سوال قطعی طور پر نہ اٹھائیں کیونکہ میری اپوزیشن والوں کے ساتھ یہ بات طے شدہ ہے کہ ہم اس ڈون سکول پر بات کریں گے آپ کی بات سنیں گے اور اس کا جواب دیں گے۔ لیکن جناب والا! ڈون سکول سے بات چلتی چلتی سارے پنجاب میں جتنی الاٹمنٹ ہوئی ہے یا بعض لوگوں کو زمینیں ملی ہیں وہاں تک بات جا پہنچی ہے۔ جناب سپیکر! اگر آپ اس کو کنٹرول نہیں کریں گے تو آپ مجھے بتائیں ہم کیسے بحث کریں گے۔ جناب لودھی صاحب تین دفعہ کھڑے ہوئے ہیں' باقی میرے دوست بار بار میرے پاس آ کر کہہ رہے ہیں کہ ہمیں کورم کا اعتراض کرنے دیں کیونکہ یہ ڈون سکول پر بات ہو رہی ہے؛ میں ان کی منتیں کر رہا ہوں اور ان کو بٹھا رہا ہوں۔ قائد حزب اختلاف تشریف رکھتے ہیں میں انکی خدمت میں اپیل کرتا ہوں کہ وہ ایوان کے معاملات میں دلچسپی لیں۔ امن و عامہ پر بحث ہو رہی ہے اور پھر یہ آپ کی طرف سے requisite کیا ہوا اجلاس ہے۔ آپ کی ریکوزیشن پر ہم یہاں پر آئے بیٹھے ہیں۔ آپ پر بھی فرض عائد ہوتا ہے جس طرح میرا یہ کام ہے کہ باہمی افہام و تفہیم کے ساتھ اس ایوان کو چلایا جائے اسی طرح یہ بھی ہمارے ساتھ تعاون کریں۔ اگر ذاتیات پر باتیں ہوتی رہیں تو پھر اس ایوان کا ماحول خراب ہو جائے گا قائد حزب اختلاف جس کے بارے میں اکثر و بیشتر ذکر کرتے رہتے ہیں' اس کو افہام وتفہیم اورجمہوریت کی بہتری کے لیے چلانا چاہیے۔ میں ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس طریقے سے آپ جمہوریت کی یہ خدمت کر رہے ہیں۔ لہٰذا جناب سپیکر! میں آپ سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ اس مسئلے کو قواعد و ضوابط اور اسمبلی کے تقدس کے مطابق چلائیں۔ کیونکہ اس قسم کی غیر متعلقہ باتیں کرنے سے ماحول میں تلخی پیدا ہو گئی۔

بیگم صغیرہ اسلام ، پوائنٹ آف آرڈر ۔ اگر یہ ہمیں نہیں بولنے دیں گے تو پھر ہم بھی انہیں نہیں بولنے دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، بیگم صاحبہ! آپ تشریف رکھیں ۔ مجھے ایک منٹ کے لیے بات تو کرنے دیں وزیر قانون صاحب نے ایک بات کی ہے مجھے اس کا جواب تو دے دینے دیں۔ افسوس کی بات ہے کہ آپ نے ایسے ہی بولنا شروع کر دیا ہے۔ مجھے آپ سے کم از کم یہ توقع نہیں تھی۔ راہی صاحب سے

بھی میں یہ گزارش کروں گا کہ ڈون سکول کی بات ہو رہی ہے۔ آپ اسی پر اپنے آپ کو confine کریں۔ آپ کے بعد بھی کسی نے بولنا ہو گا۔ اس طرح وقت نہیں بچے گا۔ اس لیے آپ اب wind up کریں۔ میری آپ سے دوبارہ یہ درخواست ہے کہ آپ اسی موضوع پر بات کریں جس کے لیے وقت مقرر ہے۔

جناب فضل حسین راہی ، جناب والا! میں اسی طرف آ رہا ہوں اور اس امید کے ساتھ کہ یہاں پر ہر رکن اسمبلی کو اپنا مافی الضمیر بیان کرنے کی اجازت ہے اور اسی طرح آزادی ہے جس طرح سردار نصر اللہ دریشک صاحب نے پچھلی اسمبلی میں اپنا مافی الضمیر بیان کرتے ہوئے یہ کہا تھا کہ اس صوبے کے وزیر اعلیٰ نے میرے بھائی کو میرے بہنوئی کو گرفتار کر لیا ہے اور ان کی چیئرمینی ختم کر دی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ زیر بحث موضوع پر بات کریں۔

جناب فضل حسین راہی ، اور بالکل اسی طرح آزاد ہیں جس طرح جناب والا! یہاں پر پرویز الٰہی صاحب نے کہا تھا کہ اگر میں اس صوبے کے وزیر اعلیٰ کے چہرے سے نقاب اٹھا دوں اور چہرہ جب ننگا ہو گا تو پنجاب میں رہنے کے قابل نہیں ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ موضوع سے ہٹ کر بات کر رہے ہیں۔

جناب فضل حسین راہی ، اگر ہم یہی بات کریں تو ہمارے لیے یہ بات غلط ہو جاتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، لیکن اس وقت جو موضوع ہے آپ اسی پر بات کریں۔

جناب فضل حسین راہی ، جناب! میں موضوع پر آتا ہوں۔ اب آپ اندازہ کیجئے کہ پولیس کی ایک جگہ گوجرانوالہ میں تھی وہاں پر غلام دستگیر صاحب نے اور کاظم شاہ صاحب نے قبضہ کر لیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ موضوع پر بات کریں۔

جناب فضل حسین راہی ، میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ کیا کچھ ہو رہا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ ڈون سکول پر بات کریں۔

جناب فضل حسین راہی ، میں اب اسی پوائنٹ پر آ رہا ہوں، سکول اور سوسائٹی کی طرف آ رہا ہوں۔

چودھری محمد اعظم چیمہ : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب سپیکر! راہی صاحب ہمارے بڑے پرانے دوست ہیں اور ایک اچھے پارلیمنٹرین ہیں' آج ویسے کچھ زیادہ جذباتی ہو گئے ہیں۔ راہی صاحب آپ تو مارشل لاء لیڈر ہیں نام لینے سے اور کڑوی باتیں کرنے سے آپ کا قد زیادہ نہیں بڑھے گا' کیونکہ قد تو ماشاء اللہ آپ کا پہلے ہی بڑا ہے۔ فیصل آباد ہی آپ کی تنقید کے لیے کافی ہے' گوجرانوالہ کی طرف نہ ہی آئیں۔ بات تو شیخوپورہ کی ہو رہی تھی اور ذون سکول کی تھی۔ اس طرح سے آپ دل آزاری نہ کریں کیونکہ آپ ایک اچھے پارلیمنٹرین ہیں' بلکہ اس بات سے ہماری بھی دل آزاری ہو گی اور اچھا پارلیمنٹرین کبھی بھی ایسی بات نہیں کرتا۔ بات بھی کر جاتا ہے لیکن وہ اصولی طور پر کسی کا نام نہیں لیتا۔ لیکن آپ کو تو نام لینے کی شاید عادت پڑ گئی ہے۔ اس لیے میری یہ استدعا ہو گی کہ راہی صاحب مہربانی فرمائیں اور موضوع پر بات کریں۔ راہی صاحب لوگوں کے گلے پڑنے کے لیے سر کو بار بار رگڑ رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : شکریہ ۔ راہی صاحب آپ اپنی بات ختم کریں وزیر قانون نے اسے wind up بھی کرنا ہے۔

جناب علی اکبر مظہر وینس : جناب والا! اس مسئلے پر میں نے بھی نوٹس دیا تھا۔ اس لیے مجھے بھی اس پر بات کرنے کا موقع دیا جائے۔ وصی ظفر صاحب نے اس کے لیے نوٹس دیا تھا۔ دوسرا میں نے اس کے لیے نوٹس دیا تھا۔ یہ کوئی بات نہیں کہ ایک ہی آدمی بولنا شروع کر دے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : چودھری صاحب یا تو آپ اپنے لیڈر سے پوچھ لیجئے۔ مجھے تو جو آپ کے لیڈر نے بات کی ہے۔ میں نے تو اس طے شدہ پروگرام کے مطابق بات کی ہے۔

میاں اظہر حسن ڈار : جناب والا! مجھے بھی دو منٹ اس پر بات کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : یہی میں راہی صاحب کی خدمت میں عرض کر رہا ہوں۔ وہ اگر آپ کو ٹائم دیں گے تو آپ بات کریں گے ۔ میں اجلاس کے وقت میں مزید توسیع نہیں کروں گا۔

جناب فضل حسین راہی : جناب سپیکر! آپ خود ہی اندازہ کیجئے کہ ایک طرف تو آپ پرائیویٹ سیکٹر میں تعلیم کی حوصلہ افزائی کے لیے 446 ایکڑ 4 کنال 11 مرلے زمین بھی الاٹ کرتے ہیں اور آپ 80 لاکھ روپیہ بھی ان کو donate کرتے ہیں۔ عمارت کی تعمیر کے لیے دوسری طرف فضل حسین راہی'

جب اپنی انجمن کا صدر ہوتا ہے اس انجمن کے تحت فیصل آباد میں دو کالج کھولتا ہے۔ شبلی کالج آف کامرس اور وارث شاہ لاء کالج' جب ان کالجوں کے امتحانات آتے ہیں۔ یہ میں خاص طور پر آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ میں نے وہاں پر یہ دو کالج کھولے ہیں لیکن مجھے اس لیے یونیورسٹی کے ساتھ affiliation نہیں دی گئی کہ یہ فضل حسین راہی کے لیٹر پیڈ پر درخواست ہے اور یہ سوسائٹی کے صدر ہیں۔

چودھری محمد فاروق (پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون) ، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر! میں یہ گزارش کروں گا کہ راہی صاحب اگر بات کرنا نہیں چاہتے یا ان کے پاس بات کرنے کے لیے مواد نہیں تو انہیں چاہیے کہ یہ کسی دوسرے مقرر کو تقریر کرنے کا موقع دیں۔ برائے مہربانی انہیں روکا جائے یہ بار بار موضوع سے ہٹ کر باتیں کرتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں راہی صاحب سے گزارش کروں گا کہ اپنی بات کو مکمل کریں اور موضوع سے ہٹ کر بات نہ کریں۔

جناب فضل حسین راہی : جناب! میں اب تو غلط بات نہیں کر رہا۔ اب تو میں سکول کے ساتھ کالج کا مسئلہ پیش کر رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں بات ڈون سوسائٹی کی ہو رہی ہے۔

جناب فضل حسین راہی : جناب والا! ڈون سکول کا مطلب یہ نہیں کہ آپ ڈون سوسائٹی کے whereabouts ڈھونڈنا شروع کر دیں ڈون سوسائٹی کسی گٹر میں پیدا ہوئی ہے Hell with Doon Society کیا ہے وہ۔ وہ تو لوٹ مار کرنے والے لوگ ہیں۔ میں تو آپ سے کہہ رہا ہوں کہ آپ تعلیم کی حوصلہ افزائی کے لیے۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں آپ سے گزارش کروں گا کہ آپ اس موضوع پر بات کریں جس کے لیے وقت مقرر ہوا ہے۔

جناب فضل حسین راہی : جناب سپیکر! آپ نے اگر 80 لاکھ روپے سوسائٹی کو گرانٹ دی ہے تو تعلیم کے لیے دی ہے۔ اگر آپ نے سکول کے لیے زمین دی ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ پرائیویٹ سیکٹر کے اندر تعلیم کی حوصلہ افزائی کرنا چاہتے ہیں۔۔۔۔۔۔

چودھری محمد فاروق (پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون) ، جناب سپیکر! راہی صاحب ڈون سکول پر بات کرنا چاہتے ہیں تو کریں۔ آپ ٹیپ ریکارڈر چلوا کر دیکھ لیں۔ انہوں نے کہا ہے کہ ڈون سوسائٹی کیا ہے؟ ڈون سکول کیا ہے Hell with Doon Society یعنی ہمیں اس سے غرض نہیں جب ان کو اس سے غرض نہیں تو ان کو اس پر اتنی بات کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ پھر اس موضوع کو بند کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میری راہی صاحب سے گزارش ہے کہ وقت ختم ہو رہا ہے آپ کے بعد ڈار صاحب نے بھی بولنا ہے۔ دوسروں کو بھی موقع دیں۔

جناب فضل حسین راہی ، جناب والا! میں اب بات ختم کر رہا ہوں۔ ایک طرف تو آپ تعلیم کی حوصلہ افزائی کے لیے 80 لاکھ روپیہ دیتے ہیں' ایک طرف آپ پرائیویٹ سیکٹر کی حوصلہ افزائی کے لیے زمین بھی دیتے ہیں۔ دوسری طرف جو لوگ اپنی جیب سے اپنے خون پسینے کی کمائی سے زندگی کی کمائی اکٹھی کر کے اورعلم سے محبت کے تحت اپنے جذبے سے کالج کھولتے ہیں اور اس کے تمام تقاضے بھی پورے کرتے ہیں تو ان کے لیے وزیر اعلیٰ صاحب یہ حکم جاری کر دیتے ہیں کہ یہ فضل حسین راہی کالج ہے اس لیے ہم اس کی affiliation نہیں ہونے دیں گے۔ پھر ہمیں اپنے حقوق کے لیے ہائی کورٹ میں جانا پڑتا ہے وہاں ہمیں writ کرنی پڑتی ہے اور وہاں سے orders لینے پڑتے ہیں۔ آپ خود سوچیں آج پھر ہم اسی معاملے پر پہنچے ہوئے ہیں 27 تاریخ کو ہمارے بچوں نے امتحان دینا ہے اور آپ پھر ہمیں affiliation دینے سے انکاری ہیں۔ ہم نے ایک سکول کی affiliation ہائی کورٹ سے حاصل کی ہے اور دوسرے کالج کے لیے ہم اب مجبور ہیں کہ ہم پھر ہائی کورٹ میں جائیں۔ آپ کی پالیسی میں اس قسم کا تضاد کیوں ہے؟ ایک طرف آپ کہتے ہیں کہ میں بطور چیف منسٹر ہر ایک کے ساتھ یکساں سلوک کروں گا اور یہ اچھا سلوک کیا ہے کہ ایک طرف تو آپ ان لوگوں کی نیت کو جانتے ہیں کہ وہ لوٹ مار کرنے والے ہیں اور آپ ان کو لوٹ مار کرنے کے لیے کھلا چھوڑتے ہیں۔ دوسری طرف آپ یہ بھی جانتے ہیں کہ فضل حسین راہی اور دوسرے اساتذہ نے پیسے اکٹھے کر کے جو کالج کھولے ہیں یہ حقیقتاً یہاں تعلیم پھیلانا چاہتے ہیں اور آپ ان کو affiliation دینے سے انکاری ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ راہی صاحب' آپ بات کو ختم کریں۔ ابھی صرف دس منٹ رہ گئے ہیں اس کے بعد ڈار صاحب بھی کچھ کہنا چاہتے ہیں اور لاءمنسٹر صاحب نے بھی اس کا جواب دینا ہے اس لیے آپ سے عرض کر رہا ہوں کہ آپ ان کو موقع دیں۔ جی ڈار صاحب۔

میاں اظہر الحسن ڈار ، جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں۔ میں یہ بتانا چاہتا تھا۔

جناب علی اکبر مظہر وینس ، جناب سپیکر! میں صرف دو منٹ بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میرے پاس جو لیڈر آف اپوزیشن نے نام بھیجے ہیں۔ میں اس پہ چل رہا ہوں۔ بتایے میں کیا کر سکتا ہوں۔ مجھے وصی ظفر صاحب نام لکھ کر دے گئے ہیں کہ یہ نام بولیں گے۔

جناب علی اکبر مظہر وینس ، میں نے نام لکھ کے دیا تھا اب مجھے یہ پتا نہیں کہ میرا نام کیسے رہ گیا؟

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ مجھے یہ بتائیں کہ میں آپ کے لیڈر کی بات authentic نہ سمجھوں

میاں اظہر الحسن ڈار ، جب گوجرانوالہ چھاؤنی بنی اور اس میں جو لوگ متاثر ہوئے ان کے لیے پرمٹ الاٹ کیے گئے تھے کہ وہ مرید کے اور شیخوپورہ کے درمیان زمین پر آ کر آباد ہوں انہوں نے بڑی قیمتی زمین قومی مفاد میں دی تھی۔ لیکن وہ ہزاروں لوگ یہاں آ کے پڑے ہوئے ہیں۔ زمین کے مسئلے پر 1982-1981ء میں بھی کچھ دیوانی مقدمے چل رہے تھے اس وقت بھی چند لوگوں نے ناجائز قبضہ کیا ہوا تھا گورنمنٹ نے ایک نوٹیفکیشن کر کے شہر سے پچیس میل دور ایک پبلک پارک کے لیے زمین الاٹ کر دی گئی لیکن جب ڈپٹی کمشنر نے اس وقت کے چیف کو بتایا کہ یہاں تو 400 ایکڑ زمین مزید پڑی ہے تو پھر 1986ء میں اسی ہاؤس میں اس وقت کے اپوزیشن لیڈر جناب ملک اللہ یار خان نے اور جناب دریشک صاحب نے سوالوں میں اس مسئلے کو اٹھایا تھا اس وقت بھی یہ مسئلہ پیدا ہوا تھا کہ کس طریقے سے یہ دھاندلی ہو رہی ہے۔ موجودہ قائد ایوان اس وقت اپوزیشن لیڈر تھے۔ یہ ہمارے پاس ریکارڈ موجود ہے کہ انہوں نے سوالات میں کہا تھا کہ یہ زمین اس طرح سے نہیں آ سکتی۔ پھر 1986ء میں انہوں نے سوال کیے تو اس وقت مسئلہ کچھ عرصہ کے لیے دب گیا لیکن 1987ء میں پھر یہ اٹھا اور چیف منسٹر صاحب نے ساٹھ لاکھ روپیہ ان کو گرانٹ دی۔ پھر انہوں نے اس کے لیے رجسٹری کروائی۔ پھر بیس لاکھ روپیہ دیا گیا۔ ابھی اس سکول کی سوسائٹی کے پاس 26 لاکھ روپیہ

پڑا تھا لیکن اس نے کوئی سکول نہیں بنایا۔ لیکن جب پبلک پارک بنا تو اس وقت بھی انہوں نے کوئی این۔او۔سی نہیں لیا اور اسی طرح سے زمین حاصل کر لی۔ میری صرف یہی عاجزانہ استدعا ہے کہ وہ چھوٹے کاشت کار جن کے لیے یہ زمین الاٹ کی گئی تھی اور جو دربدر کی ٹھوکریں کھا رہے ہیں۔ جو اپنی قیمتی زمین چھوڑ کے آئے ہیں ان کے لیے میری آپ سے استدعا ہے کہ اس وقت جناب دریشک صاحب کا ضمیر بڑا زندہ تھا وہ پنجاب کے چھوٹے کاشت کاروں کے لیے تقریریں کرتے تھے۔ آج میں ان سے یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ آج بھی وہی مسئلہ ہے۔ آج بھی وہ اسی طرح پڑے ہیں اتنی بڑی زمین پانچ خاندانوں کو دینے کی بجائے وہ سینکڑوں اور ہزاروں لوگ جو حق دار ہیں اور جن کے حق میں پرمٹ الاٹ کیے گئے ہیں ان کو زمین دی جائے اور اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کر کے انکوائری کرائی جائے کہ کس طریقے سے من مانی کارروائی کر کے ان کا حق چھینا گیا ہے۔ کن افسروں نے پلاننگ کی ہے۔ کس طرح قوم کا سرمایہ ختم کیا گیا ہے۔ آج بھی دربدر کی ٹھوکریں کھانے کے لیے پڑے ہیں۔ میں صرف اتنی گزارش کروں گا کہ وہ حق دار ہیں ان کو ان کا حق ملنا چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب وزیر قانون!

وزیر قانون: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! اجلاس کا وقت ختم ہونے میں صرف پانچ منٹ رہ گئے ہیں۔ میں شاید تھوڑا سا وقت زیادہ لوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ فرمائیں۔ اگر ضرورت ہوئی تو وقت مزید بڑھا لیں گے۔

وزیر قانون: جناب والا! میں آپ کا بھی شکر گزار ہوں اور اپوزیشن کے بھائیوں کا بھی شکر گزار ہوں کہ ایک ایسا مسئلہ جو گزشتہ کافی عرصہ سے ایک متنازعہ مسئلہ بنا ہوا تھا۔ اس پر مجھے اظہار خیال کرنے کا موقع دیا ہے۔ جناب والا! سب سے پہلے تو میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ جو زمین دی گئی ہے یہ بورڈ آف ریونیو نے باقاعدہ شرائط کے تحت دی ہے اور ایک خاص مقصد کے لیے دی ہے۔ اس مقصد کے علاوہ کسی اور مقصد کے لیے استعمال نہیں ہو سکتی۔ دوسرا جو میرے معزز اراکین اپوزیشن نے فرمایا ہے کہ ڈان سکول گورننگ باڈی نے کہا کہ یہ زمین ہمیں دے دی جائے۔ اس سلسلے میں، میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ بورڈ آف ریونیو نے سوسائٹی سے پوچھا ہے۔ یہ نومبر

1989ء کا خط ہے جو ڈپٹی سیکرٹری کالونیز کی طرف سے جاری کردہ ہے۔

"I am directed to refer to this office Memorandum dated 6-11-1989 on the above subject and to inform you that according to our record no request has been made by the Society for use of the land for a residential colony"

تو جناب والا! میں اپوزیشن کے بھائیوں کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ پہلے ہاؤس کے باہر تو لوگ غلط بیانی کر دیتے تھے لیکن ہاؤس کے اندر غلط بیانی کے جو نئے ریکارڈ یہ قائم کر رہے ہیں اس سے ہماری آنے والی نسلوں کے سر شرمندگی سے جھک جائیں گے۔ جناب سپیکر! جب چیف منسٹر صاحب پنجاب کینسر کے علاج کے لیے 5 کروڑ مختص کرتے ہیں تو اس وقت تو ان کو کوئی تکلیف نہیں ہوتی اور جب بار کونسل کے لیے 50 لاکھ روپے کی گرانٹ اور ان کے لیے 500' 500 کنال پلاٹ کا اعلان کرتے ہیں تو اس پر ان کو کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔ اگر انہوں نے ایک سکول کے لیے زمین دی ہے۔ ایک اچھے مقصد کے لیے زمین دی ہے یہ ہماری پارک کی بات کرتے ہیں ہمیں تو فخر ہے کہ ہم نے لاہور کو پارکوں کا شہر بنا دیا ہے۔ لاہور میں اتنے پارک ہیں کہ تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ (قطع کلامیاں) مجھے بہت افسوس ہے کہ یہ اس طرح مداخلت کر رہے ہیں۔ میں ڈار صاحب سے بھی یہ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ مداخلت نہ کریں۔

جناب فضل حسین راہی ، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ ذرا ان سے کہیں کہ یہ اس چیز کی ضرور وضاحت فرمائیں کہ یہ سکول اب کس پوزیشن میں ہے۔ جیسے انہوں نے یہ فرمایا کہ بورڈ آف ریونیو سے اس قسم کی کوئی استدعا نہیں کی گئی۔ اور وہ یہ کہہ رہے ہیں جھوٹ کے ریکارڈ ہم قائم کر رہے ہیں۔ ہم آپ کو نہیں کہتے کہ آپ یہ ریکارڈ قائم کر رہے ہیں یا نہیں کر رہے۔ یہ سارا پنجاب جانتا ہے لیکن ہم آپ کی وساطت سے یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ اس وقت وہ سکول کون سے مرحلے پر ہے۔ جس کے لیے 80 لاکھ روپیہ دیا گیا ہے اور جس کے لیے 1446 ایکڑ زمین دی گئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میری آپ سے گزارش ہے کہ انہوں نے آپ کی باتیں سنیں آپ بھی ان کی باتیں ذرا آرام سے سنیں۔ وقت 10 منٹ کے لیے بڑھایا جاتا ہے۔

میاں اظہر الحسن ڈار ، جناب والا! یہ کوئی مثال دیں کہ 18 مربع میں کوئی ایسا سکول ہو۔ میرے خیال میں پورے ایشیا میں اتنا بڑا سکول نہیں ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میری یہ گزارش ہے کہ آپ نے باتیں کی ہیں۔ آپ نے بحث کی ہے۔ ذرا ان کی بھی بات سن لیجیے۔ باتیں تو ساری باہر آ رہی ہیں۔

وزیر قانون ، جناب سپیکر! یہ ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت حکومت پنجاب بدنام کرنے کے لیے جو ہمارے معزز اراکین اپوزیشن نے سلسلہ شروع کیا ہے یہ اس کا ایک حصہ ہے۔ میں جناب والا! سے یہ عرض کرتا ہوں (قطع کلامی) ذرا ان کا طریق کار دیکھیں۔ مجھے بہت افسوس سے عرض کرنا پڑتا ہے۔ یہ بڑے عقل مند اور ذی شعور ہیں۔ شاید میں ان کے معیار پر پورا نہ اتروں۔ میں تو جناب والا! صرف آپ سے مخاطب ہوں۔ ڈون سکول سوسائٹی کے بارے میں آپ نے یہ سوال پیش کرنے کی اجازت دے دی۔ اور آپ نے وعدہ کیا کہ اگلے اجلاس میں اس پر بحث ہو گی تو اس دوران قائد حزب اختلاف کو اس ڈون سکول پر بحث کرنے اور پریس کانفرنس کرنے کی کیا ضرورت تھی' کیا یہ disinformation کا طریق کار نہیں' یہ سکول کا پورا اور مکمل جواب آیا ہے' اس میں 80 لاکھ کا ذکر ہے' زمین کا ذکر ہے' انہوں نے بڑا طوفان کھڑا کر دیا ہے تو پھر آج ہم اس سوال سے کیوں نہیں بچ رہے ہیں' آج یہ 20 آدمی بیٹھے ہیں اور ہم انہیں خود دعوت دے رہے ہیں' ہم ان کی کڑوی باتوں کو جو کہ irrelevant ہیں ہم ان کو بھی خوش آمدید کہہ رہے ہیں ان کو بھی اپنے اندر حوصلہ پیدا کرنا چاہیے' جب ہم اپنی صفائی بیان کرنا چاہتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ یہ تو کسی پاگل اور دیوانے کی باتیں ہیں' بڑے افسوس کی بات ہے۔ جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ 1985ء میں یہ زمین ڈون سکول سوسائٹی کو دی گئی اس وقت باقاعدہ ایک کمیٹی مقرر کی گئی جس میں ڈپٹی کمشنر شیخوپورہ تھا' چیف انجینئر' اریگیشن تھا' بورڈ آف ریونیو کا نمائندہ تھا۔ 1985ء میں انہوں نے اس کی قیمت 12,000/- روپے فی ایکڑ مقرر کی۔

نواب زادہ غضنفر علی گل ، پوائنٹ آف آرڈر ------- جناب والا فائل کھلوا کر دیکھیں کہ ڈپٹی کمشنر شیخوپورہ نے اس کی کیا قیمت مقرر کی تھی یہ ایوان کے فلور پر غلط بیان دے رہے ہیں۔

وزیر قانون ، جناب والا! یہ میری ہر بات کو interrupt کر رہے ہیں پہلے یہ میری پوری بات کو تو

سن لیں' انہوں نے -/25,000 روپے فی ایکڑ انہوں نے مقرر کی تھی مگر سکول کے purpose کو مدنظر رکھتے ہوئے انہوں نے اس پہ 50 فی صد رعایت کی سفارش بھی کی تھی۔ پھر اس کی یہ قیمت بنی تھی' یہ میری پوری بات تو سنتے نہیں ہیں' ان کو پتا نہیں کیا ہوتا ہے یہ پھر کھڑے ہو جاتے ہیں' میری پوری بات تو سن لیا کریں۔ جناب والا! یہ زمین مین روڈ سے 2 ہزار گز کے فاصلے پر ہے' پچھلے سال یعنی سال 1987ء میں وہاں پر حکومت نے زمین انڈسٹریز کو دی ہے' پرائیویٹ پارٹی سے سروسز انڈسٹری والوں نے میں شاہراہ پر زمین خریدی ہے' 50 ایکڑ زمین شاہراہ کے ایک طرف اور 50 ایکڑ دوسری طرف -/30,000 روپے کی' اگر یہ ریکارڈ دیکھنا چاہیں تو میں ان کو ریکارڈ دکھانے کے لیے تیار ہوں۔ جناب والا! مخالفت برائے مخالفت کرنا تو بڑی آسان بات ہے چونکہ انہوں نے حکومت کو بدنام کرنے کا فیصلہ کیا ہوا ہے اس لیے جو بھی بات کرتے جائیں کرتے جائیں۔ جناب والا! میں آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں ------ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر، ذرا تحمل سے سنیے' انہوں نے آپ کی باتیں سنی ہیں اب آپ بھی ان کی باتیں سنیے۔

وزیر قانون ، جناب والا! یہ جو زمین ہے وہ بھی دس پندرہ ٹکڑوں میں ہے آپ کی اطلاع کے لیے عرض ہے یہ کوئی ایک پلاٹ نہیں اور اس کی consolidation ہو رہی ہے جب تک consolidation نہیں ہو گی اور وہ ایک ٹکڑا نہیں بنے گا تو وہ کس طریقے سے ہوسٹل' ادارہ اور سکول بنائیں گے۔ یہ 70 یا 80 لاکھ روپے سے تو سکول نہیں بنے گا' اس پر تو دس کروڑ روپے سے بھی زیادہ خرچہ ہو گا۔ وہ جو گورننگ باڈی لوگوں نے خود اپنے طور پر اس کے فنڈز مہیا کرنے ہیں۔ میں اپوزیشن اراکین کی تسلی کے لیے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ گورننگ باڈی میں جو لوگ شامل ہیں ' انہوں نے سابق گورنر جیلانی کا ذکر کیا ہے اور انہوں نے جرنیلوں کا ذکر کیا ہے تو اس سوسائٹی کی گورنمنٹ میں نہ تو گورنر جیلانی صاحب ہیں اور نہ اس میں کوئی اور جرنیل ہے یہ آپ کی اطلاع کے لیے عرض ہے۔ جناب و الا! بہت افسوس کی بات ہے' جرنل جیلانی صاحب کا تصور کیا ہے کہ وہ ڈیرا ڈون سکول کے پڑھے ہوئے ہیں' ان کی ہم دردی ضرور ہو سکتی ہے مگر ان کا گورننگ باڈی کے ساتھ کوئی تعلق نہیں' میں ان کی تسلی کے لیے اور ان کو اطمینان دلانے کے لیے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس

سوسائٹی کا چیئرمین کون ہے، مسٹر مسعود حسن، صدر ہے۔ یہ جب پی۔پی۔پی کی حکومت ہوتی تھی 1973ء تا 1977ء تک اس وقت یہ سیکرٹری ڈیفنس پروڈکشن ڈویژن، وزارت دفاع تھے اور Chairman Federal Management Development and Inspection Commission 1977ء تا 1978ء تک رہے ہیں۔ گورننگ باڈی کے ممبر مسٹر معین الدین ہیں جو اس وقت ابن سینا کالج، لاہور کے پرنسپل ہیں، پہلے یہ پرنسپل کریسنٹ ماڈل سکول ہوتے تھے، اس سے پہلے وہ پی۔اے۔ایف کالج، پشاور کے پرنسپل رہ چکے ہیں اور وہ لارنس کالج، گھوڑا گلی، مری سکول کے بھی پرنسپل رہ چکے ہیں۔ ان کی تسلی کے لیے ایک اور میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ مسٹر جمشید الرحیم ممبر چیئرمین پاکستان پیٹرولیم لمیٹڈ، چیئرمین پاکستان آکسیجن لمیٹڈ، چیئرمین انٹرپاک شپنگ پروڈکشن لمیٹڈ، چیئرمین پاکستان ایڈوائزری بورڈ، اے۔این۔زیڈ گرائنڈ لیز بنک پی۔ایل۔سی اور چیئرمین آئی۔سی۔آئی، ایڈوائزری کونسل، ڈائریکٹر انٹرنیشنل انڈسٹری۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: فرمائیے جی۔

جناب فضل حسین راہی: میں عرض کرتا ہوں کہ اگر یہ بہترین پارلیمنٹرین ہوتے تو جب میں پوائنٹ آف آرڈر پکھڑا ہوا ہوں تو وہ بیٹھ جاتے مگر وہ پڑھے جا رہے ہیں، اب ذرا جناب سپیکر دیکھیے کہ ان کے پاس ایک فائل ہے جس سے یہ اب پڑھ کے بتا رہے ہیں جو یہاں کھڑے ہو کر غلام حیدر وائیں نے بتائیں تھیں اور ہم وہی باتیں کہہ رہے ہیں جو یہاں سردار نصراللہ دریشک کہہ رہا تھا یہ ذرا ملاحظہ کیجیے 18/12/86 کا نوائے وقت کا تراشہ میرے پاس ہے پہلے یہ کہہ رہے تھے کہ اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں یہ پورا پڑھ کے سنا دیتا ہوں۔ اس کو ملک اللہ یار خان نے پیش کیا ہے انہوں نے اس کو tackle کیا ہے اور رفیق حیدر لغاری نے سیکنڈ کیا ہے اور یہاں فضل حق صاحب تھے انہوں نے سیکنڈ کیا ہے۔ اسی معاملے کو، مگر یہ عجیب بات ہے کہ دو سال پہلے آپ اس معاملے کو بڑی ڈھٹائی کے ساتھ پیش کر رہے ہیں اور اب ہم اس معاملے کو دوبارہ لاتے ہیں تو آپ وہاں کھڑے ہو جاتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ویسے انہوں نے آپ کی طرف سے بڑے تحمل سے باتیں سنیں آپ بھی سن لیں۔

جناب فضل حسین راہی ، یہ آپ دیکھ لیں' البتہ لودھی صاحب کا کردار وہی ہے۔ اس دن بھی وہی defend کر رہے تھے آج بھی وہی defend کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی لاءمنسٹر صاحب ۔ (قطع کلامیاں) بڑے افسوس کی بات ہے کہ جب آپ بول رہے تھے کس نے مداخلت نہیں کی۔ راہی صاحب شکریہ ' آپ تشریف رکھیں ۔ یہ کوئی اچھی بات نہیں انہوں نے آپ کی باتیں تحمل سے سنیں اور آپ ان کی باتیں تحمل سے سننا پسند نہیں کرتے۔۔۔۔ جی

وزیر قانون ، جناب والا! میں نے ان سے وعدہ کیا تھا اور میں ان کے ہر سوال کا جواب دینے کے لیے تیار ہوں' اگر یہ حوصلہ کرتے تو میں ان کے اس سوال کا بھی جواب دیتا۔ جناب والا! جس طرح انہیں بعض لوگوں نے غلط اطلاع فراہم کی تھی اس طرح ہمیں بھی فراہم کی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اجلاس دس منٹ کے لیے اور extend کیا جاتا ہے۔

وزیر قانون ، اس طریقے سے ہمیں بھی غلط اطلاع دی گئی کہ یہ زمین سکول کے لیے نہیں بلکہ کسی ہاؤسنگ سوسائٹی کے لیے دی گئی ہے۔ جب ہم نے اس کا ریکارڈ چیک کیا ۔ یہ دو سوال تھے ابھی یہ ایک بات بھول گئے ہیں اور وہ اس کا ذکر نہیں کر سکے ہیں کہ اس وقت چیف منسٹر پنجاب اس جگہ پر جہاں چلڈرن لائبریری بنی ہے وہاں پر چیف منسٹر سیکرٹریٹ بنانا چاہتے تھے ۔۔۔ (قطع کلامیاں) یہ دیکھیں جناب والا! یہ ان کا انداز دیکھیں کہ وہ اسمبلی میں بیٹھ کے کس طرح اسمبلی کے decourm کا خیال کر رہے ہیں میں نے قائد حذب اختلاف کی خدمت میں اپیل کی تھی اس کا ان پر کتنا اچھا اثر ہوا ہے' اس بات کے معزز اراکین اسمبلی گواہ ہیں اور یہ پریس بھی گواہ ہے۔۔۔۔

جناب والا! اس وقت باقاعدہ ہم نے دونوں issue کو sort out کیا۔ چیف منسٹر صاحب کے ساتھ باقاعدہ ہماری اس موضوع پر تفصیلاً بات ہوئی اور انہیں ہم نے قائل کیا آپ یہ بچوں کی جو لائبریری ہے اس کو آپ اپنے سیکرٹریٹ میں مت بدلیں۔ انہوں نے ہمارے ساتھ وعدہ کیا کہ ہم اس کو نہیں بدلیں گے اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہاں چیف منسٹر سیکرٹریٹ نہیں بلکہ بچوں کی لائبریری معرض وجود میں آ چکی ہے۔ اس کا ذکر یہ کیوں نہیں کرتے۔ ہمیں انہوں نے قائل کیا کہ سکول کے لیے ہم یہ کام کرنا چاہتے ہیں ڈون سکول کے پیٹرن پر ہم ایک بہت عظیم الشان چیف کالج سے بھی بڑا کالج بنانا چاہتے ہیں جس میں ہمارے معزز اپوزیشن کے اراکین کے بچے بھی چیف کالج سے

مستفید ہو رہے ہیں ان کے بچے ڈون سکول سے بھی مستفید ہوں گے۔ یہ مخالفت برائے مخالفت کے علاوہ کچھ نہیں کر رہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب والا! یہ کیا ہو رہا ہے۔ اس قسم کی آوازیں کسنے سے آپ کو چاہئے کہ آپ انہیں روکیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نوابزادہ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ راہی صاحب آپ بھی تشریف رکھیں۔

وزیر قانون: جناب والا! اس کے علاوہ یہ سوسائٹی کل پاکستان سطح کی سوسائٹی ہے۔ سارے پاکستان کے لوگ اس میں نمائندے ہیں اس کی گورننگ باڈی میں یہ لوگ شامل ہیں۔

۱۔ مسٹر خورشید مارکر ممبر (بلوچستان) موجودہ چیئرمین پاکستان انڈسٹریل کریڈٹ اینڈ انوسٹمنٹ کارپوریشن

چیئرمین مارکر الکلائیڈز لمیٹڈ

چیئرمین اے۔ٹی مارکر (پرائیویٹ) لمیٹڈ

ڈائرکٹر سٹیٹ بنک آف پاکستان (سابقہ)

چیئرمین ایکوئی پارٹیپشن فنڈ۔

چیئرمین بلوچستان پبلک سروس کمشن یہ بلوچستان سے اس کے ممبر ہیں۔

جناب والا! اس کے علاوہ یہ ممبر ہیں۔

۲۔ مسٹر ایم افضل خان ممبر (این۔ڈبلیو۔ایف۔پی) موجودہ

چیئرمین پاکستان آئل فیلڈز لمیٹڈ (سابقہ)

جنرل منیجر برماشیل

جنرل منیجر پاکستان ریفائنری

ممبر بورڈ آف انڈسٹریل مینجمنٹ

چیئرمین فیڈرل لائٹ انجینئرنگ کارپوریشن

اس کے علاوہ اس کے یہ ممبر ہیں۔

۳۔ مسٹر ضیاء شفیع خان ممبر ان کا سندھ سے تعلق ہے۔ پرسنل ایڈوائزر حبیب

گروپ آف کمپنیز

ممبر بورڈ آف گورنرز ایڈمنسٹریٹو سٹاف کالج، لاہور

صدر پاکستان سوسائٹی فار ایڈوانسمنٹ آف ٹریننگ (سابقہ) وائس چیئرمین پاکستان ٹوبیکو لمیٹڈ

جناب والا! اس کے علاوہ اس کی گورننگ باڈی کے یہ ممبر ہیں۔

۴۔ مسٹر محمد حنیف منو ممبر پنجاب

مینجنگ ڈائرکٹر انڈسٹریز (پرائیویٹ) لمیٹڈ

ڈائرکٹر رفحان میز پروڈکشن

اس کے علاوہ مسٹر رفیق احمد اخوند (ممبر سندھ) سیکرٹری فنانس گورنمنٹ آف پاکستان ہیں۔ یہ ان کی اطلاع کے لیے عرض ہے۔ اس کے علاوہ یہ ممبر ہیں۔

۵۔ مصطفیٰ انورحسین (ریٹائرڈ) ممبر / سیکرٹری

پروجیکٹ ڈائرکٹر چاند باغ کیمپس

چیئرمین نیشنل ہیلتھ ایجوکیشن سوسائٹی آف پاکستان

۴۔ ممبر بورڈ آف گورنرز ہائی گیٹ اکیڈمی، لاہور

جناب والا! یہ اس کی گورننگ باڈی ہے۔

وہ بات سارے فسانے میں جس کا ذکر نہ تھا
وہ بات ان کو بہت ناگوار گزری ہے

جناب والا! جنرل جیلانی صاحب کا نام تو اس میں کہیں بھی نظر نہیں آ رہا ہے۔ جن کی سب سے زیادہ ان کو تکلیف ہے۔

جناب والا! یہ سوال اٹھتا ہے جبکہ میں سمجھتا ہوں کہ اس قسم کے کاموں میں اگر حکومت پنجاب جیسے کہ میں نے آپ سے عرض کیا ہے وزیر اعلیٰ پنجاب نے پچھلے دنوں کینسر ایسوسی ایشن کینسر کنٹرول کرنے کے لیے جو ڈاکٹرز کام کر رہے ہیں ان کو 50 کنال زمین کا عطیہ ہسپتال تعمیر کرنے کے لیے دیا ہے۔ عمران خان جو کینسر کمپلیکس بنا رہے ہیں اس کے لیے 5 کروڑ روپے کا عطیہ دیا ہے۔ جناب والا! وکلاء کے لیے پانچ سو کنال کے پلاٹ دیئے ہیں۔ وکلاء کی ایسوسی ایشن کے لیے 33 لاکھ روپے کی گرانٹ دی ہے۔ چونکہ وہاں جنرل جیلانی صاحب کا نام آیا انہوں نے کہا چلو

اللہ کا نام لے کر اس کی مخالفت برائے مخالفت کرنی ہے۔

جناب والا! میں ان الفاظ کے ساتھ آپ کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے معزز اراکین اپوزیشن کو تنقید برائے تنقید نہیں کرنی چاہیے تنقید ضرور کرنی چاہئے لیکن سوچ سمجھ کر تنقید کرنی چاہئے اور اس قسم کی تجاویز ہمیں دینی چاہییں جس کے بارے میں حکومت پنجاب ان پر عمل کر کے ایک تاریخی کردار ادا کرے۔ جناب والا! مخالفت برائے مخالفت سے نہ ان کو کچھ حاصل ہو گا۔ اس ایوان کا وقت بھی ضائع ہو گا۔

جناب والا! میں ان الفاظ کے ساتھ آپ کا اور معزز اراکین کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔

خدا حافظ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اجلاس صبح 9 بجے تک کے لیے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلے پر اجلاس کی کارروائی سوموار 11 دسمبر 1989ء 9 بجے صبح تک کے لیے ملتوی کی گئی)

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا آٹھواں اجلاس

پیر 11 - دسمبر 1989ء

(دو شنبہ 12 - جمادی الاول 1410ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس، اسمبلی چیمبر، لاہور میں صبح 10 بج کر 40 منٹ پر منعقد ہوا - جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے -

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا -

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

فَاَمَّا الْاِنْسَانُ اِذَا مَا ابْتَلٰىهُ رَبُّهٗ فَاَكْرَمَهٗ وَنَعَّمَهٗ ۙ
فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ اَكْرَمَنِ ۝ وَاَمَّآ اِذَا مَا ابْتَلٰىهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ
رِزْقَهٗ ۙ فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ اَهَانَنِ ۝ كَلَّا بَلْ لَّا تُكْرِمُوْنَ
الْيَتِيْمَ ۝ وَلَا تَحٰٓضُّوْنَ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ۝
وَتَاْكُلُوْنَ التُّرَاثَ اَكْلًا لَّمًّا ۝
وَّتُحِبُّوْنَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا ۝

سورۃ الفجر - آیت 15 تا 20

مگر انسان (عجیب مخلوق ہے کہ) جب اُس کا پروردگار اُس کو آزماتا ہے کہ اُسے عزت دیتا اور نعمت بخشتا ہے تو کہتا ہے کہ (آہا) میرے پروردگار نے مجھے عزت بخشی - اور جو (دوسری طرح) آزماتا ہے کہ اُس پر روزی تنگ کر دیتا ہے - تو کہتا ہے کہ (ہائے) میرے پروردگار نے مجھے ذلیل کیا - نہیں بلکہ تم لوگ یتیم کی خاطر نہیں کرتے - اور نہ مسکین کو کھانا کھلانے کی ترغیب دیتے ہو - اور میراث کے مال کو سمیٹ کر کھا جاتے ہو - اور مال کو بہت ہی عزیز رکھتے ہو -

وما علینا الا البلاغ

پوائنٹ آف آرڈر

کورم کا سوال

میاں منظور احمد موہل، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی۔

میاں منظور احمد موہل، جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ جناب 9 بجے کی بجائے 10-40 پر تشریف لائے۔ لیکن ہمارے معزز اراکین کا یہ حال ہے کہ ابھی تک کورم پورا نہیں۔ میں یہ پوائنٹ اٹھاتا ہوں کہ کورم پورا نہیں ۔ تا کہ عوام کو پتا چلے کہ ہم جو لوگ ان کے ووٹ سے elect ہو کر آتے ہیں آیا ہم ان کی یہ ذمہ داری ادا کر رہے ہیں یا نہیں ادا کر رہے ہیں۔ لہذا کورم نہیں۔

جناب سپیکر، گنتی کی جائے۔

(گنتی کی گئی)

جناب سپیکر، آرڈر پلیز۔۔ لگتا ہے کہ اب کورم ہو گیا ہے ویسے بھی وقفۂ سوالات کے دوران یہ traditions ہیں کہ کورم کا سوال نہیں اٹھایا جاتا ۔ تو وقفۂ سوالات شروع ہوتا ہے کوآپریٹو ڈیپارٹمنٹ سے متعلقہ سوالات ہیں ۔ جناب حاجی عرفان احمد خان ڈاہا۔

باجی نصرت رشید، جناب والا! مہینہ ڈیڑھ ہو گیا ہے میں نے ایک تحریک استحقاق دی تھی اپنے میاں کی بیماری کے سلسلے میں، ابھی تک مجھے کوئی جواب نہیں ملا ہے اس پر آپ مجھے دو چار منٹ دیں اس سے پہلے کہ یہ اجلاس شروع ہو میں اس پر بولنا چاہتی ہوں، ان کی زندگی کا سوال ہے اور ان کی بے حسی کا جو حال ہے میں اس پہ بولنا چاہتی ہوں ۔

جناب سپیکر، آپ نے تحریک استحقاق دی ہے ۔

باجی نصرت رشید، ہاں! جی، میں نے تحریک استحقاق دی ہے ۔

جناب سپیکر، کب دی ہے؟

باجی نصرت رشید، یہ ایک مہینہ ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر، بی بی! آپ تشریف رکھیں ، میں اس کو چیک کرتا ہوں ، میں دیکھ لوں کہ وہ تحریک استحقاق کیوں نہیں آئی ، تحریک استحقاق کی لسٹ میں وہ شامل کیوں نہیں ، کیا وہ شامل ہے اس میں،

شامل نہیں، تو کیوں شامل نہیں۔

باجی نصرت رشید، یہ تو آپ کے آفس والوں کو معلوم ہو گا کہ کیوں شامل نہیں ہے؟

جناب سپیکر، میں اس کو چیک کرواتا ہوں۔ آپ تشریف رکھیں۔

باجی نصرت رشید، لیکن میں نے آج اس پر ضرور بولنا ہے۔

جناب سپیکر، محترمہ کی تحریک استحقاق اگر آئی ہے تو اسے تلاش کر کے مجھے دی جائے۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! گزارش ہے کہ اگر وقفۂ سوالات کا وقت کم کر دیا جائے یعنی آدھا گھنٹہ کر دیا جائے تو ٹھیک ہے کیونکہ لاء اینڈ آرڈر پر بولنے والے مقررین پھر رہ جاتے ہیں ویسے بھی اجلاس دیر سے شروع ہوا ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، اس کی دو صورتیں ہیں وقفۂ سوالات ہوتا ہے یا پھر نہیں ہوتا۔ تیسری کوئی صورت نہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، پھر نہ کریں جی۔ ایسا کریں کہ ان سوالات کو آگے ڈال دیں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، جناب والا! رانا صاحب نے جو جواب لکھ رکھا ہے وہ تو اسے پڑھ دیں گے مگر ضمنی سوالات کے جوابات کہاں سے دیں گے۔۔۔

میں تے چاچا سمجھ کے بچانا چاہنا پر او بچ دے ای نئیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر، وقفۂ سوالات شروع ہو چکا ہے اور منسٹر کوآپریٹو ان کے جوابات دینے کے لیے تیار ہیں۔ تو نوابزادہ صاحب یہ وقفۂ سوالات ہونا چاہیے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، اگر رانا صاحب اس عمر میں نوجوانوں سے کشتی کرنا چاہتے ہیں تو پھر ضرور کریں۔

کوآپریٹو ٹیکسٹائل مل کو چالو کرنے کے لیے اقدامات

*189 حاجی عرفان احمد خان ڈاہا، کیا وزیر امداد باہمی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کوآپریٹو ٹیکسٹائل مل خانیوال کب سے بند ہے اور اس کی بندش کی کیا وجوہات تھیں۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ حکومت کی جانب سے اس کی نیلامی کے متعلق اخبارات میں اشتہارات بھی شائع ہوئے تھے۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ مل کو پنجاب انڈسٹریل ڈویلپمنٹ بورڈ کی تحویل میں دے کر اس مل کو چلانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر رکھتی ہے تو کب تک۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر امداد باہمی، (رانا پھول محمد خان)

(الف) کوآپریٹو ٹیکسٹائل مل لمیٹڈ خانیوال کے بورڈ آف ڈائریکٹرز نے مورخہ 18-11-88 اور 28-11-88 کے اجلاس میں متفقہ طور پر فیصلہ کیا تھا۔ کہ مل کے مالی وسائل کی وجہ سے مل چالو نہیں رکھی جا سکتی لہٰذا مل کو بند کر دیا جائے۔

(ب) جی ہاں۔

(ج) حکومت / بورڈ آف ڈائریکٹرز اس مل کو دوبارہ چلانے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتی۔ اس کی وجوہات مندرجہ ذیل ہیں۔

(i) مل کی مشینری بالکل ناکارہ ہو چکی تھی۔

(ii) مالی حالت خراب تھی۔

(iii) مل میں خسارہ کا رجحان تھا۔ لہٰذا اجلاس عام خانیوال کوآپریٹو ٹیکسٹائل ملز 12-9-81 کے فیصلہ کے مطابق مل کو فروخت کر دیا گیا ہے۔ چونکہ کوآپریٹو ٹیکسٹائل ملز سوسائٹیز ایکٹ کے تحت رجسٹرڈ شدہ تھی۔ اور اس کو فروخت کرنے یا دوبارہ چلانے کا اختیار بورڈ آف ڈائریکٹرز کو تھا۔ لہٰذا گورنمنٹ آف پنجاب اس کو انڈسٹریل ڈیویلپمنٹ بورڈ کی تحویل میں دینے کی مجاز نہ تھی۔

جناب اکبر علی مظہر وینس، جناب سپیکر! ضمنی سوال۔

جناب سپیکر، ڈاہا صاحب! آپ کا کوئی ضمنی سوال ہے؟

حاجی عرفان احمد خان ڈاہا، کوئی نہیں ہے۔

جناب سپیکر، کوئی نہیں ہے۔ جناب وینس صاحب۔

جناب اکبر علی مظہر وینس، کیا وزیر موصوف یہ بیان کرنا پسند فرمائیں گے کہ یہ مل کب لگی

تھی۔ کتنی دیر چلی اور یہ کتنی دیر چلنے کے بعد ناکارہ ہوئی؟

وزیر امداد باہمی، جناب والا! کوآپریٹو نیکسٹائل مز لمیٹڈ خانیوال جب تھی تو اس کے حالات یوں ہیں کہ یہ 31 جولائی 1949 کو معرض وجود میں آئی۔

جناب اکبر علی مظہر وینس، جناب والا! یہ کتنی دیر چلی اور یہ کتنے روپوں میں لگی تھی ۔ پھر یہ نیلام کتنے روپوں میں ہوئی۔

وزیر امداد باہمی، اگر معزز ممبر نے سوال کا جواب پڑھ لیا ہو تو اس میں تاریخ لکھی ہوئی ہے کہ یہ مل اتنی تاریخ کو ختم ہوئی ۔

جناب اکبر علی مظہر وینس، جناب والا! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ کتنی دیر چلی ۔ اس پر کتنے پیسے لگے اور یہ کتنی دیر چلی۔

جناب سپیکر، اس میں ایک سوال متعلقہ ہے کہ جس وقت یہ مل چالو کی گئی اس پر کتنی لاگت آئی ۔ اس کے بعد جب اس کو dispose of کیا گیا تو وہ کتنے پیسوں میں dispose of ہوئی ۔

وزیر امداد باہمی، جناب والا ! اس کی لاگت کے متعلق نیا سوال آنا چاہیے کیونکہ سوال میں کہیں بھی لاگت کا ذکر نہیں ۔ اس لیے میں اس کے متعلق معلومات حاصل نہیں کر سکا ۔ لیکن یہ کب بند ہوئی یہ میں بتا سکتا ہوں ۔

جناب سپیکر، رانا صاحب! جب یہ بنی تھی اس پر کتنی لاگت آئی۔ اور یہ کتنے پیسوں میں dispose of ہوئی اس کا جواب آپ اس اجلاس کے دوران اس ایوان کی میز پر رکھ دیں گے۔

وزیر امداد باہمی، بہت بہتر۔

جناب اکبر علی مظہر وینس، جناب والا ! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ مل کتنے دن چلی ہے ۔ بند تو ہوئی یہاں لکھا ہوا ہے کہ یہ فیصلہ ہوا تھا کہ اس کو بند کر دیا جائے ۔ لیکن اس میں یہ کہیں درج نہیں کہ یہ مل کتنے دن چلی۔ کروڑوں روپیہ لگانے کے بعد یہ مل کتنے دن چلی اور کتنی اس نے پیداوار دی ۔ یہ بالکل متعلقہ سوال ہے ۔ یہ بھی نوٹ فرمالیں کہ کتنے روپوں میں لگی ۔ کتنے دن یہ چلی اس مل نے کیا منافع کمایا پھر کس دن بند ہوئی اور فروخت کتنے میں ہوئی ؟

جناب سپیکر، رانا صاحب!اس کے ساتھ ہی کہ یہ مل کتنے پیسے میں لگی تھی ۔ کتنا عرصہ چلی ان دونوں

سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیں۔

وزیر امداد باہمی، جناب والا میں عرض کرتا ہوں یہ 1953 سے 1965 تک یہ مل چلتی رہی ۔ اس کے بعد اس میں خرابی آگئی۔ انتظامیہ کی رپورٹ پر اس کے ٹینڈر لیے گئے ۔ یہ فروخت ہو چکی ہے۔ اب محکمہ سے اس کا کوئی تعلق نہ ہے ۔ وہ ایک سوسائٹی تھی جس کی انتظامیہ اس کا انتظام کرتی ہے۔ یہ انہیں ہی پتا ہو سکتا ہے کہ اس پر لاگت کیا آئی تھی محکمہ کی لاگت اس پر نہیں آئی یہ سوسائٹی کی پرائیویٹ مل تھی ۔ اس پر محکمے کا کوئی کنٹرول نہیں تھا ۔ انہوں نے ہی اس کے لیے ٹینڈر لیے ایک دفعہ ٹینڈر لیے وہ کم تھے پھر دوسری دفعہ ٹینڈر لیے ۔ پھر حکومت نے اس کے لیے ایک کمیٹی بنائی کہ اس کو تحویل میں لیا جائے ۔ یہ نیلام ہو چکی ہے اس کا محکمہ سے کوئی تعلق نہیں۔

جناب اکبر علی مظہر وینس، جناب سپیکر ! رانا پھول خان صاحب نے فرمایا ہے کہ یہ مل 1965 میں بند ہو گئی اور بورڈ آف ڈائریکٹر کا اجلاس 1981 میں ہو رہا ہے۔ 1965 سے جب یہ مل بند ہو گئی تھی تو 1981 تک بورڈ آف ڈائریکٹرز اس کے متعلق کیا سوچتے رہے کہ اس کی مشینری مکمل طور پر ختم ہو لے یا اس کو نکال کر کہیں بیچ لیا جائے یا ٹھکانے لگالیا جائے ۔ اتنے دنوں میں بورڈ آف ڈائریکٹرز نے کیوں اجلاس نہیں کیا ۔ جناب والا! یہ مل تو 1965 میں ان کے کہنے کے مطابق بند ہو گئی تھی اور بورڈ آف ڈائریکٹرز کا اجلاس 1981 میں ہو رہا ہے ۔

وزیر امداد باہمی، جناب والا! 1965 میں مل کے حالات خراب ہوئے اور 1981 میں یہ نیلام ہوئی۔ پھر ٹینڈر لیے پھر اس کے بعد 88 تک ٹینڈر آتے رہے ۔ یہ مل پرائیویٹ تھی محکمے سے اس کا کوئی تعلق نہیں یہ ایک سوسائٹی کی مل تھی ۔

جناب اکبر علی مظہر وینس، اگر وہ مل پرائیویٹ ہے تو آپ اس کے وزیر کیسے بن گئے پرائیویٹ فرموں کے آپ وزیر بنے ہوئے ہیں ۔

وزیر امداد باہمی، میں ملوں کا وزیر ہوں لیکن ان کے پرائیویٹ اثاثوں کا وزیر نہیں ہوں ۔

جناب سپیکر، کوئی اور ضمنی سوال۔

ڈاکٹر ضیاء اللہ خان بنگش، جناب والا! میں رانا صاحب سے یہ معلوم کرنا چاہوں گا کہ یہ مل جس کے اوپر 7 کروڑ روپیہ خرچ کیا گیا اس کے ناکام ہونے کی کیا وجوہات تھیں ۔ کیا آپ نے اس سلسلے میں کوئی تحقیقات کروائی ہیں اور اس پر روشنی ڈال سکیں گے۔

وزیر امداد باہمی: اس کی انتظامیہ کی جو کمیٹی ہوتی ہے اس میں کچھ بدعنوانیاں تھیں ۔ اس کی وجہ سے آپس میں جھگڑا تھا اور اس کی وجہ سے یہ مل فروخت کرنا پڑی ۔ وہ فروخت کر دی گئی ہے اور اب محکمہ سے اس کا کوئی تعلق نہیں ۔

سردار سکندر حیات خان: جناب والا ! میں رانا صاحب سے پوچھنا چاہوں گا کہ جب ایک کوآپریٹو سوسائٹی بنتی ہے اگر اجازت دی جائے تو میں انگریزی میں بات کروں ۔

جناب سپیکر: سردار صاحب آپ اردو میں بات کریں ۔

سردار سکندر حیات خان: پھر مجھے اجازت دی جائے کہ میں پنجابی میں بات کروں۔

جناب سپیکر: آپ پنجابی میں سوال کر لیں۔

سردار سکندر حیات خان: (اصل متن پنجابی میں) جناب جب ایک مل تیار ہوتی ہے ۔ ایک کوآپریٹو سوسائٹی سے پاس ہوتی ہے اس کے کوئی قواعد ہوتے ہیں کوئی رولز ہوتے ہیں جن کے تحت کوآپریٹو سوسائٹی باقاعدہ ہر چھ مہینے یا ہر سال آڈٹ کرتی ہے اس کا خسارہ دیکھتی ہے اس کے چالو ہونے کا طریقہ دیکھتی ہے یہ دیکھتی ہے کہ کیا یہ کوآپریٹو سوسائٹی اس مل کو ٹھیک چلا رہی ہے ۔ کیا کوآپریٹو سوسائٹی اور حکومت نے باقاعدہ انسپکشن کی اس نے دیکھا کہ یہ مل ٹھیک نہیں چل رہی ۔ یہ قانون میں لکھا ہوا ہے کہ اگر ایک مل ٹھیک نہیں چل رہی اور جو اس کی کمیٹی ہے وہ کنٹرول نہیں کرتی پھر کوآپریٹو ڈیپارٹمنٹ اس کو اپنے ذمے لے لیتا ہے وہ اس کو چلاتا ہے ۔ کیا گورنمنٹ نے time to time باقاعدہ انسپکشن کی ۔ کوئی ایسا ایکشن لیا۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: میں نے تو رانا صاحب کو بچانا چاہا تھا ۔ اگر وہ گڑھے میں گرنا چاہتے ہیں تو یہ ان کی اپنی مرضی۔

جناب سپیکر: اگلا سوال ' جناب چودھری نذیر احمد صاحب

SARDAR SIKANDAR HAYAT KHAN: Sir, I have asked a supplementary question and I want answer to that

جناب سپیکر: سردار صاحب' اس کے لیے تازہ سوال چاہیے۔

سردار سکندر حیات خان: تازہ سوال کا تو اس میں سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ It is relevant to the

same question اگر آپ سوال کو دیکھیں تو یہ باقاعدہ اس کا حصہ بنتا ہے -

How it is being sold and why it is being sold and whether it is the mismanagement of the cooperative society or the government? I say it is the mismanagement of the government like other departments and sections The government has failed to manage the relevant department, so they should resign if they cannot look after crores of rupees worth property

جناب سپیکر، اس سوال کا جواب آ چکا ہے - اگلا سوال پیش کیا جائے -

زمینداروں کو بلا سود قرضے کے لیے اقدامات

*446 - جناب نذیر احمد چودھری: کیا وزیر امداد باہمی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کوآپریٹو سوسائٹی کے ذریعے زمینداروں کو بلا سود کھاد اور ادویات مہیا کی جاتی تھیں -

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اب حکومت نے اس قرض پر زمینداروں سے سولہ فیصد کے حساب سے سود لینا شروع کر دیا ہے -

(ج) کیا یہ درست ہے کہ زمیندار پہلے بھی بڑا کمزور طبقہ ہے اور اگر اسی طرح سود بڑھتا گیا تو زمیندار دہ خسارے کا سودا بن کر رہ جائے گا۔

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت پھر سے لگایا ہوا سود معاف کر کے بلا سود قرضے جاری کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر امداد باہمی: (رانا پھول محمد خان)

(الف) درست ہے -

(ب) اب صورت حال یہ ہے کہ حکومت پاکستان کے فیصلہ کے مطابق 26 جون 1988ء سے بلا سود قرضہ جات کا اجرا ختم کر دیا گیا ہے اور یہ قرضہ جات اب 8 فیصد مارک اپ پر فراہم کیے جاتے ہیں - البتہ بروقت واپسی کی صورت میں حکومت کی طرف سے 2 فیصد کی رعایت دی جائے گی -

(ج) امداد باہمی کے ذریعے دیے جانے والے قرضہ جات کے لیے رقوم وفاقی حکومت اسٹیٹ بنک اور فیڈرل بنک برائے کوآپریٹو کے ذریعے فراہم کرتی ہے ۔ قرضہ جات کے لیے قواعد و ضوابط بھی وفاقی حکومت ہی متعین کرتی ہے ۔ حکومت پاکستان کی پالیسی کے مطابق بلا سود قرضہ جات مورخہ 1-7-1979 سے شروع کیے گئے جو 12-1/2 ایکٹر تک کے مالکان کاشت کاران اراضی کو دیے جاتے تھے ۔ اب حکومت پاکستان کے فیصلہ کے مطابق بلا سود قرضہ جات کی سہولت 28 جون 1988ء سے ختم کر دی گئی ہے ۔ اب ان قرضہ جات پر 8 فیصد کی شرح سے مارک اپ وصول کیا جاتا ہے ۔ البتہ بروقت واپسی کی صورت میں اس پر 2 فیصد سب سڈی حکومت کی طرف سے دی جائے گی ۔

(د) جیسا کہ اوپر جز "ج" میں بیان کیا گیا ہے ۔ ان قرضہ جات پر سود لگانے یا نہ لگانے کا فیصلہ وفاقی حکومت سے متعلق ہے ۔

پلاٹ تقسیم کرنے کے لیے اقدامات

*458 ۔ سید ذاکر حسین شاہ، کیا وزیر امداد باہمی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جوہر ٹاؤن سکیم لاہور میں پلاٹوں کی الاٹمنٹ کے سلسلے میں ریونیو ایمپلائز کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی ضلع کچہری لاہور نے اپنے ممبران سے 20200 روپے فی کنال کے حساب سے رقم وصول کی تھی ۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ چار سال قبل ایڈوانس رقم لینے کے باوجود ابھی تک ممبران کو پلاٹوں کی الاٹمنٹ نہیں کی گئی ہے ۔

(ج) سوسائٹی نے اپنے ممبران سے کل کتنی رقم وصول کی اور اس پر کتنا منافع حاصل کیا اور کیا یہ منافع تمام اراکین میں برابر تقسیم ہو گا یا ہر رکن کو اس عرصہ کا منافع دیا جائے گا ۔ جس عرصہ کے لیے اس کی رقم سوسائٹی مذکورہ کے پاس رہی اگر برابری کے اصول پر تو اس کی کیا وجوہات ہیں ۔

(د) پلاٹوں کی الاٹمنٹ کے سلسلے میں تاخیر کی وجوہ کیا ہیں اور اس کے ذمہ دار افسران و اہلکاران کون ہیں ۔

(ر) اگر جز "د" کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت سوسائٹی مذکورہ کے ممبران کو پلاٹس کی

الاٹمنٹ کی کارروائی کو فوری طور پر تیز کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں۔

وزیر امداد باہمی، (رانا پھول محمد خان)

(الف) درست ہے کہ ریونیو ایمپلائز کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی لمیٹڈ لاہور نے مبلغ 20 ہزار روپے فی کنال کے حساب سے قیمت زمین کے طور پر وصول کی ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔ کہ متذکرہ سوسائٹی نے اپنے ممبران کو باقاعدہ سکیم کے بعد پلاٹ الاٹ کر دیے ہیں۔

(ج) جملہ ممبران جن کو پلاٹ الاٹ کیے گئے ہیں ان سے مبلغ 20 ہزار روپے فی کنال قیمت زمین اور مبلغ -/60,000 روپے فی کنال ترقیاتی اخراجات کے طور پر وصول کیے ہیں انجمن جس قدر منافع ممبران کی رقم پر وصول کرے گی وہ کوآپریٹو سوسائٹیز ایکٹ رولز اور انجمن کے بائی لاز کے مطابق ممبران میں تقسیم کرنے کی پابند ہے۔ منافع پلاٹوں کی تقسیم مکمل ہونے اور سالانہ پڑتال کے بعد اجلاس عام کی منظوری سے کیا جائے گا۔

(د) پلاٹوں کی الاٹمنٹ میں دیری کی درج ذیل وجوہات ہیں۔

-1 انجمن کو سکیم کی منظوری کے سلسلہ میں L.D.A سے مقدمہ بازی کرنا پڑی جس کا فیصلہ کافی دیر سے ہوا۔

-2 ایل ڈی اے نے سکیم کی منظوری بہت دیر سے دی۔

-3 پلاٹ بندی اور Layout کرنے میں کافی وقت درکار ہوتا ہے۔

-4 ممبران کا خیال تھا کہ ملحقہ زمین کو خرید کیا جائے اور اس کے بعد الاٹمنٹ کی جائے تا کہ تمام ممبران کی ضروریات کے مطابق پلاٹ دیے جا سکیں۔ مگر سودا نہ ہونے کی وجہ سے یہ پروگرام ختم کرنا پڑا۔ پلاٹوں کی الاٹمنٹ میں دیری کسی اہلکار یا افسر انجمن کی وجہ سے نہ ہے۔

(ر) چونکہ پلاٹوں کی الاٹمنٹ ہو چکی ہے اس لیے مزید کوئی کارروائی ضروری نہ ہے۔ کوئی پلاٹ بقایا نہیں ہے۔

سید ذاکر حسین شاہ، ضمنی سوال۔ جناب والا! آپ نے بھی محسوس کیا ہوگا کہ میرے سوال کا جو

جواب دیا گیا ہے ' اس کے جز "ج" میں کچھ جواب دیا گیا ہے اور "ر" میں اس کی تردید کر دی گئی ہے ۔ یہاں میں نے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ سوسائٹی اپنے ممبران کو باقاعدہ سکیم کے بعد پلاٹ الاٹ کر رہی ہے۔ اور جب منافع کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا کہ تقسیم کے بعد بتایا جائے گا کہ منافع کتنا ہے ۔ اور آخر میں کہتے ہیں، چونکہ پلاٹوں کی الاٹمنٹ ہو چکی ہے ۔ ادھر کہہ رہے ہیں کہ تقسیم ہو جانے کے بعد بتایا جائے گا کہ منافع کتنا ہے ۔ آخر میں کہتے ہیں کہ پلاٹوں کی الاٹمنٹ ہو چکی ہے ۔ اب بتائیں کہ یہ میرے سوال کا جواب ہے ! جناب سپیکر ! آپ بھی غور فرمائیں کہ جز "ج" میں کچھ جواب دیا گیا ہے اور "ر" میں کچھ دیا گیا ہے ۔ پہلے کہتے ہیں کہ تقسیم کے بعد منافع بتایا جائے گا اور آخر میں کہتے ہیں کہ الاٹمنٹ ہو چکی ہے ۔ کون سی بات درست ہے ؟ اگر الاٹمنٹ ہو چکی ہے تو کتنا منافع ہوا ہے اور یہ کس حساب سے تقسیم کیا جائے گا؟

جناب سپیکر، شاہ صاحب ! آپ کا سوال یہ ہو سکتا ہے کہ جز "ج" اور جز "ر" کو ملا کر پڑھا جائے تو جز "ج" میں جواب یہ ہے کہ پلاٹوں کی تقسیم مکمل ہونے اور سالانہ پڑتال کے بعد اجلاس عام کی منظوری سے کیا جائے گا۔ یعنی منافع پلاٹوں کی تقسیم مکمل ہونے کے بعد کیا جائے گا ۔ اور جز "ر" میں کہا گیا ہے، چونکہ پلاٹوں کی الاٹمنٹ ہو چکی ہے ' اس لیے مزید کوئی کارروائی ضروری نہیں ۔ تو اس میں آپ کا سوال یہ ہو سکتا ہے کہ چونکہ پلاٹوں کی الاٹمنٹ ہو چکی ہے ' اس لیے اب منافع کی تقسیم کب تک ہو جائے گی ؟

وزیر امداد باہمی، جناب سپیکر ! شاہ صاحب کے ضمنی سوال پر میں یہی عرض کروں گا کہ یہ کام محکمے کا نہیں ۔ یہ کام اس سوسائٹی کا ہے کہ وہ اپنا سالانہ اجلاس کب بلاتی ہے ۔ ان کا audit ضرور ہوتا ہے۔ لیکن ان کا منافع تقسیم کرنے کی ذمہ داری ہماری نہیں ہے ۔ یہ کام اس سوسائٹی کا ہے کہ وہ منافع کب تقسیم کرتی ہے ' حساب کب کرتے ہیں؟ سالانہ audit ہوتا ہے۔ لیکن یہ ہمارے لیے ضروری نہیں کہ ہم انہیں کہیں کہ فوراً منافع تقسیم کر کے فلاں تاریخ تک جواب دو۔ یہ ان کا اپنا پرائیویٹ معاملہ ہے ۔ اس میں ہمارا دخل audit کا ہے ' اور کوئی دخل نہیں ۔

سید ذاکر حسین شاہ، یہ میرے سوال کا جواب نہیں آیا۔ جناب والا ! میں نے سوال میں پوچھا تھا کہ کتنا منافع ہوا ہے؟

وزیر امداد باہمی، پلاٹوں کی قیمت قسطوں میں وصول کی جاتی ہے اور تمام قسطیں وصول ہونے کے بعد پھر اس کا نفع نقصان دیکھا جاتا ہے ۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب سپیکر! میں نے جز "ج" میں یہ پوچھا تھا کہ کتنا منافع ہوا۔ ابتداء میں جو سوال میں نے کیا تھا، تو انہوں نے اس وقت کیوں نہیں بتایا کہ کتنا منافع ہوا؟ یہی بتا دیں کہ قسطوں میں اب تک کتنا منافع ہوا ہے؟ اب تک وصول شدہ رقم پر کتنا منافع ہوا ہے؟

چودھری محمد اعظم چیمہ، جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر۔ جیسا کہ شاہ صاحب نے سوال کیا ہے، اگر جواب کے جز "ج" کو پڑھیں، تو اس میں جواب بخوبی آ جاتا ہے۔ اگر اجازت دیں تو میں عرض کروں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں۔

چودھری محمد اعظم چیمہ، سپیکر کے اختیارات آپ کو کہاں سے مل گئے؟

سید ذاکر حسین شاہ، جناب سپیکر! آپ بتائیں کہ وہ کس قاعدے اور ضابطے کے تحت وزیر امداد باہمی کی طرف سے جواب دے رہے ہیں۔ یہ تو "مشیر امداد" ہو گئے ہیں۔ ان کی امداد کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ جناب اعظم چیمہ صاحب محکمہ امداد باہمی کے سوالوں کے جواب نہیں دے سکتے۔ وہ صرف وزیر امداد باہمی ہی دے سکتے ہیں۔ یا ان کے پارلیمانی سیکرٹری دے سکتے ہیں۔ لیکن اگر اعظم چیمہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں تو مجھے ان کی بات سننا ہو گی۔

چودھری محمد اعظم چیمہ، جناب والا! جز "ج" کو ملاحظہ فرمائیں،

"ج۔ ممبران جن کو پلاٹ الاٹ کیے گئے ہیں ان سے مبلغ 20 ہزار روپے فی کنال قیمت زمین اور مبلغ (11) ہزار روپے فی کنال ترقیاتی اخراجات کے طور پر وصول کیے ہیں۔ انجمن جس قدر منافع ممبران کی رقم پر وصول کرے گی وہ کوآپریٹو سوسائٹیز ایکٹ رولز اور انجمن کے مطابق ممبران میں تقسیم کرنے کی پابند ہے۔ منافع پلاٹوں کی تقسیم مکمل ہونے اور سالانہ پڑتال کے بعد اجلاس عام کی منظوری سے کیا جائے گا۔"

عالی جاہ! اس میں جواب وضاحت کے ساتھ ہے جیسا جناب نے بھی فرمایا پلاٹ کی تقسیم کے بعد جس قدر رقم وصول کی گئی اس پر یہ جواب آیا اقساط کی پوری وصولی کے بعد جو رقم جمع ہو گی وہ ان کو ادا کی جائے گی۔ محکمہ اور سوسائٹی میں فرق ہے۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں شاہین صاحب آپ بھی تشریف رکھیں۔ وزیراعظم چیمہ صاحب کا پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب والا! یہ قسطوں والی بات غلط ہے۔ اس لیے ابھی جو جناب چیمہ صاحب نے پڑھا ہے وہ تو میرے حق میں کر دیا ہے۔ وہ اس طرح ہے کہ جملہ ممبران جن کو پلاٹ الاٹ کیے گئے ہیں۔ ان سے مبلغ -/20 ہزار روپے فی کنال قیمت زمین اور مبلغ -/60,000 روپے فی کنال ترقیاتی اخراجات کے طور پر وصول کیے ہیں۔ یہ وصول کر چکے ہیں۔ تو پھر قسطیں کہاں سے آگئیں ہیں۔ یہ تو رانا صاحب نے استحقاق مجروح کیا ہے۔ انہوں نے پہلے دی پی سنگھ کو اپنی جاٹ برادری قرار دے کر انہوں نے پورے ایوان کا استحقاق مجروح کیا ہے اور نظریہ پاکستان کی نفی کی ہے۔ اور اب میرا استحقاق مجروح کیا ہے۔ اور یہ اقساط والی بات درست نہیں یہ باہر سے لکھا ہوا جواب آیا یہ غلط دیا گیا ہے۔ اور میں اس ضمن میں تحریک استحقاق پیش کروں گا۔

جناب سپیکر: اس میں اگر آپ جواب غلط سمجھتے ہیں تو اس میں آپ تحریک استحقاق پیش کر سکتے ہیں۔

سید ذاکر حسین شاہ: اس میں لکھا ہے کہ "وصول کیے ہیں"

وزیر امداد باہمی: جناب والا! بیس ہزار فی کنال زمین کی قیمت ہے۔ اور 60 ہزار روپے فی کنال ترقیاتی اخراجات ہیں۔ وہ اخراجات بھی قسطوں میں وصول کیے جائیں گے۔ ابھی یہ سکیم چالو ہے۔ سکیم مکمل ہونے کے بعد اس کا حساب ہو سکتا ہے کہ کیا اس پر خرچ آیا ہے اور اس میں کیا منافع اور کیا نقصان ہوا ہے؟ اور (60) ہزار روپے نقد نہیں بلکہ قسطوں میں لیے جائیں گے۔ ابھی تک حساب نہیں لیا گیا۔ حسابات لیے جائیں گے۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب سپیکر! یہاں لکھا ہوا ہے وصول کیے ہیں۔ جناب والا! میرے سوال کا جواب واضح دیا جائے۔ اگر یہ وزیرمتعلقہ سوالات کے جواب صحیح نہیں دے سکتے۔ تو ہم بائیکاٹ کریں گے۔ اور ہم ان کی غیرمتعلقہ باتیں نہیں سنیں گے اگر یہ وزارت کو نہیں چلا سکتے تو یہ استعفے دیں تا کہ کسی قابل آدمی کو لگائیں۔ اگر ان سے یہ وزارت نہیں چلتی تو یہ چھوڑیں۔ کبھی یہ کیا کہہ رہے ہیں اور کبھی یہ کہہ رہے ہیں۔ جناب والا! میں رانا صاحب سے جواب لوں گا اور انہیں جواب دینا پڑے گا۔

وزیر امداد باہمی، شاہ صاحب چونکہ جج بھی رہے ہیں اور مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے بے گناہ لوگوں کو پھانسی بھی لگایا ہو گا ۔ کیونکہ ان میں اتنی اہلیت نہیں کہ وہ سوال کے جواب کو سمجھ سکیں ۔ رانا صاحب تشریف رکھیں ۔

جناب سپیکر، رانا صاحب تشریف رکھیں ۔ عبدالقادر شاہین صاحب ضمنی سوال

سید ذاکر حسین شاہ، جناب والا ! وزیر موصوف نے میرے ضمنی سوال کا جواب درست نہیں دیا ہے ۔ جناب والا یہ آپ کی ذمہ داری ہے کہ آپ میرے اس حق کا تحفظ کریں ۔

جناب سپیکر، شاہ صاحب ! آپ تشریف رکھیں عبدالقادر شاہین صاحب ضمنی سوال

جناب عبدالقادر شاہین ، جناب والا ! میرا سوال یہ ہے ۔ انہوں نے پورے سوال کو اس ایوان میں غلط انداز میں پیش کیا ہے ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے جواب دیتے ہوئے جز "ب" میں کہا "یہ درست نہ ہے کہ متذکرہ سوسائٹی نے اپنے ممبران کو باقاعدہ سکیم کے بعد پلاٹ الاٹ کر دیے ہیں۔" جز "ب" میں یہ کہتے ہیں کہ ہم نے ممبران کو پلاٹ الاٹ نہیں کیے ۔ جز "ج" میں یہ کہتے ہیں کہ جملہ ممبران کو جن کو پلاٹ الاٹ کیے گئے ہیں ان سے 20 ہزار روپے فی کنال قیمت زمین اور 60 ہزار روپے فی کنال ترقیاتی اخراجات کے طور وصول کیے ہیں ۔ یعنی جز "ب" میں یہ کہتے ہیں کہ ہم نے پلاٹ الاٹ نہ کیے ہیں ۔ اور جز "ج" میں یہ کہتے ہیں کہ الاٹ کیے اور ان سے 20 ہزار روپے وصول کیے ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس ایوان کے سامنے متعلقہ وزیر صرف شور ڈالنا جانتے ہیں وی پی سنگھ کو خراج تحسین پیش کرنا جانتے ہیں ۔ یہ ان کے بس کا کام نہیں کہ وزارت کو چلائیں۔ لہذا میں آپ سے استدعا کرتا ہوں کہ وزیر موصوف اس ایوان کے سامنے اپنے اس نا کردہ گناہ کی معافی مانگیں اور کہیں کہ واقعی میں نے یہ گناہ کیا ہے ۔

جناب سپیکر، شاہین صاحب مجھے آپ کے ضمنی سوال کا پتا نہیں چلا کہ آپ کا ضمنی سوال کیا ہے ؟

جناب عبدالقادر شاہین، جناب والا ! وزیر موصوف نے جز "ب" میں کچھ کہا ہے اور جز "ج" میں خود admit کیا ہے ۔ کہ ہم نے 20 ہزار کے حساب سے پلاٹ الاٹ کیے ہیں ۔

جناب سپیکر، اس میں تضاد کیا ہے ؟

جناب عبدالقادر شاہین، انہوں نے اس ایوان میں غلط کہا ہے ۔ یہ درست نہ ہے کہ متذکرہ سوسائٹی نے اپنے ممبران باقاعدہ سکیم کے بعد الاٹ کر رہے ہیں ۔ جز "ج" میں وہ admit کرتے ہیں ۔ جملہ

ممبران کو پلاٹ الاٹ کیے گئے ہیں۔

جناب سپیکر: Cross talk مت کیجیے۔ آپ ان سے مخاطب نہ ہوں رانا صاحب جز "ب" کو سوال کے جز "ب" کے حوالے سے پڑھیے۔ سوال کے جز "ب" کا حصہ یہ ہے کہ کیا یہ بھی درست ہے کہ چار سال قبل ایڈوانس رقم لینے کے باوجود ابھی تک ممبران کو پلاٹوں کی الاٹمنٹ نہیں کی گئی۔ اس کے جواب میں انہوں نے کہا ہے کہ یہ درست نہ ہے اب جز "ج" جو ہے وہ جز "ج" کا جواب ہے۔ آپ "ب" اور "ج" کو گڈمڈ کر رہے ہیں۔

جناب عبدالقادر شاہین: پہلا سوال یہ ہے کہ اس سوسائٹی کی حیثیت اور اس کے وصول کردہ پیسے۔ پھر جز "ب" میں کہا ہے کہ یہ درست نہ ہے۔ یعنی اس سوال کی اہمیت کو مجروح کر دیا ہے۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر بنگش پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

ڈاکٹر ضیاء اللہ بنگش: کیا آپ یہ بتا سکیں گے کہ کوئی ان کے متوازی وزیر ایوان میں آئے اور اس کو سوال کا جواب نہ آتا ہو اور باہر سے چٹ منگوا سکتا ہے میں اس پر آپ کی رولنگ چاہوں گا۔

جناب سپیکر: یہ اس ایوان میں پریکٹس رہی ہے۔ اور میں شروع سے دیکھتا آیا ہوں اور مجھ سے پہلے جو اس ایوان میں رہے ہیں وہ بھی یہی بتاتے رہے ہیں۔ باہر سے متعلقہ محکمہ کے لوگ اپنے وزراء کی مدد کے لیے ان کو اعداد و شمار مہیا کر دیتے ہیں۔ اس لیے ہم اس کو ایک پریکٹس سمجھتے ہوئے قبول کر رہے ہیں۔ اب اس پر ضمنی سوالات ختم ہو گئے ہیں جناب عبدالقادر شاہین صاحب ذاکر حسین شاہ۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب سپیکر! میرے سوال کا جواب نا مکمل اور ناقص اور غلط دیا گیا ہے میں وزیر امداد باہمی کے غلط جواب کے خلاف تحریک استحقاق پیش کرنا چاہتا ہوں کیا اسی اجلاس میں وہ زیر بحث آ جائے گی۔

جناب سپیکر: یہ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر نہیں۔ آپ تشریف رکھیں جناب عبدالقادر شاہین۔

مالکان کو کرایہ کی ادائیگی نہ کرنے کی وجوہات

*491۔ جناب عبدالقادر شاہین: کیا وزیر امداد باہمی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ــــ

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ مسمات مریم بی بی بیوہ امام الدین قوم ملک سکنہ محلہ شہزاد نگر اندرون کمینی بہاولنگر کا مکان محکمہ کوآپریٹو سوسائٹی نے کرایہ پر حاصل کر رکھا ہے۔ اور اس میں

ڈپٹی انسپکٹر کوآپریٹو سوسائٹیز شعبہ خواتین بہاولنگر کا دفتر عرصہ چھ سات سال سے قائم ہے۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ مکان مذکورہ بالا کا ماہانہ کرایہ مبلغ -/600 روپے محکمہ ادا کرتا تھا۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ ماہ جولائی 1988ء سے تا حال محکمہ متعلقہ کی طرف سے بیوہ (مالک مکان) کو مذکورہ بالا مکان کا کرایہ ادا نہیں کیا جا رہا ہے۔ جس کی وجہ سے بیوہ شدید مالی مشکلات سے دوچار ہے۔

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت بیوہ کو فوری کرایہ مکان کی ادائیگی کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک نیز اس تاخیر کی کیا وجوہ ہیں؟

وزیر امداد باہمی: (رانا پھول محمد خان)

(الف) جی ہاں یہ درست ہے۔

(ب) جی ہاں یہ درست ہے۔

(ج) جی ہاں یہ بھی درست ہے۔

(د) مسماۃ مریم بی بی بیوہ امام دین کو مذکورہ بلڈنگ کے لیے ماہ جولائی 1988ء سے ماہ دسمبر 1988 تک کرایہ ادا کر دیا گیا ہے۔ اس کی ادائیگی میں تاخیر کی وجہ وفاقی حکومت تین ڈویژن کی طرف سے بر وقت فنڈز مہیا نہ ہونا ہے یکم جنوری 1989ء سے اب تک بھی فنڈز مہیا نہ ہو سکنے کی بنا پر بیوہ کو کرایہ مکان ادا نہیں ہو سکا۔ اب یہ فنڈز محکمہ پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ کو موصول ہو چکے ہیں۔ اس لیے بقیہ کرایہ بھی جلد ادا کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: وقفہ سوالات کے درمیان پوائنٹ آف آرڈر نہ اٹھانے کا ہمارا ایک فیصلہ ہو چکا ہے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: کیا میں پوائنٹ آف آرڈر اٹھا سکتا ہوں؟

جناب سپیکر: پوائنٹ آف آرڈر اٹھا سکتے ہیں ہم اس ایوان میں ایک بات طے کر چکے ہیں۔ وقفہ سوالات میں پوائنٹ آف آرڈر اٹھا کر لوگوں کا استحقاق نہ مارا جائے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: لیکن جب ہاؤس ان آرڈر نہ ہو تب تو پوائنٹ آف آرڈر اٹھا سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: ارشاد فرمائیے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے۔ رانا پھول محمد خان صاحب وزیر

امداد باہمی ہیں۔ اور میرے خیال میں ان میں اپنے سوالات کے جوابات دینے کی جرأت ہے ۔ اور ہمارے فاضل پارلیمانی سیکرٹری پارلیمانی امور نے جو ان کی بغل میں تشریف رکھتے ہیں ۔ ان کو کچھ بتاتے ہیں جس پر رانا صاحب نے ان کو کچھ کہا ہے ۔ (Sir, keep the House in order I have to raise a point of order)

> Sir, It is the under estimation and insulting to ask the Parliamentary Secretary which undermines the authority and the capabilities of the Minister concerned.

جناب سپیکر: نوابزادہ صاحب یہ کوئی Point of Order ہے ۔ شاہ صاحب کل Point of Information پر بات ہو چکی ہے کہ آپ ایوان کی کارروائی کو Point of information سے interrupt نہیں کر سکتے ۔ مجھے افسوس ہے ۔ جی رانا صاحب۔

جناب عبدالقادر شاہین: جناب وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ ماہ جولائی 1988ء سے ماہ دسمبر 1988ء تک کا کرایہ اس خاتون کو دے دیا گیا ہے ابھی یکم جنوری سے لے کر اور آج ماہ دسمبر کی 11 تاریخ ہے اور اس کی کیا وجہ ہے کہ پچھلے چار ماہ سے پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ میں فنڈز ہونے کے باوجود اس خاتون کے پیسے کیوں نہیں دیے جا رہے ہیں اور کیا یہ اس کی یقین دہانی کرائیں گے کہ یہ رقم کب ادا کر دی جائے گی ۔

وزیر امداد باہمی: جناب یہ رقم مرکزی حکومت نے روکی ہوئی تھی۔ اور یہ فنڈز Women Division کی طرف آتے تھے ۔ اس لیے انہوں نے یہ رقم روک لی ۔ بلکہ یہاں تک کہ پچھلی فصل ربیع میں ایک ارب دس کروڑ روپیہ مرکزی بنک سے ہمیں ملا تھا (کوآپریٹو سوسائٹیز) جو غریبوں میں کھاد اور بیج کے لیے تقسیم ہوتا تھا ۔ لیکن اس فصل ربیع کے لیے صرف چار کروڑ روپیہ تقسیم ہو چکا ہے ۔ اور پنجاب کو سزا دینے کے لیے ایک ارب 16 کروڑ کی رقم ابھی تک مرکزی بینک نے روکی ہوئی ہے ۔ مرکز سے جو چیز متعلقہ ہے اس کی ذمہ داری ہم پر عائد نہیں ہوتی ۔ یہ پنجاب کو سزا دینے کے لیے فنڈز روک لیے گئے تھے ۔

جناب عبدالقادر شاہین: جناب والا ! یہ میرے سوال کا جواب نہیں ۔

جناب سپیکر: رانا صاحب ! تشریف رکھیں ۔

وزیر امداد باہمی: جناب والا ! میں وجوہات بتا رہا ہوں۔ معزز ممبر نے وجوہات پوچھی ہیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز ۔ راجہ صاحب ! تشریف رکھیں ۔ شاہین صاحب تشریف رکھیے ۔

وزیر امداد باہمی: جناب والا ! میں وجوہات عرض کر رہا ہوں کہ مرکزی حکومت کی بے رخی اور زیادتی کی وجہ سے فنڈز رکے ۔ اب جو رقم آئی ہے ۔

جناب عبدالقادر شاہین: جناب والا ! وزیر موصوف relevant نہیں۔

جناب سپیکر: شاہین صاحب ! آپ یہ کیا کر رہے ہیں ؟

وزیر امداد باہمی: شاہین صاحب ! آپ بھی relevant نہیں ہیں ۔

جناب سپیکر: شاہین صاحب ! تشریف رکھیں ۔ ان کو پہلے سوال کا جواب دینے دیں اس کے بعد اگر آپ کا ضمنی سوال ہے تو بات کریں ۔

جناب عبدالقادر شاہین: جناب والا ! یہ سوال کا جواب نہیں ۔

جناب سپیکر: تو ان کو بات کرنے دیں ۔

جناب عبدالقادر شاہین: جناب والا ! یہ تو ایسے ہوا جیسے سوال گندم جواب چنا ۔

جناب سپیکر: تو میرے بھائی ! ان کو بات کرنے دیں ۔ (قطع کلامیاں)

وزیر امداد باہمی: ایسے سوال کا جواب آپ کو صحیح ملے گا ۔ آپ فکر نہ کیجیے۔ (قطع کلامیاں) جب ہم ہر چیز کا مقابلہ کرنے کے لیے تیار ہیں تو کیا ہے ۔ جو معاملات ہیں ان کو زیر بحث لائیں تو اچھی بات ہے ۔ کوئی برائی نہیں ۔ وہ میری برائی تو نہیں کر رہے ۔ اس سے تو مجھے کچھ حاصل ہو گا۔ لیکن ذرا مرکزی حکومت کو سمجھائیں کہ پنجاب کو پھانسی نہ دے ۔ (قطع کلامیاں)

راجہ محمد خالد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ راجہ محمد خالد خان صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

راجہ محمد خالد خان: جناب والا ! بعد ادب میں آپ سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کیا یہ بات پارلیمانی روایات میں شامل ہے کہ وزیر قانون یا اپوزیشن بنچز سے کوئی اٹھ کر اس اسمبلی کی کارروائی کو منٹوں تک معطل کیے رکھے اور آپ سے ڈسکشن جاری رکھے ؟ کیا یہی روایات رہی ہیں ۔ کیا اس پر آپ اپنا

کوئی فیصلہ سنا سکتے ہیں ؟

جناب سپیکر: راجہ صاحب ! اگر بہت ضروری معاملات درپیش ہوں اور اسمبلی کے سامنے کچھ بہت ہی اہم مسئلہ درپیش ہو تو اس میں حزب اقتدار کی طرف سے اور حزب اختلاف کی طرف سے سپیکر سے صلاح مشورہ کیا جا سکتا ہے --- رانا صاحب نے جواب پڑھ دیا ہے ؟

وزیر امداد باہمی: جی جواب پڑھ دیا ہے ۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال عبدالقادر شاہین صاحب پوچھنا چاہتے ہیں ؟ جی جناب جاوید شاہ صاحب ضمنی سوال پوچھنا چاہتے ہیں ۔

سید جاوید علی شاہ: جناب سپیکر ! رانا صاحب نے فرمایا ہے کہ وفاقی حکومت نے فنڈز روک کر صوبے پر بڑا ظلم اور تشدد کیا ۔ کیا یہ خدا کو حاضر ناظر کر کے یہ کہیں گے کہ ان کا وزیر ہونا اس صوبے پر تشدد اور ظلم نہیں ؟

جناب سپیکر: یہ ضمنی سوال نہیں ۔ اس کو میں entertain نہیں کرتا۔

وزیر امداد باہمی: جناب والا ! مجھے جواب دینے کی اجازت ہے ؟

جناب سپیکر: نہیں رانا صاحب ! اس کو میں ضمنی سوال نہیں سمجھتا ۔ (قطع کلامیاں)

ملک محمد اسلم گورداسپوری: جناب والا ! میں یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ اول تو بیوہ کا گھر ایک اخلاقی معاملہ ہے ۔ اس کے قواعد و ضوابط کے علاوہ بھی اگر دیکھا جائے تو یہ سوال باقاعدہ طور پر ایک اخلاقی اور سماجی ہے جبکہ وزیر موصوف خود عُشر اور زکوٰۃ کے اپنے علاقے کے بڑے چیمپئن رہے ہیں ۔ سوال یہ ہے جب اس نے ان سے مکان حاصل کیا تو کیا یہ شرط رکھی گئی تھی کرایہ نامہ میں کہ جب وفاقی حکومت پیسے دے گی تب انہیں کرایہ ادا کیا جائے گا ؟

وزیر امداد باہمی: جناب والا ! [1] [**********]

بیگم صغیرہ اسلام: [2] [**********]

وزیر امداد باہمی: اب آپ بات سن لیں کیوں آپ کو آگ لگ گئی ہے ۔ بی بی آپ تشریف رکھیں مت بھڑکیں آپ بھی بیوہ ہیں پھر بھی آپ کی طرف کوئی نظر نہیں ہو رہی۔

** بحکم جناب سپیکر حذف کر دیا گیا۔

جناب سپیکر: 3 [********]

وزیر امداد باہمی: 4 [********]

جناب سپیکر: 5 [******]

بیگم صغیرہ اسلام: 6 [********]

وزیر امداد باہمی: 7 [********]

جناب سپیکر: 8 [******]

وزیر امداد باہمی: 9 [********]

جناب محمود الحسن ڈار: 10 [**********]

جناب سپیکر: 11 [******]

بیگم صغیرہ اسلام: 12 [********]

وزیر امداد باہمی: 13 [********]

جناب سپیکر: 14 [******]

جناب عبد القادر شاہین: 15 [*********]

وزیر امداد باہمی: 16 [********]

جناب سپیکر: 17 [******]

جناب عبد القادر شاہین: 18 [*********]

جناب سپیکر: 19 [******]

وزیر امداد باہمی: 20 [********]

جناب سپیکر: میاں صاحب ۔ تشریف رکھیں آپ سب حضرات تشریف رکھیں ۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب سپیکر! رانا صاحب کچھ کہنا چاہتے ہیں؟ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آپ سب صاحبان تشریف رکھیں۔

***(3 - 20) بحکم جناب سپیکر حذف کر دیا گیا۔

بیگم فوزیہ بہرام، جناب سپیکر ! میں یہ عرض کرنا چاہوں گی کہ جس قسم کی باتیں یہاں ہوتی ہیں اس قسم کی باتیں میں نے کبھی محلوں میں اور گلیوں میں بھی نہیں سنیں۔

آوازیں، (Shame , Shame)

بیگم فوزیہ بہرام، میں دونوں اطراف کے بھائیوں سے کہتی ہوں کہ وہ اس بات کا خیال رکھا کریں کہ ہم یہاں بیٹھی ہوتی ہیں اور جس قسم کی باتیں آج شاہین صاحب نے کی ہیں اور رانا صاحب نے بھی جس قسم کی باتیں کی ہیں یہ میرے لیے مناسب نہیں کہ میں خاموشی سے سنوں۔ میں عورت ہوں اور ان کے رویہ کے خلاف پانچ منٹ کے لیے واک آؤٹ کرتی ہوں۔

(اس مرحلہ پر بیگم فوزیہ بہرام صاحبہ ایوان سے باہر چلی گئیں)

جناب سپیکر، جی۔ رانا شوکت محمود صاحب بات کرنا چاہتے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (رانا شوکت محمود)، جناب والا ! یہ بہت افسوس ناک ہے۔ کل بھی اس ایوان میں تقریریں ہوئیں میں نے عرض کی کہ یہ اس صوبے کا مقتدر ترین ادارہ ہے اور لوگ ہم پر نظریں لگائے بیٹھے ہیں کہ ہم ان کے مسائل حل کرنے کے لیے کیا کرتے ہیں لوگ انتہائی تکلیف اور دکھ میں ہیں لوگ افسر شاہی کے ہاتھوں اور مہنگائی کی وجہ سے بہت تنگ ہیں بے روزگاری کے ہاتھوں تنگ ہیں غربت کے ہاتھوں تنگ ہیں لیکن اس ایوان میں ہمیں جو بھی وقت ملتا ہے اسے اس طریقے سے ضائع کرنا انتہائی افسوس ناک ہے اس ایوان میں جو باتیں ہوئیں اس میں اس چیز کا کوئی جواز نہیں کہ مرکز کی پارٹی کو یہاں زیر بحث لایا جائے اس صوبے میں ہمارے اپنے بہت سے مسائل ہیں ہماری اپنی تکلیفیں بہت ہیں ہمارے اپنے عوام کے دکھ بہت ہیں کیا تھانوں میں ظلم بند ہو گئے کیا چوری بند ہو گئی کیا ڈاکے بند ہو گئے کیا رشوت بند ہو گئی کیا مہنگائی ختم ہو گئی ہے کیا بد دیانتی اور غنڈہ گردی بند ہو گئی ہے کیا بازاروں میں لوگ اس وقت امن اور چین سے بیٹھے ہیں۔ تو جناب والا۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ جب ہم اپنے مسائل چھوڑ کر مرکزی قیادت کی بات کرتے ہیں تو پھر اس کا کوئی جواز نہیں وہ یہاں ہے نہیں۔ یہاں ان کا کوئی ذکر نہیں۔

دوسرے جناب والا ! میں یہ سمجھتا ہوں کہ خواتین کے بارے میں ہمیں نہایت ادب اور اخلاق کے ساتھ بات کرنی چاہیے جو بھی خاتون ہو۔ خواتین کا احترام ہو معاشرے میں ضروری ہے ہر جگہ پر ضروری ہے اور ہر جگہ ہوا ہے ہوتا ہے اور ہوتا رہے گا۔ وہ معاشرہ مہذب کہلا ہی نہیں سکتا جو

خواتین کا احترام نہ کرے ۔ یہی مذہب ہے ' یہی اخلاق ہے ' یہی دین ہے ۔ جناب میں یہ سمجھتا ہوں کہ چونکہ یہاں اس قسم کے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں جن کی ضرورت نہیں تھی اور وہ بھی ہمارے ایک ایسے معزز رکن کی طرف سے جو خود وزیر ہیں اور خود ایک ایسی برادری سے تعلق رکھتے ہیں جو خواتین کا بے حد ادب اور احترام کرتی ہے ۔ پنجاب میں تو بنیاد ہی یہی ہے کہ ہم خواتین کا احترام کریں ۔ یہ پنجابی معاشرے کی بنیاد ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہم ان کے اس رویے کے خلاف 5 منٹ کے لیے احتجاجاً واک آؤٹ کریں ۔

وزیر مال: جواب تے سن جاؤ ۔

اپوزیشن: جواب ہے نہیں آپ کے پاس۔

(اس مرحلہ پر اپوزیشن کے تمام معزز ارکان واک آؤٹ کر گئے)

وزیر امداد باہمی: ایہہ پیپلز پارٹی بلے بلے والی گل اسے ہور کوئی گل نہیں ۔ جناب سپیکر میں نے کوئی نازیبا الفاظ نہیں کہے ۔

چودھری محمد اعظم چیمہ: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر ۔۔

جناب سپیکر: رانا صاحب چیمہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔ رانا صاحب آپ تشریف رکھیں ۔

چودھری محمد اعظم چیمہ: جناب سپیکر ! پوائنٹ آف آرڈر ۔۔ عالی جاہ ! میں یہ نہیں کہتا کہ ایک طرف سے بات ہوئی اور دوسری طرف سے نہ ہوئی ۔ بات یہ ہے کہ آغاز کہاں سے ہوا۔ سوال کا جواب یہ تھا کہ اس بیوہ کو رقم کیوں نہ دی گئی اور جو جواب میں درج ہے اس سے وفاقی حکومت کے فنڈ منجمد کرنے کا ذکر موجود ہے۔ اب ایک صاحب تو عمر رسیدہ آدمی تھے جو ہمارے پنجاب کے وزیر بھی ہیں ان کے بارے میں انھوں نے کہا ہے فنڈ وفاقی حکومت نے اس لئے بند کر دیا ہے کہ رانا صاحب یہاں پنجاب میں وزیر ہیں۔ یعنی ایک طرف سے اس قدر حرکت کی گئی اور اس کو برداشت کیا گیا۔ اس کے بعد اگر کسی بیوہ کا احتراماً نام لے لیا جائے کہ جو وفاق میں وزیر ہوسکتی ہے یا کوئی بیوہ ممبر ہوسکتی ہے اس میں وہ غیر پارلیمانی کون سے بات آفت میں گر چکی تھی۔ میں فاضل ممبران اپوزیشن سے جناب کی وساطت سے اپیل کروں گا کہ ایسی باتیں اخبارات کو زینت بنتی ہیں اس طرح سے واک آؤٹ کرنے پر لیکن ان کو بھی چاہیئے کہ اپنی زبان' اپنے ذہن' اپنے دل پر یہ احساس

کریں کہ لوگ بھی کچھ نہ کچھ عزت و احترام رکھتے ہیں۔ اگر وہ ہمارے وزیر کے خلاف ایسی بات کرتے ہیں تو ہم ایسا بھی نہیں کر سکتے کہ ان کو جواب دے سکیں یا کوئی بات ایسی نہیں جو کہ پارلیمانی روایت کے منافی ہو۔ جناب والا! یہ ان کا جانا' ان کا واک آؤٹ کرنا بالکل روایات اور پارلیمانی روایات کے منافی ہے اور اصول کے خلاف ہے۔

وزیر قانون، اجازت ہے جناب۔۔

جناب سپیکر، جی۔۔۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میری یہ بڑی زبردست خواہش تھی کہ موجودہ اجلاس جو کہ اپوزیشن نے طلب کیا ہے اس میں اپوزیشن کا بھرپور تعاون حاصل رہے گا اور ہم اس اجلاس کو مثالی اجلاس بنائیں گے۔ ایسا اجلاس بنائیں گے کہ ہاؤس کے اپنے اندرونی معاملات کو بطریق احسن چلا کر ہم ایک نمونہ پیش کریں گے کہ یہ جو باہر ہماری کچھ اس قسم کی مرکزی حکومت اور صوبائی حکومت کے درمیان غلط فہمی ہے اس کو ختم کرنے کے لئے بھی ہم اپنے اس اجلاس کی کارروائی سے رہ نمائی حاصل کریں گے۔ جناب والا! رات ہی اس سلسلہ میں آپ نے اپوزیشن کے کچھ مقتدر ممبران کو دعوت دی تھی تاکہ اس ہاؤس کے معاملات بطریق احسن چلانے میں مدد مل سکے۔ آپ نے جن جذبات کا اظہار کیا جناب قائد حزب اختلاف نے جن جذبات کا اظہار کیا اور میں نے بھی کچھ اس سلسلہ میں آپ کی خدمت میں گزارشات پیش کی تھیں اس کے پیش نظر مجھے یہ توقع تھی کہ آج تو ہمارا ہاؤس اس طریقے سے چلے گا جس پر ہم فخر کر سکیں۔ جناب والا! جب ہمارے اپوزیشن کے بھائی ہمارے ایک معزز بزرگ جو کہ ہمارے seasoned parliamentarian ہیں اور جن کا stay یہاں پر اس اسمبلی میں ہم سب سے زیادہ ہے ان کے بارے میں چور' ڈاکو کا لفظ استعمال کریں گے تو جناب والا آپ بتائیں کہ پھر اس کا reaction ہونا تو بالکل ایک فطری امر ہے۔

(اس مرحلہ پر اپوزیشن کے معزز ارکان ہاؤس میں واپس آگئے)

جناب والا! مجھے خوشی ہے کہ اپوزیشن کے جو ہمارے بھائی ہیں وہ بھی تشریف لا چکے ہیں۔ کل بھی جناب جب ہاؤس میں موجود نہیں تھے میری یہ جو معزز ممبران ہاؤس میں موجود تھے وہ بھی اس بات کے شاہد ہیں' جو پریس گیلری میں ہمارے پریس کے بھائی بیٹھے ہیں یا اخبار کے جو سننے والے تھے وہ بھی اس بات کے شاہد ہیں کہ میں نے بڑی کوشش اور محنت کر کے ڈون سکول سوسائٹی پر بحث

کرنے کے لیے اپنے ممبرز کو روکا تھا کہ آپ کورم کا پوائنٹ آف آرڈر ریز نہ کریں۔ وہ بار بار مجھے آکر کہتے تھے کہ وہ تو ڈون سکول سوسائٹی کی بات ہی نہیں کر رہے وہ تو باتیں کر رہے ہیں اس قسم کی جو کہ بلاوجہ ہمیں اشتعال دے رہے ہیں تو آپ ہمیں اجازت دیں کہ ہم کورم کا سوال اٹھائیں۔ میں نے ان کو سختی سے منع کیا تھا کہ میری یہ ان کے ساتھ commitment ہے اور اس پر ہم نے آج ہر قیمت پر سیر حاصل بحث کرنی ہے بلکہ اس کے لیے میرا اور وصی ظفر صاحب کا جو فیصلہ ہوا تھا وہ 7 یا 7-30 بجے تک کا تھا جو جناب کو میں نے convey کرایا۔ اس پر ہم نے 45 منٹ ٹائم اور بڑھایا تھا۔ میں نے اس میں صرف 10 منٹ بات کی تھی باقی اس میں ہم نے اپنے تمام اپوزیشن کے معزز بھائیوں کو موقع دیا تھا تو میں نے کل بھی اس وقت جب اس قسم کا ماحول پیدا ہوا تھا تو میں نے جناب رانا صاحب کی خدمت میں اپیل کی تھی اور گزارش کی تھی کہ مہربانی کر کے وہ اس کا نوٹس لیں اور میں نے جیسے پہلے عرض کیا ہے کہ رات میں نے آپ کے گھر بھی رانا صاحب کو یہ دعوت دی تھی اور میں اب بھی ہاؤس کی اس فلور پر رانا صاحب کو یہ دعوت دیتا ہوں کہ وہ کوئی Code of Conduct بنا لیں اور خود بنا لیں میں اس پر سختی سے عمل درآمد کرانے کی اپنے جو معزز ممبران ہیں ان کی ذمہ داری لیتا ہوں۔ اپنے معزز ممبران کی وہ ذمہ داری لیں تاکہ اس ہاؤس کے معاملات کو بطریق احسن چلایا جا سکے جناب والا یہ ساری دنیا دیکھ رہی ہے۔ سارا ملک دیکھ رہا ہے۔ سارا صوبہ دیکھ رہا ہے۔ اس طریقے سے معاملات کو چلانے سے نہ اس ہاؤس کی عزت میں اضافہ ہو رہا ہے' نہ ہمارے معزز اراکین کی عزت میں اضافہ ہو رہا ہے اور نہ ہی ہم کوئی اچھی روایات قائم کر رہے ہیں۔ شکریہ!

جناب سپیکر: میاں صاحب آپ بات کرنا چاہتے ہیں؟

میاں منظور احمد موہل: جی جناب سپیکر۔۔

جناب سپیکر: آپ ارشاد فرمائیے۔

میاں منظور احمد موہل: جناب والا! یہ جو صورت حال پیدا ہوئی ہے میرے خیال میں دونوں طرف سے کسی کا یہ مقصد اور مدعا نہیں تھا لیکن جب کس قیادت کی یا کوئی ایسی بات ہو جاتی ہے تو لازمی امر ہے کہ جذبات مجروح ہوتے ہیں اور اس طرح کی تلخی پیدا ہوتی ہے تو میں چاہوں گا کہ اس دوران دونوں طرف سے جو بھی چیز ریکارڈ پر آئی ہے جناب والا! وہ حذف ہو جائے تاکہ آئندہ آنے والی نسلیں اس کو نہ پڑھ سکیں۔

جناب محمد اسلم گورداسپوری: پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔

جناب سپیکر: جی ملک صاحب پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔

جناب محمد اسلم گورداسپوری: جناب سپیکر! محترم وزیر قانون نے جو کچھ کہا بہت بجا کہا اور پارلیمانی ایوان کی یہی روایت ہے کہ وہاں شرافت اور تہذیب جو کہ دنیا ان سے توقع رکھتی ہے اس کا آئینہ دار ایک ایوان اور ایک معزز رکن ہونا چاہیئے۔ یہ ہم کسی بند کمرے میں بات نہیں کر رہے۔ یہ ہاؤس پوری دنیا کے سامنے چل رہا ہے۔ میں نے ضمنی سوال میں از راہ کرم یہ کہا تھا کہ یہ ایک بیوہ کا مسئلہ ہے قواعد و ضوابط سے ہٹ کر بات کی جائے۔ اس کو اس کا کرایہ دیا جائے جس پر وزیر صاحب نے جو الفاظ استعمال کئے وہ آپ کے ریکارڈ پر ہیں۔ گزارش صرف اتنی کرنے کی ہے کہ ایک عام ممبر کو بھی معاف نہیں کیا جا سکتا اگر وہ تہذیب کے دائرے سے باہر ہو۔ جب ایک شخص کو وزارت کا قلمدان دے دیا جائے اس کو اس کا احساس دلانا بھی بہت ہے۔ براہ کرم کسی طریقے سے وزرا کرام کو خصوصاً رانا صاحب کو اس بات کا احساس دلایا جائے کہ اب ان کی حیثیت اس ہاؤس میں کچھ مقتدر ہے۔ اب ان کے منہ سے نکلا ہوا لفظ وہ نہیں ہے جو کبھی وہ پہلے کبھی اپنی سیٹ پر بیٹھ کر جو وہ کہتے تھے اس کے مفہوم لوگ نہیں لیا کرتے تھے۔ آج ان کی ہر بات کا ہر لفظ کا لوگ معنی سمجھتے ہیں اور اس کا جواب دینا بہت ضروری ہوتا ہے۔ ان سے کہیے کہ وہ کم از کم آداب اور اپنی عمر کے لحاظ سے اپنے مقام کے لحاظ سے مرتبے کے لحاظ سے اب گفتگو کیا کریں اور کم از کم اس ہاؤس کے آداب اور وزارت کے آداب سے کیا کریں۔ بہت مہربانی۔

وزیر امداد باہمی (رانا پھول محمد خان)، جو کچھ میرے معزز دوست اسلم گورداسپوری نے فرمایا ہے میں اس سلسلے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے قطعاً بد نیتی کے تحت یا طنز کے تحت بات نہیں کی۔ میں نے یہ عرض کیا تھا کہ وہ معاہدہ جو کرایہ نامہ کے سلسلے میں ہے وہ منگوا کر ان کو دکھا دوں گا۔ بیوگان تو یہاں بہت ہیں اور بہت غریب بھی ہیں اور کوئی سینئر وزیر بھی ہیں۔ لہٰذا بیوہ ہونے سے تو انکار نہیں ہو سکتا۔ میں نے اس سلسلے میں کوئی غیر مہذب لفظ استعمال نہیں کیا۔ جہاں تک اس بات کا تعلق تھا تو یہ گرانٹ مرکز نے روکی ہے۔ یہ گرانٹ ان کے لیے آتی ہی مرکز سے تھی، کیونکہ یہ صوبائی گرانٹ نہیں تھی جس سے وہ کرایہ دیا جا سکتا۔ مرکزی حکومت نے چونکہ گرانٹ کے سلسلے میں ہاتھ کھینچ لیا تھا۔ اس کی وضاحت کرنا بھی کوئی برائی نہیں۔ اس کے علاوہ میں نے کوئی

زیادتی کے الفاظ استعمال نہیں کئے لیکن میرے بارے میں جو الفاظ استعمال کئے گئے' میری ایک بھتیجی نے اور میرے ایک فاضل رکن نے جنہوں نے ٹائی پہنی ہوئی ہے میں ان کے نام سے واقف نہیں ہوں' شاید ان کے والد کے نام سے واقف ہوں' بہرحال ان برخوردار کے نام سے واقف نہیں ہوں' میں نے تو کوئی ایسے الفاظ ان کے بارے میں استعمال نہیں کئے۔ ہاں اگر دھمکی' دھونس اور دھاندلی سے اگر اس ایوان میں وہ رعب جمانا چاہتے ہیں تو وہ نہیں چل سکتا۔ حقیقت کو حقیقت کہنا پڑے گا۔ اس کے باوجود اگر میرے کوئی ایسے الفاظ ہیں جن سے ان کے جذبات مجروح ہوئے ہیں تو میں اپنے وہ الفاظ بھی واپس لینے کے لیے تیار ہوں۔ آپ بطور جج اس بات کا فیصلہ کر دیں۔ رانا شوکت محمود اس پر فیصلہ کر دیں کہ زیادتی میری طرف سے ہوئی ہے یا ان کی طرف سے ہوئی ہے۔ اگر کوئی زیادتی کرے گا تو اینٹ کا جواب پتھر سے ضرور دیا جائے گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

سید نذر حسین کیانی، جناب رانا صاحب کو وزیر صاحب کو وزیر بنایا ہی اس لیے گیا ہے؟ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ یہ جو ساری بحث وتمحیص ہوئی ہے رانا صاحب کے جواب دینے کے بعد۔ اس میں کئی باتیں نا شائستہ ہوئی ہیں' غیر مہذب ہوئی ہیں۔ وہ غیر مہذب اور غیر پارلیمانی الفاظ جو یہاں استعمال کئے گئے ہیں ان کو میں کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔ اگر کسی معزز رکن کی طرف سے کوئی ایسے الفاظ ان کی زبان سے نکلتے ہیں' جس سے آپ سمجھتے ہیں کہ اس سے دل آزاری ہوئی ہے۔ تو اس میں تھوڑا سا تحمل اور بردباری کا ثبوت دیا جائے۔ اگر دوسری طرف سے بھی ایک معزز رکن اس بات کا سیاسی انداز میں' جمہوری انداز میں اور پارلیمانی آداب کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے جواب دے تو بہتر ہے۔ میرے خیال میں یہ سب سے بڑی سزا ہوتی ہے اس معزز رکن کے لیے جس کی زبان سے غیر شائستہ الفاظ نکل جاتے ہیں۔ اور اگر ایک طرف سے غیر شائستہ الفاظ نکل جائیں جو آپ سمجھتے ہیں کہ غیر شائستہ ہیں اور دوسری طرف سے اٹھ کر دس آدمی غیر شائستہ الفاظ کہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس سے شائستگی کا قتل عام ہو جاتا ہے۔ یہ ایوان ایک باوقار ایوان ہے۔ اس کے وقار میں آپ نے اضافہ کرنا ہے۔ یہ آپ کا ایوان ہے یہ آپ کے وقار کا مسئلہ ہے۔ اس میں کسی اور کا وقار شامل نہیں۔ اس میں تمام ممبران کا وقار شامل ہے۔ ازراہ کرم اپنے وقار کا خیال کیجئے۔ اپنی عزت کا اور اپنے احترام کا خیال کیجئے اور اس ایوان کے وقار میں اضافہ کیجیے۔

اس کے بعد اگلا سوال۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، جناب والا! وقفہ سوالات کا وقت ختم ہو چکا ہے۔

جناب سپیکر، وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر امداد باہمی: جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر، بقیہ سوالات ایوان کی میز پر رکھ دیے گے ہیں۔

وزیر صنعت و معدنی ترقی، جناب والا! میں بھی بقیہ سوالات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر، بقیہ سوالات ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں محنت اور اطلاعات کے سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر، بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے ہیں۔

جناب امان اللہ خان ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میرے ایک سوال کے جواب میں لکھا ہوا ہے کہ ابھی جواب موصول نہیں ہوا۔ رانا صاحب اس پر فرمائیں گے کہ ان کا جواب رانا چندر سنگھ نے دینا ہے۔ ان کے جواب انڈیا سے آئیں گے یا کہاں سے آنے ہیں۔ کیونکہ تین ماہ پہلے میں نے سوال دیا تھا۔

جناب سپیکر، آپ کس سوال کے جواب کی بات کر رہے ہیں؟

جناب امان اللہ خان، سوال نمبر 827 اور 828

جناب سپیکر، لیکن جناب وقفہ سوالات تو ختم ہو گیا ہے۔

جناب امان اللہ خان، جناب میں نے تو پوائنٹ آف آرڈر پر یہ پوچھا ہے کہ یہ جواب کہاں سے آئیں گے۔ اگر تین ماہ میں بھی سوالات کے جوابات نہیں آسکتے۔ تو وزیر موصوف اپنے بردار رانا چندر سنگھ سے کہیں کہ وہ ان کی امداد کے لیے کچھ بھیج دیں۔

وزیر امداد باہمی: جناب سپیکر! ان کے حدود اربعہ سے تو میں واقف نہیں کہ یہ کس نسل سے تعلق رکھتے ہیں۔ معزز رکن کو چندر سنگھ کیوں چبھتا ہے؟ جب پیپلز پارٹی کا ٹکٹ دیا اس وقت اس کو اچھا کہتے تھے آج اس کو برا کہتے ہیں۔ وہ ایک بزرگ ہیں ہم بھی ان کو اپنا بزرگ سمجھتے ہیں۔

جناب امان اللہ خان: جناب والا! جب تین ماہ میں اس کا جواب نہیں آ سکتا تو پھر کب آئے گا؟ اس سوال کا جواب کہاں سے آتا ہے؟

جناب سپیکر: یہ سوال آپ اس وقت اٹھا سکتے ہیں جب وقفۂ سوالات میں اس سوال تک پہنچتے اور رانا صاحب یہ کہتے ہیں کہ اس سوال کا جواب ابھی تک ہمارے پاس نہیں آیا۔ تو ہم ان سے کہتے کہ آپ کے محکمے کی طرف سے اب تک سوال کا جواب کیوں موصول نہیں ہوا؟ لیکن چونکہ وقفۂ سوالات میں یہ سوال take up ہی نہیں ہوا۔ اس لیے اب اس پر کیا بات کریں۔

SARDAR SIKANDAR HAYAT KHAN: Point of order

Sir, Although the Question Hour is over but I would request you kindly to let us know the date on which questions regarding law and order situation would be taken up. The Question Hour regarding questions on law and order situation was suspended and you very kindly and graciously remarked that these would be taken up later on I request that a specific date may be given

جناب سپیکر: سردار صاحب کل اس پر فیصلہ ہوگیا تھا۔ وزیر قانون اور قائد حزب اختلاف کی رضامندی سے اس کو معطل کیا گیا تھا۔ اس کے لیے کوئی خاص تاریخ مقرر نہیں ہوئی تھی۔ اور نہ ہی اس میں تاریخ مقرر کرنے کا کوئی مطالبہ تھا۔ اس میں یہ طے ہوا تھا کہ اگلی دفعہ اپنی باری پر پیش ہوں گے

SARDAR SIKANDAR HAYAT KHAN: When the Question Hour regarding law and order was suspended, Makhdoom Altaf stood up and requested you to give a specific date and time for this purpose. Sir, those questions were very very important and most relevant. Those questions are the crux of this Assembly and a specific date should be given for their answers

جناب سپیکر: آپ نے خود ہی اس کو معطل کیا ہے؟

SARDAR SIKANDAR HAYAT KHAN: It was suspended for that particular date and time and you were kind enough to remark that it would be taken up later on

جناب سپیکر : سردار صاحب یہ کل طے نہیں ہوا تھا --- ہم دیکھیں گے کہ یہ کس وقت adjust ہو سکتے ہیں۔

SARDAR SIKANDAR HAYAT KHAN: I would still request that specific date may kindly be given for the questions & answers regarding law and order situation during this session. I shall be grateful if a definite date is given because those questions are most relevant and critical and answers to them should be given during this session.

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

یونین کونسل محمد پور میں اطلاعات و نشریات کا عملہ تعینات کرنے کیلئے اقدامات

*152. صاحبزادہ ممتاز احمد: کیا وزیراعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) آیا یہ امر واقع ہے کہ محکمہ اطلاعات و نشریات دیہاتوں میں اصلاحی فلمیں کاشت کاروں کے لیے زرعی فلمیں اور منصوبہ بندی وغیرہ کے لیے فلمیں دکھانے کا بندوبست کرتا ہے۔

(ب) کیا حکومت اس امر سے باخبر ہے کہ محکمہ اطلاعات کا عملہ بعض پسماندہ علاقوں میں جانے کو تیار نہیں جس کی وجہ سے وہاں کے کاشت کار مفید معلومات سے محروم رہتے ہیں۔

(ج) سال 1985ء سے لیکر اب تک محکمہ اطلاعات و نشریات کے عملے نے یونین کونسل محمد پور تحصیل و ضلع ساہیوال کے کن دیہات میں جا کر عوام اور کاشت کاروں کو اپنی فلمیں دکھائیں۔ چکوک کے نام سے مطلع فرمایا جائے۔

(د) اگر جز (ج) بالا کا جواب نفی میں ہے تو اب تک یونین کونسل محمد پور تحصیل و ضلع ساہیوال میں متعلقہ عملہ تعینات نہ کرنے کی وجوہ کیا ہیں جبکہ یونین کونسل مذکور کا کل علاقہ زرعی ہے اور یہاں کے مکین کم تعلیم یافتہ ہیں۔ نیز حکومت کب تک وہاں عملہ کی تعنیاتی کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر قانون (سردار نصر اللہ دریشک):

(الف) نظامت اعلیٰ تعلقات عامہ حکومت پنجاب، صوبہ میں ترقیاتی کاموں اور دیگر فلاحی اقدامات جو

موجودہ حکومت عام آدمی کی بھلائی کے لیے کر رہی ہے۔ پر مبنی دستاویزی فلمیں اپنے گشتی سینما یونٹوں کے ذریعے دیہی علاقوں میں ان کی نمائش کا اہتمام کرتی ہے۔

(ب) محکمہ زراعت کا شعبہ زرعی اطلاعات، زرعی فلمیں تیار کرتا ہے اور وہی ان کی نمائش کرتا ہے۔ گشتی سینما یونٹ کا اہم مقصد پسماندہ علاقوں میں عوام کی فلاح و بہبود کے لیے حکومت کی جانب سے کی جانے والی کوششوں کو اجاگر کرنا ہے۔ اس مقصد کے حصول کے لیے گشتی سینما یونٹ ہر ماہ بیس سے پچیس یوم تک صوبہ کے دوردراز دیہی علاقوں میں دستاویزی فلموں کی نمائش کرتے ہیں۔

(ج) ضلعی سطح پر گشتی سینما یونٹوں کا اجراء جولائی 1987ء سے کیا گیا۔ محمد پور یونین کونسل کے مندرجہ ذیل دیہات میں ان کے سامنے لکھی ہوئی تاریخوں کو دستاویزی فلموں کی نمائش کی گئی۔

نمبر شمار	نام	تاریخ
1T	محمد پور	5-7-87
2T	66/جی ڈی	3-11-88

محمد پور یونین کے بقیہ دیہات کو آئندہ پروگرام میں شامل کر لیا جائے گا۔

(د) کسی مقام پر بھی عملہ مستقل طور پر متعین نہیں کیا گیا بلکہ دستاویزی فلموں کی نمائش گشتی سینما یونٹوں کے ذریعے کی جاتی ہے۔

محکمہ تعلقات عامہ میں غبن کی تحقیقات

*612۔ میاں محمود الرشید: کیا وزیراعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) آیا یہ درست ہے کہ محکمہ تعلقات عامہ کے ایک افسر جب سرگودھا میں بطور اسسٹنٹ ڈائریکٹر تعینات تھے تو ان کے خلاف کم و بیش 90 ہزار روپے کے غبن کا الزام لگا تھا۔

(ب) اس مبینہ غبن کے سلسلہ میں ایس اینڈ جی اے ڈی اور وزیراعلیٰ کی معائنہ ٹیم کے ذریعہ دو مرتبہ محکمانہ انکوائری کی گئی اور دونوں مرتبہ الزامات درست ثابت ہوئے اور تحقیقاتی افسروں نے افسر مذکور سے یہ رقم وصول کرنے اور اسے قانون کے مطابق سزا دینے کی سفارش کی۔

(ج) اگر جزبالا کا جواب ہاں میں ہے تو کیا اس افسر سے یہ رقم وصول کی گئی اور عین کے جرم میں کوئی سزا دی گئی۔ اگر نہیں تو سرکاری رقم کی عین سے چشم پوشی کی وجوہ کیا ہیں؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ اس خائن افسر کو سزا دینے کے بجائے ترقی دینے کی کوشش کی جارہی ہے اگر ایسا ہے تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر قانون (سردار نصر اللہ دریشک)۔

(الف) صحیح ہے۔

(ب) اس حد تک صحیح ہے کہ انکوائری افسروں نے اپنی سفارشات دی تھیں تاہم آخری انکوائری کے بعد افسر مجاز اور اتھارٹی نے اس سے تکنیکی بنیادوں پر اتفاق نہ کیا اور انکوائری کو ترک کر دیا گیا۔ لیکن ضابطے کے مطابق حساب فہمی کی کارروائی جاری ہے۔

(ج) جز "ب" کی روشنی میں اس سوال کا اطلاق نہیں ہوتا۔

(د) کسی سرکاری ملازم کی ترقی کا کام سلیکشن بورڈ یا کمیٹی کے ذمہ ہوتا ہے جو ملازمت کے کوائف اہلکار کی استعداد اور کارکردگی کے پیش نظر فیصلہ کرتا ہے۔ اہلکار مذکور کو نام بورڈ کے سامنے پیش ہوا تھا لیکن بورڈ نے تمام امور کا جائزہ لینے کے بعد انہیں اگلے درجے میں ترقی دینے کا فیصلہ ملتوی کر دیا۔

محکمہ امور پرورش حیوانات

گورنمنٹ وٹرنری ہسپتال کے عملہ کی تفصیلات

*218- چوہدری قربان علی چوہان، کیا وزیر لائیوسٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) گورنمنٹ وٹرنری ہسپتال بورے والہ کے عملہ کی تعداد کیا ہے عہدہ اور تنخواہ کا گوشوارہ بیان کیا جائے۔

(ب) مذکورہ وٹرنری ہسپتال کے عملہ کی مدت تعیناتی کیا ہے۔ نیز اس کے زیر تحت چلنے والے چھوٹے ہسپتال اور عملہ کی تفصیل کیا ہے؟

ویٹرنری ہسپتال بورے والا کے عملہ سے متعلقہ تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	عہدہ	نوعیت ملازمت	تعداد ملازمین	بنیادی سکیل	موجودہ ماہوار تنخواہ
1	ویٹرنری آفیسر (ہیلتھ)	صوبائی حکومت	1	17	3925/- روپے
2	ویٹرنری کمپونڈر	ضلع کونسل وہاڑی	1	6	1061/- روپے
3	سٹاک اسسٹنٹ	صوبائی حکومت	5	6	1248/-1 روپے 1145/-2 روپے 781/-3 روپے 753/-4 روپے 753/-5 روپے
4	ماشکی	ضلع کونسل وہاڑی	1	1	730/- روپے
5	سینٹری ورکر	"	1	1	626/- روپے

(ب) ویٹرنری ہسپتال کے عملہ کی مدت تعنیاتی کی تفصیل یہ ہے کہ:

ویٹرنری آفیسر (ہیلتھ) دو سال سے تعنیات ہے۔

ویٹرنری کمپونڈر تقریباً چار سال سے تعینات ہے۔

ہسپتال میں کل پانچ سٹاک اسسٹنٹ ہیں۔ جن میں سے ایک تقریباً چار سال سے، دو تقریباً ڈھائی سال سے اور باقی دو تقریباً چھ ماہ سے تعنیات ہیں

ماشکی تقریباً چار سال سے

سینٹری ورکر تقریباً تین سال سے

ویٹرنری ہسپتال بوریوالہ کے تحت چار ویٹرنری ڈسپنسریاں زیر انتظام ضلع کونسل اور چھ ویٹرنری سنٹر زیر انتظام صوبائی حکومت کام کر رہے ہیں جن کی تفصیل مع عملہ درج ذیل ہے۔

ویٹرنری ڈسپنسری

-1 ویٹرنری ڈسپنسری مقصود آباد -2 ویٹرنری ڈسپنسری ساہو کا

-3 ویٹرنری ڈسپنسری ساندریا -4 ویٹرنری ڈسپنسری 303/E.B

ہر ویٹرنری ڈسپنسری میں ایک ویٹرنری کمپونڈر۔ ایک ماشکی اور ایک سینٹری ورکر ضلع کونسل کی طرف سے مہیا کردہ ہیں۔

ویٹرنری سینٹر

(1)	ویٹرنری سنٹر	(2) 142/E.B	ویٹرنری سینٹر		148/E.B
(3)	ویٹرنری سینٹر	(4) 313/E.B	ویٹرنری سینٹر		331/E.B
(5)	ویٹرنری سینٹر	(6) 483/E.B	ویٹرنری سینٹر		533/E.B

ان تمام ویٹرنری سینٹروں میں ایک ایک سٹاک اسسٹنٹ محکمہ لائیو سٹاک کی جانب سے تعینات ہے۔

ڈائریکٹر پولٹری ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کی ایک ہی جگہ تین سال سے زیادہ عرصہ تعنیاتی کی وجوہات

*387- جناب فضل حسین راہی، کیا وزیر لائیو سٹاک اینڈ ڈویلپمنٹ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ سلیم قریشی ڈائریکٹر پولٹری ریسرچ انسٹی ٹیوٹ راولپنڈی تقریباً بیس سال کے عرصہ سے مسلسل اسی اسامی پر تعینات ہیں۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ محمد اسلم قریشی مذکور ون یونٹ کے زمانہ میں ڈائریکٹر پولٹری پروڈیکشن تھا اور ون یونٹ کے خاتمہ کی بعد لاہور میں ڈائریکٹر پولٹری پروڈیکشن کی اسامی پر تعینات رہا۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ڈائریکٹر مذکور نے اپنی ذاتی کوششوں سے اور پسند کے ذریعے اپنا دفتر راولپنڈی بحثیت ڈائریکٹر پولٹری ڈویلپمنٹ سنٹر کروا لیا ہے جس پر حکومت پنجاب کا بے تحاشا روپیہ بے جا صرف ہوا ہے

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو ڈائریکٹر مذکور کو ایک ہی عہدہ پر تین سال سے زائد عرصہ تک کیوں متعین رکھا گیا ہے جبکہ یہ کوئی خصوصی اسامی نہیں ہے جس کا کوئی متبادل افسر میسر نہ آسکے کیونکہ ڈائریکٹر مذکور سے زیادہ قابلیت اور تجربہ کے حامل افراد بھی موجود ہیں کیا حکومت افسر مذکور کو سروسز رولز کے مطابق کسی دوسری جگہ تبدیل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر لائیوسٹاک اینڈ ڈیری ڈیولپمنٹ،

(الف) مسٹر محمد سلیم قریشی بطور پراجیکٹ ڈائریکٹر پولٹری پروڈکشن / برائلر پروڈکشن از 8-11-68 تا 29-1-78 متعین رہا۔ اور بطور ڈائریکٹر پولٹری ریسرچ انسٹی ٹیوٹ راولپنڈی از 3-1-78 تا حال کام کر رہا ہے

(ب) مسٹر محمد سلیم قریشی ون یونٹ کی زمانہ میں اور ون یونٹ کی خاتمہ پر مندرجہ ذیل اسامیوں پر تعینات رہا۔

(i) پراجیکٹ ڈائریکٹر برائلر پروڈکشن مغربی پاکستان از 8 نومبر 1968 تا جون 1970۔

(ii) پراجیکٹ ڈائریکٹر پولٹری پروڈکشن سندھ از یکم جولائی 1970ء تا 18 اکتوبر 1971۔

(iii) پراجیکٹ ڈائریکٹر برائلر پروڈکشن پنجاب از 19 اکتوبر 1971 تا 30 جون 1974ء۔

(iv) پراجیکٹ ڈائریکٹر پولٹری پروڈکشن پنجاب از یکم جولائی 1974 تا 29 جنوری 1978ء

(v) ڈائریکٹر پولٹری ریسرچ انسٹی ٹیوٹ راولپنڈی از 30 جنوری 1978ء تا حال

(ج) پولٹری ڈیولپمنٹ سنٹر / ریسرچ انسٹی ٹیوٹ راولپنڈی ایک ترقیاتی سکیم کے ذریعے معرض وجود میں آیا ہے جس کی منظوری محکمہ پلاننگ اینڈ ڈیولپمنٹ پنجاب کی Provincial Development Working Party نے بذریعہ PC-I دی تھی۔

(د) کیونکہ پولٹری ریسرچ انسٹی ٹیوٹ پنجاب ایک علیحدہ کیڈر ہے اور اس کیڈر میں بی پی ایس 19 میں صرف ڈائریکٹر پولٹری ریسرچ انسٹی ٹیوٹ راولپنڈی کی ایک اسامی ہے۔ اس لیے افیسر مذکور کو کسی دوسری اسامی پر تبدیل نہیں کیا گیا۔ جونہی کوئی متبادل اسامی پیدا ہوئی افیسر مذکور کو تبدیل کر دیا جائے گا۔ فی الحال ان کے تبادلہ کی کوئی تجویز زیر غور نہیں ہے۔

مرغیوں کی بیماریوں پر ریسرچ کے لیے اقدامات

*564۔ میاں اظہر حسن ڈار: کیا وزیر لائیو سٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ Hydro Pericardium بیماری کی وجہ سے بیشتر مرغیاں ہلاک ہو جاتی ہیں جس کی سبب پولٹری فارمز مالکان کو کروڑوں روپے کا نقصان ہو جاتا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مرغیوں کی ہلاکت کی وجہ سے نرخوں میں اضافہ ناگزیر ہے جس

کے سبب ایک طرف تو صارفین پریشان ہیں اور دوسری طرف مرغی کے گوشت کی قلت پیدا ہو جاتی ہے۔

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت نے ان بیماریوں کے بارے میں کوئی ریسرچ کی ہے تاکہ اس صنعت کو مزید نقصان سے بچایا جا سکے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر لائیو سٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ:

(الف) یہ درست ہے کہ ہائیڈ رو پیری کارڈیم (Hydro Pericardium) بیماری کی وجہ سے پیشتر برائلر چوزوں میں شرح اموات 20 تا 60 فیصد ریکارڈ کی گئی ہے۔ اور اس بیماری سے برائلر فارمز مالکان کو کافی نقصان ہوتا ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ برائلر چوزوں میں ہائیڈ رو پیری کارڈیم کے باعث ہونے والی اموات سے برائلر گوشت کی پیداوار میں کمی پیدا ہوئی ہے اور قیمت میں بھی اضافہ ہوا ہے

(ج) جی ہاں اس بیماری کی تشخیص و کنٹرول کی حکمت عملی قومی سطح پر ہو رہی ہے اور مختلف تحقیقی ادارے بشمول ویٹرنری ریسرچ انسٹیٹیوٹ لاہور۔ نیشنل ایگریکلچرل ریسرچ کونسل اسلام آباد۔ پولٹری ریسرچ انسٹیٹیوٹ راولپنڈی و کراچی۔ زرعی یونیورسٹی فیصل آباد اس مرض کی تشخیص و کنٹرول پر کام کر رہے ہیں اور اب تک کی گئی تحقیق کے جو نتائج سامنے آئے ہیں۔ اس کے مطابق اس مرض کا سبب ایک جرثومہ ایڈ نیو وائرس ہے جو تین تا چھ ہفتہ کی عمر کے برائلر چوزوں پر حملہ آور ہوتا ہے۔ اس مرض کے انسداد کیلئے ویٹرنری ریسرچ انسٹیٹوٹ نے ایک تجرباتی ویکسین تیار کی ہے جو اب تک کئی ہزار برائلر چوزوں میں آزمائشی طور پر لگائی جاچکی ہے۔ جس سے ٹیکہ شدہ 90 تا 97 فیصد چوزے اس بیماری سے متاثر ہونے سے بچ گئے ہیں۔ ویٹرنری ریسرچ انسٹی ٹیوٹ لاہور و دیگر تحقیقی ادارے اس بیماری کی وجوہات کی سلسلہ میں مرغیوں کی خوراک اور دوسرے عوامل پر ابھی مزید تحقیق کر رہے ہیں۔ حکومتی سطح پر اس بیماری کے کنٹرول کے لیے ضروری اقدامات کئے جا رہے ہیں۔ چونکہ یہ ویکسین محدود پیمانے پر مالی وسائل کے مطابق تیار کی جا رہی ہے اور اس کی مانگ بہت زیادہ ہے۔ اس لیے اس سلسلہ میں مزید رقوم فراہم کرنے کے لیے ایک

ترقیاتی سکیم حکومت پنجاب کے زیر غور ہے۔

لیبر کالونی کے پلاٹوں کی الاٹمنٹ کی تفصیلات

*199- چودھری قربان علی چوہان، کیا وزیراعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) بورے والا شہر میں لیبر کالونی کے لیے کوئی جگہ مخصوص کی گئی ہے۔ یا ایسی جگہ پر کوئی الاٹمنٹ ہوئی ہے۔

(ب) اگر جواب ہاں میں ہو تو کالونی کا رقبہ شرح رقبہ شرائط الاٹمنٹ اور فہرست الاٹمنٹ مہیا کی جائے؟

وزیر قانون:

(الف) یہ درست ہے کہ بورے والا میں لیبر کالونی کے لیے جگہ مخصوص ہے۔ جہاں پر پلاٹ تیار کرنے کا ترقیاتی کام جاری ہے۔

(ب) لیبر کالونی کا رقبہ 194 کنال ہے جو کہ سرکاری اراضی ہے اور بلا قیمت حاصل کی گئی ہے۔ کالونی میں تین تین مرلہ کے 567 پلاٹ تیار کیے جائیں گے۔ شرائط الاٹمنٹ حسب ذیل ہیں:

(1) ایسے صنعتی کارکن جن کی ماہانہ تنخواہ -/1500 روپے یا اس سے کم ہو۔

(2) اور وہ ضلع وہاڑی کے ایسے صنعتی اداروں میں ملازم ہوں جو ورکرز ویلفیئر فنڈ کی ادائیگی کر رہے ہوں۔

(3) کارکن کے اپنے پاس یا اپنی بیوی، شوہر اور زیر کفالت بچوں کے نام پر کوئی مکان فلیٹ یا پلاٹ نہ ہو۔

پلاٹ کی زمین مفت دی جائے گی صرف پلاٹ کے ترقیاتی اخراجات جو کہ اندازاً -/8500 روپے فی پلاٹ ہیں۔ ماہانہ اقساط میں وصول کیے جائیں گے۔ پہلی قسط مبلغ -/1000 روپے الاٹمنٹ کے وقت اور باقی ماندہ ہر قسط 100 روپے ماہوار ادا کرنا ہو گی۔

اس کالونی میں ابھی پلاٹ الاٹ نہیں کئے گئے۔

ریٹائر ڈاکٹر کو دوبارہ تعینات کرنے کی وجوہات

*359- میاں اظہر حسن ڈار، کیا وزیراعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈاکٹر محمد اشرف جو کہ ریٹائر ہو چکا ہے اور پنشن یافتہ ہے کو دوبارہ

شاہدرہ سوشل سیکیورٹی ہسپتال میں بطور ٹی بی سپیشلسٹ تعینات کر دیا گیا تھا۔

(ب) اگر جز (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو ایسا کن وجوہات کی بناء پر کیا گیا۔ کیا اس تجربہ کا حامل اور اتنا تعلیم یافتہ کوئی دوسرا شخص مہیا نہیں تھا۔ اور کیا قواعد اور قوانین ایسا کرنے کی اجازت دیتے ہیں۔

وزیر قانون ،

(۹) یہ درست ہے کہ ڈاکٹر محمد اشرف کو سوشل سیکورٹی ہسپتال شاہدرہ میں بطور ٹی بی سپیشلسٹ تعینات کیا گیا ہے۔ مذکورہ ڈاکٹر گورنمنٹ سے ریٹائرشدہ ہے۔

(ب) چونکہ ٹی بی سپیشلسٹ اور اتنے تجربہ کا حامل کوئی اور ڈاکٹر دستیاب نہ تھا لہذا قواعد و قوانین کے مطابق اس کی تعنیاتی کی گئی۔

بے روزگار نوجوانوں کو روزگار فراہم کرنے کے لیے اقدام

*656- چودھری اصغر علی گجر، کیا وزیراعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) حکومت نے تعلیم یافتہ بے روزگار نوجوانوں کو روزگار فراہم کرنے کا کیا منصوبہ بنایا ہے۔ اور اس پر اب تک کتنا کام ہو چکا ہے۔

(ب) اب تک کتنے نوجوانوں کو روزگار دلایا جا چکا ہے اور کتنے بے روزگار ہیں؟

وزیر قانون ،

(الف) حکومت کو بے روزگار افراد کی حالت زار کا پورا پورا احساس ہے لہذا اس ضمن میں حکومت نے صنعت کو سرکاری اور نجی شعبہ میں فروغ کے لیے مختلف سکیموں کا اجراء دیہی علاقوں میں چھوٹی صنعتوں کا قیام' انتظامی اور عدالتی امور کے متعلق اداروں میں توسیع اور تعلیم یافتہ افراد کے ذاتی کاروبار کے لیے قرضہ جات کی فراہمی جیسے اقدامات اٹھائے ہیں جس کے نتیجہ میں تعلیم یافتہ بے روزگار افراد کی فراہمی روزگار کے سلسلے میں خاصی حوصلہ افزائی ہوئی ہے۔ جہاں تک قومی ادارے YIPS کا بے روزگار تعلیم یافتہ افراد کو قرضوں کے اجراء برائے Self employment کا تعلق ہے یہ قرضہ جات قومی بینکوں کی وساطت سے دیئے جاتے ہیں جو اس سلسلے میں زیادہ بہتر صورت حال بیان کر سکتے ہیں

(ب) دفاتر روزگار پنجاب کی معاونت سے مالی سال 89-1988 کی دوران ماہ جولائی 1988ء سے لے

کر ماہ مئی 1989ء تک 40705 بے روزگار افراد کو روزگار ملا اور اسی طرح دفاتر روزگار کی رواں کھاتہ Live Register پر ماہ مئی 1989ء تک 178882 متلاشی روزگار موجود ہیں۔

عرصہ چودہ سال سے ایک ہی جگہ تعیناتی کی وجوہات

*718- جناب محمد وصی ظفر، کیا وزیراعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ رانا رفیق احمد خان اسسٹنٹ مائنز کمشنر عرصہ تقریباً چودہ سال سے راولپنڈی میں تعینات ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ حکومت کی پالیسی کے مطابق کوئی بھی آفیسر تین سال سے زائد کسی ایک جگہ پر تعینات نہیں رہنا چاہیئے۔

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مزکورہ بالا آفیسر کو فی الفور موجودہ جگہ سے تبدیل کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں۔

وزیر قانون،

(الف) جی ہاں

(ب) جی ہاں

(ج) جی ہاں تبدیلی کے احکامات زیر غور ہیں

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

کواپریٹو سوسائٹی پنجاب کا آڈٹ کرنے والی فرموں کی تفصیل

*138- جناب علی اکبر مظہر وینس، کیا وزیر امداد باہمی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سیکشن نمبر 22 کواپریٹو ایکٹ 1958ء کے تحت رجسٹرار کواپریٹو سوسائٹیز 30 فرموں کو آڈٹ کا کام الاٹ کر سکتا تھا۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ سال 88-1987ء میں رجسٹرار کواپریٹو سوسائٹیز پنجاب نے صرف دو فرموں میسرز زیڈ اے اینڈ کمپنی اور میسرز ایس پی احمد کو تمام کام الاٹ کیا۔

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت وضاحت فرمائے گی کہ ان دو فرموں کو کن وجوہات کی بناء پر تمام صوبے کا آڈٹ اور انسپکشن کا کام سونپا گیا ہے۔ اور دوسری فرموں کو نظر انداز کیا گیا؟

وزیر امداد باہمی (رانا پھول محمد خاں):

(الف) یہ درست نہیں ہے۔ کیونکہ کوآپریٹو ایکٹ 1958ء نام کا کوئی ایکٹ موجود نہیں

(ب) درست نہیں ہے۔

اصل صورت حال یہ ہے کہ سال 88-1987ء میں رجسٹرار کوآپریٹو سوسائٹیز پنجاب نے 35 چارٹرڈ اکاونٹنٹ فرموں کو امداد باہمی کے بڑے بڑے اداروں کا آڈٹ کا کام الاٹ کیا تھا۔

(ج) مندرجہ بالا ضمنی (الف) اور (ب) کی روشنی میں مزید وضاحت کی ضرورت نہ ہے۔

محکمہ اطلاعات

لاہور میوزیم کے خصوصی آڈٹ اور فنڈز کے استعمال کی تفصیل

*146- چودھری مہدی حسن بھٹی: کیا وزیراعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ عجائب گھر لاہور حکومت مغربی پاکستان کے آرڈیننس گیارہ آف 1960ء کے حوالے سے جاری کردہ نوٹیفکیشن کے ذریعے حکومت کے ایک مکمل ذیلی شعبے کی بجائے اسے ایک خود مختار ادارہ بنا دیا گیا۔ اور اس خود مختارانہ حیثیت سے یہ ادارہ پوری دو دہائیوں 1968ء سے 1988ء تک آئینی ضابطے کے خلاف محکمہ قانون سے اپنے قواعد و ضوابط منظور کروائے بغیر ہی چلایا جاتا رہا جبکہ اس عرصہ دراز میں حکومت کے خزانے سے مقرر سالانہ بجٹ کے ذریعے لاکھوں روپے حاصل کیے گئے۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ جزو (الف) میں بیان کی گئی صورت حال کی نظیر کسی دوسرے گورنمنٹ کے خود مختار ادارے کی نہیں ملے گی کہ اسے خود مختار بنا دیا جائے اور وہ دو دہائیوں تک حسب دستور محکمہ قانون سے اپنے قواعد اور ضوابط کی لازمی منظوری کے بغیر ہی چلایا جاتا رہا ہے اس صورت حال کے پیش نظر پبلک فنڈز کے استعمال سے متعلق شکوک و شبہات کا پیدا ہونا کیا مناسب و معقول نہ ہے۔

(ج) اگر جزہائے بالا کو جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس بارے میں حسب قانون موثر کاروائی عمل میں لانے اور اکاونٹنٹ جنرل پنجاب کی مخصوص ٹیم کے ذریعے متذکرہ میوزیم کے تمام مالی پہلوؤں کا باقاعدہ آڈٹ (احتساب) کرانے اور دو دہائیوں کے دوران حکومت پنجاب سے حاصل شدہ فنڈز کو کس کس مد پر کیونکر اور کیسے خرچ کیا گیا تاکہ توثیق ہو

سکے کہ فنڈز بغیر کسی زیاں کے صحیح استعمال ہوئے ہیں۔

وزیر اعلیٰ:

(الف) یہ درست ہے کہ گورنمنٹ مغربی پاکستان نے ویسٹ پاکستان گورنمنٹ ایجوکیشنل اینڈ ٹریننگ انسٹیٹیوشن آرڈیننس (WEST PAKISTAN ORDINANCE NO.XI ، 1960 OF 1960) کے تحت لاہور میوزیم کو 1968ء میں ایک خود مختار ادارہ بنا دیا۔

آرڈیننس مذکورہ کے مطابق حکومت نے ایک بورڈ آف گورنرز مقرر کیا جس میں فنانس سیکرٹری اور دیگر متعلقہ سیکرٹریوں کے علاوہ ملک کے ماہر تعلیم، آثار قدیمہ، مزیالوجسٹ اور دانشور مقرر کیے۔ موجودہ بورڈ میں دو ایم پی اے اور ایک سابق سینیٹر بھی شامل ہیں۔ مذکورہ آرڈیننس میں بورڈ کو عجائب گھر کے انتظام و انصرام کے اختیار دیئے گئے۔ مذکورہ آرڈیننس کی شق 18 کے مطابق اسے یہ بھی اختیار دیا گیا ہے۔ کہ اگر وہ چاہے تو بعض انتظامی امور کے لیے ریگولیشنز بنا کر حکومت کی منظوری حاصل کرے۔ ایسا کرنا اس کے لیے لازمی نہیں بلکہ اس کی اپنی صوابدید پر منحصر ہے۔ باوجود اس کے بورڈ آف گورنرز نے ریگولیشنز بنا کر حکومت کو بھیج دیئے جن پر منظوری کے بعد عمل درآمد ہو رہا ہے۔ اس دوران قانون کے مطابق عجائب گھر کا عملہ اپنے بورڈ کے قواعد اور احکام پر عمل کرتا رہا اور حکومت اسے معمول کے مطابق سالانہ بجٹ گرانٹ بھی دیتی رہی کا خرچ منظور شدہ طریقہ کار کے مطابق ہوتا رہا اور کوئی خلاف قانون اور بے قاعدہ بات نہیں ہوئی۔

(ب) (الف) کے تحت وضاحت کے بعد اس شق کی جواب کی ضرورت نہیں۔

(ج) جز (الف) اور (ب) کے تحت وضاحت کے بعد کسی کارروائی کی ضرورت نہیں۔ عجائب گھر کے اخراجات کا آڈٹ ہر سال محکمہ لوکل فنڈ آڈٹ کرتا ہے جس کی رپورٹ فنانس سب کمیٹی کے سامنے پیش کی جاتی ہے جس کے ممبران انفارمیشن ڈیپارٹمنٹ اور فنانس ڈیپارٹمنٹ اور عجائب گھر کے نمائندے ہیں۔ اس کمیٹی کی جانچ پڑتال کے بعد رپورٹ عجائب گھر کے بورڈ آف گورنرز کو پیش کی جاتی ہے جو مناسب حکم صادر کرتا ہے۔

کارکنوں کو تنخواہیں دینے کے لیے اقدامات

سید ناظم حسین شاہ: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ وزیر اعلیٰ کے حکم کے باوجود کالونی ٹیکسٹائل مل ملتان اور انڈسٹریل سٹیٹ ملتان کے کارکنوں کی تنخواہیں ابھی تک نہیں بڑھائی گئیں۔ اور سابقہ مطالبات واجبات نہیں دیے گئے۔ اور کارکنوں کے مطالبات پر انتظامی کارروائی کی جاتی ہے۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ ملوں کے کارکنوں کی تنخواہیں بڑھانے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیراعلیٰ:

(الف) یہ درست نہیں ہے۔ درحقیقت وزیراعلیٰ پنجاب کے حکم کے بموجب کالونی ٹیکسٹائل مز ملتان اور انڈسٹریل سٹیٹ ملتان کی کارکنوں کی تنخواہوں میں اضافہ یکم مئی 1988ء سے بشرح -/50 روپے ماہانہ اور یکم جولائی 1988ء سے مزید -/100 روپے ماہانہ پنجاب ایمپلائز سپیشل الاؤنس (پے منٹ) ایکٹ مجریہ 1988ء کے تحت کیا جا چکا ہے۔ اس انڈسٹریل سٹیٹ میں صرف چار کارخانے ایسے ہیں جہاں مندرجہ بالا قانون کی خلاف ورزی کا نوٹس لیا گیا ہے اور ان کا کارخانہ جات کے مالکوں کے خلاف قانونی چارہ گوئی کی گئی ہے۔

(ب) صنعتی کارکنان کی تنخواہوں میں اضافہ متذکرہ بالا قانون کے تحت عمل میں آ چکا ہے۔

سمال انڈسٹریل سٹیٹ کے منصوبہ پر عملدرآمد نہ ہونیکی وجوہات

*38- سردار محمد امجد فاروق خان کھوسہ، کیا وزیرصنعت و معدنی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت ڈیرہ غازی خان میں سمال انڈسٹریز سٹیٹ بنانے کا ارادہ رکھتی ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اس سلسلہ میں زمین کا تعین بھی ہو چکا ہے۔

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اس منصوبہ پر تاحال عملدرآمد نہ ہونے کی کیا وجوہات اور رکاوٹیں ہیں؟

وزیرصنعت و معدنی ترقی (جناب غلام حیدر وائیں):

(الف) جی ہاں۔

(ب) یہ درست ہے کہ پہلے ایک زمین کا تعین ہوا تھا۔

(ج) کارپوریشن نے جس سرکاری اراضی کو حکومت سے لینے کا فیصلہ کیا تھا اس کی قیمت ڈسٹرکٹ اسیسمنٹ کمیٹی نے آٹھ ہزار روپے فی ایکڑ مقرر کی تھی لیکن بعد ازاں کمشنر ڈیرہ غازیخان نے اس کی قیمت پچاس ہزار روپے فی ایکڑ تجویز کی جو زیادہ تھی چنانچہ اس کے خلاف کارپوریشن نے بورڈ آف ریونیو میں اپیل دائر کی کیونکہ ایوان صنعت و تجارت ڈیرہ غازیخان اس قیمت پر زمین خریدنے کے حق میں نہ تھا لیکن جولائی 1988ء میں بورڈ آف ریونیو نے سرکاری زمین پچاس ہزار روپے فی ایکڑ کے حساب سے ہی دینے کا فیصلہ کیا۔ اس پر مزید دس فیصدی سر چارج نجی فروخت کی وجہ سے ادا کرنا قرار پایا۔

کیونکہ یہ صنعتی بستی رول اوور سکیم کے تحت بنائی جائے گی جس کے تحت ڈویلپڈ پلاٹ کی پچاس فیصد لوگوں کو زمین لینے سے پہلے ادا کرنا ہوگی اور باقی قیمت دو مساوی قسطوں میں وصول کی جائے گی۔ پہلی قسط سول ورکس کے ایوارڈ کرنے کے وقت ادا کرنی ہوگی اور دوسری قسط پلاٹ کا قبضہ دینے کے وقت لی جائے گی۔ ایوان صنعت و تجارت نے اس سلسلہ میں ہمیں مطلع کیا ہے کہ مقامی چھوٹے صنعت کار اس قیمت پر خریدی ہوئی زمین پر پلاٹ نہیں لیں گے۔ اس لیے وہ اب متبادل زمین کی نشاندہی کے متعلق سوچ رہے ہیں۔ جیسے ہی متبادل زمین کے بارے میں اطلاع دی اس کے حصول کے لیے مناسب کارروائی عمل میں لائی جائے گی تاکہ زمین حاصل کر کے چھوٹی صنعتوں کی بستی بسانے کا معقول انتظام

کیا جا سکے۔

جناب سپیکر: تحاریک استحقاق کو اب نیک اپ نہ کریں؟

نوابزادہ غضنفر علی گل، جناب والا! میں پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کرنا چاہتا ہوں۔ میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ محکمہ امداد باہمی کے سوالات تو نپٹا دیے گئے۔ اب جناب والا محکمہ جنگلات، محکمہ امور پرورش حیوانات، محکمہ صنعت و معدنی ترقی کے متعلق تو ایک سوال بھی نیک اپ نہیں ہوا۔ کیونکہ ان پہ ہم نے الگ ضمنی سوالات کرنے ہیں۔ آپ سے درخواست ہے کہ باقی جو چار محکمے ہیں ان کو اگلے دن پر رکھ لیا جائے۔ کیونکہ ان کو تو آج ایوان کی میز پہ نہیں رکھا جا سکتا۔ کیونکہ ان کے متعلق تو ایک سوال بھی نہیں اٹھایا گیا۔ صرف ایک محکمے کے متعلق سوالات اٹھائے گئے ہیں۔

جناب سپیکر، یہ آپ کے علم میں ہے کہ آج بھی آپ کی طرف سے یہ سوال اٹھایا گیا تھا کہ آج وقفہ سوالات کو مطل کر دیں۔ اور میں نے ازخود اس پہ فیصلہ دیا کہ وقفہ سوالات کو آج مطل نہیں کرنا چاہیے۔ اور میرے خیال کے مطابق سوالات کا وقفہ ایک رکن کا استحقاق ہے۔ اس کی اتنی اہمیت ہے جتنی امن عامہ پر بحث کی نہیں۔ آپ خود اس کو مطل کرنے کے لیے درخواست کرتے ہیں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، ہم یہ درخواست کرتے ہیں کہ اس کو آگے لے جایا جائے۔ ہم وقفۂ سوالات مطل کرا کے ختم کرانے کے لیے نہیں کہتے۔ یہ چار محکمے جن کے متعلق سوالات آج نہیں نپٹائے گئے ان کو اگلے کارروائی کے دن پر رکھ لیا جائے۔

جناب سپیکر، تاریخ کیسے دی جا سکتی ہے۔ جو سوالات ایک دفعہ آ جائیں۔ ان کا طریق کار یہ ہے کہ آج جو سوالات آئے ہیں ان میں سے جو نیک اپ ہو سکے ہو گئے باقی lapse کر گئے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، یہ پانچ محکموں کے سوالات ہیں۔ ایک محکمے کے وزیر نے جوابات دیے ہیں۔ باقی کی تو باری ہی نہیں آئی وہ کیسے اپنے بقیہ سوالات ایوان کی میز پر رکھے جا سکتے ہیں۔ ان کو آئندہ کسی دن پر رکھا جائے۔ کیونکہ ابھی تک تو ان سوالات پر کوئی بات ہی نہیں ہوئی۔

جناب سپیکر، نوابزادہ صاحب، ابھی تک جو پریکٹس رہی ہے کہ ایک روز میں تین چار محکمہ جات کے سوالات آتے رہے ہیں۔ ان کے علاوہ باقی تمام ٹیبل پر رکھ دیے جاتے تھے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، یہ بری روایت ہے۔ کہ اگر تین یا چار محکمے ہوں تو ان کے لیے 12، 12 یا 15 15 منٹ رکھ لیے جائیں۔ کیونکہ یہ تو علم ہے کہ چار پانچ محکموں کو اکٹھا رکھ دیں اور ایک محکمے کو وقت دیں اور اس میں بھی ہنگامہ آرائی ہو جائے۔

جناب سپیکر، یہ آپ کی بات درست ہے۔ اس پر میں غور کرنے کو تیار ہوں کہ اگر ایک ہی روز کئی محکمہ جات کے سوالات ہوں تو ایک گھنٹے میں سے ہر ایک کے لیے دس دس یا پندرہ پندرہ منٹ مخصوص کر دیے جائیں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، اس لیے ہماری یہ حق تلفی ہے کہ ہم رانا صاحب کو تختۂ مشق بنا لیا اور سردار عارف نکئی صاحب بچ گئے۔ یہاں وزیر امور پرورش حیوانات اور پنجاب حکومت اتنی ماہر ہے کہ ان کی انسانوں پہ نظر کم ہے اور حیوانوں پہ زیادہ ہے۔ اس محکمے کے سوالات پر تو ضرور بحث ہونی چاہیے۔

جناب سپیکر، یہی تو میں چاہتا ہوں

نوابزادہ غضنفر علی گل: یہ حقیقت ہے کہ یہ ہمیں انسان نہیں سمجھتے کیونکہ اگر میاں محمود الرشید کہتا ہے کہ اس کو لگام دو تو یقیناً مجھے انسان سمجھ کے تو نہیں کہتا۔

جناب سپیکر: نوابزادہ صاحب آپ تشریف رکھیں۔ یہی میں چاہتا ہوں کہ ہم اس ایوان کے وقت کے ایک ایک لمحے ایک ایک سیکنڈ میں تخلیقی کام کریں اور حکومت کی accountability کا نظریہ ہے وہ آپ اپنائیں۔ اس کی بجائے کہ یہ وقت شور اور ہنگامے کی نذر ہو جائے۔ اور سب لوگ اپنے اپنے جذبات کا اظہار کریں۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ کا ایک ایک لمحہ قیمتی ہے۔ اس کا آپ صحیح مصرف کریں۔

رانا اکرام ربانی: جناب سپیکر

جناب سپیکر: جی! رانا صاحب

رانا اکرام ربانی: جناب سپیکر! آپ نے درست فرمایا ہے کہ accountability کا تصور اپنانا چاہیئے۔ میں آپ کی اسی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے۔ آپ سے گزارش کروں گا کہ جیسے میرے فاضل دوست امان اللہ خاں صاحب نے بھی کہا ہے کہ سوالات کرنا ہمارا استحقاق ہے جس سے ہم حکومت کی خرابیوں کو ایوان میں لانا چاہتے ہیں اور ایوان کے ذریعے عوام کے سامنے لانا چاہتے ہیں۔ لیکن آپ نے یہ نوٹ کیا ہوگا کہ جن سوالات کے ذریعے ہم ان کی پالیسیوں یا ان کے رویہ کو زیر بحث لانا چاہتے ہوں ان کے متعلق اکثر یہی لکھا ہوتا ہے کہ جواب موصول نہیں ہوا۔ اگر آپ اس کے متعلق بھی کوئی ہدایات دیں کیونکہ یہ سوالات لاہور سیکریٹریٹ سے تو آنے ہوتے ہیں۔

مسئلہ استحقاق

جناب سپیکر: جس وقت یہ معاملہ میرے سامنے آئے گا اور متعلقہ وزیر صاحب کہیں گے کہ " اس سوال کا جواب موصول نہیں ہوا" تو اس وقت میں یہ فیصلہ دوں گا کہ اس سوال کا جواب کیوں موصول نہیں ہوا۔ اور اس بات کو یقینی بناؤں گا کہ آج ہی اس کا جواب آئے یا اگلے روز آئے۔ اب میں تحاریک استحقاق کو ٹیک اپ کرنا چاہتا ہوں۔

سردار سکندر حیات خاں: جناب سپیکر۔ Let me allow to say some thing. It is just a waste of time

جناب سپیکر: میں تحایک استحقاق کو ٹیک اپ کرنا چاہتا ہوں۔ اس کے بعد امن عامہ کی صورت حال

پر بحث بھی ہوئی ہے۔ پھر آپ کہیں گے کہ ہمیں وقت نہیں ملا۔ میں آپ کو بات کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔ میں تحریک استحقاق کو نیک اپ کرتا ہوں۔ مہربانی کر کے تشریف رکھیں۔ سید ذاکر حسین شاہ صاحب۔

باجی نصرت رشید: لاء اینڈ آرڈر پر بات ہوتی رہے گی لیکن یہ ایک جان کا مسئلہ ہے۔ میں اس کے اوپر بات کرنا چاہتی ہوں۔ تھانوں میں جو کچھ ہو رہا وہ ہوتا رہے گا۔ جب تک یہ پنجاب والے بیٹھے ہیں تب تک یہ ہوتا رہے گا۔ اس کے اوپر بعد میں بات ہو۔ یہ بات میرے خاوند کی ہے۔ اس کی زندگی کا سوال ہے۔ یہاں پہ کس طرح میرے ساتھ سلوک ہو رہا ہے۔ میں پنجاب والوں کو یہ بتانا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: سوال یہ ہے کہ آپ نے تحریک سیکریٹریٹ میں دی۔ وہ میں نے منگوا لی ہے۔ یہ میرے پاس ہے۔

باجی نصرت رشید: تو آپ مجھے دو منٹ بات کرنے کا موقع دیں۔ تاکہ میں ان سب کو بتا سکوں کہ میرے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر: میری عرض تو سن لیں۔ یہ تحریک استحقاق آپ نے 5 جولائی کو دی ہے۔ اور بجٹ سیشن کے دوران پہ نیک اپ نہیں ہو سکی۔ جس کے بعد یہ بجٹ سیشن کے دوران lapse کر گئی۔ اب اس کے بعد ایک سیشن اور ہو چکا ہے۔ اب یہ تیسرا سیشن ہے۔ اس میں آپ فرما رہی ہیں کہ آپ کو تحریک استحقاق نیک اپ کرنے کی اجازت دی جائے۔

باجی نصرت رشید: مجھے اس کے متعلق کوئی اطلاع نہیں ملی۔ مجھے یہ معلوم نہیں کہ ایسا کیوں ہوا ہے۔ اگر یہ اب نیک اپ کرنی تھی تو مجھے اطلاع ہوتی۔ میں تو اطمینان سے بیٹھی رہی کہ میں نے اپنی تحریک استحقاق دی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: آپ ایسا کیجیے کہ میں اس تحریک استحقاق کی ایک کاپی آپ کو دیتا ہوں۔ آپ اس سلسلے میں سید ذاکر حسین شاہ سے مشورہ کیجیے اور ان سے دریافت کیجیے کہ یہ جو معاملہ ہے اس کو انضباط کار کے تحت کیسے ایوان میں پیش کیا جا سکتا ہے۔ اور جیسے وہ آپ کو مشورہ دے میرے ساتھ بات کریں۔

باجی نصرت رشید: اس پہ تو مہینے لگ جائیں گے چاہے انسان ادھر سے ادھر ہو جائے۔

جناب سپیکر: آج ہی بات کر لیں۔

باجی نصرت رشید، میں نے تو یہ بھی لکھ کے دیا ہوا ہے کہ جتنے بھی لوگ اپنے میڈیکل چیک اپ کے لیے باہر گئے ہوئے ہیں ان کی لسٹ فراہم کی جائے۔ آپ نے یہ کہا تھا پچھلے اجلاس میں کہ لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی جائے۔ وہ ابھی تک نہیں رکھی گئی۔

جناب سپیکر، جیسے میں نے عرض کیا ہے۔ آپ ان سے مشورہ کرلیں اور پھر میرے ساتھ بات کر لیں۔ اس کو جلدی ٹیک اپ کرلیں گے سید ذاکر حسین شاہ صاحب۔

مہر اختر عباس بھروانہ، جناب والا پوائنٹ آف آرڈر جیسے محترمہ نے فرمایا ہے کہ اس سائیڈ والے پنجاب سے تعلق رکھتے ہیں۔ کیا وہ یہ جانیں گی کہ ان کا تعلق پنجاب سے ہے یا نہیں۔ اگر پنجاب سے نہیں تو پھر کس صوبے سے ہے؟ یا یہ ہندوستان سے آئی ہیں۔

جناب سپیکر، مہر صاحب، مجھے افسوس ہے کہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ سید ذاکر حسین شاہ

صوبہ پنجاب کے اپنے ٹی وی سٹیشن کا قیام

سید ذاکر حسین شاہ، میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ صوبائی وزیر مال جناب ارشد لودھی نے 30 نومبر 1989ء کو پنجاب کابینہ کے اجلاس کے بعد اعلان کیا کہ پنجاب حکومت صوبے میں اپنا ٹی وی سٹیشن قائم کرے گی۔ حکومت پنجاب کا یہ اعلان آئین کی صریحاً خلاف ورزی ہے۔ حکومت پنجاب کا یہ اعلان اگلے روز پریس میں شہ سرخیوں کے ساتھ شائع ہوا ہے۔ صوبائی حکومت آئین کے تحت وفاقی حکومت کی رضا مندی کے بغیر صوبے میں ٹیلی ویژن اسٹیشن قائم کرنے کی مجاز نہیں۔ اس سلسلے میں آئینی پوزیشن بالکل واضح ہے اس میں کسی قسم کا ابہام نہیں پایا جاتا۔ اگر کوئی حکومت اس قسم کا اقدام کرے گی تو وہ آئین کی صریحاً خلاف ورزی کی مرتکب ہوگی۔ آئین کی دفعہ 159 کے تحت صوبائی حکومت وفاقی حکومت کی پیشگی رضامندی اور وفاقی حکومت کے مقررہ قواعد اور اس کی عائد کردہ شرائط کے تحت ہی صوبے میں ریڈیو یا ٹی وی سٹیشن قائم کر سکتی ہے۔ حکومت پنجاب آئین کی دفعہ 159 کی غلط توضیح و تعبیر اور من مانی تاویل کر رہی ہے۔ آئین کی توضیح و تعبیر کے اصولوں اور دفعہ 159 کے معانی ومفہوم سے واقفیت رکھنے والے اس امر کو بخوبی جانتے ہیں کہ صوبائی حکومت وفاق کی اجازت کے بغیر ٹی وی سٹیشن قائم نہیں کر سکتی۔ مزید برآں براڈ کاسٹنگ وفاقی قانون سازی کر سکتی ہے۔ آئین کی دفعہ 142- الف کے

مطابق پارلیمنٹ کو وفاقی قانون سازی کی فہرست میں شامل کسی امر کے بارے میں قوانین بنانے کا بلا شرکت غیرے اختیار ہے۔ چنانچہ کوئی صوبائی اسمبلی براڈ کاسٹنگ کے موضوع سے متعلق کسی قسم کی قانون سازی نہیں کر سکتی۔ حکومت پنجاب کے اس غیر آئینی اور باغیانہ اقدام سے پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ اس تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب والا! یہ بڑا حساس موضوع ہے' میں گزارش کروں گا کہ مجھے اس کی وضاحت کے لیے دو چار منٹ زیادہ دیے جائیں۔ اور یہ بھی میری گزارش ہے کہ مجھے جناب وزیر قانون سے امید ہے اور توقع ہے کہ جو میں نے تحریک استحقاق پیش کی ہے وہ اس کا آئینی اور categorical جواب دیں گے' وہ جس طرح میں نے بجلی کی تقسیم کے نظام کے بارے میں تحریک استحقاق پیش کی تو جواب میں وزیر قانون نے یہ فرمانا شروع کر دیا کہ پیپلز پارٹی کے دور میں اتنے دیہاتوں کو بجلی لگی تھی' امید ہے ابوہ ایسا نہیں کریں گے۔

جناب سپیکر، آپ اپنی بات کریں

سید ذاکر حسین شاہ، جناب والا! جو اب آئینی پوزیشن کے بارے میں ہونا چاہئیے یہ نہ بتا دیں کہ پیپلز پارٹی کے دور میں اتنے ڈرامے telecast ہوئے تھے اور ہمارے دور میں اتنے ڈرامے telecast ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر، شاہ صاحب شارٹ اسٹیٹمنٹ دیجیے۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب والا میں شروع کرتا ہوں کہ جو ان کی بنیاد ہے سیکشن 159' جس کے اوپر پنجاب حکومت کا اپنا مقدمہ' ان کا اپنا دعوی استوار ہے وہ جناب والا میں آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

Broadcasting and telecasting

159. (1) The Federal Government shall not Unreasonably refuse to entrust to a Provincial Government such functions with respect to broadcasting and telecasting as may be necessary to enable that Government-

(a) to construct and use transmitters in the Province, and

(b) to regulate, and impose fees in respect of, the construction and use of transmitters and the use of receiving apparatus in the Province

Provided that nothing in this clause shall be construed as requiring the Federal Government to entrust to any Provincial Government any control over the use of transmitters constructed or maintained by the Federal Government or by persons authorised by the Federal Government, or over the use of receiving apparatus by persons so authorised.

(2) Any functions so entrusted to a Provincial Government shall be exercised subject to such conditions as may be imposed by the Federal Government, including, notwithstanding anything contained in the Constitution any conditions with respect to finance, but it shall not be lawful for the Federal Government to impose any conditions regulating the matter broadcast or telecast by, or by authority of, the Provincial Government

(3) Any Federal law with respect to broadcasting and telecasting shall be such as to secure that effect can be given to the foregoing provisions of this Article.

جناب والا 159 کی یہ جو تین کلازیں میں نے پڑھی ہیں اس میں پوزیشن بالکل واضح ہے کہ کوئی نیلی ویژن اسٹیشن کسی فیڈرل قانون کے تحت ہی قائم ہو سکتا ہے کسی صوبائی اسمبلی کے منظور شدہ ایکٹ کے ذریعے کوئی صوبائی نیلی ویژن کارپوریشن ایکٹ نہیں بن سکتا اور اس 159 میں یہ واضح کر دیا گیا ہے کہ اگر نیلی ویژن اسٹیشن قائم ہو گا تو اس کے قواعد و ضوابط مرکزی حکومت مقرر کرے گی' اس کا کنٹرول وفاقی حکومت کے پاس ہو گا۔ اور اس کے تمام امور و معاملات فیڈرل قانون کے تحت چلائے

Federal Legislative list part-I(7) جائیں گے۔ اب جناب والا! یہ

"Posts and telegraphs including telephones, wireless broadcasting and other like forms of communications. Post office Saving Bank."

یہ انٹری نمبر 7 کے تحت یہ Federal Legislative list Part-I میں یہ موضوع شامل ہے۔ اب جناب والا! ہم آئین کی دفعہ 142(a) کے اوپر چلتے ہیں

142(a) Majlis-e-Shoora (Parliament) shall have exclusive power to make laws with respect to any matter in the Federal Legislative List."

اب جناب والا! Broadcasting, Federal Legislative list کی entry list 7 ہے اور آئین کی دفعہ 142 اے کے تحت اس پر قانون سازی کا اختیار وفاقی حکومت کے پاس ہے صوبائی حکومت کے پاس نہیں۔ جناب والا! اس لحاظ سے ان کو ایک آئینی پوزیشن کا پتہ ہے 159(B) بھی self-explanatory ہے اور 142 میں یہ صاف لکھا ہوا ہے کہ جو موضوعات آئین کی Federal Legislative میں شامل ہیں ان پر کوئی صوبائی اسمبلی قانون سازی نہیں کر سکتی۔ اگر کرے گی تو جناب والا! 143 بھی موجود ہے۔ پہلے تو کر ہی نہیں سکتی اور اگر یہ کر ہی دیں چونکہ ان کو آئین کی خلاف ورزیوں کی عادت ہو گئی ہے تو جناب والا! یہ واضح ہے کہ

Inconsistency between Federal and Provincial laws

143. If any provision of an Act of a Provincial Assembly is repugnant to any provision of an Act of (Majlis-e-Shoora (Parliament) which (Majlis-e-Shoora (Parliament) is competent to enact, or to any provision of any existing law with respect to any of the matters enumerated in the Concurrent Legislative List, then the Act of Majlis-e-Shoora (Parliament), whether passed before or after the Act of the Provincial Assembly, or, as the case may be, the

existing law, shall prevail and the Act of the Provincial Assembly shall, to the extent of repugnancy, be avoid."

یہ تو مشترکہ قانون سازی کی فہرست میں بھی اگر صوبائی اسمبلی کوئی ایسی قانون سازی کرتی ہے' ایسا قانون بناتی ہے اور وہ پارلیمنٹ کے قانون کے ساتھ متصادم ہے تو بھی وہ کالعدم ہو جاتا ہے لیکن یہ تو Federal Legislative list میں شامل وجوہات ہیں' اس میں تو صوبائی اسمبلی کو سرے سے کوئی اختیار ہے ہی نہیں' میں نہیں سمجھتا کہ ان کو یہ ٹی وی اسٹیشن قائم کرنے کا کسی آئینی ماہرین نے مشورہ دیا ہے۔ کوئی آئینی یا قانونی مشیران سے پیسے بٹورنے کے لیے حکومت پنجاب کو غلط مشورے دے رہا ہے۔ اب جناب والا! اس سے میرا استحقاق کیسے مجروح ہوا' جناب والا! آج میں آپ کے سامنے یہ حلف پڑھتا ہوں جو کہ بحیثیت ممبر صوبائی اسمبلی آپ نے ہم سے اٹھوایا تھا۔

جناب والا! آئین میں یہ لکھا ہوا ہے،

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ دفعات (65) ' (127) میں صدق دل سے حلف اٹھاتا ہوں کہ میں خلوص نیت سے پاکستان کا حامی اور وفادار رہوں گا،

کہ بحیثیت رکن صوبائی اسمبلی پنجاب میں اپنے فرائض و کار ہائے منصبی ایمان داری اپنی انتہائی صلاحیت اور وفاداری کے ساتھ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور قانون اور اسمبلی کے قواعد کے مطابق اور ہمیشہ پاکستان کی خود مختاری' سالمیت' استحکام' بہبودی اور خوشحالی کی خاطر انجام دوں گا کہ میں اسلامی نظریہ کو برقرار رکھنے کے لیے کوشاں رہوں گا جو قیام پاکستان کی بنیاد ہے۔ اور یہ کہ میں اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور کو برقرار رکھوں گا اور اس کا تحفظ اور دفاع کروں گا۔

جناب والا! یہ حلف میں نے اٹھایا تھا۔ اسمبلی کے تمام ممبران نے اٹھایا تھا کہ ہم آئین کا دفاع کریں گے۔ اس کا تحفظ کریں گے۔ ایک حلف وزیر صاحب نے بھی اٹھایا تھا۔ وزیر اعلیٰ نے بھی حلف اٹھایا تھا۔ وزیر قانون نے بھی اٹھایا تھا۔ جناب والا! آپ آئین کے آرٹیکل 131(4) اور 132(2) اس میں جو لکھا ہوا ہے اور انہوں نے بھی کہا ہے کہ "ہم اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور اور قانون کے مطابق ہمیشہ پاکستان کی خود مختاری' سالمیت' استحکام' بہبودی اور خوشحالی کی خاطر انجام دیں گے "انہوں نے بھی یہ حلف اٹھایا ہے۔ وزیر قانون' وزیر مال اور وزیر اعلیٰ صاحب نے بھی یہ

حلف اٹھایا ہے کہ "میں اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور کو برقرار رکھوں گا اور اس کا تحفظ اور دفاع کروں گا "جناب والا! آئین کے تحت ان کی ذمہ داری ہے کہ یہ آئین کا تحفظ کریں۔ میری بھی یہ ذمہ داری ہے کہ میں آئین کا تحفظ کروں۔ ہماری سب کی ذمہ داری ہے کہ ہم آئین کا دفاع کریں۔ لیکن اسی آئین کی تخلیق شدہ یہ اسمبلی، اسی آئین نے جس اسمبلی کو روح اور زندگی بخشی ہے اسی آئین کا تحفظ اور دفاع کرنے کی بجائے اسی آئین کے تحت قائم حکومت اور اسمبلی اگر اس کی خلاف ورزی کرے تو اس صوبے کی یہ بہت بڑی بدقسمتی ہو گی۔ جناب والا! جہاں حلف ٹوٹے گا۔ جب ایک وزیر آئین کی خلاف ورزی کرتا ہے تو وہ اپنا حلف توڑتا ہے۔ جناب والا! جب حکومت کا کوئی وزیر حلف توڑے گا تو اس حلف کے ٹوٹنے سے پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہو گا۔ میری تحریک استحقاق کو آپ استحقاق کمیٹی کے سپرد کریں تا کہ اس کی آئینی پوزیشن سب پر واضح ہو سکے شکریہ۔

میاں محمد شہباز شریف، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں آپ کی اجازت سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ابھی سید ذاکر حسین شاہ صاحب concurrent list کا ذکر کر رہے تھے اور انہوں نے آرٹیکل 17 آپ کے سامنے پیش کیا۔ اس میں یہ ہے

Fourth Schedule, Federal Legislative List Entry No.7 says:

> "Posts and telegraphs , including telephones , wireless , broadcasting and other like forms of communications; Post Office Saving Bank."

جناب والا! اس میں ٹی۔وی سٹیشن کا خصوصی طور پر ذکر نہیں 56 کے آئین میں اور 62 کے آئین میں broadcasting میں ٹیلی ویژن کا ذکر ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس آئین میجب کہ ٹیلی ویژن کا ذکر نہیں ہے خصوصی طور پر تو اس آئین کا منشا یہ ہے کہ اس کو Federal legislative list سے نکال کر concurrent list میں ڈال دیا جائے۔ شکریہ

جناب نذر حسین کیانی، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! اصولاً تحریک استحقاق پیش کرنے کے بعد وزیر قانون کو اس طرف سے جواب دینا چاہیے تھا۔ کیا یہ پارلیمانی روایات کے مطابق ہے کہ ایک ممبر اٹھ کر وزیر قانون کی جگہ لے لے اور وہ اس کی جگہ صفائی پیش کرے۔

جناب سپیکر، جناب وزیر قانون۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! پہلے میں ٹیکنیکل اعتراض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ تحریک استحقاق نہیں بنتی۔ اس کے بعد اس تحریک کی اہمیت کے پیش نظر چونکہ بہت سے آئینی مسائل کی جناب سید ذاکر حسین شاہ صاحب نے نشاندہی کی ہے اس کے بارے میں بھی گزارش کروں گا۔ آئین کے آرٹیکل 159 کے تحت وفاقی حکومت پر یہ آئینی ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ جب صوبائی حکومت کے Then the Federal Government shall not unreasonably refuse. جو انہوں نے خود پڑھ کر سنایا ہے۔

جناب سپیکر: آپ آرٹیکل 159 کا حوالہ دے رہے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا میں آرٹیکل159 کا حوالہ دے رہا ہوں۔

159 "The Federal Government shall not unreasonably refuse to entrust to a Provincial Government such functions with respect to broadcasting and telecasting as may be necessary to enable that Government-

(a) to construct and use transmitters in the Province; and

(b) to regulate, and impose fees in respect of, the constitution and use of transmitters and the use of receiving apparatus in the Province."

جناب والا! اس سلسلے میں میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کوئی غیر آئینی اقدام پنجاب حکومت قطعی طور پر نہیں کرے گی۔ آج سے چار پانچ روز قبل ہماری بہت ہی اہم وکلاء سے اس سلسلہ میں میٹنگ ہوئی ہے اور کل شام کو پھر اسی سلسلہ میں میٹنگ ہو رہی ہے۔ کیونکہ ہمارے پاس پنجاب میں جہاں تک آئین کی تشریح کا تعلق ہے اس قسم کی سہولتیں ہمیں میسر نہیں جو مرکزی حکومت کو میسر ہیں۔ اس وجہ سے جب ہم نے پنجاب بنک بنایا اس وقت بھی ہم نے پوری تسلی کی اس کے بعد ہم نے پنجاب بنک پر قانون سازی کی اور خدا کے فضل و کرم سے پنجاب بنک اب کام کر رہا ہے۔ اسی طریقہ سے بجلی کے بارے میں سوچ سمجھ کر کام کر رہے ہیں۔ جناب والا! میں اپنے معزز اراکین اسمبلی کو یقین دلاتا ہوں کہ پنجاب حکومت میں جرأت اور ہمت کہاں ہے کہ ہم کوئی ایسا اقدام اٹھائیں۔ یہ بات تو مرکزی حکومت کے

حصے میں آئی ہے کہ سپریم کورٹ میں صدر کے خلاف اپیل لے کر چلے گئے کہ یہ اس کے اختیارات نہیں ہیں۔ کل پھر انہوں نے وہ اپیل واپس لے لی ہے کہ ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ کے جج کا وہ تقرر کر سکتے ہیں۔ یہ کام وہ کر سکتے ہیں ہم میں اتنی جرأت نہیں۔ سروہی صاحب کے معاملے کو اٹھا لیا کہ آئین میں ہمیں اختیار ہے۔ ہماری کیا مجال کہ ہم ایسی کوئی حرکت کریں وہ تو پانی میں ہمارا نقش تلاش کر رہے ہیں کہ ان کا کوئی غیر قانونی اقدام ہمیں ملے ہم ان سے نپٹیں گے۔ اس وجہ سے میں ان کو یقین دلاتا ہوں ہم جو بھی قانون سازی لے آئیں گے۔ جو بھی ہم کام کریں گے وہ آئین کے مطابق کریں گے۔ قانون کے مطابق کریں گے اور اسکی ہم ذمہ داری قبول کریں گے۔

جناب سپیکر، شاہ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! ہم بھی تو ان کی اتنی کڑوی باتیں کتنی خندہ پیشانی سے سنتے ہیں۔ ان کو بھی حق کی بات سننے کا اپنے اندر حوصلہ پیدا کرنا چاہیے۔ جناب والا! ان کو پھر موقع دے دینا اگر یہ بات کرنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے خود ہی پرویلج موشن پیش کی ہے

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ آئین کی تشریح کا مسئلہ زیر بحث ہے۔ آپ وزیر قانون کی تقریر میں مداخلت نہ کریں۔

وزیر قانون، جناب والا! یہ اپنے اندر سننے کا حوصلہ پیدا کریں۔

جناب سپیکر! حکومت پنجاب اس بات جو بھی اقدام اٹھائے گی وہ آئین کے مطابق اٹھائے گی۔ اگر قانون سازی کی ضرورت محسوس ہوئی اور ہمارے دیگر ماہرین نے رائے دی تو ہم قانون سازی کرنے سے بھی احتراز نہیں کریں گے۔

جناب والا! اس کے علاوہ ابھی تک گورنمنٹ آف پنجاب نے کوئی قانون سازی کا فیصلہ بھی نہیں کیا۔ اگر قانون سازی کرے گی پھر بھی وہ اسی اسمبلی میں آئے گی۔ اس وقت بھی سید ذاکر حسین شاہ صاحب اعتراض اٹھا سکتے ہیں۔ شاہ صاحب کی یہ تحریک استحقاق بالکل مفروضے پہ مبنی ہے۔ اور قبل از وقت ہے۔ جناب والا! اس لحاظ سے یہ تحریک استحقاق فنی وجوہ پر منظور ہونے کے لائق نہیں۔

اب میں جناب والا! دوسری طرف آتا ہوں جیسا کہ میں نے گزارش کی ہے اب میں اپوزیشن کے بھائیوں سے سوال کرتا ہوں جو حکومتی بینچز کے دوست ہیں ان کو بار بار سوال کرتے

رہتے ہیں کہ آپ اپنے ضمیر سے پوچھ کر بتائیں کہ کیا پنجاب کی حکومت جس میں پاکستان کی (60) فیصد آبادی رہتی ہے کیااس کا نقطہ نظر صحیح معنوں میں نیلی ویژن پر پیش ہو رہا ہے۔

آوازیں: ہو رہا ہے۔

وزیر قانون: میں آپ کے ضمیر کی داد دیتا ہوں جو یہ فرما رہے ہیں۔ ماشاء اللہ آپ کا ضمیر بالکل زندہ ہے۔ میں آپ کو سلام کرتا ہوں۔ (قہقہہ)

جناب والا! تحریک پاکستان کے کارکنوں کو گولڈ میڈل دیے جا رہے ہیں۔ یوم پاکستان منایا جا رہا ہے۔ اسلامائزیشن کے بارے میں کوئی بھی مسئلہ ہو' وہاں پر آتے ہیں تو کیا ہوتا ہے؟ ٹی وی پر پنجاب کا زبردست نقطہ نظر پیش کیا جاتا ہے!! ہم اس سے اتفاق کرتے ہیں۔ مثلاً جب مقصود لغاری صاحب نے پیپلز پارٹی میں شامل ہو کر منسٹری سے ہمارے خلاف بات کی تو سب سے پہلے نیشنل بک اپ پر ہمارے نیلی ویژن نے ہیڈ لائن پر اس کو جگہ دی۔ جناب والا! ٹی وی کی اس سے بڑی خدمت۔ مرکزی حکومت کی حکومت سرحد میں جب ڈانواڈول ہو رہی تھی تو غلطی سے ولی خان اور بیگم نسیم ولی خان نے کھانے کی دعوت قبول کر لی تو ٹی وی پر آ گیا کہ انہوں نے کہا ہے کہ عدم اعتماد کی تحریک میں ہم تعاون نہیں کریں گے۔ اس طریقے سے اپنی حکومت کو بچانے کے لیے انہوں نے نیلی ویژن کو استعمال کیا۔ جناب والا! اسی طرح سے جب ایف آئی اے کا مسئلہ ہوا۔ پنجاب میں بیورجز کی ایک فیکٹری واقع تھی۔ پورے پندرہ منٹ ڈی جی' ایف آئی اے تقریر کرتے رہے کہ انہوں نے بڑی زبردست غیر قانونی حرکت کی ہے' پنجاب حکومت غلط کر رہی ہے' وہ رکاوٹ ڈال رہی ہے' مرکزی حکومت کے Functions کو ختم کر رہی ہے' اس میں مداخلت کر رہی ہے' آئین کی دھجیاں اڑا رہی ہے۔ ڈی جی صاحب اس کے حق میں پورے پندرہ منٹ تک تقریر کرتے رہے اور قصیدہ پڑھتے رہے۔ پھر جب اس کی پارٹی کے ساتھ ان کی آپس میں کوئی انڈرسٹینڈنگ ہو گئی تو پھر اس کے جواب میں اس کے ڈرائیور کو لے آئے کہ جو کچھ ہوا تھا' غلط ہوا تھا' غلط فہمی ہوئی تھی' وہ تو ختم ہو گیا ہے۔ تو پنجاب کی جو خدمت نیلی ویژن کر رہا ہے' وہ یہ کر رہا ہے۔ تو آپ بتائیں کہ جب ہمیں آئین بھی یہ حق دیتا ہے تو ہم اس استحقاق سے کیوں نہ فائدہ اٹھائیں؟ ہم اپنے پنجاب کے عوام کو اپنی کارکردگی سے آگاہ رکھنے کے لیے' اپنے مسائل سے آگاہ رکھنے کے لیے' اپنی تکالیف سے آگاہ رکھنے کے لیے اس فورم سے اپنے آپ کو کیوں محروم رکھیں؟ چلو' اگر اتنا ہی

ہوتا کہ مرکزی حکومت غیر جانب دار ہوتی۔ میں سمجھتا ہوں کہ انہیں حق پہنچتا ہے کہ وہ اپنا نقطۂ نظر project کریں۔ لیکن ساتھ ہمارا نقطہ نظر بھی project کریں۔ چلیے' ہمارا نقطہ نظر project نہ کریں' لیکن ٹی وی کو ہمارے خلاف تو استعمال نہ کریں! ٹی وی تو بالکل اس طریقے سے بن گیا ہے جیسے یہ پیپلز پارٹی کا کوئی پرائیویٹ ادارہ ہے۔ اس پر پیپلز پارٹی کا ایک معمولی ورکر تو آ کر بات کر سکتا ہے' وہ نیشنل بک اپ پر آ کر بات کر سکتا ہے لیکن ہمارا چیف منسٹر جب بات کرے گا تو اس کی خبر کوئی نہیں آئے گی (نعرۂ تحسین) جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہمارا آئینی حق ہے۔ پنجاب کو educate کرنے کے لیے political education کے لیے' ہم پنجاب میں اسلامائزیشن کے لیے جو کام کر رہے ہیں' اس سے پنجاب کے عوام کو آگاہ کرنے کے لیے ہمارا یہ حق ہے۔ میں کہتا ہوں کہ پیپلز پارٹی کا کوئی ورکر کھاد کی بوری تقسیم کر دے' کوئی سائیکل دے دے' مشین دے دے وہ ٹی وی پر نیشنل بک اپ پر آ رہی ہے۔ اور یہاں پر ہم نے بیت المال کا اتنا بڑا آرڈیننس نافذ کیا۔ ہم نے اس موقع پر بڑی کوشش کی۔ ہماری ایک اسلامی مملکت ہے۔ ہم چاہتے تھے کہ اس کی اتنی تشہیر ہو کہ صوبے کے جتنے مخیر حضرات ہیں' وہ اس کار خیر میں حصہ لیں۔ اس بیت المال میں پنجاب حکومت نے دس کروڑ روپیہ دیا ہے۔ جناب والا! ٹی وی پر سیور رائفل جیسی جوئے بازی کے تو آدھا آدھا گھنٹا اشتہار آتے رہے' بیت المال کے بارے میں ہمیں یہ موقع نہیں مل سکا کہ ہم اس کے بارے میں اپنے عوام کو بتا سکیں اور جو لوگ اس کار خیر میں حصہ لینا چاہتا ہیں' انہیں دعوت دے سکیں۔ پنجاب کی حکومت اپنا ٹی وی کیوں نہ بنائے؟ یہ ہمارا آئینی حق ہے۔ اور میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ ہم قطعی طور پر کوئی غیر آئینی اقدام نہیں اٹھائیں گے۔ ہماری تو جرأت نہیں۔ ہم تو مرکزی حکومت سے اتنا ڈرتے ہیں' اتنا گھبراتے ہیں۔ وہ تو تلاش میں ہیں کہ ہم کوئی غیر آئینی کام کریں اور وہ ہمیں پکڑیں۔ یہ تو وہ کر سکتے ہیں کہ آئین میں دیا گیا ہے کہ اٹارنی جنرل وہ بن سکے گا' جو سپریم کورٹ کا جج بن سکے گا۔۔۔

ملک شاہ محمد محسن : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا' ذاکر حسین شاہ صاحب کی طرف سے جو اعتراضات اٹھائے گئے ہیں' وہ یہ ہیں کہ حکومت پنجاب کو آئین کے تابع کوئی اختیار نہیں جب تک وفاقی حکومت اجازت نہ دے۔ یہاں تو اور باتیں کی جا رہی ہیں' ان کا تحریک استحقاق سے کوئی تعلق ہے؟ اس لیے میں عرض کرتا ہوں کہ وہ اتنا لمبا range cover کر گئے ہیں۔ اگر انہیں اتنا لمبا range cover کرنا ہے

تو ہم بھی پھر پیچھے چلے جائیں گے کہ ہمارے ساتھ کیا ہوتا رہا۔ ٹی وی کو کیسے استعمال کیا جاتا رہا؟

جناب سپیکر: میرے خیال میں یہ پوائنٹ آف آرڈر متعلقہ نہیں۔ لاءمنسٹر صاحب کو ان کی تحریک استحقاق پر جواب دینے کا حق ہے اور وہ متعلقہ بات کر رہے ہیں' غیر متعلقہ بات نہیں کر رہے (نعرہ ہائے تحسین)۔

سید ذاکر حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! وزیر قانون صاحب جو وجوہات بتا رہے ہیں' یہ میرے حق میں جواب دے رہے ہیں۔ یہ کہہ رہے ہیں کہ ان کی یہ grievances ہیں' اس لیے وہ یہ غیر آئینی کام کر رہے ہیں۔ انہوں نے یہ نہیں بتایا کہ ہم آئین کی فلاں دفعہ کے تحت یہ کر رہے ہیں۔ اخبار میں آیا ہے کہ انہوں نے ٹی وی کے لیے بلڈنگ بھی کرایے پر لے لی ہے اور کام شروع کر دیا ہے۔ اور ادھر کہہ رہے ہیں کہ ہم نہیں کریں گے۔ انہوں نے جتنی grievances اور وجوہات بتائی ہیں' اس کا مطلب یہ ہے کہ آئینی پوزیشن خواہ کچھ بھی ہو' ان وجوہات کی بنا پر یہ غیر آئینی کام کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: کیا یہ پوائنٹ آف آرڈر ہے؟ میں آپ سے پوچھتا ہوں۔

سید ذاکر حسین شاہ: جو باتیں وہ کر رہے ہیں' وہ متعلقہ ہیں؟

جناب سپیکر: سوری' یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں۔ لاءمنسٹر۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! چونکہ میرے دوستوں کو میری بات ذرا تلخ لگ رہی ہے' میں آخری بات کر رہا تھا کہ یہ تو ان کے حصے میں ہے کہ پینسٹھ سال سے زیادہ عمر کے آدمی کو اٹارنی جنرل سپریم کورٹ بنا سکتے ہیں۔ اسی آئین میں لکھا ہوا ہے کہ اٹارنی جنرل سپریم کورٹ کی وہ کوالیفکیشن ہو گی جو سپریم کورٹ کے جج کی ہو گی۔ پینسٹھ سال سے زیادہ عمر کا آدمی اٹارنی جنرل نہیں بن سکتا۔ میں عرض کر رہا ہوں کہ ہم اس قسم کا کوئی کام کرنے کے حق میں نہیں۔ ان میں میری بات سننے کا حوصلہ نہیں ہے۔ میں بہت تفصیل سے بات کرنی چاہتا تھا۔ تو اس شعر کے ساتھ میں اپنی بات ختم کرتا ہوں:

جو سن سکو تو کوئی حد نہیں فسانے کی
نہ سن سکو تو کوئی حد اختصار نہیں

شکریہ۔

جناب علی اکبر مظہر ویس، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا' وزیر قانون صاحب اپنی بات کر چکے ہیں۔ وزیر قانون صاحب اور پنجاب حکومت اس صوبے کی علیحدہ کرنسی کا کب تک اعلان کرنے والے ہیں'

جناب سپیکر، یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ جناب ارشد خان لودھی۔

وزیر مال، جناب سپیکر! میں آپ سے گزارش کروں گا کہ شاہ صاحب نے جو تحریک استحقاق پیش کی ہے' اس میں انہوں نے میرا ذکر کیا ہے۔ اگر مجھے اجازت دیں تو میں بھی ایک منٹ بات کرنی چاہتا ہوں۔ کیبنٹ میٹنگ کے بعد پریس کانفرنس کا بیان تھا۔ میں اس پر گزارش یہ کروں گا کہ شاہ صاحب کی تحریک استحقاق کے دو حصے ہیں۔ اور شاید شاہ صاحب نے اس کو غور سے نہیں پڑھا۔ ایک تو یہ pre-mature ہے اور ایک مفروضے پر مبنی ہے۔ شاہ صاحب نے پہلے حصے میں یہ کہا ہے کہ پنجاب حکومت کا یہ اعلان اگلے روز پریس میں شہ سرخیوں کے ساتھ شائع ہوا ہے اور یہ غیر آئینی ہے۔ اس کے بعد دوسرے حصے میں خود شاہ صاحب یہ ذکر کر رہے ہیں کہ آرٹیکل 159 کے تحت صوبائی حکومتوں کو یہ اجازت ہے with certain conditions۔ میں جناب کی وساطت سے شاہ صاحب سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر ہمارا ارادہ اس کو بنانے کا ہے تو یہ غیر آئینی نہیں ہے۔ یہ عین آئینی ہو گا۔ لیکن اس کی conditions کو ہم پورا کریں گے۔ دوسری میری ایک پریس کانفرنس تھی اگر آپ کے پاس وہ cutting موجود ہے تو اس میں میں نے گزارش کی تھی کہ پنجاب حکومت ان وجوہات کی بناء پر ارادہ رکھتی ہے کہ ہم اپنا ٹی وی سٹیشن قائم کریں۔ اگر یہ قانون اور آئین کے اندر ہوا۔ اور ہم اس کا جائزہ لے رہے ہیں۔ اگر وہ قانون کے اندر ہوا تو ہم اس کو ضرور بنائیں گے اس لیے بنائیں گے کہ ہمیں اس کی ضرورت ہے۔ ضرورت اس لیے ہے میں یہ عرض کرتا چلوں کہ political praties ہوں یا political آدمی ہوں ان کے قول و فعل میں تضاد نہیں ہونا چاہیے۔ جب پیپلز پارٹی الیکشن میں آئی انہوں نے یہ وعدہ کیا تھا کہ ہم ذرائع ابلاغ کے اداروں کو آزاد کریں گے یہ آپ کا وعدہ تھا جب آپ نے الیکشن لڑا تھا۔ اور جب وزیر اعظم کی پہلی تقریر ہوئی انہوں نے یہ فرمایا تھا کہ ذرائع ابلاغ کے اداروں کو ہم آزاد کریں گے۔ لیکن انہوں نے کیا آزادی دی ہے۔ فاروق آباد میں جب 7 بجے تک الیکشن پرامن تھا۔ لیکن جب ہار گئے تو دھاندلی کی مہم چلا دی جب جہانیاں میں ہار رہے تھے۔ تو انہوں نے رات کے بارہ بجے تک خبر نہیں دی کہ ہم ہار رہے ہیں۔ تو میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کروں

کا کہ شاہ صاحب خود اس میں clear نہیں ہیں۔ یہ بات آئینی ہے۔ہم آئین کے اندر رہ کر قانون کے اندر رہ کر ان شاء اللہ اگر یہ جائز ہوا تو ہم اس کو ضرور بنائیں گے۔

جناب سپیکر: جناب نذرحسین کیانی صاحب۔

جناب نذرحسین کیانی: جناب سپیکر! گذشتہ شب جو پندونصائح اس میں وزیر قانون بھی شامل تھے اور اس ہاؤس کو چلانے کے لیے جس انداز سے آپ نے نصیحت فرمائی ہے ہم سب اس پر عمل کریں گے۔ جناب ذاکرحسین شاہ نے کوئی غیر آئینی بات نہیں کی ہے۔ انہوں نے ایک ایسے اخباری بیان کا یہاں ذکر کیا ہے۔ جس سے آئین کی خلاف ورزی ہوتی ہے۔ اور انہوں نے یہ پڑھ کر سنایا چونکہ ہم نے آئین کے تحفظ کی قسم کھائی ہے۔ حلف اٹھایا ہے اگر کوئی اس کی پاس داری نہ کرے تو اس سے اس ایوان کا استحقاق مجروح ہوتا ہے۔ جناب والا! اس کے جواب میں میں کبھی نہ اٹھتا اور نہ عرض کرتا لیکن وزیر قانون صاحب نے جو موشگافیاں فرمائیں آپ نے انہیں ملاحظہ فرمایا آپ نے فرمایا کہ پیپلز پارٹی نے سپریم کورٹ میں صدر کے خلاف ریفرنس دائر کر دیا جناب والا! کیا سپریم کورٹ میں ریفرنس دائر کرنا آئین کی خلاف ورزی ہے۔ اور جناب والا! شہ سرخیوں کے ساتھ شائع ہوا ہمارے اسی ریفرنس پر سپریم کورٹ اور دوسرے مجز کے ریمارکس کیا تھے۔ آپ نے فرمایا اور جناب چیف جسٹس کا یہ فرمان تھا کہ صدر آئین کے ساتھ وزیر اعظم کے مشورے کا پابند ہے۔ یہ کوئی معمولی بات نہیں تھی۔ اور اگر باہمی افہام وتفہیم کے ساتھ مجز مقرر ہوئے اور پیپلز پارٹی نے وہ درخواست واپس لے لی اس کا مطلب خدانخواستہ یہ نہیں تھا کہ انہوں نے اپنے سٹینڈ سے retreat کیا۔ جناب والا! پنجاب بنک کا بھی ذکر آیا جناب والا! اس تحریک استحقاق کے ساتھ پنجاب بنک کا کوئی تعلق نہیں تھا۔ جناب والا! جو آپ نے قانون یا آئین بنایا اس کے تحت آپ نے بنک قائم کیا بڑی اچھی بات ہے۔ آپ اب پنجاب کی کرنسی کب چھاپ رہے ہیں جس پر ایک طرف جناب نواز شریف کا فوٹو ہو اور دوسری طرف جناب ضیاء الحق کا فوٹو ہوتا کہ یہ پتا چلے کہ اس پنجاب میں کس کی حکومت چل رہی ہے۔ میں جناب والا! آخری بات عرض کرنا چاہتا ہوں شکوہ یہ ہے کہ اس دور میں ان کو coverage نہیں ملتی۔ جناب والا! ایک دور وہ بھی تھا۔ جب پیپلز پارٹی کا نام اور ذوالفقار علی بھٹو کی تصویر چھاپنا اور خبر چھاپنا بھی جرم تھا آج کم از کم شہ سرخیوں کے ساتھ ان کی خبریں شائع ہوتی ہیں۔ اور واشنگٹن اور نیویارک کی خبروں کی یہاں سرخیاں لگائی جاتی ہیں۔ اور اس کے بعد ذرائع ابلاغ پر

یہ کہتے ہیں کہ کنٹرول ہمارا ہے۔ اور خبریں ان کی چھاپی جاتی ہیں۔ میں آپ کی خدمت میں گزارش کروں گا۔ یہاں متنازعہ باتیں نہ اٹھائی جائیں۔ یہاں تو 70، 75 سالہ لوگ بھی آپ کے پاس موجود ہیں۔ اگر 65 سالہ آدمی اٹارنی جنرل مقرر ہوا ہے۔ تو وہ آئین کے تحت ہوا ہے۔ اور آپ نے اس کو چیلنج کیوں نہیں کیا؟ میں جناب والا! یہ گزارش کروں گا جو کچھ آپ نے کل فرمایا تھا۔ وزیر قانون کو لکھ کر دیں تاکہ وہ آئندہ پڑھ کر آیا کریں اور آپ نے کم از کم جو اخلاق آداب سکھائے ہیں یہ ان کی پابندی کر سکیں۔ میں آپ کا شکر گزار ہوں۔ شکریہ

جناب سپیکر: شاہ صاحب! آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

سید ذاکر حسین شاہ: نذر حسین کیانی صاحب نے جو بات کی ہے۔ میں صرف دو تین باتیں عرض کروں گا کہ یہ اس ایوان میں کہتے کہ ہم وفاقی حکومت کے ساتھ اس معاملے کو اٹھا رہے ہیں۔ اور وفاقی حکومت سے رجوع کر رہے ہیں۔ تو پھر جناب ارشد لودھی صاحب کی بات درست تھی۔ انہوں نے اس معاملہ میں کوئی وفاقی حکومت کے ساتھ رجوع نہیں کیا کابینہ کا اجلاس کیا اعلان کر دیا اور ٹی وی کی بلڈنگ کے حصول کے لیے کوششیں شروع کر دیں۔ ابھی تک انہوں نے وفاقی حکومت کے ساتھ رجوع نہیں کیا اور اب تک جو کارروائی کی ہے جناب والا! وہ بھی غیر آئینی ہے۔ میں جناب والا! وزیر قانون کی تصحیح کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے کہا ہے کہ وفاقی حکومت نے اٹارنی جنرل سپریم کورٹ مقرر کیا ہے۔ اٹارنی جنرل سپریم کورٹ نہیں بلکہ اٹارنی جنرل پاکستان ہے جس وزیر قانون کو یہ پتا نہیں کہ اٹارنی جنرل سپریم کورٹ نہیں ہوتا اٹارنی جنرل پاکستان ہوتا ہے وہ میرے آئینی امور کا جواب خاک دے گا۔ ان سے ہمیں اور کیا توقع رکھنی چاہیے کہ یہ آئینی پوزیشن واضح کریں گے۔ جن کو یہ پتا نہیں کہ اٹارنی جنرل پاکستان ہوتا ہے اٹارنی جنرل سپریم کورٹ نہیں ہوتا۔ شکریہ

جناب سپیکر: سردار عاشق حسین گوپانگ کچھ فرمانا چاہتے ہیں۔ کیا آپ میری رہنمائی کرنا چاہتے ہیں۔

سردار عاشق حسین گوپانگ: جناب سپیکر! شاہ صاحب نے اپنے حق میں دلائل فرمائے اور جناب وزیر قانون صاحب نے دفاع میں اپنا بیان دیا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ٹی وی پر مرکزی حکومت کا کنٹرول ہے۔ اور کافی عرصہ سے ہم دیکھ رہے ہیں کہ وہاں سے یک طرفہ کارروائی ہو رہی ہے اس میں کوئی شک کی بات نہیں۔ لیکن ملک کے وسیع تر مفاد کو مد نظر رکھتے ہوئے ایسے کسی بھی معاملہ میں

پہل نہیں کرنی چاہیے جس سے ملک کی سالمیت کو نقصان پہنچے۔ (اپوزیشن کی طرف سے تالیاں) جناب سپیکر! اس وقت معاملہ یہ ہے مرکز میں پیپلز پارٹی کی حکومت ہے۔ اور پنجاب میں اسلامی جمہوری اتحاد کی ہے اور اس نقطہ نظر کو ہم بیان نہیں کر رہے ہیں۔ ہمارے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے۔ پنجاب میں اسلامی اتحاد کے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے اس میں کوئی شک نہیں لیکن کل اگر مرکز میں جمہوری اتحاد کی حکومت قائم ہو جائے اور سندھ میں پیپلز پارٹی کی حکومت ہو جائے اور سرحد میں پیپلز پارٹی کی حکومت ہو جائے۔ اور وہاں پر ٹی وی سٹیشن قائم ہو جائیں اس صورت حال کو مد نظر رکھا جائے۔ اس وقت کیا ہو گا؟ جناب سپیکر! میں بڑے دکھ کے ساتھ اپنے دوستوں کو مشورہ دوں گا کہ ٹھیک ہے اس طرف سے زیادتی ہوتی رہے ان کے ساتھ دوسرے طریقے اختیار کیے جائیں۔ رائے عامہ ہموار کی جائے عدالتوں کے دروازے کھٹکھٹائے جائیں۔ لیکن ایسا کوئی قدم نہ اٹھایا جائے جس سے ہمارے گریبان پکڑے جائیں۔ ہمیں اس سے بہت نقصان پہنچے گا۔ یقیناً آئین میں کچھ ایسے معاملات ہیں جن کا سہارا لے کر ہم کچھ کر سکتے ہیں لیکن خدا را! ایسے تمام دعوؤں سے اجتناب کیا جائے۔ جس سے ملک کی سالمیت خطرے میں پڑ جائے۔ اگر کل کو آئی جے آئی کی حکومت مرکز میں ہو اس وقت پھر ہم واویلا کریں سندھ والے یہ کر رہے ہیں اور سرحد والے یہ کر رہے ہیں۔ ہمیں تمام معاملات سے اجتناب کرنا چاہیے۔ میں ان الفاظ کے ساتھ اجازت چاہوں گا۔

ملک طیب خان اعوان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، ملک طیب خان اعوان صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

ملک طیب خان اعوان، جناب سپیکر! جس وقت وزیر موصوف نے یہ کہہ دیا ہے کہ قانون کے اندر رہتے ہوئے کوئی اقدام اٹھایا جائے گا تو پھر یہ وقت ضائع کرنے کا مقصد کیا ہے کہ تقاریر ہو رہی ہیں۔ جب قانون کے اندر رہتے ہوئے اور انہوں نے بار بار کہا ہے کہ قانون کے اندر رہتے ہوئے۔ تو بات ختم ہو جانی چاہیے۔ اگر قانون اجازت دے گا تو ہو گا۔ اگر نہ دے گا تو نہ ہو گا۔ خواہ مخواہ میرے بھائی گوپانگ صاحب بھی کھڑے ہو گئے اور ادھر سے شاہ صاحب بھی کھڑے ہو گئے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، چودھری صاحب! آپ اس کی admissibility پر بات کرنا چاہتے ہیں؟

چودھری محمد فاروق، جی۔ تحریک استحقاق کے بارے میں عرض کرنی چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر! اس سلسلے میں یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ----

نوابزادہ غضنفر علی گل، پوائنٹ آف آرڈر۔

چودھری محمد فاروق ، جناب سپیکر! میں پہلے کھڑا ہوں۔

جناب سپیکر، آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں؟

چودھری محمد فاروق ، جناب والا! میں تحریک استحقاق ہی کے بارے میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، پوائنٹ آف آرڈر پر تحریک استحقاق کے بارے میں بات نہیں ہو سکتی۔

چودھری محمد فاروق ، جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑا ہوں۔

جناب سپیکر، آپ ایسے کیجئے کہ نوابزادہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں ان کو پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنے دی جائے اس کے بعد آپ اس کی admissibility کے بارے میں بات کر لیں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل ، جناب والا ! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ وزیر قانون و پارلیمانی امور نے تحریک استحقاق کی اس admissibility پر سیر حاصل بحث کی ہے اور پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور کو وزیر قانون کی admissibility پر تقریر کرنے کے بعد اس موضوع پر بات نہیں کرنی چاہیے۔

He cannot speak on the admissibility of the motion after the Minister has done so.

اس پر میں آپ کی رولنگ چاہوں گا۔

جناب سپیکر، میرے خیال میں لاءمنسٹر صاحب کی admissibility پر بات کرنے کے بعد پارلیمانی سیکرٹری پارلیمانی امور کی کوئی بات کرنا چاہیں تو ان پر کوئی قدغن اس لیے نہیں لگائی جا سکتی کہ لاء منسٹر صاحب بات کر چکے ہیں لہٰذا پارلیمانی سیکرٹری صاحب کو بات کرنے کی اجازت نہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ پارلیمانی سیکرٹری بھی بات کر سکتے ہیں۔

چودھری محمد فاروق ، جناب والا! اس تحریک استحقاق کے بارے میں معزز اراکین نے کہا کہ یہ immature ہے۔ اس بارے میں میں بھی ان کے اس مؤقف کی تائید کرتا ہوں۔ بہر حال اس

بارے میں مزید وضاحت میں جائے بغیر یہ کہنا چاہتا ہوں کہ پنجاب حکومت کسی قسم کا کوئی غیر آئینی اقدام نہیں اٹھانا چاہتی۔ ہمارے حزب اقتدار کے ساتھی اور حزب اختلاف کے ساتھیوں کے لیے بھی میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پنجاب حکومت نہ کوئی غیر آئینی قدم اٹھا رہی ہے اور نہ مستقبل میں کوئی قدم اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے۔ جہاں تک ٹیلی ویژن سٹیشن قائم کرنے کا تعلق ہے تو جب کوئی قانون سازی کے سلسلے میں اس ہاؤس میں کوئی بات آئے گی تو اس وقت یہ اختلاف کر سکتے ہیں۔ لیکن جناب سپیکر! ایک معاملہ میری سمجھ میں نہیں آیا کہ اس جدید زمانے میں' اس سائنس کے دور میں میرے معزز اپوزیشن کے اراکین ساتھی ایک ٹیلی ویژن سٹیشن کے قائم کرنے کے کیوں خلاف ہیں۔ جناب والا! اس پنجاب کے حدود کے اندر مختلف شہروں میں انڈیا کے سٹیشن----

NAWABZADA GHAZANFAR ALI GUL: Sir, I would like to ask whether the Parlimaentary Secretary is speaking on the admissibility or he is just making the general comments.

چودھری محمد فاروق ، جناب سپیکر! میں اس تحریک کے بارے میں آخر کوئی اپنا نقطہ نظر پیش کروں گا تو وہی اس کی admissibility کے بارے میں ہو گا۔ جناب سپیکر! انڈیا کے پروگرام' دور درشن کے پروگرام عریانی اور فحاشی کے جو پروگرام ہیں وہ تو انڈیا کے امرتسر ٹیلی ویژن اور سری نگر ٹیلی ویژن کے ذریعے اس پنجاب کے عوام تک پہنچ سکتے ہیں اور اگر پنجاب کی حکومت ایک ٹیلی ویژن سٹیشن قائم کر کے اس کے ذریعے ایک ایسا ارادہ کرے کہ اس ملک کے اندر اس صوبے کے اندر اس صوبے کے عوام کو اسلامی تعلیمات اور سائنسی علوم کے بارے میں مواد مہیا کیا جائے اس صوبے کے عوام کو تخریبی کارروائیوں کے بارے میں جناب والا! ہم اس ٹیلی ویژن سٹیشن کے ذریعے کوئی مواد مہیا نہیں کرنا چاہتے۔ ہم تعمیری علم مہیا کرنا چاہتے ہیں۔ اس لیے یہ کوئی بری بات نہیں ہے۔ یہ تحریک استحقاق' استحقاق نہیں بنتی اور کسی رکن کا استحقاق مجروح نہیں ہوا۔ اس لیے یہ منظور نہ کی جائے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، شکریہ چودھری صاحب! چودھری اصغر علی صاحب! میرے خیال میں اب آپ صرف admissibility پر بات کریں اور آپ کی بات کے بعد میں اس پر رولنگ دوں گا۔

چودھری اصغر علی گجر، شکریہ جناب۔ جناب والا! میں صرف اتنی گزارش کرنے والا ہوں پوائنٹ آف

آرڈر پر کہ ----

جناب سپیکر، ان کے بعد آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کریں۔ (قطع کلامیاں) راہی صاحب! آپ بات نہیں کرنا چاہتے؟

جناب فضل حسین راہی، جناب والا! میں بات نہیں کرنا چاہتا بلکہ میں پوائنٹ آف آرڈر پر کچھ کہنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، ارشاد فرمائیے۔

جناب فضل حسین راہی، جناب سپیکر! میں simple آپ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں۔ یہ کسی ممبر کی جرأت تو نہیں کہ وہ آپ سے پوچھ سکے۔ لیکن جب کوئی ممبر پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑا ہو جاتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر آپ اس کو کنٹرول کر رہے ہیں اور آپ کی توجہ ہاؤس کے اندر ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ ممبر جو تقریر کر رہا ہے اس کو آپ نے فوری طور پر روکنا ہے۔ اور جو ممبر پوائنٹ آف آرڈر پر اٹھا ہے اس کی آپ نے فوری طور پر بات سننی ہے اور اس کو آپ نے فوری طور پر dispose of کرنا ہے کہ آیا وہ پوائنٹ آف آرڈر بنتا ہے یا نہیں بنتا۔ آپ نے اس کا فیصلہ بھی دینا ہے۔ لیکن یہ عجیب پریکٹس ہے کہ یہ پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہیں اور پانچ دفعہ کہہ چکے ہیں کہ پوائنٹ آف آرڈر۔ اور جتنی دفعہ یہ کہہ رہے اتنی ہی دفعہ وہ تیزی کے ساتھ اپنا بیان کر رہے ہیں۔ وہ رکے نہیں۔ ایک اچھے پارلیمنٹیرین کا فرض ہے کہ وہ بیٹھ جائے۔

جناب سپیکر، آپ کی بات ہو گئی؟ (قطع کلامیاں)

جناب فضل حسین راہی، جناب والا! میں آپ سے صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جو میں نے کہا ہے کہ اگر ایک پوائنٹ آف آرڈر پر میں کھڑا ہوتا ہوں یا کوئی ممبر کھڑا ہوتا ہے۔ کوئی ممبر تقریر کر رہا ہے یا میں تقریر کر رہا ہوں۔ تو ہمارا یہ فرض نہیں کہ تقریر کرنے والا فوری طور پر بیٹھ جائے۔ اور آپ کا یہ فرض نہیں ہے کہ آپ ہاؤس کو deal کر رہے ہیں۔ آپ اس کو conduct کر رہے ہیں تو آپ فوری طور پر اس کو سٹاپ کریں۔ آپ اس کو روکیں۔

جناب سپیکر، آپ کی بات ہو گئی؟

جناب فضل حسین راہی، جی، میری بات ہو گئی؟

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ (قطع کلامیاں) چودھری صاحب تشریف رکھیں۔ شاہ صاحب!

تشریف رکھیں۔ فضل حسین راہی صاحب کا پوائنٹ آف آرڈر جائز ہے اور بڑا relevant ہے۔ کہ جونہی کوئی معزز رکن پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑا ہو تو نہ صرف یہ کہ سپیکر کو دوسرے مقرر کو بٹھا دینا چاہیے بلکہ شائستگی یہ ہے، پارلیمانی آداب یہ ہیں کہ جو بھی مقرر تقریر کر رہا ہے پوائنٹ آف آرڈر پر اگر کوئی معزز رکن کھڑا ہے تو وہ از خود بیٹھ جائے۔ اور پوائنٹ آف آرڈر اٹھانے والے کو موقع دیا جائے۔ لیکن یہ میں آپ کے نوٹس میں لانا چاہوں کہ اس بات کو میں نے نوٹ کیا ہوا ہے۔ میں نے اس کو study کیا ہوا ہے اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کرتا ہوں اور ساتھ ہی میں نوابزادہ غضنفر علی گل صاحب سے کہوں گا کہ وہ جناب فضل حسین راہی صاحب کی اس بات کو اپنی خاص ڈائری میں نوٹ کریں۔ اور جس وقت کوئی اور صاحب ان کی تقریر کے دوران پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہوں تو وہ جناب فضل حسین راہی صاحب کو یہ بات ضرور یاد دلائیں۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ ہمارے ہاں پوائنٹ آف آرڈر کا استعمال اس قدر زیادہ ہے اور ایوان کی کارروائی میں اس قدر مداخلت ہوتی ہے کہ پوائنٹ آف آرڈر پر ایسے حضرات کھڑے ہو جاتے ہیں اور اپنی تقریر کرنی شروع کر دیتے ہیں اور اپنا مافی الضمیر بیان کرنا شروع کر دیتے ہیں اس میں حقیقت یہ ہے کہ بعض پارلیمنٹس میں تو پریکٹس اس حد تک ہے کہ اگر آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں تو آپ اپنا پوائنٹ آف آرڈر لکھ کر سپیکر کو بھیجیں کہ یہ میرا پوائنٹ آف آرڈر ہے اور میں اس پر بات کرنا چاہتا ہوں اور اس کے بعد اگر چیئر اسے اجازت دے تو وہ پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑا ہو جائے۔ اور بعض پارلیمنٹس میں یہ ہے کہ اگر آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں اور رولز آف پروسیجر اور آئین کی بات کرنا چاہتے ہیں کہ اس میں کوئی چیز ضابطے کے خلاف ہو رہی ہے تو اگر آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں تو آپ اٹھیں اور سب سے پہلے یہ کہیں کہ جناب سپیکر قواعد و ضوابط کے فلاں نمبر کی خلاف ورزی ہو رہی ہے لہٰذا میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے اور آپ اس بات کو سنیں۔ تو ان صورتوں میں سے یہاں کوئی بھی صورت نہیں ہوتی اور یہاں پوائنٹ آف آرڈر کی بہت زیادتی ہے لہٰذا اسے اتنا زیادہ نہیں ہونا چاہیے میں چاہتا ہوں کہ پوائنٹ آف آرڈر پر آپ کی بات سنی جائے اس لیے میں اس پر کوئی قدغن نہیں لگانا چاہتا ضرور چاہتا ہوں لیکن آپ کی مرضی سے کہ آپ بھی اس بات میں شامل ہو جائیں۔ اور ہم ایوان کی کارروائی کو احسن طریقے سے چلانے کے قابل ہو جائیں---- چودھری اصغر علی گجر صاحب۔

چودھری اصغر علی گجر، جناب والا! میرا خیال ہے کہ راہی صاحب مجھے وقت دیں گے کیونکہ سپیکر صاحب نے مجھے اس چیز کی اجازت دی ہے اور اس سے پہلے راہی صاحب نے جو کچھ فرمایا ہے مجھے امید ہے کہ وہ اس پر ضرور عمل کریں گے اور مجھے ان سے یہ بھی توقع ہے کہ وہ ایک معزز ممبر ہونے کا ثبوت دیں گے اور وہ قانون کا بھی احترام کریں گے اور اس معزز ایوان کا بھی احترام کریں گے۔

جناب فضل حسین راہی، ------جناب سپیکر-----

چودھری اصغر علی گجر، میں نوابزادہ صاحب سے درخواست کروں گا کہ وہ راہی صاحب کو یاد کروائیں کہ مجھے کھڑا ہونے کا حکم دیا گیا ہے۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ ڈاکٹر صاحب آپ تشریف رکھیں۔

جناب فضل حسین راہی، point of personal explanation

جناب سپیکر، راہی صاحب۔ اگر آپ point of explanation پر بات کرنا چاہتے ہیں تو یہ چیئر کی صوابدید پر ہے کہ وہ آپ کو اجازت دیتے ہیں یا نہیں اس پر آپ ضد نہیں کر سکتے کہ میں نے point of personal explanation پر بات کرنی ہے اور لازمی کرنی ہے اور یہ میرا استحقاق ہے کہ میں اس پر ضرور بات کروں اس پر چیئر کی صوابدید ہے کہ آیا وہ آپ کے point of personal explanation پر ایوان کی کارروائی کو interrupt کرنے کی اجازت دے یا نہ دے۔ تو میں آپ کو یہ کہتا ہوں کہ آپ سردست تشریف رکھیں۔ میں چودھری اصغر علی صاحب کو فلور دے چکا ہوں۔

ڈاکٹر ضیااللہ خان بنگش، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! آپ نے ابھی حکم فرمایا ہے کہ جب کوئی پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑا ہو تو دوسرے کو بیٹھ جانا چاہیے۔ تو جناب والا! میں قانون کے مطابق یہ عرض کر رہا ہوں کہ تحاریک استحقاق کے لیے ایک گھنٹا دیا جاتا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ ایوان کی کارروائی قانون سے ہٹ کر چل رہی ہے کیونکہ ایک گھنٹا تو ہو چکا ہے اور اب تحاریک استحقاق کا وقت ختم ہو چکا ہے۔

جناب سپیکر، شکریہ آپ نے یاد دلا دیا۔ چودھری صاحب آپ فرمائیں۔

چودھری اصغر علی گجر، جناب والا! میں صرف یہ عرض کرنے والا تھا۔۔۔

جناب سپیکر، تحاریک استحقاق کے لیے کوئی وقت مقرر نہیں ہے ہم normal practice میں یہ طے کر لیتے ہیں کہ ہم نے اسے زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹا کے لیے لینا ہے اس کے لیے وقت کی کوئی قید نہیں ہے چونکہ ابھی ایک ہی تحریک استحقاق زیر بحث ہے اسے ختم کر کے ہم دوسرے بزنس کو take up کریں گے۔

چودھری اصغر علی گجر، جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ پنجاب حکومت کو اس بات پر کوئی خوشی نہیں کہ وہ آئے دن کبھی پنجاب بنک بناتی پھرے اور کبھی ٹیلی ویژن سٹیشن بناتی پھرے بلکہ ہمیں اس بات پر خوشی ہو گی کہ اگر مرکز سے پورے پاکستان کی نمائندگی کی آواز ہر طرف سنائی دیتی رہے لیکن افسوس کہ پیپلز پارٹی کی حکومت کو بنے ایک سال ہو گیا ہے اور اب ٹی وی سٹیشن کا یہ عالم ہے کہ جونہی ٹی۔وی کو کھولا جاتا ہے تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ یہ پاکستان ٹیلی ویژن نہیں بلکہ کسی فحاشی ازم ملک کا ٹیلی ویژن ہے جہاں سے عریانی اور فحاشی کا درس دیا جاتا ہے کوئی شریف گھر اپنی ماؤں، بیٹیوں اور بہنوں کے ساتھ بیٹھ کر ٹی وی نہیں دیکھ سکتا۔ وہ کیسے دیکھے کہ جب ایک باپ اپنی بیٹی کے ساتھ بیٹھا ہو تو ایک مسلمان بیٹی اسی ٹی وی پر رقص کر رہی ہوتی ہے اور گانا سنا رہی ہوتی ہے اور ایک نوجوان اسی ٹی وی پر رقص کر رہا ہوتا ہے اور گانا سنا رہا ہوتا ہے پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک مسلمان گھرانہ اس ٹی وی کو بیک وقت اپنی ماں اپنی بیٹی اور اپنے بیٹے کے ساتھ بیٹھ کر دیکھ سکتا ہو۔ اگر مرکزی حکومت اس سیلاب کو روکنے کا عہد کرے اور اعلان کرے تو میں کہتا ہوں کہ پنجاب حکومت بھی ضرور اس پر سوچ بچار کرے گی لیکن اگر مرکزی حکومت یہ چاہتی ہے کہ وہ ٹی وی کے ذریعے سے اس مسلمان ملک میں فحاشی اور عریانی کو عام کر دیں گے تو یقین کر لو کہ پنجاب حکومت آئین کے تحت سوچ رہی ہے اگر انہوں نے آئین کے ذریعے بھی نہ سوچا تو حکومت تو ایک طرف پاکستان کے عوام اس کو زور سے بھی روکنے کی کوشش کریں گے طاقت سے بھی روکنے کی کوشش کریں گے۔

سید ذاکر حسین شاہ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! آپ نے ابھی فرمایا ہے کہ جہاں قواعد و ضوابط کی خلاف ورزی ہو میں جناب والا! رول نمبر 58 آپ کے سامنے پڑھتا ہوں اور پچھلے آدھے گھنٹے سے آپ کی موجودگی میں جناب والا! قواعد و ضوابط کی دھجیاں اڑائی جا رہی ہیں اور آپ بھی اس کی حوصلہ افزائی کر رہے ہیں۔ یہ کیسے۔ کیا تحریک استحقاق پیش ہونے کے بعد اس کی admissibility کے

دوران اس پر اسمبلی کے ممبران تقاریر کر سکتے ہیں۔ جناب والا! رول نمبر 58 میں لکھا ہوا ہے کہ اگر سپیکر تحریک کو با ضابطہ قرار دے تو اسمبلی مسئلہ استحقاق پر غور و خوض کرنے اور اس کا فیصلہ کرنے کی مجاز ہو گی لیکن جناب والا! آپنے ابھی اس پر اتنا فیصلہ نہیں دیا اور تمام ممبران غور کر رہے ہیں اور اس پر تقاریر کر رہے ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ میری تحریک استحقاق admit ہو گئی ہے۔ کیونکہ آپ نے اجازت دے دی ہے اور عملاً اس پر غور ہو چکا ہے۔ میری تحریک استحقاق پیش کرنے کے بعد اور وزیر قانون کے جواب دینے کے بعد طریقہ یہ تھا کہ آپ اس پر رولنگ دیتے۔ چونکہ آپ نے سب کو سنا لہٰذا یہ تو admit ہو گئی ہے اب اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔ قاعدہ 58 کے تحت اسمبلی نے اس پر غور کر دیا ہے اس لیے اب اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر، شاہ صاحب کے پوائنٹ آف آرڈر کا پہلا حصہ درست ہے میں اس سے اتفاق کرتا ہوں کہ جب تک سپیکر تحریک استحقاق کی admissibility کو decide نہیں کرتا اس پر عام بحث کرانے کا کوئی ارادہ نہیں تھا لیکن جب ان کی بغل میں بیٹھے جناب کیانی صاحب اپنی تقریر کر رہے تھے اس وقت انہوں نے یہ پوائنٹ آؤٹ نہیں کیا۔ یہ آئینی مسئلہ ہے اور آئین کی interpretation کا مسئلہ ہے لہٰذا اسے properly thrash out ہو جانا چاہیے اس لیے کچھ صاحبان نے پوائنٹ آف آرڈر پر بات کی اور پوائنٹ آف آرڈر پر انہوں نے اس کی admissibility پر بات کر ڈالی۔ کچھ صاحبان نے ویسے ہی اس پر عملی تقریر کر ڈالی تو میں نے اس پر تھوڑی سی ان کو رعایت دی ہے اس لیے کہ یہ تحریک بڑی ہی اہمیت کی حامل تحریک ہے اور اس میں سپیکر کو کسی بھی لاء پوائنٹ پر رولز پر آئین کی interpretation پر کوئی معزز رکن اگر چیئر کو assist کرنا چاہیں اس کی admissibility پر بات کرنا چاہیں تو میں عام طور پر ان کو اجازت دے دیتا ہوں کہ وہ میری رہ نمائی فرمائیں سپیکر بھی آپ میں سے ہے میں نے آپ کی رائے بھی لینی ہے اور اس پر پھر اپنا فیصلہ دینا ہے۔ شاہ صاحب کی تحریک استحقاق جناب ارشد لودھی صاحب کی statement کے بارے میں ہے جس میں جناب ارشد لودھی صاحب نے کہا ہے کہ ہم ٹی وی سٹیشن پنجاب میں قائم کرنا چاہتے ہیں تو آج انہوں نے یہاں on the floor of the house یہ فرمایا ہے کہ ہم اس کی بہت چھان بین کر رہے ہیں ہم اس پر بات کر رہے ہیں ہم اس کے legal aspects اور constitutional معاملات کو دیکھ رہے ہیں ہم ان کو examine کر رہے ہیں اور اگر ٹی وی سٹیشن قائم کرنا آئین کے مطابق ہوا

قوانین کے مطابق ہوا تو ہم اس کو قائم کریں گے ورنہ تو ہم اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ وزیر قانون صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ اگر یہ آئین کے عین مطابق ہوا تو ہم ضرور قائم کریں گے اور اگر یہ آئین کے مطابق نہ ہوا اور قوانین نے ہمیں اس کی اجازت نہ دی تو قوانین کی خلاف ورزی اور آئین کے خلاف جانے کا سوچ بھی نہیں سکتے تو یہ ایک بیان ہے جس پر شاہ صاحب کو شک گزرا اور انہوں نے یہ تحریک استحقاق پیش کی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس میں ان کا کوئی استحقاق مجروح نہیں ہوا اس لیے میں اسے خلاف ضابطہ قرار دیتا ہوں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر۔ آج صبح اجلاس دو گھنٹے کی تاخیر سے شروع ہوا تھا اور چونکہ ابھی Law & Order پر بھی discussion ہونی ہے لہٰذا استدعا ہے کہ اس کے لیے ایک گھنٹے کا وقت مزید رکھنا چاہیے۔ جناب والا! آج اجلاس دو گھنٹے کی تاخیر سے شروع ہوا ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر، سردار صاحب! تحریک التوائے کار کے بارے میں کیا آپ نے کچھ طے کیا ہے کہ اس کو ٹیک اپ کرنا ہے یا نہیں کرنا؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! کل یہ فیصلہ ہوا تھا کہ چیمہ صاحب کی جو تحریک التواء ہے صرف وہی پڑھی جائے گی۔

جناب سپیکر، یہ فیصلہ ہوا تھا کہ چیمہ صاحب کی تحریک التواء کو ٹیک اپ کیا جائے گا۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، نہیں جناب۔ یہ فیصلہ نہیں ہوا تھا۔ فیصلہ یہ ہوا تھا کہ جب امن عامہ پر بحث ختم ہو جائے گی تو پھر اس کے بعد یہ تحریک التوائے کار لی جائے گی۔ کل یہ فیصلہ ہوا تھا۔

جناب سپیکر، نہیں، نہیں، مجھے یاد ہے۔ نوابزادہ صاحب یہ طے ہوا تھا کہ چیمہ صاحب تحریک التواء پڑھ لیں گے۔ اگر اس کو ایڈمٹ کرنا ہے تو پھر اس پر بحث کے لیے کوئی اور ٹائم مقرر کریں گے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، جناب سپیکر! فیصلہ یہ ہوا تھا اور اسی لیے یہ ملتوی ہوا تھا کہ اگر انہوں نے آج اس کو پڑھ لینا ہے تو پھر باقی کیا رہ جاتا ہے کیونکہ اس کو تو پڑھنا ہی ہوتا ہے اور اس کے اوپر شارٹ سٹیٹمنٹ تو نہیں دینی ہوتی ہے اور اس کے بعد ہاؤس نے ایڈمٹ کرنی ہوتی ہے یا اس کو ایڈمٹ نہیں کرنا ہوتا۔ سوال صرف یہ ہے کہ اسی بات پر فیصلہ ہوا تھا کہ نہ یہ پڑھی جائے گی اور نہ ہی اس کی admissibility پر بات ہو گی۔ یہ 13 تاریخ کے بعد 14 تاریخ جو ہے اس پر ان کی

تحریک التواء کو out of turn لے لیا جائے گا۔ جناب والا! یہ فیصلہ ہوا ہے اور کوئی فیصلہ نہیں ہوا۔

جناب نذرحسین کیانی، یہی چیز اخبار میں لکھی ہوئی ہے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، جی اور یہ اخبار میں بھی یہی لکھا ہوا ہے۔

جناب سپیکر، اخبار میں کیا لکھا ہوا ہے؟

نوابزادہ غضنفر علی گل، جی اخبار میں تو لکھی ہوئی بات بعد کی بات ہے ہم جو بات کر رہے ہیں۔ جناب والا! اخبار سے ہم زیادہ معتبر ہیں۔۔۔

جناب سپیکر، میرا تاثر یہ ہے۔ مجھے بتایا جائے۔ جناب لاءمنسٹر صاحب آپ اس پر ارشاد فرمائیں گے؟

نوابزادہ غضنفر علی گل، نہیں جناب لاءمنسٹر صاحب نہیں۔ چونکہ اس وقت وصی ظفر صاحب موجود نہیں ہیں۔ یہ طے ہوا تھا کہ اگر اس کو پڑھ لیں تو پھر اس کا مسئلہ کیا رہ جائے گا اس لیے یہ 14 تاریخ کو out of turn پڑھی جائے گی۔

وزیر قانون، جناب والا! بات یہ ہے کہ کل یہ بات طے ہوئی تھی کہ جب جناب اعظم چیمہ صاحب اپنی تحریک التواء پیش کرنے کے لیے کھڑے ہوئے تو جناب نے فرمایا کہ ان کا آپس میں فیصلہ ہو گیا ہے کہ تحریک التوائے کار نہیں ہوگی۔ کوئی بھی نہیں آئے گی۔ اس پر میں نے یہ عرض کیا کہ چونکہ یہ بہت ہی اہم تحریک التوائے کار ہے اس پر اپوزیشن والے بھی اظہار خیال کرنا چاہتے ہیں اور ہم بھی اظہار خیال کرنا چاہتے ہیں اور یہ نائم لیمنڈ بھی ہے چونکہ اگر وہ ترقیاق از عراق آوردہ شود۔ گندم کی کاشت تو ختم ہونے کو ہے اس کے بعد اگر ہماری اس پر بحث ہو گی تو پھر وہ کھاد جو مرکزی حکومت نے ہمیں دینی ہے وہ اگر ہمارے نقطہ نظر سے اتفاق کر گئی تو پھر وہ ہم دریا میں پھینکیں گے کیونکہ اس کا تو فائدہ کوئی نہیں ہو گا۔ میں نے یہ عرض کیا تھا اور پھر اس سے جناب وصی ظفر صاحب نے یہ agree کیا تھا کہ ہم اس کو پڑھ لیتے ہیں اور اس پر بحث کے بارے میں ہم بیٹھ کر آپس میں طے کر لیں گے کہ کونسے دن اس پر بحث ہونی ہے۔ یہ طے ہوا تھا تو اس میں کوئی حرج نہیں ایک منٹ لگے گا اس لیے کوئی وقت ضائع کیے بغیر ان کو پڑھ لینے دیں پھر میں اور وصی ظفر صاحب آپس میں طے کر کے جناب والا! کو بتا دیں گے کہ اس پر کب ہم بحث کرنا چاہتے ہیں؟

نوابزادہ غضنفر علی گل، جناب والا! بات پھر ایسے ہو گی کہ آج تو لا، اینڈ آرڈر کے لیے وقت ہی

نہیں رہ گیا۔ آپ آج ان کی جو تحریک التواء ہے اس پر غور فرمالیں اور ہمارا ایک دن 15 تاریخ پر رکھ لیں۔

جناب سپیکر: نوابزادہ صاحب! اس پر بات کر لیتے ہیں۔ آپ فکر نہ کریں۔ اس کا کیا نمبر ہے؟

چودھری محمد اعظم چیمہ: جناب سپیکر! اس کا نمبر 79 ہے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: جناب والا! ہم اس طرح نہیں پڑھنے دیں گے۔ پہلے لاء اینڈ آرڈر کو 15 تاریخ تک بڑھا دیں۔ ہم اس طرح نہیں پڑھنے دیں گے۔

چودھری محمد اعظم چیمہ: نوابزادہ صاحب یہ تحریک ذرا پڑھیں۔ ماشاء اللہ ذرا پڑھیں۔ آپ تو کسان مزدوروں کے بڑے خیر خواہ ہیں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: ہم اس طرح نہیں پڑھنے دیں گے---

جناب سپیکر: نوابزادہ صاحب یہ کیا کر رہے ہیں آپ؟

نوابزادہ غضنفر علی گل: آپ پہلے لاء اینڈ آرڈر کو 15 تک بڑھا لیں پھر اس کو آج ٹیک اپ کر لیں۔

جناب سپیکر: کس کو take up کر لیں؟

نوابزادہ غضنفر علی گل: آج اس التواء کی تحریک کو ٹیک اپ کر لیں۔ آج آپ لاء اینڈ آرڈر کو رہنے دیں کیونکہ وقت ہی نہیں ہے۔ ہمیں آپ لاء اینڈ آرڈر کے لیے 14 تاریخ کو ایک اور دن دے دیں۔ کیونکہ آج کا دن تو ختم ہو گیا ہے۔ آپ نے اجلاس پہلے ہی دو گھنٹے لیٹ شروع کیا پھر ابھی آپ ان کو موقع دیں گے تو اس سے ہماری بحث رہ جائے گی۔

جناب سپیکر: نوابزادہ صاحب! آپ یونہی ضد کر رہے ہیں۔ اس میں کوئی ایسا مسئلہ نہیں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: جی سر ایسا مسئلہ ہے۔ and we insist on that اس میں مسئلہ ہے اور ہم insist کریں گے۔

جناب سپیکر: آپ بات تو سنیں۔ آپ بات سنیں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: جی سر -------

جناب سپیکر: شاہ صاحب! تشریف رکھیں۔

سید ذاکر حسین شاہ : جناب سپیکر! مجھے جو وصی ظفر صاحب کہہ کر گئے ہیں میں وہ بتانا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! آپ ذرا تشریف رکھیں ۔ نوابزادہ صاحب آپ بھی تشریف رکھیں ۔ نوابزادہ صاحب آپ رولز کو دیکھے بغیر میری طرف توجہ کیجیے۔ یہ کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ اس میں اس وقت تحریک التوائے کار کا ٹائم ہے اگر آپ سمجھتے ہیں کہ اس میں آپ کی کوئی چیز طے نہیں ہوئی تو تحریک التوائے کار کا ٹائم ہے اس میں اعظم چیمہ صاحب کہتے ہیں کہ میری تحریک التواء کو Out of turn لیں تو اس کو میں ہاؤس کے سامنے پیش کر دیتا ہوں کہ ہاؤس جو ہے اس کی اجازت دیتا ہے کہ اس کو out of turn لیں؟

نوابزادہ غضنفر علی گل : جناب والا! فیصلہ یہ ہوا ہے کہ تحاریک التواء لینی نہیں ہیں -----

جناب سپیکر: بات سنیں۔ بات سنیں۔ بات سنیں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل : جی ---------

جناب سپیکر: اور ہاؤس اس پر فیصلہ دے سکتا ہے کہ اس کو out of turn لیں یا نہ لیں نمبر 1 نمبر 2 یہ ہے کہ لاء اینڈ آرڈر کی صورت حال پر بحث کا کوئی مسئلہ نہیں۔ اس تحریک التواء کو پڑھنے میں 2 یا 3 منٹ سے زیادہ نہیں لگیں گے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل : جناب والا! فیصلہ ہو چکا ہے۔

جناب سپیکر: دو منٹ لگیں گے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل : نہیں جناب! یہ رولز کے منافی ہے۔ ہمارا فیصلہ یہ ہوا ہے کہ لاء اینڈ آرڈر کی discussion کے دوران کوئی بھی تحریک التوا نہیں آئے گی۔ آپ لے آئیں۔ مجھے اعتراض نہیں۔ آج لے آئیں۔ آج اس کو dispose of کر دیں اور ہمارا جو لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ ہے اس کو 14 کو بڑھا دیں۔ کیونکہ ابھی باقی وقت میں ہم کیا کریں گے؟

جناب سپیکر: آپ کو جو فکر ہے -------

نوابزادہ غضنفر علی گل : نہیں ہمیں فکر کوئی نہیں -------

جناب سپیکر: نوابزادہ صاحب! آپ بات سنتے نہیں۔ پرابلم آپ کی یہ ہے -----

نوابزادہ غضنفر علی گل : جناب والا! مجھے فکر ہے ؟ -----

جناب سپیکر، آپ کی Problem یہ ہے کہ آپ بات سنتے نہیں۔ آپ صرف لاء اینڈ آرڈر پر بحث کے لیے مزید ٹائم لینا چاہتے ہیں جس کے لیے آپ کہتے ہیں کہ یہ پیش نہ ہو اگر پیش ہونی ہے تو discuss ہو جائے' law & order situation کے لیے اور ایک دن مخصوص کر دیا جائے۔ آپ اتنی کیوں فکر کرتے ہیں؟ لاء اینڈ آرڈر کے لیے ہم اور ٹائم نکال لیں گے۔ ہم اور سیشن کر لیں گے۔ دوسری سیٹنگ کر لیں گے۔ آپ کیا کرتے ہیں؟ کیوں اتنی فکر ہے۔؟

سید ذاکر حسین شاہ ، جناب سپیکر! میں قائد حزب اختلاف کی اطلاع پہنچانا چاہتا ہوں ۔ میری بات سن لیں۔

جناب سپیکر، جی شاہ صاحب۔۔۔۔۔۔۔ (قطع کلامیاں) آرڈر پلیز ۔۔۔۔۔ آرڈر پلیز وینس صاحب سید ذاکر حسین شاہ کو میں نے فلور دیا ہے ۔۔۔۔۔

جناب علی اکبر مظہر وینس ، جناب سپیکر! آپ کی کبھی بھی آنکھ ہماری طرف نہیں اٹھتی۔ یہ پتا نہیں کیا بات ہے۔ ہم بجا طور پر یہ شکوہ کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر، وینس صاحب! آپ تشریف رکھیں اور میں آنکھ اٹھنے کے بارے میں بھی آپ کی بات کا جواب دیتا ہوں۔ آپ تشریف رکھیں۔

سید ذاکر حسین شاہ ، جناب سپیکر! جناب رانا شوکت محمود اور وصی ظفر صاحب اس وقت باہر گئے ہیں کیانی صاحب کی موجودگی میں انہوں نے مجھے یہاں کہا کہ اس کے بعد کیا کرنا ہے انہوں نے کہا کہ اس کے بعد اگر تحاریک التواء ٹیک اپ ہوں تو ہمارا وزیر قانون کے ساتھ جو معاملہ طے ہوا ہے وہ یہ ہے کہ امن و امان کی صورت حال پر بحث ہو گی اور اگر وہ یہ کرنا چاہیں۔ یہ میں قائد حزب اختلاف اور وصی ظفر کی ہدایت آپ کو بتا رہا ہوں کہ اگر وہ ٹیک اپ کرنا چاہیں تو آپ اس کی ہماری طرف سے مخالفت کریں۔ لہٰذا یہ وزیر قانون صاحب اس وقت تو کہتے ہیں کہ میں گارنٹی دیتا ہوں۔ میں نے رات کو بھی کہا تھا کہ یہ اپنی کسی بات کا پاس نہیں کرتے۔ رانا شوکت صاحب اور وصی ظفر صاحب کہہ کر گئے ہیں کہ ان کے ساتھ طے ہوا ہے کہ کوئی تحریک التواء امن و امان کی صورت حال کے دوران ٹیک اپ نہیں ہو گی۔ اب آپ کی جو مرضی ہے ان کی اطلاع میں نے آپ کو دے دی ہے۔

جناب سپیکر، جی سردار صاحب فرمایئے۔۔۔۔۔

وزیر قانون ، جناب والا!.....

جناب سپیکر، آپ سے پہلے میں وینس صاحب کی بات کا جواب دینا چاہتا ہوں کہ وینس صاحب آپ تو میرے سامنے بیٹھے ہیں اور میری آنکھوں کے عین سامنے بیٹھے ہیں اور آپ تو ہماری آنکھوں میں سمائے ہوئے ہیں۔ آپ کو یہ فکر کیوں ہے کہ ہم آپ کی طرف نہیں دیکھتے۔

جناب علی اکبر مظہر وینس ، ہم آپ کی آنکھ کے تارے بھی بننا چاہتے ہیں۔ جناب والا! گزارش یہ ہے کہ میں اپنے بھائیوں سے اس مسئلے میں گزارش کروں گا کہ اگر ہم نے بے شک یہ طے بھی کیا تھا کہ کوئی اور بزنس نہیں ہو گا لیکن چونکہ یہ مسئلہ کسانوں کا ہے۔ چونکہ یہ مسئلہ کھاد کا ہے اور اس کی اشد ضرورت ہے۔ اس کو ہم آنے دیں ۔اور میں اپنے بھائیوں سے بھی یہ گزارش کروں گا کہ وہ اس مسئلے کو پیش ہونے دیں ہم یہ تاثر نہیں دینا چاہتے' اس ملک اور صوبے کے لوگوں کو کہ اس کھاد کو روکنے میں ہم مجرم ہیں اور ہم کھاد کے سلسلے میں رکاوٹ ہیں۔ میں اپنے بھائیوں سے گزارش کروں گا کہ وہ اس مسئلے کو پیش ہونے دیں یہ ہمارا اپنا اور ہمارے بھائیوں کا مسئلہ ہے' اس صوبے کا مسئلہ ہے' کسانوں کا مسئلہ ہے اس لیے میں یہ گزارش کروں گا کہ انہیں بات کرنے دیں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل ، آج ہی ہونا چاہیے۔

جناب سپیکر، وزیر قانون صاحب! یہ مسئلہ اب طے تو ہو گیا۔ اب چیمہ صاحب پڑھیں اس کو؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور ، ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے چیمہ صاحب! آپ پڑھیں اسے ۔

چودھری محمد اعظم چیمہ، بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہتا ہوں ۔

جناب فضل حسین راہی ، جناب سپیکر! آپ مجھے اجازت دیں میں ایک منٹ کے لیے اس مسئلے پر بات کرنا چاہتا ہوں۔ جناب والا! یہاں اصولی طور پر جو فیصلہ ہوا ہے آپ اس کے مطابق چلیں۔ ایوان کے اندر یہ فیصلہ ہوا کہ آپ اسے آج take up نہیں کریں گے..... (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر! ایوان کو ان آرڈر کیجئے۔

جناب سپیکر، آرڈر پلیز ۔ آرڈر پلیز ۔ راہی صاحب کی بات سنیں۔

جناب فضل حسین راہی ، جناب والا! یہ آپ بھی جانتے ہیں سارا ایوان جانتا ہے کہ فیصلہ کیا ہوا تھا۔

ایوان معلوم نہیں کیا دیکھتا ہے۔ میں شہباز شریف کی انگلیاں دیکھ رہا تھا جب آپ کی طرف اٹھی تھیں۔ کہ پہلے آپ یہ take up کریں۔ اور اس کے بعد ایک ایک کر کے جن کو بلایا گیا ہے۔ میں ان کو بھی دیکھ رہا ہوں۔ خدا بہتر جانتا ہے' میں قسم اٹھا کر کہنے کے لیے تیار ہوں جناب سپیکر! یہ اسمبلی ایک ایم۔ پی۔اے کی خواہش کے مطابق چل رہی ہے اور اس کو آپ نے اس پوزیشن میں رکھا ہوا ہے۔ آپ اس اسمبلی کو کسی کے کہنے کے مطابق نہ چلائیں' یہاں فیصلے بدلے جاتے ہیں اور اشارے کے ساتھ فیصلے بدلے جاتے ہیں۔ آپ اشاروں سے اسمبلی چلا رہے ہیں؟ اس کے چلانے کا فائدہ کیا ہے؟ آپ کھاد کی قیمتوں کو زیر بحث لائیں اور ہم بھی کرنا چاہتے ہیں۔ ہم بتائیں گے اور جب اس پر بحث ہوگی پوری وضاحت سے بتائیں گے۔ لیکن اشاروں سے اسمبلیاں نہیں چلنی چاہییں۔ جس صوبے کے اندر اتنا اعلیٰ ترین ایوان ایک ایم۔پی۔اے کے اشارے پر چلے گا۔ (قطع کلامیاں) خدا کی قسم وہاں اسمبلی کا کوئی تقدس نہیں رہے گا۔

جناب سپیکر: راہی صاحب! تشریف رکھیں۔

جناب فضل حسین راہی: آپ کا وزیر قانون جھوٹا ثابت ہوا ہے۔

جناب سپیکر: راہی صاحب! آپ اپنی سیٹ پر تشریف رکھیں۔ اپنی نشست پر تشریف رکھیں راہی صاحب اپنی نشست پر تشریف رکھیں۔

جناب فضل حسین راہی: جناب سپیکر! میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا آپ کی چیئر اس کا تقاضا کرتی ہے کہ آپ کسی کے اشارے پر چلیں؟ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: راہی صاحب اپنی نشست پر تشریف رکھیں۔

جناب فضل حسین راہی: جناب سپیکر! آپ کو کس سے خطرہ ہے؟ آپ کس سے ڈر رہے ہیں؟ آپ ان کے چہروں کو نہ دیکھیں ---------

جناب سپیکر: راہی صاحب اپنی نشست پر تشریف رکھیں۔

چودھری محمد اقبال: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: میں چاہتا تھا میں فضل حسین راہی کا جواب خود دیتا۔ چودھری محمد اقبال صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

چودھری محمد اقبال ، جناب سپیکر! میں نہایت ادب کے ساتھ گزارش کروں گا کہ کسی بھی معزز ایوان میں کبھی بھی سپیکر کی ذات گرامی کو اس طرح سے زیر بحث نہیں لایا گیا۔ یہ بات قواعد و ضوابط کے بھی خلاف ہے۔ رولز آف پروسیجر کے بھی خلاف ہے اور ہم اس پر احتجاج کرتے ہیں کسی شخص کو ایوان میں اس قسم کی بات کرنے کی کبھی اجازت نہیں دی جانی چاہیے اس قسم کے conduct کو جناب والا! آپ روکیں۔ اس طرح سے کبھی کوئی معزز ایوان نہیں چلا اور نہ ہی اس طرح سے معزز ایوان چلتے رہے ہیں۔ جناب سپیکر! سپیکر کی ذات گرامی ہمیشہ غیر جانب دار ہوتی ہے اور اسکے متعلق بات کرنے سے پہلے ہر معزز رکن کو سوچنا چاہیے کہ میں جناب سپیکر! کے متعلق بات کر رہا ہوں۔ اس قسم کا conduct ایوان میں نظر انداز نہیں ہونا چاہیے ۔ میں اس پر احتجاج کرتا ہوں۔

جناب سپیکر، میاں شہباز شریف صاحب بات کرنا چاہتے ہیں۔

میاں محمد شہباز شریف ، شکریہ۔ جناب سپیکر۔

جناب سپیکر! میرے ایک معزز بھائی نے یہاں پر آج آپ کی ذات کو تنقید کا نشانہ بنایا اور یہاں پر ایک غیر متعلقہ بات کہی۔ جس کا ہم سب کو افسوس ہے۔ جناب سپیکر! آپ نے ہمیشہ انصاف اور اعلیٰ روایات کو سامنے رکھتے ہوئے فیصلے کیے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ اشارے کنائے بڑی دور کی بات ہے آپ نے بحیثیت سپیکر ہمیشہ اس ایوان کو انتہائی رواداری سے اور میں سمجھتا ہوں کہ غیر جانب دار ہو کر ایوان کو چلایا۔ جس کے لیے آپ ہر قسم کی داد اور تحسین کے مستحق ہیں۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! آج کی جس بات کے اوپر جناب راہی صاحب نے مشتعل ہو کر آپ کی ذات کو تنقید کا نشانہ بنایا اور انتہائی تشدد الفاظ میں اپنی بات کہی۔ میں عرض کروں گا کہ جس واقعہ کی وہ بات کر رہے تھے، جس کی طرف وہ اشارہ کر رہے تھے وہ اصل واقعہ یوں ہے۔ میں جناب سپیکر! اس تحریک استحقاق کے اوپر مزید اپنی ایک بات آپ کے گوش گزار کرنا چاہتا تھا ------- about the admissibility of that motion آپ چونکہ اپنی بات فرما رہے تھے تو میں اس انتظار اور موقع میں تھا کہ میں آپ سے اجازت لوں اور اپنی بات کہہ ڈالوں۔ اس بات کے گواہ میرے ساتھ بیٹھے ہوئے ایک ساتھی ہیں۔ میں نے ہاتھ کھڑا کیا یہ بات بالکل صحیح ہے لیکن صرف اپنی بات کہنے کے لیے

آپ سے اجازت مانگی تھی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بات کہنا بھی اس ایوان کی توہین کے مترادف ہے کہ آپ کی ذات کے متعلق یہ کہنا کہ اشاروں سے بات چلائی جاتی ہے۔ ان الفاظ کے ساتھ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

سید افتخار الحسن شاہ (سیالکوٹ) ، جناب سپیکر! سپیکر کی ذات پر تنقید نہیں ہوسکتی اور پھر جان بوجھ کر غیر ذمہ داری کا مظاہرہ کرنا غلط بات ہے۔ اس لیے انہیں اس معاملے میں تنبیہہ کی جائے۔

جناب سپیکر، مہر اختر عباس بھروانہ۔

مہر اختر عباس بھروانہ ، جناب سپیکر! اس ایوان کی کارروائی کو احسن طریقے سے چلانے کے لیے میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ آپ اپنے ذہن میں حضرت علی علیہ السلام کا قول رکھیں۔

(نعرہ ہائے تحسین)

"آپ نے فرمایا ہے شریف اور کمینے کی پہچان کیا ہے۔ شریف وہ ہے جس سے نرمی کی جائے تو وہ نرم ہو جاتا ہے اور اس سے سختی کی جائے تو وہ سخت ہو جاتا ہے۔ لیکن کمینہ وہ ہے جس سے نرمی کی جائے تو وہ سخت ہو جاتا ہے اور اگر سختی کی جائے تو وہ نرم ہو جاتا ہے"۔ جناب والا! اگر آپ یہ ذہن میں نہیں رکھیں گے تو پھر یہ ایوان نہیں چل سکے گا۔ جس طریقے سے یہ ایوان چل رہا ہے۔ ہمیں اس پر بے پناہ افسوس ہے۔ جناب والا! میں تیسری بار اس ایوان میں منتخب ہو کر آیا ہوں اس لحاظ سے یہ میری hat trick میں نے آج تک اتنی غیر مہذب زبان سپیکر صاحب کے خلاف نہیں سنی اور خاص طور پر اپنے اپوزیشن کے بھائیوں کی طرف سے۔ یہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ انہوں نے اس قسم کی روایات یہاں پر ڈال دی ہے اور اس کے سوا اور کوئی حل نہیں کہ آپ اپنی میز پر حضرت علی کا یہ قول رکھیں اور جو آدمی آپ کی بات نہیں سنتا آپ اس کے ساتھ سختی کریں۔

جناب سپیکر، جناب نذر حسین کیانی۔

آغا ریاض الاسلام ، جناب سپیکر! مجھے بھی اگر ایک منٹ کے لیے بات کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر، آغا صاحب! میں نے نذر حسین کیانی صاحب کو فلور دیا ہے۔ چونکہ میں ان کو پہلے بولنے کی اجازت دے چکا ہوں۔ آپ تشریف رکھیں۔

آغا ریاض الاسلام ، جناب سپیکر! آپ ہماری بات تو سنتے نہیں ہیں۔

جناب سپیکر ۔ آغا صاحب میں نذرحسین کیانی صاحب کو فلور دے چکا ہوں۔ آپ تشریف رکھیں۔
(قطع کلامیاں) آغا صاحب یہی problem ہے آپ کی ۔

آغا ریاض الاسلام ، جناب والا! آپ بات تو سن لیں ۔

جناب سپیکر، میں نذرحسین کیانی کو فلور دے چکا ہوں۔ آپ تشریف رکھیں ۔ اپنی نشست پر تشریف رکھیں۔

جناب نذرحسین کیانی ، جناب سپیکر! یہ انتہائی افسوس کی بات ہے کہ آپ کی ذات پر کسی قسم کی الزام تراشی کی جائے۔ آپ کا یہ عہدہ انتہائی قابل احترام ہے اور ہم آپ کی دل سے عزت کرتے ہیں۔ بدقسمتی سے جب بدعہدی ہوتی ہے تو اس وقت جذبات مجروح ہوتے ہیں۔ عزت مآب فضیلت مآب، قبلہ وزیر قانون بعض اوقات معاہدہ کر لیتے ہیں پھر اس کے بعد بدعہدی کرتے ہیں۔ اللہ تبارک تعالیٰ فرماتے ہیں "اوفوابعہدکم" "کہ اپنے وعدوں کا پاس کرو" اپنے یہ کہتے ہیں کہ اللہ کہتا ہے میں تو نہیں کہتا۔ جناب والا! حضرت علی علیہ السلام کا قول بھی ایک دوست نے پڑھ کر سنایا۔ مگر حضرت علی علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا کہ کمینہ وہ ہوتا ہے جو اقتدار میں رہ کر اپنے سے کمزور آدمیوں کی بات کو برداشت نہ کرے۔ (نعرہ ہائے تحسین) میرے خیال میں یہ قول بھی لکھ لیجیے کہ اقتدار میں آ کر جو ظلم کرے اور جو دھونس اور دھاندلی سے حکومت چلانا چاہے وہ صاحب ظرف نہیں ہوتا وہ بھی کمینہ ہوتا ہے۔ بات سننے کا حوصلہ ان میں نہیں ہے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اس ہاؤس میں جو کچھ بھی ہو رہا ہے۔ کل بھی آپ نے فرمایا تھا اور عزت مآب وزیر قانون نے بھی اس سے اتفاق کیا تھا کہ جو بات آپ میں تعاون سے طے ہو جائے اور اگر ہم اس کو نباہ سکیں تو یقیناً اس قسم کی تلخیاں پیدا نہیں ہوں گی۔ میں معذرت چاہتا ہوں کہ آپ کے بارے میں اس قسم کی گفتگو ہوئی ۔لیکن ایک بات میں ان کو بتا دوں کہ کمینے اور شریف انسان کی فضیلت اس طرح سے نہیں پہچانی جاتی وہ کردار سے پہچانی جاتی ہے۔ مولائے کائنات حضرت علی کرم اللہ وجہ کا یہ بھی قول ہے کہ وہ شخص جس میں بردباری نہیں، جس میں تحمل مزاجی نہیں اور جو شخص اپنے مخالفین کی بات برداشت نہیں کر سکتا۔ وہ شخص اچھا انسان نہیں۔ یہ لوگ مولائے کائنات کی آڑ میں اس قسم کی توضیحات پیش کر کے آپ کی خدمت میں جو کچھ عرض کر رہے ہیں انہیں بتایئے کہ آپ جب تک ہماری بات نہیں سنیں گے اور جب تک یہ بدعہدی ختم نہیں کریں گے اور اگر آپ بدعہدی کریں گے تو ہم اس کو resist کریں

گے۔ یہ ان کی غلط فہمی دور ہو جانی چاہیے۔ حزب اختلاف کو دبا کر یہ کمزور کریں گے۔ ہمارے ساتھ جو زیادتی کرے گا میں اس فلور پہ اعلان کرتا ہوں کہ ہم اینٹ کا جواب پتھر سے دیں گے۔

وزیر قانون ، جناب سپیکر! اصل میں اپوزیشن کی طرف سے اس لیے طلب کیا گیا تھا کہ امن عامہ کی صورت حال پر بحث کی جائے اور بغیر وقت ضائع کیے اس پر فوری طور پر بحث شروع کی جائے۔ جناب والا! چونکہ میرے بھائی نے مولا علی علیہ السلام کے بارے میں میری رہنمائی فرمائی ہے۔ تو میں ان کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ ہم انشاء اللہ اس قول پر عمل کرنے کی کوشش کریں گے جو انہوں نے پڑھا ہے۔ میں ان کی خدمت میں نہایت ادب سے گزارش کروں گا کہ یہی بات وہ مرکزی حکومت کی خدمت میں بھی ضرور کریں۔ ہمارے اس ایوان میں خاتون رکن جنہوں نے تحریک استحقاق دی تھی اور جناب سپیکر! آپ گواہ ہیں کہ آپ نے فرمایا تھا کہ آپ اپنی تحریک استحقاق واپس لے لیں تو ان کے خاوند کو کوئٹہ نہیں بھیجا جائے گا جو کہ ایک بنک کے منیجر ہیں اور مرکزی حکومت اپنی ساری بمبارڈمنٹ ایک بنک منیجر پر نہیں کریں گے۔ اس یقین دھانی پر انہوں نے اپنی تحریک استحقاق بھی واپس لے لی تھی۔ اس کے باوجود اس کا کچھ اثر نہ ہوا اور وہ بنک کی نوکری چھوڑ کر گھر بیٹھ گئے اور وہ اب باامر مجبوری پنجاب بنک میں آ گئے ہیں ۔ جناب سپیکر! جب یہ ہمیں اس قسم کی نصیحت کرتے ہیں تو میں ان کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ وہ جن کی سارے ملک پر حکومت ہے ان کو بھی یہ نصیحت کریں کہ حکومت کے معاملات چلاتے وقت وہ حضرت علی کرم اللہ وجہ کا یہ قول یاد رکھیں ۔ تو میں جناب اکبر وینس صاحب کی تائید میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ مزدوروں کسانوں کی پارٹی ہے۔ مزدوروں کسانوں کو کھاد نہیں مل رہی اور یہ معاملہ time limit کا ہے۔ امن عامہ کی صورت حال پر بحث سے متعلق آپ ایک دو مہینے سے سوچ رہے ہیں تو میری یہ گزارش ہے کہ آپ اس بات کے گواہ ہیں۔ میری ان سے یہ بات نہیں ہوئی تھی کہ اس پر آج بحث ہو گی۔ بات یہ ہوئی تھی کہ وقت کا تعین ہم مل کر کریں گے۔ اس کو ہاؤس میں admit کرا لیں گے اور اس پر بحث ہو جائے گی۔ تو جب تک آپ اس کو پڑھائیں گے نہیں تو اس کو admit کس طرح کریں گے اور ہاؤس کی رائے کس طرح لیں گے۔ میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ اس پر وقت بہت ضائع کیا جا چکا ہے ۔ فوری طور پر اس تحریک التوائے کار کو ٹیک اپ کر کے کارروائی کریں تا کہ اس کے بعد لاء اینڈ آرڈر پر بحث ہو سکے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، آغا ریاض الاسلام بات کرنا چاہتے ہیں؟

آغا ریاض الاسلام ، جناب والا! میں آپ کے غیر مناسب رویہ کے خلاف احتجاجاً بات نہیں کرنا چاہتا۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں ۔ ڈار صاحب آپ بھی تشریف رکھیں ۔ جناب اولکھ صاحب بات کرنا چاہتے ہیں۔

میاں اظہر الحسن ڈار ، [**********]

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں ۔ آپ کا یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں۔ میں نے آپ کو بولنے کی اجازت نہیں دی۔ میں آپ سے پہلے جناب اولکھ کو فلور دے چکا تھا اور آپ نے بغیر میری اجازت کے بات کر دی۔ میں نے آپ کو پوائنٹ آف آرڈر اٹھانے کی اجازت دی تھی اس لیے اس کو میں کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔ اولکھ صاحب بات کریں گے۔

ملک احمد علی اولکھ ، جناب سپیکر! میرا نکتہ اعتراض یہ ہے کہ آپ نے ایوان کی کارروائی کو قواعد و ضوابط کے مطابق چلانا ہے۔ قواعد و ضوابط کے مطابق جب سپیکر بات کر رہے ہوں تو ان کی بات کے دوران مداخلت نہیں کی جا سکتی۔ اس کے علاوہ اگر جناب سپیکر کسی رکن کو بات کرنے کی اجازت دیتے ہیں تو ان کی تقریر میں بھی مداخلت نہیں کی جا سکتی۔ لیکن کل یہاں پر ڈان سکول کا جو مسئلہ پیش ہوا تو اس وقت جب کہ نوابزادہ صاحب اور راہی صاحب تقریر کر رہے تھے تو سب لوگوں نے خاموشی سے بات کو سنا۔ اس کے بعد وزیر قانون نے اس کا جواب دینا چاہا تو تمام ایوان دیکھ رہا تھا اور تمام پریس والے دیکھ رہے تھے انہوں نے ان کے ایک ایک جملے میں مداخلت کی۔ ہم اس ہاؤس میں عوام کے مسائل کو زیر بحث لانا ہے' انکا حل تلاش کرنا ہے اور اس اسمبلی کے آداب کو بھی ملحوظ خاطر رکھنا ہے۔ میں آپ کی رولنگ چاہوں گا اور آپ سے یہ استدعا کروں گا کہ کسی کے لیے بھی لچک پیدا کیے بغیر جو قواعد و ضوابط ہیں ان کے مطابق سب کو پابند کریں کہ کوئی بھی رکن لاہنسٹر کی بات میں مداخلت نہ کرے اور اگر کوئی کرتا ہے تو مستقل طور پر آپ کو اس کا حل تلاش کرنا چاہیے اور اس کے تحت سب کو پابند کرنا ہو گا۔ ورنہ ہمیں خاصی تکلیف اٹھانی پڑتی ہے کہ دو آدمی یا تین آدمی مستقل طور پر اسمبلی میں بولتے رہتے ہیں۔ اس سے ہمیں پریشانی ہوتی ہے اور وقت بھی ضائع ہوتا ہے ہم یہ

***(بحکم سپیکر صاحب کارروائی سے حذف کر دیا گیا)

بات مسلسل ایک مہینے سے دیکھ رہے ہیں۔ جب پچھلا اجلاس چل رہا تھا۔ اس دوران جناب موکل صاحب سپیکر کے فرائض انجام دے رہے تھے اس وقت بھی ڈان سکول سوسائٹی کا مسئلہ پیش ہوا تو اس وقت جناب موکل صاحب نے بار بار کہا کہ آپ مجھے بات کرنے دیں لیکن انہیں بات نہ کرنے دی گئی اور پھر پریس والوں نے بھی اس کو بڑھا چڑھا کر بیان کیا۔ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ پریس میں ہماری بات آ گئی۔ پریس میں اپنی بات کو لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی کو خراب کرتے ہیں۔ میں آپ سے گزارش کروں گا کہ اس کا کوئی مستقل حل تلاش کیا جائے۔

جناب سپیکر، شکریہ! میں اس بات کو اور طور نہیں دینا چاہتا۔ میں مزید بات کو نہیں بڑھانا چاہتا۔

سید نذر حسین کیانی ، آپ اس مسئلہ کو پیش کرنے کی اجازت دیتے ہیں تو آج ہی اس کو نپٹانے کی اجازت دیں۔ اس پر بحث کی بھی اجازت دیں تاکہ یہ معاملہ ختم ہو جائے جو بھڑاس وہ نکالنا چاہتے ہیں اور جو بات وہ کرنا چاہتے ہیں وہ کریں۔ تاکہ اس پر جواب دیا جا سکے یا جیسے آپ نے فرمایا ہے کہ آپ لاء اینڈ آرڈر کے لیے ایک اور دن دیدیں گے ۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔ وہ آج کا دن لے لیں اور اس کو نپٹائیں۔

جناب سپیکر، لیکن اس سے پہلے جو یہ تحریک التوائے کار طے ہو' اس سے پہلے کہ اس تحریک التوائے کار کو ٹیک اپ کیا جائے۔ میں اس بات کو ٹیک اپ کرنا چاہتا ہوں کہ کیا آپ ہاؤس میں سپیکر کے conduct کو زیر بحث لا سکتے ہیں؟ اور آپ سپیکر پہ criticism کر سکتے ہیں اس کے behaviour کو آپ زیر بحث لا سکتے ہیں' میں ان پارلیمنٹرین سے جو اسمبلیوں میں بیٹھتے رہے ہیں جو پارلیمنٹس کی کارروائی دیکھتے رہے ہیں' جن کو پارلیمانی آداب سے واقفیت ہے' میں ان کی خدمت میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ کسی بات کی کوئی حد ہوتی ہے اب اس بات کو ختم ہو جانا چاہیے۔ ایک سال ہو گیا ہے اور ایک سال میں ہم نے تین چار پانچ اجلاس کر لئے ہیں اور یہاں پر کچھ ایسے ہمارے معزز اراکین ہیں جو 1985ء سے لے کر اب تک ممبر ہیں اور وہ یہاں بے شمار اجلاسوں میں حصہ لے چکے ہیں اور اپنی بات کر چکے ہیں' لوگوں کی بات سن چکے ہیں' سپیکر کے conduct کے بارے میں جانتے ہیں اور ہاؤس کے وقار کے بارے میں جانتے ہیں' پارلیمنٹری پریکٹس کے بارے میں جانتے ہیں۔ جو نہیں جانتے اگر وہ بات کریں تو مجھے اتنا افسوس نہیں ہے لیکن جو جانتے ہیں اگر وہ ایسی بات کریں تو وہ بہت تکلیف دہ بات

ہے۔ جس بات کا یہاں پر ذکر کیا گیا ہے' اگرچہ سپیکر کے بارے میں یہ طے شدہ بات ہے کہ سپیکر کو اپنا conduct بھی explain کرنے کی ضرورت نہیں' وہ کوئی بھی فیصلہ اگر دیتا ہے اس کے لیے conduct کو explain کرنے کے لیے نہیں کہا جا سکتا۔ لیکن میں آج یہاں پر یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے اس ایوان کی کارروائی کو خلوص نیت کے ساتھ' ایمان داری کے ساتھ' غیر جانب داری کے ساتھ اور totally unpartial ہو کر میں نے اسے چلایا ہے اور میں نے اپوزیشن کے معزز اراکین کی اتنی ہی عزت کی ہے جتنی میں نے ٹریژری بنچز کی عزت کی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میں نے یہاں ریکارڈ دیکھ لیا ہے' ہر روز کا ریکارڈ دیکھ لیا جائے کہ یہاں پر اپوزیشن کی طرف سے کتنے پوائنٹ آف آرڈر ہوتے ہیں اور ٹریژری بنچز کی طرف سے کتنے ہوتے ہیں اور میں اپوزیشن کے کتنے پوائنٹ آف آرڈرز کو entertain کرتا ہوں اور ٹریژری بنچز کے کتنے پوائنٹ آف آرڈر enetertain کرتا ہوں۔ اور آپ دیکھ لیں کہ یہاں پر اپوزیشن کی کتنی مداخلت کو میں برداشت کرتا ہوں اور میں ان کو بات کرنے کی اجازت دیتا ہوں اور ٹریژری بنچز کی کتنی مداخلت ہے جن کو میں بات کرنے کی اجازت دیتا ہوں۔ اب یہاں پر کیانی صاحب کھڑے ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مجھ سے بات کرنے کی اجازت دی جائے اور میں کہتا ہوں کہ کیانی صاحب آپ تشریف رکھئے یہ بات کر رہے ہیں اور میں ان کی بات کے بعد آپ کو اجازت دیتا ہوں' اب دوبارہ جب کیانی صاحب بات ہو جانے کے بعد وہ بیٹھ جاتے ہیں تو میں ان کو بات کرنے کی اجازت دیتا ہوں تو آغا صاحب فرماتے ہیں کہ میں پہلے بات کرنا چاہتا ہوں' اب ان کو اگر کہا جائے کہ آغا صاحب آپ تشریف رکھئے تو وہ ضد کرتے ہیں کہ نہیں مجھے بات کرنے کی اجازت دی جائے' میں کہتا ہوں کہ مجھے آپ سے پہلے کیانی صاحب کو بات کرنے کی اجازت دینی ہے کیونکہ میں انکو کہہ چکا ہوں کہ ان کے بعد میں آپ کو بات کرنے کی اجازت دوں گا' تو میں کیانی صاحب کو بات کرنے کی اجازت دے دیتا ہوں اور آغا صاحب کو کہتا ہوں کہ آپ تشریف رکھئے' تو پھر اگلی مرتبہ دوسرے کئی صاحبان کھڑے ہیں ان کی موجودگی میں میں ان کو بیٹھے ہوئے عرض کرتا ہوں کہ آغا صاحب آپ اپنا مافی الضمیر بیان فرمائے تو وہ فرماتے ہیں کہ میں آپ کے رویے کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے بات نہیں کرنا چاہتا' اور اس کے بعد فضل حسین راہی صاحب جن سے ہم سب کی بہت ہی دیرینہ رفاقت ہے' پانچ سال کی رفاقت ہے' وہ میرے رویے کو بھی جانتے ہیں اور میرے ہاؤس کو conduct کرنے کو بھی جانتے ہیں' میں سمجھتا ہوں کہ ان کو اب تک مجھے پوری طرح

جان لینا چاہیے تھا لیکن مجھے افسوس ہے کہ وہ مجھے نہیں جان سکے' مجھے میاں شہباز شریف صاحب نے قطعی طور پر ' کسی قسم کا بیٹھے ہوئے اشارہ کیا اور ایسا کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہو سکتا کہ مجھے وہ اشارے سے کوئی بات' مجھے چیئر کو' سپیکر آف دی ہاؤس کو میاں شہباز شریف صاحب اشارے سے کوئی بات کہیں کہ آپ یہ کریں اور میں ان کے اشارے پہ یہ کام کروں۔ میں ہاؤس کو اس انداز میں چلانے کا تصور ہی نہیں کر سکتا' مجھے کوئی منسٹر اشارے سے کہے کہ آپ اس کے متعلق یہ کریں تو میں منسٹر کے کہنے پر ہاؤس میں وہ فیصلہ دوں میں اس بات کا تصور ہی نہیں کر سکتا اور آپ نے مجھے.....ایسا جانچا ہے جس کا مجھے بہت افسوس ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ میں پہلے بھی impartial رہا ہوں neutral رہا ہوں اور ہاؤس میں میرے لئے اس معزز ایوان کا ایک ایک ممبر محترم ہے مکرم ہے' باعزت ہے اور باوقار ہے اور میں اس ہاؤس کے وقار کا custodian ہوں اور آپ کے ایک ایک معزز رکن کا اور آپ کے وقار کا میں custodian ہوں اور آپ میں سے جو صاحبان میرے بارے میں ایسی باتیں کر لیتے ہیں میں ان کے بارے میں بھی یہ بات کہتا ہوں کہ جس وقت آپ یہ بات کر لیتے ہیں' مجھے اس کا نوٹس لینا ہوتا ہے اس لیے کہ سپیکر کی ذات کو criticise نہیں کیا جا سکتا' لیکن اس کے باوجود بھی میں آپ کے ساتھ بھی impartial attitude اختیار کروں گا اور آپ کی بات کو بھی اس انداز میں سنوں گا' اس کے بعد بھی سنوں گا جس انداز میں میں باقی لوگوں کی بات سنتا ہوں۔

سید فضل حسین راہی: جناب والا! جو الفاظ میں نے آپ کے بارے میں کہے ہیں میں ان کو واپس لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: شکریہ راہی صاحب ..... جی آغا صاحب .....

آغا ریاض الاسلام ، جناب والا! جہاں تک آپ کے ہاؤس میں عزت و وقار کا تعلق ہے اس پر ہم نے کبھی بھی کوئی حملہ نہیں کیا اور نہ ہی کبھی یہ سمجھا ہے کہ آپ کی ذات کے سلسلے میں کس قسم کی تنقید کا نشانہ بنایا جائے۔ آپ نے اپنی موجودہ گفتگو کے دوران اپنی وضاحت کی ' جو کہ قدرتی سی بات ہے کہ وہ میڈیا کے ذریعے باہر بھی جائے گی' میں یہ بات بہت درستگی سے آپ کے علم میں لانا چاہتا ہوں' کہ آپ پچھلا ایک سال کا تمام ریکارڈ نکال کر دیکھ لیں کہ جب بھی کبھی پچھلے بنچوں کے

پارلیمنٹیرین نے آپ سے فلور لیا ہے تو وہ انہوں نے زبردستی لیا ہے' ہم یہ نہیں کہتے کہ آپ اس میں جان بوجھ کر کوئی ایسی حرکت کرتے ہیں' میں یہ وضاحت کر دوں' لیکن رواجاً چیئر پر بیٹھ کے کچھ مخصوص لوگ چاہے وہ اس طرف سے ہیں چاہے اس طرف سے ہیں وہ اور ان کے نام اور ان کا آپ کو فلور دینا ایک عادت سی بن چکی ہے جس کے نتیجے میں ہم لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ جب ہم آپ سے فلور ڈیمانڈ کر رہے ہوں تو ہمیں فلور کبھی بھی اس طریقے سے نہیں ملا کہ ہم بھی کوئی مناسب بات کرنا چاہتے ہیں' لیکن میں آپ کو یہ دیانت داری سے کہتا ہوں کہ ہم آپ کی ہمیشہ عزت کرتے رہے ہیں اور کرتے رہیں گے' لیکن یہ جو معاملہ ابھی سامنے آیا ہے' آپ اپنا ریکارڈ نکال کر دیکھ لیں کہ اسمبلی کے موجودہ ٹائم میں سے چند لوگوں کے علاوہ باقی ماندہ جو ٹائم ہے وہ پیچھے بیٹھے ہوئے کتنے لوگوں کو دیا ہے' ہم کھڑے رہتے ہیں' کل بھی میں تقریباً آدھا گھنٹہ کھڑا رہا اور آپ سے ٹائم مانگتا رہا اور آپ نے مجھے وقت نہیں دیا اور ایک شریف آدمی جب بار بار آواز دے گا اور اس کو ٹائم نہ ملے تو وہ بیٹھ جائے گا۔ کسی وقت بہت اہم بات کہنے والی رہ جاتی ہے پھر دوسری بات یہ ہے جناب والا! جس وقت ہم نے یہاں اسمبلی میں آپ کے خلاف عدم اعتماد کی قرار داد واپس لی تھی اس وقت تقریر کے دوران بھی آپ کی ذات کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار واضح طور پر کر دیا تھا۔ لیکن دوران اسمبلی جس جگہ ہم سمجھیں گے کہ ہمارا حق مارا جا رہا ہے ہم نے آپ کو اختیار اور عزت دینی ہے تو ہم نے آپ ہی سے اپنا حق چھیننے کے لیے بھی جدوجہد کرنی ہے۔ اس جدوجہد کو اگر آپ چیئر کے خلاف سمجھیں' اس ذہن کو جو آپ سے اپنا حق طلب کرنے کے لیے ایک رویہ اختیار کرے اور آپ اسے اپنی تضحیک سمجھیں تو ہم از کم میں آپ کو یہ صاف طور پر کہنا چاہتا ہوں کہ ہماری یہ کبھی بھی خواہش نہیں رہی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر میرے رویے سے میرے کس رویے سے آپ کو اگر کوئی دکھ پہنچا ہے تو میں اس کے لیے آپ سے معذرت خواہ ہوں' شکریہ۔

سردار سکندر حیات خان : جناب والا! میں بھی اس پر کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، سردار صاحب اب ہاؤس کا وقت ختم ہونے میں دس منٹ باقی ہیں۔ دو بجنے والے ہیں۔

سردار سکندر حیات خان : جناب والا! اتنے وقت میں کوئی فرق نہیں پڑا۔ مجھے بھی ان دس منٹوں میں سے دو منٹ بولنے کے لیے دے دیجیے۔

جناب سپیکر، آپ دیکھیں کہیں جا کر تو یہ بات ختم ہونی ہے۔

سردار سکندر حیات خان ، ختم تو ہونی ہے۔ پہلے بھی آپ نے مجھے زبردستی بٹھا دیا اور میں چپ کر کے بیٹھ گیا۔

جناب سپیکر، سردار صاحب آپ دو منٹ میں اپنی بات ختم کر لیں۔

سردار سکندر حیات خان ، ٹھیک ہے ۔ جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ عام طور پر یہ بات آئی ہے کہ جناب وزیر قانون اور جناب وصی ظفر کے درمیان یہ فیصلہ ہو گیا۔ اس فیصلے کو کس نے توڑا۔ کبھی کہا گیا کہ یہ فیصلہ نہیں ہوا۔ پھر اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ چلیں فیصلہ نہیں ہوا اس کو ہاؤس کی صوابدید پر چھوڑ دیتے ہیں۔ جناب والا! یہ بہت ساری باتیں اس وجہ سے سامنے آ رہی ہیں کہ وقت کی پابندی ہے اس کے اوپر بہت زیادہ معذرت کے ساتھ عرض کروں گا ہم کنجوسی کرتے ہیں اگر وقت دے دیا جائے۔ اور اگر تحریک استحقاق ہے ان کو آپ کھلا وقت دیں۔ سب کی تحریک استحقاق لی جائیں۔ وہ منظور ہوتی ہیں نا منظور ہوتی ہیں یہ دوسری چیز ہے۔ اگر تحریک التوا کے لیے باقاعدہ وقت لیا جائے چاہے ان پر کچھ دن اور لگ جائیں۔ آپ سوالات کے جوابات کو دیکھ لیں جہاں سب سے زیادہ حکومت کے اوپر تنقید کی جا سکتی ہے یا پوچھ بھگت کی جا سکتی ہے اس میں آپ پانچ چھ محکموں کو بولیں کہ آپ آدھے گھنٹے میں جواب دیں۔ میں جناب ایک اور عرض کروں گا اور آپ سے درخواست کروں گا کہ آپ اپنی لیجسلیٹو برانچ اور خاص کر سوالات کے جو ڈیپارٹمنٹ ہیں ان سے کہیں یہ میرے ساتھ اور میرے چند بھائیوں کے ساتھ خصوصی ہو رہا ہے کہ ہم اپنے بہت سے بھائیوں سے پہلے سوال دیتے ہیں ان کو نیچے لے کر ٹیبل یا مطل -------- یا جو کچھ بھی ہو متوی کیا جاتا ہے۔ ان کو قتل کر دیا جاتا ہے۔ آپ وقت کیوں نہیں بڑھاتے۔ آپ دن بڑھا دیں۔ اس طریقے سے نہ یہ فیصلے کا مسئلہ ہو گا ۔ ہر ایک آدمی اپنی تحریک التواء پر بھی بات کر سکے گا۔ ہر ایک سوال جواب پر بھی بات کر سکے گا۔ ریزولیوشن بھی ہوں گے۔ آپ جب اتنی پابندی لگائیں گے تو پھر یہی بات ہو گی کہ ہر ایک آدمی بات کرنے کے لئے اٹھے گا۔ آپ جب اس کو بند کریں گے تو اس کے منہ سے عجیب عجیب الفاظ نکلیں گے۔ براہ مہربانی وقت بڑھائیں۔ ہر ایک کو موقع دیں۔ ہر ایک کی بات سنیں۔ پہلے اسمبلی میں پانچ چھ اپوزیشن کے ممبر ہوتے تھے اب اپوزیشن سو ممبروں کی ہے۔ براہ مہربانی ان کو بولنے کا پورا وقت دیا

جائے۔ جہاں پانچ دن بحث کے لگتے تھے وہاں اب زیادہ دن لگائیں۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر آپ ہر ایک کو موقع دیں گے تو آپ کی بہت ساری مشکلات دور ہو جائیں گی۔

جناب سپیکر، شکریہ۔

سید ذاکر حسین شاہ ، پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا! میں آپ کی توجہ قاعدہ نمبر 69 کی طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں۔ جناب سپیکر! ہم نے قواعد و ضوابط کے مطابق ہاؤس کو چلانا ہے۔ میں قاعدہ نمبر 69 آپ کی خدمت میں پڑھ کر سناتا ہوں:

> 69 (1) اگر سپیکر کی رائے یہ ہو کہ وہ معاملہ جیسے زیر بحث لانے کی تجویز پیش کی گئی ہے باضابطہ ہے تو وہ بیان پڑھ کر اسمبلی کو سنائے گا اور دریافت کرے گا کہ آیا رکن کو تحریک التوا پیش کرنے کی اجازت ہے اور اگر اعتراض اٹھایا جائے تو سپیکر ایسے ارکان سے جو اجازت دیئے جانے کے حق میں ہوں اپنی اپنی نشستوں پر کھڑے ہونے کی درخواست کرے گا۔

جناب سپیکر، آپ یہ مجھے کیوں سنا رہے ہیں۔

سید ذاکر حسین شاہ ، یہ جناب والا! قاعدہ کی خلاف ورزی ہو رہی ہے۔ جناب چیمہ صاحب کو کس نے اجازت دی ہے۔ کیا اس قاعدہ پر عمل کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر، شاہ صاحب آپ تشریف رکھیں ۔ مجھے اپنی بات کا علم ہے۔ میں اس بات کو جانتا ہوں۔ نوابزادہ صاحب آپ بھی تشریف رکھیں ۔ چودھری محمد اعظم چیمہ۔ (قطع کلامیاں) چودھری اعظم چیمہ صاحب اپنی تحریک التوا پیش کریں گے۔ (قطع کلامیاں)

NAWABZADA GHAZANFAR ALI GUL: I am on a point of Order Sir.

MR SPEAKER: I disallow.

NAWABZADA GHANAZFAR ALI GUL: I am standing on a point of order and I should be granted permission to raise the point of order.

MR SPEAKER: I have disallowed your point of order.

NAWABZADA GHAZANFAR ALI GUL: I am on a point of order once

again.

MR SPEAKER: I disallow your point of order. Please Nawabzada Sahib take your seat.

صوبہ میں کھاد کی قلت و گرانی

چودھری محمد اعظم چیمہ ، جناب سپیکر! میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے مسئلہ یہ ہے کہ صوبہ پنجاب میں کھاد کی کمیابی بلکہ نایابی اور جو تھوڑی بہت ملتی ہے اس کے گراں نرخوں کا یہ عالم ہے کہ کاشت کار اور زمیندار اس صورت حال سے بے حد پریشان ہو گئے ہیں مزید براں کھاد میں ملاوٹ اور بلیک مارکیٹنگ کے باعث عوام میں وفاقی حکومت کے خلاف نفرت اور غم و غصہ کی فضا پیدا ہو گئی ہے حالیہ فصل خریف کے لیے اس بنیادی ضرورت کی نایابی کمیابی اور غلط تقسیم نے کاشت کاروں میں خصوصاً اور عوام الناس میں اضطراب کی فضا پیدا کر دی ہے یہ سب کچھ مرکز کی بے ربط اور ناقص پالیسی کی وجہ سے ہو رہا ہے جس سے عوامی بے چینی کی لہر واضح طور پر عیاں ہے لہذا اس مسئلہ پر فوری بحث کی جائے اور اس امر کے لیے اسمبلی کی کارروائی معطل کر دی جائے تاکہ وفاقی حکومت کو اس پریشان کن صورت حال سے آگاہ کیا جا سکے اور ملک کو قحط کی صورت حال سے فوری طور پر نجات دلائی جا سکے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل ، پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب سپیکر! چونکہ یہ تحریک التوا پیش ہو چکی ہے ----

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، حاجی محمد افضل چن صاحب یہ تینوں صاحبان کی طرف سے تحریک التوا ہے آپ اسے پیش کریں۔

مونجی کی قیمتوں پر وفاقی حکومت کا غیر مؤثر کنٹرول

حاجی محمد افضل چن ، جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے مسئلہ یہ ہے کہ فصل مونجی جو برداشت ہو چکی ہے گورنمنٹ کے اعلان کے نرخوں کے مطابق فروخت نہیں ہو رہی ہے کاشتکاروں سے اپنی مرضی سے ریٹ لگا کر فصل مونجی خریدی جا رہی ہے اور پھر بھی کاشتکار کو رقم کی ادائیگی نہیں

ہو رہی یہ سب مرکزی حکومت کی ناقص پالیسی کی وجہ سے ہو رہا ہے افسوس یہ ہے کہ زمینداروں کے عوامی احتجاج کے باوجود مرکزی حکومت عدم دلچسپی کا اظہار کر رہی اس کے علاوہ پاسکو اور دیگر ادارے بھی خریداری مونجی نہ کرتے ہیں کیونکہ مرکزی حکومت نے تاحال چاول خریدنے کا بندوبست نہ کیا ہے کاشتکاروں کا صرف اور صرف فصل پر انحصار ہوتا ہے اس بحرانی کیفیت پر وفاقی حکومت کے خلاف نفرت اورغم و غصہ کی فضا پیدا ہو گئی ہے لوگ فاقہ کشی کا شکار ہو رہے ہیں جس سے عوامی بے چینی کی لہر بڑھتی جا رہی ہے اس مسئلہ پر فوری بحث کی جائے اور اسکی اہمیت کے پیش نظر اسمبلی کی کارروائی معطل کی جائے اور اس پر فوری بحث کی جائے۔

کاشت کاروں کے مسائل کے مستقل حل میں وفاقی حکومت کی ناکامی

ملک احمد علی اولکھ: میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے مسئلہ یہ ہے کہ کاشت کاروں کی زبوں حالی اورخصوصاً کھاد کی نایابی اس ایوان کی فوری توجہ کی متقاضی ہے۔ اس ایوان کی اکثریت کا تعلق دیہی علاقوں اور کاشت کار برادری سے ہے۔ اس طرح قومی اسمبلی اور پاکستان کے دیگر منتخب صوبائی اسمبلیوں میں بھی کثرت ایسے ارکان کی ہے جن کا تعلق بھی کاشت کار دیہی آبادی سے ہے۔ اگر ہم نے زرعی معیشت اور زراعت پیشہ دیہی آبادی جو کل آبادی کا 70 فی صد ہے سے اغماض برتا تو یہ اپنے حلقہ کے ووٹروں اور ملک سے غداری کے مترادف ہو گا کیونکہ ہمارا یہ فعل ملک اور کاشت کار کو معاشی اور پر تباہ کرنے کے مترادف ہے۔ آج پنجاب کے کاشت کاروں کو اسسٹنٹ کمشنروں کے دفتروں میں صبح سے شام تک کئی کئی روز مسلسل چکر لگانے کے بعد تین چار بیگ کھاد تھما دی جاتی ہے جب کہ انہیں فوری طور پر کم از کم 50 بیگ کھاد کی ضرورت ہوتی ہے لاکھوں ایکڑ نہایت جانفشانی سے تیار کی جانے والی اراضی پر بغیر فاسفورس کھاد کے گندم کاشت کرنا پڑی جس کی وجہ سے صوبہ میں تیس لاکھ ٹن گندم پیدا ہو گی اور حکومت کو قیمتی زر مبادلہ صرف کر کے کم از کم سات ارب روپے کی گندم باہر سے برآمد کرنی پڑے گی۔ حکومت پاکستان نے اس سال 176 روپے فی من کے حساب سے پہلے ہی گندم درآمد کی ہے جب کے پاکستان کے اندر کاشت کار کو فی من 92 روپے سے زیادہ قیمت دینے کو تیار نہیں ایک زرعی ملک میں خوراک کی ضرورت پوری کرنے کے لیے گندم باہر سے درآمد کرنا

اور بروقت کھاد وغیرہ کا بندوبست نہ کرنا ایک غیر معمولی معاملہ ہے جو کہ پنجاب اسمبلی کے ایوان میں زیر بحث لایا جانا نہایت ضروری ہے تاکہ کاشت کار کے مسائل کا مستقل حل تلاش کیا جائے کیونکہ مالی طور پر بد حال کاشت کار کو بروقت کھاد فراہم نہ کر کے ان کے جذبات سے کھیلا گیا ہے اگر یہ لاوہ پھٹ پڑا تو بڑے سے بڑے ایوانوں میں بھی دراڑیں پڑ جائیں گی۔ حکومت پنجاب کا موقف ہے کہ پنجاب کی کھاد کی ضرورت ایک لاکھ بتالیس ہزار ٹن گندم کاشت کے لیے تھی لیکن اگست ستمبر اور اکتوبر میں کھاد درآمد نہیں ہو سکی اور پنجاب کو صرف پچاس ہزار ٹن کھاد فراہم کی گئی جو کہ صوبہ کی ضروت کا عشر عشیر ہے فاسفورس کھاد درآمد کرنا اور صوبوں کو فراہم کرنا وفاقی حکومت کی ذمہ داری ہے۔ اس امر کی تحقیقات کرائی جائے کہ اتنے بڑے قومی نقصان کا کون ذمہ دار ہے اور کاشت کاروں کو رسوا کرنے کے عمل کا ازالہ کیا ہو گا۔

جناب محمود الحسن ڈار، پوائنٹ آف آرڈر۔ آپ نے وقت نہیں بڑھایا۔

جناب سپیکر، وقت میں پندرہ منٹ کی توسیع کی جاتی ہے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا' آپ نے مجھے پوائنٹ آف آرڈر پر اجازت دے کر اس کے بعد دو آدمیوں کو بولنے کی اجازت دی ہے۔ جناب والا! میرے پوائنٹ آف آرڈر کے دو حصے ہیں۔

جناب سپیکر، میں آپ سے دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ دو بج گئے ہیں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، آپ نے پندرہ منٹ کے لیے وقت بڑھا دیا ہے۔

جناب سپیکر، جی' میں نے پندرہ منٹ کے لیے بڑھایا ہے۔ یہ تینوں تحاریک التوائے کار پڑھی جا چکی ہیں۔ ایک تو صورت یہ ہے کہ ان تحاریک التوائے کار پر فیصلہ لیں۔ میں اس پر فیصلہ کروں اور ہاؤس فیصلہ دے۔ اور اس کے بعد اس پر بحث ہو۔ دوسری صورت یہ ہو سکتی ہے کہ اس کو یہیں رہنے دیا جائے جہاں تک یہ ہے اور اس کی admissibility پر فیصلہ کل پر موخر کر دیا جائے اور امن عامہ کی صورت حال پر بحث کی جائے۔ لیکن چونکہ اس وقت دو بج رہے ہیں' اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ ان میں سے کوئی کام بھی نہیں ہو سکتا۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، جناب والا! میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔ اس کے دو حصے ہیں۔ اس کا ایک

حصہ یہ ہے کہ التواء کی تحریکوں کے لیے آدھا گھنٹا ہوتا ہے۔ وہ آدھا گھنٹا ختم ہو گیا تھا۔ آپ نے اس آدھے گھنٹے کے بعد اس کی اجازت دی ہے' اس لیے یہ خلاف ضابطہ ہے۔ نمبر دو' میں رول 67 کی طرف حوالہ دوں گا جو تحریک التوائے کار سے متعلق ہے۔ پہلے یہ ہے، The motion shall relate to a specific matter of recent occurence. اس کے آگے آتا ہے،

67(c) The motion shall relate to a matter which is primarily the concern of Government or a statutory body under the control of Government or to a matter in which the Governments have a substantial financial interest;"

حضور والا! آپ کو علم ہے کہ recent occurence کا matter نہیں۔ with all the reservations میں اس تحریک التواء کی مخالفت نہیں کروں گا۔ لیکن اس کی admissibility پر بات کروں گا۔ ایک تو یہ recent occurence کا مسئلہ نہیں۔ یہ جاری اور نمبر دو یہ ہے کہ کلاد صوبائی حکومت کے کنٹرول میں نہیں ہے۔ جو جاری مسئلہ چلا آرہا ہو over a period of time وہ specific اور recent occurence کا نہیں ہوتا۔ اس کے اوپر رولنگز موجود ہیں۔ This matter relates to the Federal Government اور نمبر تین' اس کو آپ ایک ریزولیوشن کے ذریعے ایوان میں لا سکتے ہیں اور اس کی سفارش حکومت پاکستان کو کر سکتے ہیں۔ With all these reservations that this mosition is inadmissible, I have no objection to its being admitted.

جناب سپیکر، میں سمجھتا ہوں کہ آج تو ایوان کو ملتوی کرنا ہوگا اور اس کی admissibility پر کل فیصلہ دیں گے۔ آپ بل پیش کرنا چاہیں گے؟

وزیر قانون، جی جناب والا۔

سید ذاکر حسین شاہ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا' میں اس پر بولنا چاہتا ہوں۔ یہ جو بل پیش کرنا چاہتے ہیں' یہ آئین کی دفعہ 115 کی خلاف ورزی ہے اور requirement پوری نہیں کی گئی۔ میں تو پھر بولوں گا۔

جناب سپیکر، وہ بل پیش ہوں گے تو آپ کو پتا چلے گا کہ کون سا بل ہے؟

سید ذاکر حسین شاہ، جناب والا! یہ منی بل ہے اور پیش ہی نہیں ہو سکتا۔ پھر تو میں بولوں گا۔ اگر پیش ہو گیا پھر بھی میں بول سکتا ہوں۔ پھر آپ کہیں گے کہ اب پیش ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر، آپ کو کیا پتا کہ کون سا بل پیش ہونے والا ہے؟

سید ذاکر حسین شاہ، یہ منی بل ہے۔ اس کی legal requirement پوری نہیں کی گئی۔ اس میں financial matters involve ہیں' اس لیے میں تو اس پر بولوں گا۔ اس لیے آپ اس کو بھی کل پر رکھیں۔ تاکہ آپ پہلے میرے اعتراضات سن لیں اور اس کے بعد اس کی اجازت دیں۔

جناب سپیکر، اس پر بولنے کے آپ کے پاس بڑے مراحل ہیں۔ یہ introduce ہونا ہے۔

سید ذاکر حسین شاہ، یہ پیش ہی نہیں ہو سکتا۔ آپ آئین کی دفعہ 115 ملاحظہ فرمائیں۔ اس میں فنانشل میٹر involve ہے۔ اس کو یہ منی بل کی صورت میں لا سکتے ہیں' ایسے نہیں لا سکتے۔ اس پر میرا اعتراض ہے وہ آپ کو سننا پڑے گا۔ آج وقت نہیں ہے'اس کو کل پر رکھ دیں۔

جناب سپیکر، لاءمنسٹر صاحب ارشاد فرمائیں گے؟

وزیر قانون، جناب والا' کل ایجنڈے میں شامل کرنے سے پہلے میں نے اس بارے میں جناب وصی ظفر صاحب سے بات کی تھی کہ میں یہ بل' یہ آرڈیننس ایجنڈے میں رکھوا لوں۔ کیونکہ یہ بل متعلقہ مجالس قائمہ کو refer ہونے ہیں۔ ادھر یہ کہتے ہیں کہ آپ مجالس قائمہ کو کام دیں تاکہ وہ functional ہوں۔ ان کو کچھ کام دیا جائے۔ تاکہ ان کو یہاں کچھ contribute کرنے کا موقع مل سکے۔ تو ان کی اجازت کے بعد یہ ایجنڈے پر رکھا گیا۔ کیونکہ آپ سے میں نے گزارش کی تھی تو آپ نے فرمایا تھا کہ اپوزیشن والوں سے بات کرلیں کیونکہ امن عامہ پر بحث ہونی ہے' ایسے نہ لیں۔ ان کی اجازت کے بعد میں اس کو ایجنڈے پر لے آیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک منٹ کی بات ہے۔ آپ مہربانی کر کے اس کو introduce کرنے کی اجازت دے دیں۔ کل یہی وقت بچ جائے گا تو امن عامہ کی صورت حال پر بحث ہو جائے گی اور وقت ضائع نہ ہو گا۔ ایک منٹ کی ساری بات ہے۔

سید ذاکر حسین شاہ، یہ جو بل پیش کر رہے ہیں میں تو اس پر بولوں گا اور یہ آئین کی دفعہ 115 کی خلاف ورزی ہے۔ کیونکہ اس میں انہوں نے اس کی قانونی ضرورت پوری نہیں کی۔

جناب سپیکر، وہ پیش ہوں گے تو آپ بولیں گے۔

سید ذاکر حسین شاہ، میں تو پیش ہونے سے پہلے بولوں گا اور یہ پیش نہیں ہو سکتا۔ یہ منی بل ہے یہ پیش نہیں ہو سکتا۔ پھر میں بولوں گا اور پھر آپ کہیں گے یہ پیش ہو گیا۔

جناب سپیکر، آپ کو کیا معلوم کہ کون سا بل پیش ہونے والا ہے۔

سید ذاکر حسین شاہ، کیونکہ اس کی لیگل ضروریات پوری نہیں کی گئیں۔ اور اس میں functional matters حائل ہیں۔ اس لیے میں تو اس پر بولوں گا۔ اس لیے آپ اس کو بھی کل پر رکھیں تا کہ آپ پہلے میری بات سن لیں اس کے بعد ان کو اجازت دیں۔

جناب سپیکر، شاہ صاحب آپ کے پاس اس پر بولنے پر بڑے مراحل ہیں۔ آج ان کو introduce ہوتا ہے۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب والا یہ پیش ہی نہیں ہو سکتے۔ جناب والا! آپ آئین کی دفعہ 115 کو ملاحظہ فرمائیں۔ اس میں فنانشل حائل ہیں۔ یہ اس کو منی بل کی صورت میں لا سکتے ہیں۔ ایسے نہیں لا سکتے۔ اس پر میرا اعتراض ہے اس کو آپ کو سننا پڑے گا۔ کیونکہ اس وقت وقت نہیں ہے اس لیے آپ اس کو کل پر رکھ لیں۔ وزیر قانون ارشاد فرمائیں۔

وزیر قانون، یہ بات ایجنڈا بننے سے پہلے میں نے اس بارہ میں وصی ظفر صاحب سے بات کی تھی کہ میں یہ بل ایجنڈے میں رکھوا لوں کیونکہ یہ کمیٹیوں کے سپرد ہونے ہیں ادھر یہ کہتے ہیں کہ سٹینڈنگ کمیٹیز کو کام دیں۔ تا کہ سٹینڈنگ کمیٹیز کام کریں۔

ان کو کوئی کام کیا جائے تاک کہ ان کو یہاں کام کرنے کا موقع دیا جائے۔ ان کی اجازت کے بعد آپ سے گذارش کی تھی تو آپ نے فرمایا تھا کہ اپوزیشن والوں سے بات کر لیں۔ چونکہ لا اینڈ آرڈر پر بحث ہوتی ہے۔ میں ان کی اجازت کے بعد میں اس کو ایجنڈے پر لے آیا تھا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ایک منٹ کی بات ہے۔ آپ مہربانی کر کے اس کو introduce کرنے کی اجازت دے دیں۔ اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ یہی وقت کل بچ جائے گا۔ اور لا اینڈ آرڈر پر بحث کر سکیں گے۔ یہ صرف ایک منٹ کی بات ہے۔ (شور)

جناب سپیکر، اب ہم حکومتی کام کرتے ہیں۔

ہنگامی قانون : (جو ایوان کی میز پر رکھا گیا۔)

ہنگامی قانون (ترمیم) ٹیکس برائے شہری غیر منقولہ جائیداد پنجاب مجریہ 1989ء

MINISTER FOR LAW & PARLIAMENTARY AFFARIRS: Sir, I lay before the House the Punjab Urban Immovable Propety Tax (Amendment) Ordinance, 1989

جناب سپیکر، شاہ صاحب آپ میری بات سنیں میں نے وزیر قانون کو فلور دیا ہے اور میں نے ان کو بل پیش کرنے کی اجازت دی ہے۔ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ اس پر کوئی اعتراض ہے ۔ اس کے بعد آپ اعتراض کر سکتے ہیں ۔ میں آپ کی بات کو سنوں گا اور اس پر فیصلہ دوں گا۔ اس وقت میں نے آپ کے اعتراض کو مسترد کر دیا ہے ۔ (شور)

نوابزادہ غضنفر علی گل، کورم نہیں ۔ (اس مرحلے پر بیشتر اپوزیشن کے اراکین ایوان سے اٹھ کر چلے گئے)۔

وزیر قانون، جناب سپیکر ! وہ اس مثبت رویے پر مبارکباد کے مستحق ہیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے یہ اجلاس requisition کیا ہے ۔ اور اس کو بڑے شوق سے requisition کیا ہے ۔ اور اس کو چلانے کے لیے جہاں مجھ پر ذمہ داری عائد ہوتی ہے وہاں ان پر ذمہ داری عائد ہوتی ہے ۔ کہ وہ میرے ساتھ تعاون کریں ۔ اور میں نے یہ بات آپ سے عرض کی ہے ۔ کہ میں نے یہ بل ایجنڈے پر لانے سے پیشتر وصی ظفر صاحب سے اس کے بارہ میں بات کی اور جناب کو یہ بتایا گیا ہے کہ ہم نے ان سے یہ بات کی ہے ۔ پھر یہ ایجنڈے پر آیا ہے۔ اور یہ اس قسم کے حربے استعمال کر کے اور میں یہ بات ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں ۔ جب وہ اس قسم کی باتیں کریں گے اور جناب والا آپ ہمارے ساتھ بعض اوقات بہت سختی کرتے ہیں ۔ اور ان کے ساتھ آپ زید بہت زیادہ مہربانی فرماتے ہیں ۔ میں کہتا ہوں کہ پھر لاء اینڈ آرڈر کے لیے کی بحث کے لیے ان کی بات آپ پھر نہیں مانیں گے اور یہ تمام ان کے کھاتے میں ڈالیں گے ۔ اگر وہ ہمارے ساتھ تعاون نہیں کرتے تو اس کی ذمہ داری ہمارے پر عائد نہیں ہوتی ۔ آپ اس بات کے شاہد ہیں ۔ اس ایڈجرن منٹ موشن پر پورا ایک گھنٹہ بات ہوتی رہی ۔ اور یہ ایک گھنٹہ بلا جواز ضائع کیا گیا ہے ۔ اور اگر ہم چاہتے تو ایک گھنٹے میں دس معزز اراکین اپوزیشن اس پر بات کر سکتے تھے ۔ اور اس پر بڑی تعمیری بات کر سکتے تھے ۔ جناب والا یہ بلا وجہ ایوان کا وقت ضائع کر رہے

ہیں اور تاخیری حربے استعمال کر رہے ہیں ۔ ان کے پاس لاء اینڈ آرڈر پر کہنے کے لیے کچھ ہے ہی نہیں یہ کیا کہیں ۔ لاء اینڈ آرڈر پر ان کے پاس بات کرنے کے لیے کچھ نہیں ہے یہ کیا بات کر سکتے ہیں اور میں یہ بات ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں یہ صرف حکومت کو موردالزام ٹھہرانا چاہتے ہیں ۔ کہ حکومت لاء اینڈ آرڈر پر بات کرنے کی اجازت نہیں دیتی ۔ یہ وقت خود ضائع کرتے ہیں ۔ (شور)

اور اس کی ذمہ داری حکومت پر ڈالنا چاہتے ہیں۔ تو جناب والا آپ کو ان چیزوں کا نوٹس سختی کے ساتھ نوٹس لینا چاہیے ۔ کہ کون وقت ضائع کر رہا ہے اور ایوان کو چلانے میں کون سنجیدہ نہیں ۔ اور کون ایوان کو غلط انداز میں چلانا چاہتا ہے اور کون وقت ضائع کرنا چاہتا ہے ۔ شکریہ۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، فضل حسین راہی۔ جناب والا ہم نے کورم کو پوائنٹ آوٹ کیا ہے اور آپ نے اس کا کوئی نوٹس نہیں لیا۔ (کورم نہیں ہے)

میاں اظہر حسن ڈار، جناب ہم نے کورم کا سوال اٹھایا ہے آپ کو چاہیے تھا کہ اسی وقت گنتی کراتے لیکن آپ نے بلا جواز وزیر قانون کو تقریر کرنے کی اجازت دے دی ۔ اب بھی کورم نہیں ہے گنتی کرائی جائے ۔

جناب سپیکر، کورم کا پوائنٹ اٹھایا گیا ہے گنتی کی جائے ویسے بھی ایوان کا وقت ختم ہو گیا اس لیے ایوان کی کارروائی کل صبح دس بجے تک کے لیے ملتوی کیا جاتا ہے ۔

(اس مرحلہ پر ایوان کی کارروائی منگل 12 دسمبر 1995 صبح دس بجے تک کے لیے ملتوی کی گئی)

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا آٹھواں اجلاس

منگل 12 دسمبر 1989ء

(سہ شنبہ 13 جمادی الاول 1410ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں 10 بج کر 50 منٹ پر منعقد ہوا۔ جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسی صدارت پر متمکن ہوئے

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

إِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ ۝١ وَإِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ ۝٢ وَإِذَا الْبِحَارُ
فُجِّرَتْ ۝٣ وَإِذَا الْقُبُوْرُ بُعْثِرَتْ ۝٤ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ وَأَخَّرَتْ ۝٥
يٰٓأَيُّهَا الْإِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ ۝٦ الَّذِيْ خَلَقَكَ
فَسَوّٰىكَ فَعَدَلَكَ ۝٧ فِيْٓ أَيِّ صُوْرَةٍ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَ ۝٨ كَلَّا بَلْ
تُكَذِّبُوْنَ بِالدِّيْنِ ۝٩ وَإِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ ۝١٠ كِرَامًا كَاتِبِيْنَ ۝١١
يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ ۝١٢ إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِيْ نَعِيْمٍ ۝١٣ وَإِنَّ
الْفُجَّارَ لَفِيْ جَحِيْمٍ ۝١٤ يَّصْلَوْنَهَا يَوْمَ الدِّيْنِ ۝١٥ وَمَا هُمْ
عَنْهَا بِغَآئِبِيْنَ ۝١٦ وَمَآ أَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ ۝١٧ ثُمَّ مَآ
أَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ ۝١٨ يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ
شَيْئًا وَالْأَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ ۝١٩

سورۃ الانفطار آیات 1 تا 19

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔ جب آسمان پھٹ جائے گاo

اور جب تارے جھڑ پڑیں گےo اور جب دریا آ کر ایک دوسرے سے مل جائیں گےo اور

جب قبریں اکھیڑ دی جائیں گیo تب ہر شخص معلوم کرے گا کہ اس نے آگے کیا بھیجا

تھا اور پیچھے کیا چھوڑا تھاo اے انسان تجھ کو اپنے پروردگار کرم گستر کے بارے میں کس

چیز نے دھوکا دیاo وہی تو ہے جس نے تجھے بنایا اور تیرے اعضاء کو ٹھیک کیا اور تیری

قامت کو معتدل رکھاo اور جس صورت میں چاہا تجھے جوڑ دیاo مگر ہیہات تم لوگ جزا کو

جھٹلاتے ہوo حالانکہ تم پر نگہبان مقرر ہیںo عالی قدر (تمہاری باتوں کے) لکھنے والےo جو

تم کرتے ہو وہ اسے جانتے ہیںo بے شک نیکو کار نعمتوں (کی بہشت) میں ہوں گےo اور

بد کردار دوزخ میںo (یعنی) جزا کے دن اس میں داخل ہوں گےo اور اس سے چھپ نہیں

سکیں گےo اور تمہیں کیا معلوم کہ جزا کا دن کیسا ہےo پھر تمہیں کیا معلوم کہ جزا کا

دن کیسا ہےo جس روز کوئی کسی کا کچھ بھلا نہ کر سکے گا۔ اور حکم اس روز خدا ہی کا ہو گاo

وما علینا الا البلاغ o

پوائنٹ آف آرڈر

آیا پارلیمانی سال یکم جنوری سے شروع ہو گا یا اسمبلی کے پہلے اجلاس کی تاریخ سے

میاں منظور احمد موہل، پوائنٹ آف آرڈر، جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے ایک پوائنٹ آف آرڈر پیش کرنا چاہتا ہوں۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب سپیکر! میں نے پہلے کہا تھا کہ پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، اجازت ہے۔ میں نے سب سے پہلے موہل صاحب کو دیکھا ہے۔

میاں منظور احمد موہل، جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر پچھلے اجلاس سے پینڈنگ چلا آ رہا ہے۔ یہ بڑا اہم پوائنٹ آف آرڈر ہے کہ آئین کے تابع اسمبلی نے ایک سال کے اندر اپنے 70 روز کارروائی کے پورے کرنے ہوتے ہیں۔ جناب والا پچھلی اسمبلی میں یہ طریق کار رہا کہ آپ یکم جنوری سے سال کا آغاز کرتے تھے۔ لیکن قومی اسمبلی اور باقی صوبوں میں یہ طریق کار ہے کہ جس دن سے حلف ہوتا ہے اس دن سے سال شروع کیا جاتا ہے۔ میں جناب والا! کی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ کیا آپ اجلاس کی کارروائی یکم جنوری سے شروع کریں گے یا جس روز ہم نے حلف لیا تھا اس دن سے شروع کریں گے ؛ اگر آپ یکم جنوری سے کریں گے تو پھر ہمارے ابھی 12 روز باقی ہیں۔ اگر آپ حلف سے شروع کریں گے تو ہم نے دن پورے کر لیے ہیں۔ اس پر میں آپ کی رولنگ چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، اس پر پہلے بھی آپ پوائنٹ آف آرڈر اٹھا چکے ہیں اور اس وقت ڈپٹی سپیکر صدارت فرما رہے تھے۔ یہ میرے پاس فیصلہ دینے کے لیے پینڈنگ ہے اس پر میں اپنی رولنگ دوں گا۔ شاہ صاحب! آپ کچھ فرمانا چاہتے تھے؟

سید ذاکر حسین شاہ، جناب سپیکر! کل اجلاس ملتوی کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ کل اجلاس صبح دس بجے ہو گا اور میں دس بجے ایوان میں آیا تو ایوان میں صرف دیوان عاشق حسین بخاری موجود تھے۔ آپ بھی وقت پر نہیں آئے جناب سپیکر میں آپ پر تنقید نہیں کرتا، میں بصد احترام عرض کرتا ہوں اگر آپ بھی وقت کی پابندی نہیں کریں گے تو باقی ممبران کیسے وقت پر آئیں گے۔ یہ درست ہے کہ ہم نے اجلاس بلایا لیکن اجلاس میں وقت پر آنا، اجلاس میں حاضر ہونا اجلاس میں وقت دینا یہ منجانب اسمبلی کے ارکان کے فرائض منصبی میں شامل ہے۔ لیکن اکثر دیکھا گیا ہے کہ ارکان اسمبلی وقت پر نہیں آتے

جناب سپیکر! جو لوگ اجلاس میں وقت پر نہیں آ سکتے ان کو پنجاب کے حقوق کی بات کرنے کا کوئی حق نہیں۔

جناب سپیکر: یہ جو شاہ صاحب ارشاد فرما رہے ہیں اس بارے میں متعدد مرتبہ پہلے بات ہو چکی ہے اور متعدد معزز اراکین اسمبلی نے اس بات کو پوائنٹ آؤٹ کیا ہے کہ اجلاس کا جو ٹائم مقرر کیا جائے اس پر اجلاس شروع ہونا چاہیے۔ یہاں تو صورت یہ ہے کہ سید ذاکر حسین جیسا پارلیمنٹیرین اور پڑھا لکھا آدمی بھی بغیر سوچے سمجھے چیئر کے conduct کو criticize کرتا ہے یہ نہایت افسوس کی بات ہے۔ اور شاہ صاحب سے مجھے ہرگز یہ توقع نہیں ۔ جو بھی آدمی یہاں سے اٹھتا ہے وہ چیئر کے conduct کو criticize کرنا شروع کر دیتا ہے۔ اپنے conduct کو نہیں دیکھتا۔ ممبرز کو نہیں دیکھتا۔ میں پونے دس بجے یہاں آ گیا ہوں۔ میں اپنے چیمبر میں پونے دس بجے یہاں موجود تھا۔ اور میں نے ٹھیک دس بجے پتا کیا ہے تو یہاں اس ہاؤس میں چار آدمی موجود تھے۔ تو کیا چار آدمی سے اجلاس چل سکتا ہے؟ وقفہ سوالات چل سکتا ہے؟ سپیکر عام حالات میں نیشنل اسمبلی ہو' سینیٹ ہو یا صوبائی اسمبلیاں ہوں' میں نے ذاتی طور پر دیکھا ہے کہ جس وقت کورم پورا ہوتا ہے سپیکر اس وقت ہاؤس میں آتا ہے۔ تو یہ آپ کی ذمہ داری ہے کہ آپ کورم کو پورا کریں۔ یہ میری ذمہ داری نہیں۔ اگر آپ نے اجلاس بلایا ہے' اپوزیشن نے requisition کی ہے آپ خود سب سے پہلے تشریف لائیں۔ اگر گورنمنٹ اجلاس بلاتی ہے تو گورنمنٹ کی ذمہ داری ہے کہ گورنمنٹ کورم پورا کرے۔ جس وقت تک کورم نہیں ہو گا۔ اجلاس میں ممبرز نہیں ہوں گے تو سپیکر یہاں آ کر ٹیبلوں کو تو preside نہیں کرے گا' بینچوں کو preside نہیں کرے گا' بلکہ ممبرز کو preside کرنا ہے۔

جناب نذر حسین کیانی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جناب نذر حسین کیانی صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتے ہیں۔

جناب نذر حسین کیانی : جناب سپیکر! آپ کی observation بالکل صحیح ہے اور یہ ایک حقیقت ہے کہ اگر ہم نے اجلاس requisition کیا ہے تو یہ ہماری ذمہ داری ہے اور ہم لوگوں کو سب سے پہلے آنا چاہیے۔ لیکن یہ اجلاس ہم نے صرف اپنے لیے طلب نہیں کیا ہے یہ ہم نے مشترکہ طور پر پنجاب اسمبلی کا اجلاس آئی جے آئی اور پیپلز پارٹی پر مشتمل ممبران اسمبلی کے لیے طلب کیا ہے۔ جناب والا!

اگر ہم اتنا بھی وقت نہیں نکال سکتے کہ ہم وقت پر یہاں آ کر پنجاب کے غریب عوام، مزدوروں، محنت کشوں اور طالب علموں کے مسائل کو آپ کے سامنے پیش کر سکیں یا اس فورم سے آواز بلند کر سکیں تو پھر اس ایوان کا فائدہ کیا ہو گا۔ یہ صحیح بات ہے کہ آپ نے ہمیں ذمہ داری کا احساس دلایا ہے لیکن یہ بھی ایک صحیح بات ہے کہ جناب لاء منسٹر جنہوں نے اس ہاؤس کو چلانا ہے وہ ابھی نہیں آئے اور ان کی کرسی پر اس وقت وزیر خزانہ براجمان ہیں۔ تو جناب والا! یہ صحیح بات ہے کہ ہم سب کو مل کر یہ کوشش کرنی چاہیے اور آپ نے صحیح فرمایا ہے کہ یہ ذمہ داری ہماری ہے لیکن اگر آپ اس ذمہ داری کا احساس حزب اقتدار کو بھی دلا دیں تو میں آپ کا مشکور ہوں گا۔ آپ کا بہت بہت شکریہ۔

جناب سپیکر، یہ جو پچھلی نشست میں میاں منظور احمد موہل صاحب نے پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا تھا جسے ڈپٹی سپیکر صاحب preside کر رہے تھے کہ یہ 70 دن جو آئین کے تحت اسمبلی کے meet کرنے کی minimum requirement ہے وہ کب سے شروع ہونے چاہییں اور کب ختم ہونے چاہییں؟ تو اس بارے میں پچھلی ٹرم میں یہ فیصلہ ہوا تھا کہ یکم جنوری سے یہ 70 دن شروع ہوں گے اور 31 دسمبر تک یہ 70 دن پورے کرنے ہوں گے۔ اس کے بعد ہم اس کے مطابق 85ء، 86ء، 87ء اور 1988ء میں یہ اسمبلی چلاتے رہے ہیں۔ لیکن بعض مقامات پر ہم نے دیکھا کہ نیشنل اسمبلی اور سینیٹ کے جو ایام کار ہیں ان کے بارے میں ان کا فیصلہ مختلف ہے اور وہ جس روز اسمبلی پہلے دن meet کرتی ہے اس دن سے وہ سال کے اختتام تک دن کاؤنٹ کرتے ہیں۔ تو یہ مسئلہ چونکہ اس دفعہ ہماری سپیکرز کانفرنس کراچی میں بھی پیش ہوا تھا اور کراچی میں مجھے باقی صوبائی اسمبلیوں کے سپیکرز سے ملنے کا اتفاق ہوا اور وہاں میں نے سب سے دریافت کیا تو مجھے سندھ اسمبلی کے سپیکر نے بھی یہ بتایا کہ ہم نیشنل اسمبلی کو follow کر رہے ہیں۔ مجھے بلوچستان اسمبلی کے سپیکر نے بتایا کہ ہم بھی نیشنل اسمبلی کو follow کر رہے ہیں۔ مجھے Frontier کے سپیکر نے بتایا کہ ہم بھی نیشنل اسمبلی کو follow کر رہے ہیں۔ سینیٹ اور نیشنل اسمبلی کا پہلے ہی یہی فیصلہ ہے کہ ٹرم جب شروع ہو گی تو اس وقت سے وہ دن کاؤنٹ ہونے شروع ہوں گے اور اس سال کے اختتام تک وہ 70 دن ہم نے پورے کرنے ہیں۔ سینیٹ نے 90 دن پورے کرنے ہیں اور نیشنل اسمبلی نے 130 دن پورے کرنے ہیں۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اب وقت ہے کہ ہم بھی ایک uniformity پیدا کریں۔ اس لیے میں اپنی رولنگ اس پر دیتا

ہوں۔

پارلیمانی سال یکم جنوری سے شروع ہو گا یا اسمبلی کے پہلے اجلاس کی تاریخ سے ' کے متعلق چیئر کی رولنگ

Under Article 54 read with Article 127 of the Constitution the Provincial Assembly has to meet for atleast 70 days during a year. The question is as to what the term 'year' as used in the said Article means. According to Article 262 of the Constitution for the purposes of the Constitution periods of time are to be reckoned according to the Gregorian Calendar. Keeping this Article in view, although the term 'year' generally means the year starting from the 1st of January and ending on the 31st of December; however, this meaning cannot be applied to the term 'year' as used in Article 54 because if the 'year' according to the Gregorian Calendar is made the basis for computation of time under this Article, the result will be anomolous as this interpretation will render the provision which requires that the Assembly shallmeet for atleast 70 days during a year nugatory in case where the first sitting of the Assembly takes places for example on the 30th of December. The National Assembly and the other Provincial Assemblies are also acting on this interpretation. This will also have the effect of creating uniformity in the matter all over the country.

Therefore, in supersession of my ruling dated 6-6-1985 I hold that the term 'year' as used in Article 54 read with Article 127 does mean 365 days from the day of the first sitting of the Assembly after General Election.

جناب علی اکبر مظہر وینس، جناب سپیکر! آپ کی اجازت سے ایک چھوٹے سے مسئلے کو آپ کے

نوٹس میں لانا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، جی۔

جناب علی اکبر مظہر وینس، جناب والا! مجھے افسوس ہے کہ وہ مسئلہ ہمارے لیے بڑا humiliating اور insulting کا مسئلہ بن گیا ہے۔ وہ یہ کہ عمارت کے سامنے جو پارکنگ کی جگہ ہے وہاں صورت یہ ہے کہ وہاں پولیس والے کھڑے ہیں اور ہم جہاں بھی گاڑی کھڑی کرتے ہیں وہاں جگہ خالی ہوتی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ منسٹرز کی گاڑیوں کی جگہ ہے آپ پیچھے لے جائیں۔ ادھر گئے ہیں تو وی وی آئی پی کی جگہ ہے اور پیچھے لے جاؤ تو جناب والا! یہ جو صورت حال ہے کہ ابھی تک کالے اور گورے والا جو فرق ہے اسے یہاں کیوں maintain کیا جا رہا ہے؟ منسٹرز ہمارے بھائی ہیں کوئی آفاقی مخلوق نہیں ہیں اور پھر ہمارے لیے قابل احترام ہیں۔ لیکن ان کے پاس ڈرائیور ہیں، شوفر قسم کی گاڑیاں ہیں جب یہ آئیں تو انہیں دروازے کے سامنے اتار کے ڈرائیور گاڑی وہاں لے جائے جہاں جگہ خالی پڑی ہو۔ اور جو آدمی وہاں ہمیں حکم دینے کے لیے ٹریفک والا بیٹھا ہے اور کہتا ہے کہ پیچھے لے جاؤ آگے لے جاؤ۔ ادھر لے جاؤ۔ تو جب وزیر صاحب باہر قدم رنجا فرمائیں تو سپیکر پر اعلان فرما دیں کہ فلاں وزیر صاحب تشریف لے آئے ہیں جیسے نیشنل اسمبلی میں ہوتا ہے تو اس کی گاڑی ڈرائیور یہاں لے آئے اور وہ گاڑی وہاں لے آئے گا اور وزیر صاحب بیٹھیں آرام سے چلے جائیں۔ یہ ویسے ہی ایک humiliating اور insulting طریقہ ہمارے لیے بنا دیا گیا ہے۔ کل بھی میں آیا۔ میں نے ایک جگہ گاڑی کھڑی کرنے کی کوشش کی تو انہوں نے کہا کہ آگے لے جاؤ۔ میں آگے لے گیا تو انہوں نے کہا پیچھے لے جاؤ۔ میں نے گاڑی کو پیچھے کی طرف کیا تو کہا گیا کہ اور پیچھے لے جاؤ۔ یہ کوئی طریقہ نہیں جناب والا! آپ اس مسئلے کو حل کرنے کے لیے ان کو بتائیں۔ یہ کوئی طریقہ نہیں کہ ایک مخصوص جگہ کر دی جائے۔ جو پہلے آئے پہلے پائے جو بعد میں وزیر آئے یا کوئی بھی ممبر آئے وہ پیچھے گاڑی لے جائے یہ کون سی ایسی بات ہے۔ میں آپ سے گزارش کروں گا کہ آپ ذرا مہربانی فرمائیں اور یہ طریقہ ختم کرائیں۔

محترمہ باجی نصرت رشید، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی بیگم صاحبہ پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتی ہیں۔

محترمہ باجی نصرت رشید: جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ تمام اسمبلی کی کارروائی روک کر میری تحریک استحقاق کو سب سے پہلے لیا جائے۔ میں نے کل لکھ کر دے دیا تھا۔

جناب سپیکر: آپ نے اب تحریک استحقاق دی ہے؟

محترمہ باجی نصرت رشید: جی میں نے کل دوبارہ لکھ کر آپ کے چیمبر میں دے دیا تھا۔

جناب سپیکر: کل دوبارہ تحریک لکھ کر دے دی تھی؟

محترمہ باجی نصرت رشید: ہاں جی۔

جناب سپیکر: وہی جو پہلے آپ نے دی ہوئی تھی؟

محترمہ باجی نصرت رشید: ہاں جی۔

جناب سپیکر: اگر آپ تحریک استحقاق کے قوانین پڑھیں تو اس لحاظ سے تو کوئی ارجنٹ قسم کا واقعہ ہونا چاہیے۔

محترمہ باجی نصرت رشید: جی جناب والا! یہ واقعہ بھی urgent قسم کا ہے یہ ایک زندگی کا سوال ہے۔ ہم تھانوں کا ہی تو رونا رو رہے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ کی تحریک استحقاق کہاں ہے؟ محترمہ کی تحریک استحقاق کی کاپی مجھے دی جائے۔ آپ تشریف رکھیں میں ذرا اسے دیکھ لوں۔

میاں اظہر حسن ڈار: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں آپ سے یہ گزارش کرنے لگا ہوں کہ جب کوئی معزز رکن اس بات کی نشان دہی کر دے کہ کورم پورا نہیں تو پھر اس کے بعد کیا ایوان کی کارروائی جاری رہ سکتی ہے؟

جناب سپیکر: جی نہیں رہ سکتی۔

میاں اظہر حسن ڈار: تو جناب والا! کل جب اس بات کی نشان دہی کی گئی تھی تو بجائے اس کے کہ گنتی ہوتی اور معزز ممبران کی تعداد گنی جاتی وزیر قانون صاحب بڑی لمبی تقریر کر کے آپ کے سامنے یہ بتاتے رہے ہیں کہ ڈون ایک سکول ہے اور اس کے لیے میں نے انہیں وقت دیا تھا۔ تو جناب والا! ہم انہیں یاد دلاتے ہیں کہ 1985-86 میں جب اس سکول کی بحث ہوئی تھی تو انہوں نے اس کی

مخالفت کی تھی اور جناب ارشد لودھی صاحب نے کہا تھا کہ اس کے لیے روپیہ اور زمین نہیں ملے گی تو جناب والا! جس بل کی یہ آج سے دو، تین سال پہلے مخالفت کرتے رہے ہیں تو 89 میں صرف یہ فرق پڑا ہے کہ یہ یہاں سے یہ اس کرسی پر چلے گئے ہیں۔

جناب سپیکر، ڈار صاحب' یہ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔

میاں اظہر حسن ڈار، جناب والا! میرا دوسرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے۔

جناب سپیکر، ڈار صاحب' آپ کا پہلا پوائنٹ آف آرڈر ہی valid نہیں اب دوسرا پوائنٹ آف آرڈر کر رہے ہیں۔

میاں اظہر حسن ڈار، جناب والا! میں اب دوسرے مسئلے پر بات کرنے لگا ہوں جناب والا! یہ پنجاب کا ایوان ہے تو میں آپ سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ کیا سنٹر کو اس ایوان میں discuss کیا جا سکتا ہے۔ اس ایوان میں جب بھی کوئی بحث ہوتی ہے اور جب وزراء کے پاس کوئی جواب نہیں ہوتا تو وہ وفاقی وزراء کے نام لیتے ہیں کبھی سندھ کا نام لے لیتے ہیں کہیں سرحد کا نام لیتے ہیں تو جناب والا! کیا دوسری صوبائی صوبوں کو یہاں پر زیر بحث لایا جا سکتا ہے۔ اور کیا سنٹر کے وزراء کو یہاں discuss کیا جا سکتا ہے؟

جناب سپیکر، میں سمجھتا ہوں کہ اس پر کسی رولنگ کی ضرورت نہیں ڈار صاحب یہ کوئی ایسی بات نہیں سنٹر بھی پاکستان ہے سندھ بھی پاکستان ہے سرحد بھی پاکستان ہے اور پنجاب بھی پاکستان ہے ہم اس ایوان میں پاکستان کی بھی بات کر سکتے ہیں ہم صوبوں کی بھی بات یہاں کر سکتے ہیں یہ سب ہمیں عزیز ہیں۔ ہمیں وفاق کی بھی بھلائی مطلوب ہے اور صوبوں کی بھی بھلائی مطلوب ہے اور ان کی باتیں یہاں پنجاب اسمبلی میں ہوسکتی ہیں اس میں کوئی ایسی بات نہیں اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے جناب وزیر آب پاشی اپنی سیٹ پر تشریف لے آئیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آب پاشی و قوت برقی(سردار عبداللہ خان)، جناب والا! میں سوالوں کے جوابات دوں گا۔

SARDAR SIKANDAR HAYAT KHAN: Mr Speaker! Sir, I would like tobring to your notice a thing very important regarding answers and questions

and make request to the staff of the Assembly to deal my questions on merit. My questions were submitted before the questions of certain honourable Members and I can give proof to that. My questions and answers, my adjournment motions, my resolutions are always trampled upon, murdered and slaughtered. I don't know why. For the last five sessions my questions are put and trampled and put on the table of the House. I would request through you to the staff that my question be placed on merit.

جناب سپیکر، سردار صاحب۔ آپ ایسا کریں کہ آپ میرے پاس تشریف لے آئیں میں آپ کی موجودگی میں متعلقہ محکموں کو بلالوں گا اور ہم اس چیز کو وہاں پر solve کر لیں گے۔

سردار سکندر حیات، شکریہ جناب۔

میاں محمود الحسن ڈار، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں آپ کی خدمت میں ایک بات عرض کرنی چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، ڈار صاحب! یہ پرائیویٹ ممبرز ڈے ہے آپ سارا دن پوائنٹ آف آرڈر پر لگا دیتے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ کچھ بزنس نہیں ہوا۔

میاں محمود الحسن ڈار، جناب والا! آپ میری بات سن لیں کیونکہ مجھے ذاتی تکلیف ہوئی ہے اس لیے پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑا ہوا ہوں کہ جناب اس اسمبلی میں ہم دو بھائی ہیں ایک کا نام اظہر حسن ڈار ہے اور دوسرے کا نام میں محمود الحسن ڈار ہے۔ پہلے کا تعلق گوجرانوالہ سے ہے اور میرا تعلق فیصل آباد سے ہے۔ جب آپ ڈار صاحب فرماتے ہیں تو جناب اس میں فرق یہ پڑتا ہے کہ ہمارے اخبارات کے ساتھی اور جو رپورٹنگ کرتے ہیں اس میں یہ ہمارے دونوں بھائیوں کا نام نہیں لکھتے کہ کس نے بات کی ہے ہمارا ایک تیسرا بھائی ہے جس کا نام مظہر الحسن ڈار ہے اور وہ international wrestler ہے اور وہ سیاسی آدمی نہیں اور وہ سیاست میں حصہ نہیں لیتا تو جناب والا! اسے اس میں ملوث کیا جاتا ہے لہٰذا وہ بھی پریشان ہے کہ میں تو ایک طرف بیٹھا ہوا ہوں اور میں اس میں قطعاً شامل نہیں ہوں تو

جناب والا! اس کا نام لکھ دیا جاتا ہے اور یہ کافی دفعہ ہوا ہے اور جو میرا چھوٹا بھائی ہے یہ بھی کہتا ہے کہ کبھی میرا نام اس سے منسوب ہو جاتا ہے اور کبھی محمود الحسن ذار کا نام منسوب ہو جاتا ہے تو جناب والا! میں آپ کی وساطت سے ذرائع ابلاغ کو عرض کرتا ہوں کہ جناب جو صحیح ہو یہ اس کا نام لیں تا کہ اس کے حلقے کے لوگ اسے دیکھ سکیں۔ مہربانی۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، آپ کا پوائنٹ آف آرڈر صحیح ہے اور کارروائی سے متعلقہ اور جائز ہے میرے خیال میں پریس بھی اس کا نوٹس لے گی اور میں بھی اس کا نوٹس لوں گا۔۔۔ جناب چودھری محمد خان جسپال صاحب۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

دیووال ٹریوٹری ڈرین کی تعمیر

چودھری محمد خان جسپال، کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔۔۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ دیووال ٹریوٹری ڈرین ضلع سرگودھا کی تعمیر کے لیے رقم مختص کی گئی تھی۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ ڈرین کی تعمیر کا ٹینڈر بھی ہو چکا ہے۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کن وجوہات کی بناء پر اس پر کام روک دیا گیا حکومت اب دوبارہ کب تک اس پر کام شروع کروانے کو تیار ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری (سردار عبداللہ خان)،

(الف) درست ہے

(ب) درست ہے

(ج) پچھلے سال رقم ماہ مارچ کے اخیر میں مہیا کی گئی متعلقہ مالکان اراضی نے عدالت دیوانی سے اس امر کا حکم امتناعی پیش کیا کہ حصول اراضی کی با ضابطہ کارروائی کے بغیر محکمہ مداخلت نہ کرے کیونکہ حصول اراضی کی باضابطہ کارروائی کے لیے زیادہ وقت درکار تھا۔ اس لیے پچھلے سال ڈرین کی کھدائی کا کام شروع نہ کیا جا سکا۔ رواں مالی سال کے دوران اس سکیم کے لیے مبلغ -/3 360000 لاکھ روپیہ کی رقم مختص کی گئی ہے حصول اراضی کی با ضابطہ کارروائی مکمل کرنے کے بعد اس سکیم پر کام شروع کر دیا جائے گا۔

کھالوں کو پختہ کرنے کے لیے اقدامات

چودھری محمد خان جسپال: کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت کا فرض ہے کہ کسانوں کو آب پاشی کے لیے حصہ کے مطابق پانی فراہم کرے

(ب) کیا یہ درست ہے کہ کسان پانی وصول کرنے کے عوض حکومت کو آبیانہ ادا کرتے ہیں۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ ضلع سرگودھا میں ٹیلوں پر اکثر پانی کی کمی رہتی ہے۔

(د) کیا یہ درست ہے کہ اگر کھالیں (Water course) پختہ تعمیر کئے جائیں تو ٹیلوں پر پانی کی صورت بہتر ہو سکتی ہے۔

(ر) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اپنے خرچہ سے کھالوں کو پختہ کرنے کو تیار ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری (سردار عبداللہ خان):

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) نہر میں بھل بیٹھ جانے سے چند ٹیلوں پر پانی کی کمی کو ہو جانا ایک قدرتی امر ہے جسے دور کر دیا جاتا ہے

(د) کھالوں کو پختہ کرنے کا عمل نہروں کی کارکردگی سے کوئی تعلق نہ رکھتا ہے۔ اور نہ ہی یہ عمل ٹیلوں پر پانی کی کمی دور کرنے میں ثابت ہو سکتا ہے۔

(ر) کھالوں کو پختہ کرنے کا تعلق محکمہ زراعت کے ذیلی ادارہ on from water management سے ہے۔ محکمہ آب پاشی کا اس سے کوئی تعلق نہ ہے۔ جو اپنے پروگرام کے تحت اسے سر انجام دیتے ہیں۔

سائفن کی تعمیر

*238۔ چودھری منور حسین تارڑ: کیا وزیر آب پاشی و قوت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ خانکے قادر آباد بیراج کے ساتھ جو حفاظتی بند تعمیر ہوا تھا اس میں

سائفن 43 برجی برائے نکاس پارٹی پانی 7/6 مواضعات کا محکمہ نے سروے کیا تھا اور برائے تعمیر اس کا ٹھیکہ بھی ہو گیا تھا۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اہلیان مواضعات پنڈی دھوتھراں' جوکالیاں' چک منہ' پنڈی دھوتھراں' پنڈی رتی گدھو' چکریاں نے کئی سال سے متذکرہ سائفن کی تعمیر کے لیے درخواستیں دیں۔ لیکن آج تک سائفن کی تعمیر نہیں کی گئی۔ جس کی وجہ سے ہزاروں ایکڑ فصل ہر سال تباہ ہو جاتی ہے۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو متذکرہ مواضعات کے عوام کی تکالیف کے پیش نظر حکومت متذکرہ سائفن تعمیر کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری (سردار عبداللہ خان)۔

(الف) یہ درست ہے کہ سپر برجی 42635۔ آر۔ایم بی قادر آباد براج پر سائفن کی تعمیر کے لیے تقریباً 3 لاکھ روپے مالیتی تخمینہ تیار کیا تھا۔ اس سلسلے میں کنٹریکٹر کو بھی مستعد کر دیا گیا تھا۔ لیکن سالانہ ترقیاتی پروگرام میں فنڈز نہ ملنے کے سبب اس پر عملدرآمد نہ ہو سکا۔

(ب) مذکورہ مواضعات آر۔ایم۔بی اور مندرجہ بالا سپر کی بغل میں واقع ہیں۔ اور ان کا جزوی رقبہ دریائے چناب کے کنارے اور آر۔ایم۔بی کی درمیان واقع ہے یہ رقبہ نشیبی ہے جب بھی بارش ہوتی ہے یا دریا میں پانی آتا ہے۔ تو یہ رقبہ زیر آب آ جاتا ہے۔ یہ قدرتی امر ہے۔ اور سائفن بنانے کے بعد بھی اس رقبہ کی حالت میں کوئی خاطر خواہ تبدیلی متوقع نہیں ہے۔ تاہم سائفن بن جانے کی صورت میں نشیب میں جمع شدہ پانی ہفتہ عشرہ میں خارج ہو سکے گا۔

(ج) مذکورہ سائفن کو اگلے سالانہ ترقیاتی پروگرام 90-1989 میں شامل کیے جانے کی تجویز بنائی جا رہی ہے اس کی ضمنی منظوری اور فنڈز ملنے کی صورت میں اس پر عمل درآمد ہو سکے گا۔

محلہ مشرقی کوٹ تحصیل پھالیہ میں بجلی کی فراہمی

*248۔ چودھری منورحسین تارڑ: کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جو کالیاں تحصیل پھالیہ ضلع گجرات میں بجلی مہیا کی جا چکی ہے۔ مگر محلہ مشرق کوٹ کو بجلی نہیں دی گئی۔ جبکہ ٹرانسفارمر دو سو گز کے فاصلہ پر ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اہلیان علاقہ نے اس بارے محکمہ میں کئی درخواستیں بھی دی ہیں۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت کب تک اس محلہ کو بجلی مہیا کرنے کو تیار ہے۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری (سردار عبداللہ خاں)۔

(الف) واپڈا سے حاصل کردہ رپورٹ کے مطابق یہ درست ہے کہ جو کالیاں تحصیل ضلع گجرات بجلی سے منور ہے لیکن محلہ مشرقی کوٹ کو بجلی میسر نہ ہے۔

(ب) یہ درست ہے۔

(ج) فی الحال حکومت محلہ مشرقی کوٹ کو بجلی مہیا کرنے سے قاصر ہے کیونکہ اس ضمن میں ضروری فنڈز موجود نہ ہیں محلہ مشرقی کوٹ موضع جو کالیاں کی اضافی آبادی ہے۔ حکومت کی منظور کردہ اضافی آبادیاں برائے فراہمی بجلی کثیر تعداد میں عدم دستیابی فنڈز کی بناء پر واپڈا کے پاس زیر التوا ہیں۔

سیم نالا کی مرمت اور تعمیر

*328۔ ڈاکٹر خاور علی شاہ۔ کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل شور کوٹ اور تحصیل کبیر والا کے دیہات کو سیم تھور سے بچانے کے لیے جو سیم نالہ نکالا گیا تھا سیلاب کی وجہ سے بالکل ختم ہو گیا ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اس سیم نالہ سے شور کوٹ کے ہوائی اڈہ کو بہت فائدہ پہنچا تھا۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب ہاں میں ہے تو حکومت سیم نالہ کی مرمت اور تعمیر کروانے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری (سردار عبداللہ خان)۔

(الف) درست ہے گذشتہ سیلاب کی وجہ سے اس سیم نالے کو بہت زیادہ نقصان پہنچا ہے۔

(ب) اس سیم نالہ سے تحصیل شور کوٹ کو فائدہ پہنچا ہے لہذا ہوائی اڈہ کو فائدہ پہنچنا بھی عین ممکن ہے۔

(ج) مذکورہ سیم نالہ (ترموں سندھانی ملیں بہاول آؤٹ فال ڈرین) سے تحصیل شور کوٹ اور کبیر

والا کے علاقوں کو کافی فائدہ پہنچا ہے۔ پچھلے قیامت خیز سیلاب کی وجہ سے یہ ڈرین بہہ گئی ہے۔ اب ایک دوسرا منصوبہ سکارپ شور کورٹ کہلیہ (Saline) شروع کیا جانے کا پروگرام ہے جس کے تحت سیم کا پانی مذکورہ ڈرین سے دریا چناب میں ڈالا جائے گا لہذا یہ ڈرین اب بڑے سائز کی بنائی جائے گی۔ یہ کام اگلے مالی سال 90-1989 میں شروع کیا جانا متوقع ہے۔

ڈاکٹر خاور علی شاہ، جناب والا! کیا پارلیمانی سیکرٹری صاحب یہ بتائیں گے کہ یہ جو نالہ بن رہا ہے اور اس کے لیے نئی سکیم کے تحت جو رقبہ لیا جا رہا ہے کیا حکومت اس رقبہ کی compensation دے گی؟

پارلیمانی سیکرٹری (سردار عبداللہ خان)، جناب والا! جو رقبہ acquire کیا جائے گا اس کا معاوضہ یقیناً حکومت دے گی۔

جناب سپیکر، ڈاکٹر صاحب ضمنی سوال ہے؟

ڈاکٹر خاور علی شاہ، ضمنی سوال۔۔

جناب سپیکر، ارشاد فرمایے۔

ڈاکٹر خاور علی شاہ، کیا پارلیمانی سیکرٹری صاحب یہ وضاحت کریں گے کہ یہ نالہ صوبائی حکومت کے تحت یا وفاقی حکومت کے تحت بنایا جا رہا ہے؟

جناب سپیکر، جی پارلیمانی سیکرٹری صاحب۔۔

پارلیمانی سیکرٹری آب پاشی و قوت برقی، جناب سپیکر! یہ واپڈا کے ذریعے بنایا جائے گا۔

جناب سپیکر، تو یہ مرکزی حکومت کے تحت ہوا۔

پارلیمانی سیکرٹری آب پاشی و قوت برقی، اس پر ویسے میں ان کی مزید انفارمیشن کے لیے یہ عرض کر دوں کہ 29 کروڑ روپے کی رقم منظور ہو چکی ہے اور یہ سارا کام چار سال میں مکمل ہو جائے گا۔

ڈاکٹر خاور علی شاہ، جناب علی ہارون شاہ، ضمنی سوال۔۔۔

جناب سپیکر، جی ڈاکٹر صاحب آخری ضمنی سوال۔۔

ڈاکٹر خاور علی شاہ، کیا اس بارے میں انہیں معلوم ہے کہ جس علاقے سے یہ نالہ پہلے گزر رہا تھا اس کا جو راستہ ہے وہ بلا وجہ تبدیل کیا جا رہا ہے۔ کیا اس بارے میں صوبائی حکومت کچھ کر سکے گی کیونکہ اس میں وفاقی وزیر برقیات نے جو ڈائریکٹو دیا ہے اس سے چھوٹے کاشت کاروں کا کافی نقصان ہو رہا ہے۔ تو اس بارے میں میں یہ سوال کرنا چاہتا ہوں کہ صوبائی حکومت اس معاملے میں ان کاشت کاروں کے لیے کیا کر سکتی ہے؟ جن کو اس کا رخ تبدیل کرنے میں نقصان پہنچ رہا ہے۔

جناب سپیکر، جی سردار صاحب۔۔۔

پارلیمانی سیکرٹری آب پاشی و قوت برقی، اس سلسلے میں' میں عرض کروں گا کہ چونکہ یہ مسئلہ وفاقی حکومت کا ہے۔ بہرحال صوبائی حکومت اپنی طرف سے پوری کوشش کرے گی جس قدر ہو سکا چھوٹے کاشت کاروں کے حقوق کا تحفظ کیا جائے گا۔

جناب نذرحسین کیانی، ضمنی سوال۔۔۔

جناب سپیکر، جی جناب نذرحسین کیانی ضمنی سوال۔۔۔

جناب نذرحسین کیانی، جناب والا! عزت مآب پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے اپنے جواب میں فرمایا ہے کہ یہ ڈرین سیلاب میں بہہ گئی تھی اور یہ سیلاب دو سال قبل آیا تھا۔ کیا پارلیمانی سیکرٹری صاحب فرمائیں گے کہ ان دو سالوں میں انہوں نے اس کی مرمت کے لیے کیا تجاویز دیں اور کیا عملی اقدام کیا؟

جناب سپیکر، جی سردار صاحب۔۔۔

پارلیمانی سیکرٹری آب پاشی و قوت برقی، جناب سپیکر میں یہ پہلے عرض کر چکا ہوں کہ یہ صوبائی مسئلہ نہیں ہے بلکہ وفاقی مسئلہ ہے۔ اس میں فنانس وفاق نے کرنا تھا اور صوبے کا جس حد تک کام تھا وہ اس میں پوری تندہی سے کام کر رہا ہے۔ اب یہ وفاق کا کام ہے' جونہی پیسہ ملا ہے۔ ان شاء اللہ چار سال کے اندر یہ کام مکمل ہو جائے گا۔

ڈاکٹر خاور علی شاہ، جناب سپیکر میرا ایک اور ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر، ابھی آپ کا اور ضمنی سوال ہے۔ تو ڈاکٹر صاحب آپ کتنے ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں؟

ڈاکٹر خاور علی شاہ، جتنے ضمنی سوالوں کی آپ اجازت دیں گے۔

جناب سپیکر، تو پھر یہ آخری ہے۔

ڈاکٹر خاور علی شاہ، جناب سپیکر! مجھے ان سے یہ دریافت کرنا ہے کہ اس رقبے کا جو compensation ہے وہ کس وقت تک مل جائے گا؟ کیونکہ ابھی تک ان کسانوں کو کچھ نہیں ملا۔ اور میں ان بھائیوں کو بھی یہ حقیقت بتانا چاہتا ہوں کہ جس علاقے سے وہ سیم نالہ گزرتا ہے وہاں پر 8۔ایکڑ سے بڑا زمیندار کوئی نہیں ہے۔ ان کو compensation ابھی تک کسی ایک ایکڑ کا بھی نہیں ملا۔ تو وہ کب تک ملے گا اور اس کا کون ذمے دار ہو گا؟

جناب سپیکر، جی سردار صاحب۔۔۔

پارلیمانی سیکرٹری آب پاشی و قوت برقی، جناب سپیکر میں عرض کر چکا ہوں کہ یہ compensation کا جو مسئلہ ہے اسے دراصل گورنمنٹ آف پاکستان نے حل کرنا ہے' وفاقی حکومت نے کرنا ہے۔ جب تک ان کے وہ تمام قانونی تقاضے پورے نہیں ہوں گے اس وقت تک اس کی ادائگی کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔

جناب سپیکر، اگلا سوال جناب ڈاکٹر خاور علی شاہ صاحب۔۔۔

نہر کو سیلاب سے بچانے کے لیے اقدامات

*329۔ ڈاکٹر خاور علی شاہ، کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سیلاب 1988ء میں ایل بی ڈی سی نہر کو کافی نقصان پہنچا۔ جس کی وجہ سے مذکورہ نہر چھ ہفتہ بند رہی۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ نہر کی بندش کی وجہ سے ساہیوال' اوکاڑہ' خانیوال کے اضلاع میں ہزاروں ایکڑ کپاس' باغات اور دھان کی فصل کو نقصان پہنچا۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت اس نہر کو آئندہ سیلاب سے بچانے کے لیے کیا انتظامات کر رہی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری (سردار عبداللہ خان)،

(الف) یہ درست ہے کہ 1988ء کے غیر معمولی سیلاب کی وجہ سے ایل۔بی۔ڈی۔سی کو کافی نقصان

پہنچا تاہم اس کی مرمت کا کام فوری طور پر ہنگامی بنیادوں پر شروع کر دیا گیا۔ اور تین ہفتے کے بعد نہر کو دوبارہ کھول دیا گیا۔

(ب) اگرچہ نہر کی مرمت کا کام ممکنہ حد تک کم از کم وقت میں مکمل کر دیا گیا۔ تاہم بندی کی وجہ سے فصلوں پر کچھ اثر پڑا ہے اس سلسلے میں جو درخواست ہائے خرابہ موصول ہوئیں۔ ان پر قواعد کے تحت معافی آبیانہ دی گئی۔ تاہم ایسے رقبہ جات بہت کم تھے۔

(ج) نہر کی ضروری مرمت کا کام جاری ہے مستقل بنیادوں پر بچاؤ کے لیے نہر کے دائیں کنارے کو تقریباً 10 میل لمبائی میں فلڈ بند میں تبدیل کئے جانے کی تجویز زیر غور ہے۔

ڈاکٹر خاور علی شاہ، ضمنی سوال۔۔

جناب سپیکر، ضمنی سوال جناب ڈاکٹر صاحب۔۔۔

ڈاکٹر خاور علی شاہ، جناب سپیکر! کیا پارلیمانی سیکرٹری صاحب یہ فرمائیں گے کہ یہ نہر جو کہ دریا سے کافی دور تھی کیا وجہ تھی کی یہ بھی دریا کے سیلاب کی زد میں آ گئی؟

جناب سپیکر، جی سردار صاحب۔۔۔

پارلیمانی سیکرٹری آب پاشی و قوت برقی، جناب سپیکر! یہ تو سیلاب کے پانی کا مسئلہ ہے اس میں کسی کا قصور تو نہیں ہے۔ اور نہ کوئی پانی کو آگے سے روک سکتا تھا بہرحال وہ دریا کے پانی سے ہی خراب ہوئی ہے۔

جناب سپیکر، دریا کے پانی پر پارلیمانی سیکرٹری صاحب کا بس نہیں چلتا تھا۔ (قہقہے)

ڈاکٹر خاور علی شاہ، جناب سپیکر! شاید آپ کے ضلع کو بھی اس نہر سے ہی پانی ملتا ہو۔ یہ ایل بی ڈی سی کئی ڈویژنوں کو پانی سپلائی کرتی ہے۔ جیسا کہ میں نے اپنے سوال میں پوچھا ہے کہ یہ کئی ڈویژنوں کے علاقہ میں پانی سپلائی کرتی ہے۔ خاص طور پر ہمارے جو بند توڑے جاتے ہیں یا محکمہ نہر جو انتظام کرتا ہے وہ ان سٹریکچرز، ہیڈ اور نہروں کو بچانے کے لیے کرتا ہے۔ میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے یہ پوچھوں گا کہ کیا وہ اس بات کی وضاحت کریں گے کہ ان کے جب سٹریکچرز، نہریں فلڈ سے تباہ ہوئیں تو کیا انہوں نے اس کی انکوئری کی یا کسی کے خلاف ایکشن لیا؟ کیونکہ سٹریکچرز کو بچانے کے لیے ہی سارا انتظام کیا جاتا ہے جب فلڈ بند جہاں جہاں سے توڑے جاتے ہیں۔ کیا ان

structure کو جب یہ نہر تباہ ہوئی ہے پورے علاقے کو جو کہ سیلاب کی زد میں بھی نہیں تھا اس کو نقصان پہنچا ہے تو انہوں نے کیا اس کے بارے میں کوئی ایکشن لیا ہے۔

جناب سپیکر. جی سردار صاحب۔۔۔

پارلیمانی سیکرٹری آب پاشی و قوت برقی. جناب سپیکر! میں ان کا سوال سمجھا نہیں ہوں۔

جناب سپیکر. ڈاکٹر صاحب کا سوال یہ ہے کہ عام طور پر سیلاب کے دنوں میں Main structures کو بچانے کے لیے سارے اقدامات کئے جاتے ہیں مثلاً ہیڈ ورکس ہے' نہریں ہیں' ان کے ہیڈ ورکس ہیں تو ان کو بچانے کے لیے سارے اقدامات کیے جاتے ہیں اور نہریں بھی توڑ دی جاتی ہیں' راجباہ بھی توڑ دیے جاتے ہیں تو یہ جو نہر ٹوٹی اس سے فصلوں کا ناقابل تلافی نقصان ہوا اس کو توڑنے کے بارے میں محکمہ انہار نے کوئی کسی قسم کی انکوائری کی کہ اس نہر کو کیوں غیر ضروری طور پر توڑا گیا جس سے کاشت کاروں کی فصلیں تباہ ہوئیں۔

پارلیمانی سیکرٹری آب پاشی و قوت برقی. جناب سپیکر! جہاں تک سیلاب کا تعلق ہے تو وہ غیر معمولی قسم کا سیلاب تھا وہ کسی کے کنٹرول کے بس کی بات نہیں تھی۔ کوشش تو محکمہ یہی کرتا ہے کہ ان سٹرکچرز کو بچایا جائے جن سے لوگوں کو زیادہ نقصان ہوتا ہے۔ مگر جہاں پانی بالکل بے لگام ہو کر اتنی مقدار میں آ جائے جہاں ان کا بس نہ چلے تو یقیناً وہاں نہر کا عملہ بے بس ہوتا ہے۔ ان کی مزید اطلاع کے لیے یہ بھی عرض کرتا جاؤں کہ نہر کی پانچ میل کی لمبائی کو فرنٹ بند بنانا منظور کیا جا چکا ہے۔

جناب سپیکر. اگلا سوال جناب حاجی محمد افضل چن صاحب۔۔۔

ڈبل آبیانہ ختم کرنے کے لیے اقدامات

*390۔ حاجی محمد افضل چن. کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ ضلع گجرات کی تحصیل پھالیہ میں کاشت کاروں سے ڈبل آبیانہ وصول کیا جا رہا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ اکثر راجباہوں میں مناسب پانی نہ ہونے کی وجہ سے زمینداروں کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ اور ڈبل آبیانہ ہونے کی وجہ سے زیر بار ہونا پڑتا ہے۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت کب تک ڈبل آبیانہ ختم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری (عبداللہ خان)۔

(الف) درست ہے۔

(ب) درست نہ ہے تحصیل پھالیہ کے چند راجباہوں کی ٹیلوں پر پانی کی کچھ کمی تھی۔ جن کی درستگی جنوری 1989ء کی سالانہ بندی کے دوران کر دی گئی ہے اور اس وقت راجباہوں میں منظور شدہ ڈسچارج کے مطابق پانی فراہم کیا جا رہا ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی سکارپ ایریا ہونے کی وجہ سے سرکاری ٹیوب ویل بھی نصب ہیں۔ اور اس طرح اس علاقہ کو دوگنا مقدار پانی (water allowance) دیا جا رہا ہے۔ جس بناء پر ڈبل آبیانہ تشخیص کیا جاتا ہے۔

(ج) جواب اثبات میں نہ ہے لہذا مزید وضاحت کی ضرورت نہیں ہے۔

حاجی محمد افضل چن، ضمنی سوال۔۔

جناب سپیکر، ضمنی سوال جناب حاجی چن صاحب۔

حاجی محمد افضل چن، کیا پارلیمانی سیکرٹری صاحب یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ 1989ء کی سالانہ بندی میں جن راجباہوں کو ٹھیک کروایا تھا ان کے نام کیا ہیں؟

جناب سپیکر، حاجی صاحب! ذرا اپنے سوال کو دہرائے گا۔

حاجی محمد افضل چن، جناب سپیکر! انہوں نے یہ کہا ہے کہ "چند راجباہ ہائے کی ٹیلوں پر پانی کی کچھ کمی تھی جن کی درستگی جنوری 1989ء کی سالانہ بندی کے دوران کر دی گئی ہے تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جن راجباہوں کو انہوں نے بندی کے دوران ٹھیک کروایا ہے ان کے نام کیا ہیں۔

جناب سپیکر، ان کا سوال یہ ہے کہ جن راجباہوں میں پانی کی کچھ کمی تھی اور جن کی درستگی کر دی گئی ہے ان کے نام کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آب پاشی و قوت برقی، جناب ان کے نام گوجرہ، میانوالی ڈسٹری بیوٹری، سوہاون ڈسٹری بیوٹری اور کاکووال ڈسٹری بیوٹری ہیں

حاجی محمد افضل چن، جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کروں گا کہ پارلیمانی سیکرٹری

صاحب کے پاس چونکہ محکمے کی طرف سے نام لکھے ہوئے ہیں اس لیے وہ پڑھ رہے ہیں۔ میں اس سلسلے میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ نام غلط دیے گئے ہیں۔ کیونکہ ان راجباہوں پر آج تک کوئی کام نہیں کیا گیا۔ جناب سپیکر! میں یہ بھی عرض کروں گا کہ اگر جوابات غلط ہوں تو کیا میں ان کے خلاف تحریک استحقاق پیش کر سکتا ہوں؟

جناب سپیکر۔ اگر جوابات دانستہ طور پر، جان بوجھ کر غلط دیا جائے تو پھر تحریک استحقاق پیش ہو سکتی ہے۔

حاجی محمد افضل چن۔ جناب اس نیت کا پھر ہمیں کون بتائے گا؟

جناب سپیکر۔ اس کا فیصلہ سپیکر کرے گا۔ سردار سکندر حیات صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

SARDAR SIKANDAR HAYAT KHAN: Point of order.

My honourable brother has just pointed out that if the answer given to his question by the Minister is proved to be false. Can he move a privilege motion? You kindly remarked that it is to be decided by the Speaker whether a privilege has been breached or not. I would humbly point out that it is not only the breach of privilege of the member but the entire House if a correct answer is not given. If a false information is given in the House, it means the Secretary, the Deputy Secretary or the persons concerned are not performing their duties satisfactorily and, therefore, the Minister should resign if he is not capable of running or controlling his department. Either the Minister should resign who gives a false answer or a privilege motion should be taken up against him.

MR. SPEAKER: I have given my ruling on the question of Mr. Afzal Chan that if it is proved that the wrong answer has been given deliberately and

knowingly, then he can move a privilege motion and the Speaker can consider the motion according to merits.

SARDAR SIKANDAR HAYAT KHAN: It is not the question of giving wrong answer deliberately or undeliberately. It shows that the Minister has not checked the answers properly and he has not checked the facts personally. If there is something grossly wrong the Minister concerned should personally go and check it on site.

MR. SPEAKER: I am sorry, I have given my ruling.

حاجی محمد افضل چن، جناب والا! کیا پارلیمانی سیکرٹری صاحب یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ 1989ء کی سالانہ بندی سے پہلے راجباہ ہائے میں پانی کا کتنا ڈسچارج تھا اور اب کتنا ڈسچارج ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آب پاشی و قوت برقی، جناب والا! اس کے اعداد و شمار میرے پاس اس وقت نہیں اس کے لیے یہ نیا سوال دے دیں تو جواب دے دیا جائے گا۔

جناب سپیکر، اس کے لیے نیا سوال کیا جائے۔

حاجی محمد افضل چن، جناب سپیکر! میرا اس سلسلے میں دوسرا ضمنی سوال ہے انہوں نے اپنے جواب میں فرمایا ہے کہ اس ایریا میں سرکاری ٹیوب ویل نصب ہیں اس لیے انہیں ڈبل آبیانہ دینا پڑتا ہے۔ جناب والا! میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ سیکشن بوسال پر ایک ٹیوب ویل (بی۔ایس) 128 ہے۔ وہ ٹیوب ویل آج تک چلا نہیں، ان کاشت کاروں کے ساتھ آپ کیا سلوک فرمائیں گے کیا ان کا مالیہ آپ معاف فرمائیں گے؟ جہاں پر ٹیوب ویل چلا ہی نہیں وہاں پر یہ دوگنا پانی کس طرح سے دیتے ہیں۔ اس کا ہمیں طریقہ بتائیں۔

جناب سپیکر، پہلے تو آپ یہ فرما رہے تھے کہ کیا ان کاشت کاروں کا مالیہ معاف فرما دیا جائے گا؟

حاجی محمد افضل چن، جناب سپیکر! میں گزارش کرتا ہوں کہ ایک ٹیوب ویل جس کا میں نے نام لیا ہے۔ 128۔بی۔ایس۔ جو آج تک نہیں چلا، موضع دنیا مائنر ہے جس کے کاشت کاروں سے آج تک ڈبل آبیانہ لیا جا رہا ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ان کے ساتھ جو ظلم ہوتا رہا ہے، دس بارہ سال سے

غلط آبیانہ وصول کیا جاتا رہا ہے وہ واپس کیا جائے گا یا نہیں؛ اور اگر واپس نہیں کریں گے تو کیوں نہیں کریں گے؛ کیونکہ ان کو تو وہاں پر پانی ہی نہیں دیا گیا۔

میاں اظہر حسن ڈار، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ آج اتنے اہم سوالات تھے۔ وزیر متعلقہ نے چونکہ تیاری نہیں کی ہوئی تھی' نااہل ہیں' اس لیے انہوں نے خود جواب دینے کی بجائے اپنے پارلیمانی سیکرٹری سے کہا ہے کہ جواب دیں۔

جناب سپیکر، یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب مکمل طور پر با اختیار ہیں اور کسی بھی وقفہ سوالات کے جوابات دے سکتے ہیں۔

جناب نذر حسین کیانی، لیکن جناب پارلیمانی سیکرٹری صاحب تیاری تو کر کے آئیں۔

جناب سپیکر، پارلیمانی سیکرٹری صاحب بظاہر تو تیار معلوم ہوتے ہیں۔ (قطع کلامیاں) یا تو خواتین کی نشستیں تبدیل کرنا ہوں گی یا پھر میاں منظور احمد موہل صاحب کی سیٹ تبدیل کرنا ہو گی۔ (قہقہے)

جناب نذر حسین کیانی، جناب والا! میاں نواز شریف صاحب کی سیٹ خالی پڑی ہوئی ہے وہ میاں منظور احمد موہل صاحب کو دے دی جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آب پاشی و قوت برقی، جناب والا! رولز کے مطابق ایک طے شدہ طریق کار ہے۔ اس کے تحت اگر کسی کے ساتھ کوئی زیادتی ہوئی ہے تو وہ متعلقہ حکام کو درخواست دیں۔ رولز کے مطابق پوری کوشش کی جائے گی کہ ان کی داد رسی ہو۔

حاجی محمد افضل چن، جناب سپیکر! میں آپ سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کیا میرے سوال کا جواب درست دیا گیا ہے؛ کیونکہ آپ ہمارے جج ہیں۔

جناب سپیکر، حاجی صاحب یہ اس حد تک تو درست ہے کہ دنیا پور مائنر میں جہاں پر ٹیوب ویل چالو نہیں رہا اور کئی سال سے اس علاقے کے غریب کاشت کاروں کو دہرا آبیانہ ڈالا جا رہا ہے۔ یعنی ٹیوب ویل بھی جاری نہیں اور آبیانہ بھی ڈبل وصول کیا جا رہا ہے۔ ان کا آبیانہ واپس کریں۔

حاجی محمد افضل چن، بالکل۔

جناب سپیکر، اس سلسلے میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے فرمایا ہے کہ آپ اس کے لیے تحریر کریں۔

ہم ان شاء اللہ جائز طریقے سے ان کی حق رسی کریں گے۔

حاجی محمد افضل چن، جناب والا! اس سلسلے میں میری گزارش یہ ہے کہ جو ٹیوب ویل آج تک نہیں چلائے گئے۔ جناب انہوں نے خود تحریری طور پر جواب دیا ہے کہ سکارپ ایریا ہونے کی وجہ سے سرکاری ٹیوب ویل بھی نصب ہیں اس طرح اس علاقہ کو دوگنا مقدار پانی مل رہا ہے دوگنا کس کو دیتے ہیں؟ جہاں ٹیوب ویل بند ہو۔

جناب سپیکر، نہیں دوگنا پانی اُسے کہتے ہیں۔ جہاں نہری پانی بھی ہو اور ٹیوب ویل کا پانی بھی ہو۔

حاجی محمد افضل چن، جناب والا! ٹیوب ویل نمبر 128 بی۔ایس جس کا میں نے ذکر کیا ہے یہ ٹیوب ویل دس سال سے لگا ہوا ہے جبکہ دس سال سے اس کا کھال ہی نہیں بنا۔ کھال بھی نہیں بنا اور چالو بھی نہیں ہوا جبکہ دس سال سے آبیانہ بھی وصول کیا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر، سردار صاحب اس کے لیے تو آپ کو واضح بات کرنا پڑے گی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آب پاشی و قوت برقی، جناب والا! اگر دس سال سے وہ آبیانہ ڈبل دے رہے ہیں تو چاہیے یہ تھا کہ جو متاثرین ہیں وہ حکومت کو اس سلسلے میں apply کرتے۔ اگر انہوں نے درخواستیں بھی دی ہیں اور حکومت میں سے کسی شخص نے ان کی نہیں سنی، میں ممبر موصوف کو یقین دہانی کرواتا ہوں وہ آدمی میرے پاس بھجوا دیں۔ میں تمام محکمے کے افسران کو بلوا کر ان کی میٹنگ کروا کر ان کی حق رسی کروانے کی پوری کوشش کروں گا۔

جناب سپیکر، حاجی صاحب ٹھیک ہے۔

حاجی محمد افضل چن، جناب والا! ہم صرف کوشش پر اکتفا نہیں کریں گے۔ ہمیں اس کے لیے یقین دہانی کروائی جائے۔ جناب والا! لوگ تو محکمہ کے پاس دربدر پھر رہے ہیں۔ جناب والا! آپ بھی کاشت کار ہیں۔ ان غریبوں مسکینوں کو اگر آپ حق نہیں دلوا سکیں گے تو پھر کون دلوائے گا؟ جناب ان کے کہنے پر کہ میں کوشش کر رہا ہوں۔ میں بطور ایم۔پی۔اے اس کے لیے کوشش کرتا رہا ہوں لیکن کسی نے آج تک نہیں سنی یہ کون سی نئی کوشش کریں گے یہ مجھے بتا دیں۔

جناب سپیکر، حاجی صاحب کی بات پہ فیصلہ ہو گا۔ اس لیے کہ اگر ان کے ساتھ زیادتی کی گئی ہے تو پارلیمانی سیکرٹری اس ایوان میں commitment کریں کہ ان کا ازالہ کیا جائے گا اور ان کی حق رسی

کی جائے گی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آب پاشی و قوت برقی، ان کی حق رسی ضرور کی جائے گی۔

جناب سپیکر، تو کیا یہ آپ کی commitment آ گئی ہے؟ حاجی صاحب' آپ کا کوئی اور بھی ضمنی سوال ہے؟

حاجی محمد افضل چن، جی ہاں! لیکن میں اسے چھوڑ دیتا ہوں۔ اب میں سوال نمبر 391 پڑھتا ہوں۔

جناب علی اکبر مظہر وینس، میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر، جی وینس صاحب۔

جناب علی اکبر مظہر وینس، جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ میرے بھائی نے یہ بڑا اہم سوال کیا ہے جو اس ملک کے صوبے کے کاشت کاروں سے متعلق ہے۔ اس سے بہت سے کاشت کار متاثر ہوتے ہیں۔ مجھے اس پالیسی پر اعتراض ہے۔ مجھے تھوڑا سا وقت دیں تو میں بیان کروں۔ فرض کیا ایک کپاس کی فصل چار یا پانچ دفعہ پانی دینے سے بار آور ہو جاتی ہے۔ یہ ڈبل آبیانہ اس صورت میں لیا جاتا ہے کہ جب ایک فصل کو ایک ایکڑ کا معاملہ پڑ جاتا ہے۔ اگر اس کو ڈبل پانی مل رہا ہے۔ فرض کیا اگر نہر کا پانی مل رہا ہے اور فی مربع بارہ ایکڑ کاشت ہو رہے ہیں۔ اگر اس کے ساتھ ٹیوب ویل کا پانی شامل ہو جائے تو 25 ایکڑ کاشت ہوسکیں گے تو پھر گورنمنٹ کو 25 ایکڑ پر ہی آبیانہ مل جائے گا۔ ڈبل آبیانہ تو خود بخود ہو گیا۔ یہ پچاس سے سو کرنے کا کیا جواز ہے۔ کیا ایک فصل پانچ پانی لینے کے بجائے دس پانی لینا شروع کر دیتی ہے جہاں ٹیوب ویل لگ جاتے ہیں۔ یہ سراسر زیادتی ہے۔ یہ دوہرے آبیانے کا ایک ڈھونگ ہے۔ جب پانی زیادہ ہو گا تو فصل بھی زیادہ کاشت ہوگی۔ جب فصل زیادہ ہو گی تو محکمے کو آبیانہ بھی زیادہ ملے گا۔ میں یہ ضمنی سوال کرتا ہوں کہ کیا پارلیمانی سیکرٹری موصوف فرمائیں گی کہ اس راجباہ پر سالانہ پانی فی مربع کتنے رقبہ کو فراہم کیا جاتا ہے؟ مجھے اس کا جواب فرمائیں۔

جناب سپیکر، آپ کا پہلا سوال بڑا متعلقہ ہے۔

جناب علی اکبر مظہر وینس، جناب والا! میں اپنا ضمنی سوال یہاں سے شروع کروں گا کہ ایک راجباہ پر فی مربع سالانہ کتنا پانی دیتے ہیں کہ اس پر کتنی فصل کاشت ہو سکے۔ یہ فی مربع فی صد کے

حسب سے پانی منظور ہوتا ہے۔

جناب سپیکر، آپ ایک وقت میں ایک سوال کیجیے۔ پہلا سوال آپ کا متعلقہ ہے اس کا جواب پارلیمانی سیکریٹری صاحب فرمائیں۔

جناب سپیکر، جناب سردار صاحب! کیا آپ نے وینس صاحب کا ضمنی سوال سمجھا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آب پاشی و قوت برقی، نہیں جناب والا! میں ان کا سوال نہیں سمجھ سکا۔

جناب سپیکر، میں یہ سوال از خود دہرائے دیتا ہوں۔ وینس صاحب کا ضمنی سوال یہ ہے کہ جہاں آپ راجباہ کا پانی بھی دیتے ہیں اور وہاں ٹیوب ویل لگا کر دہرا پانی فراہم کرتے ہیں۔ تو اس راجباہ سے کسی کاشت کار نے اگر 10 ایکڑ فصل سیراب کرنی ہے اس کو ٹیوب ویل کا پانی مل جانے سے اس کی بیس ایکڑ کاشت ہو جائے گی۔ تو آبیانہ آپ دس ایکڑ کی بجائے بیس ایکڑ کا لگا لیں گے۔ ان کا سوال یہ ہے کہ ایک تو آپ بیس ایکڑ پر آبیانہ لگا لیں گے۔ ایک آپ ان بیس ایکڑوں پر دوگنا آبیانہ لگائیں گے۔ تو یہ تو دوگنا نہ ہوا بلکہ چار گنا ہو گیا۔ اس کی کیا وجہ ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری، جناب والا! میں آپ کو بھی نہیں سمجھ سکا۔

جناب سپیکر، سردار صاحب! ضمنی سوال پر توجہ فرمائیے۔ عام حالات میں نہروں سے راجباہ نکلتے ہیں۔ راجباہ سے موگے نکلتے ہیں۔ آپ راجباہ کا پانی کاشت کار کو دیتے ہیں۔ اور اس پہ آپ آبیانہ وصول کرتے ہیں۔ کئی راجباہ ایسے ہیں کہ جن پہ ٹیوب ویل لگا دیے گئے ہیں۔ ٹیوب ویل لگانے سے یہ ہوتا ہے کہ پانی دوگنا ہو جاتا ہے۔ اور جس کاشت کار نے راجباہ کے پانی سے دس ایکڑ کاشت کرنی ہے۔ ٹیوب ویل کا پانی شامل ہو جانے سے کاشت دوگنا ہو جائے گی۔ آبیانہ بھی آپ بیس ایکڑ پر لگائیں گے۔ وہ کہتے ہیں کہ ٹھیک ہے کہ بیس ایکڑ پر آبیانہ لگائیے لیکن آپ آبیانہ بیس ایکڑ پر لگاتے ہیں اور دوہرا لگاتے ہیں تو یہ اس طرح چار گنا آبیانہ ہو گیا۔ اس کا کیا جواز ہے؟ یہ ان کے خیال کے مطابق کاشت کار سے زیادتی ہے۔ اس کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری، جناب والا! یہ ان کا بڑا متعلقہ سوال ہے۔ یہ policy matter ہے۔ اس کا یہی ہو سکتا ہے کہ میں محکمہ کے افسران کے ساتھ بیٹھ کر اس پر بحث کرنے کے بعد فاضل ممبر کو مطمئن کر دوں گا۔

جناب علی اکبر مظہر وینس، جناب زیادتی تو یہ ہے کہ جو نہر کا پانی فرض کیا کہ اس کا آبیانہ 50 روپے فی ایکڑ ہے اور اس سے ہم دس ایکڑ فی مربع کاشت کر رہے ہیں۔ اس پر لگنا تھا 50 روپیہ فی ایکڑ۔ اب پارلیمانی سیکرٹری کو یہ کہنا چاہتا ہوں کہ وہ یہ ہی کہہ دیں کہ جو ہم ٹیوب ویل سے پانی نکالتے ہیں اس پہ لاگت زیادہ آتی ہے۔ اس لیے ہم دوہرا آبیانہ لیتے ہیں۔ لیکن انہیں اتنا بھی پتا نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں کہ ٹھیک ہے کہ جو ہم کاشت زیادہ کر رہے ہیں اس پر تو یہ زیادہ وصول کر سکتے ہیں لیکن یہ نہر کے پانی پر دوہرا آبیانہ کس لیے وصول کر رہے ہیں؟ جو دوسرے لوگ ہیں جو نہری پانی سے دس ایکڑ کاشت کر رہے ہیں اور پچاس روپے فی ایکڑ آبیانہ دے رہے ہیں۔ جب ٹیوب ویل لگ جائے تو نہر کے پانی پر بھی دوہرا آبیانہ دیں۔ یہ کہاں کی سکھا شاہی ہے اور کہاں کی پالیسی ہے۔ یہ پالیسی کہاں بنتی ہے۔ اگر اس ہاؤس میں پالیسی پر بحث نہیں کی جائے گی تو کہاں کی جائے گی۔ اگر ہم اس غلط پالیسی کو ختم نہیں کریں گے تو کیا یہ آسمان پر ختم ہو گی؟

جناب سپیکر، جناب سپیکر! اس سلسلہ میں سمجھتا ہوں کہ آپ ایسے کریں کہ اسی سیشن کے دوران محکمہ نہر کی پالیسی کی وضاحت کر کے تحریری طور پر ایوان کی میز پر رکھیں تا کہ سارے ایوان کو آپ کی پالیسی کا علم ہو سکے۔ یا اس پہ یہ ہو سکتا ہے کہ جیسے آپ نے کہا کہ میں اس کو sort out کروں گا۔ آپ کاشت کار ہیں اور کاشت کاروں کی مشکل کو سمجھتے ہیں۔ تو ایسے کر لیا جائے کہ آپ کے ساتھ حاجی چن صاحب، علی اکبر مظہر وینس صاحب بیٹھ جائیں اور آپ کے ساتھ چیف انجنیئر اور سیکرٹری ارگیشن ہو جائیں اور چاروں پانچوں بیٹھ کر اس مسئلے کو حل کریں تو ہو سکتا ہے۔ آپ کی کیا رائے ہے؟ (تجویز منظور ہوئی) تو ہم آج اس سلسلے میں ایک کمیٹی تشکیل دیتے ہیں۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب، حاجی چن صاحب، علی اکبر مظہر وینس صاحب سیکرٹری ارگیشن اور ان کے ساتھ متعلقہ چیف انجنیئر اس مسئلے کو حل کریں گے۔

جناب علی اکبر مظہر وینس، میں صرف یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ یہ محکمہ تسلیم کرے کہ اب تک جو کسانوں سے ہوتی رہی ہے وہ زیادتی ہوتی رہی ہے۔ میں یہ بات ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، میں سمجھتا ہوں کہ اس بارے میں یہ موثر ترین اقدام ہو گیا ہے اور اس پہ آپ کو اتفاق کرنا چاہیے۔

میاں اظہر حسن ڈار، جناب والا! سارجنٹ ایٹ آرمز اس معزز ایوان کا ایک حصہ ہیں انہوں نے اپنی ٹوپی اس طریقے سے وہاں پر پھینکی ہے کہ وہ ان کے دائیں جانب پڑی ہے۔ یا تو اس سے ہمارے تمام ایوان کا استحقاق مجروح ہوتا ہے۔ یا تو اسے استحقاق کمیٹی کو دیں یا پھر انہیں تنبیہ کریں کہ وہ یہاں پر اس طرح ٹوپی نہ پھینکیں کیونکہ یہ ٹوپی بھی اس ایوان کے حصے میں شامل ہوتی ہے۔

جناب سپیکر، جناب اظہر حسن ڈار صاحب کی خدمت میں یہ گزارش ہے کہ یہ ایوان مفید اور با مقصد باتوں کے لیے ہے۔ اگلا سوال حاجی محمد افضل چن صاحب۔

پانی کی کمی کو پورا کرنے کے لیے اقدامات

*391۔ حاجی محمد افضل چن، کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ ٹیل گوجرہ، ٹیل میانوالی، ٹیل لوہارہ، ٹیل کاکوال تحصیل پھالیہ ضلع گجرات میں پانی کی زبردست کمی ہے اور زمین داروں کو فصل کے لیے مناسب اور پورا پانی نہیں مل رہا ہے۔

(ب) اگر جز (الف) کو جواب اثبات میں ہے تو حکومت پانی کی اس کمی اور ٹیل پر پانی پہنچانے کا کیا بندوبست کر رہی ہے۔ یا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری آب پاشی و قوت برقی،

(الف) درست نہ ہے ٹیل ہائے گوجرہ مائنر، میانوالی، سوہاوہ اور کاکووال ڈسٹری بیوٹریز بالعموم اپنے حق کے مطابق ٹھیک چل رہی ہیں۔

(ب) جواب اثبات میں نہ ہے۔ مذکورہ نہروں پر پانی کی کمی نہ ہے تاہم سالانہ بندی ماہ جنوری 1989ء کے دوران راجباہ ہائے مذکورہ کی مطلوبہ مرمت وغیرہ کر دی گئی تھی تا کہ ٹیل ہائے پر پانی کی سپلائی کی پوزیشن بہتر رہے۔

حاجی محمد افضل چن، جناب والا! انہوں نے فرمایا ہے کہ یہ درست نہ ہے ٹیل ہائے گوجرہ مائنر، میانوالی، سوہاوہ اور کاکو وال ڈسٹری بیوٹریز بالعموم اپنے حق کے مطابق ٹھیک چل رہی ہیں۔ جناب والا! میں یہ سوال کروں گا کہ اگر یہ سوال 391 کا یہ جواب غلط ہو اور میں اسے ثابت بھی کر دوں کہ یہ غلط ہے تو یہ محکمہ کے خلاف کارروائی فرمائیں گے اور کیا یہ اگلے اجلاس میں اس کی رپورٹ پیش کریں

گے؟

جناب پارلیمانی سیکرٹری (آب پاشی)، جناب والا! اگر یہ فرض کاری کی گئی ہے تو وہ لوگ یقیناً قابل پرسش ہیں، ضرور پرسش ہونی چاہیے اور ہو گی۔

حاجی محمد افضل چن، جناب والا! یہ محکمہ کے خلاف جو کارروائی کریں گے وہ کارروائی ہاؤس کے نوٹس میں لانے کے پابند ہوں گے؟

جناب سپیکر، آپ چیئر کو ایڈریس فرمائیں آپ براہ راست پارلیمانی سیکرٹری کو مخاطب نہیں کر سکتے۔

حاجی محمد افضل چن، ٹھیک ہے جناب والا! میں آپ کی وساطت سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ سوال نمبر 391 کا جواب جو (جزو الف) میں دیا گیا ہے اگر وہ غلط ثابت ہو تو کیا پارلیمانی سیکرٹری صاحب محکمہ کے خلاف کارروائی فرمائیں گے اور وہ کیا اگلے اجلاس میں اس کی رپورٹ پیش کریں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری (آب پاشی)، جناب والا! میں پہلے ہی عرض کر چکا ہوں کہ اگر غلط اطلاع ہمیں فراہم کی گئی ہے تو یقیناً وہ لوگ قابل پرسش ہیں اور ان کا باقاعدہ اس بات کا محاسبہ ہو گا۔

جناب سپیکر، اور اس کے بارے میں آپ ایوان کو مطلع کریں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری (آب پاشی)، ان شاء اللہ مطلع کریں گے۔

جناب سپیکر، حاجی صاحب ٹھیک ہو گیا۔

جناب علی اکبر مظہر وینس، جناب والا! میں آپ کی وساطت سے عرض کرنا چاہوں گا کہ مذکورہ راجباہ پر فی ایکڑ یا فی مربع کتنا پانی منظور ہے جو حکومت کو دینا چاہیے یعنی ہماری علاقے میں 80 فی صد پانی منظور ہے کہ ہم ایک مربع میں دس ایکڑ سولی اور دس ایکڑ بہاری کاشت کریں ہم مربع میں 20 ایکڑ کاشت کریں، اس طرح ان راجباہ پر جو مجوزہ راجباہ ہیں جن کا سوال حاجی صاحب نے دریافت فرمایا ہے ان پر حکومت کتنے فی صد پانی دیتی ہے جو منظور ہے۔ جناب والا! جب تک یہی پتہ نہ ہو محض ان کا یہ کہہ دینا کہ پانی پورا ہے۔ اب اگر انہوں نے ایک مربع میں دس ایکڑ کا پانی منظور کیا ہے وہاں پر پانچ ایکڑ، چھ یا سات ایکڑ کاشت ہوا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ حکومت پانی پورا نہیں دیتی، ان راجباہوں پر پانی کتنے فی صد فی مربع منظور ہے؟

جناب سپیکر، یہ آپ کن راجباہوں کی بات کر رہے ہیں؟

جناب علی اکبر مظہر وینس، یہ جن کے متعلق حاجی صاحب نے سوال کیا ہے۔

جناب سپیکر، اس کو ذرا دہرایے۔

جناب علی اکبر مظہر وینس، (الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ ٹیل گوجرہ' ٹیل میانوالی' ٹیل لوہادہ' ٹیل کاکووال تحصیل پھالیہ ضلع گجرات کے یہ جو راجباہ ہیں ان پر فی مربع کتنا فی صد پانی منظور ہے؟

جناب پارلیمانی سیکرٹری (آب پاشی)، جناب والا! میرے پاس جو اطلاع ہے وہ اس کے ڈسچارج کی ہے اور اس پہ جو جتنا commandable رقبہ عمومی طور پر میرے خیال میں ہر ایک علاقے کی مربع پر پانی vary کرتا ہے لگ بھگ پانی 25 گھنٹے پانی نہر سے ایک مربع کے لیے دیا جاتا ہے۔

جناب علی اکبر مظہر وینس، جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ہر علاقے میں نہروں میں پانی مخصوص فی ہیکٹر کیوسک کے حساب سے منظور ہوتا ہے کہ اس مربع میں پانی اتنے سال میں اتنے کیوسک' اتنے عشاریہ اتنے کیوسک پانی محکمہ فراہم کرے گا جس سے اس مربع کے دس ایکڑ سالانہ یا بیس ایکڑ سالانہ آب پاشی ہو گی اور فصل کاشت کی جائے گی۔ یہ ہر علاقے میں ہر نہر پر منظور ہے' کہیں سو فی صد پانی ہے' کہیں اسی فی صد ہے' کہیں نوے فی صد ہے کہیں ستر فی صد پانی ہے۔ یہ جو مجوزہ راجباہ ہیں ان پر کتنے فی صد پانی حکومت ان علاقوں میں دینے کی پابند ہے اس کے بعد پتہ چلے گا کہ اس کی کاشت دیکھ کر کے کہ ان کو پانی پورا مل رہا ہے یا نہیں مل رہا ہے۔ اب صرف یہ کہہ دینا کہ ہم پانی پورا دیتے رہے ہیں اور ٹیلیں پوری ہیں اس کا کیا ثبوت ہے' اس کا ثبوت اس کی کاشت کاری ہوتا ہے کہ اس علاقے میں اتنی کاشت ہونی چاہیے تھی اور اب اتنی کاشت ہوئی ہے۔

جناب سپیکر، آپ کا مقصد یہ ہے سو ایکڑ زمین اگر کسی آدمی کی ہے اور اس پر چالیس ایکڑ کا پانی ہے یا 50 ایکڑ کا ہے 80 ایکڑ کا ہے یا 120 ایکڑ کا پانی ہے' آپ کا یہی مقصد ہے۔

جناب علی اکبر مظہر وینس، جی ہاں میرا یہی مقصد ہے۔

جناب پارلیمانی سیکرٹری (آب پاشی)، میں فاضل ممبر کی خدمت میں گذارش کرتا ہوں کہ اس کے لیے تازہ سوال ہو جائے۔

جناب سپیکر، وینس صاحب! اس کے لیے ضمنی سوال درکار ہے۔

جناب علی اکبر مظہر وینس، جناب والا! سوال تو پہلے والا ہی ہے' یہ کہہ رہے ہیں کہ پانی پورا دے رہے ہیں اور ہم کہتے ہیں کہ پانی پورا نہیں دیا جا رہا۔

جناب سپیکر، میں آپ کی بات سے اتفاق کرتا ہوں۔ سردار صاحب آپ اپنے ڈیپارٹمنٹ سے دریافت کر کے اس اجلاس کے دوران یہ اس سوال کا جواب ایوان کی میز پر رکھ دیں کہ ان راجباہوں کا کتنے فی صد پانی ہے؟

جناب پارلیمانی سیکرٹری (آب پاشی)، بہت بہتر جناب والا!

جناب سپیکر، اب اگلا سوال۔۔۔۔۔چودھری محمد بشیر صاحب۔۔۔۔

محکمہ انہار کی جانب سے قانون شکنی کی وجوہات

*416۔ چودھری محمد بشیر، کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ انہار پرچی واجب الوصول (نقشہ ای۔ایس) قانوناً کاشت کاران کو دینے کا پابند ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ چند سالوں سے محکمہ انہار نے کاشت کاروں کو پرچی واجب الوصول تقسیم کرنا بند کر دی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ پرچی واجب الوصول کا فارم (نقشہ ای ایس) کی سپلائی محکمہ کی جانب سے محکمہ فیلڈ کو نہیں کی جا رہی؟

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو محکمہ انہار کی جانب سے اس قانون شکنی کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری (سردار عبداللہ خان):

(الف) یہ درست ہے کہ کینال ایکٹ کے رول 69 کے تحت پٹواری نہر' پرچہ واجب الوصول (فارم E-8) نمبردار یا کاشت کاران کو دینے کا پابند ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔ پرچہ جات ہر فصل کے دوران آبیانہ کی وصولی سے پہلے بذریعہ نمبر دار کاشتکاران میں تقسیم کر دی جاتی ہیں۔ تا کہ کھتونی (Demand statement) میں غلط تشخیص آبیانہ کی صورت میں وہ کینال ایکٹ کے رول 70 کے تحت شکایت دائر کر سکیں۔ تا

کہ محکمہ ہذا نے۔ فیلڈ افسران کو ایک دفعہ پھر ہدایات جاری کر دی ہیں۔ (جس کی نقل لف ہذا ہے)

(ج) درست نہ ہے۔ پرچی واجب الوصول کے فارم (8-E) کی سپلائی عملہ فیلڈ کو بدستور جاری ہے۔

(د) جواب اثبات میں نہ ہے۔ اس لیے مزید وضاحت کی ضرورت نہیں ہے۔

(نقل ہدایت)

از محکمہ سیکرٹری بخدمت چیف انجنیئرز (1) لاہور زون

ارگیشن اینڈ پاور (2) فیصل آباد زون

حکومت پنجاب (3) سرگودھا زون

(4) ملتان زون

(5) بہاولپور زون

او(ریونیو) 89/8-100

27 مئی 1989ء

بعنوان، ہدایات بابت مرتب و تقسیم کرنے پرچہ واجب الوصول (Demand slips)

عنوان بالا کے ضمن میں آپ کی توجہ کینال ایکٹ کے رول 70-69 اور ریونیو مینول کے پیرا (PARA) 1.18 '19 1' 08 2' 09 2 کی طرف مبذول کروائی جاتی ہے۔ اور اس سلسلہ میں مندرجہ ذیل ہدایات جاری کی جاتی ہیں۔ ان ہدایات کی نقل تمام عملہ فیلڈ کو مہیا کی جائے اور ان پر فوری طور پر سختی سے عمل درآمد کرایا جائے۔

1۔ جب پٹواری اپنے حلقہ میں ایک موضع کی پیمائش پختہ مکمل کرے تو دوسرے موضع کی پیمائش شروع کرنے سے پہلے۔ اسے پیمائش شدہ موضع کی پرچہ جات مرتب کرنی چاہییں اور اس کے بعد ان پرچہ جات سے اس موضع کی کھتونی (Demand statement) نقل اور تیار کرنی چاہیے۔

2۔ ایسے مواضعات میں جہاں ایک سے زائد نمبر دار مقرر ہوں اور پتی وارہ یعنی علاقہ نمبردار مختص ہو۔ تو ایک پتی میں ایک کاشت کار کے لیے صرف ایک پرچی بنائی جائے۔

3۔ کاشت کاران کی سہولت کے لیے۔ پرچہ واجب الوصول میں رقبہ اور رقم اردو ہندسوں میں تحریر کی جائے۔

4۔ جونہی ایک موضع کی کھتونی مکمل ہو۔ اس موضع کی پرچہ جات کاشت کاران میں تقسیم کے لیے فوراً نمبردار متعلقہ کے حوالے کر دی جائیں۔ پرچہ جات نمبردار کے سپرد کرنے سے پہلے کاشت کاران کے نام (جن کی یہ پرچہ جات ہوں) فارم نمبر 13 (فرد تقسیم پرچہ جات) پر درج کیے جاویں اور پرچہ جات کے ہمراہ یہ فارم نمبر 13 بھی نمبردار کو دیے جاویں اور فارم نمبر 47 پر نمبردار سے رسید حاصل کی جائے۔

5۔ پرچہ جات اور فارم نمبر 13 کی وصولی کے چار یوم کے اندر اندر نمبردار یہ پرچیاں کاشت کاران میں تقسیم کرے گا اور فارم نمبر 13 پر وصولی پرچی کے سلسلہ میں ہر کاشت کار سے رسید یعنی دستخط لے گا اور فارم نمبر 13 چار یوم کے اندر ضلعدار صاحب متعلقہ کو واپس کرے گا۔

6۔ تکمیل اور پڑتال کھتونی کے سلسلہ میں ہر فصل جب پٹواریاں دفتر ضلعداری میں جمع ہوتے ہیں۔ تقسیم پرچیات کا کام بذریعہ نمبرداران۔ ان کے دفتر ضلعداری اکٹھا ہونے سے پہلے ہو جانا چاہیے اس دوران ضلعدار صاحب موقع پر فارم نمبر 13-A (تصدیق تقسیم پرچہ جات) پر اس امر کی تصدیق کریں گے کہ پرچہ جات۔ کاشت کاران میں تقسیم ہو چکی ہیں یا نہیں۔
ضلعدار صاحب۔ ایسے نمبرداران کی ایک فہرست تیار کریں گے۔ جنہوں نے کاشت کاران میں پرچہ جات تقسیم نہ کی ہوں یا فارم نمبر 13 اندر میعاد واپس نہ کئے ہوں۔ ضلعدار صاحب۔ یہ فہرست۔ ڈپٹی کلکٹر کی معرفت ڈویژنل کمیشنر آفیسر صاحب کو برائے کارروائی ارسال کریں گے۔

7۔ عملہ فیلڈ کو فارم ہائے کی ترسیل یقینی بنائی جائے۔

تکمیلی رپورٹ محکمہ ہذا کو جلد بھجوائی جائے۔

عزت علی 27.5.89

جناب سپیکر، حاجی صاحب اب تو اگلا سوال آ گیا ہے۔

حاجی محمد افضل چن، جناب والا! میرا ایک سوال ہے کہ جس طرح آپ نے پہلے شفقت فرمائی ہے کہ

ٹیلوں کے لیے میں نے وزیر صاحب سے عرض کی تھی تو انہوں نے جناب عبدالخالق صاحب ایس ای کو بھیجا تھا وہاں پر انہوں نے ایک رپورٹ بھیجی ہے کہ ٹیلوں پر کوئی پانی نہیں یہاں پر یہ کہہ رہے ہیں کہ پانی موجود ہے۔ تو کیا جناب والا! آپ اب مہربانی فرمائیں گے کہ جیسے پہلے ایک کمیٹی بنائی ہے ایسی ایک کمیٹی اور بنا دیں کہ جو ٹیلوں کی حقیقت یہاں پر بیان کر دے۔ ان ٹیلوں پر پچھلے دس سالوں سے کوئی پانی نہیں، غریب کاشت کار مر رہی ہیں۔ سرہم اور کوئی کارروائی نہیں چاہتے آپ صرف اس کے بارے میں ایک کمیٹی بنا دیں جو جا کر دیکھ لے کہ غریبوں کا کیا حال ہے، جناب والا! ان ٹیلوں پر نہ تو ٹیوب ویل ہیں نہ پانی ہے۔

چودھری اصغر علی گجر، جناب والا! یہ حقیقت ہے کہ ٹیلیں جہاں پر بھی ہیں پانی نہیں اور غریب کاشت کار وہاں پر خسارے میں ہیں۔

حاجی محمد افضل چن، جناب والا! مہربانی فرما دیں، خدارا ہمارے ساتھ یہ ظلم ہے، پاؤس بھی کاشت کاروں کا ہو اور پھر وہ اس کے لیے دربدر پھرتے رہیں۔

جناب سپیکر، آپ کا مقصد ہے کہ ٹیلوں پہ پانی کو پورا کرنے کے لیے بھی ایک کمیٹی تشکیل دے دی جائے۔

حاجی محمد افضل چن، جی ہاں۔

جناب سپیکر، تو ٹھیک ہے یہی کمیٹی اس کو بھی دیکھ لے گی، جو کمیٹی پہلے تشکیل دی گئی ہے، پارلیمانی سیکرٹری صاحب، حاجی چن صاحب اور علی اکبر مظہر

چودھری اصغر علی گجر، جناب والا! ضلع یہ اس معاملہ میں سب سے زیادہ متاثر ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ وہ ریتلا علاقہ ہے۔

جناب سپیکر، اور اس کمیٹی میں چودھری اصغر علی گجر صاحب کو بھی شامل کر لیا جائے۔

جناب علی اکبر مظہر وینس، میں عرض کرنا چاہوں گا کہ یہ ٹیل کو پانی کو ناپنے کا جو پیمانہ ہوتا ہے وہ وہاں پر لگا ہوتا ہے اور میں اس کے لیے گزارش کروں گا کہ حکم فرما دیں یا کوئی فیصلہ فرما دیں کہ ہر ٹیل کے چک کا ایک معزز آدمی اور ایک نہر کا آدمی، ہر روز رجسٹر رکھا جائے اور اس آدمی کو ساتھ لی کر اس کی ٹیل چیک کی جائے اور اس کو اس رجسٹر میں لکھا جائے اور اس کے ساتھ کاشت کار کے

دستخط بھی ہوں پھر پتا چلے گا کہ بیل پورے چل رہی ہے یا کم چل رہی ہے۔

جناب سپیکر، وینس صاحب یہ ساری باتیں آپ کمیٹی میں بیٹھ کر بحث کیجیے اور جو آپ کی سفارشات ہوں گی ان کے مطابق عمل ہو گا۔

جناب علی اکبر مظہر وینس، ٹھیک ہے جی۔

جناب سپیکر، اس سوال کا جواب کافی لمبا ہے اس کو پڑھا گیا تصور کر لیتے ہیں۔ حاجی محمد بشیر صاحب اس پر کوئی ضمنی سوال ہو تو فرمائیں۔

چودھری محمد بشیر، جناب والا! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر واقعی پرچی واجب الوصول کاشت کاران کو تقسیم کی گئی ہو تو غلط جواب بھجوانے والے افراد کے خلاف بعد انکوائری محکمانہ کارروائی کرنے کو محکمہ تیار ہے۔

جناب سپیکر، پرچی آبیانہ غلط بھجوا دی گئی ہو۔

چودھری محمد بشیر، پرچی واجب الوصول کے سلسلے میں میں نے عرض کیا تھا۔ انہوں نے جواب دیا ہے کہ پرچی واجب الوصول تقسیم کی جا رہی ہے۔ حالانکہ آج تک سال ہا سال سے پرچی واجب الوصول کاشت کاران کو نہیں دی گئی۔ اس سلسلے میں میں نے استدعا کی ہے کہ اگر واقعی وہ پرچی نہ دی گئی ہو تو محکمہ ایسے غلط جواب دینے والے افراد کے خلاف بعد انکوائری کوئی کارروائی کرنے کے لیے تیار ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آب پاشی و قوت برقی، جناب والا! یہ تقسیم پرچی کا ایک زمین دار کا قانونی حق ہے اور اس کا ایک طریق کار مختص ہے۔ اس طریق کار کے تابع وہ پرچی تقسیم ہوتی ہے۔ اگر فیلڈ میں کوئی افسران یہ اہل کاران کوتاہی برت رہے ہیں تو میں ممبر موصوف کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر وہ مجرم پایا گیا تو اس کے خلاف سخت کارروائی ہو گی۔

چودھری محمد بشیر، جناب والا! میرا اس سلسلے میں ایک دوسرا ضمنی سوال ہے اور وہ یہ ہے کہ زون بہاول پور میں پرچی واجب الوصول پر سالانہ بجٹ کا خرچہ بھی براہ مہربانی جائیں اس کی وجہ یہ ہے کہ سال ہا سال سے ہمارے علاقے میں پرچی واجب الوصول کا جو سسٹم ہے وہ بالکل ختم ہے۔ اس سے یہ پتہ چلے کہ خزانے سے پیسے نکلوا کر ویسے ہی خورد برد کر لیے جاتے ہیں یا پرچی ہی تیار نہیں کرائی گئی۔

جناب سپیکر، اس بات کے بارے میں تو وہ جواب دے چکے ہیں اگر پرچی واجب الوصول وہاں تقسیم نہیں ہوتی اور آپ اس بارے میں ان کو ثبوت مہیا کر دیں تو وہ اہل کاروں کے خلاف کارروائی کریں گے۔

چودھری محمد بشیر، جناب والا! میں نے یہ عرض کی تھی کہ زون بہاول پور کے لیے سالانہ بجٹ پرچی واجب الوصول تیار یا پرنٹ کرنے کے لیے خرچ ہوتا ہے۔ اس رقم کا پتہ چلنا چاہیے کہ آیا اس مد میں سے کچھ خرچ ہوا ہے یا نہیں ہوا۔ اگر خرچ ہوا ہے تو وہ کدھر گیا ہے؟

جناب سپیکر، سردار صاحب یہ بھی متعلقہ سوال ہے وہ پرچی جو تقسیم ہونی ہے اگر وہ پرنٹ ہی نہیں ہوئی تو تقسیم کیا ہونی ہے۔ اس کے پرنٹ پر اخراجات اگر ہوئے ہیں تو وہ پرچی کہاں گئی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی، جناب والا! اسی جواب میں سیکرٹریٹ کی طرف سے حکومت کی طرف سے تمام چیف انجینیرز لاہور۔ فیصل آباد۔ سرگودھا۔ ملتان اور بہاول پور زون کو پابند کیا گیا ہے کہ وہ ضابطے کے مطابق پرچیاں تقسیم کرائیں۔ یقیناً اس حد تک اگر یہ محکمہ یا سیکرٹریٹ یا منسٹری وہ پرچیاں نہ چھپواتی تو ان لوگوں کو ہدایات دینے کا مقصد بے معنی تھا۔ پرچیاں وہاں گئی ہیں البتہ اس کی کوتاہی ہو سکتی ہے۔ اس کوتاہی کے متعلق اگر پتہ چل جاتا ہے جب یہ انکوائری ہو گی اس میں پتہ چل جائے گا کہ پرچیوں کے متعلق اگر کسی نے بہانہ بنایا ہے یا واقعی اس نے کہا کہ یہ امر واقعہ ہے کہ وہاں پرچیاں نہیں ہیں۔ ظاہرے پھر تو ہم بجٹ پر آئیں گے۔ اگر پرچیاں وہاں موجود ہیں اس کے بعد ان کی تقسیم میں غفلت ہو رہی ہے تو تقسیم کنندگان کو ہی پکڑا جا سکتا ہے۔ میں محترم ممبر کو یقین دلاتا ہوں۔ باقی جہاں تک اس کے بجٹ کا تعلق ہے یہ میں اپنے محکمہ سے گزرے کر ہاؤس کی میز پر رکھ دوں گا۔

جناب سپیکر، شکریہ۔

چودھری بشیر احمد، جناب والا! میں عرض کروں گا کہ جو محکمانہ انکوائری ہو گی اس سلسلے میں ہاؤس کو کب مطلع کیا جائے گا؟

جناب سپیکر، جو یہ محکمانہ انکوائری کریں گے سردار صاحب اس سلسلے میں چودھری محمد بشیر صاحب فرماتے ہیں کہ ہاؤس کو کب تک مطلع کیا جائے گا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی، ان شاء اللہ آنے والا جو آئندہ اجلاس ہو گا اس میں مطلع کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر، اس سے پہلے آپ ہاؤس کو رپورٹ دیں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی، ان شاء اللہ

جناب سپیکر، شکریہ۔

جناب علی اکبر مظہر وینس، جناب والا! یہ ایک ایسا سوال ہے جو پہلے بھی ہمارے زیر بحث رہا ہے۔ محکمہ کہتا ہے کہ ہم نے پرچی تقسیم کر دی ہے لیکن پرچی تقسیم نہیں ہوتی۔ کیا پرچی تقسیم کرنے کا محکمے کے پاس کوئی ثبوت ہوتا ہے کہ ہم نے پرچی تقسیم کر دی۔ زمینداروں کے اس پر دستخط ہونے چاہییں۔ نمبردار کے دستخط ہونے چاہییں کہ میں نے پرچیاں وصول کر لی ہیں۔ اس کاشت کار کے دستخط ہونے چاہییں کہ میں نے پرچی وصول کر لی ہے۔ کیا یہ ایسا ریکارڈ رکھتے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی، جناب والا! میرے محترم ممبر نے جو کچھ فرمایا ہے ان کی بات بالکل جائز ہے۔ وہ ایک قاعدہ ہے شاید اس کا جواب اگر تفصیل سے پڑھ لیں اس میں تمام دفعات موجود ہیں۔ ہر چیز موجود ہے۔ اس کے لیے باقاعدہ قانون ہے کہ جب زمین دار کو پرچی دی جائے گی تو نمبردار زمین دار کے دستخط لے گا۔ نمبردار نے آگے ضلع دار کو دستخط دیئے ہیں۔ اس طریقے سے قاعدہ موجود ہے اور وہ ریکارڈ چیک ہو سکتا ہے۔

ملک طیب خاں اعوان، جناب والا! میں پارلیمانی سیکرٹری سے اتنا دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ کیا انہیں پرچی تقسیم ہوتی ہے یہ ہاؤس کو بیان فرما دیں۔ یہ پرچی تقسیم نہیں ہوتی۔ یہ خود کہہ دیں کہ مجھے تقسیم ہوتی ہے۔ ہمیں ہو نہ ہو۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی، جناب والا! میں بھی ایک چھوٹا سا کاشت کار ہوں۔ میں آپ کو یقین سے عرض کرتا ہوں کہ مجھے پرچی ملتی ہے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ اپنی طرف سے زمین دار کی کوتاہی ہو جائے تو ہو سکتا ہے ورنہ باضابطہ پٹواری پرچی بناتا ہے اس کے پاس موجود ہوتی ہے۔ جو زمین دار خواہش مند ہوتا ہے وہ پرچی لے لیتا ہے جو خواہش مند نہیں ہوتا وہ نہیں لیتا۔ البتہ اس میں ان کی اتنی غفلت ضرور ہے جو ان کی ڈیوٹی ہے کہ دروازے دروازے پر جا کر اس

کو تقسیم کریں وہ نہیں کرتے زمیندار کو پرچی خود لینی پڑتی ہے ۔ آئندہ کے لیے ان کو پابند کر دیا جائے گا کہ وہ زمیندار کے دروازے پر جا کر پرچی تقسیم کریں ۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ اگلا سوال چودھری محمد بشیر صاحب ۔

سرکل بہاولنگر کی انہار میں پانی کی کمی کی وجوہات

*417 ۔ چودھری محمد بشیر ، کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔۔

(الف) 1950ء تک محکمہ انہار سرکل بہاولنگر کی انہار ۔ ہکڑہ رائٹ ۔ 9 ۔ آر ۔ 8 آر اور 7۔ آر کو پانی کی سپلائی علیحدہ علیحدہ کس قدر کی جاتی تھی اور اب کیا ہے ۔

(ب) 1950ء تک بالترتیب انہار کا رقبہ کس قدر کمانڈ تھا ۔

(ج) اب عنوان بالا انہار کا رقبہ کس قدر کمانڈ ہے نیز باغات اور فش فارم کس قدر منظور ہوئے ۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ 1950ء کے بعد جس قدر رقبہ محکمہ انہار نے کمانڈ کیا نیز باغات اور فش فارم منظور کیے اس نسبت سے انہار میں پانی کی سپلائی میں اضافہ نہیں کیا گیا ۔

(ر) اگر جز "د" کا جواب اثبات میں ہے تو کیا کاشت کاران علاقہ کی حق تلفی نہیں ہوئی اور کیا حکومت اس کی تلافی کا کوئی ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک ؟

پارلیمانی سیکرٹری (سردار عبداللہ خان)۔

(الف) متذکرہ نہروں میں پانی سپلائی درج ذیل ہے ۔

نام نہر	سپلائی 1950ء	سپلائی موجود کیوسک
ہاکڑہ رائٹ	376	550
9 آر	192	210
8 آر	24	35
7 آر	224	225

(ب) تفصیل درج ذیل ہے

نام نہر	رقبہ کمانڈ 1950ء
ہاکڑہ رائٹ	76653

9 آر	46818
8 آر	5695
7 آر	51545

(ج) تفصیل درج ذیل ہے

نام نہر	موجودہ رقبہ کمانڈ ایکٹر	رقبہ باغات ایکٹر	رقبہ فش فارم ایکٹر
پاکڑہ رائٹ	103510	223	662
	48011	248	3000
	6039	43	—
	51016	435	0.75

(د) مذکورہ اشتہار پر کمانڈ رقبہ میں توسیع باغات اور فش فارمز کی سپلائی کی وجہ سے جس قدر پانی بڑھانا مقصود تھا اس قدر نہ بڑھایا جا سکا جس کی بڑی وجہ صوبوں کے مابین پانی کی تقسیم کا مسئلہ ہے۔

(ر) حکومت اپنے محدود آبی وسائل کو بروئے کار لاتے ہوئے کاشت کاروں کو زیادہ سے زیادہ پانی مہیا کرنے میں کوشاں ہے۔ مزید برآں صوبوں کے مابین پانی کی تقسیم کا مسئلہ حل ہونے پر صورت حال مکمل طور تسلی بخش ہو جانے کی توقع ہے۔

جناب سپیکر، اس سوال کا جواب بھی لمبا ہے اس کو پڑھا گیا تصور کر لیتے ہیں۔ اس پر کوئی ضمنی سوال ہو تو فرمائیں۔

چودھری محمد بشیر، کیا حکومت سنگھ ویلی پراجیکٹ نہری ایریا کو پنجاب اور رحیم یار خان کے مساوی رقبہ کے تناسب سے پانی دینے کو تیار ہے جبکہ ان ایریا کا نچلا پانی بھی ناقابل کاشت ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی وقوت برقی، جناب والا! میں آپ کے توسط سے محترم ممبر کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ جو کچھ انہوں نے فرمایا ہے بالکل جائز ہے۔ زمین دار کا حق ہے مگر بین الصوبائی پانی کی تقسیم کے مسئلے کی وجہ سے یہ تکالیف پیش آ رہی ہیں۔ یونہی وہ مسئلہ حل ہوا ان

شاء اللہ ان کو حق کے مطابق پانی ملتا رہے گا اور ملے گا اور ملنا چاہیے۔

چودھری محمد بشیر، جناب والا! میں نے یہ عرض کی ہے کہ کیا حکومت ستلج ویلی پراجیکٹ نہری ایریا کو پنجاب اور رحیم یار خان کے مساوی رقبہ کے تناسب سے پانی دینے کو آمادہ ہے جبکہ ان ایریا کا نچلا پانی بھی ناقابل کاشت ہے۔ جب دوسرے ایریا ز کو پانی زیادہ دیا جات ہے یعنی رحیم یار خان اور پنجاب کو ایک صرف بہاول پور ڈسٹرکٹ کو دوسرے علاقوں کی نسبت پانی کم کیوں دیا جاتا ہے۔ کم از کم اس علاقے کی بھی حق رسی ہونی چاہیے نہ کہ آنے والے وقت پر اس کو ٹال دیا جائے یہ مناسب نہیں ہو گا۔

جناب سپیکر، آپ کا کیا مطلب ہے کہ آئندہ بھی حق رسی نہ کی جائے۔

چودھری محمد بشیر، جناب والا! میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ جب رحیم یار خان اور پنجاب کو رقبے کے تناسب کے لحاظ سے پانی دیا جاتا ہے لیکن صرف ڈسٹرکٹ بہاول نگر ایسا ایریا ہے جس کے پانی کا تناسب کم ہے۔ لا محالہ اس علاقے کے پانی کا تناسب بھی دوسرے علاقے کے پانی کے تناسب سے برابر ہونا چاہیے۔

جناب سپیکر، اس سلسلے میں پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی کیا اقدامات کریں گے۔ یہی آپ کا سوال ہے۔

چودھری محمد بشیر، جی ہاں۔

جناب سپیکر، بہاول نگر کا پانی کا تناسب دوسرے اضلاع کے برابر ہونا چاہیے یہ ان کا سوال ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی وقوت برقی، جناب والا! ہر ضلع ہر ڈویژن کو نہر اپنے حق کے مطابق پانی دیتی ہے۔ اس کے متعلق میں فاضل ممبر کی خدمت میں اتنی یقین دہانی کراتا ہوں جو یہ کمیٹی بنی ہے یہ کمیٹی اس کو بھی دیکھ لے گی۔ اس کی چھان بین کرے گی ان کا باقاعدہ ماہرین کی نگرانی میں حصہ متعین کیا جائے گا کہ کتنا بہاول نگر کا حق ہے اور حق کے مطابق ان شاء اللہ ان کو پانی ملے گا۔

جناب سپیکر، شکریہ۔

جناب علی اکبر مظہر وینس، جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا صوبوں میں پانی کی تقسیم

تو بعد کی بات ہے ۔ جتنا پانی اس وقت ہمارے ہیڈ ورکس سلیمانکی پر پہنچ رہا ہے ہم اس پانی کی تقسیم کی بات کرتے ہیں ۔ ہیڈ ورکس سلیمانکی پر جو لنک کنال سے پانی آ رہا ہے اس کی وہاں دو طرفہ نہریں ہیں ۔ ایک ساہیوال ڈسٹرکٹ کی طرف سے دوسری بہاول نگر کی طرف ہے ۔ ہماری گزارش یہ ہے کہ اس سلیمانکی ہیڈ ورکس پر بھی ہمیں پانی ساہیوال سے کم دیا جا رہا ہے جبکہ ساہیوال کا نچلا پانی بھی میٹھا ہے اور ٹیوب ویل بھی کامیاب ہیں ۔ یہ ہماری حق تلفی ہو رہی ہے ۔ ہم یہ گزارش کرنا چاہیں گے کہ ہمارا نچلے والا پانی بھی کڑوا ہے ۔ زمین بھی ریتلی ہے اور پھر ہمیں وہاں پر پانی بھی کم دیا جاتا ہے ۔ جو موجود پانی ہے ۔ جو وہاں مل رہا ہے ہم اس کے متعلق گزارش کر رہے ہیں ۔ وہ ہم سے کیوں زیادتی ہو رہی ہے ۔ کب تک ہماری حق تلفی ہوتی رہے گی ۔

جناب سپیکر، اس سلسلے میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے بہت تسلی بخش جواب دیا ہے کہ جو کمیٹی جملہ دیگر معاملات کے لیے بنی ہے ' وہ اس مسئلے کو بھی دیکھ لے گی کہ بہاول نگر میں دوسرے اضلاع سے پانی کی شرح کیوں کم ہے ۔ اور اگر واقعی اس کا حق بنتا ہے تو ہم اس کو consider کریں گے ۔

میاں منظور احمد موہل، ضمنی سوال ۔ کیا پارلیمانی سیکرٹری صاحب یہ فرمائیں گے کہ ہیڈ سلیمانکی ورکس سے بہاول نگر ڈسٹرکٹ کا حق 60 فی صد ہے اور ساہیوال کا 40 فی صد اور عملاً یہ ہو رہا ہے کہ ساہیوال کو 60 فی صد دیا جا رہا ہے اور بہاول نگر کو 40 فی صد۔ اس بارے میں آپ ذرا وضاحت کر دیجیے ۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی وقوت برقی، جناب والا ! میں تفصیل سے پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ اس چیز کو دیکھنا پڑے گا کہ یہ حق تلفی کیوں ہو رہی ہے ۔ اور میں نے پہلے بھی عرض کر دیا ہے کہ آپ کا حصہ determine ہو گا۔ اگر آپ کا حصہ 60 فی صد ہے تو آپ کو 60 فی صد ملنا چاہیے۔ اور اس میں جن افسران یا اہل کاران کی طرف سے زیادتی ہو رہی ہے ' اور اگر وہ دیدہ دانستہ کر رہے ہیں ' پانی کی کمی بیشی تو ایک علیحدہ چیز ہے ' اگر موقع پر پانی موجود ہے اور اس کے باوجود وہ بددیانتی سے تقسیم ہو رہا ہے تو یقیناً ان افسران کے خلاف ایکشن لیا جائے گا اور ان کے حقوق انہیں دلائے جائیں گے ۔

جناب سپیکر، وقفۂ سوالات ختم ہوتا ہے ۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے پہلی دفعہ سوالات کے جوابات دیے ہیں ۔ آپ باقی سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھنا چاہتے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی، جی ہاں جناب والا ۔

جناب سپیکر، باقی سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے ہیں ۔ اور well done سردار صاحب ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

پانی کی کمی دور کرنے کے لیے اقدامات

*448 ۔ جناب نذیر احمد چودھری، کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل بورے والا میں تقریباً ہر راجباہ کی ٹیل پر پانی کی کمی ہے اور پانی کی یہ کمی ہرقسم کی فصلات کی پیداوار میں کمی کا باعث بنتی ہے اور لوگوں کی ذاتی آمدنی میں کمی کے علاوہ مجموعی طور پر قومی پیداوار میں بھی کمی واقع ہوتی ہے ۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو پانی کی کمی دور کرنے کے لیے حکومت ہر راجباہ کی ٹیل پکی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری (سردار عبداللہ خان)،

(الف) یہ درست نہ ہے تحصیل بورے والا کو پاکپتن کینال کے جتنے بھی راجباہ سیراب کرتے ہیں ۔ تقریباً سب کی ٹیل ہائے پر پانی کی حالت تسلی بخش ہے ۔ اس لیے نہ تو لوگوں کی ذاتی آمدنی اور نہ ہی مجموعی طور پر قومی پیداوار میں کمی واقع ہوتی ہے ۔

(ب) چونکہ مذکورہ راجباہ ہائے کی ٹیلوں پر پانی کی سپلائی تسلی بخش ہے اس لیے ان کو عام حالات میں پکا کرنے کا کوئی منصوبہ حکومت کے زیر غور نہ ہے ۔

آبیانہ کی وصولی کی تفصیل

*452 ۔ جناب محمد خالد ملک، کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب کے کاشت کار حضرات نے آبپاشی کے لیے اپنے ٹیوب ویل

نصب کر رکھے ہیں اور انہی سے اپنی زمینوں کی آبپاشی کرتے ہیں۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ کئی کاشت کار ٹیوب ویلوں کے علاوہ ضرورت کے مطابق نہری پانی بھی استعمال کرتے ہیں مگر ان سے ان زمینوں پر بھی آبیانہ وصول کیا جاتا ہے جو کہ کاشت کار بذریعہ ٹیوب ویل آبپاشی کرتا ہے۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ ایک طرف تو کسان بجلی کا بل بھی ادا کرتا ہے اور دوسری طرف اسے آبیانہ بھی دینا پڑتا ہے۔

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت زمین داروں سے صرف اسی رقبہ کا آبیانہ وصول کرنے کو تیار ہے جو کہ نہری پانی سے سیراب کیا جائے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری (سردار عبداللہ خان)،

(الف) یہ درست نہ ہے کہ پنجاب کے تمام کاشت کاران نے اپنے ٹیوب ویل نصب کر رکھے ہیں۔ بلکہ چیدہ چیدہ مالکان اراضی نے اپنے رقبہ میں ٹیوب ویل لگائے ہوئے ہیں۔ اور یہ بھی درست نہ ہے۔ کہ تمام زمینوں کو صرف ان ٹیوب ویل ہائے سے آبپاشی ہوتی ہے۔

(ب) حقیقت حال یہ ہے کہ ایسے کاشت کاران جو اپنے رقبہ میں صرف ٹیوب ویل سے آبپاشی کرتے ہیں اور انہوں نے ٹیوب ویل کے وسائل آبپاشی یعنی کھال وغیرہ علیحدہ بنا رکھے ہیں اور یہ کھال نہری وسائل آبپاشی سے mix نہ ہوتے ہوں۔ ان پر آبیانہ تشخیص نہیں کیا جاتا۔ البتہ جہاں ٹیوب ویل کا پانی نہری کھال سے گذارا جائے یا نہر اور ٹیوب ویل کے وسائل آبپاشی آپس میں ملتے (mux ہوتے) ہوں۔ تو ایسی صورت میں کینال ایکٹ کے رُول 28 کے تحت ایسے مسروبہ رقبہ کو نہری تصور کیا جاتا ہے۔

(ج) یہ درست ہے کہ وہ کسان جنہوں نے ٹیوب ویل نصب کر رکھے ہیں۔ وہ بجلی کی consumption کے مطابق بل ادا کرتے ہیں۔ لیکن آبیانہ صرف وہ کسان ادا کرتے ہیں۔ جنہوں نے نہری پانی کا استعمال کیا ہو۔

مزید برآں۔ ایسے کسان جنہوں نے ٹیوب ویل لگائے ہوئے ہیں اور وہ نہری پانی

کے ساتھ اپنے رقبہ میں ٹیوب ویل کا پانی بھی استعمال کرتے ہیں ۔ انہیں آبیانہ میں 25 فیصد رعایت (Reba) دی جاتی ہے ۔

(د) جیسا کہ جز ہائے بالا میں وضاحت کی جا چکی ہے حکومت زمین داران سے صرف اس رقبہ کا آبیانہ وصول کرتی ہے ۔ جو نہری پانی سے سیراب ہو ۔

نہر جھنگ برانچ کو زیادہ عرصہ بند کرنے کی وجہ

* 453 ۔ جناب محمد خالد ملک، کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ نہر جھنگ برانچ کی بندی 29 دسمبر 1988 ء کو کی گئی اور 2,1 فروری کو کھول دی گئی تھی ۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اکثروبیشتر نہریں تقریباً 20/25 یوم بند رکھی جاتیں ہیں مگر متذکرہ نہر کو تقریباً پونے دو ماہ تک بند رکھا گیا ہے ۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ متذکرہ نہر سے متعلقہ علاقہ میں زیادہ ٹیوب ویل نہ ہونے کی وجہ سے اکثر و بیشتر زمینیں خشک سالی کی سب ناکارہ ہو جاتی ہیں جس کی وجہ سے کاشت کاروں کا بہت نقصان ہوتا ہے ۔

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت وضاحت فرمائے گی کہ نہر جھنگ برانچ کو اتنا عرصہ کن وجوہات کی بناء پر بند رکھا گیا جبکہ کاشت کاروں سے آبیانہ وغیرہ بھی وصول کیا جا رہا ہے ۔

(ہ) آیا حکومت کاشت کاروں سے اس عرصہ کا آبیانہ وصول نہ کرنے اور ان کو چھوٹ دینے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری (سردار عبداللہ خان)،

(الف) درست نہ ہے نہر جھنگ برانچ کی سالانہ بندی طے شدہ پروگرام کے تحت 13 جنوری تا 30 جنوری 1989 ء کی گئی ۔ ان انہار میں مرمت کے کاموں کو پورا کرنے کے لیے بندی میں 3 دن توسیع کرنی پڑی جس کے بعد نہر 4 فروری کو کھول دی گئی ۔ اس طرح نہر جھنگ برانچ سال میں صرف ایک بار کل 22 یوم کے لیے بند ہوئی ۔ جھنگ برانچ میں پانی

کی کمی کو پورا کرنے کے لیے L.C.C. Feeder سے پانی مہیا کیا جاتا ہے - فیڈر سالانہ بندی کے تحت 27 دسمبر تا 13 جنوری 1989 تک بند رہا - اس لیے جھنگ برانچ میں پانی کی کمی واقع ہوئی اور وارہ بندی کے تحت چلائی گئی -

(ب) درست ہے نہریں سالانہ بندی کے لیے 20 دن سے 25 دن تک بند رکھی جاتی ہیں - لیکن یہ درست نہ ہے کہ جھنگ برانچ کو تقریباً پونے دو ماہ تک بند رکھا گیا ہے - جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے - پانی کی کمی کے پیش نظر اس نہر کو وارہ بندی کے تحت چلایا جاتا ہے -

(ج) درست نہ ہے -

(د) نہر جھنگ برانچ صرف منظور شدہ سالانہ بندی میں ہی بند رہی ہے -

(ہ) سالانہ بندی کی وجہ سے فصلوں کو ایسا کوئی نقصان نہیں پہنچا جس کی وجہ سے آبیانہ میں چھوٹ دینی واجب ہو - تاہم کسی وجہ سے فصل متاثر ہو جانے پر خرابہ کی صورت میں حسب ضابطہ چھوٹ دی جاتی ہے -

لاہور سی بی ڈی سی ڈویژن کی تعمیر سے نہری رقبہ زیر آبادی آنے کی تفصیل

* 466 - چودھری شبیر احمد خان، کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ --

لاہور سی بی ڈی سی ڈویژن میں کس قدر نہری رقبہ جات پر تعمیراتی و ہاؤسنگ سکیمیں بن چکی ہیں کل کس قدر رقبہ پر تعمیر بن جانے کی وجہ سے نہر کے دھانے - مائنر اور کھال وغیرہ ختم ہو چکے ہیں اور کتنے کیوسک پانی نہری رقبہ زیر آبادی آنے کی وجہ سے فالتو ہو چکا ہے -

پارلیمانی سیکرٹری (سردار عبداللہ خان)،

لاہور ڈویژن سی بی ڈی سی میں کل 15370 ایکٹر رقبہ پر تعمیرات اور ہاؤسنگ سکیمیں بن چکی ہیں ہاؤسنگ سکیمیں بن جانے کی وجہ سے 2 راجباہ اور 35 عدد موگہ جات بند کیے گئے ہیں جن کا مجموعی ڈسچارج 46 کیوسک ہے اسی ڈویژن میں 4500 ایکٹر نیا رقبہ سی سی اے میں شامل ہونے کی وجہ سے 15 کیوسک 8333 ایکٹر رقبہ پر باغات کی پرورش کے لیے 75 کیوسک اور 402 ایکٹر رقبہ پر مچھلی فارم کے لیے 1.07 کیوسک اضافی پانی دیا گیا ہے - اس طرح تعمیرات اور ہاؤسنگ سکیمیں بن

جانے کی وجہ سے جو 46 کیوسک پانی کی بچت ہوئی تھی ۔ اس کو نئے رقبہ و باغات اور مچھلی کی پرورش کے لیے استعمال کر لیا گیا ہے ۔ لہذا اب لاہور ڈویژن میں کوئی زائد پانی نہ ہے ۔

بجلی کی فراہمی کے لیے اقدامات

*475 ۔ ملک شاہ محمد محسن، کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔۔

(الف) کیا یہ امر واقع ہے کہ چک نمبر 486/ گ ب تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد کے قریب ایک فرلانگ کے فاصلہ پر بجلی کی لائن واقع ہے جس سے چک نمبر 484/ گ ب کو بجلی فراہم کی گئی ہے مگر تا حال چک نمبر 486/ گ ب میں بجلی فراہم نہیں کی گئی۔

(ب) اگر جز (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت چک نمبر 486/ گ ب کو مالی سال 1989-90ء میں بجلی کی فراہمی کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری (سردار عبداللہ خان)،

(الف) واپڈا سے حاصل کردہ رپورٹ کے مطابق حقیقت یہ ہے کہ چک نمبر 486/ گ ب تحصیل سمندری فیصل آباد 11- کے وی لائن سے 0.78 کلو میٹر یعنی 2880 فٹ کے فاصلے پر واقع ہے جو کہ تحصیل سمندری کے لیے پہلے سے مقرر کردہ 1/2 میل کی حد فاصلہ سے زیادہ تھا۔

اب صوبہ کے تمام اضلاع میں بجلی کی فراہمی کے لیے فاصلہ 6 کلو میٹر 2.73 میل تک بڑھا دی گئی ہے ۔ اس طرح یہ گاؤں اب مقررہ حد فاصلہ کے اندر ہے ۔ چک نمبر 484 کو وزیر اعلیٰ کے احکام کے تحت 1986-87ء میں بجلی فراہم کی گئی تھی۔

(ب) مالی سال 1989-90ء کے لیے فراہمی بجلی برائے دیہات کی پالیسی وفاقی حکومت اور واپڈا کی طرف سے موصول نہ ہوئی ہے لہذا فراہمی بجلی کے ضمن میں صوبائی حکومت کوئی یقین دہانی کرنے کی پوزیشن میں نہ ہے ۔

پول اور بجلی فراہم کرنے کے لیے اقدام

*476 ۔ ملک شاہ محمد محسن ، کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ 1975ء میں مہتہ سوجا تحصیل فیروز والا ضلع شیخوپورہ میں بجلی کی تنصیب کے لیے صرف 15 پول نصب کیے گئے تھے ۔ جو کہ پورے گاؤں میں بجلی کی فراہمی کے

لیے ناکافی ہیں اور تا حال فاؤنڈیشن کا کام بھی مکمل کیا گیا۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ اب تک صرف آدھے گاؤں میں بجلی فراہم کی گئی ہے اور بقیہ گاؤں جس میں مسجد ریلوے اسٹیشن اور سکول شامل ہیں میں بجلی فراہم نہیں کی گئی۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ متذکرہ علاقہ سیم زدہ ہے جس کے سبب پول زنگ کی وجہ سے گل چکے اور ان کے گرنے کا اندیشہ ہے اس وجہ سے جانی نقصان کا اندیشہ ہے۔

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ پولوں کی فاؤنڈیشن کی تکمیل اور بقیہ گاؤں میں مزید پول نصب کرنے مسجد سکول اور ریلوے اسٹیشن پر بجلی کی جلد فراہمی کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اور اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری (سردار عبداللہ خان)،

(الف) حقیقت یہ ہے کہ سال 1975ء میں مہتہ سوجا تحصیل فیروز والا ضلع شیخوپورہ میں آٹا چکی کے کنکشن کے لیے ایک عدد 25kv ٹرانسفارمر لگا کر بجلی فراہم کی گئی تھی جس سے بعد ازاں سروس ٹو سروس توسیع کے ذریعے گھریلو کنکشن بھی دیے جاتے رہے اور اس طرح ان کنکشنوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا گیا۔ اس گاؤں میں بجلی کی فراہمی کسی باقاعدہ منظوری کے تحت نہ دی گئی تھی۔ چنانچہ گاؤں میں بجلی کی فراہمی کا باقاعدہ نظام نہ مہیا کیا گیا تھا مذکورہ طریقے سے فراہم کی گئی بجلی کے نظام سے نقصان کا اندیشہ محسوس کر کے اس نظام کی درستگی کے لیے رینو ویشن (renovation) کا پروگرام بنایا گیا جس کے تحت سال 1987ء میں 4 عدد H.T لائن کے structures ایک عدد 50 کے وی اے ٹرانسفارمر اور 3 عدد L.T لائن کے structures لگا کر گاؤں کے اس حصے کا بجلی کا نظام درست کر دیا گیا۔ جہاں بجلی پہلے سے موجود تھی۔

(ب) یہ درست ہے کہ گاؤں مذکورہ کی نئی آبادی جو کہ پرانی آبادی سے علیحدہ کچھ فاصلے پر ہے اور جس میں مسجد، ہسپتال، ریلوے سٹیشن اور سکول شامل ہیں۔ میں بجلی کا نظام موجود نہ ہے۔

(ج) یہ درست ہے کہ علاقہ سیم زدہ ہے مگر اس سے تا حال نہ structures کو زنگ لگا ہے اور نہ

ہی ان کے گرنے کا کوئی احتمال ہے ۔ البتہ علاقہ سیم زدہ ہونے کی وجہ سے foundation کا کام جلد شروع کیا جا رہا ہے ۔

(د) جیسا کہ جز (ج) کے جواب میں کہا گیا ہے لگائے گئے structures کی foundation کا کام جلد شروع کیا جا رہا ہے ۔ اس کے علاوہ واپڈا نے اطلاع دی ہے ۔ کہ مہتہ سوجا گاؤں کی نئی آبادی میں بجلی کی فراہمی کے لیے اقدامات کیے جا رہے ہیں ۔ اور متعلقہ ۔ ایس ۔ ڈی ۔ او کو اس سلسلے میں کام 30 جون 1989 ء تک مکمل کرنے کے لیے کہا گیا ہے ۔ اس کے بعد مسجد سکول اور ریلوے سٹیشن کو بجلی کا کنکشن دینا ممکن ہو سکے گا ۔

سب ڈویژن سکارپ کا دفتر کوٹ ادو سے ہیڈ تریموں منتقل کرنے کے لیے اقدامات

* 519 ۔ صاحب زادہ سلطان خضر حیات ، کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ --

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع جھنگ میں نصب ٹیوب ویلز سکارپ کا سب ڈویژن سکارپ کا دفتر کوٹ ادو میں ہے ۔ جس کا انچارج ایکسئین کوٹ ادو میں ہی بیٹھتا ہے ۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ کوٹ ادو ضلع جھنگ سے کافی دور ہے اور اس علاقے کے کاشت کاروں ' زمین داروں کو اپنے مسائل کے حل کے لیے طویل مسافت طے کرنا پڑتا ہے ۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ سب ڈویژن ہیڈ تریموں منتقل کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں ؟

پارلیمانی سیکرٹری (سردار عبداللہ خان)،

(الف) یہ درست نہ ہے کہ ضلع جھنگ میں نصب ٹیوب ویلز سکارپ کا سب ڈویژن کا دفتر کوٹ ادو میں ہے بلکہ یہ دفتر گڑھ مہاراجہ میں ہے ۔ ضلع جھنگ میں سکارپ نمبر 3 کے 348 ٹیوب ویل ہیں اور یہ ٹیوب ویل اپریشن سب ڈویژن نمبر II گڑھ مہاراجہ کے کنٹرول میں ہیں گڑھ مہاراجہ ٹیوب ویل سب ڈویژن کے تقریباً وسط میں واقع ہے ۔ تاہم ایکسئین سکارپ ٹیوب ویلز کا دفتر جس کے کنٹرول میں مذکورہ سب ڈویژن کے علاوہ دو اور سب ڈویژن یعنی

ٹیوب ویل اپریشن سب ڈویژن نمبر I مظفر گڑھ (202 ٹیوب ویل) ٹیوب ویل اپریشن سب ڈویژن نمبر III کوٹ ادو (255 ٹیوب ویل) ہیں کوٹ ادو میں واقع ہے۔

(ب) جی ہاں کوٹ ادو ضلع جھنگ کی حد سے جہاں گڑھ مہاراجہ سب ڈویژن کے ٹیوب ویل واقع ہیں خاصا دور ہے (تقریباً 55 میل) لیکن کاشت کاروں / زمین داروں کو اپنے مسائل کے حل کے لیے یہ مسافت طے نہیں کرنا پڑتی کیونکہ ان کے زیادہ تر معاملات اور مسائل سب ڈویژنل آفیسر ہی حل کرتا ہے جس کا دفتر گڑھ مہاراجہ میں ہے۔

(ج) جیسا کہ اوپر وضاحت کی گئی ہے سب ڈویژن کا دفتر کوٹ ادو میں نہیں بلکہ گڑھ مہاراجہ میں ہے جو کہ ضلع جھنگ میں واقع سکارپ ٹیوب ویلز کے وسط میں ہے۔ اگر سب ڈویژن کا دفتر ہیڈ تریموں میں منتقل کیا جائے تو زمین دار سب ڈویژن سے دور ہو جائیں گے اور ان کی مشکلات میں اضافہ ہو جائے گا۔ اندریں حالات سب ڈویژن سکارپ کا دفتر جو ضلع جھنگ میں واقع سکارپ ٹیوب ویلز کو کنٹرول کرتا ہے تریموں ہیڈ منتقل کرنا زمین داروں کے مفاد میں نہیں ہو گا۔

کوٹ ادو میں واقع ایکسیئن سکارپ کا دفتر ہے اگر اس کو ہیڈ تریموں منتقل کیا جائے تو باقی دو ٹیوب ویل سب ڈویژن کے کوٹ ادو اور مظفر گڑھ کے علاقوں سے تعلق رکھنے والے زمین داروں کو جو 457 ٹیوب ویلوں سے وابستہ ہیں کہیں زیادہ مشکلات کا سامنا کرنا پڑے۔

سکارپ کے ایس۔ڈی۔او۔ اور ایکسیئن کے دفاتر سکارپ ایریا میں مناسب جگہوں پر واقع ہیں اور یہ set-up گذشتہ تقریباً 18 سال سے تسلی بخش طور پر کام کر رہا ہے۔ اس مرحلہ پر کسی دفتر کی دوسری جگہ منتقلی زمینداروں کے مفاد عامہ میں نہیں ہو گی۔

سیم نالہ کی صفائی اور مرمت کے لیے اقدام

*531۔ جناب سیف علی چٹھہ، کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ سنیچر چٹھہ تا شوری چٹھہ تک سات آٹھ میل سیم نالہ اس وقت بالکل بے کار پڑا ہے اور اردگرد دیہات کی زد میں ہیں۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ پچھلے کئی سال سے اس سیم نالہ کی صفائی وغیرہ نہ ہونے کی وجہ سے نالہ کی افادیت بالکل ختم ہو رہی ہے۔

(ج) اور موسم برسات میں اس نالہ میں اس قدر طغیانی آ جاتی ہے کہ ارد گرد کی آبادی کے لوگ اپنے گھروں کو چھوڑنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت کب تک اس سیم نالہ کی صفائی، مرمت اور کشادگی کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری (سردار عبداللہ خان)،

(الف) درست نہ ہے۔

(ب) درست نہ ہے سیم نالہ کی صفائی و مرمت وغیرہ بذریعہ مشین سال 87-1986ء اور 88-1987ء کی گئی سیم نالہ اپنی افادیت کے مطابق ٹھیک کام کر رہا ہے۔

(ج) عام حالات میں سیم نالہ کے ارد گرد علاقہ کا بارشی پانی بغیر کسی طغیانی کے بڑی ڈرین (دیگھ نیں ڈریں) میں چلا جاتا ہے۔ البتہ غیر معمولی بارشوں کے دوران وقتی طور پر کچھ رقبہ متاثر ہونا قدرتی امر ہے۔

(د) سیم نالہ کی صفائی مرمت وغیرہ کی سکیم بابت سال 90-1989ء مرتب کر کے حکومت کو منظوری کے لیے ارسال کی جا چکی ہے۔

حفاظتی بند کی تعمیر

*554۔ جناب مجتبیٰ حیدر شیرازی، کیا وزیر آبپاشی و قوت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ وزیر اعلیٰ نے تحصیل پسرور / نارووال میں نالہ ڈیک کے حفاظتی بند کی تعمیر کے منصوبے کا اعلان کیا تھا۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو یہ منصوبہ کس مرحلے پر ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری (سردار محمد عبداللہ خان)،

(الف) درست ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے مورخہ 25-1-89 کو پسرور میں جلسہ عام میں اس بند کی تعمیر کا وعدہ فرمایا تھا۔

(ب) موقع پر ابتدائی سروے کا کام مکمل کیا جا چکا ہے نتیجتاً ایک سکیم بنا " پسروز فلڈ پروٹیکشن بند " تیار کی جا رہی ہے جو کہ وفاقی حکومت کو بھیجی جائے گی سکیم کی منظوری اور فنڈز کی فراہمی سے بعد اس سکیم پر عملدرآمد شروع ہو سکے گا۔

سپر کی تعمیر اور Creek بنانے کے اقدامات

*559۔ سید جاوید علی شاہ، کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔۔۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ شجاع آباد (موضع موچی پورہ) کے قریب دریائے چناب پر جو سپر بنائی گئی اس کو پچھلے سال سیلاب کے سبب سخت نقصان پہنچا جس سے اس کا ہیڈ بھی ٹوٹ گیا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ کی طرف سے ایک سفارش بھی کی گئی تھی کہ سپر سے نزدیک ایک creek کا بند بنانا بھی انتہائی ضروری ہے۔

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت متوقع خطرات سے قبل متذکرہ سپر کی تعمیر اور creek بنانے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری (سردار محمد عبداللہ خان)،

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) گورنمنٹ کی طرف سے مذکورہ سپر کی بحالی اور creek بند کیے جانے کی منظوری ہو چکی ہے جس پر تقریباً 45 لاکھ روپے لاگت آئے گی۔ اس وقت دریا میں اس مقام پر پانی کا اخراج 50 ہزار کیوسک تک بڑھ چکا ہے اور موقع پر کام کرانا قرین مصلحت نہیں ہے ان حالات میں فلڈ سیزن گزرنے کے بعد ہی کام کرنا ممکن ہو سکے گا۔ بہرحال فلڈ کے دوران کسی بھی ممکنہ ہنگامی صورت حال سے نمٹنے کے لیے فلڈ فائٹنگ میٹریل موقع کے نزدیک سٹاک کیا جا چکا ہے۔

فش فارمز کے لیے پانی میں اضافہ کرنا

*563۔ مہر غلام دستگیر خاں ملک، کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔۔۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ پچھلے کئی سال سے محکمہ آبپاشی فش فارمز کے لیے 0.40 کیوسک پانی فی ایکڑ مہیا کر رہا تھا۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ اب صوبہ میں کچھ فش فارمز کے لیے پانی کی شرح 0.04 کیوسک فی ایکڑ مقرر کیا گیا ہے۔ جو کہ فش فارمز کے لیے بہت کم ہے۔

(ج) کیا یہ حقیقت ہے کہ اس فرق سے فش فارمز مالکان کو بہت نقصان ہو رہا ہے۔

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت کب تک اس فرق کو دور کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری (سردار محمد عبداللہ خان):

(الف) درست ہے۔

(ب) مقدار پانی جو سابقہ سالوں میں۔ ایک ایکڑ فش فارم کے لیے 0.40 کیوسک ڈسچارج کے حساب سے مہیا کی جا چکی تھی وہ ضرورت سے بہت زیادہ ثابت ہوئی اور فش فارمر اس کا ناجائز استعمال کرنے لگے۔ دوسرے زمین داروں نے اس کے خلاف بہت بڑے پیمانہ پر احتجاج کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ حکومت نے محکمہ فشریز کے مشورہ پر فش فارم کے لیے پانی کی مقدار کا ازسر نو جائزہ لیا۔ جس کے مطابق ایک ایکڑ فش فارم کے لیے 0 04 کیوسک پانی کی سپلائی کافی قرار دی گئی۔ لہذا یہ شرح صوبہ میں تمام فش فارمز کے لیے یکساں مقرر کر دی گئی ہے۔ جو فش فارمز کی ضرورت کے لیے کافی ہے۔

(ج) درست نہ ہے۔ کوئی نقصان نہیں ہو رہا ہے۔

(د) جواب اثبات میں نہ ہے۔ ایسے مچھلی کے فارم جن کو سابقہ سالوں میں 0.40 کیوسک کے حساب سے پانی منظور کیا جا چکا ہے اسے منسوخ کر کے تمام فش فارمز کے لیے ایک ہی شرح یعنی 0.04 کیوسک فی ایکڑ مقرر کی گئی ہے۔

سیلاب سے متاثرہ نہروں کی مرمت

*578۔ میاں محمد سرور کھوکھر، کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ امر واقع ہے کہ ہیڈ بلوکی سے کچھ نیچے نہر لوئر باری دوآب کا سال 1988ء کے سیلاب

میں کچھ کنارہ کٹ کیا گیا تھا اگر ایسا ہے تو اس وقت نہر میں کل کتنے کیوسک پانی بہہ رہا تھا اور نہر کتنے کیوسک پانی کو برداشت کر سکتی ہے نیز اس شگاف کو پر کرنے میں کتنے دن صرف ہوئے اور اس پر کس قدر رقم خرچ ہوئی۔

(ب) کیا یہ امر واقع ہے کہ ابتداء میں مذکورہ نہر کے شگاف کو مٹی سے بند کرنے کی کوشش کی گئی لیکن بعد میں اسے پتھر ڈال کر بند کیا گیا اگر ایسا ہے تو اس کی وجوہ کیا تھیں اور کون کون سے افسران اس میں بددیانتی کے مرتکب پائے گئے اور ان کے خلاف کیا کارروائی عمل میں لائی گئی مکمل تفصیلات سے ایوان کو مطلع کیا جائے۔

(ج) کیا یہ بھی امر واقع ہے کہ سنگھرہ ڈرین جو 12- آر اور جی ڈی کے علاقہ سے گزرتی ہے اسے بھی سیلاب سے نقصان پہنچا تھا اگر ایسا ہے تو آیا اس کی مرمت کر دی گئی ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں اور کب تک اس کی مرمت کر دی جائے گی؟

پارلیمانی سیکرٹری (سردار محمد عبداللہ خان):

(الف) super flood سال 1988ء میں دریائے راوی کا انتہائی اونچے درجے کا سیلابی ریلا نہر لوئر باری دوآب کے دائیں کنارے واقع برجی 1 تا 3 میں شگاف سے داخل ہو گیا تھا۔ اس وقت نہر ہیڈ سے بند تھی۔ نہر زیادہ سے زیادہ 9800 کیوسک اخراج پانی کو برداشت کر سکتی ہے۔ سیلابی ریلا کم ہونے پر شگاف سرکاری مشینری سے 6 یوم میں پُر کر دیے گئے اس پر تقریباً 13 لاکھ روپے خرچ آئے۔

(ب) شگاف بذریعہ سرکاری مشینری مٹی سے پُر کیے گئے۔ حفظ ما تقدم کے طور پر پتھر کا بھی بندوبست کیا گیا تھا۔ لیکن پتھر استعمال کرنے کی ضرورت پیش نہ آئی۔ اس کام کی تکمیل میں کسی قسم کی کوئی بددیانتی نہ ہوئی۔ لہذا کسی کے خلاف کارروائی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

(ج) درست نہ ہے کہ سنگھرہ ڈرین کو سیلابی پانی سے نقصان پہنچا تھا۔ البتہ لوئر باری دوآب کے شگافوں سے نکلنے والے سیلابی پانی سے سنگھرہ میں ڈرین اور اس کے معاون سیم نالہ کو نقصان پہنچا تھا۔ ان متاثرہ سیم نالوں پر مرمت کا کام شروع ہے۔

ٹیوب ویل چلانے کے لیے اقدام

*617۔ الطاف احمد رانجھا: کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ تحصیل پھالیہ میں سکارپ کے ٹیوب ویل پچھلے کئی ماہ سے بند پڑے ہیں۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ سکارپ کے ٹیوب ویل بند ہونے سے زمین داروں کو بہت نقصان ہو رہا ہے۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ ماہ مئی اور جون میں اس علاقہ کے زمین دار چاول کی فصل کی کاشت شروع کرتے ہیں اور ٹیوب ویلوں کی بندش سے فصل کا بہت نقصان متوقع ہے۔

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت کب تک یہ ٹیوب ویل چلانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری (سردار محمد عبداللہ خان):

(الف) تحصیل پھالیہ میں سکارپ نمبر 2 کے تحت کل 688 ٹیوب ویل نصب ہیں جو گذشتہ تقریباً 22 سال سے لگے ہوئے ہیں ان ٹیوب ویلوں میں سے 11 ٹیوب ویل بوجہ خرابی بور اور 13 ٹیوب ویل بوجہ کھاری پانی کافی عرصہ سے مستقل طور پر بند ہیں۔ جبکہ 43 ٹیوب ویل مشینری میں مختلف نقائص (جیسا کہ موٹر کا جل جانا۔ پمپ وائبریشن ' سٹارٹر میں خرابی وغیرہ) اور 90 ٹیوب ویل بجلی میں مختلف نقائص (جیسا کہ کیبل کا جل جانا۔ ڈی فیوز ٹرانسفارمر میں خرابی ' وولٹیج کی کمی بیشی وغیرہ) کی وجہ سے عارضی طور پر بند ہیں۔ بجلی میں نقائص کی وجہ سے زیادہ تر ٹرانسفارمر میں خرابی کی وجہ سے ٹیوب ویل چند ماہ سے بند پڑے ہیں۔ عارضی طور پر ٹیوب ویلوں کو جو مختلف نقائص کی وجہ سے بند ہوتے رہتے ہیں انہیں درستگی کے بعد چلا دیا جاتا ہے۔

(ب) ٹیوب ویل نہری رقبہ میں لگے ہوئے ہیں اور ان کی عارضی بندی کے دوران زمینداروں کو نہری پانی بدستور ملتا رہتا ہے۔

(ج) یہ درست ہے کہ ماہ مئی جون میں چاول کی کاشت شروع کی جاتی ہے اگرچہ ٹیوب ویل

مسلسل چلائے جانے کے لیے ڈیزائن نہیں کیے گئے ان کی سالانہ اوسطاً کارکردگی 46 فیصد ہے ۔ تاہم جن مہینوں میں پانی کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے ان میں حتی الامکان کوشش کی جاتی ہے کہ ٹیوب ویلوں کو ضرورت کے پیش نظر زیادہ چلایا جائے اس طرح عارضی بند ٹیوب ویلوں کو بھی جلد از جلد مرمت کر کے زیادہ سے زیادہ چلانے کی کوشش کی جاتی ہے۔

(د) مشینری میں نقائص کی وجہ سے جو ٹیوب ویل بند ہو جاتے ہیں ان کی مرمت محکمہ آبپاشی کا عملہ کرتا ہے ۔ موٹر جلنے یا پمپ میں بڑا نقص واقع ہونے کی صورت میں انہیں سکارپ کی ورکشاپوں میں لے جا کر مرمت کیا جاتا ہے جس کی وجہ سے کچھ وقت لگ جاتا ہے ۔ تاہم محکمہ ہرممکن کوشش کرتا ہے کہ نقائص کو جلد از جلد درست کر کے ٹیوب ویلوں کو چالو رکھا جائے ۔ مشینری نقائص کی وجہ سے بند ٹیوب ویلوں کو ایک دو ہفتے کے اندر مرمت کر کے چلا دیا جائے گا ۔ ٹیوب ویل مسلسل 22 سال سے کام کرنے کی وجہ سے انکی مشینری خاصی پرانی ہو چکی ہے ، مشینری میں نقائص رونما ہوتے رہتے ہیں اور انہیں درستگی کے بعد چلا دیا جاتا ہے ۔ بجلی کے نقائص کی درستگی محکمہ واپڈا کی ذمہ داری ہے ۔ اس کے لیے محکمہ آبپاشی کا عملہ اور افسران واپڈا کے متعلقہ عملہ اور افسران سے مختلف سطح پر رابطہ رکھتے ہیں ۔ تاکہ نقائص کی جلد درستگی کرائی جا سکے ۔

تاہم واپڈا کی طرف سے بجلی کے نقائص کی درستگی خاص طور پر ٹرانسفارمر میں نقائص دور کرنے میں کافی دیر لگ جاتی ہے ۔ محکمہ آبپاشی کی طرف سے ہرممکن کوشش کی جاتی ہے ۔ کہ ٹیوب ویلوں کو جلد از جلد چلایا جائے بجلی کے نقائص درست ہونے پر ٹیوب ویلوں کو فوری طور پر چلا دیا جائے گا ۔

موضع برنالی میں ٹرانسفارمر اور بجلی کے پول لگانے کی تفصیل

*646 ۔ خان غلام سرور خان، کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم نشان زدہ سوال نمبر 289 کے جواب کی جز (ب) کے حوالہ سے بیان فرمائیں گے کہ۔۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ اس سال موضع برنالی تحصیل کھاریاں ضلع گجرات میں نیا ٹرانسفارمر اور

بجلی کے نئے پول لگانے کا کام شروع کیا جا رہا ہے۔

(ب) مذکورہ گاؤں میں کتنے کے وی کا نیا ٹرانسفارمر لگایا جا رہا ہے اور کتنے مزید نئے پول لگانے کا منصوبہ ہے۔

(ج) مذکورہ کام کب شروع ہونے کا امکان ہے پوری تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری (سردار محمد عبداللہ خان)،

(الف) واپڈا سے موصول شدہ اطلاع کے مطابق یہ درست نہ ہے دراصل موجودہ مالی سال میں مذکورہ موضع میں ٹرانسفارمر اور پول لگانے کا ورک آرڈر تو منظور ہوا۔ لیکن فنڈز کی عدم دستیابی کی وجہ سے کام شروع نہیں ہو سکا۔

(ب) مذکورہ گاؤں میں ایک عدد ٹرانسفارمر 100 KV اور 32 پول لگانے کا منصوبہ ہے۔

(ج) مذکورہ کام 90-1989ء میں شروع ہونے کا امکان ہے۔ بشرطیکہ مالی وسائل دستیاب ہوں۔

بجلی فراہم نہ کرنے کی وجوہات

*649۔ **حاجی غلام رسول خان،** کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ 77-1976 کے دیہی پروگرام میں حکومت نے ٹوبہ بانگی خیل ضلع میانوالی کو بجلی کی منظوری دی تھی۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ کالاباغ سے پندرہ میل تک بجلی کے کھمبے بھی نصب کیے گئے تھے اور بعد میں کام بند کر دیا تھا۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت نے دوبارہ اس گاؤں کو 87-1986ء کے ضلع ترقیاتی پروگرام میں شامل کیا گیا اور ایک چٹھی نمبری S.O (RE)-2-9/87-88 مورخہ 5 جنوری 1988ء چیف انجینیر فیصل آباد کو اس گاؤں میں بجلی مہیا کرنے کو لکھا تھا لیکن ابھی تک اس چٹھی پر کوئی عمل نہیں ہوا۔

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ٹوبہ بانگی خیل ضلع میانوالی کو بجلی فراہم کرنے کے لیے تیار ہے اگر ہے تو کب تک اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری (سردار محمد عبداللہ خان)۔

(الف) حقیقت یہ ہے کہ حکومت نے ٹوبہ بانگی خیل ضلع میانوالی کے لیے 1976-77 ء میں بجلی کی منظوری دی تھی۔

(ب) واپڈا سے موصول شدہ اطلاع کے مطابق یہ اس حد تک درست ہے کہ مذکورہ گاؤں کو بجلی کی فراہمی کے لیے واپڈا نے H-T لائن کے 129 پول لگائے تھے۔ جبکہ 359 پول لگانے درکار تھے اس کے علاوہ L-T لائن کا کام ابھی شروع نہ ہوا تھا کہ حکومت پنجاب نے پہلے سے منظور شدہ تمام ایسے دیہات جن کا فاصلہ 11KV لائن سے 1/2 میل سے زیادہ تھا اور جن میں مذکورہ گاؤں بھی شامل تھا دسمبر 1980ء سے مزید کام بند کروا دیا۔

(ج) حقیقت یہ ہے کہ حکومت پنجاب نے سال 1986-87 ء کے دوران مذکورہ گاؤں کو بجلی کی فراہمی کے لیے MPA کوٹہ کے تحت منظوری دی تھی۔ چٹھی نمبری S. O(RE)2-9/87-88 مورخہ 5-1-88 اس ضمن میں یاد دہانی کی چٹھی ہے۔ سال 1986-87 میں فراہمی بجلی کے لیے دیہات کے 11KV لائن کی حد ختم کر دی گئی تھی لیکن واپڈا اس سال کے دوران مذکورہ گاؤں کو بجلی مہیا نہ کر سکا۔ اگلے سال یعنی 1987-88 ء کے دوران واپڈا نے وفاقی حکومت کی ہدایات کے تحت 11KV لائن سے فاصلے کی پرانی حد جو کہ تحصیل عیسیٰ خیل میں 3 1/2 میل تک تھی دوبارہ لاگو کردی۔ لہٰذا گاؤں مذکورہ کو بجلی مہیا نہ کی گئی کیونکہ واپڈا کی اطلاع کے مطابق اس گاؤں کا 11-KV لائن سے فاصلہ 29 میل ہے۔

(د) حکومت پنجاب نے دیہات کو بجلی کی فراہمی کے لیے اب صوبہ کے تمام اضلاع میں 11KV لائن سے فاصلہ کی حد 6 کلو میٹر کر دی ہے۔ جہاں تک مذکورہ گاؤں کو بجلی کی فراہمی کا تعلق ہے۔ سال 1988-89 ء کے لیے واپڈا نے دیہات کو بجلی کی فراہمی کے لیے صوبائی حکومت کو مطلع کیا ہے کہ اب دیہات کو بجلی کی فراہمی وفاقی حکومت کی منظوری کے تحت ہو گی۔ لہٰذا مذکورہ گاؤں کو بجلی کی فراہمی کے لیے حکومت پنجاب کسی یقین دہانی کرانے کی پوزیشن میں نہ ہے۔

موگا جات کو کشادہ اور آبیانہ کی شرح کم کرنے کے لیے اقدام

*663۔ صاحبزادہ سلطان خضر حیات: کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ رنگپور کنال ہیڈ تریموں سے رائٹ بنک کنال جو کہ تحصیل جھنگ شورکوٹ و ضلع مظفر گڑھ کی تحصیل کو بھی سیراب کرتی ہے ۔ میں 26 ہزار کیوسک پانی چلتا تھا جو کہ اب صرف بارہ ہزار کیوسک رہ گیا ہے ۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ متذکرہ نہر کا پانی پورا کرنے کے لیے سکارپ ٹیوب ویلز لگائے گئے اور تحصیل فیصل آباد کے برابر فی ایکڑ اوسط پانی کے تناسب سے جھنگ کے اس علاقہ کو بھی آبیانہ لگا دیا گیا مگر ناقص سکارپ کارکردگی کی وجہ سے پانی پورا نہ ہوا مگر آبیانہ کی شرح بدستور قائم ہے جس سے کاشت کار سخت پریشان ہیں ۔

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو جبکہ رقبے تقریباً سو فی صدی آباد ہونے ہیں اس لیے اب حکومت پانی کی قلت کے پیش نظر نہر رنگپور کو سالانہ کرنے موگا جات کی کشیدی اور آبیانہ کی شرح کم کرنے کو تیار ہے ؟

پارلیمانی سیکرٹری (سردار عبداللہ خان)،

(الف) یہ درست ہے کہ رنگپور کینال ہیڈ تریموں کے دائیں کنارے سے نکلتی ہے نہر تحصیل جھنگ و شورکوٹ اور ضلع مظفر گڑھ کی تحصیل کو بھی سیراب کرتی ہے ۔ اس کے ڈیزائن ڈسچارج 2710 کیوسک کو گھٹا کر 13 کیوسک کر دیا گیا ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ نہر پر فلڈ 1976ء کے دوران برجی 308 بالکل تباہ ہو گئی ۔ جس کے پیش نظر اس کو برجی 308 پر ہی ختم کرنا پڑا کیونکہ اس جگہ سے آگے واقع رقبہ جات اب اس نہر سے آبپاشی نہیں ہوتے۔ اس لیے نہر کے ڈسچارج کو رقبہ کے تناسب سے کم کر دیا گیا ۔ جو رقبہ جات متاثر ہوئے ان کی آبپاشی کا تسلی بخش بندوبست تونسہ ۔ پنجند لنک سے پانی لے کر دیا گیا۔

(ب) نہر متذکرہ پر پانی کی کمی نہ ہے ۔ سکارپ ٹیوب ویل پانی کی کمی پورا کرنے کے لیے نہیں بلکہ سیم اور تھور کے انسداد کے لیے لگائے گئے تھے ۔ اور دوہرے مفاد کے طور پر اس پانی کو برائے آبپاشی استعمال کیا جاتا ہے جس کا ڈبل آبیانہ بمطابق گورنمنٹ پالیسی وصول کیا

جاتا ہے ۔ ٹیوب ویل خراب ہونے کی صورت میں حسب ضابطہ معافی دی جاتی ہے ۔

(ج) رنگپور نہر بنیادی طور پر ایک ششماہی نہر ہے ۔ صوبہ میں آبی وسائل کی کمی کے پیش نظر اس نہر کو سالانہ نہر میں تبدیل کرنا ممکن نہ ہے ۔ گو اس علاقہ میں سیم پر کافی حد تک قابو پا لیا گیا ہے ۔ تاہم ابھی ٹیوب ویلوں کو بالکل بند کر دینا مناسب نہ ہے ۔ اس لیے کہ دوبارہ سیم کا خدشہ ہے ۔ حکومت چونکہ موجودہ طریق کار ہی کو چلانے پر مجبور ہے اس لیے موگہ جات کو کشادہ کرنے اور آبیانہ میں کمی کرنے کا کوئی منصوبہ زیر غور نہ ہے ۔

نہر کی نئی شاخ نکالنے کے لیے اقدام

*677 ۔ جناب عبدالقادر شاہین: کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔۔

(الف) نہر گوگیرہ برانچ ساہیوال ڈویژن ہیڈ بلوکی سے چک موضع رنگ شاہ تک کل لمبائی کیا ہے اور اس نہر سے نکلنے والی شاخوں کے نام سیراب ہونے والا رقبہ کتنا ہے ۔

(ب) آیا یہ امر واقع ہے کہ چک عبدل سے آگے یہ نہر پانی مہیا نہیں کر سکتی جس سے وہاں کے زمین داروں کوئی فائدہ نہیں ہو رہا۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت زمین داروں / کاشت کاروں کی مشکلات کے پیش نظر کوڑے شاہ سے آگے نہر کو ختم کرنے اور آگے والے رقبہ کے لیے قریب ترین فاصلہ سے نئی شاخ نکالنے کو تیار ہے جو چک موضع عبدل۔ موضع راجہ دلو۔ موضع آڑاتلہ۔ موضع نالہ ٹمدر نالہ دسال نور کے کلٹھیے۔ چھینہ کرمی ۔ مراد دلو و دیگر چکوک کے کاشت کاروں کے رقبہ کو سیراب کر سکے تاکہ اس بہترین زرعی خطہ سے صحیح معنوں میں استفادہ ہو سکے ؟

پارلیمانی سیکرٹری (سردار عبداللہ خان)،

(الف) ہیڈ سے لے کر موضع رنگ شاہ تک نہر گوگیرہ برانچ اور اس کی شاخوں کی لمبائی تقریباً 67 1/2 میل ہے ۔

ساہیوال ڈویژن میں نہر گوگیرہ برانچ سے نکلنے والی شاخوں کے نام اور آبپاشی رقبہ کی تفصیل درج ذیل ہے۔

Sr.No.	Name of Branch	Area CCA	Irrigated Area Per Year
-1	گوگیرہ ڈائریکٹ	43029	118161
-2	جندرا کہ	11532	45613
-3	فتوآنہ	9251	15411
-4	جوئیہ	20312	28967
-5	گشکوری	11046	19738
-6	ولایت پور	1302	2225
-7	اکبر	9587	16336
-8	52 بھوانی مورنگ شاہ مائنر	18693	29340
میزان نہر گوگیرہ	رقبہ شاخیں ڈویژن ساہیوال	124752	275791

(ب) موضع عدیل راجباہ 5-R بھوانی سے تسلی بخش طور پر آبپاش ہو رہا ہے۔ راجباہ 5-R بھوانی کا کل C.C.A 18693 ایکڑ ہے۔ جبکہ رقبہ آبپاش شدہ سالانہ 29340 ایکڑ ہے۔ جس سے صاف عیاں ہے کہ پانی کی کوئی کمی نہ ہے۔ البتہ رنگ شاہ مائنر جو 5-R بھوانی سے موضع عدیل کے قریب نکلتا ہے۔ سپر فلڈ 1988ء کی زد میں آنے کے بعد دوبارہ تعمیر کیا گیا ہے۔ اس مائنر میں برجی 14000 سے ٹیل تک بھل صفائی ہونا مطلوب تھی۔ جو ٹیل کی طرف سے شروع کرا دی گئی ہے۔ اس کام کی تکمیل کے بعد راجباہ رنگ شاہ کی ٹیل پر سپلائی کی پوزیشن مزید بہتر ہو جائے گی۔

(ج) مذکورہ مواضعات نہر 5-R بھوانی اور رنگ شاہ مائنر سے بخوبی آبپاش ہو رہے ہیں۔ رنگ شاہ مائنر کی ٹیل Tail Reach کی بھل صفائی شروع ہے۔ جس کے مکمل ہونے پر نہر کی سپلائی کی پوزیشن مزید بہتر ہو جائے گی۔ نہر گوگیرہ برانچ کی بحالی کے لیے (Irrigation System Rehabilitation Phase-II) کے تحت ایک سکیم آج کل زیر منظوری ہے۔

جس پر اگلے مالی سال کے دوران عملدرآمد متوقع ہے۔ بعد تکمیل نہر گوگیرہ برانچ اور اس کی تمام شاخوں میں سپلائی کی پوزیشن بہت بہتر ہو جائے گی مذکورہ اقدامات کے پیش نظر کسی نئی شاخ کے نکالنے کی ضرورت نہ ہے۔

1974ء کے بھرتی شدہ ملازمین کو مستقل کرنے کے لیے اقدام

*688۔ میاں اظہر حسن ڈار، کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ارگیشن ڈویژن (نندی پور) گوجرانوالہ میں سکیل نمبر 1 سے 10 تک 82 ملازمین عارضی طور پر 1974ء سے کام کر رہے ہیں۔ لیکن ان میں سے آج تک کسی کو مستقل نہیں کیا گیا۔ بلکہ باہر سے براہ راست بھرتی کی جارہی ہے۔

(ب) اگر ایسا ہے تو ایسے کتنے ملازمین کس کس سال سے عارضی طور پر ملازم ہیں اور 1974ء سے لےکر آج تک گریڈ 1 سے 10 تک کتنے ملازمین کو براہ راست بھرتی کیا گیا اور بھرتی کرنے کا کیا طریقہ اختیار کیا گیا جبکہ عارضی ملازمین ان گریڈوں میں سالہا سال سے کام کر رہے ہیں۔

(ج) کیا حکومت 1974ء کے بھرتی شدہ ملازمین کو مستقل کرنے کو تیار ہے؟ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری (سردار عبداللہ خان)

(الف) یہ درست نہیں ہے۔

نندی پور میں محکمہ آبپاشی و برقیات کا ایک ریسرچ اسٹیشن کام کر رہا ہے جس کا انچارج ایک سینئر ریسرچ آفیسر ہے۔ اس اسٹیشن پر 73-1972ء سے پہلے کام کرنے والے سکیل نمبر 1 تا 10 کے ملازمین کو چار مرتبہ چارج سے ریگولر کیا گیا ہے پہلی مرتبہ 1973ء میں سکیل نمبر 1 تا 10 کے 14 ملازمین کو 1-7-72 سے ریگولر کیا گیا۔ دوسری مرتبہ 1974ء میں اسی اسٹیشن پر کام کرنے والے سکیل نمبر 1 تا 10 کے 73 ملازمین کو ریگولر کیا گیا پھر تیسری دفعہ 1976ء میں 64 ملازمین کو 1-7-73 سے ریگولر کیا گیا۔ پھر چوتھی مرتبہ 1982ء میں 30 ملازمین کو 1-4-82 سے ریگولر کیا گیا اس طرح اس اسٹیشن کے کل 181 ملازمین کو ریگولر کیا

گیا۔ 1972ء میں ورک چارج ملازمین کی کل تعداد صرف ریسرچ اسٹیشن پر 192 تھی۔ 1974ء سے ورک چارج بنیاد پر کام کرنے والے سکیل 1 تا 10 ملازمین کی تعداد اب صرف دو ہے۔ جہاں تک اسی ادارہ میں براہ راست بھرتی کرنے کا تعلق ہے۔ سروس رولز کے مطابق بھرتی کے وقت ورک چارج ملازمین کو موقع دیا جاتا ہے کہ ریگولر اسامی کے لیے درخواست دیں اور کامیابی کی صورت میں ان کو ریگولر اسامی پر تعینات کیا جاتا ہے۔

(ب) 1974ء سے لے کر آج تک گریڈ نمبر 1 سے 10 تک جو ملازمین ورک چارج پر تھے۔ ان کی تعداد اور براہ راست بھرتی کی تفصیلات مندرجہ ذیل ہے جبکہ براہ راست بھرتی دی پنجاب سول سرونٹس اپوائنٹمنٹ اینڈ کنڈیشن سروس رولز 1974ء کے مطابق کی گئی۔

1974ء میں نندی پور ریسرچ اسٹیشن پر ورک چارج ملازمین کی تعداد BPS 1-10	ریسرچ سٹیشن نندی پور کے ورک چارج ملازمین جن کو اب تک حکومت کی پالیسی کے تحت ریگولر کیا گیا BPS 1-10	تعداد ملازمین ورک چارج ملازمین نندی پور جن کو اب تک براہ راست بھرتی کے کوٹہ میں ریگولر اسامی پر تعینات کیا گیا۔ BPS 1-10	ملازمین جو کہ ریسرچ اسٹیشن نندی پور کی اسامیوں پر براہ راست بھرتی کیے BPS 1-10
281	181	83	3

(ج) 1974ء میں 281 ملازمین سکیل نمبر 1 تا 10 ریسرچ اسٹیشن نندی پور میں ورک چارج بنیاد پر کام کر رہے تھے۔ ان میں سے 181 ملازمین کو گورنمنٹ کی پالیسی کے مطابق ریگولر کیا جا چکا ہے۔ لیکن ان میں سے 83 ملازمین کو براہ راست بھرتی کے کوٹہ کے ذریعہ ریگولر ملازمتیں فراہم کی گئیں۔ جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے اب ایسے ملازمین میں سے صرف دو ملازمین سروس میں ہیں۔ ان ملازمین کی عمریں 1974ء میں 31 اور 36 سال تھیں۔ جو کہ دی پنجاب سول سرونٹس اپوائنٹمنٹ اینڈ کنڈیشن آف سروس رولز 1974ء کے مطابق براہ راست بھرتی کے معیار پر پورے نہیں اترتے۔

راجباہ کی پٹڑیوں کی تعمیر و مرمت کے لیے اقدام

*710۔ میاں اظہر حسن ڈار، کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔۔

(الف) تلونڈی راہوالی راجباہ ۔ ترگڑی راجباہ ۔ گکھڑ راجباہ ۔ شیشہ فیکٹری والا ۔ ابدال راجباہ ۔ نور پور راجباہ ۔ اڑیالہ راجباہ کی کب صفائی کی گئی تھی ۔ اور اکثر کتنے عرصہ کے بعد صفائی کی جاتی ہے اب محکمہ آبپاشی کے پاس متذکرہ راجباہوں کی صفائی کب تک کرنے کا پروگرام ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ راجباہوں کی پٹڑیاں نہایت خستہ حال اور ٹوٹی پھوٹی پڑی ہیں جس سے اکثر پانی ضائع ہوتا رہتا ہے ۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو ان پٹڑیوں کی مرمت کرنے میں تاخیر کی کیا وجوہات ہیں اور حکومت کب تک متذکرہ پٹڑیوں کی تعمیر و مرمت کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں ؟

پارلیمانی سیکرٹری (سردار عبداللہ خان)،

(الف) راجباہ ہائے تلونڈی ۔ گکھڑ ۔ ترگڑی ۔ ابدال ۔ ششماہی (غیر دوامی) راجباہیں ان کی مطلوبہ صفائی جہاں جہاں درکار ہو ۔ ہر سال پانی چلانے سے پہلے یعنی ماہ اپریل / مئی میں کی جاتی ہے ۔ اس طرح کی آئندہ دیکھ بھال ماہ اپریل / مئی 1990ء میں کی جائے گی۔

راجباہ نور پور اور اڑیالہ سالانہ (دوامی) راجباہ ہیں۔ ان کی مطلوبہ صفائی موقع کی مناسبت کے مطابق دوران سالانہ بندی ماہ دسمبر / جنوری کی جاتی ہے ۔

(ب) یہ درست نہ ہے چونکہ یہ راجباہ ہائے ششماہی ہیں ۔ دوران بندی ان پر مال مویشی کی آمدورفت رہتی ہے ۔ جس سے ان کی پٹڑیاں قدرے ٹوٹ جاتی ہیں ۔ پانی چلانے سے پہلے یعنی ماہ اپریل / مئی میں ان کو درست کر دیا جاتا ہے تا کہ پانی ضائع نہ ہو۔

(ج) جواب اثبات میں نہ ہے ۔ پٹڑیوں کی مناسب دیکھ بھال اور مرمت کے لیے باقاعدہ بیلدار تعینات ہیں ۔ اس کے باوجود پانی چلانے سے پہلے یعنی ماہ اپریل / مئی میں خاص طور پر مرمت طلب پٹڑیوں کی درستگی کر دی جاتی ہے۔

زمین داروں کو پانی کے حصول میں مشکلات کی وجوہات

*730۔ چودھری عامر سلطان چیمہ، کیا وزیر آبپاشی وقوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ --

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ لالیاں کزانہ سب ڈویژن ضلع سرگودھا کے تمام موگہ جات غیر قانونی طور پر اونچے اور چھوٹے کر دیے گئے ہیں۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ رولز کے تحت نہروں میں 375 کیوسک پانی چھوڑنا چاہیے۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ اس وقت نہروں میں 330 کیوسک پانی چھوڑا گیا ہے۔ جو زمین داروں اور فصلات کے لیے بہت کم ہے۔

(د) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ لالیاں کزانہ سب ڈویژن میں غیر قانونی اور غیر معیاری موگہ جات کی وجہ سے زمیندار پانی کے حصول میں بہت مشکلات کا سامنا کر رہے ہیں اور آئندہ فصل کی بوائی متاثر ہو رہی ہے۔

(و) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت اس سلسلہ میں کیا اقدامات کر رہی ہے۔ یا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری (سردار عبداللہ خان)،

(الف) حقیقت نہ ہے اختتام ماہ مئی 1989ء راجباہ لالیاں کی ٹیل پر پانی کی کمی کے پیش نظر کاشت کاران ٹیل کے احتجاج پر راجباہ لالیاں کے موگہ جات چیک کیے گئے دوران سپیشل چیک جو موگہ جات شکستہ اور مرمت طلب پائے گئے۔ ان سب کی مرمت بمطابق ڈیزائن کر دی گئی۔

(ب) درست ہے۔ راجباہ لالیاں کا ڈیزائن ڈسچارج 375 کیوسک ہے۔

(ج) پچھلے 6 ماہ نہر میں پانی اوسطاً 380 کیوسک چلتا رہا۔ موسمی تغیر و تبدل اور دریاؤں میں پانی کی کمی کے پیش نظر نہروں میں پانی کی کمی بیشی ناگزیر ہے۔

(د) حقیقت نہ ہے راجباہ لالیاں کے موگہ جات بمطابق ڈیزائن مرمت کیے گئے ہیں اور قاصران کے خلاف محکمانہ کارروائی کی جا رہی ہے۔ حصول پانی میں زمین داروں کو مشکلات کا سامنا نہ ہے۔ اس لیے فصل کی بوائی متاثر ہونے کا کوئی احتمال نہ ہے۔

(ہ) جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں نہ ہے محکمہ ہذا نے شکستہ اور مرمت طلب موگہ جات بمطابق ڈیزائن درست کر دیے ہیں قاصران کے خلاف محکمانہ کارروائی زیر کار ہے ۔ انچارج اہلکاران کو نہروں کی مناسب دیکھ بھال بہ احسن طریقہ سے سرانجام دینے کے لیے ہدایات جاری کر دی گئی ہیں ۔

کھال کو چالو کرنے کے لیے اقدام

* 817 پیر ولایت شاہ کھگہ، کیا وزیر آبپاشی وقوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سیلاب اکتوبر 1988ء میں چک موضع احمد شاہ کا سرکاری کھال سیلاب سے تباہ و برباد ہو گیا اور وہاں کاشت کاروں کو پانی مہیا نہیں ہو رہا ۔

(ب) مذکورہ کھال کن کن کاشت کاروں کی زمین میں سے گزرتا ہے اور مذکورہ کھال سے کل کتنی زمین سیراب ہوتی ہے اس کی تفصیل فراہم کی جائے ۔

(ج) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو متذکرہ کھال کو چالو کرنے میں کون کونسی رکاوٹیں درپیش ہیں اور کیا حکومت اس رکاوٹوں کو دور کرنے اور متذکرہ کھال کو کب تک چالو کروانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں ؟

پارلیمانی سیکرٹری (سردار عبداللہ خان)،

(الف) درست ہے ۔ مطابق واقعیات تفصیل اس طرح ہے کہ موگہ بغلطہ بُرجی ۔ 1222-R راجباہ بھوانی /S-R کا مین کھال (MAIN WATER COURSE) جو مواضعیات روشہ مشہانی اور احمد شاہ کے رقبہ کو آبپاشی کرتا تھا ۔ وہ اکتوبر 1988ء کے سیلاب کے دوران مختلف جگہوں سے بہہ گیا ۔ حصہ داران موگہ نے ماسوائے مربعہ نمبر 2 کیلہ نمبر 21/2 اور مربعہ نمبر 8 کیلہ نمبران 1 10/2 کے باقی تمام جگہ سے ٹوٹے ہوئے کھال کی مرمت کر لی لیکن متذکرہ بالا جگہ کے مالکان نے اس جگہ سے ٹوٹے ہوئے حصہ کو مرمت نہ کرنے دیا اور سول کورٹ میں دعوے دائر کر دیا ۔ سول کورٹ نے فیصلہ صادر کیا کہ اس کھال کو احداث اور جاری کرنے کی اجازت کینال ایکٹ کی دفعہ 20 تا 27 کی کارروائی کے بعد دی جاوے ۔ جو کہ زیر کارروائی ہے ۔ کاشت کاران موضع احمد شاہ جن کو مندرجہ بالا وجوہات کی بناء پر فی الحال پانی

مہیا نہیں ہو رہا ۔ کو متبادل جگہ سے پانی مہیا کرنے کی پیش کش کی گئی ۔ لیکن انہوں نے متبادل ذریعہ آبپاشی کو قبول نہ کیا اور متنازعہ کھال کی بحالی کے لیے لاہور ہائیکورٹ ملتان بنچ میں رٹ (WRIT) دائر کر دی ۔ جو ابھی زیر سماعت ہے ۔

(ب) یہ کھال دو مواضعیات ۔ روشہ شہانی اور احمد شاہ کی اراضی سے گزرتا ہے ۔ موضع روشہ شہانی کی اراضی واقع مربعہ نمبر 2 کیلہ نمبر 21/2 اور مربعہ نمبر 8 کیلہ جات 1-10/1 جو کہ مسمی محمد عجم شاہ ولد احمد شاہ اور مسماۃ شاردا دختر عبدالقیوم کی ملکیت ہے میں سے گزرتا تھا جسے ان مالکان نے سیلاب کے بعد مرمت نہیں کرنے دیا اور ابھی تک منہدم ہے ۔ اس کھال کا باقی حصہ موضع احمد شاہ کے مربعہ 15-17-27-28 اور 39 میں سے گزرتا ہے ۔ جو سیلاب کے بعد مرمت ہو چکا ہے اور اب بھی قائم ہے ۔ یہ کھال موضع احمد شاہ کے تعدادی 307 ایکڑ رقبہ کو سیراب کرتا تھا ۔

(ج) مذکورہ کھال موضع روشہ شہانی کی اراضی میں سے اب تک بحال نہ ہو سکا اور اس کی بحالی کے سلسلہ میں سول کورٹ کے فیصلہ کے مطابق کینال ایکٹ کی دفعہ 20 تا 27 کے تحت کارروائی ہو رہی ہے اور اس کارروائی کی تکمیل میں تمام وہ طریقہ (procedure) جو کینال ایکٹ کی دفعات 20 تا 27 میں درج ہے ۔ اختیار کیا جا رہا ہے جس کی تکمیل میں ابھی مزید وقت لگے گا ۔ جونہی یہ کارروائی مکمل ہو گی اور جیسے رٹ درخواست (writ petition) پر ہائی کورٹ کی طرف سے فیصلہ صادر ہو گا ۔ اس کی روشنی میں کھال کی بحالی کے سلسلہ میں عمل کیا جائے گا ۔ البتہ کھال متنازعہ کی حتمی بحالی تک محکمہ نہر کاشت کاران موضع احمد شاہ کے رقبہ کی آبپاشی کے لیے عارضی شوٹ بفاصلہ 13000-R بطور متبادل ذریعہ آبپاشی لگانے کو تیار ہے جسے لینے کے لیے کاشت کاران رضامند نہ ہیں ۔

راجباہ کی دریابردگی کے باعث متبادل انتظام کے لیے اقدام

*818 ۔ پیر ولایت شاہ کھگہ، کیا وزیر آبپاشی وقوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔۔

(الف) سیلاب اکتوبر 1988ء میں راجباہ توت والا تحصیل ضلع ساہیوال دریا برد ہو گیا جس سے کاشت کاروں کو شدید زرعی نقصان کا سامنا کرنا پڑا اگر ایسا ہے تو کیا اکتوبر 1988ء سے

اب تک راجباہ کے دریا برد ہونے کے متعلق حکومت نے کوئی متبادل انتظامات کیے یا کوئی ہدایت جاری کی یا موقع پر معائنہ کیا گیا تاکہ دھان کے کاشت کاروں کی مشکلات کو حل کیا جا سکتا ۔ اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت نے اس سلسلے میں کوئی پیش رفت کی کوئی متبادل لائحہ عمل اختیار کیا گیا ۔ نیز اکتوبر 1988ء سے اگست 1989ء تک اس غفلت کے سبب کاشت کاروں کو کتنا نقصان اٹھانا پڑا ہے اور اس نقصان کی تلافی کے لیے کیا اقدامات کیے جا رہے ہیں ۔ اگر جواب ہاں میں ہے تو کب تک پانی میسر کر دیا جائے گا اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری (سردار عبداللہ خان)۔

(الف) یہ درست ہے کہ سیلاب اکتوبر 1988ء میں راجباہ توت والا کا حصہ برجی 5000 تا برجی 8300 دریا برد ہو گیا۔ محکمہ نے ماہ نومبر 1988ء کو راجباہ کی بحالی کا کام شروع کیا ۔ تو مالکان اراضی زیر آمدہ متبادل راجباہ (re-alignment) سول کورٹ سے بحالی راجباہ کے خلاف حکم امتناعی (stay order) حاصل کر لیا ۔ افسران محکمہ انہار نے جلد بحالی راجباہ کے لیے بوساطت متعلقہ ایم ۔پی ۔ اے اور ممبران ڈسٹرکٹ کونسل اراضی مذکور کے مالکان سے حصول اراضی کے لیے ممکنہ کوششیں بھی کیں ۔ مگر مالکان اراضی رضا مند نہ ہوئے ۔ لہٰذا حصول اراضی بطابق لینڈ ایکوزیشن ایکٹ کارروائی شروع کر دی گئی ۔ جو زیر کار ہے ۔

(ب) جواب اثبات میں ہے ۔ راجباہ توت والا پر ہیڈ تا برجی 3500 آبپاشی بحالی ہے ۔ برجی 5000 تا برجی 8300 راجباہ دریا برد ہو چکا ہے اور آبپاش رقبہ بھی دریا برد ہو گیا ہے رقبہ واقع برجی 9700 تا ٹیل برجی 19700 کے لیے آبپاش منقطع ہے ۔ اس منقطع شدہ رقبہ میں سے کچھ رقبہ کو ملحقہ راجباہ اکبر مائنر /5-R بھوانی سے متبادل ذرائع ممکن ہیں ۔ لیکن مالکان اراضی زیر آمدہ مجوزہ کھال عارضی اپنے رقبہ جات دینے کے لیے تیار نہ ہیں ۔ رقبہ منقطع شدہ کو فصل ربیع 89-1988ء کا آبیانہ تشخیص نہ کیا گیا ہے ۔ متبادل راجباہ (re-alignment) کے لیے بطابق لینڈ ایکوزیشن اراضی حاصل کرنے کے لیے اقدامات کیے گئے ہیں جو کہ زیر کار ہیں ۔

پانی کی کمی دور کرنے کے لیے اقدام

*821۔ چودھری محمد صفدر، کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ ضلع گجرات میں آر -3 ٹیل ڈنگہ اور آر -3 راجباہ پوزوں والا ڈسٹری بیوٹری پر پانی کی انتہائی کمی ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ زمین داروں میں پانی کی اس کمی کی وجہ سے شدید بے چینی پائی جاتی ہے۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ زمین داروں کی گزارشات پر متعلقہ ایکسین صاحب نے موقع بھی ملاحظہ کیا اور پانی کی کمی کو دور کرنے کا وعدہ بھی کیا تھا۔

(د) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ متعلقہ ایکسین سے عوام نے راجباہ کو بذریعہ مشین صاف کرنے اور پختہ کرنے کا بھی کہا تھا۔

(ہ) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت اس سلسلہ میں کیا کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری (سردار محمد عبداللہ خان)۔

(الف) یہ درست ہے کہ راجباہ آر -3 پر زمینداروں کے پانی چوری کرنے کی وجہ سے وقتی طور پر ٹیل پر پانی کی کمی واقع ہوئی ۔ جس کو ضروری اقدامات کر کے پورا کر دیا گیا ۔ اب راجباہ اپنے حق کے مطابق پانی لے رہا ہے ۔

(ب) مذکورہ راجباہ کو حق کے مطابق پانی مہیا کیا جا رہا ہے ٹیل پر پانی کی کمی اب نہ ہے ۔ بدیں وجہ زمین داروں میں بے چینی نہ ہے ۔

(ج) یہ درست ہے کہ ٹیل کے زمین داروں کی شکایت پر ایکسین گجرات ڈویژن انجینئر کینال نے راجباہ کا موقع ملاحظہ کیا ۔ اور فوری اقدامات کر کے پانی کی کمی کی شکایت کو دور کر دیا گیا۔

(د) یہ درست ہے کہ دوران موقع ملاحظہ زمینداروں نے ایکسین گجرات ڈویژن کو راجباہ آر -3 کو بذریعہ مشین صفائی اور پختہ کرنے کی استدعا کی تھی ۔ زمینداروں کو موقع پر ہی واضح طور پر

بتا دیا تھا کہ نہر بھوٹی ہونے کی وجہ سے مشینوں کے ذریعہ بھل صفائی کرانا مناسب نہ ہے ۔ نیز بجٹ کی کمی کے باعث فی الحال نہر کو پختہ نہیں کیا جا سکتا ۔

(ر) راجباہ مذکور پر اس وقت نہری پانی کی کمی کا مسئلہ نہ ہے اس لیے محکمہ فی الحال مزید کوئی قدم اٹھانے کا ارادہ نہ رکھتا ہے ۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

زمینوں کو دریا برد گی سے بچانے کے لیے اقدامات

23۔ سید ناظم حسین شاہ، کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔۔

(الف) جلال آباد ۔ بکھری بہ' مسعود پور محمد پور گھوتہ ۔ ہدوت پہلی تحصیل ملتان کی زرخیز زمینوں کو دریا برد ہونے سے بچانے کے لیے اب تک کیا کارروائی ہوئی ہے ۔

(ب) اگر جز (الف) بالا کا جواب نفی میں ہے تو حکومت متذکرہ علاقوں کی زمینوں کو دریا برد گی سے بچانے کے لیے کوئی اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں ؟

پارلیمانی سیکرٹری (سردار عبداللہ خان)

(الف) مذکورہ سوال کا جواب محکمہ آبپاشی کی طرف سے پیش کیا جا چکا ہے ۔ پنجاب اسمبلی کے اجلاس مورخہ 19-3-89 کو وقفہ سوالات کے دوران فاضل رکن نے اس امر کی طرف توجہ دلائی کہ محکمہ کی طرف سے پیش کیا جانے والا جواب درست نہ ہے اس پر جناب وزیر آبپاشی نے یقین دہانی کرائی کہ اس معاملہ کا تفصیلی جائزہ لینے کے بعد مکمل رپورٹ پیش کی جائے گی ۔

اس سلسلہ میں سپرنٹنڈنگ انجینئر جوبلی کینال سرکل ملتان نے مورخہ 22-3-89 کو موقع ملاحظہ کیا اور مذکورہ مواضعات کے حوالے سے دریائے چناب کے بہاؤ اور کٹاؤ سے متعلق موجودہ پوزیشن کی وضاحت حسب ذیل کی،

1۔ موضع جلال آباد ، اس کی آبادی دریا کے بائیں طرف فلڈ بند کے ساتھ ہے اور اس کا فاصلہ دریا سے 7000 فٹ ہے ۔

2۔ موضع بکھری ، اس موضع کی آبادی بھی دریا کے بائیں طرف ہے اور فلڈ بند سے 4300 فٹ کے فاصلہ پر واقع ہے ۔ دریا سے اس کا فاصلہ 2100 فٹ

ہے ۔دریا کا عمومی رخ مغرب کی طرف ہے ۔

3- موضع بہ مسعود پور، دریا اور فلڈ بند کا فاصلہ اسی موضوع کے سامنے 4400 فٹ ہے ۔ یہاں پر دریا کٹاؤ کر رہا ہے ۔ موضع کی بڑی آبادی فلڈ بند کے بائیں طرف واقع ہے اور محفوظ ہے ۔

4- محمد پور کھوٹ، موضع کی بڑی آبادی فلڈ بند کے بائیں طرف واقع ہے اور اس کو کسی قسم کا خطرہ نہ ہے دریا ماضی قریب میں اس موضع کی حدود میں کٹاؤ کرتا رہا ہے ۔ اور اب دریا کا رخ مغرب کی طرف مائل ہے ۔ اور فلڈ بند سے اس کا فاصلہ 5000 فٹ ہے ۔

5- موضع ہمروٹ، اس کی آبادی دریائی علاقہ میں واقع ہے ۔ اور دریا کا فلڈ بند سے فاصلہ 7000 فٹ ہے ۔ مذکورہ مواضعات جو کہ ملتان شہر کے گرد و نواح میں ہیں کا رقبہ دریائے چناب کے فلڈ پین میں واقع ہے ۔ جہاں پر دریا کا پیچ وخم ایک قدرتی امر ہے ۔ ایسے رقبہ جات کو دریا کے قدرتی کٹاؤ سے بچانے سے متعلق امور فنی اور مالی و سائل کی بنا پر ایک غور طلب مسئلہ ہیں ۔ اس سلسلہ میں ملتان شہر اور مذکورہ مواضعات کو دریا کے عمل سے محفوظ کرنے کے لیے 3 سپرز (spurs) تجویز کیے گئے ہیں ۔ جن کی ماڈل سٹڈی (model study) کے لیے اریگیشن ریسرچ انسٹی ٹیوٹ لاہور کو رقم فراہم کر دی گئی ہے ۔ اور مزید کارروائی تحقیق کے نتائج کے بعد ممکن ہو سکے گی ۔

(ب) جیسا کہ جز (الف) میں وضاحت کی گئی ہے ۔

ملتان ایریا الیکٹرک سٹی بورڈ کے تحت مواضعات کو بجلی کی فراہمی کی تفصیلات

37۔ سردار محمد امجد فاروق خان کھوسہ، کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) سال 88-1987ء میں صوبائی حکومت کی طرف سے کتنے اور کون کونسے مواضعات فہرست میں شامل ہیں جن کو ملتان الیکٹرک سٹی بورڈ نے بجلی فراہم کرنی ہے ۔

(ب) اس فہرست میں سے کتنے اور کون کونسے مواضعات میں بجلی کی تنصیب کا کام شروع کیا ہے اور کون کونسے مواضعات ایسے ہیں جن کو فہرست سے خارج کیا گیا ہے ۔ اور اخراج کی کیا وجوہات ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری (سردار محمد عبداللہ خان)۔

(الف) دوران سال 88-1987ء ایریا الیکٹرک سٹی بورڈ ملتان میں 564 مواضعات کو برائے فراہمی بجلی منظوری دی گئی ۔ ان مواضعات کے نام ضلع وار ضمیمہ نمبر 1 میں درج ایوان کی میز پر رکھ دیے ہیں

(ب) واپڈا سے حاصل کردہ رپورٹ کے مطابق جزو (الف) کے جواب میں ضمیمہ نمبر 1 میں درج شدہ مواضعات میں سے 269 مواضعات کو سال 88-1987ء میں بجلی کی فراہمی کے سلسلے میں تنصیب کا کام مکمل کیا گیا ہے ۔ ان مواضعات کے نام ضمیمہ نمبر 2 میں درج ہیں ضمیمہ نمبر 2 ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے منسلکہ ضمیمہ نمبر 3 میں ایسے مواضعات کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے ۔ جن کو مقررہ معیار کے مطابق نہ پایا گیا اور فراہمی بجلی نہ ہوئی ہے نیز ہر موضوع کے سامنے کیفیت درج کر دی گئی ہے ۔ علاوہ ازیں ضمیمہ نمبر 4 میں ایسے مواضعات کی فہرست ہے جو معیار کے مطابق پائے گئے لیکن تا حال وہاں بجلی کی فراہمی کے لیے تنصیب کا کام نہ کیا گیا ہے ۔ صوبائی حکومت نے اب فاصلے کی حد صوبے کے تمام اضلاع میں 6 کلو میٹر مقرر کر دی ہے ۔ اس کے پیش نظر جو مواضعات ضمیمہ نمبر 3 کی فہرست میں درج ہیں اور اس حد کے اندر پائے گئے وہ بھی فراہمی بجلی کے لیے موزوں متصور ہوں گے ۔

نوٹ: (ضمیمہ 1-2-3-4 لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں ۔)

ڈیرہ غازیخان کے مواضعات کو بجلی کی فراہمی کی تفصیل

43۔ سردار محمد امجد خان کھوسہ، کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔۔

(الف) سال 86-1985ء تا 87-1986ء میں حکومت نے ضلع ڈیرہ غازیخان کے کتنے اور کون کونسے مواضعات میں بجلی مہیا کرنے کی منظوری صادر فرمائی تھی ۔

(ب) منظور شدہ مواضعات میں سے ایریا الیکٹرک سٹی بورڈ ملتان نے تا حال کون کونسے دیہاتوں میں بجلی پہنچائی ہے اور کتنے مواضعات کو بجلی کی فراہمی نہیں ہوئی۔

(ج) اگر جز (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت باقی ماندہ دیہات کو بھی بجلی فراہم کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری (سردار محمد عبداللہ خان)۔

(الف) دوران سال 86-1985ء تا 87-1986ء ضلع ڈیرہ غازی خان کے 74 مواضعات کو برائے فراہمی بجلی منظوری دی گئی۔ ان مواضعات کے نام منسلکہ فہرست نمبر 1 میں درج ہیں۔

(ب) واپڈا سے حاصل کردہ رپورٹ کے مطابق جزو (الف) کے جواب میں منسلکہ فہرست نمبر 1 میں درج شدہ مواضعات میں سے اب تک 49 مواضعات میں بجلی کی تنصیب کا کام مکمل ہو گیا ہے۔ ان مواضعات کے نام منسلکہ فہرست نمبر 2 میں درج ہیں جبکہ باقی ماندہ 25 دیہات میں بجلی کی فراہمی مقررہ معیار کے مطابق نہ ہونے یا دیگر وجوہ کی بنا پر ممکن نہ ہو سکی ہے۔

(ج) جن 25 دیہات میں بجلی کی فراہمی ممکن نہ ہو سکی ہے ان کے نام لف شدہ فہرست نمبر 3 میں درج ہیں اور ہر ایک کے سامنے مقررہ معیار اور سروے کے بارے میں پائی گئی کیفیت درج ہے جس کی بنا پر بجلی کی فراہمی ممکن نہ ہو سکی۔ جہاں تک موجودہ صورت حال کے مطابق ان دیہات کو بجلی کی فراہمی کا سوال ہے اس بارے میں گزارش ہے کہ وفاقی حکومت اور واپڈا نے رواں مالی سال میں دیہات میں فراہمی بجلی کی پالیسی کے متعلق صوبائی حکومت کو ابھی تک آگاہ نہ کیا ہے۔ اس لیے ان دیہات کو فراہمی بجلی کے بارے میں کوئی یقین دہانی کرانا ممکن نہ ہے۔

فہرست نمبر 1 فہرست منظور شدہ مواضعات ضلع ڈیرہ غازی خاں برائے فراہمی بجلی دوران سال 86-1985ء تا 87-1986ء متعلقہ ایریا الیکٹرک سٹی بورڈ واپڈا ملتان

نمبر شمار	نام مواضعات	کیفیت
	86-1985ء	
1-	گدائی شمالی	

-2 بیلا

-3 ہزارہ

-4 پی عادل

-5 للن

-6 نازی دمرایا

-7 گجانی

-8 چک کالے والا

-9 بمی قیصرانی

-10 چک جھنگ والا

-11 بمی اسران

-12 چرکن

-13 شخانی

-14 دولت والا

-15 سورہ

-16 چک سلاریاں

-17 بمی سرور

-18 بغلانی

-19 نورایہ کورایہ غربی

-20 چٹ سرکانی

-21 چک جلو ہار

-22 ڈوگر چٹ

-23 قاضی والا

-24 جرواز

-25 گدائی جنوبی

26- داہر شاہ

27- بدوانی

28- ٹب

29- عثمان ڈونہ

30- بھوک کوڑو

31- یسڑی جنوبی

32- رکھ چوٹہ

33- کوٹھ میر

34- شاہ صدر دین

35- دل

36- چک بھکر

37- درخواست جمال خان جنوبی

38- درخواست جمال خان شمالی

39- ملنہ ہمدانی غربی

40- گدائی غربی

41- گدائی شرقی

42- چک سلاریں

43- چک جھلاریں

44- چک دھودڑہ

45- بستی جان

46- موضع پنٹر

47- سوکر

48- کوٹ چھٹہ نمبر 1

49- پتی ٹالی

-50 کچ ودھانی

-51 بستی ہوت

-52 چنی

-53 ترمن

-54 پچھڑہ

-55 درخواست جمال خان غربی

-56 ڈوھرہ یونین کونسل نمبر 2

-57 جنگہ (یونین کونسل ملنہ)

-58 موضع غربی (بستی روح والا)

-59 موضع ڈاہر (پوسٹ زیریں)

-60 چرھنہ بیجاد شمالی

-61 بستی خاکی (بنگل والہ)

-62 موضع حاجی غازی

-63 موضع پائیگاں (بستی گوراج والہ)

-64 بڈھن

-65 واجہہ

-66 تلبانی

-67 لالو

-68 موضع سبحانی

-69 بستی واسوسالا

-70 ڈوڈے والا

-71 بستی ماڑی

-72 چاہ درکھان والا

-73 ملکانی

-74 کالووال

فہرست نمبر 2 فہرست مواضعات ضلع ڈیرہ غازی خان جہاں بجلی کی فراہمی کی تصیبات مکمل ہو گئی ہے

نمبر شمار	نام مواضعات	کیفیت
-1	بڈھن	
-2	تلبانی	
-3	لالو	
-4	بستی واسو لوالہ	
-5	ڈوڈے والا	
-6	بستی مازی	
-7	واجہ	
-8	چاہ درکھان والا	
-9	ملکانی	
-10	پیر عادل	
-11	لدن	
-12	نازی دمرایہ	
-13	گجانی	
-14	بی قیصرانی	
-15	چک جھنگ والہ	
-16	بی اسراں	
-17	شیخانی	
-18	دولت والہ	
-19	سورہ	

20- سخی سرور

21- بھلائی

22- نورایہ کورایہ غربی

23- چک جلو ہار

24- جرواز

25- گدائی جنوبی

26- داہر شاہ

27- عثمان ڈونہ

28- لیڑی جنوبی

29- کوٹھ میر

30- شاہ صدر دین

31- دل

32- درخواست جمال خان شمالی

33- گدائی شرقی

34- چک سلاریں

35- بستی جان

36- سوکر

37- کوٹ چھٹہ نمبر 1

38- پتی ٹالی

39- کچ ودھائی

40- بستی ہوت

41- چُنی

42- ایڑمن

43- بچھڑہ

44- درخواست جمال خان غربی

45- جنگہ (یونین کونسل ملانہ)

46- موضع غربی (بستی روح والا)

47- موضع خاکی (بنگل والا)

48- موضع حاجی غازی

49- موضع پائیگاں (بستی گوراج والا)

فہرست نمبر 3 فہرست منظور شدہ مواضعات ضلع ڈیرہ غازی خاں برائے سال 86-1985ء تا 87-1986ء

جو مقرر معیار کے مطابق نہ تھے اور جہاں بجلی فراہم نہ کی گئی ہے

نمبر شمار	نام مواضعات	مقررہ معیار	موقع پر صورت حال	کیفیت سروے
-1	گدائی شمالی	2.5 میل		بجلی پہلے سے موجود ہے
-2	بیلا	"	4 میل	معیار کے مطابق نہ تھا
-3	ہزارہ	"		بجلی پہلے سے موجود ہے
-4	چک کالے والا	"		بجلی پہلے سے موجود ہے
-5	چرکن	"	4.5 میل	معیار کے مطابق نہ تھا
-6	چک سلاریاں	"		موقع پر اس نام کا موضع نہ ہے
-7	چٹ سرکانی	"		بجلی پہلے سے موجود ہے
-8	موضع سبحانی	"		اس نام کا موضع نہ ہے
-9	ڈوگر چٹ	"		بجلی پہلے سے موجود ہے
-10	قاضی والا	"		ضلع ڈی جی خان میں اس نام کا موضع نہ ہے۔
-11	ٹب	"	4 میل	معیار کے مطابق نہ تھا
-12	بدوانی	"		اس نام کا موضع نہ ہے
-13	رکھ چورنہ	"	3 میل	معیار کے مطابق نہ تھا

-14	چک بھکر	"	7 میل	معیار کے مطابق نہ تھا
-15	چھوک کوڑو	"		اس نام کا موضع نہ تھا
-16	درخواست جمال خان جنوبی	"		بجلی پہلے سے موجود ہے
-17	ملہ بھدائی غربی	"		بجلی پہلے سے موجود ہے
-18	گھدائی غربی	"		بجلی پہلے سے موجود ہے
-19	چک جھلاریاں	2.5 میل	3 میل	معیار کے مطابق نہ تھا
-20	کالو والی	"		متنازعہ ہونے کی وجہ سے کام مکمل نہ ہوا
-21	چرہٹہ بچاد شمالی	"		
-22	موضع ڈاہر (پوسٹ زیریں)	"	3 میل سے زیادہ ہے	معیار کے مطابق نہ تھا
-23	ڈہرہ (یونین کونسل نمبر 2)	"	2.5 میل سے زیادہ ہے	معیار کے مطابق نہ تھا
-24	موضع پنر	"	بکھری ہوئی آبادی	معیار کے مطابق نہ تھا
-25	چک دھودڑہ	"	4 میل	معیار کے مطابق نہ تھا

وارہ بندی ختم کرنے کے لیے اقدامات

77- جناب علی اکبر مظہر وینس، کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ وزیراعلیٰ نے نومبر 1988ء میں ہارون آباد جلسہ عام میں یہ اعلان کیا تھا کہ ضلع بہاولنگر میں نہروں کی وارہ بندی ختم کر دی جائے گی

(ب) اگر یہ درست ہے تو اس پر عملدرآمد شروع ہو چکا ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں اور اس پر کب تک عملدرآمد ہو جائے گا؟

پارلیمانی سیکرٹری (سردار عبداللہ خان)،

(الف) درست ہے

(ب) ضلع بہاولنگر کو سیراب کرنے والی صادقیہ اور فورڈ واہ نہریں دریائے ستلج پر واقع ہیڈ سلیمانکی

سے نکلتی ہیں۔ چونکہ دریائے ستلج خشک دریا ہے اسلیے ان نہروں کو پانی دریائے راوی سے بذریعہ بلوکی سلیمانکی رابطہ نہر مہیا کیا جاتا ہے۔ موسم حالات اور دریاؤں میں پانی کی کمی کے پیش نظر نہروں میں کبھی کبھار وارہ بندی نا گزیر ہو جاتی ہے۔

نہر کی مضبوطی کے لیے اقدام

79- جناب علی اکبر مظہر وینس، کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ ہکڑہ نہر جو کہ سلیمانکی ہیڈ ورکس کی شاخ ہے کی ٹیل سے اوپر موگہ جات کا سائز کم کر دیا گیا ہے اور اس وجہ سے نہر تین دفعہ ٹوٹ چکی ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ موگہ جات چھوٹے کرنے کی وجہ سے کاشت کاروں کا نقصان ہو رہا ہے۔ اور ٹیل پر بھی پانی نہیں پہنچ رہا۔

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت نہر کی مضبوطی اور موگہ جات کے سائز کی درستگی کب تک کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری (سردار عبداللہ خان)،

(الف) درست نہ ہے۔ موگہ جات کا سائز منظور شدہ ریکارڈ کے مطابق درست کیا گیا ہے۔ تین دفعہ نہر کا ٹوٹنا بھی درست نہ ہے۔ ہاکڑہ برانچ صرف ایک دفعہ ماہ فروری 1989 برجی 136 بائیں جانب سے ٹوٹی تھی۔

(ب) درست نہ ہے۔ کاشت کاران کو منظور شدہ حق کے مطابق پانی مل رہا ہے۔ ٹیلوں پر پانی کی حالت تسلی بخش ہے۔

(ج) نہر کی مضبوطی flood restoration پروگرام کے تحت زیرکار ہے۔ نیز موگہ جات منظور شدہ ڈیزائن کے مطابق ٹھیک رہے ہیں۔

نہروں میں پانی کی تفصیل

90- راؤ طارق محمود، کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے،

نہر مراد۔ نہر فتح۔ نہر فورڈ اور نہر عظیم کے لیے کتنا پانی مخصوص ہے اور آج کل ان نہروں کو کتنا پانی دیا جا رہا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری (سردار عبداللہ خان)،

متذکرہ انہار میں پانی کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام نہر	ڈیزائن ڈسچارج	موجودہ ڈسچارج
-1	مراد ڈسٹری بیوٹری	595 کیوسک	660 کیوسک
-2	فتح ڈسٹری بیوٹری	" 430	" 455
-3	فورڈ واہ ڈسٹری بیوٹری	" 158	" 175
-4	عظیم ڈسٹری بیوٹری	" 244	" 244

راجباہ کی صفائی۔ کشادگی اور ٹیل پر پورے پانی کی فراہمی

118- حاجی سکندر حیات بوسن، کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ راجباہ15 - اے ایل (تحصیل میاں چنوں) کی ٹیل نہر 335500 پر عرصہ پانچ سال سے بہت ہی کم پانی پہنچتا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مزکورہ ٹیل پر پانی کی کمی کی وجہ سے اس ٹیل پر واقع چک نمبر 131-15-اے ایل کی فصلیں تباہ و برباد ہو جاتی ہیں۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس بارے میں اس چک کے لوگوں نے متعدد دفعہ افسران بالا سے رجوع کیا مگر کوئی شنوائی نہیں ہوئی۔

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ راجباہ کی صفائی کروانے، اس کو کشادہ کروانے اور اس کی ٹیل نمبر 33500 پر پورا پانی فراہم کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی کیا وجہ ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری (سردار عبداللہ خان)،

(الف) درست نہ ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔ مذکورہ ٹیل پر پانی کی سپلائی تسلی بخش ہونے کی وجہ سے آب پاشی میں منظور شدہ ہدف سے اوسطاً 350 فیصد اضافہ ہوا ہے۔ فصلوں کے تباہ و برباد ہونے کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔

(ج) درست ہے۔ موسمی ردوبدل اور دریاؤں میں اتار چڑھاؤ سے محکمہ کے طویل نہری نظام میں پانی کی کمی بیشی ناگزیر ہے۔ اس ضمن میں وقتاً فوقتاً کاشت کار حضرات محکمہ کے افسران سے ملتے رہتے ہیں۔

(د) جزوپائے بالا کا جواب اثبات میں نہ ہے پھر بھی حکومت راجباہ کی tail reach کو پختہ کروا رہی ہے۔ تاکہ ٹیل پر پانی کی سپلائی مزید بہتر ہو جائے۔ یہ کام 30 جون 1989ء تک مکمل کر لیا جائے گا۔

مواضعات کو تباہی سے بچانے کے لیے اقدامات

124- ملک شاہ محمد محسن، کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) یہ بات حکومت کے علم میں ہے کہ مواضعات شاہ پور۔ کانجر۔ تھولا گرمی جو تحصیل لاہور میں ملتان روڈ پر تقریباً 16/17 کلومیٹر شہر لاہور سے دور واقع ہیں دریا راوی کے بہاو کی زد میں آچکے ہیں اور ان مواضعات کی آبادی کا کچھ حصہ دریا کی نظر ہو چکا ہے اور ان دیہات میں بسنے والوں کی طرف سے اس امکانی تباہی اور خطرہ سے حکومت کا لاتعداد بار بذریعہ اور دیگر ذرائع ابلاغ کے ذریعہ سے آگاہ کیا جاتا رہا ہے۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت نے متذکرہ مواضعات کو اس تباہی سے بچانے کے لیے اس وقت تک کوئی منصوبہ بندی کی ہے اور اس لاحق تباہی اور خطرہ کے سدباب کے لیے کوئی سکیم حکومت کے زیر غور ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری (سردار عبداللہ خان)،

(الف) مذکورہ بالا مواصلات کی زمین دریا کے بیٹ میں واقع ہے اور ان علاقہ جات کا سیلاب کی زد میں آنا ایک قدرتی امر ہے۔ علاقہ کے لوگوں نے رقبہ کے بچاؤ کے لیے تدبیر کرنے کے لیے تحریک کی تھی۔ محکمہ آبپاشی کے ادارہ اریگیشن ریسرچ انسٹیٹیوٹ نے شاہدرہ پل سے لے کر بلوکی ہیڈ ورکس تک دریائے راوی کی ٹریننگ کے لیے ماڈل سٹڈی کی ہے۔ اور علاقہ مذکورہ بھی اس سٹڈی میں زیر غور رہا ہے۔ اریگیشن ریسرچ انسٹیٹیوٹ کی سفارش کے مطابق سکیم بنائی جا رہی ہے۔ جس کی منظوری کے بعد اور فنڈز مہیا ہونے پر ٹریننگ ورکس بنائے

جائیں گے۔

(ب) جیسا کہ جز الف میں وضاحت کی گئی ہے۔

ضلع جھنگ کے مواضعات کو پانی کی فراہمی کے لیے اقدامات

193- چودھری اصغر علی گجر، کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

الف۔ کیا یہ درست ہے کہ سرگودھا ڈویژن کے مواضعات اترانہ' دھولکا' کولو' اور دیگر دیہات جو راجباہ نوربوالہ نہر لوئر جہلم کی ٹیل پر واقع ہے کو عرصہ چار پانچ سال سے پانی نہیں پہنچ رہا ہے جبکہ ضلع جھنگ کے ان مواضعات اور متعدد دوسرے مواضعات کو آبیانہ پورا ادا کرنا پڑتا۔ اور پانی نہیں دیا جاتا جو ریکارڈ محکمہ نہر تیار کر رہا ہے وہ درست نہیں ہے۔

ب۔ اگر جز(الف) کا جواب اثبات میں تو کیا حکومت اس مسئلہ کے فوری حل اور اگر ممکن ہو تو ضلع جھنگ کے ممبران اسمبلی پر مشتمل ایک کمیٹی بنانے کو تیار ہے جو اس کی تفصیلی رپورٹ معزز ایوان میں پیش کرے

پارلیمانی سیکرٹری (سردار عبداللہ خان)،

(الف) یہ درست نہ ہے۔ کہ سرگودھا ڈویژن کے مواضعات آتوانہ۔ دھولکا' کولو' وغیرہ راجباہ نوربوالہ کی ٹیل پر واقع ہیں۔ تاہم ٹیل پر واقع مواضعات نبڑی ہیدن۔ لٹو۔ سوبھاگہ۔ کوٹ خوشحال خاں غوث پورٹھٹھی بنجو۔ دھرنہ وغیرہ میں کبھی کبھار نہری پانی میں کمی واقع ہو جاتی ہے۔ اس کی بڑی وجہ نہر کی Head Reach میں زمین داران کے ہاتھوں وسیع پیمانے پر پانی کی چوری ہے۔ محکمہ قاصران کے خلاف پرچہ پولیس درج کرا کر محصول خاص کی کارروائی کر رہا ہے۔ ٹیل پر واقع متاثرہ زمینداران کو آبیانہ تشخیص نہ کیا جا رہا ہے۔

(ب) جزو الف کا جواب اثبات میں ہے۔ محکمہ نے قاصران کے خلاف پرچہ پولیس درج کروا دیئے ہیں۔ اور محصول خاص کی کارروائی بھی زیرکار ہے۔ حکومت مذکورہ نہر پر پانی کی وسیع پیمانے پر چوری کا سدباب کرنے کے لیے ممبران اسمبلی پر مشتمل کمیٹی کا غیر مقدم کرے گی۔

نہری پانی کی قلت دور کرنے کے لیے اقدامات

194- چودھری اصغر علی گجر، کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ نہری پانی کی قلت کے پیش نظر صوبہ کے ان علاقوں میں جہاں زمین کا پانی کھارا ہے اور کاشت کاری کے لیے نقصان دہ ہے۔ حکومت کے زیر غور کوئی ایسا منصوبہ ہے جس سے پانی کی قلت دور کی جا سکے اور کاشت کاروں کی پریشانی دور ہو سکے۔

(ب) اگر ایسا ہے تو اس کی مکمل تفصیل کیا ہے اور اس کی کب تک تکمیل ہو سکے گی۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری (سردار عبداللہ خان)،

(الف) صوبہ کے جن علاقوں میں زیر زمین پانی کھارا ہے۔ وہاں حکومت نے سالانہ بنیادوں پر نہری نظام قائم کیا ہوا ہے۔ جہاں زیر زمین پانی آبپاشی کے قابل ہے۔ وہاں ششماہی بنیادوں پر نہری نظام موجود ہے۔ ششماہی بنیادوں پر چلنے والی نہریں علاقہ میں زیر زمین پانی کی سطح میں اضافہ کو بھی روکنے میں مد ثابت ہوتی ہیں۔ نہری پانی کے ضیاع کو روکنے کے لیے حکومت نے وسیع بنیادوں پر منصوبہ بندی کے تحت مندرجہ ذیل پرجیکٹس پر کام شروع کر رکھا ہے۔

(i) بحالی کینال سسٹم Irrigation System Rehabilitatuon Programme کے تحت چھوٹی چھوٹی نہروں کے ٹیل حصوں---------- (Tail Reach) کو مرحلہ وار پروگرام کے تحت پختہ کیا جا رہا ہے۔ جس سے دہرہ مفاد ہے۔ یعنی ایک تو ٹیلوں پر پانی کی کمی دور ہو جاتی ہے۔ اور دوسرے سیم و تھور کے تدارک میں مدد ملتی ہے۔

(ii) Common Water Management پراجیکٹ کے تحت محکمہ انہار چند چھوٹی چھوٹی نہروں کو مرحلہ وار پروگرام کے تحت پختہ کر رہا ہے۔ جس سے بھی پانی کی قلت دور کرنے میں کافی مدد ملے گی۔

(iii) محکمہ زراعت On farm Water Management Project کے تحت زمیندار

کھالوں کو پختہ کر رہا ہے۔ جس سے پانی کے ضیاع پر کافی حد تک قابو پایا جا سکے گا۔ مندرجہ بالا منصوبوں (Projects) کی تکمیل سے نہری پانی کے ضیاع میں کمی واقع ہوگی اس طرح سے بچایا جانے والا پانی مزید آبپاشی کے لیے دستیاب ہوگا۔ اور یوں پانی کی قلت کافی حد تک کم ہو جائے گے۔

علاوہ ازیں حکومت پانی کی---- بین الصوبائی تقسیم کے تصفیہ پر کئی اور قابل عمل منصوبوں (Projects) کو بھی شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ جن میں کالا باغ ڈیم (Greater Thal Canal) داہل کینال کی توسیع اور چولستان کے علاقہ کو پانی مہیا کرنا شامل ہے۔

(ب) جزو الف میں تفصیلاً جواب دے دیا گیا ہے۔

درختوں کی کٹائی کا ٹھیکہ دینے کے لیے اقدام

201- سردار محمد اظہر خان لغاری، کیا وزیر آبپاشی و قوت و برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا درست ہے کہ داہو والا تا بھونگ ضلع رحیم یار خان کی سڑک تقریباً آدھی مکمل ہو چکی ہے اور بقایا سڑک درختوں کی وجہ سے مکمل نہیں ہو رہی ہے۔

(ب) اگر جز (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مفاد عامہ کے تحت مذکورہ سڑک کی تکمیل کے لیے درختوں کی کٹائی کا ٹھیکہ دینے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کے کیا وجوہات ہیں؟

(الف) یہ درست ہے کہ داہو والا تا بھونگ ضلع رحیم یار خاں کی سڑک زیر تعمیر ہے اور اس سڑک کی alignment میں محکمہ نہر کے کچھ درخت آتے ہیں۔

(ب) محکمہ نہر کا forestry wing (شعبہ جنگلات) ان درختوں کی نیلامی کے سلسلہ میں مطلوبہ کارروائی کر رہا ہے۔ اور توقع ہے کہ یہ کام دو ماہ کے اندر مکمل ہو جائے گا۔

اراکین اسمبلی کی رخصت

جناب سپیکر، اب اراکین کی رخصت کی درخواستیں لی جائیں گی۔

جناب کرنل (ریٹائرڈ) محمد یامین صاحب

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب کرنل (ریٹائرڈ) محمد یامین رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

I Could not attend the Punjab Assembly session on 7th Dec 89 due to some unavoidable reasons. You are requested to please grant leave of absence for 7th Dec 89.

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(تحریک منظور کی گئی)

جناب عثمان ابراہیم

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب عثمان ابراہیم رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

I shall not be able to attend present Assembly Session from 13th December onward due to personal reasons. Please grant me leave for this period.

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(تحریک منظور کی گئی)

جناب دوست محمد لالی

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب دوست محمد لالی رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گزارش ہے بندہ ضروری کام کی وجہ سے حاضر نہ ہو سکا مورخہ 10,11 December 89 کی رخصت عطاء فرمائی جائے۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(تحریک منظور کی گئی)

جناب عمر دراز خان

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب عمر دراز خاں رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

میں مورخہ 4-11-89 to 11-11-89 کو بیرون شہر ہونے کی وجہ سے اجلاس میں شرکت نہ کر سکا تھا۔ ازراہ کرم رخصت منظور فرمائیں۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(تحریک منظور کی گئی)

جناب ملک نواب شیر

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب ملک نواب شیر رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

السلام علیکم۔ امید ہے آپ بخیریت ہوں گے میں 11-11-89 کو بوجہ بیماری حاضر نہیں ہو سکا۔ مہربانی کر کے میری چھٹی منظور فرما کر مشکور فرمائیں۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(تحریک منظور کی گئی)

جناب علی ہارون شاہ

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب علی ہارون شاہ رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

I was unable to attend the session of the Assembly on the

10th of December 1989 as I was not well. I shall, therefore, grateful if one day's leave for the above mentioned date be sanctioned.

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(تحریک منظور کی گئی)

جناب ملک حاکمین

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب ملک حاکمین رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گزارش ہے مورخہ 11-11-89 بوجہ بیماری اسمبلی سیشن میں حاضر نہ ہو سکا برائے مہربانی رخصت منظور فرمائی جائے

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(تحریک منظور کی گئی)

جناب ملک محمد وزیر اعوان

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب ملک محمد وزیر اعوان رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گزارش ہے کہ میں مورخہ 12-12-89 to 14-12-89 اجلاس میں حاضر نہیں ہو سکا مذکورہ دنوں کی چھٹی منظور فرما کر مشکور فرمائیں۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(تحریک منظور کی گئی)

جناب عبدالحمید

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب عبدالحمید رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گزارش ہے کہ مورخہ 7-12-89 کو بوجہ طبیعت خرابی حاضر نہیں ہو سکا میری رخصت منظور فرمائی جائے مشکور ہوں گا

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(تحریک منظور کی گئی)

جناب چودھری محمد بشیر

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب چودھر محمد بشیر رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے

گزارش ہے کہ مورخہ 7-12-89 بروز جمعرات بوجہ خرابی صحت اجلاس میں شرکت نہیں کر سکتا۔ مہربانی فرما کر رخصت منظور فرمائی جائے

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

جناب سردار عاشق چن گوپانگ

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب سردار عاشق چن گوپانگ رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے

گزارش ہے کہ میں مورخہ 7-12-89 اور 10-12-89 کو اسمبلی کا اجلاس بوجہ ناسازی طبع Attend نہیں کر سکا۔ براہ مہربانی دو یوم کی رخصت عطا فرمائی جائے

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

جناب چودھری شوکت علی

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب چودھری شوکت علی رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے

میں لاہور سے باہر ہونے کی وجہ سے مورخہ 7,8,11 - 89 کو اجلاس میں شرکت نہ کر سکا مزید برآں 7 سے 10 دسمبر 89 کو بھی اجلاس میں شرکت نہ کر سکا ازراہ کرم مندرجہ بالا ایام کی رخصت منظور فرمائیں۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

جناب خاں غلام سرور خان

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب خاں غلام سرور خاں رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے

میں مورخہ 10 دسمبر 1989ء چند ناگزیر وجوہ کی بناء پر اسمبلی کے اجلاس میں شرکت نہ کر سکا ازراہ نوازش میری 10 دسمبر 1989ء کی رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

جناب سجاد اکبر

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب سجاد اکبر رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

میں مورخہ 11-11-89 کو بیرون شہر ہونے کی وجہ سے اسمبلی اجلاس میں شرکت نہ کر سکا۔ ازراہ کرم رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(تحریک منظور کی گئی)

جناب میاں وحید الدین

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے

میں 4-11-89 سے 11-11-89 تک بیرون ملک ہونے کی وجہ سے اسمبلی اجلاس میں شمولیت نہ کر سکا۔ نیز 7-12-89 کو میں اسمبلی اجلاس میں شمولیت نہ کر سکا۔ ان ایام کی رخصت منظور کی جائے۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

جناب رانا اکرام ربانی

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

محترم، میں موجودہ صوبائی اسمبلی کے اجلاس منعقدہ مورخہ 7-12-89 میں بوجہ خرابی صحت حاضر نہ ہو سکا۔ براہ کرم ایک یوم کی رخصت عنایت کی جائے۔ شکریہ

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب نثار احمد ڈھلوں

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب نثار احمد ڈھلوں رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گزارش ہے 4-11-89 کو منعقدہ اجلاس میں بوجہ مصروفیت فصل آور کاشت نئی فصل حاضر نہ ہو سکا ہوں دوران اجلاس میری چھٹی منظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب پیر بخش

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب پیر بخش رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گزارش ہے کہ میں لاہور میں ایک ہسپتال میں زیر علاج ہوں۔ لہٰذا میں دو یوم اجلاس میں شرکت کرنے سے قاصر ہوں مہربانی فرما کر دو یوم یعنی مورخہ 10-12-89 تا 11-12-89 کی رخصت عنایت فرمائیں عین نوازش ہو گی۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور کی گئی)

محترمہ بیگم عظیمہ ممدوٹ

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست محترمہ بیگم عظیمہ ممدوٹ رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

I would like to inform you that I have some important work to be done concerning the implementation of my discretionary grant in D.G Khan where I am having the foundation laid for a free maternity hospital. So I would like to take leave from attending the Assembly session from 9th to 12th Dec 89. I hope to be back by then.

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب محمد یامین

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب محمد یامین رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

میں انتہائی اہم مصروفیت کی وجہ سے مورخہ 3-12-89 اور 14-12-89 کو اسمبلی سیشن attend نہیں کر سکا لہذا التماس ہے کہ مذکورہ دو ایام کی رخصت عطا فرمائی جائے۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب چودھری عبدالحمید

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب چودھری عبدالحمید رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

Undersigned was unable to attend the session on 11-11-1989 . Kindly excused me for not attending the session

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب پیرنجش

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب پیرنجش رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

مودبانہ گزارش ہے کہ میری طبیعت سخت خراب ہے میں نے سروسز ہسپتال میں

چیک لروانا ہے۔ لہذا مہربانی فرما کر ایک یوم مورخہ 11-11-89 رخصت عنایت فرمائیں۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب ضیاء بخت بٹ

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب ضیاء بخت بٹ رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گزارش ہے کہ میں مورخہ 7-11-89، 8-11-89 کو بوجہ بیماری اسمبلی میں حاضر نہیں ہو سکا۔ بوجہ غیر حاضری گزارش ہے کہ دو یوم کی رخصت عنایت فرمائیں۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب جاوید محمود گھمن

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب جاوید محمود گھمن رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

میں بیماری کی وجہ سے سروسز ہسپتال میں 8-11-89 سے داخل ہوں برائے مہربانی بیماری کی وجہ سے داخل رہنے تک میری چھٹی منظور فرمائیں۔ میڈیکل سرٹیفکیٹ ساتھ لف ہے۔ عین نوازش ہو گی۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب علی اکبر مظہر وینس

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب علی اکبر مظہر وینس رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے

گزارش ہے کہ میں 4 نومبر 89ء کو بوجہ طبیعت کی ناسازی حاضر نہ ہو سکا لہٰذا درخواست ہذا پیش کر کے استدعا ہے کہ ایک یوم کی رخصت عطا فرمائی جائے۔ نوازش ہو گی۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

جناب سردار عاشق حسین گوپانگ

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب سردار عاشق حسین گوپانگ رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے

گزارش ہے۔ کہ میں بوجہ ناسازی طبع مورخہ 4-11-89 کو اجلاس Attend نہیں کر سکا ہوں۔ براہ مہربانی ایک یوم کی رخصت عطا فرمائی جائے۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

جناب طاہر بشیر چیمہ

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب طاہر بشیر چیمہ رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے

گزارش ہے کہ میں لاہور سے باہر ہونے کی وجہ سے مورخہ 4-6-89، 28,26، 22,21, 15,11,10 29-6-89 ، 3-7-89 ، 5 سے 6-7-89 کو اسمبلی اجلاس میں شرکت نہ کر سکا۔ ازراہ کرم مندرجہ بالا تواریخ کی رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

جناب سید ابرارحسین شاہ

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب سید ابرارحسین شاہ رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے

نہایت ادب سے گزارش ہے کہ بندہ بیمار ہونے کی وجہ سے 11-11-89 ایک دن اجلاس میں نہ آسکا اس لیے بندہ کی حاضری منظور کی جائے۔ عین نوازش ہو گی۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

جناب قربان علی چوہان

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب قربان علی چوہان رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے

بندہ بوجہ ناسازی طبع مورخہ 11-11-89 حاضر اجلاس نہ آسکا۔ لہذا ایک روز کی رخصت عطا فرمائی جاوے۔ عین نوازش ہو گی۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

جناب ڈاکٹر اعجاز احمد ملک

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب ڈاکٹر اعجاز احمد ملک رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے

گزارش ہے کہ میں مورخہ 11-11-89 کو بیرون لاہور ہونے کی وجہ سے اسمبلی

اجلاس میں شرکت نہ کر سکا۔ ازراہ کرم مورخہ 11-11-89 کی رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

محترمہ طاہر خان

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست محترمہ طاہر خان رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے

I have been down with flue and high temperature since 7th of November 1989. This is to request that

1. My absence from the sessions of Punjab Asembly be condoned for the 8th & for today i.e.,the 11th of November, 89

2. I am still running the temperature and will not be able to attend for a few more days.

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

جناب پرویز صالح

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب پرویز صالح رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے

I could not attend the P.A. session on Nov. 8, 1989 because I had to go out of town in an emergency. Kindly allow me leave for the above said date.

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

جناب حاجی اسرار خان

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب حاجی اسرار خاں رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے

میں پنجاب اسمبلی کی اجلاس مورخہ 13,14 دسمبر کو گھریلو مصروفیات کی وجہ سے اسمبلی اجلاس میں حاضر نہیں ہو سکتا میری دو روز کی رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

جناب صاحبزادہ غلام نصیر الدین

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب صاحبزادہ غلام نصیرالدین رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے

گزارش ہے کہ ذاتی وجوہ کی بناء پر مورخہ 13-12-89 اور 14-12-89 کو اسمبلی میں حاضر ہونے سے قاصر تھے۔ مہربانی فرما کر دو یوم کی رخصت عنایت فرما دیں۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

مسئلہ استحقاق

جناب سپیکر، اب ہم تحاریک استحقاقات کو لیتے ہیں یہ سید ذاکر حسین شاہ صاحب کی تحریک استحقاق نمبر 14 ہے۔ جی شاہ صاحب

(اس مرحلے پر بیگم بشریٰ رحمان کرسی صدارت پر متمکن ہوئیں)

سید ذاکر حسین شاہ، جناب چیئر پرسن صاحبہ میں سب سے پہلے آپ کو مبارک باد پیش کرتا ہوں یہ میری خوش قسمتی ہے کہ میری تحریک استحقاق آپ کی موجودگی میں پیش ہو رہی ہے۔

جناب بشریٰ رحمان صاحبہ، شاہ صاحب آپ نے مجھے مبارکباد پیش کی ہے آپ مجھے کم از کم شکریہ ادا کرنے کی اجازت تو دیجیے۔ مبارک باد پیش کرنا بڑی عالی ظرفی کا کام ہے مگر اس سے زیادہ بڑی عالی ظرفی اپنی مبارک باد کو سنبھال کو رکھنا ہے۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ آپ نے دوران سیشن مجھے دلی مبارک باد دی ہے۔

جھوٹی بیان بازی ' اشتہار بازی سے وفاقی حکومت کو بدنام کرنے کی کوشش

سید ذاکر حسین شاہ، میں حال میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے معاملہ یہ ہے کہ گزشتہ چند روز سے حکومت پنجاب کا محکمہ زراعت اخبارات میں کھاد کی قلت اور فراہمی کے بارے میں کذب و افتراء پر مبنی اشتہارات شائع کروا کر ایک تو صوبے کی دولت کو ضائع کر رہا ہے اور دوسری طرف وفاقی حکومت کے خلاف پنجاب کے عوام میں نفرت اور مختلف صوبوں کے درمیان منافرت تعصب اور غلط فہمیاں پیدا کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے حکومت پنجاب نے وفاقی حکومت کو بدنام کرنے کے لیے غلط اعداد و شمار بذریعہ اشتہارات پیش کئے ہیں۔ جن کا حقائق سے کوئی تعلق نہیں۔ جہاں تک کیمیائی کھاد کی قلت اور فراہمی کا تعلق ہے تو خود حکومت پنجاب کے گوداموں میں کھاد کے نہ صرف بھاری ذخائر موجود ہیں ان کی مقدار گزشتہ سال سے کہیں زیادہ ہے۔ سرکاری اعداد و شمار کے مطابق گزشتہ سال نومبر میں حکومت پنجاب کے پاس 82 ہزار 6 سو 48 ٹن کیمیاوی کھاد تھی یکم اکتوبر 1989 کو صوبائی حکومت کے گوداموں میں ایک لاکھ 30 ہزار 6 سو 48 ٹن کھاد کا سٹاک تھا۔ صوبائی حکومت نے خود اکتوبر میں کاشت کاروں کو کھاد کی فراہمی کا بندوبست کیا تھا اور یکم نومبر 1989 کو بھی اس کے گوداموں میں 98 ہزار 2سو 17ٹن کھاد موجود تھی۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وفاقی حکومت کی طرف سے کھاد کی فراہمی میں کوئی کوتاہی نہیں ہوئی۔ اگر اس کی ترسیل میں کوئی تعطیل پیدا ہو تو اس کا سبب کمشنروں اور ڈپٹی کمشنروں کی طرف سے کھاد کے ڈپوز کی جانچ پڑتال کے احکامات ہو سکتے ہیں۔ اور صوبائی حکومت کی طرف سے اشتہاری پروپیگنڈا۔ حکومت پنجاب خود

مصنوعی قلت کا پروپیگنڈا کر کے کھاد کی قیمتوں میں اضافہ کرنا چاہتی ہے تاکہ منافہ خور تاجروں کو فائدہ پہنچایا جا سکے مزید برآں اس بارے میں بھی کوئی حقیقت نہیں کہ امسال کپاس کی پیداوار 85 لاکھ گانٹھ سے کم ہو کر 65 لاکھ گانٹھیں رہ جائیں گی۔ اور اس طرح پیداوار میں 20 لاکھ گانٹھوں کی کمی واقع ہو جائے گی۔ اور ساڑھے چھ ارب کا نقصان ہوگا۔ حکومت نے 90-1989 کے لیے کپاس کی پیداوار کا ہدف 90 لاکھ گانٹھ مقرر کیا ہے اور حکومت پنجاب کے جھوٹے اشتہارات سے پہلے کسی حلقے نے بھی یہ نہیں کہا کہ پیداوار میں کمی واقع ہوگی حکومت پنجاب نے وفاقی حکومت کے خلاف جھوٹی بیان بازی۔ اشتہار بازی کر کے وفاق کو کمزور کرنے کے درپے ہے اس کا یہ اقدام وفاق پاکستان کے ساتھ اس کی عدم وفاداری کا منہ بولتا ثبوت ہے چنانچہ صوبائی حکومت آئین کی خلاف ورزی کر رہی ہے اور اس سے پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے اس تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

محترمہ چیئرپرسن یہ اعداد و شمار اپنی تحریک استحقاق میں پیش کئے ہیں۔ میں اپنی شارٹ سٹیٹمنٹ میں یہ کہنا چاہتا ہوں جو بات اشتہارات پنجاب کی محکمہ زراعت نے اور حکومت پنجاب کے وزیروں اور مشیروں نے اپنے بیانات دئے ہیں۔ ان کا صرف ایک مقصد تھا۔ کہ پاکستان کے چاروں صوبوں کے درمیان نفرت پیدا کی جائے۔ اور جان بوجھ کر یہ بتایا گیا کہ صوبہ سندھ میں کھاد زیادہ تقسیم کی جا رہی ہے جبکہ اس کا حقیقت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ اور جناب چیئرمین آپ خود بھی جانتی ہیں کہ اشتہارات بھی بڑی ادبی تخلیق کیے گئے۔ کہ پودے کبھی جھوٹ نہیں بولتے یہ تو حقیقت ہے کہ پودے کبھی جھوٹ نہیں بولتے لیکن مارشل لاء کے لگائے گئے پودے ضرور جھوٹ بولتے ہیں۔ یہ لوگ مارشل لاء کی پیداوار ہیں۔

میاں منظور احمد موہل، جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے میں رول 56 کا حوالہ دونگا۔

56. "The Speaker shall, after the diaposal of question and before the List of Business is entered upon, call upon the member who gave notice and thereupon the member shall raise the question of privilege and may ..."

This is my question

". ..may make a short statement relevant thereto:"

اب یہ کیا ہے پودے اور کچھ ان کو اس کی relevancy کے تابع رہنا چاہیئے۔ short statement کا مطلب یہ نہیں جو کچھ چاہے وہ اپنی تقریر میں کہتا چلا جائے۔ انہوں نے ایک تحریک استحقاق پیش کی ہے انہوں نے relevant thereto بات کرنی ہے اس کے خلاف نہیں جا سکتے۔

جناب چیئرمین، آپ درست فرما رہے ہیں۔ اور یہ بات اس سے پہلے بہت دفعہ فرما چکے ہیں اور ہم یہ سمجھ رہے تھے کہ فاضل ارکان اس بات کو سمجھ چکے ہیں اور شاید آج بھی وہ آپ کا اشارہ سمجھ گئے ہوں گے۔

جناب نذرحسین کیانی، شاہ صاحب نے اپنی تقریر میں پودوں کا ذکر کیا ہے بوڑھے برگر کا ذکر نہیں کیا۔

سید ذاکر حسین شاہ، میرے فاضل دوست یہ کس طرح کہہ رہے ہیں کہ میں غیرمتعلقہ گفتگو کر رہا ہوں پنجاب کے محکمہ زراعت نے جو اخبارات میں اشتہارات دئے ہیں ان میں کہا ہے کہ ایک جاپانی کہاوت ہے کہ پودے کبھی جھوٹ نہیں بولتے میری تحریک استحقاق اس اشتہار کے بارے میں ہے یہ کیسے کہہ رہے ہیں کہ میں غیرمتعلقہ بات کر رہا ہوں آج کے جنگ اور نوائے وقت اٹھا کر دیکھ لیجیے۔ وہاں موٹی سرخی ہے کہ جاپان کی ایک کہاوت کہ پودے کبھی جھوٹ نہیں بولتے اور نیچے کھاد کے بارے میں یہ اشتہار دیا گیا تھا میری تحریک استحقاق ہی اس چھٹے اشتہار کے بارے میں ہے۔ تو پھر میری بات غیرمتعلقہ کیسے ہوئی ہے۔ جناب چیئرپرسن! میں اس پر آپ کی رولنگ چاہوں گا۔ کہ متعلقہ بات کر رہا ہوں۔

محترمہ چیئرپرسن، شاہ صاحب! بات یہ ہے کہ آپ جس ایوان میں بیٹھے ہوئے ہیں اس ایوان میں تمام باشعور لوگ بیٹھے ہیں۔ اپنی رائے رکھتے ہیں اور فیصلہ دینے کی بھی رائے رکھتے ہیں۔ جس طرح آپ یہ فرمارہے ہیں کہ میں بالکل ٹھیک کہہ رہا ہوں' آپ کسی دوسرے پر اعتراض کیسے کر سکتے ہیں کہ وہ کہتا ہے کہ میں ٹھیک نہیں کہہ رہا۔ وہ بھی تو یہ فرما سکتے ہیں کہ میں ٹھیک کہہ رہا ہوں۔ اس لیے آپ relevant رہیں گے تو کسی کو اعتراض کرنے کی ضرورت نہیں ہو گی۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب چیئرپرسن! میں یہ کہہ رہا ہوں کہ میں نے تحریک استحقاق کس کے بارے میں پیش کی ہے۔ ان اشتہارات کے بارے میں جو پنجاب کے محکمہ زراعت نے روزنامہ "جنگ" اور "نوائے وقت" میں شائع کروائے۔ اور ان اشتہارات کی عبارت کیا ہے؛ کہ پودے جھوٹ کبھی نہیں بولتے۔ تو پھر میں نے پودوں کا ذکر کیا ہے تو اس میں غیر متعلقہ کون سی بات ہے؟

محترمہ چیئرمین، شاہ صاحب! آپ اپنی تقریر جاری رکھیے۔

ملک طیب خان اعوان، جناب سپیکر! میرے معزز رکن جو ذکر کر رہے ہیں یہ تو ریکارڈ کی بات ہے۔ کہ پنجاب سے کتنا agreement کھاد کا کیا گیا ہے اور کن کن تاریخوں کو کیا گیا ہے اگر ان تاریخوں کو وفاقی حکومت نے کھاد پہنچا دی ہے تو یہ سچ کہہ رہے ہیں۔ اگر وہ نہیں پہنچائی تو وہ سچے ہیں اور یہ اس وقت ہاؤس میں کھڑے ہو کر جھوٹ بول رہے ہیں۔

ڈاکٹر ضیاء اللہ خاں بنگش، جناب والا! میں اس کا جواب دینا چاہتا ہوں۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں۔

محترمہ چیئرپرسن، جی۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر بنتا ہے۔

سید ڈاکٹر حسین شاہ، جناب چیئرپرسن! اس کا جواب یہ ہے کہ----

محترمہ چیئرمین، میں نے ان کو اجازت دی ہے۔

MR ZIAULLAH KHAN BANGASH: Sir, the proceeding of the Assembly is not in order. He made a speech and you say it is a point of order.

محترمہ چیئرمین، انہوں نے نگر quote کیے ہیں۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر بنتا ہے۔ آپ تشریف رکھیے۔

جناب نذر حسین کیانی، جناب چیئرپرسن! آپ کا ہر ایک فیصلہ اس اسمبلی کا ریکارڈ بنے گا۔ اس لیے آپ مہربانی کر کے رولنگ دینے سے پہلے کم از کم قواعد و ضوابط کے مطابق دیں تاکہ کوئی غلط چیز آپ کے نام رقم نہ کی جائے۔ آپ تو ماشاء اللہ ادیبہ اور دانشور بھی ہیں۔

محترمہ چیئرمین، کیانی صاحب! آپ کا بے حد شکریہ۔ میں آپ سے یہی توقع رکھتی تھی کہ آپ مجھے بار بار یاد دہانی کروائیں گے۔ کچھ تھوڑا بہت میں بھی جانتی ہوں آپ کا بے حد شکریہ۔ بار بار کھڑے ہونے کی زحمت نہ کریں۔ میں جانتی ہوں۔

جناب نذر حسین کیانی، جناب والا! وہ اس طرح کی باتیں کر رہے ہیں تو میں آپ کو یاد دہانی کیوں نہ کراؤں۔

محترمہ چیئرمین، ٹھیک ہے۔ آپ بیٹھ جایئے۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب چیئرپرسن! میرے فاضل دوست نے کہا ہے (قطع کلامیاں) میں ان کو جواب دے رہا ہوں۔ آپ وہ اعداد و شمار سن لیں جو پنجاب گورنمنٹ نے وفاقی حکومت سے۔۔

جناب چیئرمین، شاہ صاحب! اپنی تقریر جاری رکھیے جہاں سے آپ نے سلسلہ توڑا تھا آپ سوال و جواب میں پڑ گئے تو آپ کی تقریر کا وقت نکل جائے گا۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب والا! میں relevant تھا۔ میں وہی پیش کرنے والا تھا کہ وہ پہلے ہی کھڑے ہو گئے۔ پنجاب حکومت نے وفاقی حکومت سے کل مانگ بمطابق ٹیلیکس محکمہ زراعت حکومت پنجاب نمبر 250 مورخہ 89-10-2 چار لاکھ پچاس ہزار ٹن انہوں نے یعنی حکومت پنجاب نے وفاقی حکومت سے طلب کی جبکہ گذشتہ سال پنجاب میں کھاد کی کل کھپت تین لاکھ چھبیس ہزار ٹن تھی۔ اس میں انہوں نے زیادہ ڈیمانڈ کی۔ لیکن اس کے باوجود وفاقی حکومت نے کسی تبدیلی کے بغیر اس ڈیمانڈ کی منظوری دے دی۔ اب خود ملک طیب اعوان صاحب ملاحظہ فرمائیں کہ جو حکومت پنجاب نے ڈیمانڈ کی وہ وفاقی حکومت نے پوری کر دی۔ اب صورت حال یہ ہے۔

ملک طیب خاں اعوان، اب آپ یہ بتائیں کہ پیمائی کتنی ہے منظوری سے تو گھر پورا نہیں ہوتا۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب والا! یہ کہتے ہیں کہ پیمائی کتنی ہے۔ ہم ہر روز 27 ہزار ٹن اور کل وزیراعظم ہاؤس سے ایک پریس ریلیز جاری ہوتی ہے کہ 101 مقامات پر 10 دسمبر کو کھاد تقسیم کی گئی ہے۔ 67 فیصد کھاد پنجاب میں تقسیم کی گئی ہے۔ تینوں صوبوں میں تقسیم کی گئی کھاد کو ملایا جائے تو پھر بھی پنجاب سے کم کھاد ان صوبوں میں تقسیم کی گئی ہے۔ اور پنجاب کے دس مقامات پر 10 دسمبر کو کھاد تقسیم کی گئی ہے۔ یہ جناب چیئرپرسن! ان کے پاس کوئی حقیقت نہیں۔ یہ وفاقی حکومت کو بدنام کرنے کے لیے وفاق کو کمزور کرنے کے لیے کیا گیا ہے اور یہ کبھی پاکستان کی تاریخ میں نہیں ہوا کہ ایک محکمہ پنجاب' وفاقی حکومت کے خلاف اشتہار دے رہا ہے۔ اتنے اشتہارات پر جتنا انہوں نے پیسہ ضائع کیا ہے اس سے ایک ایگریکلچر ڈویلپمینٹ انسٹی ٹیوٹ قائم ہو سکتا تھا۔

اس پنجاب کا خزانہ وفاقی حکومت کے خلاف پراپیگنڈے میں کیوں تباہ کیا جا رہا ہے؟ میرا استحقاق اور اس ایوان کا استحقاق اس طرح مجروح ہوا کہ ایک تو حکومت پنجاب، صوبائی اسمبلی کو جوابدہ ہے اور حکومت پنجاب کے محکمہ زراعت نے جان بوجھ کر غلط اعداد و شمار پیش کر کے جھوٹ بولا ہے۔ نمبر 2 پنجاب کا بلکہ عوام کا پیسہ غلط طور پر جبکہ ایسی کوئی مد نہیں کہ وفاقی حکومت کے خلاف اشتہار پر پیسہ ضائع کیا جائے۔

تیسرا میں آئین کا حوالہ دیتا ہوں کہ یہ جو اشتہارات چھاپے گئے ہیں جو پراپیگنڈہ کیا گیا ہے وزیروں اور مشیروں کی طرف سے اور محکمہ کی طرف سے ہے تو یہ Disloyalty to the State ہے۔ میں آئین کی دفعہ 5 کی طرف آپ کی توجہ مبذول کراتا ہوں۔

Loyalty to the State and Obedience to Constitution and Law.

5. (1) Loyalty to the State is the basic duty of every citizen.

کیا چیئرپرسن! چاروں صوبوں کے درمیان منافرت پھیلانا، وفاقی حکومت کے خلاف جھوٹی پراپیگنڈہ مہم شروع کرنا۔ کیا صوبائی تعصب کو ہوا دینا سٹیٹ کے ساتھ لائلٹی ہے؟ انہوں نے دفعہ 5 کی خلاف ورزی کی ہے۔ وفاق پاکستان کے ساتھ عدم وفاداری کا ثبوت دیا ہے اور ان کا جو شروع سے یہ ایک پنجاب شوازم ہے یعنی پنجابی شوزم کی جو مہم چلا رہے ہیں۔ یہ جو کھاد کے بارے میں اشتہارات دیے ہیں یہ بھی اس کا حصہ ہے۔ جناب چیئرپرسن! میری اس تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔ شکریہ۔

محترمہ چیئرمین: وزیر قانون سے درخواست ہے کہ وہ اس بارے میں اپنی رائے کا اظہار کریں۔

راؤ طارق محمود: جناب والا! میری تحریک استحقاق نمبر 21 بھی لے لی جائے۔

محترمہ چیئرمین: جی ہاں۔ آپ کی تحریک استحقاق نمبر 21 بھی کھاد ہی کے بارے میں ہے۔ تو آپ بھی اپنی تحریک استحقاق پیش کر لیں۔

صوبائی حکومت کی طرف سے کھاد کی مصنوعی قلت پیدا کرنا

راؤ طارق محمود: جناب والا! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔

معاملہ یہ ہے کہ مسلسل کئی روز سے قومی اخبارات کے صفحہ اول پر پنجاب حکومت کی جانب سے کھاد کی تقسیم کے بارے میں منفی پراپیگنڈہ کیا جا رہا ہے کہ مرکزی حکومت پنجاب کو اس کے حصہ کی کھاد فراہم نہیں کر رہی ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ مرکزی حکومت نے اتنی کھاد جتنی پنجاب حکومت نے ڈیمانڈ کی ہے فراہم کر دی ہے۔ اور پنجاب حکومت بدنیتی سے اس کھاد کو سٹاک کر کے کھاد کی قلت پیدا کر رہی ہے تا کہ مرکزی حکومت کو بدنام کیا جاسکے۔

پنجاب حکومت کے اس منفی پراپیگنڈہ سے پنجاب میں تعصب کی خطرناک لہر پھیل رہی ہیں اور واقعات اور حقائق کو سیاسی مقاصد کے لیے غلط طریقے سے مشتہر کیا جا رہا ہے۔ میری استدعا ہے کہ اس تحریک کو تحریک استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے کیونکہ اس پراپیگنڈہ سے اس معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔

محترمہ چیئرپرسن صاحبہ! یہ صرف کھاد ہی کی بات نہیں۔ اس سے پہلے بھی صوبہ پنجاب میں مرکزی حکومت کو بدنام کرنے کے لیے اور بہت سے ہتھکنڈے استعمال کئے گئے۔ پورا پنجاب اس بات کا گواہ ہے کہ پنجاب میں چینی کی قلت پیدا کی گئی مصنوعی قلت پیدا کی گئی۔ اور پورے پنجاب کو اس بات سے آگاہی ہے کہ مرکزی حکومت نے اسلام آباد سے چینی ٹرک مختلف اضلاع میں بھیجے۔ یہ حکومت پنجاب کے لیے ایک انتہائی شرم کی بات تھی کہ مرکزی حکومت اسلام آباد میں بیٹھ کر چینی کے ٹرک بھیج رہی ہے اور چینی کنٹرول ریٹ پر لوگوں میں تقسیم ہو رہی ہے۔ تو یہ انتہائی شرم کی بات تھی کہ پنجاب کے سٹاک میں چینی موجود تھی۔ اسی طرح مرچوں کی قلت پیدا کی گئی اور آج کھاد کا سٹنٹ کھڑا کیا گیا ہے۔ پچھلے دنوں وفاقی وزیر خوراک راؤ سکندر اقبال کا اس بارے میں ٹیلی ویژن پر تفصیلی انٹرویو دیا گیا ہے اور انہوں نے پورے اعداد و شمار کے ساتھ بات کی ہے۔ آج اگر حکومت پنجاب صرف سیاسی مقاصد کے لیے ایک انتہائی خطرناک تعصب کو ہوا دے رہی ہے۔ تو جناب والا! اس کا اثر دوسرے صوبے بھی پکڑ سکتے ہیں۔ سندھ اس کا اثر لے سکتا ہے۔ سرحد اس کا اثر لے سکتا ہے۔ بلوچستان اس کا اثر لے سکتا ہے۔ سب سے بڑا صوبہ اپنی حکومت کو بچانے کے لیے' اپنے ذاتی اقتدار کو بچانے کے لیے اگر حقائق اور واقعات کو اس طرح سے سیاسی مقاصد کے لیے غلط استعمال کریں گے تو جناب والا اس تعصب کی لہر اور صوبوں میں بھی جا سکتی ہے۔ میری آپ سے درخواست یہ ہے کہ اس تحریک کو منظور کر کے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب جاوید محمود گھمن، پوائنٹ آف آرڈر۔ (پنجابی) جناب والا۔ پنجابی کا ایک محاورہ ہے کہ "دو سنڈوں کی لڑائی اور جگہ کی سختی" جناب والا گزارش ہے کہ اس وقت فصل بونے کا موسم ہے اور کھاد کی سلسلے میں مرکزی حکومت یہ کہہ رہی ہے کہ کھاد دے گی مگر پنجاب حکومت یہ کہہ رہی ہے کہ یہ ملی نہیں تو جناب والا اس میں کسان کا کیا قصور ہے؟

محترمہ چیئرپرسن، جاوید گھمن صاحب' کیا آپ نے پنجابی میں بات کرنے کی اجازت مانگی ہے۔

جناب جاوید محمود گھمن، جناب والا! اب میں اس کی اجازت مانگ لیتا ہوں۔ کیا آپ پنجابی سمجھ لیتی ہیں۔

تو جناب والا! عرض یہ ہے کہ یہ مسئلہ اسی لڑائی میں گزر گیا کہ کھاد مرکزی حکومت نہیں دے رہی اور اس قسم کے اشتہارات نکلتے رہے اور کھاد اگر اور پندرہ دن نہ ملی تو پنجاب میں جو قحط پڑے گا اور جو ملک میں قحط پڑے گا اس کا ذمہ دار کون ہوگا۔ جناب ہماری ملیں نہیں لگی ہوئیں ہم جاگیردار نہیں۔ وڈیرے نہیں ہماری روزی کا دارومدار صرف اور صرف کاشت کاری پر ہے' اور کھاد کے نہ ہونے کی وجہ سے یہ سلسلہ ہماری شہ رگ تک پہنچ چکا ہے۔

جناب چیئرمین، جاوید صاحب' شکریہ' آپ تشریف رکھیں۔ آپ کو تقریر کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔

جناب جاوید محمود گھمن، تو جناب والا۔ میری اس سلسلے میں گزارش یہ ہے کہ آپ اس سلسلے میں ایک کمیٹی مقرر کریں جو اس ایوان کے معزز ممبران پر مشتمل ہو تو اس بارے میں صحیح تحقیقات کر کے اس ایوان میں رپورٹ دے اور یہ دیکھے کہ یہاں پر قصور کس کا ہے ہم یہاں کسی کو قصور وار بنا کر کوئی بڑا نہیں بننا چاہتے ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہمیں کھاد ملے اور پندرہ دن کے اندر اندر ملے۔

محترمہ چیئرپرسن، جی۔ وزیر قانون صاحب۔ وزیر قانون صاحب آپ متوجہ ہوں۔ اور اپنی سیٹ پر تشریف لے جائیں۔

وزیر زراعت، محترمہ میں آپ سے اجازت چاہوں گا کہ میں وزیر زراعت ہوں اور یہ مجھ سے متعلق ہے لہٰذا میں اس کا جواب دینا چاہوں گا۔

جناب چیئرمین، جی۔ آپ کو اجازت ہے۔

سید ذاکر حسین شاہ، پوائنٹ آف آرڈر۔ محترمہ چیئرپرسن' جناب محمود گھمن صاحب کو آپ کی

موجودگی میں کوئی خوبصورت بات کرنی چاہیے تھی آپ کی موجودگی میں یہ سنڈوں کی باتیں کچھ اچھی معلوم نہیں ہوتیں۔

جناب چیئرپرسن صاحبہ! انہوں نے جو تجویز پیش کی ہے اس سلسلہ میں میری گزارش یہ ہے کہ یہ تحریک استحقاق اس لیے پیش کی ہے کہ اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے اور وہ اس کی چھان بین کرے گی اور اس کمیٹی کے آپ بھی ممبر ہیں تو جناب والا میری یہی گزارش ہے کہ اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب چیئرمین، شاہ صاحب! جو توقع آپ جاوید صاحب سے رکھتے تھے وہی توقع میں آپ سے رکھتی تھی کہ آپ شاید خوبصورت بات کریں گے۔ وہ بات آپ نے نہیں کی جن سے توقع تھی تو وہ کیسے کر سکتے تھے۔۔۔(جناب وزیر زراعت)۔

وزیر زراعت، محترمہ چیئرپرسن صاحبہ۔ میرے بھائی سید ذاکر حسین شاہ صاحب نے اپنی یہ تحریک استحقاق پیش کی ہے جو کہ میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے کھاد جیسے ایک اہم معاملے کی طرف توجہ دلائی ہے۔ جو باتیں انہوں نے اپنی شارٹ سٹیٹمنٹ میں کہی ہیں میں آپ کی وساطت سے اس ایوان کو اور اس ایوان کی وساطت سے پنجاب کے کاشت کاروں کو صحیح بات پہنچانا چاہوں گا کیونکہ ہم واقعی ہی کافی دنوں سے بطور کاشت کاروں کے نمائندے یہ چاہتے تھے کہ اصل حقائق ان تک پہنچیں۔ اور ہم ان کی نمائندگی کرتے ہوئے وفاقی حکومت کو یہ باور کریں کہ جو چیز ان کو وقت پر پہنچانی چاہیے تھی انہوں نے نہیں پہنچائی اور اس کے نتیجے میں پنجاب کو اور خاص طور پر پاکستان کو بہت ہی نقصان ہو گا۔

محترمہ چیئرپرسن صاحبہ۔ حقیقت یہ ہے کہ وفاقی حکومت نے پنجاب کو گندم کا ٹارگیٹ دیا تھا جو ایک کروڑ اور بارہ لاکھ ٹن ہے یہ ٹارگیٹ ہم صرف اسی صورت میں پورا کر سکتے ہیں جبکہ ہم یہاں ایک کروڑ اور 38 لاکھ ایکڑ پر گندم کاشت کریں اور جب ہم ایک کروڑ اور 38 لاکھ ایکڑ پر گندم کاشت کریں گے تو ہمیں 7 لاکھ ٹن ڈی۔اے۔پی کھاد کی ضرورت پڑیگی اور جیسا کہ یہ بار بار شور کیا جا رہا ہے کہ حکومت پنجاب کے پاس اپنا سٹاک موجود تھا حکومت پنجاب کے پاس ویسے ہی ایک buffer سٹاک موجود رہتا ہے اور ہر محکمہ چاہے وہ زراعت کا ہو چاہے وہ خوراک کا ہو اس buffer سٹاک کی ضرورت رہتی ہے۔ جیسا کہ انہوں نے کہا ہمارے پاس ایک buffer سٹاک تھا لیکن ہماری ضرورت پچھلے سال

کے مقابلے میں 14 فیصد تھی وہ ہم نے وفاقی حکومت کو دی اور ہم نے 5 لاکھ اور 33 ہزار ٹن ڈی۔ اے۔پی کھاد کی ضرورت ان کو بتائی اس کے نتیجے میں میں یہ بھی واضح کرتا چلوں کہ جس ٹیلیکس کا ذکر ابھی شاہ صاحب نے کیا ہے اور بارہا وفاقی وزرات زراعت بھی اس پر زور دے رہی ہے کہ ٹیلیکس میں 4 لاکھ اور 50 ہزار کا ذکر ہے تو میں اس ایوان کی اطلاع کے لیے یہ عرض کرتا چلوں کہ ہم نے ٹیلیکس کے ذریعے بھی اور بارہا میٹنگز کے ذریعے بھی ان کو یہ بتایا کہ ہمیں 5 لاکھ اور 33 ہزار ٹن ڈی۔ اے۔پی کھاد کی ضرورت ہے جس ٹیلیکس کا یہ ذکر کر رہے ہیں اس کی اگر پہلی تین لائنیں یہ پڑھیں تو اس میں ان کو یہ نظر آئے گا کہ وہاں Import Deptt کے ساتھ اور وفاقی وزارت زراعت کے ساتھ جو میٹنگز طے ہوئیں اس میں ہمیں پچھلے سال کے مقابلے میں 14 فیصد اضافی کھاد کی ضرورت تھی لیکن اس میٹنگ میں Federal Import Deptt اور وزارت زراعت نے ہم سے اتفاق نہ کیا اور ہمیں آٹھ فیصد زیادہ کھاد دینے کی تسلی دی جو کہ 4لاکھ اور 50 ہزار ایک سو 68 ٹن ڈی۔اے۔پی کھاد پنجاب کو مہیا کی گئی اور نومبر 1988 میں ایک لاکھ' 10 ہزار 34 ٹن ڈی۔اے۔پی کھاد ہمیں فراہم کی گئی اور اس کے مقابلے میں اس سال اکتوبر 1989 میں ہمیں صفر کھاد ملی اور نومبر 1989 میں صرف 18 ہزار ٹن کھاد ہمیں مہیا کی گئی۔

جناب نذرحسین کیانی، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب جب بھی کوئی تحریک پیش کی جاتی ہے سرکاری بنچوں کی طرف سے جو بھی ذمہ دار وزیر ہوتے ہیں وہ اس کی ٹیکنیکل بنیادوں پر یعنی اس کی admissibility پر یا non-admissibility پر جواب دیتے ہیں جبکہ فاضل وزیر زراعت نے تقریر کرنی شروع کر دی ہے۔ انہوں نے یہ نہیں فرمایا کہ سید ذاکرحسین صاحب نے جو تحریک پیش کی ہے وہ رولز اور ریگولیشن کے مطابق آیا admissible ہے یا نہیں۔ تو جناب والا میں آپ کی رولنگ چاہوں گا کہ کیا انہیں اس کی admissibility پر بات کرنی چاہیئے تھی یا نہیں؟

وزیر زراعت، جناب چیئرپرسن میں ان کی short statement کا جواب دے کر پھر اس کی ٹیکنیکلٹی پر بھی بات کروں گا۔

میں یہ عرض کر رہا تھا کہ نومبر 1988 میں ایک لاکھ 10 ہزار 34 ٹن ڈی۔اے۔پی کھاد پنجاب کو مہیا کی گئی اور نومبر 1989 میں صرف 18 ہزار ٹن ڈی۔اے۔پی کھاد ہمیں مہیا کی گئی۔ جیسا کہ

وفاقی حکومت نے ہمیں ایک شیڈول فراہم کیا تھا اس کے مطابق وفاقی حکومت کو ایک لاکھ 68 ہزار ٹن کھاد یہاں پہنچا دینی چاہیے تھی تو جناب چیئرپرسن صاحبہ ان اعداد و شمار کے ساتھ آپ کو یہ نظر آئے گا۔ کہ پچھلے سال 1988 کے ترسیل میں اور 1989 کے receipts میں کتنا فرق ہے۔ میں حیران ہوں کہ میرے بھائی جب یہ تحریک استحقاق پیش کر رہے ہیں تو ان کو یہ نظر نہیں آ رہا کہ اعداد و شمار آیا حکومت پنجاب غلط پیش کر رہی ہے یا کہ وفاقی حکومت غلط پیش کر رہی ہے۔ میں آپ کی اطلاع کے لیے یہ بھی عرض کروں گا کہ آپ نے ذکر کیا ہے کہ وفاقی وزیر زراعت نے اپنے ٹیلیویژن انٹرویو میں وہ حقائق بتائے ہیں۔ مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے اور میں اس بات کے ساتھ یہ عرض کرتا ہوں کہ ہمارے وفاقی وزیر زراعت بہت ہی محترم ہیں۔ ان کا تعلق بھی زراعت کے ساتھ ہے۔ وہ بھی کاشت کار ہیں اور زراعت پیشہ ہیں لیکن آپ کو یہ بھی یاد ہوگا کہ انہوں نے اپنے انٹرویو میں یہ بات کی تھی کہ فیڈرل گورنمنٹ نے کراچی سے 49 ہزار ٹن کھاد Despatch کر دی ہے لیکن دوسرے دن جب یہاں اخبار میں اشتہار آیا تو اس میں یہ دیا ہوا تھا کہ وفاقی حکومت نے 32 ہزار ٹن کھاد کراچی سے ترسیل کی ہے تو آپ یہ دیکھ لیں کہ فرق تو وہیں نظر آ گیا کہ ٹی وی پر جو ایک بیان دیا جا رہا ہے اور اشتہارات میں وہی بیان اس کو کم کر کے دیا جا رہا ہے تو آپ خود ہی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ یہ تضاد کتنا ہے اور ایک رات میں اور دوسری صبح میں اتنا تضاد کیسے ہو گیا؟ حقیقت یہ ہے میں اس کو کسی سیاست میں نہیں لے جانا چاہتا۔ میں تو صرف یہ چاہتا ہوں کہ ہمارے کاشت کار یا ہمارے جو یہاں بھائی بیٹھے ہیں ان کا زیادہ تر تعلق کاشت کاری کے ساتھ ہے۔ وہ زمیندار ہیں۔ زراعت پیشہ ہیں۔ اور یہ کھاد جس چیز کے لیے استعمال ہوگی یعنی اگر وہ گندم کم پیدا ہوگی تو آپ دیکھیں کہ یہ کس کو نقصان ہوگا؟ اس میں کیا پنجاب کو نقصان ہوگا یا پورے پاکستان کو نقصان ہوگا؟ تو میں آپ کو یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس ٹیلیویژن انٹرویو میں جناب وفاقی وزیر زراعت نے یہ بھی کہا تھا۔۔۔۔۔

جناب محمد اسلم گورداسپوری، پوائنٹ آف آرڈر۔ چیئرپرسن صاحبہ میری آپ سے درخواست ہوگی کہ آپ ہاؤس کو آئینی نکات کی روشنی میں چلائیں اور جو بھی اس ہاؤس کی قانونی روایات ہیں اس کو ملحوظ رکھیں کسی بھی تحریک استحقاق یا تحریک التواء پر بحث نہیں ہو سکتی جب تک اس ہاؤس میں اس قرار داد پر یہ فیصلہ نہیں ہو جاتا' آپ کی جانب سے یہ نہیں کرایا جاتا کہ اس تحریک استحقاق کی آئینی

حیثیت کیا ہے؟ اور کیا یہ وہ تمام صورتیں پوری کرتی ہے' اس کی admissibility پوری ہے۔ جب تک آپ اس کو زیر بحث نہیں لائیں گے تو پھر اس پر بحث کیسے ہوگی؟ بات تو پھر یہ ہے کہ ان کے بعد پھر میں تقریر کرنا چاہتا ہوں۔ اس کی بھی اجازت دے دیں۔ مہربانی فرما کر پہلے اسکی admissibility کو زیر بحث لایا جائے پھر دوبارہ اس پر بحث کی جائے۔ شکریہ

محترمہ چیئرپرسن، شکریہ---

وزیر زراعت، محترمہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ چونکہ محرک نے ایک short statement دی تھی اور میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے اعداد و شمار کے بارے میں ایک انفارمیشن ہی غلط دی تھی اس لیے یہ بہت ہی ضروری ہے کہ ایوان کی اطلاع کے لیے اور پنجاب کے کاشت کاروں کی اطلاع کے لیے میں صحیح حقائق ایوان کے سامنے پیش کروں اور جب میں یہ حقائق پیش کر رہا ہوں تو میں آپ کو یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ ابھی ذکر کیا گیا کہ کل کی اخبار میں یہ بتایا گیا ہے---

سید ذاکر حسین شاہ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب صوبائی وزیر زراعت نے فرمایا ہے کہ میں نے غلط اعداد و شمار پیش کیے ہیں۔ آپ کے اس ہاؤس کے سامنے دوقسم کے اعداد و شمار آئے ہیں۔ ایک وہ جو میں نے ہاؤس کے سامنے پیش کیے ہیں اور ایک وہ جو جناب صوبائی وزیر زراعت صاحب نے پیش کیے ہیں۔ تو میں یہی کہتا ہوں کہ یہ تحریک استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دی جائے اور پھر استحقاق کمیٹی اس چیز کی چھان بین کرے کہ کس کے اعداد و شمار غلط ہیں اور کس کے درست ہیں۔ تاکہ پھر اس کی رپورٹ شائع ہو اور پتا چلے کہ حقیقت کس کے ساتھ ہے۔

وزیر زراعت، محترمہ پچھلے دنوں میں جب ہم نے یہاں واویلا کیا کہ پنجاب کے کاشت کار کو کھاد نہیں پہنچ رہی تو وفاقی سیکرٹری زراعت یہاں تشریف لائے اور انہوں نے مجھ سے مذاکرات کیے اعداد و شمار دیکھے گئے پھر انہوں نے یہ تسلیم کیا کہ وفاقی حکومت نے غلط منصوبہ بندی کی ہے۔ انہوں نے یہ بھی بتایا کہ وفاقی حکومت نے اس کی انکوائری کا حکم دے دیا ہے کہ کس کی وجہ سے یہ غلط منصوبہ بندی ہوئی ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ یہاں جو بات یہ کر رہے ہیں اس کی کرنے کی ضرورت نہیں۔ وفاقی حکومت یہ تسلیم کر چکی ہے کہ انہوں نے غلط منصوبہ بندی کی تھی اور جب وفاقی سیکرٹری زراعت یہ کہتے ہیں کہ انہوں نے انکوائری کا حکم دے دیا ہے' جب انہوں نے تسلیم کر لیا ہے کہ غلط

منصوبہ بندی کی گئی ہے تو پھر میں تو یہ کہوں گا کہ یہ جو اعداد و شمار بتائے جا رہے ہیں میرے بھائی کی طرف سے محرک کی جانب سے وہ تو سب غلط ہیں کیونکہ وفاقی حکومت تسلیم کر چکی ہے اور جب وفاقی منسٹر آف سٹیٹ کی یہ سٹیٹمنٹ آتی ہے کہ 27 ہزار ٹن روزانہ ڈی۔اے۔پی کی کھاد پنجاب میں پہنچ رہی ہے۔ تو جب سیکرٹری زراعت کے ساتھ مذاکرات ہوئے تو میں نے انہیں اپنے پنجاب کے کاشت کاروں کی طرف سے یہ ڈیمانڈ پیش کی تھی کہ ہمیں 20 ہزار ٹن ڈی۔اے۔پی کھاد روزانہ یہاں مہیا کی جائے لیکن انہوں نے یہ کہا تھا کہ ہم کوشش کریں گی لیکن ممکن نہ ہے۔ تو جب سیکرٹری زراعت یہ کہتے ہیں کہ 20 ہزار ٹن وہ نہیں پہنچا سکتے تو منسٹر آف سٹیٹ یہ کہہ رہے ہیں کہ 27 ہزار ٹن روزانہ پہنچ رہی ہے حالانکہ اصل حقائق یہ ہیں کہ تین ہزار ٹن سے زائد کھاد روزانہ پنجاب میں پہنچ رہی----

محترمہ چیئرپرسن، فاضل رکن پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

SARDAR SIKANDAR HAYAT KHAN: Point of order Sir, I would like to bring to the notice of the entire House, through you that the figures which are being given by the Hon'ble Minister could be misunderstanding or a misinformation by the relevant departments as it has been a very common case with other ministers also, if the Hon'ble Minister could kindly give us the figures we would get the figures from the central governemnt also so that we are in a position to give the House a true picture rather saying just one thing on one side. It has been a very common practice in this House that ministers are not informed of the true picture by their relevant departments or offices concerned, therefore, I personally find that these figures are absurd and very untrue. I am not saying that the Hon'ble Minister is stating wrong fact I think he is misinformed, therefore, a charge should be given that we should go and ask the Central Government and compare the figure concerned. Could the minister give us details on yearly basis. There is another thing which I would like to bring to

the notice of the House that wheat, fertilizer and certian other things are imported on the responsibility of a particular province to be brought from the port, it might not be true in case of fertilizer, but I would request the minister that they should give us the figures rather just quoting one side story, we should get the figures, we should discuss it. He can read out his figure we will read out the true figures which are actually there. Thank you.

وزیر قانون ، اجازت ہے؟

محترمہ چیئرمین ، لاءمنسٹر صاحب! آپ کچھ فرمائیں گے ۔

وزیر قانون ، ایک سیکنڈ کے لیے جناب میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ پریویلج موشن ان کی طرف سے آیا ہے۔ ان کو اس کے لیے تیار ہونا چاہیے تھا اور اس موضوع پر کل جناب اعظم چیمہ صاحب کی تحریک التواء ایڈمٹ ہو چکی ہے اس پر بحث کرنے کے لیے آج ہم لیڈر آف دی اپوزیشن کے ساتھ مشورہ کر کے وقت مقرر کریں گے تو یہ اس دوران اپنے اعداد و شمار وغیرہ جمع کرلیں۔ تحریک التوائے کار بھی اس موضوع پر ہے تو جب اس پر بحث ہو گی اور اگر جناب فاضل وزیر کے facts and figures پر کسی کو اعتراض ہے تو وہ اپنی بات کے دوران اس پر اپنا نقطۂ نظر پیش کر سکتے ہیں۔

سید ذاکر حسین شاہ ، پوائنٹ آف آرڈر ۔ محترمہ چیئرپرسن یہ کیسے کہہ رہے ہیں جب یہ خود تیار نہیں ہوتے تو دوسرے پر الزام کیوں؟ میرے پاس یہ اعداد و شمار کا پلندا ہے ۔ یہ کون سے پوچھنا چاہتے ہیں میں بتاتا ہوں کہ ہمارے پاس اعداد و شمار کون سے ہیں۔ جناب یہ تحریک استحقاق ٹیکنیکلی قواعد و ضوابط کے مطابق ایڈمٹ ہو چکی ہے چونکہ اس کو کسی نے oppose نہیں کیا۔ نہ وزیر قانون صاحب نے کیا ہے اور نہ صوبائی وزیر زراعت نے کیا ہے۔ اب یہ کیسے اس پر اعتراض کر سکتے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ ٹیکنیکل گراؤنڈ پر ----

محترمہ چیئرپرسن ، ابھی اس پر وزیر قانون نے اس پر اپنی رائے دینی ہے اور ہم نے اس سے پہلے اس پر کہا ہے انہوں نے ----

سید ذاکر حسین شاہ ، جناب والا! وہ اس پر اپنی رائے دے چکے ہیں اور انہوں نے اس کی مخالفت

نہیں کی۔ انہوں نے کہا ہے کہ۔

Privilege motion has got preference over adjournment motion.

یہ اس معاملے کو stretch کر کے خود تیاری کرنے کے لیے دو گھنٹے کا وقت لیتے ہیں اور خود تیار نہیں۔ یہ حقیقی صورت حال ہے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ فنی نظر سے تحریک استحقاق جب پیش ہوتی ہے تو متعلقہ وزیر اس کا جواب دیتے ہیں اور یہ ان کا حق ہے اور وہ اس کا جواب دے رہے تھے۔ لیکن اس دوران صوبائی وزیر زراعت میں سے کسی نے بھی ایک مرتبہ بھی نہیں کہا کہ ہم اس تحریک استحقاق کے مخالف ہیں یا یہ تحریک استحقاق قواعد و ضوابط کے خلاف ہے یا آؤٹ آف آرڈر یہ نہیں کہا۔ لہذا پیش ہونے کے فوراً بعد اور اب اتنی لمبی تقریر کے بعد بھی میری تحریک استحقاق کی مخالفت کسی نے نہیں کی۔ لہذا اصولی طور پر یہ اب ایڈمٹ ہو چکی ہے اس لیے آپ اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کریں اور ہم سے وزیر قانون یہ کہتے ہیں کہ تیار نہیں ۔ آپ کو پتہ ہے اور کہتا ہوں کہ

شاعر ہوں میرے فن کی روایت ہے یہی
مجھ کو پھول نظر آئیں تو گلزار کہوں

میں تو گھنٹوں اس موضوع پر بول سکتا ہوں۔

محترمہ چیئرپرسن ، آپ نے خود ہی بتا دیا ہے کہ آپ بہت مبالغہ آرائی سے کام لیتے ہیں آپ کا بے حد شکریہ ۔ یہ وزیر زراعت کو حق پہنچتا ہے کہ جن حقائق کا ان کو علم ہے وہ اس ایوان کے سامنے پیش کریں۔ اس لیے ہم نے انہیں پیش کرنے کی اجازت دی ہے۔

جناب محمد شاہ نواز چیمہ ، "ہم" کیا لفظ ہے ؟

محترمہ چیئرپرسن ، جناب آپ کو اپنے ساتھ شامل کر کے ہم کہہ سکتی ہوں۔ میں سمجھتی ہوں کہ آپ سب میرے ساتھ ہیں اس لیے مجھے میں' میں کہنا اچھا نہیں لگتا۔ اس سے بڑی انا کی بو آتی ہے۔ میں پھر ہم کہتی ہوں تا کہ آپ سب ہمارے ساتھ رہیں۔

جناب نذرحسین کیانی ، خرد کا نام جنوں رکھ دیا' جنوں کا خرد
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

محترمہ چیئرپرسن ، شکریہ ۔ کیانی صاحب! آپ نے صبح صبح ایک اچھا شعر سنا دیا جناب وزیر زراعت کچھ

فرما رہے تھے؟

وزیر زراعت ، محترمہ ! میں نے تو اپنی بات ابھی ختم ہی نہیں کی تھی کہ مجھ پر اعتراضات ہونے لگے کہ تحریک استحقاق کی مخالفت نہیں کی گئی۔ میرے خیال میں میں جو باتیں کر رہا ہوں ان کی تحریک استحقاق سے اتفاق تو نہیں کر رہا ان سے اختلاف ہی کر رہا ہوں ۔ میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کر رہا تھا کہ وزیر مملکت کا بیان کہ پنجاب میں روزانہ 27 ہزار ٹن کھاد پہنچ رہی ہے۔ یہ بالکل غلط ہے۔

SARDAR SIKANDAR HAYAT KHAN: I would request the Minister to give us the figures. If he can kindly supply us a list of figures, we will be able to compare these figures with our own list bringing out the true picture. Why is he feeling shy to give us the figures? Is he afraid that we will bring out the true facts and figures and the Minister will not be able to support his side? These figures should be given to us and after comparing them we will find out what is true and what is not true.

محترمہ چیئرپرسن ، سردار سکندر صاحب! آپ وزیر موصوف کو اپنی بات مکمل کرنے دیں گے تو آپ کو معلوم ہو گا کہ وہ کیا کہنا چاہتے ہیں اور کیا کہہ رہے ہیں۔ اگر آپ شوقیہ پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہوتے رہے تو وقت ضائع ہوتا رہے گا وہ بھی اپنی بات مکمل نہیں کر سکیں گے اور اعداد و شمار بھی آپ کے سامنے پیش نہیں کر سکیں گے۔

سردار سکندر حیات خان ، محترمہ چیئرپرسن! میں تو ایک حقیقت بتا رہا ہوں کہ کھاد کا مسئلہ ہمارے علاقے کے کسانوں کے لیے نہایت ضروری ہے۔ انہوں نے اگر اپنے اعداد و شمار پڑھنے ہیں وہ بے شک پڑھیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ۔ ہماری تو صرف یہ گزارش ہے کہ میرا خیال ہے کہ ان کو غلط اطلاع دی گئی ہے۔ یہ اپنی لسٹ ہمیں دے دیں ہم دوسری لسٹ بھی لے آئیں اور ان دونوں لسٹوں کو آپ باقاعدہ تحریک استحقاق کمیٹی میں بھیجیں اور کمیٹی فیصلہ دے دے اور وہ فیصلہ عوام میں سنایا جائے کہ کون صحیح تھا اور کون غلط تھا۔ اگر وہ ڈرتے ہیں کہ ان کے اعداد و شمار concocted ہیں تو پھر مجھے اعتراض نہیں ان کو اپنی بات کرنے دیں۔ وہ تو پہلے ہی ان کی طرف سے ایک رسم چلی ہے

وہ چلتی رہے۔

محترمہ چیئرپرسن ، آپ تشریف رکھیں ۔ جناب وزیر زراعت ۔

وزیر زراعت ، محترمہ میں سردار صاحب کی اطلاع کے لیے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں اعداد و شمار کی بات ہی نہیں کر رہا۔ یہاں تو یہ بات ہے کہ پنجاب کے کاشت کار کو کھاد مہیا ہونی چاہیے اور میں یہ بتانا چاہتا تھا کہ ایک غلط منصوبہ بندی کے تحت یہاں پر کھاد نہیں پہنچائی گئی اور یہ جو فرما رہے ہیں کہ یہ صوبائی حکومت کا کام ہے وہاں سے کھاد import کرے اور lift کر کے یہاں پہنچائے۔ میں ان کی اطلاع کے لیے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کھاد کو import کرنا بھی مرکزی حکومت کا کام ہے اور صوبوں کو پہنچانا بھی مرکزی حکومت کا کام ہےا ور یہ کام انہوں نے احسن طریقے سے نہیں نبھایا اور اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ اس سال پنجاب میں 30 لاکھ ٹن گندم کم پیدا ہو گی۔ وہ جو گندم کا بحران آنے والا ہے اس کے لیے مرکزی حکومت کو تیار رہنا چاہیے۔

محترمہ چیئرپرسن ، ڈاکٹر ضیاء اللہ خان بنگش ۔

ڈاکٹر ضیاء اللہ خان بنگش ، پوائنٹ آف آرڈر ۔

محترمہ سپیکر صاحبہ! میں اس لیے پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑا ہوں کہ قواعد و ضوابط کے مطابق یہ تحریک استحقاق اب ایوان کی ملکیت بن چکی ہے' admit ہو چکی ہے۔ وزیر موصوف بلاوجہ اعداد و شمار پیش کر کے اپنا اور ایوان کا وقت ضائع کر رہے ہیں۔ اس لیے میری آپ سے یہ درخواست ہے کہ اس مسئلے کو اب استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے۔

محترمہ چیئرپرسن ، شکریہ ڈاکٹر صاحب آپ تشریف رکھیے۔

جناب محمد شاہ نواز چیمہ ، پوائنٹ آف آرڈر ۔ محترمہ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ وزیر موصوف کو خواب آئی ہے کہ گندم کم پیدا ہو گی۔ یہ خدائی فیصلے ہیں' یہ انسانی فیصلے نہیں ہوتے کہ کسی ملک میں فصل کم ہو یا زیادہ ہو۔ اگر ان لوگوں کے اعمال اچھے ہوتے۔ ان کی نیتیں اچھی ہوتیں تو فصل اچھی ہو گی یہ کوئی بات نہیں کہ فصل ایسے اچھی ہو گی۔ یہ بے شک کوشش کر کے دیکھ لیں فصل تب ہی اچھی ہو گی جب یہ اپنی نیتیں ٹھیک کر لیں۔ آپ نام روشن کرنے کے لیے اعداد و شمار پیش کر رہے ہیں ۔ کھاد کم آ گئی ہے گندم کم ہو جائے گی ان باتوں کو چھوڑیں اور کوئی تعمیری بات

کریں۔

محترمہ چیئرپرسن : شکریہ۔ وزیر زراعت۔

وزیر قانون: 30 لاکھ ٹن کم گندم پیدا ہونے کی صورت میں جو ملک کا نقصان ہو گا وہ تقریباً 7 ارب روپے ہے اور آپ کو محترمہ یہ بھی یاد ہو گا کہ پچھلے سال حکومت پاکستان کو گندم درآمد کرنی پڑی تھی اور وہ 176 روپے فی چالیس کلو گرام وفاقی حکومت کو ادا کرنے پڑے تھے جب کہ آج کاشت کار کو گندم کے لیے 96 روپے فی چالیس کلو گرام ادا کر رہے ہیں۔ آپ کود ہی اندازہ لگا لیں کہ کھاد کی قلت سے 30 لاکھ ٹن یا اس سے بھی زیادہ جو نقصان ہو گا وہ صرف اس وجہ سے ہو گا کہ وفاقی حکومت نے ایک غلط منصوبہ بندی کی ہے۔ میں پھر اس بات کا اعادہ کرتا ہوں کہ میں نے جو اعداد و شمار پیش کئے ہیں وہ حقیقت پر مبنی ہیں۔ میں تو صرف یہ چاہتا ہوں کہ پنجاب کے کاشت کاروں کو کھاد ملے۔ جب کہ ہمارے بیشتر محترم اراکین اسمبلی کاشت کار ہیں اور ان کا تعلق زراعت سے ہے۔ میں اس تحریک استحقاق کی پرزور مخالفت کرتا ہوں اور فنی طور پر بھی یہ تحریک استحقاق نہیں بنتی اور جیسا کہ وزیر قانون نے ابھی یہ فرمایا تھا کہ اسی قسم کی تحاریک التوائے کار پیش ہو گئی ہیں اور وہ کل زیر بحث آنے والی ہیں۔ اس پر سیر حاصل بحث بھی کی جا سکتی ہے۔ لہذا میں آپ سے استدعا کروں گا کہ میں تحریک استحقاق کو خلاف ضابطہ قرار دے کر رول آؤٹ کریں اور آئندہ جو تحاریک التوائے کار پیش ہوں گی ان پر بحث کی جائے۔ شکریہ۔

جناب شاہد محمود نواز : پوائنٹ آف آرڈر ۔ میڈم سپیکر ! وزیر موصوف کو بہت فکر ہے کہ کھاد کی وجہ سے صوبہ پنجاب میں گندم کم پیدا ہو گی۔

محترمہ چیئرپرسن : آپ اس پر تقریر کرنا چاہتے ہیں؟

جناب شاہد محمود نواز : نہیں ۔ میں آپ کے نوٹس میں ایک پوائنٹ لانا چاہتا ہوں' آپ میرا پوائنٹ سن لیں۔ اخبارات میں مسلسل کھاد کے متعلق اشتہارات دیے جا رہے ہیں اور ہماری اطلاع کے مطابق اس کے لیے پیسے مارکیٹ کمیٹی کے اس فنڈز سے خرچ کئے گئے ہیں۔ جس فنڈ کا نام ہے ۔ grow more wheat fund اب بجائے اس کے کہ وہ پیسہ grow more wheat پر خرچ کیا جائے۔ اس کو ہم وفاقی حکومت کے خلاف اشتہاروں پر خرچ کر رہے ہیں۔ فکر تو انہیں گندم کم اگنے کی ہے اور

جو فنڈز اس کے لیے خرچ کیا جا رہا ہے جس سے اشتہارات دیے جا رہے ہیں۔ میرا یہ پوائنٹ آف آرڈر ہے آپ بتائیں کہ یہ پیسے جو grow more wheat fund سے نکال کر وفاقی حکومت کے خلاف پراپیگنڈہ پر کیوں خرچ کئے جا رہے ہیں؟

محترمہ چیئرپرسن ، اب میں وزیر قانون کو فلور دے چکی ہوں۔ معذرت چاہتی ہوں ۔

وزیر قانون، محترمہ چیئرپرسن صاحبہ! یہ تحریک استحقاق جو جناب شاہ صاحب نے پیش کی ہے یہ تکنیکی طور پر تحریک استحقاق نہیں بنتی۔ کیونکہ اس سے شاہ صاحب کا بطور ممبر صوبائی اسمبلی کوئی استحقاق مجروح نہیں ہوا ہے۔ البتہ یہ معاملہ عوامی اہمیت کا حامل ضرور ہے اور عوامی اہمیت کا حامل مسئلہ تحریک التوائے کار کا موضوع بن سکتا ہے اس پر بیشتر ازیں ایک تحریک التوائے کار آ چکی ہے اور ایڈمٹ بھی ہو چکی ہے اور اس پر بحث کے لیے میں نے قائد اختلاف کے ساتھ مل کر ٹائم مقرر کرنا ہے اور اس پر سیر حاصل بحث ہوتی ہے۔ تو تکنیکی طور پر جناب شاہ صاحب کا کوئی استحقاق مجروح نہیں ہوا۔ میں آپ کی خدمت میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ تحریک استحقاق خلاف ضابطہ قرار دی جائے۔

سید ذاکر حسین شاہ ، محترمہ چیئرمین صاحبہ! نہ ہی صوبائی وزیر زراعت اور نہ ہی وزیر قانون نے فنی وجوہات بیان فرمائے ہیں کہ جن کی بناء پر میری تحریک استحقاق ایڈمٹ نہیں ہوسکتی۔ وزیر قانون صاحب فرمائیں۔ یہ کوئی دلیل نہیں کہ اسی قسم کے معاملے پر ایک تحریک التواء پر بحث ہو گی۔ تحریک استحقاق کا اپنا ایک علیحدہ مقصد ہوتا ہے اور تحریک التوائے کار پر بحث ہوگی۔ تحریک استحقاق کا اپنا ایک علیحدہ مقصد ہوتا ہے اور تحریک التوائے کار کی علیحدہ شرائط ہوتی ہیں۔ یہ کون سی دلیل دے رہے ہیں کہ چونکہ تحریک التواء پر بحث ہو گی لہذا یہ تحریک استحقاق نہیں بنتی۔ یہ فنی وجوہات بتائیں ایک دو یا تین کیا وجوہات ہیں کہ میری یہ تحریک استحقاق ایڈمٹ نہیں ہوسکتی۔

وزیر قانون، چونکہ وزیر قانون نے اس کی technically اور legal ground پر بات کرنی ہے اس لیے آپ کی خدمت میں عرض ہے کہ یہ مسئلہ آئین یا قانون کے تحت وضع کردہ قواعد کے عطا کردہ استحقاق سے متصادم نہیں اس لیے میں اس تحریک کو خلاف ضابطہ قرار دیتی ہوں اور تحریک استحقاق نمبر 21 کو بھی اس کے ساتھ ہی خلاف قاعدہ قرار دیتی ہوں۔

سید ذاکر حسین شاہ ، محترمہ چیئرپرسن! جب آپ کرسی صدارت پر متمکن ہوئیں تو میں نے آپ کی

خدمت میں مبارک باد پیش کی اور مجھے توقع نہیں کہ آپ خوشبو کی طرح میری پذیرائی کریں گی لیکن آپ نے تو اپنے فیصلے سے مجھے گھائل کر دیا۔

محترمہ چیئرپرسن ، یہ وہ صورت حال نہیں۔

جناب جاوید محمود گھمن ، محترمہ چیئرپرسن! میں پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کرنا چاہتا ہوں۔ میرے محترم دوست سید ذاکر حسین شاہ صاحب نے جو تحریک استحقاق پیش کی ہے مجھے اس کے بارے میں پہلے ہی پتا تھا کہ یہ ایڈمٹ نہیں ہو گی۔ لیکن اس جھگڑے میں کسان اور زمیندار برادری کا نقصان ہو گا۔

محترمہ چیئرپرسن ، اب تحریک استحقاق کا وقت ختم ہوتا ہے اور اب تحریک التوائے کار شروع کرتے ہیں۔

جناب جاوید محمود گھمن ، میں تحریک استحقاق پر بات نہیں کر رہا بلکہ میں پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کر رہا تھا۔ میرا نقطہ نظر یہ ہے کہ تحریک استحقاق کو آپ سنیں۔ یہاں جو کروڑوں کسانوں کا نقصان ہونا ہے اور جن کے پاس ابھی صرف پندرہ ' بیس دن ہیں ۔ اگر ہم اس جھگڑے میں پڑے رہے کہ قصور کس کا ہے اس سے کچھ حاصل نہیں۔ اس بات کو چھوڑ دیں۔ اگر یہ ہاؤس اس بات کا انتظام نہیں کر سکتا کہ آئندہ دس پندرہ دن میں کسان برادری کو کھاد میسر ہو گی یا نہیں اس کا کوئی انتظام کریں' کوئی کمیٹی بنا دیں۔ دو تین ممبر سرکاری بنچز سے ہوں ۔ دو' تین حزب اختلاف کی طرف سے ہوں جو جلد سے جلد اس بات کا فیصلہ کریں۔

محترمہ چیئرپرسن ، جاوید صاحب! آپ کی بات ختم ہو گئی ہے؟

جناب جاوید محمود گھمن ، میں محترمہ سے زبانی ایک قرار داد پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا جو انتہائی اہم ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ باقی کارروائی معطل کر کے اسے پیش کرنے کی اجازت دی جائے جو کہ دونوں پارٹیوں سے ہٹ کر ہے اور صرف اس لیے ہے کہ کسان برادری کا کچھ نہ کچھ ہونا چاہیے۔

مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

محترمہ چیئرپرسن ، جاوید صاحب! آپ تشریف رکھیے۔ اس کے لیے ہم آپ کو موقع دیں گے۔ لیکن پہلے یہ تین تحاریک التوائے کار ہیں۔ ان کے اوپر پہلے ہم نے فیصلہ کرنا ہے اس کے بعد پھر کوئی اور

کام کیا جائے گا۔

سید نذرحسین کیانی ، محترمہ چیئرپرسن! میں آپ کی خصوصی اجازت کے ساتھ دو تحاریک استحقاق ازاں جناب وصی ظفر اور شریف مسیح گل کی رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں توسیع کی ایوان سے منظوری چاہتا ہوں۔

محترمہ چیئرپرسن ، اجازت ہے۔

سید نذرحسین کیانی ، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ تحریک استحقاق نمبر 20 پیش کردہ چودھری محمد وصی ظفر کے بارے میں استحقاق کمیٹی کی رپورٹ ایوان میں پیش کی میعاد میں 26 فروری 1990ء تک توسیع کر دی جائے۔

محترمہ چیئرپرسن ، اجازت ہے؟

(تحریک منظور ہوئی)

سید نذرحسین کیانی ، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ تحریک استحقاق نمبر 47 پیش کردہ جناب شریف مسیح گل ایم۔پی۔اے کے بارے میں استحقاق کمیٹی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 26 فروری 1990ء تک پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

محترمہ چیئرپرسن ، ایوان اجازت دیتا ہے؟

(تحریک منظور ہوئی)

تحاریک التوائے کار

مونجی کی قیمتوں پر وفاقی حکومت کا غیرمؤثر کنٹرول

اب تین تحاریک التوائے کار ہیں جو کل پیش کی گئی تھیں۔ جو کہ چودھری محمد اعظم چیمہ ، حاجی محمد افضل چن اور سردار زادہ سید ظفر عباس کی طرف سے پیش کی گئی تھیں۔

حاجی طیب خان اعوان ، محترمہ چیئرپرسن صاحبہ!۔۔۔۔۔۔

محترمہ چیئرپرسن ، میں یہ پڑھنے لگی ہوں اور آپ نے مجھے interrupt کیا ہے۔

حاجی طیب خان اعوان ، محترمہ چیئرپرسن صاحبہ! میں نے ایک تحریک التوائے کار کپاس کے بارے میں دی ہے۔ اس کو بھی شامل فرمالیں۔

محترمہ چیئرپرسن ، اس کا نمبر کیا ہے؟

حاجی طیب خان اعوان ، میں نے یہ تحریک سپیکر صاحب کے پاس بھیجی ہے۔ نمبر کا تو مجھے پتا نہیں۔

محترمہ چیئرپرسن ، میں اب یہ تحریک پڑھتی ہوں۔ ہم یہ تحریک پیش کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ صوبہ پنجاب میں کھاد کی کمیابی بلکہ نایابی اور جو تھوڑی بہت ملتی ہے-----

سید ذاکر حسین شاہ ، محترمہ چیئرپرسن! آپ یہ تحریک التوائے کار نہیں پڑھ سکتیں۔

محترمہ چیئرپرسن ، یہ کل پیش ہو چکی ہیں۔ ان کے محرکین ان کو پیش کر چکے ہیں۔ یہ ان کی طرف سے پڑھی جا چکی ہیں۔

سید ذاکر حسین شاہ ، میرا یہ اعتراض ہے کہ آپ ان کو نہیں پڑھ سکتیں۔ یہ کل پیش ہو چکی ہیں لیکن اب حالات تبدیل ہو چکے ہیں۔ اب نئی صورت حال پیدا ہو گئی۔

محترمہ چیئرپرسن ، میں نے جناب لاءمنسٹر صاحب سے کہا ہے کہ وہ اس پر اپنا نقطہ نظر بیان فرمائیں۔

سید ذاکر حسین شاہ ، آپ اس تحریک کو بدلے ہوئے حالات کے تحت ایوان کے سامنے پیش ہی نہیں کر سکتیں۔

محترمہ چیئرپرسن ، کون سے بدلے ہوئے حالات؟ میں نے آپ کو حالات بتانے کی اجازت نہیں دی۔ آپ پوائنٹ آف آرڈر پکڑے ہیں اور آپ نے کہا ہے کہ بدلے ہوئے حالات میں یہ تحاریک التوائے کار پیش نہیں ہو سکتیں۔ آپ پوائنٹ آف آرڈر پہ صرف یہ کہہ سکتے ہیں لیکن میں نے بدلے ہوئے حالات کی آپ سے آگاہی نہیں مانگی ہے۔

سید ذاکر حسین شاہ ، آپ قواعد و ضوابط کے تحت ایوان میں پیش ہی نہیں کر سکتیں۔

محترمہ چیئرپرسن ، آپ رول 69 کو دیکھیں۔ اس کے تحت میں پڑھ سکتی ہوں۔

جناب سید ذاکر حسین شاہ ، (بغیر مائیک کے بولنے کی کوشش) ----- (قطع کلامیاں)

محترمہ چیئرپرسن : جناب ذاکر حسین صاحب! آپ اس لب و لہجہ میں میرے ساتھ بات نہیں کر سکتے، میں آپ سے استدعا کرتی ہوں کہ آپ ضرور بات کریں مگر بہت دھیمے لہجہ میں کریں، کیونکہ آپ کی آواز بہت اچھی ہے، آپ مائیک بند بھی کر دیں تو بھی یہ دور تک جاتی ہے، لیکن دیکھیے اپنے آپ کو اس طرح سے نہ ظاہر کیجیے، آپ ذاکر بھی ہیں، شاہ بھی ہیں، بات ذرا میٹھے لہجے میں کیجیے، ہم اس سخت لہجے کو نہیں سمجھتے، ہم میٹھے لہجے کو سمجھتے ہیں۔

سید ذاکر حسین شاہ : یہ ہر ممبر کا حق ہے کہ وہ کسی قواعد و ضوابط کی بات کرے۔

محترمہ چیئرپرسن : جی میں بھی اس قواعد و ضوابط کی بات کر رہی ہوں، مجھے حیرت اس بات پر ہوتی ہے کہ جب کسی فاضل رکن کو یہ اعزاز بخشا جاتا ہے کہ اسے اس کرسی پہ بٹھایا جائے تو آپ اس کو اتنا چیلنج کرتے ہیں کہ اس کو اس وقت یہ باور نہیں کرنے دیتے کہ وہ اس وقت سپیکر ہے، آپ اپنے آپ کو کیا سمجھتے ہیں۔ جناب ذاکر شاہ صاحب کی خدمت میں یہ عرض ہے کہ "تم اپنے آپ کو کیا جانے کیا سمجھتے ہو، خدا نہیں تو کچھ اس سے سوا سمجھتے ہو"۔ (قطع کلامیاں)

جناب میں نے آپ کو اجازت دے دی تھی، آج آپ کارروائی چلانا چاہتے ہیں یا پوائنٹ آف آرڈر پہ بولنا چاہتے ہیں یا زور بیان دکھانا چاہتے ہیں ہم آپ کے زور بیان کے قائل ہیں۔ آپ نے کوئی قاعدہ پڑھا ہے، میں آپ کی توجہ 69 کی طرف مبذول کروانا چاہتی ہوں، جناب ذاکر حسین شاہ صاحب میں نے آپ کا پوائنٹ آف آرڈر سن لیا ہے اور میری درخواست ہے کہ آپ تشریف رکھیں۔(قطع کلامیاں)

محترمہ چیئرپرسن : میں نے ابھی فضل حسین راہی کو بولنے کی اجازت نہیں دی۔ آپ ذرا کسی کو سننے کا حوصلہ دکھایے، بیٹھئے تشریف رکھیے۔ (قطع کلامیاں)

محترمہ چیئرپرسن : میں کہاں تک سنوں انہیں کہاں تک سنوں؟

سید ذاکر حسین شاہ : جہاں تک سناؤں سنیں۔ قاعدہ 67 پڑھنے دیا جائے۔

محترمہ چیئرپرسن : اچھا ٹھیک ہے قاعدہ 67 پڑھنے کے بعد آپ بیٹھ جائیں گے۔ اور کوئی بات نہیں کریں گے، پڑھیے۔

جناب نذر حسین کیانی : یہ کیسا دستور زباں بندی ہے تیری محفل میں
یہاں تو بات کرنے کو ترستی ہے زباں میری

محترمہ چیئرپرسن ، جو زبانیں ترستی ہیں وہی تیز ہوتی ہیں۔

سید ذاکر حسین شاہ ، محترمہ چیئرپرسن! قاعدہ نمبر 67 جزو (د) ۔ تحریک کسی معاملے پر اکثر تو بحث کا باعث نہ بنے جو اس اجلاس میں زیر بحث لایا جا چکا ہو اب ایک گھنٹہ اس کھاد کے معاملے پر بحث ہو چکی ہے اب یہ معاملہ تو زیر بحث نہیں لایا جا سکتا۔

محترمہ چیئرپرسن ، آپ نے تو اس وقت اس پر بحث کرنے کی اجازت ہی نہیں دی اس کے اوپر ہم نے بحث نہیں کی، لیکن کل کے سپیکر صاحب کے فیصلے محفوظ ہیں۔

سید ذاکر حسین شاہ ، اب اس موضوع پر پھر تو بحث نہیں ہو سکتی ۔

میاں منظور احمد موہل ، میڈم سپیکر صاحبہ! میرا بھی حق ہے میں بھی ممبر ہوں۔

محترمہ چیئرپرسن ، جی موہل صاحب۔

میاں منظور احمد موہل ، محترمہ چیئرپرسن! آپ نے ذاکر حسین شاہ صاحب کے بارے میں بڑے اچھے الفاظ کہے، لیکن میں اس کے متضاد کہوں گا کہ ان کو ذکر تک کا پتہ ہی نہیں ہے کہ کیا رولز اور ریگولیشن ہیں، کیونکہ وہ تحریک استحقاق تھی اور یہ تحریک التوائے کار ہے۔ تحریک استحقاق اور تحریک التوائے کار میں فرق ہے، 69 رولز کہتے ہیں کہ آپ نہیں پڑھ سکتیں

> "If the Speaker is of the opinion that the matter proposed to be discussed is in order, he shall read the statement to the Assembly and ask whether the member has leave of the Assembly to make adjournment motion and if objection is taken, he shall request such of the member as may be in favour of leave being granted to rise their seats."

تو پھر کیا ہو گا "....he shall read the statement to the Assembly....." آگے جو کچھ ہو گا، محترمہ چیئرپرسن! بالکل ٹھیک ہے، انہوں نے کہا ہے کہ revive ہو چکا ہے، اس طرح سے revive نہیں ہوا ہے۔ محترمہ چیئرپرسن! یہ تحریک التواء کا chapter تھا، وہ پہلے تحریک استحقاق پہ بولتے رہے

ہیں۔ یہ دو علیحدہ باب ہیں۔ ان کو ابھی تک یہ بھی پتہ نہیں کہ ان میں distinction کیا ہے؟

محترمہ چیئرپرسن ، شکریہ موبل صاحب! میں یہی تو ان کو بتانے کی کوشش کر رہی تھی، لیکن آپ کو معلوم ہے کہ ان کی خوبصورت اداؤں میں سے ایک ادا یہ بھی ہے کہ وہ کسی کی نہیں سنا کرتے، صرف اپنی ہی سنایا کرتے ہیں۔

سید ذاکر حسین شاہ ، (کچھ کہنے کے لیے کھڑے ہوئے) ـــــ مگر

محترمہ چیئرپرسن ، آپ اب تشریف رکھیے، آپ نے وعدہ کیا تھا کہ آپ رولز پڑھنے کے بعد آرام سے اچھے بچوں کی طرح بیٹھے رہیں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب فضل حسین راہی ، (بغیر مائیک کے) یہ بچے ہیں تو آپ ماں ہیں۔

محترمہ چیئرپرسن ، شکر ہے اللہ کا کہ انہوں نے مجھے ماں تو سمجھا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین) میرا خیال ہے کہ اب مجھے یہ تحریک پڑھنے کی اجازت ہونی چاہیے۔

سید ذاکر حسین شاہ ، میں منظور احمد موبل صاحب نے جو بات کی ہے میں اس کا جواب دینا چاہتا ہوں۔

محترمہ چیئرپرسن ، شاہ صاحب کوئی دن ایسا آنے کا جس دن آپ چین سے بیٹھیں گے۔

سید ذاکر حسین شاہ ، محترمہ چیئرپرسن صاحبہ! یہ میرا حق ہے۔

محترمہ چیئرپرسن ، آپ کے تو بہت سے حقوق ہیں "چین" کا مطلب آتا ہے۔

سید ذاکر حسین شاہ ، چین کا مطلب آپ بھی سمجھتی ہیں اور میں بھی سمجھتا ہوں۔

محترمہ چیئرپرسن ، (مسکراتے ہوئے) تو پھر بیٹھ جائیے۔

جناب نذر حسین کیانی ، آپ نے ذاکر حسین شاہ صاحب کو بہت سے پند و نصائح سے نوازا ہے، ایک شعر عرض ہے کہ،

کتنے شیریں ہیں تیرے لب کہ رقیب
گالیاں کھا کے بھی بے مزہ نہ ہوا

محترمہ چیئرپرسن ، جناب شکریہ۔ رقیب کا بے حد شکریہ ـــــــ جی جناب ـــــــ

ڈاکٹر ضیاء اللہ خان بنگش ، محترمہ چیئرپرسن صاحبہ! میں یہ رولز quote 67 کرتا ہوں۔

محترمہ چیئرپرسن ، رول 67 quote ہو چکا ہے۔

ڈاکٹر ضیاء اللہ خان بنگش ، رول 67 سب رول جی ۔

محترمہ چیئرپرسن ، وہ quote ہو چکا ہے۔

ڈاکٹر ضیاء اللہ خان بنگش ، نہیں جی نہیں' یہ منظور مولی صاحب کے اعتراض کے جواب میں ہے۔

"The motion shall not relate to a matter of privilege "

Recently, this matter has been discussed in the privilege motion of Syed Zakir Hussain Shah and that is why I think that this adjournment motion cannot be presented in this House.

محترمہ چیئرپرسن ، ڈاکٹر صاحب! آپ تشریف رکھیے۔ میں یہ تحریک التواء پڑھنا چاہتی ہوں اور معزز ایوان سے یہ بھی پوچھنا چاہتی ہوں' کہ آج صرف شوقیہ پوائنٹ آف آرڈرز ہوں گے یا کوئی کام کی بات بھی ہو گی؟

سید ذاکر حسین شاہ ، آپ کی موجودگی میں تو شوق ہی چلے گا۔

محترمہ چیئرپرسن ، آپ پھر کھڑے ہو گئے ہیں۔

ایک معزز ممبر ، بڑے شعر سنائے جا رہے ہیں۔

محترمہ چیئرپرسن ، بڑی اچھی بات ہے' موسم کچھ اچھا لگ رہا ہے۔ اس لیے ہاؤس کے اندر کا موسم بھی اچھا ہونا چاہیے۔ مجھے یہ تحریک پڑھنے کی اجازت دی جائے۔ شاہ صاحب آپ نے فرمایا تھا کہ میں چین سے بیٹھ جاؤں گا۔

سید ذاکر حسین شاہ ، محترمہ چیئرپرسن! آخری پوائنٹ ہے ۔ اس موضوع پر جو کہ میاں منظور احمد مولی نے پیش کیا اس پر میں نے بھی اعداد و شمار کئے ہیں' اس موضوع پر وزیر صاحب نے بھی آدھا گھنٹہ تقریر کی ہے' اب وہ کون سی بات رہ گئی ہے جس پر یہ بحث کرنا چاہتے ہیں' یہ تو ہاؤس کا وقت ضائع کر رہے ہیں۔

محترمہ چیئرپرسن ، شاہ صاحب آپ اتنی اچھی باتیں کرتے کرتے بیچ میں پھر بڑی کھردری باتیں

کرنے لگ جاتے ہیں' یہ اچھی بات نہیں' اب آپ چپ بیٹھیں گے کیونکہ آپ نے کہا تھا کہ میں آخری لمحے بول رہا ہوں' ویسے آپ کو اللہ تعالیٰ ہزاروں سال کی عمر دے۔

ایک معزز ممبر ، محترمہ چیئرپرسن صاحبہ! ہاؤس کورم میں نہیں۔

محترمہ چیئرپرسن ، ہاؤس کورم میں ہے۔ وہ لوگ جو شوقیہ باہر جا رہے ہیں اچھا نہیں کر رہے ہیں بہت ذوق کا ثبوت دے رہے ہیں۔ گنتی کی جائے۔ (گنتی کی گئی)۔

اس وقت ہاؤس کورم میں نہیں لہٰذا پانچ منٹ کے لیے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(کورم کے لیے گھنٹی بج رہی ہے)

گنتی کی جائے--------- گنتی کی گئی۔ ہاؤس کورم میں ہے اس لیے ہم اپنی کارروائی دوبارہ شروع کرتے ہیں۔ میں یہ تحریک التواء پڑھتی ہوں۔ (قطع کلامیاں)

میں چودھری محمد اعظم چیمہ صاحب کی تحریک التواء کار پڑھتی ہوں۔ ہاؤس اس وقت کورم میں ہے اور ہم اپنی کارروائی شروع کرتے ہیں۔ آج پرائیویٹ ممبرز ڈے ہے۔ چیمہ صاحب آپ تشریف رکھیں۔

ہم یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہیں گے کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ فصل مونجی جو برداشت ہو چکی ہے گورنمنٹ کے اعلان کے نرخوں کے مطابق فروخت نہیں ہو رہی ہے۔ کاشت کاروں سے اپنی مرضی سے ریٹ لگا کر فصل مونجی خریدی جا رہی ہے------

جناب فضل حسین راہی ، [***]

محترمہ چیئرپرسن : راہی صاحب! یہ کس قانون میں لکھا ہوا ہے۔ یہ کس قاعدے اور ضابطے میں لکھا ہوا ہے کہ جب سپیکر پڑھ رہا ہو تو آپ اس کو ٹوکیں۔ یہ کس قانون اور قاعدے میں لکھا ہوا ہے۔

جناب فضل حسین راہی ، [***]

محترمہ چیئرپرسن ، جب میں پڑھ لوں گی اس کے بعد آپ اپنا حق استعمال کریں گے کیونکہ اس وقت میں سپیکر ہوں۔ جب میں پڑھ لوں گی اس کے بعد آپ اعتراض اٹھا سکتے ہیں۔

*** (محترمہ چیئرپرسن کے حکم پر مندرجہ بالا کارروائی حذف کی گئی)

جناب فضل حسین راہی ، [***]

محترمہ چیئرپرسن : یہ آپ کے پسندیدہ الفاظ اپنا اثر کھو چکے ہیں۔ اس لئے ان لفظوں کو چھوڑ دیں اور مجھے تحریک پڑھنے دیں۔

جناب فضل حسین راہی ، [***]

محترمہ چیئرپرسن ، راہی صاحب آپ بیٹھ جائیں۔

جناب فضل حسین راہی ، [***]

محترمہ چیئرپرسن ، میں اس وقت آپ کی کوئی بات نہیں سنوں گی۔ میں اس وقت سپیکر ہوں۔ اور آپ کو اس کا احترام رکھنا ہو گا۔

جناب فضل حسین راہی ، [***]

محترمہ چیئرپرسن ، جی نہیں۔ آپ درخواست نہیں کر سکتے ۔ میں نے آپ کو اجازت نہیں دی۔ آپ کو یہ عادت ہے۔ آپ اپنی عادت سے مجبور ہیں اور آپ اس مقام پر لے آتے ہیں اور آپ کو اس مقام پر ہاؤس کو کبھی نہیں لانا چاہیے۔ جب میں یہ پڑھ لوں گا۔ اس کے بعد آپ کا ہر اعتراض سنوں گی۔

جناب فضل حسین راہی ، [***]

محترمہ چیئرپرسن ، جی نہیں۔ یہ کبھی کسی قاعدے میں نہیں ہوا۔

جناب فضل حسین راہی ، [***]

محترمہ چیئرپرسن ، میں یہ جانتی ہوں کہ قانونی کارروائی کون سی ہے اور کون سی نہیں اس لیے آپ تشریف رکھیں ۔ میں نے آپ کو بولنے کی اجازت نہیں دی۔ آپ نہیں بیٹھتے' تو کھڑے رہیں۔ مگر میں اس کو پڑھوں گی۔

جناب فضل حسین راہی ، [***]

محترمہ چیئرپرسن ، آپ مجھے یہ نہیں کہہ سکتے کہ میں غلط کر رہی ہوں۔ آپ اس کرسی کو غلط نہیں کہہ سکتے۔ آپ مجھے نہیں ٹوک سکتے۔

*** (محترمہ چیئرپرسن کے حکم پر مندرجہ بالا کارروائی حذف کی گئی)

جناب فضل حسین راہی ، [***]

محترمہ چیئرپرسن ، راہی صاحب! آپ کو تو یہ بھی نہیں معلوم کہ سپیکر کیا ہوتا ہے اور عورت کا احترام کیا ہوتا ہے۔ آپ اس کے اوپر کیا بات کریں گے؟ میں پڑھ رہی تھی اور میں ضرور پڑھوں گی۔

جناب فضل حسین راہی ، [***]

محترمہ چیئرپرسن ، آپ یہ نہیں کہہ سکتے۔ آپ نے ایک محاورہ پکڑا ہوا ہے۔

جناب فضل حسین راہی ، [***]

وزیر قانون ، محترمہ چیئرپرسن صاحبہ! معزز رکن کو حکم دیں کہ وہ تشریف رکھیں ' تاکہ ان کی observation کا میں جواب دے سکوں۔

جناب فضل حسین راہی ، [***]

محترمہ چیئرپرسن ، راہی صاحب! آپ اس طرح بات نہ کریں اور بیٹھ جائیں۔ آپ کی کسی بات کا جواب نہیں دیا جائے گا اور نہ ہی آپ کی بات سنی جائے گی۔ آپ جتنی باتیں کر رہے ہیں وہ کارروائی سے حذف کر دی جائیں۔ آپ کی بات نہیں سنی جائے گی۔ آپ سپیکر کی بات نہیں مان رہے۔ آپ کو سپیکر کی بات ماننی پڑے گی۔ آپ کا دل چاہے یا نہ چاہے ' آپ کو میری بات ماننی پڑے گی۔ میں خود اس کے لیے جواب دہ ہوں۔ کعبہ قانونی ہے یا غیر قانونی۔ قانون مجھ سے پوچھ سکتا ہے ' آپ سے نہیں پوچھ سکتا۔ راہی صاحب! آپ میرے ساتھ بحث کرنے کی کوشش نہ کریں۔ میں اس کرسی پر ہوں۔ آپ میرے ساتھ بحث کرنے کی کوشش نہ کریں۔ یہ غلط ہے یہ غیر قانونی ہے۔ یہ غیر آئینی ہے۔ یہ غیر اخلاقی ہے جو کچھ آپ کر رہے ہیں اور میں اس ہاؤس میں غیر اخلاقی باتوں کی اجازت نہیں دے سکتی۔

جناب محمد شاہنواز چیمہ ، پوائنٹ آف آرڈر ۔ محترمہ چیئرپرسن صاحبہ! اس مسئلے کو اپنی prestige کا مسئلہ نہ بنائیں۔ انصاف سے بات کریں۔ یہ کوئی ایسی بات نہیں۔ اگر قانون اور ضابطے کے مطابق انھوں نے نشان دہی کی ہے ' تو کورم کی گنتی ہو جائے۔ کوئی ایسی بات نہیں۔ آپ ایسی بات نہ کریں۔ یہ کوئی حرف آخر نہیں ہوتا۔ مہربانی فرما کر ہاؤس کو چلائیں۔

*** (محترمہ چیئرپرسن کے حکم پر مندرجہ بالا کارروائی حذف کی گئی)

محترمہ چیئرپرسن ، شکریہ ۔ چیمہ صاحب! آپ کچھ لوگوں کو سکھائیں کہ اس ایوان میں بات کرنے کا انداز کیا ہوتا ہے۔ کیونکہ جب میں پڑھ رہی ہوں، تو یہ اپنا اعتراض میرے پڑھنے کے بعد اٹھا سکتے ہیں۔ لیکن یہ درمیان میں مداخلت نہیں کر سکتے۔ مجھے کوئی قانون دکھائیں جو درمیان میں مداخلت کرنے کی اجازت دیتا ہے۔

جناب فضل حسین راہی ، آپ انھیں وقت دے رہی ہیں کہ وہ کورم پورا کرلیں۔

محترمہ چیئرپرسن ، آپ کو کسی نے کسی کی نیت پر شک کرنے کی اجازت نہیں دی۔ جو کچھ میرے شعور اور لاشعور میں ہے اس کے اوپر بات کرنے کی آپ کو کوئی اجازت نہیں۔

جناب فضل حسین راہی ، گنتی کرائی جائے کہ ہاؤس کے اندر کیا گنتی ہے۔

محترمہ چیئرپرسن ، نہیں جناب ۔ میں کہہ چکی ہوں کہ ہاؤس کورم میں ہے۔ میں یہ پڑھنا چاہتی ہوں اور میں یہ پڑھوں گی۔

جناب سعید احمد ظفر ، اجازت ہو تو میں کچھ عرض کروں۔

محترمہ چیئرپرسن ، جی فرمائیں۔

جناب سعید احمد ظفر ، محترمہ چیئرپرسن صاحبہ! میرے فاضل بھائی نے کل بھی اسی قسم کا رویہ اختیار کیا اور کل بھی انھوں نے چیئر کو تنقید کا نشانہ بنایا جس کی اجازت قواعد قطعی طور پر نہیں دیتے۔ میرے خیال میں میرے فاضل بھائی شاید اس بات کو محسوس نہیں کر رہے کہ چیئر کا کیا احترام ہوتا ہے اور چیئر کے احترام کو کس طرح قائم رکھا جاتا ہے۔ میں گزارش کروں گا کہ انھیں ایسی باتوں سے اجتناب کرنا چاہیے جن سے ایوان کے وقار کو نقصان پہنچے۔

جناب فضل حسین راہی ، میں آپ کی اتھارٹی کو چیلنج کرتا ہوں۔ آپ غیر قانونی طور پر ایوان کو چلا رہی ہیں۔

جناب سعید احمد ظفر ، انھیں اپنے الفاظ واپس لینے چاہئیں اور جو غلط اور تند و تیز رویہ انھوں نے اختیار کیا ہے۔ اس کی مذمت کی جائے اور ایسی باتوں کی ہرگز اجازت نہ دی جائے جس سے اس ایوان کے وقار کو کوئی نقصان پہنچے۔

جناب فضل حسین راہی ، آپ غلط طور پر اسمبلی چلا رہی ہیں۔

محترمہ چیئرپرسن ، آپ خاموش رہیں۔ آپ ممبران کو خود گن لیجیے۔ مجھے گن کر بتائیں کہ کتنے ہیں؟

جناب فضل حسین راہی ، میں نے گن لیے ہیں۔ آپ گنتی کرائیں۔

محترمہ چیئرپرسن ، میں کہتی ہوں کہ آپ مجھے ممبران کی تعداد بتایئے۔ (شیم شیم کی آوازیں)

جناب فضل حسین راہی ، آپ سیکرٹری صاحب سے پوچھیں اور قانون کے مطابق چلیں۔

محترمہ چیئرپرسن ، ممبران کو دوبارہ گن لیا جائے۔۔۔۔۔۔ گنتی شروع کی گئی۔

راہی صاحب! جب آپ باہر تشریف لے جائیں گے تو کورم ٹوٹ جائے گا۔ آپ تشریف لے جائیں۔ آپ کے جانے سے ہی کورم ٹوٹتا ہے۔ آپ جائیں گے تو ایک ممبر کم ہو گا اور کورم ٹوٹے گا۔ آپ جائیے۔ آپ یہاں کھڑے کیا کر رہے ہیں؟

جناب فضل حسین راہی ، میں کھڑا ہوں اور مجھے آپ کے ممبران کا حساب کرنا ہے۔

محترمہ چیئرپرسن ، آپ کے باہر جائے بغیر کورم نہیں ٹوٹ سکتا۔ آپ تشریف لے جائیں۔ آپ باہر جا کر دیکھیں تو سہی۔ کورم بھی ٹوٹ جائے گا اور دل بھی ٹوٹ جائیں گے۔ باہر جائیے تو سہی۔ تھوڑی دیر کے لیے تشریف لے جائیے۔

جناب فضل حسین راہی ، میں نہیں جاتا۔ گنتی ہونے دیں۔

محترمہ چیئرپرسن ، آپ بھی ذرا گنتی سیکھیے۔ ایک ' دو ' تین سیکھیے ـــ اور میں آپ کو بتانا چاہتی ہوں کہ آپ نے دو ممبران کو اشارہ کیا ہے کہ وہ باہر چلے جائیں۔ آپ تشریف لے جائیں تاکہ کورم ٹوٹ جائے۔ میں آپ سے بار بار کہہ رہی ہوں کہ کورم توڑ دیجیے۔

جناب سعید احمد ظفر ، محترمہ چیئرپرسن! اتنی باریک بات ان کی سمجھ میں نہیں آئے گی، ان سے کہیے کہ آپ کے جانے سے ہی کورم ٹوٹتا ہے۔

محترمہ چیئرپرسن ، وہی تو کہتی ہوں کہ راہی صاحب' آپ جائیں گے تو سارا زمانہ چلا جائے گا۔ باہر جا کر دیکھیے۔ سارا زمانہ چلا جائے گا۔ جائیے تو سہی۔ جائیے' جائیے ۔ میں آپ سے یہ کہہ رہی ہوں کہ کورم توڑ دیجیے۔ آپ وقت کیوں ضائع کر رہے ہیں؟

جناب فضل حسین راہی ، آپ وقت دے رہی ہیں کہ کورم پورا کر لیں۔

محترمہ چیئرپرسن ، آپ وقت دے رہے ہیں۔

جناب فضل حسین راہی ، خدا کے لیے آپ انصاف کریں۔ مجھے میرا حق دیں۔ آپ قانونی کارروائی کریں۔ آپ بتائیں کہ کیا گنتی ہے؟

محترمہ چیئرپرسن ، یہ گننا میرا کام نہیں۔ میں سپیکر ہوں۔ مجھے جو بتایا جائے گا وہ درست ہو گا۔

جناب فضل حسین راہی ، یہ ڈپٹی سیکرٹری صاحب کی ہے۔ آپ انھیں کیوں نہیں کہتیں کہ وہ گن کر بتائیں۔ (گنتی کی گئی)

محترمہ چیئرپرسن ، ٹھیک ہے ۔ اگر کورم پورا نہیں ہے تو پانچ منٹ کے لیے گھنٹی بجائی جائے ۔

(گھنٹی بجنی شروع ہوئی)

(گھنٹیاں بجنے کے بعد کارروائی اجلاس دوبارہ شروع ہوئی)

کورم پورا ہے۔

جناب فضل حسین راہی ، اگر کورم پورا ہے تو مجھے گنتی بتائی جائے۔ کورم پورا نہیں ۔

جناب اکبر مظہر وینس ، محترمہ چیئرپرسن! اگر کورم پورا ہے یا نہیں اور ہم اس پر بحث کریں گے تو میرے خیال میں یہ کوئی اچھی بات نہیں۔ ہمارے 75% لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم ان کے لیے کام کر رہے ہیں۔ اس لیے اس مسئلے کو ختم کیا جائے۔

محترمہ چیئرپرسن ، معزز اراکین! کورم پورا ہے۔ اب ہم اپنی کارروائی شروع کرتے ہیں۔

جناب فضل حسین راہی ، محترمہ چیئرپرسن! کورم پورا نہیں ہے۔ میں چیلنج کرتا ہوں۔

محترمہ چیئرپرسن ، راہی صاحب! ٹھیک ہے ۔ آپ تھوڑی دیر کے لئے خاموش رہیں۔

جناب علی اکبر مظہر وینس ، محترمہ ! کورم پورا نہیں یہ کھاد کا مسئلہ کسانوں کا ہے۔ ہم اس پر بحث کریں گے ۔ ہم اس کو اسمبلی میں لائیں گے۔ ہم اپنے صوبے کے 75 فیصد لوگوں سے یہ نہیں کرنا چاہتے کہ وہ یہ سمجھیں کہ کھاد ہمیں نہیں مل رہی۔ دوائیں نہیں مل رہیں تو اس کی ذمہ دار پیپلز پارٹی ہے ہم یہ ثابت نہیں کرنے دیں گے ۔ ہم یہ ثابت کریں گے کہ کھاد اور یہ جو مسئلہ اس وقت

اٹھایا گیا ہے یہ نیک نیتی سے اٹھایا گیا ہے۔ اگر اس کی ذمہ دار فیڈرل گورنمنٹ ہے۔ اگر اس کا ذمہ دار کوئی فیڈرل وزیر ہے وہ پیٹمبر نہیں۔ اگر پنجاب کی حکومت خواہ مخواہ فیڈرل گورنمنٹ کو بدنام کرنے کے لیے اشتہار بازی پر ملک کا اتنا بڑا سرمایہ ضائع کر رہی ہے تو پھر یہ لوگ ذمہ دار ہیں۔ ہم یہ ثابت کریں گے۔ ہم اسے ہاؤس میں زیر بحث لائیں گے اور آپ اس کو لائیں۔ (قطع کلامیاں)

محترمہ چیئرپرسن، جناب لاءمنسٹر کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

وزیر قانون، محترمہ چیئرپرسن! میں نے کل بھی جناب لیڈر آف اپوزیشن کی خدمت میں بھی دردمندانہ اپیل کی تھی۔ آج بھی میں نے خود جا کر اراکین حزب اختلاف کو ذاتی طور پر جا کر استدعا کی ہے کہ یہ آپ کا اپنا بلایا ہوا اجلاس ہے requisitioned اجلاس ہے۔ اس میں اس قسم کی رکاوٹیں ڈال کر آپ جمہوریت، پارلیمانی روایات اور اس ہاؤس کے decorum کو بحال کرنے میں کوئی خدمت نہیں کر رہے۔ میں نے ان کو یہ گزارش کی کہ آپ مہربانی کر کے تشریف لے آئیے۔ لاء اینڈ آرڈر پر کل بحث ہونی ہے۔ اگر اس قسم کا منفی رویہ آپ کا ہو، پھر ہم بھی اس قسم کا منفی رویہ رکھیں تو یہ نہ آپ کے لیے قابل تحسین ہے نہ ہمارے لئے یہ قابل تحسین ہے۔ محترمہ چیئرپرسن! ایک فیصلہ میرے اور جناب قائد حزب اختلاف کے درمیان ہوا کہ بل ہاؤس میں پیش کیے جائیں گے۔ ان کی اجازت سے میں نے وہ بل ایجنڈے میں رکھوائے۔ جب میں نے کل بل پیش کرنے کی کوشش کی تو اس وقت حزب اختلاف والوں بالخصوص راہی صاحب نے اعتراض کیا اور میں اس بات پر احتجاج کر رہا تھا اور سپیکر صاحب ان کے اس رویے سے اتنا رنجیدہ خاطر تھے کہ وہ خاموشی سے یہ تماشا دیکھ رہے تھے تو راہی صاحب نے سپیکر کا بھی رول ادا کر لیا اور خود اپنی سیٹ سے اٹھ کر یہاں آ کر مجھے بٹھانے کی کوشش کی۔ محترمہ چیئرپرسن! کسی کے صبر کے امتحان کی اور کسی کی شرافت کی کوئی حد ہوتی ہے۔ محترمہ چیئرپرسن! میں سمجھتا ہوں کہ یہ طریقہ کسی لحاظ سے بھی قابل ستائش نہیں۔

جناب علی اکبر مظہر وینس، پوائنٹ آف آرڈر۔ محترمہ چیئرپرسن! میں اپنے بڑے بھائی سردار صاحب سے گزارش کروں گا کہ ایک دفعہ ہم آ کر بیٹھ گئے ہیں۔ اب اسی طرح آپ بات کریں گے تو پھر ہماری طرف سے بھی کوئی ہمارا بھائی اٹھ کر کھڑا ہو گا اور پھر وہی کام شروع ہو جائے گا۔

محترمہ چیئرپرسن، آپ تشریف رکھیے۔ وزیر قانون صاحب کو اپنی بات مکمل کرنے دیجیے۔

جناب علی اکبر مظہر وینس ، بڑی مہربانی ۔ یہ سب کچھ دیکھنا ہے جو کچھ ہونا ہے۔ اس طرح ہمیں مورد و الزام نہ ٹھہرائیں۔

محترمہ چیئرپرسن ، آپ تشریف رکھیے۔ اگر اس معاملے میں پھر وہیں پر جا کر پہنچنا ہے۔ جہاں سے یہ شروع ہوا ہے تو وزیر قانون کو جو وہ کہنا چاہتے ہیں کہہ لینے دیجیے۔

وزیر قانون، محترمہ چیئرپرسن! مجھے بہت خوشی ہوتی ہے اور میں اپنے بھائی وینس صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جب میں ذاتی طور پر قائد حزب اختلاف کی خدمت میں استدعا کرنے گیا تو اس وقت یہ ہاؤس میں موجود تھے۔ کیا ہی اچھا ہوتا کہ یہ بھی آ کر میرے ساتھ شامل ہو کر ان کو اس بات پر آمادہ کرتے۔ حق کی بات ہے کہ جب ہاؤس کا کورم پورا ہو گیا ہے۔ تقریر کرنے کا وقت بھی وینس صاحب کو اس وقت یاد آیا ہے۔ صرف کریڈٹ لینے کے لیے کہ پیپلز پارٹی بڑی خیر خواہ ہے۔ جس وقت کورم ٹوٹا ہوا تھا اس وقت انہوں نے ذاتی طور پر جا کر ان کے ساتھ بات کیوں نہیں کی؟ میں نے ان کو یہی کہا کہ جب کورم پورا ہو گا اور آپ آئیں گے تو اس وقت آپ کا کوئی احسان نہیں ہو گا۔ اس طریقے سے آپ کوئی اچھی روایت قائم نہیں کریں گے۔ کورم پورا ہو گیا۔ پھر اس کے بعد آنا' نہ آنا ہمارے لیے برابر ہے۔ تو محترمہ چیئرپرسن! میں آپ کی خدمت میں گزارش کرتا ہوں کہ کل تحریک استحقاق ٹی۔وی کے بارے میں شاہ صاحب نے دی۔ جب حکومت کا جواب دینے کا وقت آتا ہے تو یہ مداخلت کرتے ہیں۔ یہ جب اپنا نکتہ نظر پیش کرتے ہیں تو ہم بڑی فراخ دلی سے کھلے دل سے ان کو بات کرنے دیتے ہیں اور کوئی مداخلت نہیں کرتے۔ جب ہم اپنی گورنمنٹ کا نقطہ نظر پیش کرنا چاہتے ہیں جیسے آج بھی آپ نے دیکھا ہے کہ قدم قدم پر وزیر زراعت کو روکا گیا۔ ٹوکا گیا۔ بٹھایا گیا اور کم از کم دس دفعہ ان کو ٹوکا گیا۔ تو جب وہ بات کرتے ہیں تو ہم ان کی بات سنتے ہیں تو گورنمنٹ کا نقطہ نظر بھی ضرور پیش ہونا چاہیے۔ دراصل بات یہ ہے کہ جو ان کی اپنی ذمہ داری ہے اس ذمہ داری کو پورا کرنے کے لیے یہ پنجاب گورنمنٹ کو blame کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور جب غلط blame کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور جب ہمارا صفائی میں بات کرنے کا وقت آتا ہے تو پھر یہ رکاوٹ ڈالتے ہیں کہ ہم اپنا نقطۂ نظر پیش نہ کر سکیں۔ تو محترمہ چیئرپرسن! میں آپ کی خدمت میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ اب آپ مہربانی کر کے اس ہاؤس کے decorum کو مدنظر رکھتے ہوئے آپ پر

یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ ہماری طرف سے اگر کوئی معزز رکن غلطی کرتا ہے تو اس کا سختی سے نوٹس لیں۔ اگر ان کی طرف سے کوئی معزز رکن اس قسم کی کوئی بات کرتا ہے۔ جس سے ہاؤس کا decorum متاثر ہوتا ہے تو اس پر آپ کسی قسم کی رو رعایت ہمیں دیں نہ انہیں دیں۔ شکریہ۔

محترمہ چیئرپرسن ، شکریہ جناب! جی ڈار صاحب!

جناب محمود الحسن ڈار ، محترمہ چیئرپرسن صاحبہ! میری درخواست ہے کہ آپ ہماری طرف بھی دیکھ لیں۔ ہم آپ کو بڑے غور سے سن رہے تھے۔ وہ تو ویسے بھی آپ کا ایک کان سے سن سکتے تھے۔ لیکن آپ میری بات سن لیں کہ جو انھوں نے یعنی لاءمنسٹر صاحب نے ہمارے بھائی وینس صاحب کے متعلق ریمارکس کیے ہیں وہ انہوں نے غلط کیے ہیں۔ حقیقت میں انہی کی وجہ سے ہم یہاں پر آئے ہیں اور وہ جب باہر بیٹھے تھے وہ ضد ہی یہی کرتے تھے کہ کھاد کا جو مسئلہ ہے یہ ہماری سنٹر گورنمنٹ کا نہیں۔ یہ صوبے میں بیٹھے ہوئے ہیں اور یہاں بلیک مارکیٹ ہوتی ہے۔ ملاوٹ یہاں پر ہوتی ہے جن کی روک تھام پنجاب گورنمنٹ نے کرنی ہے۔ اس لیے یہ بات غلط کہتے ہیں کہ جی کورم پورا ہوا ہے تب آئے ہیں ۔ میں جناب یہ وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ وزیر قانون کو یہ باتیں نہیں کرنی چاہئیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ مل کر کام کریں۔ ہمیشہ ان کی طرف بات ہوتی رہی ہے۔ شکریہ۔

محترمہ چیئرپرسن ، جی ۔ تشریف رکھیں۔ جی آغا صاحب!

آغا ریاض الاسلام ، محترمہ چیئرپرسن! یہاں پر لاءمنسٹر صاحب کی طرف سے جو باتیں کہی گئی ہیں میں ان کے متعلق یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ اجلاس اپوزیشن نے requisite کیا ہے اور اس وقت کی صوبہ میں موجودہ امن امان کی صورت حال کو زیر بحث لانے کے لیے اس اجلاس کو ہم لائے۔ آج بھی آپ اخبار اٹھا کر دیکھ لیں۔ بینک لوٹے جا رہے ہیں اور جس دن سے ہم نے یہ اجلاس requisite کیا ہے امن و امان کی صورت حال کو یہ پورے ہاؤس کو change کر کے اس کی direction کو change کر کے اپنے مفادات میں اور غیر ضروری مفاد ات میں استعمال کر رہے ہیں جس کا مرکزی حکومت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہم نے جو اجلاس بلایا ہے اس کی ہم نے ضرورت یہ محسوس کی کہ اس وقت صوبے کے اندر موجودہ صورت حال بہت ابتر ہو چکی ہے۔ لوگ قتل ہو رہے ہیں۔ بینک لوٹے جا رہے ہیں اور لوگوں کی زندگی میں سکون نہیں رہا ۔ ہم اس کے اوپر بات کرنا چاہ

رہے ہیں۔ انہوں نے یہ خود فیصلہ کیا تھا کہ تین دن تک اس کے اوپر بحث کی جائے گی۔ آج مجھے یہ بتائیں کہ پہلے دن صرف پانچ تقاریر کے بعد جو وضاحتیں کرنی چاہیے تھیں جو بتانا چاہیے تھا اس کے جواب میں یہ ذوالفقار علی بھٹو کے دور کو لے آئے۔

محترمہ چیئرپرسن ، آغا صاحب! آپ اپنی بات کو مختصر کریں۔

آغا ریاض الاسلام ، محترمہ چیئرپرسن! میں آپ سے صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جو لاءمنسٹر صاحب یہ بات کہہ رہے ہیں کہ جب بات کی وضاحت کرنے کا وقت آتا ہے تو اپوزیشن ان کو روکتی ہے یا منع کرتی ہے ۔ لیکن ہم ان کو یہ کہتے ہیں کہ اجلاس ہم نے امن و امان کی صورت حال زیر بحث کروانے کے لیے requisite کیا ہے اور کل سے آپ نوٹ کرلیں کہ دو دن لگا تار ہو گئے کہ انہوں نے وہ موضوع بالکل پس پشت ڈال دیا اور ایک نئے موضوع کو لے کر یہاں لا رہے ہیں کون راستے میں رکاوٹ بن رہے ہیں' یہ یا ہم اپوزیشن والے؟

محترمہ چیئرپرسن ، آپ تشریف رکھیے۔

آغا ریاض الاسلام ، محترمہ چیئرپرسن! میں یہ کہنا چاہوں گا کہ یہ بات ریکارڈ پر موجود ہے کہ دس روپے فی بوری اگر کھاد جس شخص نے اس وقت یہاں پر لینی ہے ہم اس کو بلیک میں دلواتے ہیں۔ یہ تمام تر بوریاں ادھر کے ڈی۔سی اور پنجاب کی انتظامیہ کے پاس پڑی ہوئی ہیں۔ اگر کوئی بلیک میں خریدتا ہے تو اس کو مل جاتی ہے اور جو بلیک میں نہیں خریدتا اس کو نہیں ملتی۔

محترمہ چیئرپرسن ، ریاض صاحب! آپ اپنی بات پر رہیں۔ آپ irrelevant ہو رہے ہیں۔ آپ وہی بات کریں۔ جو بات آپ کرنے کے لیے کھڑے ہوئے ہیں۔ میں نے آپ کو تقریر کی اجازت نہیں دی۔

آغا ریاض الاسلام ، محترمہ چیئرپرسن! میں آپ سے یہ کہنا چاہوں گا کہ جب وہ بات کر رہے تھے آپ نے قطعی ان کو منع نہیں کیا بلکہ میرے دوست کی interception کو آپ نے روکا۔ میں بات مکمل کر لوں۔

محترمہ چیئرپرسن ، اب آپ تشریف رکھیے۔ آپ بہت بات کر چکے ہیں۔ میں آپ کی بات کا جواب دینا چاہتی ہوں۔

آغا ریاض الاسلام ، محترمہ چیئرپرسن! میں آپ کو جواب دینے سے نہیں روک رہا لیکن مجھے میری بات کم از کم مکمل کرنے دیجیے۔ میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ موجودہ انتظامی صورت حال میں ان کے بقول یہ ہے کہ کھاد نہیں مل رہی۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ کھاد صوبے میں موجود ہے لیکن جو موجود نہیں صوبے میں وہ اس وقت اس صوبے کے اندر انتظامی صورت حال موجود نہیں ہے۔ آپ بھی جنگ اخبار میں دیکھیے۔

محترمہ چیئرپرسن ، ریاض صاحب! آپ صرف وزیر صاحب کی بات کا جواب دینے کے لیے کھڑے ہوئے ہیں تقریر کرنے کے لیے نہیں کھڑے ہوئے تھے۔ (قطع کلامیاں)

آغا ریاض الاسلام ، محترمہ چیئرپرسن! یہ ہاؤس پنجاب کی صورت حال پر بات کرنے کے لیے بنا ہے مرکز کے اوپر بات کرنے کے لیے نہیں بنا۔ ان کی سی۔او۔پی وہاں پر موجود ہے کہ مرکز کے معاملات کو وہ deal کرے۔ ہمارے ساتھ یہ بات کریں کہ صوبہ پنجاب میں غریبوں کے بچے اغوا کیوں ہو رہے ہیں۔ قتل کیوں ہو رہے ہیں۔

محترمہ چیئرپرسن ، آپ کی بات ختم ہو چکی ہے۔ آپ پوائنٹ آف آرڈر پر اتنی لمبی بات نہیں کر سکتے۔ ریاض صاحب! اب میں نے آپ کو کہہ دیا ہے کہ آپ بیٹھ جائیں۔ (قطع کلامیاں)

آپ بیٹھ جائیں ۔ آپ بات کر چکے ہیں۔

آغا ریاض الاسلام ، اس صوبہ پنجاب میں یہ ہاؤس پولیس کا ہاؤٹ بن کر کام کر رہا ہے۔

محترمہ چیئرپرسن ، آپ اتنی لمبی بات نہیں کر سکتے۔ ریاض صاحب! اب آپ بیٹھ جائیں۔ میں نے آپ کو تقریر کرنے کی اجازت نہیں دی۔

آغا ریاض الاسلام ، محترمہ چیئرپرسن! میں یہ درخواست کروں گا کہ اجلاس ہم نے طلب کیا ہے اور جو موضوع ہم لے کر آئے ہیں اس پر بحث مکمل ہو جائے ۔ اس کے بعد جو جو موضوع یہ بہتر سمجھتے ہیں یہ لے آئیں ہم ان کے اوپر بھی بحث کرنے کے لیے تیار ہیں۔ شکریہ۔

محترمہ چیئرپرسن ، آپ تشریف رکھیں ۔ میں پہلے آپ کی بات کا جواب دیتی ہوں ابھی آپ یہ فرما رہے ہیں کہ آپ نے امن عامہ پر بات کرنے کے لیے اس اجلاس کو بلایا ہے تو جس وقت اجلاس کی کارروائی شروع کی جاتی ہے یا ایجنڈا بنایا جاتا ہے تو اس وقت آپ سے جب بھی پوچھا جائے تو آپ

یہ فرماتے ہیں کہ سوالات بھی ضروری ہیں تحاریک استحقاق بھی ضروری ہیں تحاریک التواء بھی ضروری ہیں اس میں بھی لوگوں کی زندگی اور موت کا سوال ہے آپ نے آج تک یہ اجازت نہیں دی کہ کارروائی میں سے یہ تینوں چیزیں حذف کر دی جائیں اور امن عامہ پر بحث کی جائے اگر فاضل اراکین پیپلز پارٹی یہ چاہتے ہیں کہ جس مقصد کے لیے انہوں نے اجلاس بلایا ہے اس کے علاوہ نہ وقفہ سوالات ' تحاریک استحقاق اور تحاریک التوا نہ ہوں تو ہمیں اس پر کیا اعتراض ہو سکتا ہے آپ امن عامہ پر بحث کرتے رہیں ہم نے کب کہا ہے کہ ہم اس پر بحث نہیں کرنا چاہتے۔

دوسری بات یہ ہے کہ آج پرائیویٹ ممبرز ڈے ہے اور میں نے ان بنچوں پر بیٹھ کر دیکھا ہے کہ بدقسمتی یہ ہے کہ جب سے یہ اجلاس شروع ہو رہے ہیں پرائیویٹ ممبرز ڈے آپ کو نصیب نہیں رہا وہ آپ کے اپنے ہی اعمال کی وجہ سے نصیب نہیں ہو رہا آپ بات کہاں سے شروع کرتے ہیں اور اس بات کو کہاں پہنچا دیتے ہیں۔ یہ باتیں جن کو زیر بحث لانے کے لیے ہم یہاں بیٹھے ہیں اس میں ترشی بھی ہو گی اور تلخی بھی ہو گی سب کچھ ہو گا لیکن یہ نہیں ہو سکتا کہ صرف ایک پارٹی کا نقطہ نظر پیش کیا جائے۔ یہاں پر دونوں پارٹیوں کا نقطہ نظر پیش کیا جائے گا۔

آغا ریاض الاسلام ، محترمہ چیئرپرسن! میری بات تو سن لیں۔

محترمہ چیئرپرسن ، میری بات ابھی ختم نہیں ہوئی اور میں اپنی بات ختم کرنے کے بعد کسی اور کی بات سنوں گی۔

جناب فضل حسین راہی ، آپ خوبصورت چیئرپرسن ہیں۔ بہت اچھی ہیں آپ کی بات کبھی ختم نہیں ہو گی۔ (قطع کلامیاں)

محترمہ چیئرپرسن ، میں معزز اراکین کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتی ہوں کہ جتنی دیر تک میں اس کرسی پر بیٹھی ہوں کوئی مجھے گوارا کرے یا نہ کرے میرے ساتھ اگر کسی نے اس طرح کا سلوک کیا تو میں اپنے تمام اختیارات استعمال کروں گی چاہے وہ اس پارٹی سے ہو یا وہ اس پارٹی سے ہو مجھے اس ایوان کو چلانا ہے اور امن عامہ کے لیے ہم نے کوئی قاعدہ اور ضابطہ بنانا ہے ہم نے اس صوبے کو ایک آئیڈیل صوبہ بنانا ہے تو اس میں یہاں نہ تو بدتمیزیاں چل سکتی ہیں اور نہ ہی ناشائستگی چل سکتی ہے جس نے میرے ساتھ بات کرنی ہے وہ شائستگی کے دائرے میں رہ کر بات کرے گا اور

جو شائستگی سے بات نہیں کرے گا میں اس کو اس ایوان سے باہر نکال دوں گی چاہے وہ حزب اقتدار میں سے ہو چاہے وہ حزب اختلاف میں سے ہو میں ایک معزز سپیکر ہوں اور میں اپنے اختیارات استعمال کروں گی۔

اب میں معزز اراکین پیپلز پارٹی کی خدمت میں عرض کرتی ہوں کہ آپ کل کسی وقت یا آج جناب وزیر قانون کے ساتھ مل کر یہ طے کر لیں کہ آیا امن عامہ بہت ضروری ہے یا آپ کی تحاریک استحقاق بہت ضروری ہیں اگر آپ ان کو ضروری نہیں سمجھتے تو کل صبح نو بجے سے لے کر جب تک آپ کہیں گے ہم امن عامہ پر بحث کرتے رہیں گے۔ ہم بھی اس میں شامل رہیں گے۔ آپ یہ بات طے کر لیں۔

جناب فضل حسین راہی ، آپ کیوں explanation دے رہی ہیں۔

محترمہ چیئرپرسن ، میں نے فضل حسین راہی کو بات کرنے کی اجازت نہیں دی۔ اور معزز اراکین سن لیں اب اگر فضل حسین راہی میری بات پر بولیں گے تو وہ دو دن کے لیے ایوان سے باہر نکال دیے جائیں گے ۔ اب آپ مجھے تحاریک پڑھنے کی اجازت دیجیے۔

جناب علی اکبر مظہر وینس ، پوائنٹ آف آرڈر ۔ میں آپ کی وساطت سے اپنے بڑے بھائی سردار نصراللہ دریشک کی خدمت میں صرف اتنا عرض کرنا چاہوں گا کہ انہوں نے جو میری نیت پر شک کیا ہے اس پر مجھے دلی دکھ ہوا ہے۔ (قطع کلامیاں)

محترمہ چیئرپرسن ، میں نے فضل حسین راہی کو ابھی بولنے کی اجازت نہیں دی۔

جناب فضل حسین راہی ، یہ اجازت مجھے کب ملے گی؟

محترمہ چیئرپرسن ، جب میں اجازت دوں گی تو پھر سارا زمانہ سنے گا۔ میں یہ تحریک پڑھتی ہوں۔

ہم یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہیں گے کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے مسئلہ یہ ہے کہ فصل مونجی جو برداشت ہو چکی ہے گورنمنٹ کے اعلان کے نرخوں کے مطابق فروخت نہیں ہو رہی ہے کاشت کاروں سے اپنی مرضی سے ریٹ لگا کر فصل مونجی خریدی جا رہی ہے اور پھر بھی کاشت کاروں کو رقم کی

ادائیگی نہیں ہو رہی یہ سب کچھ مرکزی حکومت کی ناقص پالیسی کی وجہ سے ہو رہا ہے افسوس یہ ہے کہ زمین داروں کے عوامی احتجاج کے باوجود مرکزی حکومت عدم دلچسپی کا اظہار کر رہی ہے اس کے علاوہ پاسکو اور دیگر ادارے بھی خریداری موثر نہ کرتے ہیں کیونکہ مرکزی حکومت نے تاحال چاول خریدنے کا بندوبست نہ کیا ہے کاشت کاروں کا صرف اور صرف فصل پر انحصار ہوتا ہے اس بحرانی کیفیت پر وفاقی حکومت کے خلاف نفرت اور غم و غصے کی فضا پیدا ہو گئی ہے لوگ فاقہ کشی کا شکار ہو رہے ہیں جس سے عوام میں بے چینی کی لہر بڑھتی جا رہی ہے اس مسئلہ پر فوری بحث کی جائے اور اس کی اہمیت کے پیش نظر اسمبلی کی کارروائی معطل کی جائے اور اس پر فوری بحث کی جائے۔

ملک طیب خان اعوان : محترمہ چیئرپرسن! کپاس اس صوبے کی بلکہ اس ملک کی ایک اہم ضرورت ہے لہٰذا کپاس کو بھی زیر بحث لانے کے لیے اس میں شامل کیا جائے۔

جناب علی اکبر مظہر وینس : محترمہ چیئرپرسن! کپاس کو بھی شامل کر لیا جائے اور گنے کو بھی شامل کر لیا جائے۔

کاشت کاروں کے مسائل کے مستقل حل میں وفاقی حکومت کی ناکامی

محترمہ چیئرپرسن ، اسی مضمون کی ایک دوسری تحریک التواء ہے۔

میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ کاشت کاروں کی زبوں حالی اور خصوصاً کھاد کی نایابی اس ایوان کی فوری توجہ کی متقاضی ہے اس ایوان کی اکثریت کا تعلق دیہی علاقوں اور کاشت کار برادری سے ہے اس طرح قومی اسمبلی اور پاکستان کی دیگر منتخب صوبائی اسمبلیوں میں بھی اکثریت ایسے ارکان کی ہے جن کا تعلق بھی کاشت کار دیہی آبادی سے ہے اگر ہم نے زرعی معیشت اور زراعت پیشہ دیہی آبادی جو کل آبادی کا 70 فیصد ہے سے اغماض برتا تو یہ اپنے حلقہ کے ووٹروں اور ملک سے غداری کے مترادف ہو گا کیونکہ ہمارا یہ عمل ملک اور کاشت کار کو معاشی طور پر تباہ کرنے کے مترادف ہے آج پنجاب کے کاشت کاروں کو اسسٹنٹ کمشنروں کے دفتروں میں صبح سے شام تک کئی کئی روز مسلسل چکر لگانے کے بعد تین چار بیگ کھاد تھما دی جاتی ہے جب کہ انہیں فوری طور پر کم از کم 50 بیگ کھاد کی ضرورت ہوتی ہے لاکھوں ایکڑ نہایت جان فشانی سے تیار

کی جانے والی اراضی پر بغیر فاسفورس کھاد کے گندم کاشت کرنا پڑی جس کی وجہ سے صوبہ میں 30 لاکھ ٹن گندم پیدا ہو گی اور حکومت کو قیمتی زرمبادلہ صرف کر کے کم از کم سات ارب روپے کی گندم باہر سے برآمد کرنی پڑے گی۔ حکومت پاکستان نے اس سال 176 روپے فی من کے حساب سے پہلے ہی گندم درآمد کی ہے جب کہ پاکستان کے اندر کاشت کار کو فی من 92 روپے سے زیادہ قیمت دینے کو تیار نہیں ایک زرعی ملک میں خوراک کی ضرورت پوری کرنے کے لیے گندم باہر سے درآمد کرنا اور بروقت کھاد وغیرہ کا بندوبست نہ کرنا ایک غیر معمولی معاملہ ہے جو کہ پنجاب اسمبلی کے ایوان میں زیر بحث لایا جانا نہایت ضروری ہے تاکہ کاشت کار کے مسائل کا مستقل حل تلاش کیا جائے کیونکہ مالی طور پر بدحال کاشت کار کو بروقت کھاد فراہم نہ کر کے ان کے جذبات سے کھیلا گیا ہے اگر یہ لاوہ پھٹ پڑا تو بڑے سے بڑے ایوانوں میں بھی دراڑیں پڑ جائیں گی حکومت پنجاب کا موقف ہے کہ پنجاب کو کھاد کی ضرورت ایک لاکھ بیالیس ہزار ٹن گندم کاشت کے لیے تھی لیکن اگست ستمبر اور اکتوبر میں کھاد درآمد نہیں ہو سکی اور پنجاب کو صرف پچاس ہزار ٹن کھاد فراہم کی گئی جو کہ صوبہ کی ضرورت کا عشر عشیر ہے فاسفورس کھاد درآمد کرنا اور صوبوں کو فراہم کرنا وفاقی حکومت کی ذمہ داری ہے اس امر کی تحقیقات کرائی جائیں کہ اتنے بڑے قومی نقصان کا کون ذمہ دار ہے اور کاشت کاروں کو رسوا کرنے کے عمل کا ازالہ کیا ہو گا۔

ابھی یہ تین تحاریک التوائے کار ہیں اور یہ تینوں ایک ہی مضمون کی ہیں لہذا اب میں ایوان سے سوال کرتی ہوں کہ ان کو admit کیا جائے یا نہیں۔

(تحریک منظور ہوئی)

ملک طیب خان اعوان ، محترمہ چیئرپرسن! کپاس کے بارے میں بھی تحریک کو اس میں شامل کر لیں۔

محترمہ چیئرپرسن ، کپاس کی تحریک کو بھی اس میں شامل کر لیا جاتا ہے۔ یہ تینوں تحاریک التواء اتفاقی رائے سے ایڈمٹ ہو گئی ہیں اب ان کے اوپر بحث کا آغاز ہوتا ہے۔

میاں منظور احمد موہل ، اب قاعدہ 69 کے تحت دو گھنٹے یا زیادہ وقت دیا جائے گا۔ کیونکہ یہ admit ہو گئی ہیں۔

محترمہ چیئرپرسن ، جی موہل صاحب! آپ کیا فرما رہے ہیں۔

میاں منظور احمد موہل ، محترمہ چیئرپرسن! میری گزارش یہ ہے کہ چونکہ یہ تحاریک التوائے کار ایڈمٹ ہو چکی ہیں اس لیے 69 سب رول (3) proviso جو ہے وہ کہتی ہے کہ ------

"Provided that the Speaker may of his own or on a motion made by a member extend the sitting of the Assembly on such day by two hours."

تو میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ آج کا جو ہاؤس ہے 3 بجے سے لے کر 5 بجے تک دو گھنٹے چلنا چاہیے۔

محترمہ چیئرپرسن ، لاءمنسٹر صاحب اس بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

وزیر قانون، محترمہ چیئرپرسن! میری جناب لیڈر آف دی اپوزیشن سے اور وصی ظفر صاحب سے آج بھی بات ہوئی ہے۔ اس کے بارے میں ٹائم ہم نے ان کے مشورے کے ساتھ fix کرنا ہے۔ آج میں ان سے بات کر لوں گا کل ہم آپ کو متفقہ طور پر بتا دیں گے کہ اس پر ہم بحث کس وقت کرنا چاہتے ہیں۔ شکریہ۔

محترمہ چیئرپرسن ، ٹھیک ہے ۔ تو کل آپ کو یہ بتا دیا جائے گا کہ آئندہ دو دنوں میں اس پر بحث کس وقت ہو گی۔

جناب فضل حسین راہی ، محترمہ چیئرپرسن! میں آپ سے اجازت چاہتا ہوں۔

محترمہ چیئرپرسن ، جی راہی صاحب ۔

جناب فضل حسین راہی ، اجازت صرف اتنی کہ آپ نے ابھی یہاں اپنی تقریر میں ارشاد فرمایا تھا کہ ہم لوگوں نے کوئی استدعا نہیں کی کہ آپ وقفہ سوالات کو معطل کر دیں۔ محترمہ چیئرپرسن صاحبہ! آپ کو میں یاد دلانا چاہتا ہوں کہ پرسوں وقفہ سوالات کو ختم کیا گیا تھا اور صرف اس لئے ختم کیا گیا تھا کہ ہماری یہ خواہش ہے کہ ہم نے امن عامہ کی صورت حال کو discuss کرنے کے لیے اجلاس بلایا ہے تو ہم وہاں تک پہنچ سکیں۔

ہم نے پرسوں وقفہ سوالات ختم کروایا تھا۔ ایک درخواست کی تھی کہ اسے ختم کر دیا جائے وہ

اس لیے کہ ہم مسلسل یہ کوشش کر رہے ہیں اس لیے کہ ہم واقعتاً پنجاب میں امن عامہ کی صورت حال کو discuss کرنا چاہتے ہیں اور ہمارا اجلاس کو requisite کرنے کا مطلب ہی یہی ہے کہ ہمارا main issue جو ہے وہ ہے اور کسی نہ کسی طریقے سے اکثریت کے بل بوتے پر آپ ہمیں اس issue کو چھونے تک نہیں دے رہے۔ آج دوسرا دن ہے۔ کل بھی یہاں اس issue پر باتیں نہیں ہوئیں اور آج بھی نہیں ہوئیں۔ اگر ہم نے کل سے discussion شروع کی ہوتی۔ کل یہاں آئی جی صاحب بیٹھے ہوتے اور آج بیٹھے ہوتے۔ ان کا محکمہ ہوتا۔ ہوم ڈیپارٹمنٹ ہوتا تو کم از کم کوئی آرڈر issue کر چکے ہوتے کہ تھانوں میں یہ چیزیں آپ کریں۔ جو نتیجے آج کے اخبارات میں آپ کے سامنے ہیں شاید وہ نہ ہوتے۔

محترمہ چیئرپرسن ، آپ کی بات ہو چکی ہے؟

جناب فضل حسین راہی ، بات تو آپ جب چاہیں گے ختم ہو جائے گی۔

محترمہ چیئرپرسن ، بس پھر آپ ختم کریں۔ آپ اپنی بات ختم کر دیں۔

میاں طارق محمود ، محترمہ چیئرپرسن! پوائنٹ آف آرڈر ---- یہ فضل حسین راہی صاحب کس موضوع پر بات کر رہے تھے۔ یہ کوئی اسمبلی کے ٹھیکے دار ہیں۔ جس وقت جی چاہے جو مرضی بات کریں۔ محترمہ چیئرپرسن! گزارش یہ ہے میں آپ کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ پیپلز پارٹی جس وقت بھی برسراقتدار رہی ہے اس وقت ہی ان کی پہلی نشانی بلیک ہوتی ہے۔ جو محکمہ بھی ان کے پاس ہو گا اس میں بلیک ہو گی۔ جہاں بھی ہوں گے وہیں بلیک ہو گی۔

جناب فضل حسین راہی ، تہاڈا تے رنگ ای بلیک اے ------- (قہقہے)

میاں طارق محمود ، تو میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ یہ بھی کوئی طریق کار اپنائیں۔

پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 2 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنی کی میعاد میں توسیع

محترمہ چیئرپرسن ، جی موبل صاحب۔

میاں منظور احمد موبل ، محترمہ چیئرپرسن کی اجازت سے میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ

"تجارتی حسابات اور آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ برائے سال 84-1983 اور 85-1984 کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 2 کی رپورٹ ایوان میں پیش

کرنے کی میعاد میں مورخہ 30 جون 1990ء تک توسیع کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

جناب فضل حسین راہی : محترمہ چیئرپرسن! مجھے بھی ایک تحریک پیش کرنے کی اجازت دیجئے۔

محترمہ چیئرپرسن : جی ------

پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 1 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب فضل حسین راہی : میں راجہ محمد خالد خان صاحب جو پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 1 کے چیئرمین ہیں ان کی طرف سے یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ

"میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ مالیاتی حسابات مد بندی اور ان پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ برائے سال 85-1984ء کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 1 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31 دسمبر 1990ء تک توسیع کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

محترمہ چیئرپرسن : اب ہم غیرسرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔

اب راہی صاحب نے بھی ایک سوال پھر اٹھایا ہے۔ یہ سوال بار بار نہ اٹھایا جائے۔ آپ امن عامہ پر بحث کرنا چاہتے ہیں ہمیں معلوم ہے اس لیے آپ وزیر قانون کے ساتھ اور جناب قائد حزب اختلاف کے ساتھ مل کر طے کرلیں کہ اگر آپ کل سے باقی کوئی کارروائی نہیں کرنا چاہتے اور اس پر بحث کرنا چاہتے ہیں تو آپ بے شک شروع کر دیں۔ لیکن اس طرح وقت ضائع نہ کریں۔ اگر آج بھی ہماری یہ غیرسرکاری کارروائی پہلے ایک گھنٹے میں ہو جاتی تو اب تک بیس پچیس تقریریں ہوسکتی تھیں لیکن شاید آپ لاشعوری طور پر خود بھی اس کے اوپر بات نہیں کرنا چاہتے ۔ اگر آپ بات کرنا چاہتے ہیں تو آپس میں بات کرلیں اور کل ہم شروعات ہی امن عامہ سے کرلیں گے اور باقی کارروائی سے نہیں کریں گے۔ اب یہاں پر ایک مسودہ قانون جناب خالد لطیف کاردار کی طرف سے ہے۔ وہ موجود ہیں پیش کریں گے؛

(معزز رکن ہاؤس میں موجود نہ تھے)

وہ تشریف نہیں رکھتے۔ اس لیے اب ایک قرار داد راجہ محمد خالد خان صاحب کی طرف سے ہے وہ پیش کریں گے۔

(معزز رکن ہاؤس میں موجود نہ تھے)

وہ تشریف نہیں رکھتے۔

قرار داد

وزیر قانون، محترمہ چیئرپرسن! یہ ایک بہت ہی اہم قرار داد ہے اگر آپ اجازت دیں تو ان کے ایماء پر میں آپ کی اجازت سے پڑھ دیتا ہوں۔

محترمہ چیئرپرسن ، جی جناب وزیر قانون کو اجازت ہے کہ وہ اس قرار داد کو پڑھ دیں۔

جناب فضل حسین راہی ، محترمہ چیئرپرسن! میں کورم کا سوال اٹھاتا ہوں۔ ہاؤس کورم میں نہیں ہے۔

وفاق اور یونٹوں کے متنازعہ مسائل کے حل کے لیے مشترکہ مفادات کی کونسل کا اجلاس طلب کرنا

وزیر قانون، محترمہ چیئرپرسن!

"اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ مشترکہ مفادات کی کونسل کا اجلاس بلاتاخیر طلب کرے تاکہ وفاق اور یونٹوں کے متنازعہ مسائل کے حل کے لیے مشترکہ مفادات کی کونسل کے اجلاس میں کوئی صورت حال نکالی جاسکے۔"

جناب فضل حسین راہی ، یہ آپ غیر قانونی کارروائی کر رہے ہیں۔ میں آپ کو عرض کروں کہ ہاؤس کورم میں نہیں ہے۔ میں اس طرح یہ کارروائی نہیں ہونے دوں گا۔ شیم فار یو مسٹر نصر اللہ دریشک۔ میرے پاس اور کوئی طریقہ نہیں کہ میں وزیر قانون کو اس طرح سے روکوں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر وزیر قانون کی نشست پر آ گئے)

نہیں یہ غلط طریقہ ہے کارروائی غلط ہو رہی ہے۔ میں آپ کو نہیں پڑھنے دوں گا۔

محترمہ چیئرپرسن ، راہی صاحب، راہی صاحب، راہی صاحب آپ ہاؤس سے باہر چلے جائیں۔

وزیر قانون، تاکہ کوئی صورت حال نکالی جا سکے ۔۔۔۔۔

(اس مرحلہ پر جناب اعجاز احمد شیخ اور جناب فضل حسین راہی سے گتھم گتھا ہو گئے)

وزیر قانون، نہیں ' نہ کرو ' نہ کرو ' نہیں نہیں یہ غلط بات ہے۔ نہ ' نہ کرو۔

محترمہ چیئرپرسن ، راہی صاحب! آپ باہر تشریف لے جائیں۔ راہی صاحب آپ ہاؤس سے باہر تشریف لے جائیں۔ راہی صاحب آپ ہاؤس سے باہر تشریف لے جائیں۔

وزیر قانون، ۔۔۔۔۔ کوئی صورت نکالی جا سکے اور ملک مزید بے چینی کا شکار نہ ہو اور اس کے حل طلب مسائل زیر بحث لا کر اس کی آئینی صورت نکالی جا سکے۔ (قطع کلامیاں) (شور و غل جاری رہا)

مادام سپیکر! میں نے یہ ریزولیشن پیش کر دیا ہے اب براہ مہربانی آپ اس کو پڑھیں' کیونکہ یہ بڑا غیر متنازعہ ریزولیشن ہے اور یہ پاس ہو جائے گا۔ (شور و غل اور قطع کلامیاں جاری رہیں)

جناب جاوید محمود گھمن ، محترمہ چیئرپرسن! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے پیپلز پارٹی والوں کو بدمعاش کیوں کہا؟ شیخ اعجاز احمد نے ہمیں کیوں بدمعاش کہا ہے؟ (قطع کلامیاں)

شیخ اعجاز احمد ، محترمہ چیئرپرسن! انہوں نے وزیر قانون کے ہاتھوں سے قرار داد کھینچ لی ہے۔ انہوں نے اتنی بدتمیزی کی ہے۔ (قطع کلامیاں ـــ شور و غل)

محترمہ چیئرپرسن ، میں اس ایوان سے درخواست کروں گی کہ آپ سب خاموش رہیں ان کو چپ کروائیں۔ ان کو چپ کروائیں؛

جناب جاوید محمود گھمن ، یہ کون ہوتے ہیں سب کو بدمعاش کہنے والے ۔ خود بدمعاشی کر رہے ہیں۔ فضل حسین راہی کو ایوان میں مار رہے ہیں ۔ (قطع کلامیاں اور شور و غل)

محترمہ چیئرپرسن ، آپ لوگ خاموش رہیں ' آپ لوگ خاموش رہیں۔ آپ خاموش رہیں آپ لوگ اطمینان سے اپنی اپنی نشستوں پر بیٹھیں۔ میری معزز اراکین سے یہ درخواست ہے کہ اتنی زیادہ ناشائستگی کا مظاہرہ نہ کریں۔

جناب نذر حسین کیانی ، اس طرف بیٹھے ہوئے اپنے ممبران سے کہیں ۔

محترمہ چیئرپرسن ، اس طرف سے بھی نہ کریں۔ اس طرف سے بھی غیر مہذب حرکات کا مظاہرہ نہ

کیا جائے۔ آپ اپنی اپنی نشستوں پر بیٹھ جائیں۔ (قطع کلامیاں)

معزز ایوان کی خدمت میں' میں ایک بات عرض کرنا چاہتی ہوں اور مجھے یہ عرض کرتے ہوئے بہت زیادہ افسوس ہو رہا ہے کہ آج ہمارے ایوان میں اس قسم کا مظاہرہ کیا گیا جو نہ صرف غیر آئینی ہے بلکہ غیر قانونی ہے اور غیر اخلاقی بھی ہے۔ جناب فضل حسین راہی بہت سا قانون اور آئین جانتے ہیں اور میں انہیں اس سے پہلے ایک نوٹس دے چکی تھی کہ وہ ناشائستہ حرکت نہ کریں اور تہذیب کے دائرے میں رہیں۔ وہ اپنی پسند اور ناپسند کا اظہار اپنی باری پر کر سکتے ہیں۔ لیکن ان کا سپیکر کی موجودگی میں سپیکر کی اجازت کے بغیر اٹھ کر آنا اور جناب وزیر قانون سے اس طرح سے ہاتھا پائی کرنا بالکل غیر آئینی اور غیر اخلاقی ہے۔ اس لیے مجھے بے حد افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ میں آئندہ دو دنوں کے لیے جناب فضل حسین راہی کو اسمبلی میں آنے کی اجازت نہیں دے سکتی۔

(اس کے بعد آج کے اجلاس کی کارروائی کل صبح 9 بجے تک کے لیے ملتوی کی جاتی ہے)

(اس مرحلہ پر اجلاس کی کارروائی بدھ 13 دسمبر 1989ء صبح نو بجے تک کے لیے ملتوی کی گئی)

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا آٹھواں اجلاس

بدھ' 13 دسمبر' 1989ء

(چہار شنبہ' 14 جمادی الاوّل 1410ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں 10 بج کر 10 منٹ پر منعقد ہوا۔

چیئرپرسن محترمہ بیگم بشریٰ رحمٰن صاحبہ کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئیں۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ○

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○

اِنَّ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّھُمْ بِالْغَیْبِ لَھُمْ مَّغْفِرَۃٌ وَّاَجْرٌ کَبِیْرٌ ﴿۱۲﴾ وَاَسِرُّوْا
قَوْلَکُمْ اَوِاجْھَرُوْا بِہٖ ؕ اِنَّہٗ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۱۳﴾ اَلَا یَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ ؕ
وَھُوَ اللَّطِیْفُ الْخَبِیْرُ ﴿۱۴﴾ ھُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ ذَلُوْلًا فَامْشُوْا
فِیْ مَنَاکِبِھَا وَکُلُوْا مِنْ رِّزْقِہٖ ؕ وَاِلَیْہِ النُّشُوْرُ ﴿۱۵﴾

سورۃ الملک آیت نمبر 12 تا 15

بے شک وہ لوگ جو اپنے رب سے بن دیکھے ڈرتے ہیں ان کے لیے (اللہ کی) مغفرت اور اجرِ عظیم ہے۔
تم اپنی بات آہستہ کہو یا بلند آواز سے (اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا) بے شک وہ خوب جاننے والا ہے جو کچھ سینوں میں ہے (نادانو) کیا وہ نہیں جانتا (بندوں کے احوال) جس نے (انہیں) پیدا کیا وہ بڑا باریک بین ہر چیز سے باخبر ہے وہی ہے جس نے نرم کر دیا زمین کو تمہارے لیے پس (اطمینان سے) چلو اس کے راستوں پر اور کھاؤ اس کے (دیے ہوئے) رزق سے اور اسی کی طرف تم کو (قبروں سے) اٹھ کر جانا ہے۔

وما علینا الا البلاغ

پوائنٹ آف آرڈر

گورنر ہاؤس میں چیف جسٹس سے حلف برداری کی تقریب میں اراکین کی شرکت کے لیے اجلاس کو ملتوی کرنا

سردار عاشق حسین گوپانگ، پوائنٹ آف آرڈر۔

محترمہ چیئر پرسن: جی گوپانگ صاحب!

سردار عاشق حسین گوپانگ، محترمہ چیئر پرسن! چونکہ آج گورنر ہاؤس میں چیف جسٹس صاحب سے حلف لیا جا رہا ہے تو اس لحاظ سے کچھ ممبران وہاں گئے ہوئے ہیں۔ لہذا میری اور تمام معزز ممبران کی رائے ہے کہ اجلاس کو ساڑھے بارہ بجے تک کے لیے ملتوی کر دیا جائے۔

محترمہ چیئر پرسن، معزز اراکین! اس بارے میں کیا خیال ہے کہ ساڑھے بارہ بجے تک اجلاس کو ملتوی کر دیا جائے؟

جناب محمد اصغر کوریجہ، جناب والا! میں اس کی تائید کرتا ہوں۔

محترمہ چیئر پرسن، ٹھیک ہے۔ آج کا اجلاس دوپہر ساڑھے بارہ بجے تک کے لیے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر اجلاس دوپہر ساڑھے بارہ بجے تک کے لیے ملتوی ہو گیا)

اجلاس کی کارروائی زیر صدارت جناب ڈپٹی سپیکر، سردار حسن اختر موکل، 1 بج کر 9 منٹ پر دوبارہ شروع ہوئی

وقفۂ سوالات کو معطل کرنا

جناب ڈپٹی سپیکر، وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔

وزیر قانون: جناب والا! میں گذارش کروں گا کہ آج مہربانی کر کے وقفہ سوالات suspend کر دیا جائے۔ کیونکہ ہمارے اپوزیشن کے بھائی زیادہ تر سوالات پوچھتے ہیں۔ اور اپوزیشن والے تشریف نہیں لائے اس لیے وقفہ سوالات کو مؤخر کر دیا جائے اگلی دفع جب ان کی باری آ جائے گی اس وقت لیا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی سردار صاحب آپ نے بجا فرمایا ہے۔ اس سے تو خیر تعلق نہیں کہ اگر وہ ہمارے بھائی آج تشریف نہیں لائے لیکن جہاں وقفہ سوالات کو suspend اور مؤخر کرنے کا تعلق ہے تو ہاؤس سے پوچھ لیتے ہیں۔ اس سلسلے میں ہاؤس کا کیا خیال ہے کہ وقفہ سوالات کو مؤخر کر دیا

جائے؟

آوازیں، وقفہ سوالات مؤخر کر دیا جائے۔

مسئلہ استحقاق

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے۔ وقفہ سوالات مؤخر کیا جاتا ہے۔ اب تحریک استحقاق take up کرتے ہیں۔ جی سردار صاحب۔

سردار عاشق حسین گوپانگ، جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں اور گذارش کرتا ہوں کہ میں نے ایک تحریک استحقاق پیش کی ہے جو کہ خاصی اہمیت کی حامل ہے۔ اور میری یہ استدعا ہے کہ میری اس تحریک استحقاق کو rules suspend کر کے آؤٹ آف ٹرن پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔ سردار صاحب! آپ اسے out of turn لانا چاہتے ہیں؟

سردار عاشق حسین گوپانگ، جی ہاں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی لاءمنسٹر صاحب! آپ کا کیا خیال ہے؟

وزیر قانون، جناب والا! مجھے کوئی اعتراض نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے۔ اسے out of turn لے آتے ہیں۔ سردار صاحب! آپ کی تحریک کا نمبر کیا ہے؟

سردار عاشق حسین گوپانگ، جناب والا! اس کے نمبر کا مجھے پتا نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، سردار صاحب! آپ کی ایک تحریک استحقاق 32 نمبر کی ہے۔ اس کی کاپی سردار صاحب کو مہیا کی جائے۔ آپ اسے دیکھ لیں کہ اسے آپ out of turn لانا چاہتے ہیں؟

سردار عاشق حسین گوپانگ، جناب والا! مجھے اس کی کاپی دی جائے۔ کاپی دیکھ کر ہی میں بتا سکتا ہوں۔

جناب کنور اعجاز علی، جناب والا! میری بھی ایک تحریک استحقاق ہے اور میری یہ خواہش ہے کہ اسے بھی آؤٹ آف ٹرن لے لیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، راؤ صاحب ! آپ نے تحریک استحقاق اسمبلی سیکرٹریٹ کو کب دی تھی ؟

جناب کنور اعجاز علی، جناب والا ! میں نے آج دی تھی ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اگر آج دی تھی تو ابھی تک وہ ہمیں یہاں پر وصول نہیں ہوئی ۔ اگر آ جاتی ہے تو پھر وہ کر لیتے ہیں ۔ جی کوریجہ صاحب !

جناب محمد اصغر کوریجہ، جناب والا ! میری بھی ایک تحریک استحقاق ہے لہذا اسے بھی آج لے لیا جائے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، کوریجہ صاحب ! میں آپ سے بھی عرض کروں گا کہ آپ کی تحریک استحقاق میرے پاس پہنچی نہیں ہے ۔ جب پہنچ جاتی ہے تو اس پر بات کر لیں گے ۔

وزیر صحت (ملک سلیم اقبال) ، جناب والا ! میری بھی ایک تحریک استحقاق ہے ۔ میری درخواست ہے کہ اسے بھی آج ہی لے لیا جائے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ملک صاحب ! وہ بھی ابھی تک میرے پاس پہنچی نہیں ہے ۔ وہ ابھی آ جاتی ہے تو اس پر بات کر لیتے ہیں ۔

جناب محمد لطیف مغل، جناب سپیکر ! میری بھی ایک تحریک استحقاق ہے لیکن میں یہ چاہتا ہوں کہ اس وقت پیش کروں جب میرے بھائی اپوزیشن کے بینچوں پر بیٹھے ہوں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے ۔ ہم اسے اگلے ٹائم پر رکھ لیتے ہیں وہ ان بینچوں پر بیٹھے ہوں گے ۔

جناب محمد لطیف مغل، جی ٹھیک ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، سردار صاحب آپ کو کاپی مل گئی ہے ؟

مہر دوست محمد لالی، جناب سپیکر ! میری بھی ایک تحریک استحقاق ہے ۔ میں گذارش کروں گا کہ اسے بھی آج پیش کیا جائے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی آپ کی ہے ۔ سردار صاحب کی تحریک استحقاق کے بعد اس پر بات کر لیتے ہیں ۔ سردار صاحب آپ کو کاپی مل گئی ہے ؟ جلدی کریں سردار صاحب کو کاپی مہیا کریں ۔ جی چیمہ صاحب !

چودھری محمد اعظم چیمہ: جناب والا! میری تحریک استحقاق بھی آپ کے پاس ہے۔ میری استدعا ہے کہ اسے out of turn لیا جائے۔ یہ بڑی اہم نوعیت کی ہے۔ اور اس کا پیش کیا جانا بہت ضروری ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب چیمہ صاحب! میں نے ان سے کہا ہے کہ جتنی بھی تحاریک آج موصول ہوئیں وہ مجھے فوری طور پر دے دیں۔ اس وقت تک آپ کی تحریک میرے پاس نہیں پہنچی۔

چودھری محمد اعظم چیمہ: جناب سپیکر! وہ ویسے اسمبلی سیکرٹریٹ میں ہے۔ جناب ان کو حکم صادر کریں کہ وہ آپ کے پاس پہنچا دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔ میں نے ان سے کہا ہے کہ جتنی بھی موصول ہوئی ہیں لے آئیں۔ سردار صاحب! آپ کو کاپی مل گئی ہے اور یہ 32 نمبر ہی ہے؟

سردار عاشق حسین گوپانگ: جی ہاں کاپی مل گئی ہے اور یہ 32 نمبر ہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بسم اللہ کیجئے۔

ہاؤس میں رکن کا نامناسب رویہ

سردار عاشق حسین گوپانگ: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ کل مورخہ 12 دسمبر 1989ء کو جناب فضل حسین راہی رکن اسمبلی کی ہنگامہ آرائی اور غیر ذمہ دارانہ حرکت کی وجہ سے اس معزز ایوان کا وقار اور تقدس مجروح ہوا ہے۔ جناب راہی اپنی نشست سے اٹھے اور دھمکی دی کہ وہ ایوان کو کسی بھی صورت میں نہیں چلنے دیں گے شور مچاتے ہوئے اپنی نشست سے اٹھ کر وزیر قانون کی نشست تک پہنچے۔ وزیر قانون کو کندھوں سے پکڑ کر زبردستی بٹھانے اور قائل جھینے کی کوشش کی۔ جناب فضل حسین راہی کی اس غیر جمہوری اور غیر اخلاقی حرکت کی وجہ سے ہنگامہ اور دنگا فساد شروع ہوگیا۔ جناب راہی کی وجہ سے نہ صرف میرا بلکہ اس معزز ایوان کا وقار مجروح ہوا ہے۔ لہذا میری اس تحریک استحقاق کو مزید ضروری قانونی کارروائی کے

لیے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سردار صاحب! آپ شارٹ سٹیٹمینٹ دینا پسند فرمائیں گے؟

سردار عاشق حسین گوپانگ: جی! اجازت ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی فرمائیے۔

سردار عاشق حسین گوپانگ: جناب سپیکر! کل جو واقعہ اس معزز ایوان میں رونما ہوا ہے اور اخبارات، ریڈیو اور ٹیلیویژن کے ذریعے نہ صرف اس صوبے کے تمام اشخاص تک یہ خبر پہنچی ہے بلکہ پوری دنیا میں یہ واقعہ ہماری رسوائی کا موجب بنا ہے۔ اس واقعہ پر جس قدر بھی افسوس کیا جائے وہ کم ہے۔ لیکن جناب سپیکر! اس نازک مرحلے پر اور اس افسوس ناک واقعہ پر اصل محرکات کی طرف ہمیں ضرور غور کرنا چاہیئے۔ اور تمام دنیا کو یہ بتانا چاہیئے کہ یہ افسوس ناک واقعہ کیوں ہوا ہے اور کس کے غلط رویے کی وجہ سے یہ واقعہ پیش آیا ہے۔ اس کے لیے ہم سب ایک طرف تو نادم بھی ہیں ناکردہ گناہ کی وجہ سے اور دوسری طرف اپنی پوری قوم سے ہم شرمندہ ہیں۔ حالانکہ اس میں حزب اقتدار سے تعلق رکھنے والے کسی بھی فرد کا کوئی قصور نہیں۔ یہ ایک فرد کی غلطی اور بچگانہ حرکت کی وجہ سے یہ واقعہ رونما ہوا ہے۔ جس کی وجہ سے پوری قوم کے سامنے یہ معزز ایوان کے تمام ارکان شرمندہ ہیں۔ اس لیے میں مختصر طور پر اپنی گزارشات میں ان وجوہات کی طرف نشان دہی کرانا چاہوں گا جن کی وجہ سے یہ واقعہ پیش آیا ہے۔ جناب سپیکر! کل کے واقعے میں کسی نہ کسی انداز میں تین معزز اشخاص کا نام لیا جاتا ہے۔ ایک تو اپوزیشن سے تعلق رکھنے والے معزز رکن جناب فضل حسین راہی ہیں۔ دوسرے محترمہ بشریٰ رحمٰن صاحبہ ہیں جو کہ کل بطور سپیکر اپنے فرائض سر انجام دے رہی تھیں۔ اور تیسرے نمبر پر اس واقعہ کے حوالے سے وزیر قانون جناب سردار نصر اللہ خاں دریشک صاحب کا نام آتا ہے۔ جناب سپیکر! اب میں مختصر طور پر ان تینوں معزز اشخاص کے متعلق، معزز ارکان اسمبلی کے متعلق اس معزز ایوان میں وہ بات عرض کروں گا جس کے کہ ہم تمام گواہ ہیں اور لابی میں موجودہ اخباری نمائندے بھی اس بات کے گواہ ہیں کہ ان تینوں صاحبان کے متعلق جو کچھ بھی میں عرض کروں گا وہ میری تمام باتیں حرف بحرف صحیح ہوں گی۔

جناب سپیکر! میں سب سے پہلے محترمہ بشریٰ رحمٰن کے متعلق بات کروں گا یقیناً اس معزز

ایوان کے تمام رکن اپنی اپنی جگہ پر با عزت بھی ہیں اور باوقار بھی ہیں لیکن بشری رحمٰن صاحبہ سے متعلق جس انداز میں چاہے ان کا تعلق اپوزیشن سے ہو چاہے ان کا تعلق حزب اقتدار سے ہو تمام ارکان اسمبلی جس انداز میں ان کا احترام کرتے ہیں یہ صرف ان ہی کا حصہ ہے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ہم نے انہیں ہمیشہ معزز پایا ہے ہم نے انہیں ہمیشہ شائستہ پایا ہے ہم نے انہیں ہمیشہ جمہوری روایات کا پاسدار پایا ہے یہ وہ شخصیت ہیں جن کے متعلق نہ تو اپوزیشن سے تعلق رکھنے والا کوئی فرد اعتراض کر سکتا ہے نہ ہی حزب اقتدار سے تعلق رکھنے والے کسی فرد کو ان سے کوئی شکایت ہے نہ ماضی میں رہی ہے اور نہ انشاء اللہ آئندہ رہے گی۔ ان کا رویہ تمام دوستوں کے لیے قابل رشک ہے۔

جناب سپیکر! کل محترمہ بطور سپیکر اپنے فرائض سر انجام دے رہی تھیں تو اس حوالے سے میں یہ بھی عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ بطور سپیکر وہ انتہائی دیانت داری کے ساتھ' غیر جانب داری' انتہائی حوصلے اور سوجھ بوجھ کے ساتھ اس ایوان کو چلا رہی تھیں کہ یہ واقعہ پیش آیا۔ جناب سپیکر! یہ واقعہ کیوں پیش آیا اس کی مختلف تعبیریں پیش کی جا رہی ہیں۔ اس کے مختلف بہانے تلاش کئے جا رہے ہیں لیکن واقعہ یہ ہوا کہ ایک پوائنٹ آف آرڈر پر یہ سارا مسئلہ ابھرا ہے۔ اس کی وضاحت کرنا میں ضروری سمجھتا ہوں۔ جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر پوائنٹ آف پریویلج نہیں ہوتا یہ واضح طور پر رولز کی کتاب میں لکھا ہے کہ کوئی رکن اسمبلی اپنی نشست پر اٹھے اور وہ اس بات کی طرف نشان دہی کرے کہ کیا کوئی کام غلط انداز میں ہو رہا ہے لیکن یہ اس ممبر کا پریویلج نہیں بن جاتا۔ سپیکر کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ اس پوائنٹ آف آرڈر کو entertain کرے یا نہ کرے ہاں اس کے agitate کرنے کے کئی اور بھی طریقے تھے اور بھی کسی انداز میں کر سکتے تھے۔ لیکن جناب والا! اصل بات پھر وہیں پر آتی ہے تو میں پہلے پوائنٹ آف آرڈر کے متعلق تھوڑی سی وضاحت کرنی چاہتا ہوں۔ چونکہ پوائنٹ آف آرڈر کو پوائنٹ آف پریویلج بنا کر اخباروں میں پیش کیا گیا ہے۔ حالانکہ پوائنٹ آف آرڈر تو سپیکر کی صوابدید پر ہوتا ہے کہ آیا اسے entertain کرے یا نہ کرے۔ جناب سپیکر! پیپلز پارٹی کے حکومت کے دوران 1976 میں سپیکر صاحب کی طرف سے ایک رولنگ آئی تھی اور انہوں نے یہ فرمایا تھا کہ پوائنٹ آف آرڈر اگر کورم کی معاملے میں اٹھایا جائے تو یہ سوچ سمجھ کر اٹھایا جائے کیونکہ جب تحاریک التوائے کار پیش ہو رہی ہوں یا تحاریک استحقاق پیش ہو رہی ہوں تو اس دوران یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں اٹھانا

چاہیے۔ انہوں نے اس خواہش کا اظہار کیا ہے کہ ایسا نہیں ہونا چاہیے۔ یہی جناب سپیکر! یہاں پوائنٹ آف آرڈر کی آڑ میں وہ سب کچھ کیا جاتا ہے جو کہ اس اسمبلی میں نہیں ہونا چاہیے۔ پوائنٹ آف آرڈر کے ذریعے تو ممبر کو صرف اور صرف ایک سہولت فراہم کی گئی ہے کہ وہ ان غلطیوں کی نشان دہی کر سکے جہاں پر اسمبلی کی کارروائی قواعد و ضوابط کے مطابق نہیں چل رہی ہو۔ لیکن جناب سپیکر! اب پوائنٹ آف آرڈر کا تو یہ مسئلہ ہو گیا ہے۔ کہ دوسری طرف سے تعلق رکھنے والے دس ممبر بیک وقت اکٹھے کھڑے ہو جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ پوائنٹ آف آرڈر۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ پوائنٹ آف آرڈر اب تو یہ پوائنٹ آف آرڈر ایک مذاق بن کر رہ گیا ہے۔ اس کی تو وہ بات ہی ختم ہوگئی ہے جس کے لیے اسے قواعد و ضوابط کی کتاب میں شامل کیا گیا تھا۔ جناب سپیکر! مزید برآں یہ واقعہ جناب راہی کے غلط رویے کی وجہ سے رونما ہوا۔ جناب والا! میں انتہائی ادب سے گزارش کرتا ہوں اور میں تمام معزز ممبران کو گواہ بنا کر یہ بات کر رہا ہوں۔ لابی میں بیٹھے ہوئے تمام صاحبان کو چاہے وہ visitors ہوں یا اور کوئی ہیں یا جو لوگ اخبارات پڑھتے ہیں صرف ایک ہی بات سامنے آتی ہے کہ فضل حسین راہی صاحب ہمیشہ اس اسمبلی کے لیے داغ دار ممبر ثابت ہوئے ہیں۔ جناب سپیکر! آپ نے دیکھا ہوگا کہ جب بھی کوئی واقعہ ہوا ہے تو وہ ہمیشہ راہی صاحب کی وجہ سے ہوا ہے۔ مجھے بڑے افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ جناب فضل حسین راہی اپنے آپ کو سلطان راہی کے طور پر پیش کرتے ہیں جو کہ انتہائی ناپسندیدہ ہیں۔ ہر بات پر جھگڑنا ان کا معمول بن چکا ہے۔ سپیکر کی بے عزتی کرنا ان کا رویہ بن چکا ہے' ہر ممبر کے ساتھ ان کا الجھنا ایک وتیرہ بن چکا ہے جناب سپیکر! کل اگر جناب راہی صاحب اپنی سیٹ کو چھوڑ کر اس طرف نہ آتے اور جناب وزیر قانون کو زبردستی بٹھانے کی کوشش نہ کرتے۔ اس سے پہلے بھی وہ یہ ثابت کر چکے ہیں یہ ان کا بٹھانا نہیں تھا مقصد یہ تھا کہ اگر وہ نہ بیٹھ جاتے تو وہ ان کو زبردستی دھکے دے کر بٹھاتے یا ان کے ساتھ لڑائی کرتے اور نہ معلوم کیا کچھ ہو جاتا۔ جناب باقی رہی یہ بات کہ حزب اقتدار سے تعلق رکھنے والے ایک معزز رکن نے ان کو چھڑانے کی کوشش کی اس کے نتیجے میں جو کچھ واقعہ رونما ہوا یہ انتہائی افسوسناک واقعہ ہے ہم سب کو اس پر افسوس ہے۔ لیکن یہ ایک رد عمل ہے جناب سپیکر! دیکھنا یہ ہوتا ہے کہ اگر کوئی کسی کے گھر میں گھس آئے اور وہ قتل ہو جاتا ہے تو یہ بھی قانون کی نگاہ میں دیکھنا ہوتا ہے کہ کس کی وجہ سے یہ واقع رونما ہوا ہے اگر وہ اپنی سیٹ چھوڑ کر جناب وزیر قانون کی سیٹ تک نہ پہنچتے وہاں ان کے ساتھ دنگا فساد نہ کرتے ان کے گریبان

کو پکڑنے کی کوشش نہ کرتے تو یہ افسوسناک واقعہ سرزد نہ ہوتا۔ جناب سپیکر! دیکھنا یہ ہے کہ یہ واقعہ ہوا کیوں ہے؟ میں یہ بھی اس ایوان میں دعوے سے بات کرتا ہوں کہ حزب اختلاف سے تعلق رکھنے والے کسی اور رکن کی وجہ سے اگر یہ واقعہ سرزد ہوا ہوتا تو کل ہی ہم سوچتے کہ اس کی کیا وجوہات ہیں؛ لیکن جب راہی صاحب کا نام اس افسانے کے ساتھ آتا ہے تو پھر کسی بھی انسان کو سوچنے کی ضرورت نہیں رہتی کیونکہ راہی صاحب ہمیشہ اور ہمیشہ اس ایوان کے مقدس وقار کو مجروح کرتے رہے ہیں یہ کوئی نئی بات نہیں یا یہ کوئی پہلی بات نہیں۔

جناب سپیکر! میں مختصراً آخر میں صرف یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ قبل ازیں بھی ہم اس طرح کے واقعات کو نظر انداز کرتے رہے ہیں کل کے واقعہ سے پہلے بھی جناب فضل حسین راہی صاحب اپنی سیٹ چھوڑ کر وزیر قانون تک پہنچے اور ان کو بٹھانے کی کوشش کی۔ لیکن ہم ہر وقت اور ہمیشہ جمہوری روایات کی پاس داری کرتے ہوئے درگزر سے کام لیتے رہے ہیں۔ لیکن اب ہمیں قوم کو اصل واقعات اور اصل محرکات سے باخبر رکھنا چاہیئے اور اس کے لیے میری گزارش اور استدعا ہے کہ اس تمام واقعہ کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے تا کہ وہ یہ دیکھ سکے کہ کس کی غلطی سے یہ شرم ناک واقعہ سرزد ہوا ہے اور اس ایوان کو مطلع کیا جائے کہ یہ جو واقعہ سرزد ہوا ہے اس کا محرک کون ہے۔ جناب سپیکر! میری استدعا ہے کہ میری اس تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر! آپ نے مجھے بات کرنے کا بڑا وقت فراہم کیا میں آپ کا بہت مشکور ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ ـــ اب وزیر قانون صاحب اس بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! ایوان اس چیز کا شاہد ہے' پریس گیلری کے ہمارے دوست بھی اس چیز کے شاہد ہیں۔ میں گزشتہ تین' چار دنوں سے چیخ چیخ کر یہ کہہ رہا تھا۔ جناب سپیکر صاحب نے پرسوں رات کھانا دیا تھا جس میں اپوزیشن کے بیس معزز اراکین بھی شامل تھے اور جناب والا بھی اس کھانے میں موجود تھے اس میں بھی میں نے یہی کہا تھا کہ جناب قائد حزب اختلاف کوئی code of conduct مقرر کرلیں میں اپنی پارٹی کی طرف سے سو فی صد گارنٹی دیتا ہوں کہ ہم اس code of conduct پر عمل کرائیں گے لیکن ان کے اپنے معزز اراکین کی کوئی گارنٹی ہونی چاہیے اور وہ مہربانی کر کے ان کو ضرور کنٹرول کریں۔ اور اس ایوان کے تقدس کو مزید پامال ہونے سے بچائیں۔ اس اجلاس کو اپوزیشن نے

requisition کیا ہوا ہے لہذا اسے مثالی بنائیں تاکہ اپوزیشن کہہ سکے کہ ہمارا requisition کیا ہوا اجلاس اس طریقے سے چلا ہے کہ حکومت بھی اس طریقے سے نہیں چلا سکی۔ میں نے پرسوں بھی جناب لیڈر آف اپوزیشن کی موجودگی میں یہ بات کہی کہ آپ code of conduct بنائیں اور اپنے معزز اراکین کو سمجھائیں اور یہ بات کل بھی میں نے دہرائی تھی کہ جناب فضل حسین راہی پرسوں جب میں آرڈیننس پڑھ رہا تھا تو اس وقت بھی اپنی سیٹ سے اٹھ کر آئے اور اس بات کے بارے میں جناب سپیکر صاحب مجھے بتا رہے تھا کہ کل ان کی پریس کانفرنس میں کچھ پریس کے رپورٹرز نے ان کو کہا کہ راہی صاحب کہتے تھے کہ میں آج خبر بنوانا چاہتا تھا لیکن وہ خبر بن نہیں سکی۔

جناب والا! کتنے افسوس کی بات ہے کہ ایک خبر لگوانے کی بنیاد فراہم کرنے کے لیے اس قسم کی حرکت کی جاتی ہے جس سے آج ہم سب کے سر ندامت اور شرمندگی سے جھکے ہوئے ہیں۔ جناب سپیکر! کل میں اپنی سیٹ سے اٹھ کر جناب قائد حزب اختلاف کی خدمت میں گیا اور ان سے میں نے یہ گزارش کی کہ کل آپ کے فضل حسین راہی صاحب میری سیٹ پر آئے تھے اور انہوں نے مجھ سے الجھنے کی کوشش کی تھی آپ مہربانی کر کے اس چیز کا سختی سے نوٹس لیں۔ اس قسم کے واقعات اگر جاری رہے تو اس طرح نہ کوئی ہم جمہوریت کی خدمت کر سکیں گے اور نہ ہی اپنی پارٹی کی۔ میں نے ان کی سیٹ پر جا کر یہ protest lodge کیا اور ان سے میں نے یہ باتیں کہیں۔ کاش کہ وہ مہربانی کر کے اس چیز کا نوٹس لیتے تو پھر شاید یہ واقعہ نہ ہوتا لیکن مجھے افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ پردہ تہذیب میں غارت گری مردم کش والی بات ہے بجائے اس کو سمجھانے کے آج ان کی جو پریس کانفرنس لگی ہوئی ہے اس میں غنڈہ گردی کا مورد الزام ہمیں ٹھہرایا ہوا ہے۔ جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ لیڈر آف دی اپوزیشن کے اس رویہ کا بھی اس چیز میں بہت عمل دخل ہے۔ یا تو وہ بے بس ہیں یا پھر کوئی اور طاقت ہے جو اس ماحول کو خراب کرنے کے لیے اپنا کردار ادا کر رہی ہے یا میں سمجھتا ہوں کہ پھر ان کی رائے بھی اس میں شامل ہے کہ ایسا ہوتا رہنا چاہیے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ چیزیں بالکل نہیں ہونی چاہییں قطعی طور پر نہیں ہونی چاہییں۔ جناب والا! آج میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کرتا ہوں کہ چونکہ یہ مسئلہ جو ہے' اب ہمارے "جنگ" اخبار کے بھائیوں نے یہ آج شہ سرخی لگائی ہے کہ جب منسٹر لاء بول رہے تھے تو گھنٹیاں بج رہی تھیں۔ میں اپنے پریس کے جو بھائی ہیں ان کی خدمت میں بھی دردمندانہ اپیل کرتا ہوں کہ اس قسم کی بات' اس قسم کے سنجیدہ معاملے میں کوئی بات لکھنے سے پہلے

کم از کم حقائق کو دیکھ لیا کریں۔ ان سارے معاملات کے باوجود میں سمجھتا ہوں کہ یہ مسئلہ ایک بہت ہی سنجیدہ مسئلہ ہے۔ یہ اس ہاؤس کے استحقاق کا مسئلہ ہے اور چونکہ یہ تحریک استحقاق ایک معزز رکن کے خلاف ہے اس وجہ سے میں آپ کی خدمت میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ زیادہ مناسب ہو گا کہ اس کو پینڈ کر لیا جائے تا کہ جب وہ معزز رکن ہاؤس میں تشریف رکھتے ہوں تو ان کو بھی اپنا نقطۂ نظر پیش کرنے کا موقع دیا جائے۔ اور اس کے بعد جناب والا! فیصلہ کریں کہ یہ تحریک استحقاق Privilege Committee کو بھیجنی ہے یا نہیں۔۔ شکریہ

میاں محمود الرشید، جناب والا! میں بھی اس تحریک کے بارے میں کچھ گزارشات آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں کہ۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! لاءمنسٹر صاحب نے اس پر اپنی بات کر لی ہے مجھے اس پر بات کر لینے دیجیے۔ اس کا اب فیصلہ کر لینے دیجئے۔

میاں محمود الرشید: جناب سپیکر! انہوں نے یہ تجویز پیش کی ہے کہ حزب اختلاف کے ارکان جب آ جائیں گے تو پھر اس پر فیصلہ کریں۔ لیکن میں اس تجویز کو oppose کر رہا ہوں کہ انہوں نے پہلے ہی ہماری شرافت کو کمزوری پر مامور کیا ہے کہ وہاں سے ان کی بات پر جب بھی ہمارے لوگ نہیں بولتے رہے اور ان کو زیادہ توجہ نہ دینے کی وجہ سے ان کا رویہ اس بارے میں مزید بڑھا ہے کہ ان کو اپنی بات کا احساس ہی نہیں ہوتا اور وہ بالکل لیٹنے والی بات ہے کہ ٹریژری بنچز پر ہماری واضح اکثریت ہونے کے باوجود ہم ان کی ہر بات کو مانتے ہیں۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اس کو ابھی discuss ہونا چاہیے۔ یہ انتہائی اہم معاملہ ہے اس لیے یہ تحریک Privilege Committee کے سپرد ہونی چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی میاں صاحب شکریہ۔ جی کوریجہ صاحب۔

جناب محمد اصغر کوریجہ، جناب سپیکر! میں بھی اس سلسلہ میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس نوعیت کی تحریک استحقاق میں نے بھی پیش کی ہے مگر اب چونکہ لاءمنسٹر صاحب نے یہ بات کہہ دی ہے کہ سردست اس کو پینڈنگ کیا جائے۔ اس لیے میں اپنا حق محفوظ رکھتا ہوں کہ جب اس تحریک پر بحث ہو گی تو میں پھر اس وقت بولوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی درست ہے۔

محترمہ فوزیہ بہرام، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں نے آج سے تقریباً دو دن پہلے ایک تحریک استحقاق دی تھی ان تمام معزز ممبران کے خلاف جو ہاؤس میں غیر شائستہ اور غیر پارلیمانی الفاظ استعمال کرتے ہیں اور اونچی اونچی ایسی گالی گلوچ دیتے ہیں جس سے ہمارا یہاں بیٹھنا مشکل ہو جاتا ہے۔ اور میں نے دو دن پہلے ان تمام معزز ممبران کے خلاف ہاؤس سے احتجاجاً واک آؤٹ بھی کیا تھا۔ میں چاہتی ہوں کہ جس وقت یہ فضل حسین راہی صاحب کے بارے میں تحریک استحقاق ٹیک اپ ہو تو اس وقت میری اس تحریک استحقاق کو بھی اس کے ساتھ منسلک کیا جائے۔ اور میں یہ درخواست کرتی ہوں کہ ان تمام ممبران کو اس کے ساتھ شامل کر کے سختی سے کسی ضابطہ اخلاق کا پابند کیا جائے تاکہ ایسی افسوسناک حرکت آئندہ ایوان میں نہ ہو۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی شکریہ بیگم صاحبہ۔ بات یہ ہے کہ چونکہ یہ ایک honourable member کے خلاف تحریک استحقاق پیش ہوئی ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کرنے سے پہلے اس پر ہم اس معزز رکن کا بھی نقطۂ نظر سن لیں تو زیادہ بہتر ہے لہذا میں اس کو اس وقت تک کے لیے pending کرتا ہوں جب تک کہ وہ معزز رکن جن کے خلاف یہ تحریک پیش کی گئی ہے ہاؤس میں اپنا نقطۂ نظر پیش نہ کر لیں۔ اس کے ساتھ ہی ایک گھنٹے کے لیے میں ہاؤس adjourn کرتا ہوں لیکن کارروائی کا جو وقت ہے اس میں بھی ایک گھنٹے کی توسیع کی جائے گی۔

******** 1 بج کر 35 منٹ پر ہاؤس ایک گھنٹے کے لیے ملتوی کیا گیا۔********

(جناب ڈپٹی سپیکر 2 بج کر 35 منٹ پر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر، ایک تو میں اپنے پریس گیلری میں بیٹھے ہوئے دوستوں سے یہ درخواست کروں گا کہ آج کی کارروائی کو پیپرز میں شائع نہ کریں۔ دوسرا ہاؤس کل صبح 9.00 بجے تک کے لیے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر اجلاس کی کارروائی جمعرات 14 دسمبر 1989ء صبح 9.00 بجے تک ملتوی کی گئی)

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا آٹھواں اجلاس

جمعرات 14 دسمبر 1989ء

(پنج شنبہ 15 جمادی الاول 1410ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں 11 بج کر 10 منٹ پر منعقد ہوا۔ جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ
نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ
لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ○
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَعْتَذِرُوا الْيَوْمَ ۭ اِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ
تَعْمَلُوْنَ ○ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا ۭ
عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ
مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ يَوْمَ لَا يُخْزِي اللّٰهُ النَّبِيَّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ۚ
نُوْرُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا
نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا ۚ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○

سورۃ التحریم آیت 6 تا 8

مومنو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو آتش (جہنم) سے بچاؤ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں اور جس پر تند خو اور سخت مزاج فرشتے (مقرر) ہیں جو ارشاد خدا ان کو فرماتا ہے اس کی نافرمانی نہیں کرتے اور جو حکم ان کو ملتا ہو اسے بجا لاتے ہیں o مومنو! خدا کے آگے صاف دل سے توبہ کرو۔ امید ہے کہ وہ تمہارے گناہ تم سے دور کر دے گا اور تم کو باغ ہائے بہشت میں جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں داخل کرے گا اس دن خدا پیغمبر کو اور ان لوگوں کو جو ان کے ساتھ ایمان لائے ہیں رسوا نہیں کرے گا۔ (بلکہ) ان کا نور (ایمان) ان کے آگے اور داہنی طرف (روشنی کرتا ہوا) چل رہا ہوگا اور وہ خدا سے التجا کریں گے کہ اے پروردگار ہمارا نور ہمارے لیے پورا کر اور ہمیں معاف فرما۔ بے شک خدا ہر چیز پر قادر ہےo

وما علینا الا البلاغ

جناب مہدی خان، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! ہمیں معلوم ہوا تھا کہ سمجھوتہ بڑی خوش اسلوبی سے جناب کی کوششوں سے طے پا گیا ہے لیکن ہم دیکھ رہے ہیں کہ ہمارے اپوزیشن کے دوست ابھی تشریف نہیں لائے۔ اس سلسلے میں ہمیں تو بڑی خوشی تھی کہ جناب کی کوششوں سے ہماری کشیدگی ختم ہوگئی ہے اور سمجھوتہ طے پا گیا ہے۔ اس کو تو ہم آج ایک سمجھوتے کا دن قرار دے رہے تھے۔ ایک نئے عزم کے ساتھ کہ ہم نے پارلیمانی روایات کو برقرار رکھنا ہے اور ہاؤس کے وقار کا خیال رکھنا ہے۔ لیکن جتنی ہمیں زیادہ خوشی ہوئی تھی۔ جتنی جناب نے محنت کی تھی۔ جس فہم و فراست سے مسئلہ طے پا گیا تھا کچھ ہمیں فکر سی لاحق ہے کہ دوست ابھی تشریف نہیں لائے۔

جناب والا! میں اس سلسلے میں ایک گزارش کروں گا کہ ایک سال کا عرصہ ہو چکا ہے۔ ہم اسمبلی کے معاملات میں سنجیدہ نہیں ہیں۔ اس کے لیے کوئی ضابطہ اخلاق بنایا جائے میں یہ سمجھتا ہوں ایک ضابطہ اخلاق کمیٹی بنائی جائے جس میں ممبران کی تعداد سات آٹھ یا دس کے قریب ہونی چاہیے۔ اس میں اپوزیشن کے دوست اور ہمارے دوست شامل ہوں جو ان معاملات کو چلانے میں سنجیدہ ہوں۔ ان کی ایک کمیٹی بنائی جائے تاکہ ہم اپنے کام کو احسن طریقے سے چلا سکیں۔ یہ میری دلی خواہش ہے کیونکہ ہم تو ایک سال کے عرصے سے خاموش چلے آ رہے ہیں اور عوام کے طعنے بھی سنتے چلے آ رہے ہیں جو ہمارے لیے باعث شرم اور ندامت ہیں۔ میرا خیال ہے وہ کمیٹی کارآمد ثابت ہو سکے گی اور اس میں وہ لوگ شامل کیے جائیں جو اس عمل کو چلانے میں سنجیدہ ہوں۔

اس کے متعلق جناب والا! میری یہ گزارش ہے کہ ہمیں یہ بتایا جائے کہ اپوزیشن والے حضرات کیوں ایوان میں تشریف نہیں لائے۔ ہماری دلی خواہش ہے وہ لوگ آئین سازی اور کارروائی میں حصہ لیں۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، سردار صاحب! آپ فکر نہ کریں آپ کی خوشی برقرار رہے گی۔ جو بات طے ہوئی ہے اس پہ عمل ہوگا۔ اجلاس آج دیر سے شروع ہونے کی وجہ بھی یہ ہے کہ اپوزیشن کے ہمارے معزز اراکین کمیٹی روم میں اپنی میٹنگ کر رہے ہیں۔ وہ ابھی آنے ہی والے ہوں گے۔ آیا ہی چاہتے ہیں۔ ان شاء اللہ ہم آپ کی خوشی کو زائل نہیں ہونے دیں گے۔ جو بات طے ہوئی ہے وہ پختہ عزم کے ساتھ طے ہوئی ہے۔ اور اس پر ان شاء اللہ تعالیٰ عمل کیا جائے گا۔

جناب مہدی خان، جناب والا! دو تین منٹ ان کی موجودگی میں' میں ضابطۂ اخلاق کے بارے میں بات کرنا چاہتا ہوں۔ اس وقت آپ مہربانی فرمائیں گے۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔

جناب کنور اعجاز علی، جناب والا! میری ایک تحریک استحقاق ہے اور میں سمجھتا ہوں وہ بڑی اہمیت کی حامل ہے۔ اسے بغیر باری کے لیا جائے۔

مسئلہ استحقاق

جناب سپیکر، آپ کی تحریک استحقاق کا نمبر 36 ہے۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ اس میں سے کچھ الفاظ کاٹے ہیں۔ یہ آپ کے علم میں ہے؟

جناب کنور اعجاز علی، وہ میں نے کاٹ دیے ہیں۔

جناب سپیکر، راؤ صاحب! اپنی تحریک استحقاق بغیر باری کے پیش کرنا چاہتے ہیں۔ کیا آپ کو اتفاق ہے کہ اس کی اہمیت کے پیش نظر اس کو بغیر باری کے لیے لیا جائے؟

(ایوان نے اتفاق کیا)

میں اس کی اجازت دیتا ہوں۔ اس تحریک کو آپ پڑھنا شروع کر دیں۔

جناب سپیکر کے خلاف روز نامہ "فرنٹیئر پوسٹ" کی نامناسب رپورٹنگ

جناب کنور اعجاز علی، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ روزنامہ "فرنٹیئر پوسٹ" نے اپنی اشاعت مورخہ 13 دسمبر 1989ء میں جناب سپیکر کی ذات کے متعلق قابل اعتراض حد تک غلیظ' ہتک آمیز اور نازیبا الفاظ استعمال کیے ہیں۔ جناب والا! قطع نظر اس کے کہ درج بالا تمام فقرے غیر مہذب' ناشائستہ اور متعصبانہ جانبداری کی عکاسی کرتے ہیں۔ میں اس ایوان کی توجہ اس امر کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ عزت مآب سپیکر کے conduct کو نہ تو اسمبلی کے اندر اور نہ ہی اسمبلی کے باہر کسی تنقید کا نشانہ بنایا جا سکتا ہے۔ سپیکر کی ذات پر کیچڑ اچھالنا نہ صرف غیر اخلاقی بلکہ غیر آئینی بھی ہے۔ نیز روز نامہ "فرنٹیئر پوسٹ" کی متعصبانہ رپورٹنگ نے یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ یہ سارا واقعہ جناب سپیکر کی وجہ سے پیش آیا۔ صحافتی

تاریخ میں کسی بھی عالی مقام سپیکر کے لیے اتنے گھٹیا اور تضحیک آمیز الفاظ اخبار میں شائع کرنے کا یہ پہلا واقعہ ہے۔ اس قسم کے نازیبا الفاظ شائع کرنے سے نہ صرف جناب سپیکر کا بلکہ اس پورے ایوان کے معزز اراکین کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہٰذا اسے منظور کر کے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

چودھری محمد فاروق، جناب سپیکر! اسی موضوع سے متعلق میری بھی تحریک استحقاق ہے اگر انہی کے ساتھ اس کو بھی منسلک کر دیا جائے۔

جناب سپیکر، ابھی اس بارے میں تو کوئی فیصلہ نہیں ہوا۔ بیگم صاحبہ' آپ کچھ فرمانا چاہتی تھیں۔

بیگم بشریٰ رحمٰن، جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے یہ عرض کرنا چاہتی ہوں کہ جب آپ کی عنایات بے پایاں سے میں کرسیٔ صدارت پر بیٹھی ہوئی تھی تو اس روز کے پیش آمدہ حالات کے تحت میں نے جناب فضل حسین راہی کو دو دن کے لیے اس اسمبلی سے expel کرنے کا حکم دیا تھا۔ جناب والا! آج میں اپنی سیٹ پر ہوں اور ایک رکن صوبائی اسمبلی کی حیثیت سے آپ کی خدمت میں یہ درخواست کرتی ہوں کہ آپ جناب فضل حسین راہی کو' جو ہمارے ایک محترم رکن ہیں' اسمبلی میں آنے کی اجازت مرحمت فرمائیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر، میں سمجھتا ہوں کہ بیگم صاحبہ کے اس ارشاد کے بعد فضل حسین راہی صاحب کو اس ایوان میں آنے کی اجازت دی جاتی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلے پر فاضل اراکین حزب اختلاف ایوان میں داخل ہوئے)

جناب سپیکر، جناب کنور اعجاز علی صاحب کی طرف سے ایک تحریک استحقاق پیش کی گئی ہے۔ "فرنٹیئر پوسٹ" میں سپیکر کے بارے میں ریمارکس کی وجہ سے یہ تحریک استحقاق پیش کی گئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں اس بات کا نوٹس لینا ہوگا۔ اس لیے نہیں کہ میں سپیکر ہوں اور میں یہ چاہتا ہوں کہ سپیکر کے بارے میں نازیبا الفاظ استعمال نہ کیے جائیں۔ بلکہ یہ کرسی کہ جو سپیکر کی ہے' اس پر آپ میں سے کوئی بھی بیٹھ سکتا ہے۔ ادارے محترم ہوتے ہیں' انسان کی ذات کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی۔ جب ہم سپیکر کا ذکر کرتے ہیں' تو سپیکر کا ذکر ہم ایک ادارے کی حیثیت سے کرتے ہیں۔ جو اسمبلی کے استحقاق کا custodian ہے۔ تو سپیکر کے بارے میں کسی اخبار کی طرف سے اس انداز میں جو الفاظ

استعمال کیے گئے ہیں' اور جو میں نے دیکھے ہیں اور یہ واقعی قابل افسوس ہیں' اور "فرنٹیئر پوسٹ" کو سپیکر کے بارے میں یہ الفاظ ہرگز استعمال نہ کرنے چاہیے تھے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ایک تلخی کے بعد یہاں جو فضا قائم ہوئی ہے وہ معزز اراکین حزب اقتدار کا اور معزز اراکین حزب اختلاف کا بہت بڑا کریڈٹ ہے۔ اور میں ان کے لیے اس کو قابل تحسین سمجھتا ہوں۔ اتنی تلخی پیدا ہو چکی تھی۔ جذبات میں اتنی اشتعال انگیزی پیدا ہو چکی تھی۔ ایک نہایت افسوس ناک اور ناخوشگوار واقعہ ہو چکا تھا۔ انھوں نے باہمی افہام وتفہیم کی فضا میں بیٹھ کر مدبروں کی طرح' اچھے پارلیمینٹیرز کی طرح' اچھے انسانوں اور اچھے منتخب نمائندوں کی طرح ایک ہی دن میں نہ صرف یہ کہ اس واقعے کے تمام تر ناخوشگوار اثرات کو زائل کر دیا' بلکہ انھوں نے آئندہ ایسی باتیں وقوع پذیر نہ ہونے کے بارے میں ایک زبردست انداز میں عہد کیا۔ اور ایک عزم کے ساتھ ایک ارادہ کے ساتھ ایک خوش گوار تبدیلی کے ساتھ آج ہم اس ایوان کی کارروائی کو ایک مقدس ماحول میں ایک بھائی چارے کے ماحول میں ایک اخوت اور ایک محبت کے ماحول میں شروع کر رہے ہیں میں آپ سب کو دل کی گہرائیوں سے مبارکباد دیتا ہوں۔ اور مجھے امید ہوگئی ہے کہ اللہ تعالی کے فضل و کرم سے اب ہمارے معزز اراکین اسمبلی نے جمہوریت کو آگے بڑھانے کا اس کی نشوونما کا ان اداروں کے تقدس ان اداروں کے استحکام کا ارادہ کیا ہے اور مجھے امید ہے ان شاء اللہ تعالی کوئی آندھی کوئی طوفان اور کسی قسم کے کوئی حالات ان اداروں کے استحکام میں کوئی رکاوٹ نہیں پیدا کر سکیں گے۔ تو اس کے ساتھ میں یہ کہوں گا کہ فرنٹیئر پوسٹ نے جو رپورٹنگ کی ہے اس کے بارے میں یہ تجویز پیش کی گئی ہے۔ کہ اس کو تحریک استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔ لیکن میں یہ کہوں گا کہ" فرنٹیئر پوسٹ" کو بھی میں اس خوش گوار فضا میں موقع دینا چاہتا ہوں کہ اس نے جو سپیکر کے خلاف remarks دیے ہیں۔ وہ ان کی تردید کرے اور اس پر اپنی طرف سے تاسف کا اظہار کرے میں ان کو ایک موقع دینا چاہتا ہوں۔ اور میں اس تحریک استحقاق کو پینڈنگ کرتا ہوں۔

رانا شوکت محمود، جناب سپیکر!

جناب سپیکر، جی رانا صاحب!

رانا شوکت محمود (قائد حزب اختلاف)، جناب سپیکر! آپ کے ان قابل قدر خیالات کے بعد آپ کی اجازت کے ساتھ دو چار منٹ اس ایوان کے لینا چاہتا ہوں۔ جناب والا! میں اس واقع کا کوئی ذکر نہیں کرتا

کروں گا۔ کیونکہ اب وہ ماضی ہے اور وہ تاریخ کا ایک حصہ ہے اور ماضی کی جو بھی کمزوریاں کوتاہیاں خرابیاں ہوں ان سے سبق تو سیکھنا چاہیے۔ لیکن ان کا ذکر کر کے اپنا وقت ضائع نہیں کرنا چاہیے۔ میں چاہوں گا اس واقعہ کو ذکر کرنے کے حساب سے مکمل طور پر اب فراموش کر دیا جائے۔ جناب والا! جمہوریت ایک طرز حکومت ہے اور اس طرز حکومت میں ہر انسان اس ملک کا شہری ہے۔ اس کی رائے حکومت چلانے میں شامل ہوتی ہے۔ یہی جمہوریت کی خوبصورتی ہے۔ یہی جمہوریت کی طاقت ہے یہی جمہوری اداروں کا حسن اور عمل ہے۔ ہر شخص خواہ وہ امیر ہے یا غریب پڑھا ہوا ہے یا ان پڑھ ملک چلانے کے عمل میں برابر کا شریک ہوتا ہے۔ جناب والا! یہ ایک انتہائی خوب صورت طرز حکومت ہے۔ یہ ایک طویل اور لمبے عرصے نے ثابت کیا ہے۔ کہ جتنی بھی قسم کی حکومتیں دنیا میں ہیں۔

(1)

~~وزیر اوقاف: جناب سپیکر~~ اگر پریس گیلری واک آؤٹ کر گئی ہے۔ ان کو واپس بلایا جائے۔ اس کی کیا وجہ ہے انہوں نے کیوں واک آؤٹ کیا ہے؟ جناب والا! اس پر توجہ فرمائیں۔

~~جناب سپیکر~~: پریس اور اسمبلیاں لازم و ملزوم ہیں۔ اسمبلی کا وقار اور حسن قائم نہیں رہ سکتا اور پریس کی رپورٹنگ کے بغیر اسمبلی کی کارروائی ادھوری رہ جاتی ہے اس لیے ہمارے پریس کے جو بھی معزز اراکین ہیں ان کے بائی کاٹ کرنے کے بارے میں ہم ان سے دریافت کریں گے کہ وہ کیوں بائی کاٹ کر رہے ہیں؟ میں یہاں سے دو صاحبان کو مقرر کروں گا کہ وہ ان سے دریافت کریں اس میں لطیف مغل صاحب اور شاہین صاحب یہ دونوں صاحبان ان سے دریافت کریں۔ اور ان کو پریس گیلری میں واپس لانے پر آمادہ کریں۔

(2)

~~رانا ثناء محمود~~: میرا خیال ہے آج ان کے بائی کاٹ کی باری تھی تو میں عرض کر رہا تھا کہ جمہوریت ایک ایسا طرز حکومت ہے۔ جو تاریخ کے تجربے نے ثابت کیا ہے یہی سب سے بہترین حکومت کرنے کا طریقہ ہے۔ جناب والا! یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ جمہوریت کو اچانک کہیں سے نہیں لایا جا سکتا۔ جمہوریت ایک ارتقاء کا عمل ہے جو آہستہ آہستہ جڑیں پکڑتا ہے۔ اس کے اپنے لوازمات ہیں۔ اس کی اپنی ایک mechanism ہے۔ اور اس mechanism کے لیے وقت اور ایک طویل عرصہ کے لیے اس حکومت کا قائم دائم رہنا ضروری ہے یہ ہماری بدقسمتی ہے ملک میں جمہوریت کو کبھی چلنے نہیں دیا۔ جب بھی کچھ عرصہ چلی کچھ نادان لوگ آئے انہوں نے جمہوریت کو بری طرح رد کیا اور اپنی حکومت

(3)

قائم کر لی اور یہ نہ سمجھا کہ اس سے ملک کی جڑیں کھوکھلی ہوتی ہیں۔ ملک کمزور ہوتا ہے۔ اور جو ادارے اس ملک کو اس قوم کو آگے بڑھانے اور چلانے میں ممد معاون ثابت ہو سکتے ہیں۔ یہ بذات خود کمزور ہو جاتے ہیں۔ یہی صورت حال اس وقت موجود ہے۔ جناب والا! ایک طویل مارشل لاء کے بعد اس وقت جمہوری ادارے پھر قائم ہوئے ہیں۔ اسمبلیاں قائم ہوئیں ہیں۔ میں نے متعدد بار کہا ہے۔ کہ اس اسمبلی میں فوج کے کرنل اور میجر بیٹھا کرتے تھے۔ اور آج ہم بیٹھتے ہیں اس سے دو چیزیں ثابت ہوتیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ ہم نے اس جمہوری عمل کو آہستہ آہستہ مضبوط اور مستحکم کرنا ہے۔ اور یہ ہماری ذمہ داری ہے۔ کیونکہ ان کی جگہ اب ہم بیٹھے ہیں۔ اب یہ ہماری باری ہے کہ ہم اب اس نظام کو کہ تنی خوش اسلوبی کے ساتھ چلاتے ہیں جس سے یہ نظام جڑیں پکڑے۔ اس نظام سے لوگوں کا عوام کا اعتماد بحال ہو اور عوام یہ کہیں کہ جمہوری نظام دوسرے سب نظاموں سے بہتر ہے۔ یہ کہلوانا اب ہمارا فرض ہے۔ یہ ہمارا ذمہ ہے۔ اگر ہم اپنے رویہ کو اپنے conduct ؛ اپنے کردار کو اپنی شخصیت کو جو ہمارے یہاں کام کرنے کا طریق کار ہے اس کو اس قابل بنائیں گے کہ لوگ یہ کہیں اور یہ اپنی زبان سے کہیں کہ ہاں یہ طریق کار بہتر ہے۔ اس سے نہ صرف ہمیں قوت اور طاقت ملے گی بلکہ اس ادارے کو بھی ملے گی۔ اور اس سے ملک و قوم کا جو مستقبل ہے اس کو بھی طاقت اور قوت مل سکتی ہے جناب والا! جو بھی طالع آزما قوتیں ہیں وہ تو ہمہ وقت تیار ہیں۔ کہ کسی طرح یہ تجربہ ناکام ہو اور وہ پھر واپس آئیں۔ درحقیقت کہنا تو نہیں چاہیے لیکن جمہوریت خود probation پر ہے ہم probation پر ہیں۔ اور probation period ہے اور اس probation period میں ہمیں کوئی بھی قوت بڑی آسانی سے معطل کر سکتی ہے اور یہ بغیر نوٹس دیے ہمیں باہر نکال سکتی ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ صورت حال بہت خطرناک اور خوفناک ہے۔ اس صورت حال کی جو بھی اس وقت سنگینی ہے۔ اسی حساب سے ہماری ذمہ داری ہے یہ ایک proportionate ہے ہم اتنے ہی ذمہ دار ہیں۔ تو ہمیں اس ذمہ داری کا ثبوت دینا ہے۔ جو عام حالات میں ہم اپنی ذمہ داری نبھاتے ہیں اس سے زیادہ بڑھ چڑھ کر ہم نے ذمہ داری کا ثبوت دینا ہے جمہوریت کے لیے ان اداروں قوم اور ملک کے مستقبل کے لیے میں اپنے دوستوں سے بھی یہ عرض کر رہا تھا کہ جب ہم ممبر اسمبلی منتخب ہو کر آتے ہیں تو لوگوں کی نظریں ہم پر ہوتی ہیں۔ وہ تو یہ دیکھتے ہیں کہ ہماری چال کیسی ہے؟ ہم کپڑے کیسے پہنتے ہیں۔ ہم اپنے آپ کو carry کس طرح کرتے ہیں۔ ہمارے الفاظ کیا ہیں۔ ہماری گفتگو کا انداز کیا ہے۔ لوگوں کے لیے تو ہم ایک مشعل راہ ہیں۔ لوگوں

نے عوام نے آپ کو اور ہمیں ووٹ دے کر منتخب کر کے بھیجا ہے کہ آپ ان کے تمام مسائل کا حل خوش اسلوبی سے ڈھونڈ سکتے ہیں یہ لوگوں نے ہم پر اعتماد کیا ہے۔ تو اس اعتماد پر پورا اترنا ہماری سب سے بڑی ذمہ داری ہے۔ میں جناب والا! یہ گزارش کرتا ہوں منت کرتا ہوں کہ جب بھی ہم یہاں تقاریر کریں ہمیں اپنے الفاظ کا بہت ہی زیادہ خیال رکھنا چاہیے۔ ہمیں بالکل اس بات کی کوشش کرنی چاہیے کہ اپنا مدعا بیان کریں۔ بالکل بیان کریں۔ ہم ایک مقصد کے لیے یہاں پر ہیں وہ اپنا مقصد ہم پورا کریں۔ اپنی ذمہ داری پوری کریں۔ لیکن کسی کی دل آزاری ہمارے یہاں آنے کا مقصد نہیں تھا۔ یہاں آکر کسی کی بے عزتی کرنا ہمارا مقصد نہیں تھا۔ کسی کی ذات کو کم کرنا ہمارا مقصد نہیں تھا۔ لوگوں نے ہمیں یہاں اس لیے نہیں بھیجا تھا کہ آپ جا کر ایک دوسرے پر پھبتیاں کسیں یا وہ فقرے بازی کریں جس سے دل آزاری ہو۔ دل آزاری کرنا اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق ایک بہت بڑا گناہ ہے۔ اور اگر ایک عوامی نمائندہ یہ بات کرتا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ ایک عام آدمی سے جو برا فعل کرتا ہے اس فعل سے بہت زیادہ ہے۔ تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ جب بھی ہم یہاں آتے ہیں تو اخبار نویس، گیلریوں میں بیٹھے ہوئے عوام اور دوسرے باہر صوبے میں بیٹھے ہوئے عوام ہمیں دیکھ رہے ہوتے ہیں کہ ہماری گفتگو، ہمارا کردار یہاں پر کیا ہے۔ اس بات پر ہمیں نہایت سنجیدگی سے غور کرنا ہے کہ یہ ایوان ہم سب کا ایوان ہے۔ یہ ایوان کسی ایک ذات کا ایوان نہیں۔ اب یہاں حزب اختلاف اور حزب اقتدار دونوں ایک فرض ادا کرنے آتے ہیں۔ ہم انفرادی طور پر بھی فرض ادا کرتے ہیں اور اجتماعی طور پر بھی کرتے ہیں۔ اور پھر یہ بھی ہے کہ جب ہم اپنا انفرادی فرض ادا کر رہے ہوتے ہیں تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہماری ایک اجتماعی حیثیت ہے۔ ہماری ایک اجتماعی حیثیت حزب اختلاف اور حزب اقتدار کے علاوہ اس ایوان کے ایک ممبر ہونے کی حیثیت سے بھی ہے۔ اس حیثیت سے حزب اختلاف اور حزب اقتدار دونوں اس ایوان کی روایات کو بہتر بنانے کے ذمہ دار ہیں۔ یہ ذمہ داری دونوں پر برابر ہے کہ ہم اپنی انفرادی حیثیت میں ایک اجتماعی طور پر اس ایوان کے ممبر بھی ہیں۔ جناب! اس میں کوئی کمی یا کوتاہی کے سلسلے میں یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ فلاں جماعت کی یا فلاں آدمی کی ذمہ داری اور کوتاہی تھی۔ یہ ایک اجتماعی کامیابی اور ناکامی ہوگی۔ جناب! اس طرح بھی میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے لیے بہت ضروری ہے کہ ہم ایک دوسرے کے جذبات و احساسات کا خیال کریں۔ ان کی قدر کریں۔ اور چھوٹے چھوٹے مسئلے مسائل کھڑے ہو جاتے ہیں ان پر اگر ہم اپنی آراء اور اپنی

ذات کو ان کے تابع نہ کر سکے تو پھر ہمارے سامنے جو ایک بہت بڑا اہم مشن ہے کہ اس ملک میں ایک طرز حکومت کو مستحکم کرنا اس میں ناکام ہوں گے۔ یہ اس لیے بھی ضروری ہے کہ ہم اپنی ذات کی نفی کریں۔ جتنی زیادہ ہم اپنی ذات کی نفی کریں گے اتنا ہی ہم اس ادارے کو مضبوط کریں گے۔ یہ ایک بنیاد ہے ایک فلسفہ ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں اس پر توجہ دینی چاہیے۔ میں نے پچھلی دفعہ بھی جب میں جناب سپیکر صاحب کی اجازت سے بول رہا تھا عرض کی تھی کہ ہم نے کافی کوتاہی کی ہے کہ ہم عوام کے مسائل اور مشکلات کو حل نہیں کر سکے۔ ہم نے ایک سال میں ان کی طرف توجہ نہیں دی ہے۔ کیا ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس وقت اس صوبے کے عوام کے تمام مسائل حل ہوگئے ہیں؟ میرا خیال ہے کہ ہم اپنا خود جائزہ لیں کہ پچھلے ایک سال میں ہم نے عوام کے مسائل حل کرنے کی طرف ایک قدم بھی نہیں اٹھایا۔ ہم نے اس سمت میں ایک قدم بھی نہیں اٹھایا۔ تو پھر جناب ہم کون سی انا اور کون سے وقار کے لیے یہاں لڑتے ہیں۔ ہمارا وقار اور ہماری انا ان عوام کے ناتے ہیں' ان چھ کروڑ عوام کے ناتے ہیں جو ہماری طرف نظریں لگائے بیٹھے ہیں۔ ہم نے ان کی انا اور ان کے وقار کا کیا خیال کیا ہے؟ کیا ہم نے یہاں یہ خیال کیا ہے کہ جس طرح افسر شاہی کے ہاتھوں ایک عام آدمی جس طرح پٹتا ہے' جس طرح خوار ہوتا ہے جس طرح ذلیل ہوتا ہے۔ ایک حق دار جس کو اس کا حق ملنا چاہیے اس کا حق انصاف اور عدل کی رو سے جو جائز ہے کیا اس کو اس کا حق مل رہا ہے۔ جناب! اگر نہیں مل رہا تو پھر ہماری انا کہاں ہے؟ پھر ہمارے اس وقار کا کیا فائدہ ہے؟ پھر ہمارے یہاں ایک دوسرے پر فتح یاب ہونے کا کیا فائدہ ہے؟ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمیں اس بات کا بھی جائزہ لینا چاہیے اور اس پر بھی حزب اقتدار اور حزب اختلاف دونوں کو سنجیدگی سے ایک کمیٹی قائم کرنی چاہیے جو یہ جائزہ لے کہ پچھلے ایک سال میں ہماری کارکردگی کیا تھی؟ کتنے ہم نے یہاں عوامی نوعیت کے مسائل پر تجاویز پیش کیں۔ اور ان کو پاس کروایا۔ کیونکہ ہمارا کام بحث نہیں مدت سے میں یہ کہہ رہا ہوں۔ ہمارا کام تو اس صوبے میں ایک direction دینا ہے۔ ایک سمت مقرر کرنا ہے۔ اور اس سمت میں پوری حکومت کو اور اس نظام کو چلانا ہے۔ جناب والا! ہمیں دیکھنا ہے کہ ہم نے ایک سال کے عرصہ میں جس میں ہم سب کے الاؤنسز بھی ہیں۔ ہمارے استحقاقات بھی ہیں۔ ہماری سہولتیں بھی ہیں۔ ہم اس ایک عرصہ میں جو مینڈیٹ عوام سے لے کر آئے تھے ایک سال کے عرصہ میں اس امر کو کتنا آگے بڑھایا ہے۔ میں اس ایوان سے درخواست کرتا ہوں آپ کی وساطت سے کہ ہمیں اس پر یقیناً غور کرنا چاہیے۔ اور اپنی اس کارکردگی کا

جائزہ لے کر آئندہ سال کے لیے جو سال شروع ہوا ہے اپنے ٹارگٹ مقرر کرنے چاہییں۔ اور پھر اس میں دیکھیں کہ ہم اس صوبے کے عوام کو کیا سہولتیں دے سکیں ہیں۔ اس صوبے کے عوام کے لیے ہم کیا بہتر طرز زندگی کی بنیادیں فراہم کر سکتے ہیں۔ جناب! اس کے بغیر میں سمجھتا ہوں کہ ہماری یہ ساری existence اس اسمبلی کی حیثیت بے معنی ہوگی۔ اور اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ کیونکہ جمہوریت یہ نہیں۔ جمہوری عمل یہ نہیں کہ ہم اسمبلیوں میں آ جائیں اور یہاں اسمبلیوں میں تقاریر کر کے واپس چلے جائیں۔ اور واپس جانے کے بعد پھر یہاں پر آ جائیں۔ اور پھر واپس چلے جائیں۔ یہ جمہوریت کی کوئی ایسی خدمت نہیں ہمیں تو باقاعدہ اس طرز حکومت کو اس نظام کو اس سسٹم کو جو کئی سالوں اور کئی صدیوں اور کئی دہائیوں سے یہاں پر لاگو ہے اسے بدلنا ہے۔ لوگ یہ توقع لیے بیٹھے ہیں کہ ہم بنیادی طور پر اس نوکر شاہی اور افسر شاہی کے نظام کو بدلیں گے جو آج تک 1937ء انڈیا ایکٹ کے تحت چل رہا ہے۔ جو آج تک ایک colonial یعنی نو آبادیاتی نظام کی پیداوار' یادگار اور اس کی legacy ہے۔ ہم نے اس legacy لوگوں کو تبدیل کروانا ہے۔ جناب والا! عالم تو یہ ہے کہ اگر ہم موجودہ حالات کے تقاضوں کے مطابق ایک نظام حکومت یہاں نہ لا سکے تو یہاں پر بہت بڑا ایک شدید رد عمل ہوگا۔ اور اس میں ہر چیز بہہ جائے گی۔ میں ایک دفعہ پھر جناب کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور سمجھتا ہوں کہ ہم سب مل کر اس صوبے کے عوام کی خدمت کر سکیں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر، وزیر قانون صاحب! اس سلسلے میں بات کرنا چاہتے ہیں؟

وزیر قانون (سردار نصر اللہ خان دریشک)، جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ آج کا دن ہماری پنجاب اسمبلی کی تاریخ میں بہت اہمیت کا حامل دن ہے۔ جس خوب صورت انداز سے جناب کی قیادت میں معزز اراکین حزب اختلاف اور حزب اقتدار نے پہلے جو ایک بڑی کمیٹی بنائی تھی اس میں اور پھر جو آٹھ ممبروں کی کمیٹی مقرر ہوئی تھی یہ جو کل فیصلہ ہوا ہے یہ پنجاب اسمبلی کی تاریخ میں بالخصوص اور پنجاب کی تاریخ میں بالعموم ایک تاریخی فیصلہ ہوگا اور سنہری الفاظ میں اسے لکھا جائے گا۔

جناب والا! کل جو آپ کی determination تھی کہ آج میں اس اسمبلی کو چھوڑ کر نہیں جاؤں گا جب تک یہ معاملہ طے نہیں ہوتا اور ہم مشترکہ کانفرنس نہیں کر سکتے اس کا اگر میں ذکر نہ کروں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت ہی نامناسب بات ہوگی یہ آپ ہی کی determination تھی جس کے نتیجے

میں ہم سب کی حوصلہ افزائی ہوئی اور ایک ایسا واقعہ جس پر جناب والا! تمام پاکستان اور تمام پنجاب میں بسنے والے لوگوں کی نظریں لگی ہوئی تھیں کہ اس سے پتا نہیں کہ کون سی طاقت فائدہ اٹھانا چاہتی ہے یہ جمہوریت پسند قوتیں تھیں جو جمہوریت کو بہتر انداز میں اس ملک میں چلتا دیکھنا چاہتی ہیں اب ہماری اس اسمبلی کے فیصلے سے ان کو زبردست تقویت ملی ہے ان کی حوصلہ افزائی ہوئی اور اس فیصلے سے جمہوریت شکن قوتوں کی حوصلہ شکنی ہوئی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو احسن اقدام ہوا ہے اس پر بجا طور پر اس اسمبلی کے معزز اراکین خواہ وہ حزب اختلاف سے تعلق رکھتے ہیں یا وہ حزب اقتدار سے تعلق رکھتے ہیں اور جناب قائد حزب اختلاف اور جناب سپیکر سب کے سب مبارک باد کے مستحق ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! میں اپنی طرف سے اور اپنے معزز اراکین ٹریژری بنچز کی طرف سے جناب قائد حزب اختلاف اور معزز اراکین حزب اختلاف کو ایک بار پھر یقین دہانی کراتا ہوں کہ اس ایوان کے معاملات کو چلانے کے لیے ان کو ہماری بھرپور غیرمشروط حمایت حاصل رہے گی۔ جناب والا! میں اس معزز ایوان میں دو تین مرتبہ اس بات کا اظہار کر چکا ہوں کہ ہمیں اپنی اسمبلی کے معاملات کو چلانے کے لیے code of conduct بنانا پڑے گا لہٰذا اس کا پہلا مرحلہ آج یا کل تک پایہ تکمیل کو پہنچتا نظر آتا ہے ہم وہ code of conduct بنائیں گے اور اس پر سختی سے عمل کریں گے اور میں توقع کرتا ہوں کہ ان شاء اللہ عزیز اس code of conduct کے بعد ہم اس پنجاب اسمبلی کو ایسی مثالی اسمبلی بنائیں گے کہ اس کی کارکردگی کی بازگشت اس ایوان سے باہر بھی محسوس کی جائے گی اور ایوان کے اندر بھی محسوس کی جائے گی۔

جناب سپیکر! میں جناب قائد حزب اختلاف سے بالکل اس بات پر اتفاق کرتا ہوں کہ ہمیں کوئی ایسا کام نہیں کرنا چاہیے جس سے طالع آزما قوتوں کو غلط سوچنے کا موقع ملے۔

جناب والا! میں یہ بھی ایک تجویز پیش کرتا ہوں کہ جب سے ہماری یہ اسمبلی معرض وجود میں آئی ہے محترمہ وزیراعظم صاحبہ نے جمہوریت کی بحالی کے لیے جو مثبت اقدامات اٹھائے ہیں آرمی نے بھی اسے بنظر تحسین دیکھا ہے میں آج بھی اخبار میں پڑھ رہا تھا چیف آف سٹاف کی اخبار میں ایک خبر لگی تھی کہ ہم جمہوریت کے خادم ہیں ہمیں ان کے ان جذبات کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیے تاکہ ان کی سوچ کسی غلط تاثر کا شکار نہ ہو اگر ہم ان کی نیت پر شک کریں گے تو پھر ان کی منفی سوچ کو طاقت

ملے گی اگر ہم ان کی اس قسم کی باتوں کو بنظر تحسین دیکھیں گے تو پھر ان کو اس قسم کی حرکت کرنے سے پہلے سو دفعہ سوچنا پڑے گا تو میں سمجھتا ہوں کہ جب بھی ان کی طرف سے کوئی بیان آتا ہے یا اس قسم کی جو بات آتی ہے اس کی ہمیں حوصلہ افزائی کرنی چاہیے تاکہ آئندہ وہ اس قسم کی بات کرنے کا سوچ بھی نہ سکیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! میں آخر میں پھر ایک دفعہ جناب والا! کا' جناب قائد حزب اختلاف کا خاص طور پر وہ جو کمیٹی بنی تھی اس کمیٹی کے معزز اراکین کا جنہوں نے کل چار پانچ گھنٹے بیٹھ کر پوری جان فشانی ' حب الوطنی سے جمہوری عمل کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لیے بڑے مثبت انداز میں سوچ بچار کر کے اس نتیجے پر پہنچے ان سب کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ اور سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب مہدی خان، جناب والا!

جناب سپیکر، مہدی صاحب۔ پہلے میں یہ عرض کرتا ہوں کہ پریس والوں کے لیے جو دوستوں کو بھیجا تھا ان کی ذرا بات سن لیں۔

جناب محمد لطیف مغل، جناب والا! میں نے اور جناب شاہین صاحب نے پریس والوں سے ملاقات کی ہے۔ ان کے جاتے وقت جو آپ نے الفاظ کہے تھے وہ بھی انہوں نے سن لیے تھے تو جناب والا! ان کا یہ مطالبہ ہے کہ اگر ہم سے کوئی mis-reporting ہوئی ہے۔ تو ہم اس کی تردید کر دیتے ہیں لیکن کنور اعجاز صاحب کو کہیں کہ وہ اپنی تحریک استحقاق واپس لیں ہم نے انہیں بہت سمجھایا ہے کہ اگر یہ کوئی ایسے غلط الفاظ ہیں اور یہ آپ کی نظر میں mis-reporting ہے یا پھر ہماری نظر میں یہ mis-reporting ہے تو ہم اس بارے میں بیٹھ کر فیصلہ کر لیں گے لیکن جناب والا! ان کا یہی مطالبہ ہے کہ جو mis-reporting ہوئی ہے وہ ہمیں دیں ہم سپیکر صاحب کے کمرے میں بیٹھ کر ٹھیک کر لیں گے۔ اور وہ کہتے ہیں کہ کنور صاحب اپنی تحریک استحقاق واپس لیں اور ہم اس mis-reporting کی تردید کر دیں گے۔ ہم نے انہیں بہت سمجھایا ہے کہ وہ تحریک ابھی pending ہے۔ اس کی گفت و شنید کے بعد یہ مسئلہ حل ہو جائے گا۔

جناب سپیکر، اس ایوان میں پریس والوں کے خلاف تو کوئی کارروائی نہیں ہوئی۔

جناب عبدالقادر شاہین، جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ کنور اعجاز صاحب اپنی تحریک پر زور نہیں دیتے

اور اسے واپس لے لیتے ہیں ہماری پریس والوں سے بھی یہی گزارش ہوگی کہ وہ آئندہ اس کی طرف تھوڑا سا دھیان دیں۔ ہمارے ساتھی جو تردید انہیں دیں گے پریس والے چھاپنے کو تیار ہیں۔

جناب سپیکر، کیا "فرنٹیر پوسٹ" والوں نے آپ کو commitment دی ہے کہ وہ اس کی تردید چھاپیں گے؟

جناب عبدالقادر شاہین، جی۔ انہوں نے کہا ہے کہ جس حصے پر اعتراض کیا گیا ہے ہم اس کی تردید چھاپنے کو تیار ہیں۔

جناب سپیکر، کیا انہوں نے آپ کو یہ commitment دی ہے؟

جناب عبدالقادر شاہین، جی' جناب والا!

جناب محمد لطیف مغل، انہوں نے کہا ہے کہ وہ تمام اخبارات میں یہ چھاپنے کے لیے تیار ہیں۔ اس کے بعد ان کے پریذیڈنٹ صاحب نے یہ بھی کہا ہے کہ سپیکر صاحب انہیں اپنے چیمبر میں بلائیں ہم ان سے ملیں گے۔

جناب سپیکر، تو پھر میرے خیال میں اگر وہ اس کی تردید چھاپنے کو تیار ہیں تو پھر اس پر کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہیے۔

جناب کنور اعجاز علی، جناب سپیکر! اگر اس ایوان کے تمام معزز اراکین کی رائے یہ ہے اور وہ سمجھتے ہیں کہ میں اسے واپس لوں۔ میری یہ تحریک استحقاق بڑی جائز تھی اب آپ سب کی رائے یہ ہے اور ہمارے صحافی اس بات پر رضامند ہیں تو میں اپنی تحریک کو پریس نہیں کرتا ہوں۔ اور اسے واپس لیتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر، شکریہ۔ آج کے دن کوئی ناگوار واقعہ نہیں ہونا چاہیے تو تحریک استحقاق واپس ہوتی ہے اور اب پریس گیلری کے صاحبان کو واپس آنے میں کوئی تامل نہیں ہونا چاہیے۔

(اس مرحلہ پر پریس گیلری والے گیلری میں تشریف لے آئے)

جناب مہدی خان، جناب سپیکر! میں آپ کا بے حد ممنون ہوں کہ جناب نے مجھے وقت دیا ہے اور دوسری دفعہ وقت دیا ہے میں جناب آپ کو زبردست خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ آپ کی دانش مندانہ قیادت نے ہمارے جمہوری عمل کو کش مکش سے بچا لیا ہے اور میں اپنے تمام دوستوں کا اور

اپوزیشن والے بھائیوں کا بھی تہہ دل سے مشکور ہوں کہ جنہوں نے بڑی فراخ دلی سے سمجھوتے پر دستخط کیے ہیں۔

جناب والا ! میں اس زمرے میں یہ عرض کروں گا کہ جب کش مکش انتہا کو پہنچ جاتی ہے تو اس میں کچھ بہتری اور سمجھوتے کا پہلو بھی نظر آ جاتا ہے چونکہ ہماری جو کش مکش تھی یہ عرصہ ایک سال سے اپنی انتہا کو پہنچ چکی تھی اور آج یہ جو ہماری کش مکش ہے جو کہ ایک سمجھوتے میں داخل ہوئی ہے ہم پر امید ہیں کہ ہمارا یہ جو سمجھوتہ ہے یہ دیرپا ثابت ہو گا کیونکہ جو سمجھوتہ کش مکش کے بعد ہوتا ہے وہ سمجھوتہ دیرپا ہوتا ہے تو میں اس سے بڑی امیدیں لگائے بیٹھا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ ہمارا یہ جو سمجھوتہ ہے یہ دیرپا ثابت ہو گا اور اس کے لیے میں نے جناب کو ایک تجویز بھی پیش کی تھی کہ اس سمجھوتے پر عملدر آمد کرنے کے لیے ' اس سمجھوتے کو جاری رکھنے کے لیے ایک ضابطہ اخلاق کمیٹی اس ہاؤس کے اندر بنائی جائے جس کا یہ کام ہو کہ اگر کسی طرف سے بھی کوئی غلط فہمی پیدا ہو ' یا کسی صاحب نے کوئی غلط بات کہی ہو تو اس کو ہاؤس سے باہر جا کر سمجھائے اور اس سے یہ عہد لے کہ آئندہ کوئی ایسی بات نہ کی جائے کہ جس سے ہاؤس کے اندر تلخی پیدا ہو ۔ جناب والا ! میں مختصراً یہ گذارش کروں گا کہ جمہوریت ایک ٹھوس حقیقت ہے اور عوام کے نمائندے حقیقی نمائندے ہوتے ہیں جو کہ عوام کے مسائل کو حقیقت کے آئینے میں دیکھتے ہیں لیکن جناب بڑے افسوس کی بات ہے کہ پچھلے ایک سال سے ہم نے سنجیدگی سے عوام کے مسائل کا کوئی حل تلاش نہیں کیا اور نہ ہی ہم ان معاملات میں سنجیدہ تھے تو جب ہم سنجیدہ نہیں ہیں تو پھر ہم یہ نہیں کہلا سکتے کہ ہم عوام کے حقیقی نمائندے ہیں ۔ کیونکہ جو حقیقی نمائندے ہوتے ہیں وہ حقیقت سے کام لیتے ہیں سنجیدگی سے کام لیتے ہیں تو میری یہ پر زور گذارش ہے کہ ہم آئندہ سے کوئی ایسی حرکت نہ کریں جس کی وجہ سے ہمارے ہاؤس کے وقار کو دھچکا لگے اور ایسا عمل جاری رکھیں جس سے عوام کے جو مسائل ہیں وہ حل ہوں ۔

جناب سپیکر، شکریہ۔

جناب مہدی خاں، جناب سپیکر ! صرف ایک منٹ ۔۔۔ جناب سپیکر! اپوزیشن کا ہونا انتہائی ضروری ہوتا ہے ۔ اپوزیشن کا بھی فرض ہے کہ وہ صحیح انداز میں نکتہ چینی کرے اور ان شاء اللہ گو میرا تعلق آئی جے آئی سے ہے ٹریژری بنچز سے ہے لیکن جو چیز عوام کے مفاد میں ہو گی چاہے وہ اپوزیشن کی

رف سے کیوں نہ ہو میں تو کم از کم اس کو قبول کروں گا وہ چیز جو عوام کے حق میں ہو گی ۔

یہ نہیں ہو گا کہ اپوزیشن والے ہیں جو وہ بات کرتے ہیں یہ ایک رواج ہے کہ مخالفت کرنی ہے۔ نہیں ' جو بات عوام کے حق میں بہتر ہو گی ' جو عوام کے مسائل کے حق میں بہتر ہو گی ہم ان شاء اللہ خدا کے فضل سے اس کی تائید کریں گے اور یہ پر زور گذارش ہے کہ ایک سال سے یقین کریں کہ ہمیں لوگوں سے طعنے مل رہے ہیں ' ہماری بدنامی ہو رہی ہے ۔ خدارا! کچھ کریں ۔ یہ کشیدگی کے بعد سمجھوتہ ہوا ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ یہ سمجھوتہ دیرپا رہے گا اس کے لیے آج سے آپ ضابطۂ اخلاق کمیٹی کا اعلان کریں ۔ اس کمیٹی کی یہ ذمہ داری ہو گی کہ وہ اس ہاؤس کے ماحول کو خراب نہ ہونے دے ۔ شکریہ ۔

جناب سپیکر، شکریہ۔

جناب جاوید محمود گھمن، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جاوید گھمن صاحب سب سے پہلے پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں ۔

ڈاکٹر شیلا بی چارلس، جناب سپیکر ! ان کے بعد میری باری ہو گی ---

جناب سپیکر، جی بیگم صاحبہ ان کے بعد آپ کی باری ہو گی ---

جناب جاوید محمود گھمن، جناب سپیکر ! میری گذارش یہ ہے کہ جس طرح یہ تجویز کیا گیا ہے کہ ضابطہ اخلاق کمیٹی بنائی جائے ۔ پہلے ہی لاء اینڈ پارلیمنٹری افیرز کی کمیٹی موجود ہے اور اس کمیٹی کی موجودگی میں جس کا تعلق ہی لاء اینڈ پارلیمنٹری افیرز ہے دوسری کمیٹی بنانا بے معنی ہے ۔ جناب والا! اس میں وزیر پارلیمنٹری افیرز بھی ہیں اگر زیادہ سے زیادہ کیا جائے تو لیڈر آف دی اپوزیشن کو اس میں شامل کیا جائے اور جب ایک پہلے ہی کمیٹی بنی ہوئی ہے جو کہ پارلیمنٹری افیرز سے تعلق رکھتی ہے تو اس پر مزید ایک کمیٹی بنانا ضابطہ اور قانون کے خلاف ہے ۔ شکریہ ۔

جناب سپیکر، ڈاکٹر شیلا بی چارلس ۔

ڈاکٹر شیلا بی چارلس، جناب سپیکر ! میں آپ کی اجازت سے یہ کہنا چاہوں گی کہ جو کچھ بھی پرسوں ہوا میں سمجھتی ہوں کہ یہ ایک جمہوری دور ہے اور ہم عوامی نمائندے منتخب ہو کر آئے ہیں ۔ لوگوں نے ہمیں اس لیے نہیں چنا کہ ہم اسمبلیوں میں آ کر لڑائی جھگڑا کریں ۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ اگر کسی ممبر

نے بھی چاہے وہ آئی جے آئی کا ہو چاہے وہ پیپلز پارٹی کا ہو اگر وہ اس اسمبلی میں misbehave کرتا ہے تو وہ اپنا image ہی نہیں بلکہ اپنی پارٹی کا بھی image خراب کرتا ہے ۔ جناب سپیکر ! میں یہ کہوں گی کہ ہمیں یہ سوچنا چاہیے کہ ہم یہ الیکشن آسانی سے لڑ کر نہیں آئے ۔ مارشل لاء کا دور جو ہمارے سر پر تھا ہمیں شکر کرنا چاہیے کہ ہمیں اس سے نجات ملی ہے ۔ جب ہمیں اس سے نجات ملی ہے تو ہمیں اس دور کو اچھے طریقے سے چلانا چاہیے ۔ جناب سپیکر ! میں یہ کہوں گی کہ 1985ء میں بھی الیکشن ہوئے ۔ یہ اسمبلیاں بحال ہوئیں اور مارشل لاء کے بعد پہلی دفعہ بحال ہوئیں ۔ ہمارے 9 ممبرز اپوزیشن کے تھے اور میں یہ سمجھتی ہوں کہ پوری پارٹی کے لیے وہ 9 ممبرز ایک مشکل پیدا کر دیتے تھے لیکن لڑ جھگڑ کر نہیں بلکہ پارلیمانی آداب سے وہ اپنا موقف بیان کرتے تھے ۔ جناب سپیکر ! میں یہ کہوں گی کہ جو ہم یہاں کرتے ہیں وہ پوری عوام تک پہنچ جاتا ہے اور میں یہ کہوں گی کہ ہمیں وہ کام کرنے چاہییں جو عوام کی نظر میں اچھے ہوں ۔ میں ایک اقلیتی نمائندہ ہوں ۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ میں نے پورے پنجاب کا جنرل الیکشن لڑا ہے ۔ جب میں پورے پنجاب سے ووٹ لینے گئی تھی تو لوگوں کی بہت ڈیمانڈز تھیں اور جناب سپیکر ! مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ایک سال گزر گیا ہے نہ تو ہم ان کی ڈیمانڈز پوری کر سکے ہیں اور نہ ہی ہم ان کی کسی بات پر توجہ دے سکے ہیں ۔ یہ اسمبلیاں لاء اینڈ آرڈر کے لیے ہیں میں یہ سمجھتی ہوں کہ اگر ہم نے ان اسمبلیوں میں law making نہیں کرنی تو ہمارا ان اسمبلیوں میں آنا بے کار ہے ۔ جناب سپیکر ! میں یہ کہوں گی کہ آئندہ ہمارے ممبرز کو کم از کم پارلیمانی آداب سے اپنا موقف بیان کرنا چاہیے اس کی بجائے یہ لڑائی پارلیمانی آداب سے ہونی چاہیے نہ کہ ہم ایک دوسرے کے گلے پڑیں یا ایک دوسرے سے ہم کاغذات چھینیں یا ایک دوسرے کو ہم تھپڑ ماریں ۔ میں یہ سمجھتی ہوں اور میں تمام ممبر صاحبان سے بھی کہوں گی کہ ہمارا وقار مارشل لاء کے دور کے بعد بہت بلند ہے ۔ پولیس کے معاملے میں اگر عوام کو پولیس پر اعتبار نہیں ' کسی اور پر اعتبار نہیں لیکن عوام کو اسمبلی کے نمائندوں پر اعتبار ہے اور ہمیں اس اعتبار کو اور اس نمائندگی کو اچھے طریقے سے برقرار رکھنا چاہیے ۔ شکریہ

نوابزادہ غضنفر علی گل، جناب سپیکر پوائنٹ آف آرڈر ۔۔۔

جناب سپیکر، نوابزادہ صاحب ! آپ کے پوائنٹ آف آرڈر کے بعد ہم لاء اینڈ آرڈر کی صورت حال پر

آئیں گے اور اس پر بحث شروع ہو گی۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، جناب سپیکر! میں نے جو آپ کے حضور ایک فلیگ رولز کے متعلق پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا ہوا ہے اس پر آپ نے رولنگ ریزرو رکھی ہوئی ہے۔ اس کا نوٹیفکیشن آپ کو میں نے دے دیا تھا اس کا ایک rejoinder ہے جو کہ آپ کے سامنے ہے کہ Ministry of Interior کے سیکرٹری نے 30 مئی 1989ء کو چیف سیکرٹری آف دی پنجاب کو ایک خط لکھا ہے کہ۔

Use of Pakistan Flag on the motor cars by Advisors/Special Assistants of the Provincial Governments.

اس کے پیرا نمبر 2 پر اگر آپ ذرا نظر دھرائیں جو آپ کے سامنے میں نے رکھوایا ہے۔ ابھی جو آدمی آپ کے سامنے ایک کاغذ رکھ کر گیا تھا۔ اور آپ اس کا مطالعہ فرما رہے تھے۔ یہ ابھی آپ نے یہاں رکھا ہے۔

آپ اس کا مطالعہ فرما لیں۔ پیرا نمبر 2 میں لکھا ہوا ہے کہ کون کون سے لوگ entitled ہیں۔ پیرا دو میں لکھا ہوا ہے کہ:۔

"It has been observed that some of the Advisors, Special Assistants, etc, of the Provincial Governments are flying Pakistani Flag on their cars contrary to the above cited rules. This practice is against the rules. A copy of the Pakistan Flag Rules dated 13.4.1989 is enclosed.

I shall be grateful if you could kindly advise all the Advisors and Special Assistants, etc; of the Provincial Governments concerned to follow the rules governing the use of Pakistani Flag on the cars to uphold the sanctity of the National Flag."

اس کے لیے میں نے آپ کو نوٹیفکیشن بھی دیا ہے اور

This is a rejoinder to my point of order and I would request you to give your ruling before the Assembly session is prorogued because it is a matter of urgent importance.

کیونکہ اس پر چیف سیکرٹری نے بھی ابھی کوئی ایکشن نہیں لیا۔

جناب سپیکر، نوابزادہ صاحب! اس میں کوئی confusion تو ہے نہیں، یہ چٹھی بھی بڑی واضح واضح ہے، اس سلسلے میں نوٹیفکیشن بھی واضح ہے۔ سوال اس میں صرف یہ ہے کہ۔ کیا اس میں intervention of the Assembly is required or not.

نوابزادہ غضنفر علی گل، اسمبلی کی مداخلت کی ضرورت ہے۔ Since the Advisors and the Special Assistants are members of this House. اور اگر وہ کسی قانونی یا آئینی خلاف ورزی کے مرتکب ہیں تو پھر This House is not in order and they come to this House with flags on their cars and fly the flags on their residences. They have contravened the constitutional provision concerning the Pakistan Flag. Therefore, the House is not in order. If they were not members of this House, then the position would have been different. Since they are members of this House and they are violating the rules thus causing the House into disorder.

جناب سپیکر، رولنگ پر کوئی confusion نہیں۔ مسئلہ تو بالکل صاف اور واضح ہے۔ لیکن میں اس چیز کو دیکھ رہا ہوں کہ اسمبلی کی intervention کی ضرورت ہے یا نہیں؟ اور آیا سپیکر کی رولنگ کی ضرورت ہے یا نہیں؟

نوابزادہ غضنفر علی گل، جناب والا! ضرورت ہے۔ میں اس سلسلے میں عرض کرتا ہوں۔

جناب سپیکر، میں اس معاملے کو دیکھ رہا ہوں اور دیکھ کر اس پر فیصلہ کروں گا۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، جناب والا! میری گذارش یہ ہے کہ اگر اس میں confusion نہیں تو

آپ کی رولنگ کو تو صاف آتا ہے ۔ اس چٹھی کے مطابق اور نوٹیفکیشن کے مطابق ایڈوائزرز اور سپیشل اسسٹنٹ اپنی گاڑی پر جھنڈا نہیں لہرا سکتے ۔ اور نہ ہی اپنے گھروں پر جھنڈا لہرا سکتے ہیں ۔ اور یہ اسمبلی تو Supreme law making House and authority of the Province. ہے ۔ اگر ہمارے ہی ممبران کسی violation کے مرتکب ہیں اور اگر ہم نے intervene نہیں کرنا تو پھر کون intervention کرنے کے لیے آئے گا ۔ Who will stop them from the contravention of the rules and the Constitution? اور میرا خیال ہے کہ آپ کو تو اس پر رولنگ بغیر ہچکچاہٹ کے دینی چاہیے اور فوراً دینی چاہیے ۔ You should stop the Advisors and the Special Assistants from flying the Pakistani flag on their cars and on their residences.

جناب سپیکر، نوابزادہ صاحب! میں نے آپ کا مشورہ سن لیا ہے اور آپ کی بات بھی سن لی ہے ۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، جناب مشورہ نہیں ہے ۔ It is a submission. It is a prayer

جناب سپیکر، آپ نے جو تحریک استحقاق پیش کی ہے ۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، تحریک استحقاق نہیں پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا ہے ۔

جناب سپیکر، معذرت کے ساتھ، یعنی آپ نے جو پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا ہے ۔ آپ کے پوائنٹ آف آرڈر کو میں نے سنا ہے، سمجھا ہے ۔ میں نے اس چٹھی کو بھی دیکھا ہے، وزارت داخلہ کا نوٹیفکیشن بھی ابھی دیکھا ہے ۔ اور یہ چٹھی آپ نے بھی دیکھی ہے کہ ایس۔کے محمود سیکرٹری وزارت داخلہ نے چیف سیکرٹری مسٹر انور زاہد کے نام لکھی ہے ۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، میرا پوائنٹ آف آرڈر آپ کے مشیروں کے نام ہے ۔

جناب سپیکر، اس میں دیکھنے والی بات یہ ہے کہ وزارت داخلہ کی یہ چٹھی اور نوٹیفکیشن پر عملدرآمد پنجاب گورنمنٹ کا کام ہے یا سپیکر پنجاب اسمبلی کا کام ہے کہ وہ اس پر عمل درآمد کروائے ۔ اس پر میں نے فیصلہ دینا ہے اور میں دیکھ رہا ہوں آپ تشریف رکھیں ۔

NAWABZADA GHAZANFAR ALI GUL: The Government of Punjab sits in this Assembly and an Honourable member of this House is the Chief Minister of the Punjab. If he was not a member of this House, I would not have objected to him.

جناب سپیکر، ٹھیک ہے نوابزادہ صاحب آپ۔۔۔۔۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، اور تحریک استحقاق تو اب مشیروں کی بنے گی جن کے جھنڈے اتریں گے اور ڈنڈے رہ جائیں گے۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب سپیکر! اگر آپ اجازت دیں تو۔۔

جناب سپیکر، شاہ صاحب گورنمنٹ کا تھوڑا سا بزنس ہے اسے ہم پہلے take-up کرلیں اور اس کے بعد امن عامہ پر بحث کریں گے۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب والا! میں تھوڑی سی گذارش کرنا چاہتا ہوں۔ جو ایوان کے مفاد میں ہو گی۔

جناب سپیکر، ارشاد فرمائیں۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب سپیکر! گذشتہ روز ایک آپ کی صدارت میں خصوصی پارلیمانی کمیٹی جو حزب اقتدار اور حزب اختلاف کے اراکین پر مشتمل تھی۔ اس کا ایک اجلاس ہوا اور ہمارے درمیان بعض امور پر اتفاق رائے ہوا۔ اور مصالحت ہوئی جس کا تذکرہ مثبت انداز میں ملک کے تمام قومی اخبارات میں ہوا۔ بڑے دکھ کی بات ہے کہ ایوان کے دونوں فریقین کے درمیان جب کوئی معاہدہ ہوتا ہے اس کو بڑے خوبصورت طریقے سے sabotage کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ میں آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ کل جتنی مصالحت ہوئی، میں غیر جانب داری سے کہتا ہوں کہ اس میں آپ کی مساعی جمیلہ اور آپ نے ہی مرکزی کردار ادا کیا تھا۔ آپ نے ہم سے رابطہ کیا تھا۔ ہم نے اس سلسلے میں اجلاس کیا، پھر اس کے بعد اس کا credit جاتا ہے اس خصوصی کمیٹی کو جس نے افہام وتفہیم سے اس مسئلے کو طے کیا۔ لیکن آج ایک اخبار میں خبر چھپی ہے کہ میاں شہباز شریف نے اس سلسلے میں مرکزی کردار ادا

کیا۔ انہوں نے کیا کردار ادا کیا ہے؟ انہوں نے کوئی کردار ادا نہیں کیا۔ آپ نے یہ کردار ادا کیا اور خصوصی کمیٹی نے کیا۔ اگر اس قسم کی مصالحت کو ایک فریق کے کھاتے میں ڈالنے کی کوشش کی جائے گی تو پھر نہ یہ ضابطہ اخلاق چلے گا اور نہ ہی اس ایوان کو ہمواری کے ساتھ چلایا جاسکے گا۔ جناب والا! میں اس ایوان میں اس بات کی وضاحت کر دینا چاہتا ہوں کہ کل جو مصالحت ہوئی وہ جناب سپیکر اس میں مرکزی کردار آپ کا ہے اور عام کردار 8 رکنی خصوصی کمیٹی کا ہے باقی کسی مخصوص ایم۔پی۔اے کا اس میں کوئی کردار نہیں۔

علی اکبر مظہر وینس: جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ جو کچھ ہوا اس پر مزید کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ میں اپنے پریس والے بھائیوں کا مشکور ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ ضروری ہے اور جتایا جائے کہ وہ اس قدر اچھی رپورٹنگ کرتے ہیں اگر وہ سب کچھ جو کچھ ہم یہاں کرتے ہیں چھاپ دیں تو پھر کیا ہو؟ وہ بڑی مہربانی کرتے ہیں وہ سب کچھ من و عن نہیں چھاپتے۔ میں اس لحاظ سے پریس والوں کا بہت زیادہ مشکور ہوں اور آج جس چیز سے ان کی دل شکنی ہوئی یا دل آزاری ہوئی انہوں نے واک آؤٹ کیا۔ ہم اس کے لیے بھی معذرت خواہ ہیں۔ یہ غلطیاں ہم سے بھی ہوتی ہیں اور پریس والوں سے بھی کبھی ہوسکتی ہیں۔ میرا خیال ہے کہ ہمارا پریس جس طرح تعاون کر رہا ہے۔ وہ قابل تحسین ہے۔

دوسرا جناب والا! آپ ناراض نہ ہوں جب کسی انسان کو عادت پڑ جاتی ہے تو وہ پھر جاتے جاتے جاتی ہے۔ ایک شعر ہے وارث شاہ کا کہ،

"عادتاں سراں نال جاندیاں نیں بھاویں گھتیے پوریاں پوریاں"

لیکن میری یہ دعا ہے کہ ہمیں جو غلط عادتیں پڑ گئی ہیں ان کی اصلاح کی اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے۔ اس ایوان کو ہم احسن طریقے سے خوش اسلوبی سے چلانے میں کامیاب ہو جائیں آپ کا ادب و احترام، آپ کا وقار آپ کی اس کرسی کا وقار ہم اس طرح بحال کریں کہ جب بھی آپ کے منہ سے کسی ممبر کے لیے یہ بات نکلے کہ آپ تشریف رکھیں تو وہ بیٹھ جایا کرے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میں اپنے سب بھائیوں سے یہ گذارش کروں گا کہ اس طرح ہم کسی کی خدمت نہیں کر رہے اس طرح ہم کسی کی خدمت نہیں کر رہے۔ اور نہ اس سے ہم اپنا کوئی قد بڑھا رہے ہیں۔ یہ کوئی بات

نہیں ہے کہ ایک ہمارا بھائی احتجاج کر رہا ہے اور آپ فرما رہے ہیں کہ وہ بیٹھ جائے تو اسے بیٹھ جانا چاہیے۔ اور اگر اسے ضروری احتجاج کرنا ہے تو اس کا دوسرا بھائی اٹھ کے کھڑا ہو جائے اور احتجاج کر لے ۔ لیکن یہ کوئی طریقہ نہیں ہے کہ آپ کہتے ہیں بیٹھ جاؤ ' بیٹھ جاؤ اور ہم نہ بیٹھیں۔ بہر حال ' میں دعا کرتا ہوں اور میں دونوں طرف بیٹھے ہوئے بھائیوں سے گذارش کرتا ہوں کہ ہمیں اس مثال کو قائم نہیں رکھنا چاہیے اور بری باتوں کو 'بری مثالوں کو چھوڑ کر اچھی مثالوں اور اچھی باتوں کو اپنانا چاہیے۔

جناب سپیکر، شکریہ وینس صاحب' جی بیگم فوزیہ بہرام صاحبہ۔

بیگم فوزیہ بہرام، اس ایوان میں اس طرف سے بھائی کھڑے ہوتے ہیں ' وہ بھائیوں کی بات کرتے ہیں۔ وینس صاحب نے اتنی اچھی تقریر کی اور کہا کہ میں بھائیوں سے درخواست کرتا ہوں ۔ اس اسمبلی میں بہنیں سب سے اچھا برتاؤ کر رہی ہیں ۔ کبھی ان کا ذکر بھی ہونا چاہیے ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب علی اکبر مظہر وینس، میں تو ایوان میں بھی اور ایوان کے باہر بھی اپنی بہنوں کی دل کی گہرائیوں سے عزت کرتا ہوں اور ہمیشہ عزت کی ہے ۔ خاص طور پر ہماری تو لیڈر ہی ایک خاتون ہے ' ایک بہن ہے ۔ اس لیے ہم تو بہنوں کا بہت احترام کرتے ہیں ۔ میں معذرت خواہ ہوں ۔

مسوّدات قانون

جناب سپیکر، تو بیگم فوزیہ بہرام کی تجویز پر اس میں ترمیم کر لیتے ہیں کہ آج کی کارروائی میں جہاں بھائیوں کا نام آیا ہے ' وہاں بہنوں کا نام شامل کر لیا جائے۔ تو اب ہم گورنمنٹ بزنس کو لیتے ہیں۔ دو تین بل ہیں جو لا منسٹر صاحب introduce کرنا چاہتے ہیں۔ یہ دو تین منٹ کا کام ہے۔ اس کے بعد ہم امن عامہ کی صورت حال کو لیں گے ۔ اس میں ہمارے سب سے پہلے مقرر سلمان تاثیر صاحب ہوں گے۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا ! یہ بل introduce ہونے لگے ہیں ۔ ان دونوں بلوں کے بارے میں میرا پوائنٹ آف آرڈر ہے ۔ ایک ہے Court Fee Act اور دوسرا ہے غیر منقولہ شہری جائیداد ٹیکس ایکٹ ۔ ان دونوں بلوں کے بارے میں proper procedure اختیار نہیں ہوا۔ یہ دونوں کے دونوں بل ' within the meaning of Article 115 of the Constitution. منی بل ہیں ۔

جناب سپیکر، تو آپ کو اس کا موقع ملے گا۔

چودھری محمد وصی ظفر، نہیں جناب۔ مجھے ان کی introduction پر اعتراض ہے۔ ان کے پیش کرنے کا طریق کار ہی غلط ہے ۔ Govt. consent کی کاپی ان بلوں کے ساتھ تقسیم ہو گی ۔ previous consent of the Government is required اور جناب والا ' یہ کیسے منی بل ہیں ؟ اگر جناب کہتے ہیں تو میں وہ بھی جناب کو پڑھ دیتا ہوں ۔ وہ یہ ہے۔

> The notice shall be accompanied by a copy of the Bill together with a statement of objects and reasons , and if the Bill is one that requires the previous consent , sanction or recommendation of the Government or the President for its introduction , the notice shall also be accompanied by such consent, sanction or recommendation.

وہ consent, recommendation یا sanction بھی بلوں کے ساتھ تقسیم ہونی چاہیے ۔ اور مجھے ایسے محسوس ہوتا ہے کہ ان بلوں کے ساتھ گورنمنٹ کی previous consent حاصل کی ہی نہیں گئی۔

جناب سپیکر، چودھری صاحب ابھی اس نرم میں' پچھلے اجلاس میں اس پر فیصلہ دے چکے ہیں اور اس پر میری رولنگ ہے ۔ آپ اس ضمن میں Article 115 نکال کر دیکھیے ۔ تو اس کی وضاحت ہو جائے گی ۔

چودھری محمد وصی ظفر، وہی دیکھ رہا ہوں ۔ جناب والا ! یہ جو منی بل کی شرائط ہیں ' تو آپ دیکھیں کہ بل کی sense کیا ہے ۔ پہلا بل ہے پراپرٹی ٹیکس ایکٹ کا۔ گورنمنٹ آفیسرز کو ٹیکس کی exemption دی جا رہی ہے ۔ سیکشن ۔4 اسی سلسلے میں ٹیکس کے بارے میں نافذ کیا گیا ہے۔ جہاں پر بیوگان وغیرہ کو استثناء دیا ہوا ہے وہاں پر اگر کسی ریٹائرڈ گورنمنٹ ملازم کا ایک گھر ہو گا تو وہ ٹیکس فری ہو گا۔ استثناء دیا جا رہا ہے تو جب ٹیکس کا استثناء دیا جا رہا ہو گا تو اس میں بڑا ہی واضح ہے ۔

> "115 (2) For the purposes of this Article, a Bill or amendment shall be deemed to be a Money Bill if it contains provisions

dealing with all or any of the following matters, namely."

اس میں یہ نمبر ایک پر ایک کلاز ہے۔

"(a) The imposition, abolition, remission, alteration or regulation of any tax."

یہ remission دے رہے ہیں۔ تو یہ property tax ہے۔ میں اسلام آباد گیا تھا تو ذاکر شاہ صاحب سے عرض کر گیا تھا کہ جناب، جب بھی ٹیکس کی کوئی imposition ہو، abolition ہو۔ اس میں تو کوئی تضاد ہی نہیں۔

جناب سپیکر، چودھری صاحب (a) 115 ذرا پڑھیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، اس میں ہے کہ منی بل کیا ہے۔ وہ ہے۔

For the purpose of this Article, a Bill or amendment shall be deemed to be a Money Bill.

امنڈمنٹ کا لفظ آ گیا۔ یہ امنڈمنٹ ہے۔

To be a Money Bill if it contains provisions dealing with all or any of the following matters:-

جناب سپیکر، یہ آپ 115 پڑھ رہے ہیں؟

چودھری محمد وصی ظفر، جناب، میں Article 115 of the Constitution کی بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر، میں آپ کو 115 کی طرف refer کر رہا ہوں۔ وہ پڑھیں۔

CHAUDHRY MUHAMMAD WASI ZAFAR: It says:-

"Article 115 (1) A Money Bill, or a Bill or amendment which if enacted and brought into operation would involve expenditure from the Provincial Consolidated Fund or withdrawal from the Public Account of the Province shall not be introduced or moved in the Provincial Assembly except by

or with the consent of the Provincial Government "

MR . SPEAKER: "Except by or with the consent of the Provincial Government."

چودھری محمد وصی ظفر، جناب ۔ وہ گورنمنٹ کی consent کے بغیر پیش نہیں کیا جا سکتا۔

جناب سپیکر، اس پر پچھلے اجلاس میں ' میں پہلے رولنگ دے چکا ہوں ۔

چودھری محمد وصی ظفر، نہیں جناب ۔ وہ تو بڑی لمبی بحث ہے ۔ وہ بھی میں کر لیتا ہوں ۔ میں اس میں عرض یہ کر رہا ہوں کہ گورنمنٹ کی consent کے بغیر منی بل پیش نہیں ہو سکتا ۔ تو میں اس میں عرض یہ کر رہا ہوں کہ وہ consent اگر لی ہے تو رول (2)75 کے مطابق اس کی کاپی بل کے ساتھ circulate ہو گی ۔

جناب سپیکر، اس میں یہی چیز ہے کہ جس وقت یہ منی بل ہو گا اور گورنمنٹ اس کو پیش کرنا چاہے گی تو اس میں previous consent required نہیں ہو گی ۔

چودھری محمد وصی ظفر، نہیں جناب ۔ وہ کیسے ؟

جناب سپیکر، آپ اس کو دیکھیں کہ اس میں previous consent required ہے ۔

Except by or with the consent of the Provincial Government .

What does provincial Government mean؟

پراونشل گورنمنٹ ' چیف منسٹر اور کابینہ مل کر بنتی ہے ۔

چودھری محمد وصی ظفر، گورنر بھی ساتھ ہوتا ہے ۔

جناب سپیکر، گورنمنٹ سے کیا مراد ہے ؟ یعنی پراونشل گورنمنٹ سے کیا مراد ہے ؟

چودھری محمد وصی ظفر، جناب ۔ پراونشل گورنمنٹ کا یہ بھی ایک تضاد ہے کہ گورنر پراونشل گورنمنٹ کا necessary part نہیں ہے ۔

جناب سپیکر، آپ پراونشل گورنمنٹ کی تشریح پڑھیں ناں ۔

چودھری محمد وصی ظفر، میں ابھی عرض کرتا ہوں ۔ آرٹیکل 131, 130, 129 میں وہ جناب کو پڑھ

دیتا ہوں - جناب ' یہ آرٹیکل - 129 ہے -

"The executive authority of the Province shall vest in the Governor and shall be exercised by him, either directly."

It means where he is so empowered under the Constitution or through officers subordinate to him, in accordance with the Constitution.

آئین کے مطابق - میں یہ پراونشل گورنمنٹ کا ہیڈ پڑھ رہا ہوں - چیپٹر ہے -

"Provincial Governments"

The Executive Head of the Provincial Governments every where not only in Punjab, is the Governor.

اس کے نیچے پھر آرٹیکل - 130 آتا ہے Regarding the Cabinet.

130. (1) There shall be a Cabinet of Ministers, with the Chief Minister at its head, to aid and advise the Governor in exercise of his functions.

(2) The Governor shall appoint from amongst the members of the Provincial Assembly a Chief Minister who in his opinion, is likely to command the confidence of the majority of the Members of the Provincial Assembly

جناب ' یہ 131 بڑا کلیئر ہے - to aid and advise the Governor

کیبنٹ یا چیف منسٹر ' جو ہونا ہے That is to aid and advise the Governor.

اور پھر 131 میں چیف منسٹر کی بڑی ہی واضح duties ہیں -

It shall be the duty of the Chief Minister.-

(a) to communicate to the Governor all decisions of the Cabinet relating to the administration of the affairs of the Province and proposals for legislation.

جناب سپیکر، اس میں کوئی شک و شبہ نہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! گورنر بھی گورنمنٹ کا پارٹ ہے۔ اس کو وہ communicate کرنا پڑتا ہے انڈر 131۔ اور The Cabinet and the Chief Minister they are to aid and assist the Governor. And the Governor is the necessary part of the Provincial Government.

اس میں تو جناب والا! کوئی بحث نہیں۔

جناب سپیکر، چودھری صاحب یہ جو مسئلہ ہے کہ --

چودھری محمد وصی ظفر، میں جناب کو دوسری بات واضح کرنا چاہتا ہوں کہ اگر آئین کی interpretation جس طرح جناب فرما رہے ہیں کہ ادھر except کا مطلب یہ ہے کہ جب گورنمنٹ نے بل پیش نہ کیا ہو، تو جناب اگر وہاں پر یہ interpretation مان لی جائے یہ ٹوٹلی غلط ہو جاتے ہیں۔ یہ جناب والا صفحہ 32 پہ ہیڈ ہے گورنمنٹ بلز"۔ جناب گورنمنٹ کو کسی چیز کی previous consent required ہی نہیں ہے تو پھر یہ جو رول 75 کی sub clause (2) کا تو کوئی جواز ہی نہیں۔

جناب سپیکر، یہ آپ کس کو quote کر رہے ہیں؟

چودھری محمد وصی ظفر، جناب اب تو میں رول 75 quote کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر، رول 75۔

چودھری محمد وصی ظفر، جی ہاں! جناب اس کے سب رول II کا ہیڈ "گورنمنٹ بل" ہے۔ اوپر پرائیویٹ ختم ہو جاتے ہیں، اب آ جاتے ہیں گورنمنٹ بلز، یہ گورنمنٹ بلز رول 75 سے شروع ہوتے ہیں۔ پہلا تو ہے minister may move دوسرا ہے۔

75 (2) The notice shall be accompenied by a copy of the Bill together with a statement of objects and reasons, and if the Bill is one that requires the previous consent, sanction or recommendation of the Government or the President.

جناب والا ! یہ پھر کون سے بل ہیں جنہیں sanction یا recommendation کی ضرورت ہوتی ہے ۔ وہ یہی بل ہیں ۔ The notice shall also be accompanied by such consent.

اگر جناب والا ! پچھلی دفعہ ہم elaborately بحث کر کے صحیح نتیجے پہ نہیں پہنچ پائے تو آج صحیح نتیجے پر پہنچ جانے میں کوئی ہرج نہیں ہے ۔ ان بلوں میں کوئی جلدی نہیں اور جناب والا ہمیں legal procedure لازمی طور پر اپنانا چاہیے ۔ اس کے بغیر تمام کا تمام system up set ہو جائے گا۔ ہمیں رولز ہی strictly observe کرنے چاہییں۔ جناب والا ! یہی وہ خالی رولز ہیں جن کے ساتھ copies درکار ہوتی ہیں ' میں جناب کو عرض کروں کہ اس میں except کا وہ مطلب نہیں جو جناب لے رہے ہیں ' یہ تو بڑا ہی واضح ہے اس میں تو کوئی ابہام نہیں ' اس میں ہے کہ

> A Money Bill , or a Bill or amendment which is enacted and brought into operation would involve expenditure from the Province.

جناب سپیکر، چودھری صاحب رول 75 کو ذرا آگے پڑھیں' رول 75 کے sub rule II میں آپ ذرا نیچے آئیے گا۔

چودھری محمد وصی ظفر، وہ تو جناب جو آرڈیننس پیش ہو اس کے statement of objects کی ضرورت نہیں وہ تو proviso ہے۔

جناب سپیکر، نہیں یہ آگیا جو رول 75 کا sub rule (2) ہے کہ

> The notice shall be accompanied by a copy of the Bill together with a statement of objects and reasons, and if the Bill is one that requires the previous consent , sanction or recommendation of the Government or the President for its introduction , the notice shall also be accompanied by such consent, sanction or recommendation:

آگے آ گیا ہے'

Provided that no statement of objects and reasons shall be required for a Bill which stands introduced under clause (3) of Article 128 of the Constitution:

چودھری محمد وصی ظفر، یہ تو جناب آرڈیننس ہو گیا۔

جناب سپیکر، یہ آرڈیننس ہو گیا' اب آگے آ جایئے۔

Provided further that the requisite previous consent sanction or recommendation of the Government or the President shall be furnished to the Secretary before any motion under Rule 79 is made.

یہ اس وقت ضرورت ہے' اگر اس کی ضرورت ہے بھی' تو اس کی اس وقت ضرورت ہے جس وقت رول 79 کے تحت اس کی consideration شروع ہو گی۔ تو اس وقت اس کی ضرورت نہیں' اگر اس کی ضرورت ہو گی تو بھی اس کی consideration کے وقت ہو گی۔

چودھری محمد وصی ظفر، اس کا مطلب ہے کہ رول (2) 75 غلط ہے۔ اس میں بھی ہے ناں کہ وہ اس سے کمپنی کرے۔

جناب سپیکر، نہیں اس میں کمپنی کرنے والی جو بات ہے وہ آپ دیکھ لیں' یہ بالکل واضح ہے اور اس رول 75 میں ہے کہ "The consent shall"

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! وہ provide کرتا ہے لیکن ممبر کو provide کرتا ہے۔

جناب سپیکر، نہیں اس میں ہے ..... Provided further that the requisite

چودھری محمد وصی ظفر، انہوں نے جب نوٹس دینا ہے تو اس وقت بھی انہوں نے سیکرٹری صاحب کو consent کی کاپی ساتھ دینی ہے۔ جب پہلا نوٹس دیا' تو وہ previous consent and sanction کی کاپی دیں گے۔ proviso اس وقت آ جائے گا کہ جب بحث ہو گی پھر وہ ممبرز کو دیں گے' 79 میں تو پھر انہوں نے ہمیں بھی دینا ہے۔

جناب سپیکر، چودھری صاحب ماشاء اللہ آپ Law Profession سے تعلق رکھتے ہیں یہ رول 75 کا سب رول (2) جو ہے اس میں یہ آ گیا ہے کہ The notice shall be اس پہ آگے کوئی conclusion نہیں It shall be accompanied لیکن اس میں ایک proviso آ گیا ہے کہ

Provided further that the requisite previous consent sanction or recommendation of the Government or the President shall be furnished to the Secretary before any motion under rule 79 is made.

اور انڈر رول 79 آگے پڑھیے، جس وقت اس کی consideration شروع ہو گی اس وقت اس کی ضرورت ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر، اس وقت سیکرٹری صاحب یہ ممبرز کو بھی دیں گے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، نوابزادہ صاحب اس میں کوئی confusion نہیں ہے۔ اس میں میں آپ کو عرض کرتا ہوں کہ یہ تو وصی ظفر صاحب نے احتیاطاً بات کی، اس پہ میری اپنی پہلے رولنگ ہے جو میں دے چکا ہوں، اور میں اس کو رولنگ دے کر پہلے پیش کرنے کی اجازت دے چکا ہوں، لیکن میں نے اس کو مزید واضح کرنے کے لیے بات کی ہے میں لاءمنسٹر صاحب کو بل پیش کرنے کی اجازت دیتا ہوں۔

سید ذاکر حسین شاہ، پوائنٹ آف آرڈر سر۔

جناب سپیکر، جی کہیے۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب والا! دو دن پہلے جب یہ بل وزیر قانون متعارف کرنے لگے تھے تو میں نے اس وقت پوائنٹ آف آرڈر پہ اعتراض کیا تھا، چونکہ یہ منی بل ہے اور منی بل پیش کرنے کا طریقہ کار مختلف ہے، لہٰذا اس پر آپ نے رولنگ نہیں فرمائی تھی اور اس گفتگو کے دوران اجلاس ملتوی کر دیا گیا تھا، اب پہلے اس بات کا تعین کیا جائے کہ آیا یہ بل منی بل ہے یا منی بل نہیں اگر یہ منی بل ہے تو پھر منی بل پیش کرنے کا طریقہ اس سے مختلف ہے اگر یہ منی بل نہیں تو پھر وزیر قانون اس بل کو متعارف کر سکتے ہیں۔ پہلے اس پر آپ کی یہ رولنگ آ جائے کہ یہ منی بل ہے یا نہیں، اگر

آپ کی یہ رولنگ ہے کہ یہ منی بل ہے تو پھر وہ یہ بل اس طریقے سے نہیں پیش کر سکتے قواعد کے مطابق' اگر اس previous consent میں گورنر کو شامل نہ کیا جائے' کیونکہ صوبائی گورنمنٹ تکمیل و تشکیل پاتی ہے اور وہ گورنر کو وزراء کو اور چیف منسٹر کو assist کرنے کے لیے ہوتی ہے' صوبے کا executive آئین کے تحت گورنر ہے' پھر اس previous consent میں گورنر کی consent بھی شامل ہو گی۔ پہلے آپ جناب والا یہ رولنگ دیں کہ یہ بل جو ٹیکس کے بارے میں متعارف کروایا جا رہا ہے یہ منی بل ہے یا نہیں۔

جناب سپیکر، شاہ صاحب! یہی بات وصی ظفر صاحب نے آپ کی بات میں دہرائی ہے اور اس کے بارے میں' میں عرض کر چکا ہوں کہ اس وقت جس وقت بل کو متعارف کروایا جا رہا ہے اس پر گورنمنٹ کو consent کی ضرورت ہے تو بھی اس وقت کی ضرورت نہیں' اس کی ضرورت consideration رول 79 کے تحت ہو گی۔ اس لیے میں اس وقت اس کو پیش کرنے کی اجازت دیتا ہوں' اگر آپ اس پہ بات کرنا چاہتے ہیں کہ اس میں گورنمنٹ کی consent موجود نہیں اور گورنمنٹ کی تشریح کیا ہے تو اس کی consideration کے وقت آپ بات کر لیجیے۔۔۔ جناب لاءمنسٹر۔۔۔

وزیر قانون، جناب والا! میں بل ایوان میں پیش کرنے سے پہلے ایک سیکنڈ بات کرنے کے لیے وقت لوں گا۔ نمبر 1 بل یہ ہنگامی قانون ہے۔ گورنر صاحب نے اسے نافذ کیا ہے اور اسے قانون کے مطابق ہم نے lay کرنا ہے۔

نمبر 2 اور 3 دونوں بل کابینہ نے منظور کئے ہیں اور کابینہ کے فیصلے کی اطلاع جناب گورنر کو پہلے ہی دے چکے ہیں۔ یہ میں آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا تھا۔

ہنگامی قانون (ترمیم) غیر منقولہ شہری جائیداد ٹیکس پنجاب مجریہ 1989ء

MINISTER FOR LAW: I lay:-

The Punjab Urban Immovable Property Tax (Amendment) Ordinance, 1989.

ملک شاہ محمد محسن، پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔

جناب سپیکر، ملک صاحب میں وزیر قانون کو فلور دے چکا ہوں۔ کیا اب مداخلت کرنا مناسب خیال

کرتے ہیں؟

ملک شاہ محمد محسن، میں اٹھا تھا لیکن جناب کا ادھر دھیان تھا اس لیے جناب نے میرے اٹھنے کا نوٹس نہیں لیا۔

جناب سپیکر، آپ پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کرنا چاہتے ہیں؟

ملک شاہ محمد محسن، میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب والا! جو باتیں پہلے ہوئی ہیں میں اس ضمن میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔ آپ قاعدہ 75 کو سب کلاز (2) کے ساتھ اکٹھا دیکھیں کہ اس بل کے پیش کرنے کی stage کیا ہے۔ اس میں شرائط کیا رکھی ہیں۔ The certificate of the consent should be attached with the Bill.

وہ کیا ہم علیحدہ کر سکتے ہیں۔ آگے لے جا سکتے ہیں۔ میری تجویز اس ضمن میں یہ ہے کہ قاعدہ 75(1) run or govern کرتا ہے۔

75.(1) A Minister may introduce a Bill after giving to the Secretary a written notice of his intention to do so.

(2) The notice shall be accompanied by a copy of the bill together with a statement of objects ond reasons.....

This is very clear "at the time of giving notice to the Secretary for the introduction of the Bill....."

جناب سپیکر، ملک صاحب! اس پر میں عرض کروں گا کہ اس پر میں فیصلہ دے چکا ہوں۔ پوائنٹ آف آرڈر پہ اس فیصلہ کے بعد آپ اس کو زیر بحث نہیں لا سکتے۔ اگر آپ کو کوئی بات کرنا ہی ہے تو قاعدہ 79 کے تحت جس وقت یہ زیر غور ہو گا آپ یہ پوائنٹ اٹھائیے گا ہم اس پر غور کر لیں گے۔ وزیر قانون۔

MINISTER FOR LAW: I lay:

The Punjab Urban Immovable Property Tax (Amendment) Ordinance, 1989.

MR SPEAKER: "The Punjab Urban Immovable Property Tax (Amendment) Ordinance, 1989 has been laid on the table of the House. It is deemed to be a Bill introduced in the House under Rule 75(6) of the Rules of Procedure. It isreferred to the appropriate Standing Committee for report by 21st December,1989".

مسودہ قانون (ترمیم) دی کورٹ فیس مصدرہ 1989ء

MINISTER FOR LAW: I introduce.

The Court Fee (Amendment) Bill, 1989

MR SPEAKER: The Court Fee (Amendment) Bill, 1989 has been introduced. It is referred to the appropriate Standing Committee for report by 31st January, 1990.

مسودہ قانون (ترمیم) دی یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی لاہور مصدرہ 1989ء

MR. SPEAKER: Minister for Law.

MINISTER FOR LAW: I introduce:

The University of Engineering & Technology Lahore (Amendment) Bill, 1989.

MR SPEAKER: The University of Engineering & Technology Lahore (Amendment) Bill, 1989 has been introduced. It is referred to the appropriate Standing Committee for report by 31st January, 1990.

مجلس قائمہ برائے سماجی بہبود و زکوٰۃ میں خالی اسامی پر رکن کا انتخاب

وزیر قانون، جناب سپیکر! ایک مجلس قائمہ سماجی بہبود و زکوٰۃ کے ممبر کی تعیناتی کے بارے میں آپ کی اور ہاؤس کی اجازت چاہتا ہوں۔

میں قواعد و انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1973ء کے قاعدہ 121(1) کے تحت قائد ایوان اور قائد حزب اختلاف کے درمیان اتفاق رائے سے چودھری سیف علی چٹھہ ایم پی اے پی پی 78 کو مولوی صدر الحق ڈوگر مرحوم ایم پی اے کی وفات پر ملال کے نتیجے میں سماجی بہبود و زکوٰۃ کی مجلس قائمہ میں پیدا ہونے والی خالی نشست پر بطور ممبر منتخب کیا جانا تجویز کیے جانے پر یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ چودھری سیف علی چٹھہ

ایم پی اے کو مذکورہ بالا مجلس قائمہ کا ممبر منتخب تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر، آپ اس پر متفق ہیں؟

آوازیں، ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر، پھر اس پر کوئی مسئلہ نہیں۔

پوائنٹ آف آرڈر

کیا دی کورٹ فیس (امنڈمنٹ) بل 1989ء ایک منی بل ہے اور یہ کون سی مجلس قائمہ کے سپرد ہو گا

نوابزادہ غضنفر علی گل، جناب والا! آپ تھوڑی سی وضاحت فرمائیں گے کہ جو Money Bill آتے ہیں یہ کون سی کمیٹی کو refer ہوں گے آیا فنانس کمیٹی کو جائیں گے یا لاء کمیٹی کو جائیں گے۔ کیونکہ اس کے ساتھ کوئی ایسا نوٹس نہیں کہ یہ بلز کون سی کمیٹی کے پاس جائیں گے۔ اگر نوٹس ساتھ ہوتا اس سے پتا چل جاتا تھا کہ یہ کون سی کمیٹی میں بل جائے گا۔ اب چونکہ نوٹس ساتھ circulate نہیں کیا گیا اس لیے ہمیں پتا نہیں کہ یہ لاء کمیٹی کو یا فنانس کمیٹی کو جائے گا۔

جناب سپیکر، آپ کا مطلب یہ ہے کہ اس میں mention ہونا چاہیے کہ یہ کون سی کمیٹی میں جائے گا؟

NAWABZADA GHAZANFAR ALI GUL : These are the Money Bills. Some of them are Money Bills.

جناب سپیکر، ابھی تو یہ فیصلہ نہیں ہوا ہے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، جناب والا! مجھے علم ہے۔ یہ آئین میں لکھا ہے۔ یہ بالکل Money Bills ہیں بالکل فنانس بل کے قریب ہیں۔ یہ پہلے ہی Money Bills ہیں۔ اگر پتا ہی نہیں کہ یہ کون سے بلز ہیں تو پھر یہ پیش کیوں کیے گئے ہیں؟

جناب سپیکر، نوابزادہ صاحب آپ قواعد و انضباط و کار کے صفحہ 51 پر رول پڑھیں۔ ہر کمیٹی کے سامنے اس کا محکمہ لکھا ہے۔ جس موضوع کے بارے میں یہ بل ہے وہ اس متعلقہ کمیٹی کے پاس جائے گا۔

نواب زادہ غضنفر علی گل ۔ متعلقہ کمیٹی اس مسئلہ کو حل نہیں کرتی ۔ مسئلہ یہ ہے کہ دو کمیٹیاں ہیں ۔ ایک لاء کی کمیٹی ہے کیوں کہ یہ قانون ہے اس لیے اس کو لاء کمیٹی کے پاس جانا چاہیے ۔ دوسری صورت

حال یہ ہے کہ یہ Money Bill ہے۔ کیونکہ اس میں taxation کی بات ہے۔ یہ Provincial Consolidated Fund کو اثر انداز کرتا ہے۔ اس کے ساتھ circulation کا نوٹس ہی نہیں اور اسے circulate نہیں کیا گیا اس لیے اس کو specify کرنے کے لیے فیصلہ کریں آیا یہ بلز فنانس کمیٹی کو جائیں گے یا لاء کمیٹی کو جائیں گے۔ وزیر قانون صاحب اپنے خیالات فاضلیہ عالیہ کا اظہار کریں۔

جناب سپیکر، وزیر قانون اس سلسلے میں میری رہ نمائی فرمائیں گے جو نوابزادہ صاحب نے پوائنٹ آف آرڈر پر مسئلہ اٹھایا ہے۔ میرے خیال میں یہ لا کمیٹی کے پاس نہیں جائیں گے متعلقہ جو ان کا محکمہ ہے ان کے پاس جائیں گے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، آپ کہیں کہ یہ فنانس کمیٹی کے پاس جائیں گے۔ متعلقہ کمیٹی کیوں استعمال کرتے ہیں؟

جناب سپیکر، ہاں فنانس کمیٹی کے پاس جائیں گے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، جی ہاں۔

وزیر قانون، جناب والا! کورٹ فیس والا بل ریونیو کمیٹی کو جائے گا اور غیر منقولہ شہری جائیداد والا بل فنانس کمیٹی کو جائے گا۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، وہ بھی فنانس کمیٹی کو جائے گا۔

وزیر قانون، جناب والا! انسپکٹر جنرل رجسٹریشن بورڈ آف ریونیو کے ماتحت آتا ہے اس کا متعلقہ محکمہ بھی بورڈ آف ریونیو ہے۔ وہ ریونیو کمیٹی کے پاس جائے گا دوسرا فنانس کمیٹی کے پاس جائے گا۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! بل کی نوعیت self speaking ہے۔ بل تو اپنی رقم کا ہمیشہ متعلقہ ڈیپارٹمنٹ کو ہی جانا ہے۔ یہ کوئی جواز نہیں کہ ریونیو بورڈ سے بل آیا ہے تو ریونیو کمیٹی کے پاس ہی چلا جائے گا۔ اگر ایک پیسہ بھی ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ والے اوپر نیچے کرتے ہیں تو وہ بل ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ سے شروع ہو گا یہ ان کی requirement ہے۔ جناب والا! آپ بل کی نوعیت دیکھیں۔

"In the Court Fee Act, 1870 in section 7, for existing clause (vi), the following shall be substituted:-

(vi) To enforce a right of pre-emption. - In suits to enforce a

right of pre-emption.

(a) Where the subject matter is land, according to the value of the land in respect of which the right is claimed calculated by multiplying the produce index units of such land with the money value of a produce index and notified by the Government; and

(b) Where the subject matter is a house or a garden, according to the value computed in accordance with clause (v) of this section.

Explanation:- "Produce index Units" means the measure notified by the Government in terms of which the productivity of an acre of land of a particular kind in a particular assessment circle or area is computed."

پہلے لیتے تھے جھاڑ پیداوار پہ۔ کہ اس کی اتنی جھاڑ پیداوار ہے۔ پٹواری تخمینہ لگاتے تھے۔ پندرہ پہ ضرب دی۔ وہ کر کے اس کا زرِ پنجم جمع کرایا۔ اب وہ کہتے ہیں کہ وہ نہیں۔ جو index unit ' جو throughout پنجاب بھی اور پاکستان بھی حکومت نے مقرر کیے ہوئے ہیں کہ اگر وہ بنجر ہے تو کتنے produce index unit تو ان index unit کے مطابق اب یہ court fees کو calculate کریں گے۔ اچھی بات ہے regulate ہو جائے۔ پٹواریوں کو پیسے نہ دینے پڑیں۔ یہ نہ ہو' وہ نہ ہو۔ بڑے سارے جھنجٹ سے جان بچ جائے گی۔ ہر جگہ کا کچھ ہو گا تو سب کو پتا ہو گا کہ ادھر کتنی کورٹ فیس ہے۔ تخمینے لگوا کے عدالتوں میں دینے نہیں پڑیں گے۔ ان کو ثابت نہیں کروانا پڑے گا۔ بہت اچھا بل ہے۔ لیکن جناب والا! ہم اس کی حقیقت سے آنکھیں کیوں بند کریں؟ یا تو اس کی کوئی وجہ ہو۔ یا انہیں کوئی فائدہ ہوتا ہے۔ جب ہم ایک ٹیکس کو تبدیل کر رہے ہیں۔ and that is going to effect the Provincial Consolidated Fund. Positively or negatively that is insignificant at this time.

کہ اس میں income بڑھے گی یا کم ہو گی' وہ تو بعد کی بات ہے۔ اس میں جب آئے گا' ہم بحث کر لیں گے۔ لیکن بات یہ ہے کہ یہ متعلقہ کمیٹی کے پاس تو جائے۔ چنانچہ فیصلہ یہ کرنا ہے کہ آیا یہ منی بل ہے؟ اگر یہ منی بل ہے تو پھر یہ بالکل واضح ہے۔ میں اس کو پڑھ دیتا ہوں۔ "Reference of the Bill to Standing Committee" ۔ یہ رول 77 ہے۔

جناب سپیکر، چودھری صاحب' اس میں مسئلہ صرف کورٹ فیس بل کا ہے۔ باقی تو کوئی مسئلہ نہیں۔ دوسرا تو فنانس کمیٹی کو جائے گا۔ تو کورٹ فیس کے ضمن میں آپ رولز آف بزنس دیکھیں۔ رولز آف بزنس۔1974ء آپ کے پاس ہیں؟ نہیں ہیں تو وہ میں آپ کو بھجواتا ہوں۔ میں آپ کو پڑھ کے سنا دیتا ہوں۔ اس میں جو ریونیو ڈیپارٹمنٹ آتا ہے' ریونیو ڈیپارٹمنٹ میں یہ ساری چیزیں cover ہوتی ہیں۔ جس میں سٹیمپس اینڈ کورٹ فیس' جوڈیشل اینڈ نان جوڈیشل انڈر کورٹ فیس ایکٹ' یہ ریونیو ڈیپارٹمنٹ میں آتا ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر، ریونیو ڈیپارٹمنٹ ہی اس کو initiate کرے گا۔ اس کی collection بھی finally ریونیو ڈیپارٹمنٹ کے پاس جائے گی۔ ان کا بجٹ بھی وہی بنائے گا۔ لیکن یہ ٹیکس تو ہے ناں؟ money matter تو ہے ناں؟ اس پر صوبائی حکومت کا کنٹرول تو نہیں ختم ہو گیا؟ ریونیو ڈیپارٹمنٹ' صوبائی حکومت کا subordinate department ہے over all کنٹرول تو پھر صوبائی حکومت کا ہے۔ یہ تو فنانس کمیٹی کے پاس جانا چاہیے۔

جناب سپیکر، لا منسٹر صاحب کا کیا ارشاد ہے؟

وزیر قانون، اس کا ایڈمنسٹریٹو ڈیپارٹمنٹ ریونیو ڈیپارٹمنٹ ہے۔ اس کے پاس جانا چاہیے۔

جناب سپیکر، سٹینڈنگ کمیٹی آن ریونیو موجود بھی ہے۔ نوابزادہ اور وصی ظفر صاحب کا خیال ہے کہ اس کو فنانس کمیٹی کے پاس جانا چاہیے۔

چودھری محمد وصی ظفر، وہ صرف ایڈمنسٹریٹو ڈیپارٹمنٹ ہے۔

وزیر قانون، جناب والا! فنانس کمیٹی کے پاس وہ بل جاتے ہیں جو یا تو فنانس ڈیپارٹمنٹ پیش کرے' یا اس کے متعلقہ ہو۔ یہ بل ریونیو ڈیپارٹمنٹ سے متعلقہ ہے اور اس کا ایڈمنسٹریٹو ڈیپارٹمنٹ بھی ریونیو ہے۔ یہ ریونیو ہی کے پاس جائے گا۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب' یہ پی اینڈ ڈی کے بل کدھر بھیجتے ہیں؟ یہ پی اینڈ ڈی کا expenditure کدھر بھیجتے ہیں؟ اگر ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کل کو یہ کہے کہ آپ ہمارے ڈاکٹروں کو ٹیکس میں یہ ریلیف دے دیں۔ وہ بل اگر ادھر سے initiate ہو گا تو یہ پھر کدھر بھیجیں گے؟ اس میں گنجائش کوئی نہیں۔

جناب سپیکر، اس میں یہ کرتے ہیں کہ سردست اس میں جو فیصلہ ہوا ہے کہ It is referred to the appropriate Standing Committee یہ فیصلہ ہوا ہے۔ آپ بھی اس پر تیار ہو کر آئیں اور لاءمنسٹر صاحب بھی اس پر تیار ہو کر آئیں اور ہم اگلے ورکنگ ڈے پر اس پر بات کر لیں گے۔

چودھری محمد وصی ظفر، درست ہے جناب والا۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، چپراسی رکھنا تو ریونیو ڈیپارٹمنٹ نے ہوتا ہے' اس کی سینکشن فنانس ڈیپارٹمنٹ دیتا ہے۔ کیونکہ تنخواہ فنانس ڈیپارٹمنٹ نے دینی ہوتی ہے۔

جناب سپیکر، تو اب ہم امن عامہ کی صورت حال پر بحث کرتے ہیں۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب والا! اسی بارے میں آپ کی توجہ میں ایک قاعدے کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ قاعدہ 80 ملاحظہ فرمائیں۔

80۔(1) جب قاعدہ 79 کے تحت کوئی تحریک پیش کی جائے اور اس سے قبل کہ مسودہ قانون کے اصولوں پر بحث شروع ہو کوئی رکن یہ تحریک پیش کر سکتا ہے کہ مسودہ قانون کو اسلامی نظریات کی کونسل کو اس بارہ میں مشورہ کے لیے سپرد کر دیا جائے کہ آیا مسودہ قانون یا اس کا کوئی حصہ اسلام کے احکامات کے منافی ہے یا نہیں۔ اور اگر اسمبلی کے کل ارکان کا 2/5 حصہ تحریک کی حمایت کرے اور اس کے حق میں ووٹ دے تو اس مسئلے کو مشورہ کے لیے اسلامی نظریات کی کونسل کے سپرد کر دیا جائے گا۔

جناب والا! حق شفع کے بارے میں اسلام کا تصور ہے۔ آپ فقہ اٹھا کر دیکھ لیں۔ فقہ جعفریہ اٹھا کر دیکھ لیں۔ فقہ مالکی اٹھا کر دیکھ لیں۔ فقہ حنبلی اور شافعی اٹھا کر دیکھ لیں' کورٹ فیس نہیں۔ جتنا کچھ بھی لکھا گیا ہے' کورٹ فیس پر تقریباً تمام مجتہدین اور علماء متفق ہیں۔ چنانچہ یہ مسودہ قانون تو خلاف اسلام ہے۔ اس کو اسلامی نظریاتی کونسل کے حوالے کیا جائے۔ اس کی رپورٹ آنے کے بعد اس کو

متعلقہ مجلس قائمہ کے سپرد کیا جائے۔ ادھر سے یہ کر کے بھیجیں، پھر ادھر سے یہ رپورٹ آ جائے کہ یہ غیر اسلامی ہے۔ حق شفع کے بارے میں پہلے اسلامی نظریاتی کونسل کی رائے لے لی جائے کہ آیا اسلامی نظریاتی کونسل کی رائے میں حق شفع کے بارے میں کورٹ فیس جائز ہے یا نہیں۔ اگر وہ کہتے ہیں کہ سرے سے ہی نہیں تو مجلس قائمہ کا فیصلہ خود بخود کالعدم ہو جائے گا۔ چنانچہ میری استدعا ہے کہ اس معاملے کو اسلامی نظریاتی کونسل کے سپرد کیا جائے۔ آپ غور فرمائیں۔ یہ بڑا نازک نکتہ ہے۔ سوال یہ ہے کہ اگر آج آپ اس کو کسی اور مجلس قائمہ کے سپرد کر دیتے ہیں۔ اس مجلس قائمہ کا اور اس اسمبلی کا سارا وقت ضائع ہو گا۔ جناب والا! قاعدہ 80 کے تحت کوئی مسودہ قانون تو اسلامی نظریاتی کونسل کو جائے۔ پنجاب کی پارلیمانی تاریخ میں کوئی بھی مسودہ قانون ابھی تک اسلامی نظریاتی کونسل کو نہیں گیا۔ یہ اسلامی جمہوری اتحاد کی حکومت ہے اور یہ اسلام کے دعوے دار ہیں۔ جناب والا! اس مسودہ قانون کو اسلامی نظریاتی کونسل کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر، اس قاعدے کو آپ پڑھیں تو یہ شروع ہی اس بات سے ہوتا ہے،

جب قاعدہ 79 کے تحت کوئی تحریک پیش کی جائے۔ صرف consideration کے وقت اس پر بات ہو سکتی ہے، اس سے پہلے اس پر بات نہیں ہو سکتی۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب سپیکر! تو پھر اس سارے عمل کا کیا فائدہ ہو گا اگر وہ غیر اسلامی قرار دیتے ہیں۔

امن عامہ کی صورت حال پر بحث

جناب سپیکر، آپ consideration کے وقت بات کیجیے گا۔ اس وقت آپ کی یہ بات غیر متعلقہ ہے۔ اب ہم امن عامہ کی صورت حال پر بحث کو لیتے ہیں۔ دن کافی گزر گئے ہیں لیکن ابھی کوئی disposal ہماری نہیں ہے۔ بہت تھوڑے صاحبان اس پر بات کر سکے ہیں۔ جن کے نام پہلے دن میرے پاس آئے تھے، ابھی وہ اراکین بھی باقی ہیں۔ ان میں سے بہت سے لوگ بات نہیں کر سکے۔ آج ہم جناب سلمان تاثیر صاحب سے شروع کر لیتے ہیں کہ وہ بحث کا آغاز کریں۔ اس کے بعد ہم اس لسٹ کے مطابق چلتے جائیں گے، جو پہلے دن کی میرے پاس ہے۔

جناب سلمان تاثیر: جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے اپنی تقریر میں انگریزی کے کچھ الفاظ اور

جملے استعمال کروں گا۔ جب ہم اس صوبے کے لاء اینڈ آرڈر کا جائزہ لیتے ہیں۔ تو اس میں تین باتیں بالکل واضح ہیں۔ ایک بات تو یہ ہے کہ لاء اینڈ آرڈر کے اخراجات پچھلے میزانیہ میں یعنی 1989-90 میں یہ ریکارڈ بجٹ تھا۔ یعنی پنجاب کی تاریخ میں اتنا زیادہ پیسہ لاء اینڈ آرڈر پر کبھی خرچ نہیں کیا گیا۔ وہ 220 کروڑ روپے تھا۔ لیکن ہمارا جو تجربہ ہے کہ یہ بجٹ میں تو 220 کروڑ آتے ہیں لیکن اگلی بار جب بجٹ پیش ہوتا ہے تو یہ کہتے ہیں کہ جناب 220 کروڑ نہیں کیونکہ اخراجات زیادہ تھے اس لیے 250 کروڑ روپے درکار ہیں۔ 250 کروڑ روپے اس غریب صوبے کے وسائل سے لاء اینڈ آرڈر پر استعمال کیے جاتے ہیں۔ اگر آپ اس کے مقابلہ میں دیکھیں 165 کروڑ روپے صحت کے لیے۔ یہاں کے عوام کی صحت کے لیے 165 کروڑ روپے اور 250 کروڑ لاء اینڈ آرڈر کے لیے۔ دوسرا ریکارڈ یہ ہے کہ پچھلے گیارہ ماہ میں آزادی کے بعد کیونکہ آزادی سے پہلے کے نگرز ہمارے پاس نہ ہیں۔ پنجاب کا crime rate بھی ایک all time ریکارڈ ہے۔ میرے پاس دسمبر 1988 کے نگرز ہیں۔ قتل دو ہزار چھ سو ہیں۔ یہ 1989ء میں تین ہزار ہیں۔ جو 307 زائد ہیں وہ attempted murders پانچ ہزار ہیں اور 1989ء میں پانچ ہزار پانچ سو ہیں۔ اور جو kidnapping ہے وہ تین ہزار چار سو ہے اور اب تین ہزار نو سو ہے۔ حادثات میں بھی اضافہ ہے۔ دو ہزار ایک سو اور دو ہزار تین سو ہے۔ ڈکیتیاں صرف کم ہوئیں ہیں دو ہزار ایک سو اور دو ہزار تین سو۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ پولیس ڈکیتی کیس رجسٹر نہیں کرتی اس لیے ڈکیتیاں 7 سو کم ہوئیں ہیں۔ اور اس کے مقابلہ میں پولیس چونکہ ڈکیتی کے کیس رجسٹر نہیں کرتی اس کے ساتھ چوریاں 16 ہزار پانچ سو سے ان کی تعداد انیس ہزار تک بڑھ گئی ہے۔ یعنی اس میں اڑھائی ہزار کا اضافہ ہوا ہے اور arms violations تین ہزار سے بڑھ کر اکتالیس ہزار تک ہے یہ بھی ایک ریکارڈ ہے۔ ایک طرف اخراجات ریکارڈ ہیں اور دوسری طرف جرائم کا ریکارڈ ہے۔ اور تیسرا ریکارڈ پنجاب کی تاریخ میں یہ ہے کہ پنجاب کی پولیس اتنی بدنام نہیں تھی جتنی آج ہے۔ یہ تین ریکارڈ آج پنجاب حکومت کے ساتھ ہیں۔ اور یہ بھی ایک co-relation ہوتی ہے جب آپ لاء اینڈ آرڈر پر خرچ بڑھاتے ہیں۔ تو پھر جرائم کو بھی کم ہونا چاہیے۔ یہ ایک نئی ریت ہے کہ خرچ بھی بڑھ رہا ہے اور جرائم بھی بڑھ رہے ہیں۔ یہ بھی ایک نیا طریقہ ہے اگر یہ اگلے سال 400 کروڑ کر دیں گے تو جرائم میں بھی دو سو فیصد اضافہ ہو جائے گا جب ہم سوچتے ہیں کہ پنجاب کے کتنے وسائل ہیں اور کتنے خرچ کئے جا رہے ہیں یہ ایک co-relation ہے اور یہ بہت اہم ہیں۔ لاء اینڈ آرڈر ایک صوبائی موضوع ہے اور اس صوبے کی آئی جے آئی حکومت بار بار کہتی ہے۔ کہ

اس کو بھی صوبے میں لے لیں اور واپڈا کی distribution بھی صوبے کریں گے ٹی۔ وی بھی صوبے کریں گے۔ اگر لاء اینڈ آرڈر کی یہ حالت ہے۔ لاء اینڈ آرڈر Law and Order is the basis of political state craft جو حکومت اپنے شہریوں کا تحفظ نہیں کر سکتی اس کو حکومت کرنے کا کوئی حق نہیں جو حکومت اپنے شہریوں کی جائیداد مال جان عزت وغیرہ یہ first and foremost ہے اگر وہ ان کا تحفظ نہیں کر سکتی تو ان کو حکومت کرنے کا کوئی حق نہیں۔ اور اس کے ساتھ ہی یہاں کی حکومت کہتی ہے کہ باقی جو موضوع ہیں وہ بھی ہم صوبے میں لے لیں گے۔ اور اس کے ساتھ انہوں نے اپنے لاء اینڈ آرڈر کا جیسا کیا ہوا ہے۔ اگر کل یہ بنک اور واپڈا بھی لے لیں گے تو اس کی distribution کا اللہ حافظ ہوگا۔ اور میں واضح طور پر کہنا چاہتا ہوں کہ ذمہ داری لاء اینڈ آرڈر کی اس طرح ہے کہ لاء کے لیے سردار نصر اللہ خان دریشک بیٹھے ہوئے ہیں۔ اور مسٹر آرڈر ہوم منسٹر میاں نواز شریف جو اس وقت اس صوبے کے chief executive ہیں۔ یہ جناب escape نہیں کر سکتے۔ لاء کی ذمہ داری سردار نصر اللہ خان دریشک کی ہے اور مسٹر آرڈر نواز شریف ہیں۔ اور جو کچھ ہونا چاہیے وہ یہ ہے کہ لاء کی آرڈر پر بالا دستی ہونی چاہیے۔ صورت حال یہ ہے کہ chief executive چونکہ ہوم منسٹر ہے تو پھر یہ نہیں ہو سکتا۔ مثلاً پچھلے دنوں جب میں گرفتار ہوا تو بعد میں چند لوگوں نے سردار صاحب سے کہا کہ سردار صاحب آپ نے کچھ کہا نہیں تو وہ کہنے لگے کہ میں اس وقت کچھ مصروف تھا مجھے نظر نہیں آیا ہمارے جو پنجاب کے ایم پی اے ہیں اور ہماری پارٹی کے کارکن ہیں یہ ان کے پیچھے شکاری کتوں کی طرح پولیس چھوڑتے ہیں۔ تو اس وقت جو منسٹر فار لاء سردار صاحب بیٹھے ہیں یہی ہمیں بتائیں کہ یہ ان کا کتنا تحفظ کریں گے بے شک یہ اس بات کو پسند نہیں کرتے لیکن یہ بھی اسی پنجاب اور اسی صوبے کے شہری ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے کہ کرائمز بڑھتے جا رہے ہیں اخراجات بڑھتے جا رہے ہیں۔ لیکن ان پر کوئی کنٹرول نہیں۔ ایک بنیادی وجہ یہ ہے کہ جب آپ پنجاب پولیس کو ہدف تنقید بنائیں گے جب آپ ان کو اپنے سیاسی مخالفوں کے خلاف استعمال کریں گے۔ تو پھر وہ جس کام کے لیے آپ نے رکھے ہیں وہ کام نہیں کریں گے وہ کام کیا ہے وہ جائیداد۔ جان کا تحفظ' عزت کا تحفظ نہیں کریں گے۔ جب آپ پنجاب پولیس کو سیاسی طریقوں سے استعمال کرتے ہیں کہ وزیر اعلیٰ کی صوابدید پر اسے ایس آئی بھرتی ہوتے ہیں ہر چیز relaxation of رولز یہاں پر رولز ہے ہی نہیں Relaxation of rules means there are no rules for the Punjab Police today and the Punjab

Police knows that they are not answerable to the Parliament. Rather they are answerable to the Chief Minister of Punjab.

اور میں جو واقعہ اس اسمبلی کے آگے بلکہ یہ کل کا واقعہ ہے ہم نے پنجاب پولیس کے خلاف توہین عدالت کا مقدمہ کیا تھا۔ جس میں وصی ظفر صاحب کا بھی مقدمہ تھا اور کل سب پنجاب پولیس کے افسران جس میں چودھری منظور ایس ایس پی پولیس' ایس پی حامد مختار گوندل' ڈی ایس پی ان سب کی لائن لگ گئی اور ان سب نے کہا کہ۔ We throw ourselves at the mercy of this Court. ہم نے توہین عدالت کی ہے ہم اس جرم کا اقرار کرتے ہیں۔ We ask the mercy of this Court. اور میں سمجھتا ہوں کہ پنجاب کی تاریخ میں یہ پہلا واقعہ ہو گا کہ پنجاب پولیس کا آئی جی سے لے کر ڈی ایس پی تک کل ہائی کورٹ کے آگے آئے ہیں اور انہوں نے کہا ہے کہ We throw ourselves at the mercy of this Court لیکن سوال یہ ہے کہ Who should be throwing himself at the mercy of the Court? یہ شرمناک واقعہ تھا اس بے چارے پولیس والے کو جو آئی جی پولیس تھا جب 6 اگست کو گرفتار ہوا تو اس بے چارے کو تو علم ہی نہیں تھا وہ تو اسلام آباد میں بیٹھا تھا No body bothered to consult him because the actual Cheif Minister of Punjab and the actual IG Police of Punjab.

جو حقیقی آئی جی ہیں وہ میاں شہباز شریف ہیں انہوں نے براہ راست ڈی ایس پی کو آرڈر دیا اور ان کے آرڈرز کے مطابق ہمیں گرفتار کیا جاتا ہے۔ جب ایک طرف آئی جی بیٹھا ہے اور اس کو یہ پتا نہیں کہ میرے ڈی ایس پی کو کیا آرڈرز چیف منسٹر ہاؤس سے آئے ہیں تو کس طرح پنجاب پولیس چلے گی جب ان کو یہ پتہ ہے کہ اگر ہم نے ان آرڈرز کی خلاف ورزی کی تو کل ہماری پیٹیاں اتار دی جائیں گی تو جناب کل یہ ہائی کورٹ پنجاب میں یہ تماشا مچا تھا جہاں تمام نے آئی جی سے لے کر ڈی ایس پی تک نے معافی مانگی جو اصلی مجرم تھا جو اس تمام تماشے کے پیچھے تھے انہوں نے پیچھے سے دڑکی مار لی حالانکہ ان کو معافی مانگنی چاہیے تھی کیونکہ ذمہ داری ہوم منسٹر کی تھی یا میاں شہباز شریف کی تھی جس نے براہ راست ڈی ایس پی کو آرڈر کیے تھے کہ سلمان تاثیر کو گرفتار کرو۔ (اس مرحلے پر کرسی صدارت پر جناب سید ذاکر حسین متمکن ہوئے تمام ایوان نے تالیاں بجا کر ان کو استقبال کیا)

سید ذاکر حسین شاہ، میں تمام ارکان اسمبلی حزب اقتدار اور حزب اختلاف دونوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے یہ کرسی صدارت سنبھالنے پر میری اس طرح پذیرائی کی۔ شکریہ۔

جناب سلمان تاثیر: جناب والا! جب پنجاب پولیس کو سیاسی مقاصد کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ اگر آپ پنجاب پولیس کو برانٹلز ہوٹل میں بھیج دیتے ہیں اور پھر آپ پنجاب پولیس کو چھانگا مانگا بھیج دیتے ہیں ایم پی اے حضرات کو لے آنے کے لیے تو پھر پنجاب پولیس نے اپنے criminals اور Law and order situation کا کس طرح تحفظ کرنا ہے۔ افسوس کی بات تو یہ ہے کہ پنجاب پولیس کا نام دہشت کے ساتھ منسلک ہے۔ پنجاب پولیس کا اگر لوگ نام لیتے ہیں تو کسی شخص کو ان سے انصاف کی کوئی امید نہیں ہوتی۔ اور وجہ یہ ہے کہ 1961ء کا پولیس ایکٹ جنگ آزادی کے بعد بنا تھا یعنی 1857ء میں جب جنگ آزادی کی بعد انگریز سامراج نے یہ محسوس کیا کہ یہ پولیس نے ٹھیک کام نہیں کیا اسے اور اختیارات دیں۔ اسے اور طاقت ور کریں۔ اور اس کی بعد جو پولیس رولز بنے ہیں وہ 1934ء سے بنے ہیں یعنی یہ ساری قانون سازی یہ سامراج کی قانون سازی ہے اور یہ بنائی ہی اس وجہ سے گئی کہ نہ صرف پنجاب پر بلکہ سارے ہندوستان پر اپنا قبضہ رکھیں۔ اور اس لیے انہوں نے رکھا۔ 20 ہزار کے قریب انگریزوں نے دو سو سال ہندوستانیوں پر حکومت کی۔ اور حکومت اس لیے کی کہ وردی کا خوف اور دہشت پولیس کو شہریوں کے خلاف استعمال کرو۔ تو یہی ریت چلتی رہی اور یہ ریت partition کے بعد بھی چلتی رہی۔ پھر انہوں نے ایک سپیشل برانچ بنائی۔ اور اس کا نام بھی سپیشل برانچ تھا because it was special لیکن سپیشل اس وقت تھا جب وہ سمجھتے تھے کہ جو سامراج کی مخالف ہیں ہم کوئی نئے طریقہ کار اختیار کریں۔ مثلاً شاہی قلعہ جہاں ہم ان کو پکڑیں اور جو انگریز کے خلاف ہیں وہاں ہم ان کو سبق سکھائیں ان کو interrogate کریں اور یہ سپیشل برانچ اور یہ نام بھی سپیشل برانچ۔ لیکن اب جب یہاں جمہوریت ہے اور the overall security of Pakistan جب وہ ایک وفاقی موضوع ہے تو یہ سپیشل برانچ یہاں پنجاب میں کیا کر رہی ہے؟ اور یہ کیا تماشا ہے؟ کہ سپیشل برانچ کا جو پچھلا چیف ہے اسے منتقل کر دیا and he refused to leave the Province کیونکہ وہ اپنے آپ کو سپیشل تو سمجھتا تھا لیکن وہ یہی سمجھتا تھا کہ میرا کام ہے کہ میں اس عوام کا نوکر ہوں اس نے سمجھا کہ میں میاں نواز شریف صاحب کا ذاتی نوکر ہوں۔ اس لیے میں نہیں جانا چاہتا ہوں۔ میں آئی جے آئی کا

ذاتی نوکر ہوں۔ اور میرا کام ہے آئی جے آئی حکومت کے سیاسی مخالفوں کو پکڑنا۔ ان کو استعمال کرنا اور ان کے خلاف سیاسی مقدمے تیار کرنا۔ تو جناب ہم پیپلز پارٹی والوں کا یہ خاص تجربہ ہے کہ شاہی قلعہ کو کس مقصد کے لیے استعمال کیا جاتا رہا۔ اور یہ ساری سپیشل برانچ کا کیا مقصد ہے۔ اور یہ بھی پچھلے بجٹ میں ریکارڈ ہے کہ سپیشل برانچ کے لیے جو رقم مختص کی گئی وہ بھی ایک all time record ہے۔ تو جب آپ کی جمہوری حکومت ہے۔ جب the security of Pakistan وفاقی موضوع ہے تو یہ سپیشل برانچ کے لیے نیا equipment اور ان کے لیے یہ سارے اخراجات کا کیا مقصد ہے؛ ان کا صرف واحد مقصد یہ ہے کہ یہ آئی جے آئی کے سیاسی مخالفوں کے خلاف استعمال کیا جائے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہم پھر Law and Order situation کا جائزہ لیں تو ہمیں کئی چیزوں پر غور کرنا چاہیے۔ یعنی میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں کوئی تعمیری باتیں بھی کرنی چاہییں۔ اور ایک بات یہ ہے کہ اگر پولیس کی ذمہ داری ہے تو یہ جو اس قدر پنجاب پولیس ہے وہ اپنے آپ کو عوام کا نوکر نہیں سمجھتی یا جواب دہ نہیں سمجھتی کہ ہم نے بھی جا کر کسی دن عوام کو جواب دینا ہے۔ باقی ممالک میں روایت ہے۔ امریکہ میں روایت ہے کہ جو sheriff ہوتے ہیں وہ منتخب ہوتے ہیں۔ They are elected. تو ادھر بھی پنجاب پولیس کے کئی اہم نمائندے جو ہمیں ان کو بھی الیکشن کے طور پر آنا چاہیے۔ وہ بھی منتخب ہوں اس میں کوئی حرج نہیں۔ وہ بھی جواب دیں۔ اور یہ بھی روایت شروع کریں۔ اور یہ کئی ممالک میں ہے کہ جو sheriff ہیں پولیس افسران ہیں وہ الیکشن کے لیے آتے ہیں اور elect ہوتے ہیں۔ پھر جو 1961ء کے پولیس ایکٹ کے جو رولز ہیں اور باقی جو اس کی ایک لمبی فہرست ہے جو میں اس ایوان میں پڑھ کر سنا نہیں سکتا۔ لیکن پولیس ایکٹ کا وقت گزر چکا ہے۔ اب پولیس ریفارمرز کمشنرز بھی بن چکے ہیں اور وہ بھی جس طرح زندہ ہوتے ہیں' دفنائے جاتے ہیں' نہ ان کا کام ہوتا ہے اور نہ اس پولیس ایکٹ میں کوئی تبدیلی ہوئی ہے۔ تو اس پولیس ایکٹ میں تبدیلیاں ہونی چاہییں۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ اس سلسلے میں ایک اسمبلی کمیٹی بننی چاہیے۔ یہاں پنجاب میں ایک پارلیمنٹ ہے۔ آپ نے یہاں ایک watch dog committee بنائی ہے یعنی آئی جے آئی کی حکومت نے یہ کمیٹی بنائی ہے۔ اور اس میں سارے آئی جے آئی کے لوگ ہیں۔ جناب! ہم بھی اس صوبے میں رہتے ہیں اور ہماری اب بدقسمتی ہے کہ اس صوبے کی پولیس ہمارے خلاف استعمال کی جاتی ہے۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ سیاسی طور پر ان پر کوئی کنٹرول ہو تو ایک کمیٹی بنا دی جائے جس میں صرف آئی جے آئی کے لوگ ہی نہ ہوں بلکہ باقی لوگ

بھی ہوں تاکہ پولیس کے رویہ کا کوئی جائزہ لیا جائے۔ غیر جانبدار جائزہ لیا جائے اور وہ لوگ جائزہ نہ لیں جو خود ہی یہ کام کروا رہے ہیں اور میں یہ بھی استدعا کروں گا کہ یہ کوئی necessary requirements نہیں ہیں کہ جو صوبے کا ہوم منسٹر ہے یعنی جو ہوم منسٹر پولیس کا انچارج ہے وہ بھی اس صوبے کا Chief Executive ہو۔ اگر ہوم منسٹر الگ ہے اور چیف منسٹر الگ ہے تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں۔ میں ایک اور تجویز دینا چاہتا ہوں کہ مجسٹریٹ کے executive اور judicial functions کو الگ کیا جائے۔ یہ پہلے بھی بات ہو چکی ہے۔ ہم نے کورٹ میں petition بھی کیا ہے۔ اس سے اگر دونوں functions الگ ہو جائیں تو اس سے پولیس کی دہشت بھی کم ہو جائے گی اور اس میں فرق بھی پڑے گا۔ تو میں جناب سپیکر! ان الفاظ کے ساتھ اپنی تقریر مکمل کرتے ہوئے ختم کرتا ہوں۔ شکریہ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین (سید ذاکر حسین شاہ)، محترمہ بیگم فوزیہ بہرام صاحبہ!

محترمہ بیگم فوزیہ بہرام، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد اللہ رب العالمین۔ شکریہ جناب سپیکر! کہ آپ نے پھر ایک مرتبہ ایک بہن کو اس ایوان میں بولنے کی اجازت دی۔ امن عامہ وہ موضوع ہے جو نہ صرف اخلاقی بلکہ مذہبی نکتہ نظر سے بھی بہت اہمیت کا حامل ہے۔ اور میرے خیال کے مطابق کسی بھی حکومت کی کامیابی یا ناکامی کی دلیل ہے۔ عدالتیں' انتظامیہ اور پولیس یہ سب مل کر امن عامہ پر کنٹرول کرتے ہیں اور عوام کی بہبود کے لیے کام کرتے ہیں اور انہیں انصاف دلاتے ہیں۔ لیڈر آف دی اپوزیشن نے اپنی تقریر میں فوری انصاف کی بات کی تھی اور میں سمجھتی ہوں کہ speedy trials اسی فوری انصاف کے حصول کا حصہ تھیں جن کو آج معزز جناب رانا صاحب نے اپنی تقریر میں تلاش کیا۔ یہ بہت اچھی بات ہے کہ عوام کو فوری طور پر انصاف ملے اور ملک میں امن و امان کی صورت حال بہتر ہو۔ مگر صوبائی حکومتوں کی درخواست کے باوجود آج تک مرکز نے نہ تو آرڈیننس کو extend کیا اور نہ ہی اسے بل کی شکل دی۔ speedy trials کے بہترین نتائج پورے ملک پر مرتب ہوئے اور جرائم پیشہ افراد کی پورے ملک میں بروقت حوصلہ شکنی ہوئی اور حزب اختلاف میں بیٹھے ہوئے اپنی معزز بہنوں اور بھائیوں سے امید کرتی ہوں اور جناب رانا صاحب سے کہ پنجاب کے عوام کو فوری انصاف دلانے کے لیے وہ پنجاب کی حکومت اور ہمارے ساتھ تعاون کریں گے اور speedy trials اس ملک میں پھر سے

رائج کریں گے۔ یہاں ایک معزز رکن نے یہ بھی کہا کہ اتفاق انتظامیہ نے ریلوے لائن کو بلاک کرکے امن عامہ کا مسئلہ پیدا کیا۔ میں یہ یاد دلانا چاہتی ہوں کہ یہ مسئلہ اس بے روزگاری کے خوف نے پیدا کیا تھا جس کی وجہ سے مزدوروں نے ریلوے لائن بلاک کی تھی۔

جناب چیئرمین، ڈاکٹر ضیاء اللہ خان بنگش صاحب!

ڈاکٹر ضیاء اللہ خان بنگش، جناب والا! محترمہ فوزیہ بہرام صاحبہ لکھی ہوئی تقریر نہیں پڑھ سکتیں۔

جناب چیئرمین، محترمہ فوزیہ بہرام صاحبہ لکھی ہوئی تقریر نہیں پڑھ رہیں بلکہ وہ اپنے نوٹس سے مدد لے رہی ہیں۔

محترمہ بیگم فوزیہ بہرام، جناب سپیکر! شکریہ۔ جناب والا! اگر رزق چھن رہا تھا تو ان غریب مزدوروں کے بچوں کا چھن رہا تھا۔ تو انہوں نے تحفظ کی خاطر ریلوے لائن بلاک کی تھی۔ اتفاق انتظامیہ نے تو بڑی مشکل سے انہیں سمجھا بجھا کر بٹھایا تھا۔ جناب سپیکر! یہی غلط اقدامات ہیں جن کی وجہ سے امن عامہ کا مسئلہ پیدا ہوتا ہے۔ یہی اقدامات ہیں جن کی وجہ سے بھوکے عوام چور اور ڈاکو بننے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ جب تک مرکز غلط رویہ تبدیل نہ کرے گا میں سمجھتی ہوں کہ نہ صرف امن عامہ بلکہ کوئی نہ کوئی مسئلہ پیدا ہوتا ہی رہے گا۔ مرکزی حکومت کی طرف سے پنجاب پولیس کو بہت criticize کیا جاتا ہے۔ پنجاب پولیس کو حزب اختلاف کے بھائیوں نے بھی بہت زیادہ criticize کیا ہے۔ لیکن مرکزی حکومت کی طرف سے پنجاب پولیس کی قطعاً حوصلہ افزائی نہیں کی جاتی۔ بلکہ الٹا ہر روز وفاقی وزراء اخبارات میں بیانات دے کر ان کی اچھی کارکردگی پر سے بھی عوام کی نظریں ہٹانے کی کوشش کرتے ہیں۔ صوبہ سندھ میں پولیس کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے ان کی بری کارکردگی کو بھی پنجاب حکومت کی بہترین کارکردگی سے compare کر کے چھوٹا کر کے دکھایا جاتا ہے حالانکہ آبادی اور رقبے کے تناسب کو پیش نظر رکھا جائے تو امن عامہ کی صورت حال آج ملک میں وہ نہیں ہے جو دکھانے کی کوشش کی جا رہی ہے میں اپنے ضلع اور قریب کے ضلع اٹک کی بہترین پولیس کارکردگی سے ذاتی طور پر واقف ہوں لیکن آج تک مرکز کی طرف سے انہیں بہترین کارکردگی کا ایک سرٹیفکیٹ بھی نہیں دیا گیا گو صوبائی اسمبلی کے وسائل وہ نہیں جو ہونے چاہئیے صوبائی حکومت کے وسائل کی دن بدن کھ گھومنے کی کوشش کی جا رہی ہے مگر اس کے باوجود شہری اور دیہی عوام کے لیے چوکیداری نظام، انٹی کرپشن

سیل، سی۔ آئی۔ اے کی بہترین کارکردگی، خواتین پولیس کا سیل، انٹی ٹیررسٹ کمیٹیاں وغیرہ حکومت پنجاب کی عوام سے، اس ملک سے اور اس صوبہ کے امن عامہ سے دلچسپی کا ثبوت ہیں میں لمبی تفصیل میں جائے بغیر حزب اختلاف اور مرکزی حکومت سے درخواست کرتی ہوں کہ اس قسم کی بحث صرف صوبے کی مخالفت میں نہ کی جائے بلکہ جہاں جہاں صوبے میں بہترین کارکردگی ہوئی ہے وہاں حوصلہ افزائی کی جائے اور صوبائی حکومت کے ہاتھ کھوکھلے کرنے کی بجائے تعاون کیا جائے ان کے ہاتھ مضبوط کیے جائیں پھر امن عامہ پر بحث نہیں بلکہ امن عامہ پر سوال کیا جائے اور حکم دیا جائے اور ہم ماننے کو تیار ہیں صوبے کی پولیس کو modemize اور equip کرنے کے لیے حکومت پنجاب کی امن عامہ کی گرفت کو مضبوط کرنے کے لیے وہی سلوک کیا جائے جو صوبہ سندھ کی پولیس اور حکومت کے ساتھ کیا جا رہا ہے اگر آج کی بحث صرف صوبہ پنجاب کی حکومت کو بدنام کرنے کی خاطر نہیں تو میں سمجھتی ہوں کہ ایسا ضرور ہونا چاہیے۔

پنجاب کے عوام زبانی جمع خرچ اور خالی ہمدردی کو سمجھتے ہیں یوں لگتا ہے جیسے پنجاب کے عوام کو ایک سال سے ووٹ نہ دینے کی سزا دی جا رہی ہے۔ مگر اب پنجاب کا ایک ایک مزدور، ایک ایک پڑھا لکھا نیچوں پر بیٹھی ہوئی یہ ہمدردی، یہ مرکز کی طرف سے ہمدردی کے نوکروں کے پیچھے جذبہ انتقام کار فرما ہے۔ سندھ کے پاس surplus کھاد ہو مگر پنجابی کسان کھاد کو ترسے۔ سندھ کی پولیس unprecedented funds.....

DR ZIA ULLAH KHAN BANGISH: Sir, under rule 176, the subject matter of every speech shall be relevant to the matter before the Assembly, but the honourable member is discussing other problems which are not related to the law and order. Sir, I request the Chair to ask the honourable member to cofine her speech to the subject matter only.

جناب چیئرمین، امن و امان کی صورت حال پر بحث کے دوران ہر قسم کا معاملہ زیر بحث آ سکتا ہے۔

بیگم فوزیہ بہرام، جناب سپیکر! آپ کا بہت بہت شکریہ۔

جناب سپیکر! مجھے یہ بھی بتا دیں کہ ڈاکٹر ضیاء اللہ خان بنگش صاحب کو مجھ سے کیا شکایت

ہوگئی میری پانچ منٹ کی تقریر میں یہ دو دفعہ اٹھے اور پھر کتاب نکال کر تیاری کر رہے ہیں۔ ان کے ساتھ تو میں نے آج تک ایسا کچھ نہیں کیا۔

تو جناب والا! میں اپنی تقریر کا سلسلہ وہاں سے ہی جوڑتی ہوں میں بات کر رہی تھی کہ سندھ کے پاس surplus کھاد ہے مگر پنجاب کے کسان کھاد کو ترسیں سندھ کی پولیس کو لاتعداد اور unprecedented funds کی تقسیم اور پنجاب کو ترقیاتی فنڈز ------

جناب سپیکر! رانا صاحب مجھے تنگ کر رہے ہیں ان کو منع کیا جائے۔

جناب چیئرمین ، رانا صاحب سے گزارش ہے کہ وہ بیگم فوزیہ بہرام صاحبہ کو disturb نہ کریں۔

الحاج رانا پھول محمد خان ، ٹھیک ہے جناب والا۔

بیگم فوزیہ بہرام ، جناب والا! سندھ کی پولیس کو لاتعداد فنڈز کی تقسیم مگر پنجاب کے ترقیاتی فنڈز بھی بند۔ سندھ کے امن و امان کے figures پنجاب سے compare کر کے چھوٹے دکھائے جائیں اور پنجاب میں سیاسی قیدیوں کے نام پر غنڈے اور ڈاکو چھوڑ کر امن عامہ کو خراب کیا جائے۔ جس کی مثال محمد احسان ولد محمد یوسف مقدمہ نمبر 121 زیر دفعہ 107 --------

میاں محمود الحسن ڈار ، جناب والا! میں آپ سے صرف یہ عرض کروں گا کہ جناب گل صاحب بار بار آپ کے پاس آ رہے ہیں یا تو آپ ان کی بات کو مان لیں یہ پھر ان کو کہیں کہ وہ فوزیہ بہرام صاحبہ کی تقریر سن لیں تاکہ وہ disturb نہ ہوں وہ بار بار ہمارے آدمیوں کو disturb کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین، نوابزادہ صاحب کو اپنی باری کا انتظار کرنا چاہیے۔ وہ بار بار کہتے ہیں کہ مجھے پہلے بلوایا جائے میرے پاس جو مقررین کی متفقہ فہرست ہے میں انصاف کے ساتھ اسی فہرست کے مطابق ہی بلاؤں گا۔

بیگم فوزیہ بہرام، جناب سپیکر! میں بات کر رہی تھی کہ پنجاب میں غنڈوں اور ڈاکوؤں کو سیاسی قیدیوں کے نام پر چھوڑ کر امن عامہ کو خراب کرنے کی اور اس میں' میں محمد احسان ولد محمد یوسف کی مثال دے رہی تھی۔ جس کا مقدمہ نمبر 121 زیر دفعہ 107 تھا اسی طرح سے محمد اقبال ولد ضیاء محمد کا مقدمہ زیر دفعہ 107/34 کے علاوہ تاج محمد وغیرہ کو سیاسی قیدیوں کی نام پر رہا کیا گیا اور رہائی کے بعد

پنجاب پولیس نے ان کی گرفتاری کی۔ جناب سپیکر! کرائم میں اضافہ ہوا ہے یہ بات میں مان لیتی ہوں مگر یہ اضافہ اسلحہ اور منشیات کی صورت میں ہوا ہے مگر وہ علاقے جہاں سے پنجاب میں اسلحہ اور منشیات آ رہی ہیں وہ مرکزی حکومت کے کنٹرول میں ہیں کیوں؟ مرکز میں ایک صاحب نے پنجاب کے امن عامہ کو خراب کرنے کے لیے کھلی چھٹی دے رکھی ہے کیوں؟ ممنوعہ اسلحہ کے لائسنسوں کو جاری کیا گیا اور کیوں ایسا طریق کار اختیار کیا گیا کہ پنجاب کی پولیس اور حکومت کو by-pass کیا جائے پنجاب حکومت کے مانگنے کے باوجود کیوں نہیں آج تک کوئی فہرست مہیا کی گئی۔

جناب چیئرمین، محترمہ فوزیہ بہرام! آپ کی تقریر کا وقت ختم ہو چکا ہے۔

بیگم فوزیہ بہرام، جناب سپیکر! میں واٹنڈ اپ کرنے کے لیے صرف ایک منٹ لوں گی انہوں نے مجھے تین دفعہ disturb کیا ہے۔ یہ آپ جانتے ہیں اور مجھے پوری توقع ہے کہ آپ مجھے اسے ختم کرنے دیں گے۔

جناب سپیکر! ممنوعہ اسلحہ پنجاب میں سمگل ہو رہا ہے کیونکہ ڈیروں کے پاس وہ اسلحہ نہیں جس کے لیے یہ لائسنس جاری کیے جا رہے ہیں۔ حکومت پنجاب اور پولیس کو یہ علم ہی نہیں کہ یہ کون سے لائسنس ہیں اور کن حضرات کو جاری کیے گئے ہیں یہ دوغلا رویہ' دو رخی پالیسی اور ساتھ ہی آپ کا حکم کہ میں اپنی تقریر ختم کر دوں اس پر عمل کرتے ہوئے مرکزی حکومت اور حزب اختلاف میں بیٹھے ہوئے اپنے معزز بھائیوں اور بہنوں کی خدمت میں پنجاب عوام کی طرف سے ایک شعر پڑھنا چاہتی ہوں۔

تضحیک و التفات میں رہنے دے امتیاز

یہ ایک طرف تو لائسنس جاری کرتے ہیں۔ غنڈوں کو چھوڑتے ہیں۔ بیڑہ غرق کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ پھر یہاں یہ اجلاس کو requisition کریں کہ امن و امان کی صورت حال خراب ہے تو اس کے لیے میں کہنا چاہتی ہوں۔

تضحیک و التفات میں رہنے دے امتیاز
یوں مسکرا نہ دیکھ کے ' ہاں مسکرا کے دیکھ

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین، محترمہ فوزیہ بہرام صاحبہ! نے سپیکر کے حکم کی فوری تعمیل کر کے ایک اچھی روایت

قائم کی ہے میں آنے والے مقررین کی خدمت میں بھی عرض کروں گا کہ وہ بھی محترمہ فوزیہ بہرام صاحبہ کی تقلید کریں۔ اب میں فوزیہ حبیب صاحبہ کو دعوت دیتا ہوں۔

جناب نذرحسین کیانی : واہ' کیا بات ہے۔ سپیکر صاحب بھی راولپنڈی ڈویژن سے تعلق رکھتے ہیں اور بیگم فوزیہ بہرام و فوزیہ حبیب صاحبہ بھی اسی ڈویژن سے تعلق رکھتے ہیں۔

جناب چیئرمین: یہ فہرست جو میرے پاس ہے یہ جناب سپیکر صاحب نے میرے حوالے کی ہے اور میں اس کے مطابق ہی اعلان کر رہا ہوں۔

مس فوزیہ حبیب: شکریہ۔ محترم سپیکر صاحب! اس سے پہلے اس معزز ایوان میں میری ہم نام بہن تقریر کر رہی تھیں اور وہ ثابت کرنے کی ناکام کوشش کر رہی تھیں کہ خدانخواستہ وفاق نے کوئی ایسا رویہ اختیار کیا ہے جس سے پنجاب کی حکومت کو صوبہ پنجاب میں امن و امان قائم کرنے میں رکاوٹیں اور مصیبتیں ہو رہی ہیں۔ یہ نہ صرف میرے لیے بلکہ تمام صوبے کے لوگوں کے لیے بڑی اطلاع تھی۔

جناب والا! وفاقی حکومت کو قائم ہوئے صرف ایک سال ہوا ہے اور میری بہن نے کہا کہ کبھی صوبے کی پولیس کو سراہا نہیں گیا۔ ان کی کارکردگی کو سراہا نہیں جاتا تو جناب والا! یہ شکایت تو انہیں اس حکومت سے ہونی چاہیے تھی جو ان کو سراہتی بلکہ انہوں نے تو ان کو اتنا سراہا' اتنا سراہا کہ جو آج صورت حال پنجاب میں ہے وہ بھی اسی دور کی یاد ہے۔ اس ملک میں جیسا کہ میرے بھائی سلمان تاثیر نے کہا کہ جب انگریز حکومت تھی تو اپنی حکومت اور اپنے دور اقتدار کو طوالت دینے کے لیے انہوں نے پولیس کو با اختیار بنایا اور اس قدر اختیارات دے دیے کہ وہ جو چاہیں من مانی کریں کیونکہ اس برصغیر کے عوام نہ تو ان کے ہم مذہب تھے اور نہ ان کے ہم قوم تھے لہذا وہ اپنے اختیارات جس طرح چاہتے استعمال کرکے اپنے آقا کو خوش کرنے کے لیے جو ان کا جی چاہتا کرتے۔ یہی وجہ تھی کہ وہ یہاں کے عوام کی خواہشات کے عین مخالف ہونے کے باوجود اتنی دیر تک حکومت کر سکے لیکن ہمیں یہ سوچنا چاہیے' پنجاب پولیس کو یہ سوچنا چاہیے' پنجاب حکومت کو یہ سوچنا چاہیے کہ آج اگر کوئی پنجاب پولیس قائم ہوئی ہے تو یہاں کے رہنے والے لوگ ان کی ہم قوم ہیں' ہم مذہب ہیں۔ یہ کوئی انگریز قوم کی حکومت نہیں۔ یہ تو اپنے ہی ہم مذہبوں کی حکومت ہے پھر جو رویہ پنجاب پولیس نے اپنے ہم مذہبوں کے ساتھ قائم کر رکھا ہے یہ تو اس دور کی یاد دلاتا ہے' جناب والا! میں کہنے کو تو بہت

کچھ کہنا چاہتی ہوں لیکن آج اس معزز ایوان میں خواتین کے حوالے سے بات کرنا چاہوں گی۔ آج بھی ہمارے بے شمار تھانوں میں ان خواتین کی چیخیں مدفن ہیں جو ظلم و تشدد کی بناء پر وہاں پر دفن ہیں۔ ان کی داد' ان کی چیخ و پکار سننے کے لیے کون آئے گا۔ کونسا محمد بن قاسم ہے جو انہیں ان تھانوں سے چھڑائے گا۔ جناب والا! اس سلسلے میں میں ایک واقعہ کا ذکر کرتی ہوں جو ماہ اکتوبر کی 9 اور 10 تاریخ کو ہوا۔ فیروز والا میں تیل چرانے کے جرم میں جہاں مردوں کو گرفتار کیا گیا وہاں جوان خواتین اور لڑکیوں کو بھی گرفتار کر کے تھانے میں لے جایا گیا اور جو شرمناک واقعہ وہاں ہوا۔ جس شرمناک طریقے سے انہیں سزا دی گئی کم سے کم پنجاب کی بیٹی ہونے کے ناتے' پوٹھوہار کی بیٹی ہونے کے ناتے سے میں وہ شرمناک واقعہ بیان کرنے سے قاصر ہوں۔ جناب والا! انہیں وہاں تھانیداروں نے برہنہ جسموں پر جو نشانات چھوڑے ہیں اس کی تحقیق کروائی جائے۔ جناب میں چند گزارشات بھی پیش کرنا چاہتی ہوں اور وہ یہ ہیں کہ جب انڈیا کی سپریم کورٹ نے یہ فیصلہ دے دیا ہے کہ خواتین کی گرفتاری چاہے وہ کسی بھی الزام میں ملوث ہوں اور پاکستان میں بھی سپریم کورٹ نے یہ رول دے دیا ہے۔ آئی جی پولیس نے بھی اس کے بارے میں واضح بیانات دیے ہیں لیکن اب تک اس پر عمل نہیں ہوا کہ خواتین کی گرفتاری sun set سے پہلے اور sun rise کے بعد یعنی غروب آفتاب سے پہلے اور طلوع آفتاب کے بعد عمل میں لائی جائے۔ کسی بھی عورت کو تھانے میں اس وقت نہ رکھا جائے جب اس کے لواحقین وہاں پہنچ نہ سکیں۔ مجھے شرم سے کہنا پڑتا ہے کہ اس اسلامی مملکت میں جو واقعات تھانوں میں عورت کے ساتھ پیش آتے ہیں وہ نہ صرف ہمارے لیے شرمندگی کا باعث ہیں بلکہ ہمیں کہتے ہوئے یہ بھی شرم آتی ہے کہ ہم ایک اسلامی مملکت میں رہ رہے ہیں۔ یہاں ہمارا استحقاق تو بات بات پر مجروح ہوتا ہے لیکن اس وقت مجروح نہیں ہوتا جب ہماری بہنوں اور بیٹیوں کی تھانوں میں بے حرمتی کی جاتی ہے۔ اس وقت کوئی بھائی غیرت سے اٹھ کر نہیں کہتا کہ جناب والا! چاہے وہ جرم کا ارتکاب کر چکی ہیں لیکن وہ اس سلوک کی تو قطعی طور پر حق دار نہیں جو ان کے ساتھ تھانوں میں ہوتا ہے۔ کسی تھانے دار کو آپ پوچھیں گے کہ اس بہن یا بیٹی کے ساتھ کیا سلوک تھانے میں کیا گیا ہے؟ دوسری بات میں یہ بھی کہنا چاہوں گی کہ تمام وہ قانون ' تمام وہ جرائم جس میں خواتین ملوث ہوں چاہے وہ کسی قسم کے بھی ہوں criminal ہوں یا دوسرے انہیں non-cognizable بنایا جائے یعنی جب تک مجسٹریٹ ان تمام جرائم کی اچھی طرح سے جانچ پڑتال نہ کر لیں' تسلی نہ کر لیں عورت کی

گرفتاری عمل میں نہ لائی جائے اور جب اس کی گرفتاری عمل میں لائی جائے تو اس کے ساتھ ایک لیڈی کانسٹیبل کا ہونا نہایت ضروری ہے۔ یہ بات میں اس کی نسوانیت' اس کی شرم و حیاء' ایک اسلامی مملکت میں تحفظ کی وجہ سے کہہ رہی ہوں۔

جناب چیئرمین (سید ذاکر حسین شاہ)، محترمہ فوزیہ حبیب صاحبہ آپ کے خطاب کا وقت ختم ہو چکا ہے۔

محترمہ فوزیہ حبیب، شکریہ! جناب سپیکر صاحب! مجھے واننڈ اپ کرنے کی اجازت دی جائے اس لیے کہ آپ بھی جانتے ہیں اور بخوبی واقف ہیں کہ گیارہ سالہ آمریت کے دور میں خواتین کے ساتھ کیا سلوک ہوا۔ میری وہ بہن ڈاکٹر زبیدہ ملک اس وقت یہاں پر تشریف نہیں رکھتی جو ایک آمریت کے دور میں پولیس تشدد کا جیتا جاگتا ثبوت ہے۔ میری وہ بہنیں اس وقت یہاں پر موجود نہیں جو قلعہ میں مقید رکھی گئی ہیں اور جو ثبوت ہیں اس ظلم اور بربریت کے جو اس وقت ان کے ساتھ جیل کی تنگ و تاریک کوٹھڑیوں میں کیا گیا۔ آج تو بڑا واویلا ہے پہلے عورت کی ناموس کا تو تحفظ کر کے مجھے دکھائیں۔ اس صوبے میں ہر عورت اپنے آپ کو عدم تحفظ کا شکار محسوس کرتی ہے صرف اس لیے کہ ویسے تو ہمارا استحقاق بات بات پر مجروح ہوتا ہے لیکن یہاں ہمارا استحقاق مجروح نہیں ہوتا۔ جناب والا! کہنے کو تو میں اور بھی بہت کچھ کہنا چاہتی تھی لیکن میری وزیر قانون سے یہ گذارش ہے کہ میری اس بات پر غور کریں اور بالخصوص خواتین کی گرفتاری اس وقت عمل میں لائی جائے جب تک اس کے ساتھ لیڈی کانسٹیبل موجود ہو۔ غروب آفتاب سے پہلے اور طلوع آفتاب کے بعد اس کی گرفتاری عمل میں لائی جائے۔ تھانوں میں عورت کے ساتھ بہتر سلوک کی میں گذارش کرتی ہوں اور امید رکھتی ہوں کہ اس ایوان میں بیٹھے ہوئے میرے بھائی جو اس طرف ہیں اور اس طرف ہیں اور میری دو معزز بہنیں جو اس طرف بھی بیٹھی ہیں وہ بھی میرے ساتھ اس بات پر اتفاق کریں گی۔ شکریہ۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، پوائنٹ آف آرڈر سر۔۔

جناب چیئرمین، نوابزادہ صاحب۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، جناب والا! یہ partiality کا یا اس کرسی پر بیٹھنے کا مطلب یہ نہیں کہ آپ اتنے hard اور inflexible ہو جائیں۔ یہ سپیکرز کی رولنگ ہے اور اس ڈبیٹ کے مسلمہ اصول ہیں کہ اگر کوئی فاضل مقرر یا مقررہ کافی relevant اور موثر بات کر رہے ہوں تو اس کو ٹائم سے ہٹ کر بھی

موقع دیا جاتا ہے ۔ یہ ضروری نہیں کہ کرسی پر بیٹھتے ہی آپ کی جو سادات کی رواداری ہے اور جو accommodate کرنا ہے اس تمام سے آپ ہاتھ دھو دیں ۔ (قہقہے)

جناب چیئرمین، جناب نوابزادہ صاحب اس کرسی پر بیٹھ کر انصاف کرنا چاہیے ' ڈسپلن قائم کرنا چاہیے اور جہاں تک رواداری کا تعلق ہے تو میں نے آپ کو بھی یہ غیر متعلق بات کرنے کی اجازت دے دی ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

محترمہ فوزیہ بہرام، جناب میں یہی کہنا چاہتی تھی جو آپ نے خود کہہ دیا ہے کیونکہ یہ ساری باتیں کر کے اپنے لیے زیادہ وقت لینا چاہتے ہیں ۔

جناب چیئرمین : راجہ محمد خالد خان صاحب۔

راجہ محمد خالد خان، جناب سپیکر میں یہ عرض کروں گا۔

وزیر قانون، اجازت ہے جناب والا۔

جناب چیئرمین، فرمائیے۔

وزیر قانون، جناب والا ! آج جس احسن انداز میں اس ایوان کی کارروائی کو آپ conduct کر رہے ہیں۔ اس پر میں جناب کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں ۔ (نعرہ ہائے تحسین) اور میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جب آپ تھوڑی سی رعایت دیں گے تو اس سے ساری برائیوں کی بنیاد بن جاتی ہے ۔ کوئی معزز رکن اس کا تعلق چاہے حزب اختلاف سے ہو یا حزب اقتدار سے ہو ' اگر وہ کوئی ایسی بات کرتا ہے جو قواعد انضباط کار کے خلاف ہے یا اس ایوان کے تقدس کے خلاف ہے تو اس پر سختی سے ایکشن لیں گے ۔ اگر آپ یہ ابھی روایت قائم کریں گے تو پھر آئندہ کبھی کوئی مسئلہ پیدا نہیں ہو گا۔ اس کے علاوہ آپ conduct والی کمیٹی میں بھی شامل ہیں ۔ اس پر ہم نے کل فیصلہ کیا ہے اور ابھی دو بجے اس پر میٹنگ بھی کرنی ہے ۔ میرا عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ کسی بھی معاملے میں Rules of Procedure سے ہٹ کر بات نہ ہو۔ چاہے کسی رکن کا تعلق حزب اختلاف سے ہو یا چاہے حزب اقتدار سے کیونکہ تھوڑی سی رعایت دینے سے سارے مسئلے پر پانی پھر جاتا ہے ۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین : جناب وزیر قانون کی observation درست ہے ۔ جناب راجہ محمد خالد خان صاحب۔

راجہ محمد خالد خان، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر ! میں آپ کا ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے امن عامہ پر بحث کے لیے وقت عطا کیا۔

وہ قوم نہیں لائق ہنگامہ فردا
جس قوم کی تقدیر میں امروز نہیں ہے

جناب والا ! جب سے یہ دنیا قائم ہوئی ہے قتل چوری اور دوسرے جرائم ہوتے چلے آ رہے ہیں مگر جہاں تک رشوت اور سفارش کا تعلق ہے ۔ اس میں دن بدن اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے ۔ دیکھنا یہ ہے کہ یہ روایت کس نے ڈالی اور آنے والی حکومتوں کے لیے یہ مثالیں کس نے قائم کی ہیں ۔ ہماری یہ بدنصیبی ہے کہ اس ملک کے قیام کا نصف سے زائد حصہ مارشل لاء کی چھتری تلے گزرا۔ بہر حال جو عرصہ عوام کو دستیاب ہوا اور انہوں نے اپنے ووٹ کے استعمال سے منتخب نمائندے اسمبلیوں میں بھجوائے اس میں وہ سات سالہ دور بھی ہے جو پی۔پی۔پی کی حکومت کو دستیاب رہا ۔ جمہوری اداروں سے ہی جمہوریت چلتی ہے ۔ جمہوریت ایک عمل کا نام ہے نہ کہ slogan کا۔ لیکن اگر پچھلے عرصہ پر نظر دوڑائیں تو آپ کو یہ بات واضح طور پر معلوم ہو گی کہ ہم نے اسے عملی طور پر نہیں بلکہ slogan کے طور پر استعمال کیا ۔ اگر میں یہ کہوں کہ ہمارے قول و فعل میں تضاد ہے تو یہ بے جا نہ ہوگا۔ جناب سپیکر ! پیشتر اس کے کہ میں چند گذارشات پیش کروں ۔ رانا شوکت محمود نے اپنے خطاب میں 80 فیصد دیہاتی آبادی کے متعلق یہ کہا تھا کہ ان کی تعلیم و تربیت ذرائع آمدورفت ' پینے کے لیے صاف ستھرا پانی تک دستیاب نہیں ۔ میں آپ کی وساطت سے ان کی خدمت میں یہ گذارش کرنا چاہوں گا کہ جناب ایمان داری اور حقائق کو سامنے رکھتے ہوئے جائزہ لیں تو پچھلے تین سالوں میں جو ترقیاتی کام ہوئے ہیں ۔ وہ پچھلے 38 سالہ دور سے بھی دس گنا زیادہ ہے ۔ میں ان کی اطلاع کے لیے آپ کی وساطت سے یہ گذارش کرنا چاہتا ہوں ہماری حکومت نے لوگوں کو بنیادی ضروریات زندگی اور حقوق بہم پہنچانے کی سر توڑ کوشش کی اور اس میں کسی حد تک ممکنہ کامیابی بھی حاصل ہوئی ۔ جناب والا ! میں قائد حزب اختلاف کی اس تجویز سے کلی طور پر اتفاق کرتا ہوں کہ حکومت کی کارکردگی کا جائزہ لینے کے لیے کمیٹیوں کا قیام عمل میں لایا جائے ۔ یہ میری ذاتی رائے ہے اور میں ان کی تجویز سے اتفاق کرتا ہوں جرائم کیونکر جنم لیتے ہیں اور ان اسباب کو جاننے کی کوشش نہیں کی گئی۔ ان اسباب کو جاننے کی اشد

ضرورت ہے ۔ امن و امان کا مسئلہ خالصتاً صوبائی مسئلہ ہوتا ہے ۔ آخر کیا وجہ ہے کہ ہمارے تین آئی جی تبدیل کر دیے گئے ۔ کئی ڈی آئی جی بھی تبدیل کیے جا چکے ہیں ایس پی تبدیل کیے جا رہے ہیں ۔ اس کی یہ وجہ تو نہیں کہ وہ ایک پارٹی کو support کرنے کے لیے تیار نہیں Norcotics Control Board کا ادارہ خالصتاً مرکزی ادارہ ہے لیکن جب کبھی پنجاب پولیس منشیات پکڑتی ہے تو اس کی ٹی وی پر یہی خبر نشر کی جاتی ہے کہ پولیس نے فلاں چیز پکڑی ہے اس کو پنجاب پولیس کے حوالے سے نشر نہیں کیا جاتا۔ یہ مقام افسوس ہے اور ان کو کوئی انعام بھی نہیں دیا جاتا ۔ پچھلے دنوں ہماری پنجاب پولیس نے 991 کلو گرام ہیروئن اور 12478 کلو گرام چرس پکڑی جس پر انہیں کوئی خراج تحسین یا انعام نہیں دیا گیا۔ میں یہ بھی پوچھنا چاہوں گا کہ یہ ہیروئن اور اسلحہ کہاں سے آتا ہے ؟ سرحدوں کا کنٹرول تو مرکزی حکومت کے پاس ہوتا ہے ۔ جناب والا ! میں یہ کہنا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ بجٹ جب بنتا ہے تو اس میں پولیس کا ایک حصہ ہوتا ہے ۔ جو بجٹ کا ساڑھے تین فیصد تھا اور آج بھی ہے ۔ مرکز نے صوبہ سندھ میں نفری بڑھانے کے لیے 50 کروڑ روپے دے دیے لیکن پنجاب کو اس مد میں ایک پیسہ تک نہیں دیا گیا ۔ کیا یہ نا انصافی نہیں اور وہ لوگ جن کے بارے میں آج آپ شکوہ کرتے ہیں ۔ وہ پیپلز پارٹی کے دور میں بھرتی ہوئے تھے اور آج وہ ایس ایچ او اور ڈی ایس پی کے عہدے تک تعینات ہیں اور ان کا خمیازہ بھی آج ہمیں بھگتنا پڑ رہا ہے اور ان کی لعن طعن بھی ہمیں برداشت کرنی پڑ رہی ہے ۔ جناب والا ! یہاں پر بیٹھے ہوئے منتخب حضرات کو عوام نے ایک mandate دے کر اس ایوان میں بھیجوایا تھا کہ وہ ملک کے استحکام و سلامتی اور اس کے تحفظ اور امن و امان قائم کرنے میں کوئی لمحہ بھی فروگزاشت نہیں کریں گے ۔ جناب والا ! اگر اجازت ہو تو میں ایک منٹ اور لے لوں ۔

جناب چیئرمین، فرمائیے۔

راجہ محمد خالد خان، اس ملک میں بسنے والے کروڑوں انسانوں کو انصاف مہیا کریں گے معاشی نا انصافی سے چھٹکارہ دلائیں گے ' باہمی اور اخلاقی قدروں کو رواج دیں گے ۔ آئیے آج ہم اپنا محاسبہ کریں تو کیا بات سامنے آتی ہے کہ ہم گذشتہ ایک سال میں باہمی چپقلشوں اور ایک دوسرے کو نیچا دکھانے میں مصروف رہے ۔ آئیے ہم مل بیٹھ کر سنجیدگی سے غور و فکر کریں ۔ ان ذمہ داریوں سے عہدہ برآہ

ہونے کی کوشش کریں ' ایمان دارانہ کوشش کریں تا کہ آنے والے وقت میں ہماری آنے والی نسلیں ہمیں اچھے نام سے یاد کریں ۔ جب مؤرخ تاریخ مرتب کرے تو اس اسمبلی میں بیٹھے ہوئے معزز اراکین کے نام اچھے الفاظ میں ضبط تحریر میں لائے ۔ بجائے ایک دوسرے کے اعداد و شمار گنوانے کے ہم ماضی کی تلخیوں کو بھلا کر آج اور صرف آج کے بارے میں غور و فکر کریں تو اس کے مثبت نتائج بر آمد ہو سکتے ہیں ۔ اللہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے ۔

جناب چیئر مین، جناب چودھری صفدر صاحب۔

چودھری محمد صفدر، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

جناب سپیکر! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ پنجاب میں امن عامہ کی صورت حال پر مجھے اپنے خیالات کے اظہار کا موقع فراہم کیا ۔ پنجاب میں امن عامہ کی صورت حال اس وقت اتنی خراب ہے کہ اس سے پہلے کبھی نہ تھی۔ آپ روزانہ کے اخبارات پڑھیں ان میں ڈکیتی قتل ' راہزنی اور اس قسم کے واقعات شہ سرخیوں سے چھپے ہوتے ہیں ۔ میں چند سرخیوں کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہوں گا۔ جنگ مورخہ 4 دسمبر "ساہیوال میں ڈاکوؤں نے 30 منٹ میں 2 بنک لوٹ لیے" ۔ "سیالکوٹ میں 3 ڈاکوؤں نے بنک لوٹ لیا" ۔ " شیخوپورہ مانا نوالہ کے قریب مسافروں سے بھری ہوئی بس ڈاکوؤں نے لوٹ لی" ۔ "وحدت روڈ سے ایک بچے کو اس لیے اغواء کیا گیا کہ اس نے ہیروئن فروشوں کی مخبری کی اور جو لوگ اس کو اغواء کر کے لے گئے انہوں نے 90 لاکھ کا تاوان مانگا۔ لیکن بجائے اس کے کہ پنجاب پولیس---

جناب چیئر مین، اجلاس کے وقت میں 10 منٹ کے لیے توسیع کی جاتی ہے ۔

راجہ صفدر حسین، بجائے اس کے کہ پولیس ان کو پکڑتی ' پولیس نے اس بچے کے والدین سے یہ کہا کہ آپ 35 لاکھ روپے دے دیں تو ہم آپ کا بچہ آپ کو واپس دلا دیتے ہیں ' تو پنجاب میں یہ لاء اینڈ آرڈر کی حالت ہے ۔ اور میں یہ گذارش کروں گا کہ یہ تو کہتے ہیں کہ پنجاب پولیس بہت اچھی ہے ' ٹھیک ہے لیکن حال ہی میں انسپکٹر جنرل پولیس مسٹر سلیمان قریشی کا بیان آپ پڑھیں ' میں ان کی قدر کرتا ہوں کہ انہوں نے پنجاب حکومت کے سامنے کم از کم سچ بات تو کی ' وہ فرماتے ہیں کہ اب پنجاب میں لاء اینڈ آرڈر کی جتنی حالت خراب ہے پہلے کبھی نہ تھی ' ہمارے معزز اراکین جب پنجاب کی بات

کرتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ سندھ کی بات کرو ' جب ہم پنجاب کی بات کرتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ وفاقی حکومت کی بات کرو ' اس پنجاب اسمبلی میں میرا خیال ہے کہ پنجاب کی بات ہی کرنی چاہیے ۔ (اپوزیشن کی طرف سے نعرہ ہائے تحسین) ۔ تو انسپکٹر جنرل صاحب کہتے ہیں اور یہ ان کا بیان ہے کہ پنجاب کی حالت سندھ سے بھی بدتر ہے یہ چیز On record ہے اب دیکھ لیں ۔ میں تو خیر یہ نہیں کہتا مگر یہ پنجاب کے آئی جی کا بیان ہے اور پھر وہ فرماتے ہیں کہ جتنے بھی چور اور ڈاکو ہیں ان کے بھی سیاسی عناصر ہیں پشت و پناہ کرنے کے ' تو سیاسی عناصر کون سے ہیں ۔ جناب والا ! اپنے حلقے میں جو ایس پی ہوتا ہے جو ڈسٹرکٹ پنجاب کا ایس پی ہے وہ تو میری بات نہیں مانتا ' لیکن وہ کن سیاسی عناصر کی بات مانتا ہے وہ لوگ جو آج حزب اقتدار میں ہیں ' ہمیں یہ بات نہیں بھولنی چاہیے کہ اقتدار کسی کی وراثت نہیں اگر وہ آج حزب اقتدار میں ہیں تو وہ کل حزب اختلاف میں بھی آ سکتے ہیں ' اور یہ ہمارے ملک میں سب سے بری سوچ پائی جاتی ہے ' ہماری بدقسمتی رہی ہے کہ اس ملک میں جمہوریت کو بہت کم عرصہ ملا ہے پنپنے کا ' ہم جب بھی کوئی بات کرتے ہیں' کوئی ہنگامہ ہو جائے ' تھوڑی سی تلخی ہو جائے اس اسمبلی میں تو کچھ عناصر یہ بات شروع کر دیتے ہیں کہ اب مارشل لاء آنے کا ' بھئی اب اس سوچ کو بدلیں ' یہ اب مت کہیں کہ اگر تلخی ہو گئی ہے تو مارشل لاء آنے کا ' مارشل لاء کیوں آئے گا ' اگر تلخی ہو بھی گئی ہے تو ہمیں یہ سوچنا چاہیے کہ اب مارشل لاء نہیں آئے گا بلکہ ہم نے جمہوریت ہی کو آگے بڑھانا ہے تو ہمیں یہ مارشل لاء والی سوچ کو بدلنا پڑے گا تب ہی اس ملک میں انصاف قائم ہو گا کیونکہ بنی نوع انسان نے ابھی تک ایسا کوئی بھی نظام ایجاد نہیں کیا اور نہ ہی ان کے علم میں ہے کہ جمہوریت سے بہتر کوئی اور نظام بھی ہو ۔

ایک معزز ممبر، جناب والا ! کورم پورا نہیں ۔

راجہ صفدر حسین، بڑی اچھی بات ہے ۔

جناب چیئرمین، گنتی کی جائے۔

وزیر قانون، یہ معزز رکن اپنی تقریر پوری کر لیں تو گنتی کر لی جائے ۔

جناب جاوید محمود گھمن ، ابھی ابھی میرے بھائی دریشک صاحب نے یہ کہا تھا کہ تھوڑی سی نرمی دینے سے بڑا نقصان ہوتا ہے ' میں اس حق میں نہیں ہوں ' جب ایک بھائی نے پوائنٹ آف آرڈر پر بول

دیا ہے اور یہ قواعد و ضوابط میں بھی نہیں ہے بلکہ آئین پاکستان میں بھی یہ آپ کا آرٹیکل 55 بڑا واضح ہے جب ایک قانون پاکستان کے اس کے کسی آرٹیکل کی مخالفت کرے۔ تو پھر یہ تو بری بات ہے ' آپ کے کسی آدمی نے پوائنٹ آؤٹ کیا ہے ' جب کورم پوائنٹ آؤٹ ہو گیا ہے تب تو اس کا فیصلہ تو ہونا ہی چاہیے۔ قانون اور ضابطے کے مطابق۔

جناب چیئرمین: جناب جاوید محمود گھمن صاحب کا پوائنٹ آف آرڈر درست ہے۔ اجلاس 17 دسمبر دوپہر 3.00 بجے تک کے لیے ملتوی کیا جاتا ہے۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا آٹھواں اجلاس

(اتوار، 17۔ دسمبر 1989ء)

(یک شنبہ 18۔ جمادی الاول 1410ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں 3 بج کر 35 منٹ پر منعقد ہوا۔

جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسی صدارت پر متمکن ہوئے

تلاوت قرآن پاک اور اردو ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیطٰنِ الرَّجِیمِ O

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیمِ O

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا ۙ وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ
اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ
سَمِيْعًۢا بَصِيْرًا ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا
الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ
اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ
ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ۝

سورۃ النساء آیات 58، 59

خدا تم کو حکم دیتا ہے کہ امانت والوں کی امانتیں ان کے حوالے کر دیا کرو۔ اور جب لوگوں میں فیصلہ کرنے لگو تو انصاف سے فیصلہ کیا کرو۔ خدا تمہیں بہت خوب نصیحت کرتا ہے۔ بے شک خدا سنتا اور دیکھتا ہے o مومنو! خدا اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو اور جو تم میں سے صاحب حکومت ہیں ان کی بھی۔ اور اگر کسی بات میں تم میں اختلاف واقع ہو تو اگر خدا اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہو تو اس میں خدا اور اس کے رسول (کے حکم) کی طرف رجوع کرو۔ یہ بہت اچھی بات ہے اور اس کا مآل بھی اچھا ہے۔ o

وما علینا الاالبلاغ O

پوائنٹ آف آرڈر

وقفۂ سوالات کی معطلی

جناب سپیکر، وقفہ سوالات کے بارے میں فریقین کی رائے ہے کہ اس کو suspend کر دیا جائے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل ، پوائنٹ آف آرڈر سر وقفہ سوالات معطل کر دیا جائے مجھے کوئی اعتراض نہیں لیکن میں نے ایک روز یہ تجویز پیش کی تھی اور آپ نے بڑی سختی سے فرمایا تھا کہ یہ وقفہ سوالات ممبران کا حق ہے اور یہ امن عامہ سے زیادہ ضروری ہے اور یہ ہونا چاہیئے۔ جناب والا! مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے میں تو ویسے ہی آپ کو آپ کی رولنگ یاد کروا رہا تھا۔

جناب سپیکر، مجھے اپنی بات یاد ہے' اور میں اس وقت بھی اپنی اس بات کو دہراؤں گا کہ وقفہ سوالات ایوان کی انتہائی ضروری کارروائی ہے اور اسے تحاریک استحقاق' تحاریک التوائے کار پر اور کسی بھی بحث پر فوقیت حاصل ہے' اس دفعہ ہم چونکہ ٹریژری بنچز اور اپوزیشن بنچز کی رضا مندی سے چاہتے ہیں کہ وقفہ سوالات نہ ہوں اس کو suspend کیا جائے تاکہ امن عامہ پر بحث ہو۔ تو میں نے آج لاء منسٹر اور ڈپٹی لیڈر حزب اختلاف کو کہا ہے کہ اس دفعہ خصوصی طور پر آپ کے کہنے پر ہم یہ پارلیمانی روایات کے برعکس کام کر رہے ہیں لیکن آئندہ اجلاس کے موقع پر یہ وقفہ سوالات suspend کسی صورت بھی نہیں ہو گا۔

جناب محمد اسلم گورداسپوری، پوائنٹ آف آرڈر'

جناب سپیکر، جی----

جناب محمد اسلم گورداسپوری، جناب والا! کچھ بہت ہی فوری نوعیت کی تحاریک استحقاق ہم نے دی ہوئی ہیں' اگر ان کا وقت نکل جائے تو وہ بے اثر ہو جائیں گی' آپ سے گزارش ہے کہ آج جبکہ بروقت ہاؤس شروع ہوا ہے اس لیے آپ تحاریک استحقاق کو لیا جائے۔

مسئلہ استحقاق

جناب سپیکر، گورداسپوری صاحب آج تحاریک استحقاق کو ٹیک اپ کرنا ہے' گورداسپوری صاحب میری ساتھ جو ٹریژری بنچز کی اور اپوزیشن بنچز کی بات ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ آج تحریک استحقاق کو نصف گھنٹہ دیں اور باقی سارے وقت میں امن عامہ کی صورت حال پر بحث ہو تو نصف گھنٹے میں جتنی بھی

تحاریک استحقاق نیک اپ ہوسکیں مجھے اس میں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ تو سب سے پہلے تحریک استحقاق مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب کی ہے اور وہ تشریف نہیں رکھتے۔ سید ذاکر حسین شاہ صاحب تحریک استحقاق نمبر 16 ہے۔ اور نمبر 22 راؤ طارق محمود صاحب کی ہے' یہ identical ہیں' پہلے نمبر پر سید ذاکر حسین شاہ صاحب کی لہذا میں انہیں اپنی تحریک استحقاق پیش کرنے کی اجازت دیتا ہوں---- جی گورداسپوری صاحب

جناب محمد اسلم گورداسپوری: جناب والا! میری تحریک استحقاق کا نمبر 17 ہے۔

جناب سپیکر: پھر تو Chances ہیں کہ اگر شاہ صاحب کی تحریک استحقاق جلدی dispose of ہو جائے تو پھر آ سکتی ہے۔ یہ تحریک استحقاق نمبر 16 ہے اس کی کاپی سید ذاکر حسین شاہ صاحب کو مہیا کی جائے۔

صوبائی انتظامیہ کا وفاقی حکومت کی طرف سے جاری کردہ پیپلز پروگرام سے عدم تعاون

سید ذاکر حسین شاہ: "میں حال ہی میں وقع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے معاملہ یہ ہے کہ صوبائی حکومت پنجاب' وفاقی حکومت کے ساتھ عدم تعاون کی پالیسی پر عمل پیرا ہے اور وفاقی حکومت کے آئینی اقدامات اور قانونی احکامات کی بلا جواز مخالفت کر رہی ہے۔ حال ہی میں حکومت پنجاب کے سربراہ نے صوبائی انتظامیہ کو کہا ہے کہ پیپلز پروگرام کو پنجاب میں نہ چلنے دیا جائے اور اس سلسلے میں انتظامی کارروائیاں کی جا رہی ہیں اور بلا جواز رکاوٹیں کھڑی کی جا رہی ہیں۔ پیپلز پروگرام ایک فلاحی پروگرام ہے اور اس کا مقصد غریب عوام کے مسائل کو ترجیحی بنیادوں پر حل کرنا ہے۔ وفاقی حکومت کو یہ آئینی و قانونی حق حاصل ہے کہ وہ غریب عوام کے مسائل حل کرے۔ صدر مملکت جناب غلام اسحاق خان نے بھی دو دسمبر کو پارلیمنٹ سے اپنے خطاب میں پیپلز پروگرام کو ایک فلاحی پروگرام قرار دیتے ہوئے اس کی تعریف کی ہے۔ حکومت پنجاب اس پروگرام میں رکاوٹیں کھڑی کر کے وفاقی حکومت کے آئینی اقدامات اور احکامات سے بغاوت کر رہی ہے۔ اعلیٰ سرکاری وفاقی ملازمین کی پنجاب میں تعیناتی کے سلسلے میں بھی حکومت پنجاب وفاقی حکومت کے اقدامات کی مخالفت کر رہی ہے۔ اندرون شہر لاہور میں سوئی گیس کی فراہمی کے بارے میں بھی حکومت پنجاب روڑے اٹکا رہی ہے۔ اب حکومت پنجاب نے قومی بجٹ کی تیاری میں حصہ لینے سے انکار کر دیا ہے۔ حکومت پنجاب

کے یہ تمام اقدامات وفاقی حکومت سے عدم تعاون کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ حکومت پنجاب کی جانب سے وفاقی حکومت کو اپنے فرائض کی انجام دہی سے روکنا اور اس کے راستے میں مختلف حیلے بہانوں سے رکاوٹیں کھڑی کرنا آئین کی صریحاً خلاف ورزی ہے۔ حکومت پنجاب نے آئین کی خلاف ورزی کر کے پورے ایوان کا استحقاق مجروح کیا ہے۔ میری اس تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔"

ڈاکٹر ضیاء اللہ بنگش: جناب والا! میری بھی تحریک استحقاق جس کا نمبر 43 ہے' شاہ صاحب کی تحریک استحقاق سے ملتی جلتی ہے' اور ہم سب پیپلز پارٹی کے لوگ حکومت پنجاب سے تنگ ہیں کیونکہ پیپلز پروگرام میں رکاوٹ ڈال رہی ہے' اگر آپ اجازت دیں تو میں بھی یہ تحریک استحقاق پڑھ دوں۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب آپ ذرا تشریف رکھیں' مجھے دیکھ لینے دیں------ ہاں یہ آپ تحریک استحقاق بھی identical ہے' یہ نمبر 16 نمبر 22 اور 43 نمبر تحاریک استحقاق identical ہیں۔ یہ لیکن پڑھی گئی تصور کی جائیں گی' آپ کو شارٹ اسٹیٹمنٹ دینے کی اجازت ہوگی۔ شاہ صاحب اپنی تحریک استحقاق پر مختصر بیان دیں گے۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب والا! ہمارے ملک میں وفاقی جمہوری سسٹم رائج ہے اس میں مرکز میں وفاقی حکومت ہے اور صوبوں میں صوبائی حکومتیں ہیں۔ وفاقی حکومت اور صوبائی حکومتوں کے دائرہ کار' اختیارات آئینی ذمہ داریوں کا پاکستان کے آئین میں تعین کر دیا گیا ہے۔ اب اس آئین کے تحت وفاقی اور صوبائی حکومتوں کا یہ آئینی اور قانونی فرض ہے کہ وہ اپنے اختیارات کا استعمال اس طریقے سے کریں' اس انداز سے کریں کہ آئین کی خلاف ورزی نہ ہو۔ جن معاشروں میں آئین کی خلاف ورزیاں شروع ہو جاتی ہیں' قانون کی دھجیاں بکھیر دی جاتی ہیں وہاں پر جمہوریت پنپ نہیں سکتی فسطائیت جنم لیتی ہے۔ جناب والا! میں نے یہ جو استحقاق کی تحریک پیش کی ہے اس میں میں نے وہ واقعات بیان کیے ہیں اور ان واقعات کو حکومت پنجاب کے سربراہ کے اس بیان کے تناظر میں دیکھا جائے کہ جب ابتدا میں مرکز میں حکومت قائم ہوئی تھی تو وزیر اعلیٰ پنجاب نے یہ کہا تھا کہ ہم وفاق میں حکومت کو چلنے نہیں دیں گے۔ اور اس کے بعد جتنے بھی حکومت پنجاب نے اقدامات کیے ہیں ان میں اس بیان کی جھلک نظر آتی ہے۔ اس بیان میں جو رجحان پایا جاتا ہے اس کے تحت تمام اقدامات کیے جا رہے ہیں۔ پیپلز پروگرام کے متعلق وفاقی حکومت کو یہ اختیار ہے کہ وہ کسی بھی پاکستان کے

علاقے میں آئین اور قانون کے تحت کوئی ترقیاتی کام شروع کرے۔

جناب والا! پنجاب میں بنیادی سہولتیں لوگوں کو میسر نہیں ہیں۔ صرف پنجاب میں سالانہ پانچ لاکھ بچے صاف پانی نہ ملنے کی وجہ سے فوت ہو جاتے ہیں۔ دیہاتوں میں۔ غریب جھونپڑیوں میں یہ ایسا ہوتا ہے۔ اگر وفاقی حکومت اس فنڈ سے جو حکومت پنجاب کا ترقیاتی فنڈ نہیں صوبے کی خدمت کرنا چاہتی ہے تو آئین کے تحت وفاقی حکومت کو اختیار ہے۔

جناب والا! میں نے اپنی تحریک استحقاق میں جتنے اقدامات کا ذکر کیا ہے یہ آئین کی کس طرح خلاف ورزی ہے۔ میں آپ کے سامنے آئین کا آرٹیکل 149 پڑھ کر سناتا ہوں۔ آپ خود اندازہ لگائیں کہ کس طرح آئین کی خلاف ورزی ہو رہی ہے۔

149(1) ہر صوبے کا عاملانہ اختیار اس طرح استعمال کیا جائے گا کہ وہ وفاق کے عاملانہ اختیار میں حائل نہ ہو یا اسے نقصان نہ پہنچائے اور وفاق کا عاملانہ اختیار کسی صوبے کو ایسی ہدایات دینے پر وسعت پذیر ہوگا جو اس مقصد کے لیے وفاقی حکومت کو ضروری معلوم ہوں۔

(2) وفاق کا عاملانہ اختیار کسی صوبے کو اس صوبے میں کسی ایسے وفاقی قانون پر عمل درآمد کرانے کی ہدایات دینے پر بھی وسعت پذیر ہوگا جس کا تعلق مشترکہ قانون سازی کی فہرست میں مصرحہ کسی معاملے سے ہو اور جس میں ایسی ہدایات دینے کا اختیار دیا گیا ہو۔

(3) وفاق کا عاملانہ اختیار کسی صوبے کو ایسے ذرائع مواصلات کی تعمیر اور نگہداشت کے لیے ہدایات دینے پر بھی وسعت پذیر ہوگا جنہیں ہدایت میں قومی یا فوجی اہمیت کا حامل قرار دیا گیا ہو۔

(4) وفاق کا عاملانہ اختیار کسی صوبے کو ایسے طریقے کی بابت ہدایت پر بھی وسعت پذیر ہوگا جس میں اس کے عاملانہ اختیار کو پاکستان یا اس کے کسی حصے کے امن یا سکون یا اقتصادی زندگی کے لیے کسی سنگین خطرے کے انسداد کی غرض سے استعمال کیا جانا ہو۔

جناب والا! آئین کے آرٹیکل 149 کو پڑھا جائے۔ اس کی توجیہات میں جائے بغیر۔ قانونی پیچیدگیوں اور موشگافیوں اور ترضیحات سے قطع نظر آپ آئین کے اس آرٹیکل کو پڑھیں تو آپ پر یہ بات ظاہر ہو جائے گی کہ آئین کے تحت صوبے میں ایگزیکٹو اتھارٹی فیڈریشن کے تابع ہے۔ جو وفاقی حکومت صوبائی حکومت کو اقتصادی زندگی کے لیے ہدایت دے وہ اس پر عمل درآمد کرنے کی پابند

ہے۔

جناب والا! اب میں آئین کا آرٹیکل 137 پیش کرتا ہوں۔ آرٹیکل 137 ۔ دستور کے تابع۔ صوبہ کا عاملانہ اختیار ان امور پر وسعت پذیر ہوگا جن کے بارے میں صوبائی اسمبلی کو قوانین بنانے کا اختیار ہے،

مگر شرط یہ ہے کہ کسی ایسے معاملے میں جس کے بارے میں میں پارلیمنٹ اور کسی صوبے کی صوبائی اسمبلی دونوں کو قوانین بنانے کا اختیار ہو صوبے کا عاملانہ اختیار اس عاملانہ اختیار سے مشروط اور محدود ہوگا جو دستور یا پارلیمنٹ کے بنائے ہوئے قانون کے ذریعے وفاقی حکومت یا اس کی حیثیت پائے مجاز کو بالصراحت تفویض کیا گیا ہو۔

جناب والا! اگر آئین کے آرٹیکل 149 اور 137 کو سامنے رکھا جائے تو یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ حکومت پنجاب پیپلز پروگرام کو روک کر آئین کی خلاف ورزی کر رہی ہے۔ اسی طرح سوئی گیس کی سپلائی کا معاملہ ہے۔ اسی طرح ملازمین میں مثلاً ایک آئی۔جی پولیس کا تبادلہ ہوتا ہے اور اس کو فارغ کرنے سے انکار کر دیا جاتا ہے حالانکہ اس کی وفاق میں تعیناتی ہوئی ہے۔

جناب والا ! انڈیا میں پارلیمانی نظام ہے لیکن میں چیلنج کرتا ہوں بھارت کے صوبوں میں کسی اور پارٹی کی حکومت ہے اور مرکز میں کسی اور پارٹی کی حکومت ہے۔ صوبوں میں مختلف پارٹیوں کی حکومت ہے لیکن ایک مثال بھی بھارت کی صوبائی اور وفاقی حکومت کے تعلقات کار کی دی جائے جہاں ایک بھی آئی۔جی پولیس کو تعینات کرنے سے انکار کیا گیا ہو۔ مرکزی حکومت نے کسی صوبے میں آئی۔جی پولیس بھیجا ہو اور وہاں کی حکومت نے اسے لینے سے انکار کیا ہو۔ اسی طرح بھارت کی مرکزی حکومت نے چیف سیکرٹری کو بھیجا ہو اور صوبے نے اسے لینے سے انکار کیا ہو۔ نہیں وہ ملک کو متحد رکھنا چاہتے ہیں۔ ان کی تمام تر ترجیحات کا تعین فیڈریشن کے مفادات کو مد نظر رکھا جاتا ہے۔ اگر کوئی صوبائی حکومت گڑبڑ کرے تو وہاں کی وفاقی حکومت فوراً گورنر راج نافذ کر دیتی ہے۔

جناب والا! یہ حکومت پنجاب اس قسم کے اقدامات کر کے اس ملک میں جمہوری عمل کو ناکام بنانا چاہتی ہے اور آئین کی خلاف ورزی کر رہی ہے۔ میری استدعا ہے کہ حکومت پنجاب اور وفاقی حکومت کے درمیان تعلقات کا عدم وجود پایا جاتا ہے یہ انتہائی اہم مسئلہ ہے اس پر بہت زیادہ غور، تدبر اور فکر کی ضرورت ہے۔ میری تحریک استحقاق اس موضوع پر ہے کہ حکومت پنجاب وفاقی

حکومت کے ساتھ عدم تعاون کر رہی ہے۔ یہ نہ ملک' نہ صوبے' نہ جمہوریت اور نہ ہی قانون کی حکمرانی اور آئین کی بالادستی کے مفاد میں ہے۔ جناب والا! میری آپ سے استدعا ہے کہ میری تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: تحریک استحقاق نمبر 22 طارق محمود صاحب کی طرف سے ہے۔ وہ ایوان میں موجود نہیں ہیں۔ تحریک استحقاق نمبر 43 ڈاکٹر ضیا اللہ بنگش صاحب کی ہے آپ اس پر مختصر بیان دینا چاہتے ہیں۔

جناب جاوید محمود گھمن: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی کے قاعدہ نمبر 53 مسئلہ استحقاق کے مطابق میں اسی نوعیت کی تحریک استحقاق پہلے اسمبلی سیکرٹریٹ میں دے چکا ہوں۔ وہ غالباً کل نکل آئے۔ یہ ایک ہی نوعیت کی تحریکیں ہیں۔ ان کے بعد مجھے بھی تحریک کو زبانی پیش کرنے کی اجازت دی جائے ورنہ کل پھر میری تحریک استحقاق آ جائے گی اور آپ یہ کہیں گے کہ کل اسی نوعیت کی ایک تحریک تھی جو نپٹا دی گئی۔

جناب سپیکر: آپ تو تحریک استحقاق کو in anticipation پیش کرنا چاہتے ہیں۔

جناب جاوید محمود گھمن: جناب والا! مجھے پتہ ہے کہ کل آپ نے یہی کہنا ہے کہ یہ کل نپٹا دی گئی ہے۔ یہ ایک ہی نوعیت کی تحریکیں ہیں۔ میں نے اور خواجہ یوسف صاحب ہم دونوں نے تحریک استحقاق دی ہے۔ وہ دونوں بھی آپ اسی کے ساتھ سن لیں۔ کل اسمبلی کا وقت بھی بچ جائے گا اسی کے ساتھ اس کو بھی آپ منظور کر لیں۔ کل آپ یقین دلاتے ہیں تو کل پیش ہو جائے گی۔

جناب سپیکر: حضور والا! آپ کی تحریک استحقاق ابھی ہمارے پاس پہنچی نہیں۔

جناب جاوید محمود گھمن: میں ابھی دے کر آیا ہوں۔

جناب سپیکر: ابھی آپ دے کر آئے ہیں پھر اس کو آنے دیں۔

جناب جاوید محمود گھمن: وہ کل پہنچ جائے گی۔ کل آپ نے کہنا ہے کہ اسی نوعیت کا پہلے فیصلہ ہو گیا ہے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب سپیکر! یہ آج نہیں نپٹائی جائیں گی کل ان کی باری ضرور آئے گی۔

جناب جاوید محمود گھمن: کل میری باری رکھ دیں۔

ڈاکٹر ضیاء اللہ خان بنگش: جناب والا! میں زیادہ وقت نہیں لوں گا۔ کیونکہ اور دوستوں کی بھی

تحاریک استحقاق ہیں۔

جناب والا! پیپلز پروگرام، پاکستان پیپلز پارٹی کے منشور کا حصہ ہے، کیونکہ پیپلز پارٹی کے منشور میں عوام کی خدمت کرنا فرض اولین ہے۔ جہاں تک اس پروگرام کا تعلق ہے، صدر پاکستان جناب غلام اسحاق خان نے بھی پیپلز پروگرام کو عوام کی فلاح اور بہبود کا پروگرام قرار دیا ہے۔ لیکن جس دن سے یہ پیپلز پروگرام شروع ہوا ہے، اے سی، ڈی سی اور پنجاب کے تمام اعلیٰ افسران کو ہدایت کی گئی ہے، بلکہ بلدیاتی اداروں کے سربراہوں کو بھی یہ ہدایت کی گئی ہے کہ وہ خدمت عوام کے اس پروگرام میں ہر طرح کی رکاوٹ ڈالیں۔ بہاول پور ہو، سیالکوٹ ہو، گوجرانوالہ ہو یا لاہور میں سوئی گیس کی فراہمی ہو، ہر جگہ حکومت پنجاب کے اہل کار پیپلز پروگرام میں رکاوٹ ڈال کر پاکستان پیپلز پارٹی کو عوام کی خدمت سے روک رہی ہے۔ جناب والا! میں نے یہ تحریک استحقاق اس بنیاد پر پیش کی ہے کہ بین الاقوامی ضابطوں، اخلاقیات اور ethics میں یہ بات تحریر ہے کہ ہر حکومت کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنے لوگوں کو بنیادی حقوق اور بنیادی سہولتیں فراہم کرے۔

جناب والا! میں آئین کا آرٹیکل 3 پیش کرتا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ اس کا اطلاق میری تحریک استحقاق پر ہوتا ہے:

> The state shall ensure the elimination of all forms of exploitation and the gradual fulfilment of the fundamental principle, from each according to his ability to each according to his work

جناب والا! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اگر بھلائی کے کسی کام کو روکا جائے، تو یہ بھی ایک قسم کا استحصال ہے۔ وہ اس طرح استحصال ہے کہ ہم لوگوں کو بنیادی سہولتیں فراہم کرنا چاہ رہے ہیں لیکن حکومت پنجاب انھیں بنیادی سہولتیں سے محروم رکھ کر ان کا استحصال کر رہی ہے۔ آئین کے آرٹیکل -3 کے تحت یہ استحصال کیا جا رہا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ حکومت پنجاب پیپلز پروگرام میں رکاوٹ ڈال کر پاکستان بھر کے عوام کا استحقاق مجروح کر رہی ہے۔

جناب والا! ابھی ایک اور واقعہ رونما ہوا ہے۔ بہاول نگر میں انتیس لاکھ روپے سے شروع کیا گیا واٹر سپلائی سکیم کا منصوبہ پنجاب حکومت نے برباد کر دیا۔ پائپ لائن اکھاڑ دی گئی تھی۔ لوگوں کو پولیس کے ذریعے گرفتار کیا گیا۔ گرفتار ہونے والے سارے پیپلز پارٹی کے کارکن نہیں ہوتے۔

ہمارے لیے جیلیں کاٹنا' قلعے کاٹنا اور پھانسی کوٹھریوں میں رہنا کوئی نئی بات نہیں ہے۔

جناب والا! میں اس ایوان کی وساطت سے پنجاب کے وزیراعلیٰ کو یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ پاکستان پیپلز پارٹی کے کارکن پیپلز پروگرام میں کسی بھی قسم کی رکاوٹ کو برداشت نہیں کریں گے اور ہر وہ راست اقدام کریں گے جس سے ہم عوام کی خدمت کر سکیں۔ جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ آئین کے آرٹیکل 3 کے تحت حکومت پنجاب کے ان اقدامات سے ہمارا' ممبران اسمبلی کا اور پورے عوام کا استحقاق کیا گیا ہے۔ میری آپ سے درخواست ہے کہ میری یہ تحریک استحقاق' استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے اور اس کا فیصلہ کیا جائے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: لاءمنسٹر صاحب کچھ فرمانا چاہیں گے؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! شاہ صاحب نے آرٹیکل 149 کا حوالہ دیا ہے۔ حکومت پنجاب آرٹیکل 149 پر عمل درآمد کی پابند ہے۔ صوبائی حکومت اس کی خلاف ورزی کرنے کا نہ ارادہ رکھتی ہے اور نہ ہی اس نے اس قسم کی خلاف ورزی کی ہے۔ جناب والا! جہاں تک پیپلز ورکس پروگرام کا تعلق ہے' اس کے زیادہ تر امور صوبائی اختیار میں ہیں۔ جہاں تک مرکزی حکومت کا تعلق ہے' اس کا کام قومی منصوبہ بندی کرنا ہے۔ جہاں تک execution کا تعلق ہے' یہ صوبائی حکومت کے دائرہ اختیار میں آتا ہے۔ execute کرنے کی اتھارٹی صوبائی حکومت کے پاس ہے۔ جہاں تک صوبائی ترقی کا' ترقی کے سلسلے میں منصوبہ بندی کا تعلق ہے' یہ مرکزی حکومت کے دائرہ اختیار میں آتی ہے۔ ویسے میرے بھائی نے یہ جو تحریک استحقاق پیش کی ہے' یہ تکنیکی لحاظ سے بھی تحریک استحقاق نہیں بنتی۔ لیکن چونکہ شاہ صاحب نے ایک اہم مسئلے کی نشان دہی کی ہے۔ جو مسئلہ اصل میں تحریک التواء کی بنیاد تو بن سکتا تھا اور اگر وہ تحریک التوائے کار لے آتے تو میں بڑی خوشی سے اس ایوان میں اس پر بحث کرانے کے لیے انھیں خوش آمدید کہتا اور اس پر سیر حاصل بحث ہوتی اور اس پر وہ بھی اپنا نقطہ نظر پیش کرتے اور ہم بھی اپنا نقطہ نظر پیش کرتے۔ میں اب بھی آپ کی وساطت سے انھیں یہ پیش کش دینا چاہتا ہوں۔ اگر وہ اس پر سیر حاصل بحث کرنا چاہتے ہیں تو ہم اس کے لیے تیار ہیں۔ چونکہ انھوں نے تحریک استحقاق پر شارٹ سٹیٹمنٹ دی ہے اور انھوں نے مرکزی حکومت کا نقطہ نظر پیش کیا ہے تو میں بھی آپ کی اجازت سے ان کے جواب میں اپنا موقف پیش کر دیتا ہوں۔ جس طریقے سے جناب والا حکم فرمائیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! عرض یہ ہے کہ آپ پیپلز پروگرام پر پہلے ہی سیر حاصل بحث کروا چکے ہیں۔ آج مسئلہ یہ نہیں ہے کہ پیپلز پروگرام ہونا چاہئے یا نہیں۔ اس پر تقریباً چار دن تک دلائل پیش کیے جا چکے ہیں۔ آج مسئلہ پیپلز پروگرام سے منسلکہ استحقاق کا ہے۔ اگر میرے حلقہ انتخاب میں کسی ترقیاتی پروگرام کا آغاز ہوتا ہے' اس کا نفاذ ہوتا ہے' اس کو جو بھی روکتا ہے وہ میرے استحقاق کو مجروح کرتا ہے۔ کوئی بھی میرے حلقہ نیابت میں طاقت سے' غنڈہ گردی سے یا بدمعاشی سے ترقی کی پروگرام کو روکے۔ ضروری نہیں کہ بدمعاش وہی ہوتا ہے جو گلی میں ہوتا ہے۔ آئی جے آئی والوں کے بدمعاش بھی ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ تکنیکی اعتبار سے ابھی یہ مسئلہ نہیں۔ ابھی میں سید ذاکر حسین شاہ صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں۔ شاہ صاحب' آپ کی تحریک استحقاق کے بارے میں وزیر قانون صاحب نے کہا ہے کہ اگر آپ چاہتے ہیں کہ اس پر کھلی Debate ہو تو آپ اس کو تحریک التوائے کار کی صورت میں لا سکتے ہیں اور انھیں اس پر کوئی اعتراض نہیں۔ اور اگر آپ اس کو تحریک التواء کی صورت میں لائیں تو وہ کہتے ہیں کہ میں اس کے بارے میں خود کہوں گا کہ اس کو ایڈمٹ کیا جائے اور اس کے لیے وقت مخصوص کیا جائے تاکہ اس پر جتنے صاحبان بھی بحث کرنا چاہتے ہیں' وہ کر لیں۔ حزب اختلاف اپنی طرف سے اپنا نقطہ نظر پیش کرے ہم اپنا نقطہ نظر پیش کریں گی۔ اگر آپ چاہیں کہ اس کو تحریک استحقاق کی شکل میں ہی رہنا چاہئے تو پھر جو سٹیٹمنٹ شاہ صاحب اور ڈاکٹر بنگش صاحب نے دی ہے تو میں پھر اس کا جواب دیتا ہوں۔ تو آپ کیا چاہتے ہیں؟ آپ اس کو تحریک التوائے کار کی صورت میں لانا چاہتے ہیں یا یہ چاہتے ہیں کہ یہ تحریک استحقاق کی صورت میں ہی رہے؟

سید ذاکر حسین شاہ: جناب سپیکر! جہاں تک پیپلز پروگرام کا تعلق ہے' آپ کو یاد ہوگا کہ پچھلے اجلاس میں اس پر سیر حاصل بحث ہوئی تھی۔ اور میرے خیال میں دونوں اطراف سے تقریباً تقریباً بیس بیس ارکان نے اس پر تقاریر فرمائی تھیں۔ اب میں نے اس میں جو خاص بات کی ہے کہ

It is violation of Article 149 read with Article 147 of the Constitution.

صوبائی حکومت کو پیپلز پروگرام یا وفاقی حکومت کے دوسرے اقدامات کو روکنے کا اختیار ہی نہیں۔ یہ آئین کی خلاف ورزی کی گئی ہے۔ یہ میری اپنی رائے ہے' اپنا نقطہ نظر ہے۔ میری یہ رائے ہے کہ ہر وہ لفظ جو آئین کے خلاف نکلے گا' اس ایک ایک لفظ پر حکومت پنجاب کے خلاف تحریک استحقاق

پیش کرتا رہوں گا۔

(نعرہ ہائے تحسین)۔

جناب سپیکر، تو آپ اس کو تحریک استحقاق کی صورت میں رکھنا چاہتے ہیں۔

سید ذاکر حسین شاہ، میں کہتا ہوں کہ اس کو admit کیا جائے۔ اس وقت پورے ملک کو یہ مسئلہ درپیش ہے' اخبارات ادارے لکھ رہے ہیں' دانش ور اس پر گفتگو کرتے ہیں۔

جناب سپیکر، شکریہ شاہ صاحب! میں آپ سے صرف یہی دریافت کرنا چاہتا تھا۔ جناب لاءمنسٹر اس پر کچھ ارشاد فرمانا چاہتے ہیں؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! دراصل جہاں تک پیپلز ورکس پروگرام کی افادیت کا تعلق ہے۔ اس پر کسی کو اعتراض نہیں۔

سید ناظم حسین شاہ، جناب والا جو نقطہ نواب زادہ غضنفر علی گل صاحب نے اٹھایا ہے جب کسی ممبر کے حلقہ نیابت میں کام روک دیا جاتا ہے۔ تو اس کا استحقاق مجروح ہوتا ہے۔ میں اس پر آپ کی رولنگ چاہوں گا کہ آیا استحقاق مجروح ہوتا ہے یا نہیں اس پر رولنگ دیں۔

جناب سپیکر، اس پر میری رولنگ کا سوال ہی نہیں۔ ہمارے پاس تین تحاریک استحقاق پیش ہوئیں ہیں وہ ایک جیسی ہیں میں نے ان کو پیش کرنے کی اجازت دی ہے۔ اور اس پر انہوں نے تحاریک استحقاق پیش کی ہیں۔ اس پر انہوں نے شارٹ سٹیٹمنٹ دیں ہیں۔ اب اس پر وزیر قانون اپنا نقطہ نظر بیان کر رہے ہیں۔ اس میں بھی یہی مسئلہ اٹھایا گیا ہے۔ جو نواب زادہ صاحب پیش کرنا چاہتے تھے۔ وزیر قانون کے بیان کے بعد میں اپنا فیصلہ دوں گا۔ اور یقیناً مجھے اس پر فیصلہ دینا ہو گا۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، جناب والا! ہمارا جو Premises تھا اس کو پہلے define کرلیں۔ کیونکہ ان بیانات کا بھی مسئلہ ہے۔ آپ نے فرمایا ہے کہ وزیر قانون کو بھی اپنا نقطہ نظر بیان کرنے دیں۔ ہم نے ان کا نقطہ نظر نہیں سننا۔ ہم نے یہ سننا ہے کہ آیا یہ تحریک استحقاق ہے یا نہیں۔ نمبر ایک پہلے یہ admit ہو جائے اسی کو آپ in order کریں یا رول آوٹ کریں۔

Only after that we can discuss it in the Privileges Committee and after that if it is brought to the House...

جناب سپیکر، نواب زادہ صاحب آپ کے Point of View پیش کرنے کا اس وقت کوئی سوال ہی نہیں ہے۔ جن کی یہ تحریک استحقاق ہے وہ اس کو پڑھ چکے ہیں وہ اس پر short statement دے چکے ہیں۔ وزیر قانون نے اس پر بتانا ہے۔ ان کے خیال میں ان تحاریک کی کیا پوزیشن ہے اور اس کی admissibility کے بارے میں بتانا ہے۔ اس کے بعد میں فیصلہ دوں گا۔ آپ تشریف رکھیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، موشن کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ جب ایک موشن ایوان میں آگئی ہے، موشن مورز کی نہیں رہ جاتی وہ ہر آدمی کی موشن ہے اگر وہ ایوان ان آرڈر ہے۔ اگر ایوان کو ان آرڈر نہیں چلایا جا رہا۔

According to the rule of procedure I am entitled Every member is entitled to raise a point of order... .

جناب سپیکر، نواب زادہ صاحب یہ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ جی جناب وزیر قانون۔

وزیر قانون، جناب والا! پیپلز ورکس پروگرام کی افادیت سے کسی کو انکار نہیں صرف اس کے طریق کار پر اعتراض ہے جو مرکزی حکومت نے اختیار کیا ہوا ہے جس کے ذریعے وہ پیپلز ورکس پروگرام پر عمل کرنا چاہتی ہے۔ جناب والا! غیر منتخب آدمیوں کو ایڈمنسٹریٹر مقرر کر کے سرکاری خزانے کے کروڑں روپے دے دیے جائیں جاؤ! جس طرح تمہارا جی چاہے ان کو خرچ کرتے رہو نہ ان کی کوئی actually ہے نہ ان کے پاس کوئی طریق کار ہے ہمیں اس چیز پر اعتراض ہے۔

MR. KHALID LATIF KARDAR: Mr Speaker Sir, with your permission I would like to speak in English I would say that the honourable Law Minister could only speak about the legal aspect of the admissibility of the privilege motion. He can't go into the facts neither he could represent the point of view of the Punjab Government

جناب سپیکر، یہ آپ کیسے کہہ سکتے ہیں سید ذاکر حسین شاہ صاحب اپنی تحریک استحقاق پیش کریں اور ذاکر بنگش اپنی تحریک استحقاق پیش کریں۔ وہ اس کے پولیٹیکل aspect پر بحث کریں۔ اس کی admissibility پر بھی وہ بحث کریں۔ اور وزیر قانون صرف اس کے لیگل points کو discuss

کریں۔ اور اس کے پولیٹیکل aspect کو discuss نہ کریں۔

MR KHAID LATIF KARDAR: Mr Speaker, Sir, I would say you would have acted according to the rules of procedure I would not say that you have allowed them to represent the point of view of the Federal Government. The real legal position is this he could not make the statement on behalf of the Punjab Government, neither he could go into the facts of the Privilege Motion, he is only concerned to tell about the legality of the admissibility of the Privilege Motion.

NAWABZADA GHAZANFAR ALI GUL: And that he should do so because he is the Law Minister

جناب سپیکر، کاردار صاحب کا پوائنٹ آف آرڈر ہے مجھے اس کے بارے میں ذرا بات کرنے دیں۔ بی بی اس کے بعد آپ اپنا پوائنٹ آف آرڈر پیش کریں۔ میرے خیال کے مطابق وزیر قانون کو یہ حق حاصل ہے یہ سابقہ روایات ہیں اور اس ایوان کے آداب میں شامل ہے وہ آپ کی تحریک استحقاق کے لیگل aspect کو بھی discuss کر سکتے ہیں۔ اور اس کے Technical aspect کو بھی discuss کر سکتے ہیں۔ جس طرح آپ کر سکتے ہیں اس طرح وہ بھی کر سکتے ہیں اور اس کو defend کر سکتے ہیں۔

محترمہ بیگم صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! میں نے صرف آپ کو یہ بتانا تھا کہ میرے ضلع شیخوپورہ میں بھیکی روڈ کے اوپر پیپلز پروگرام کے تحت گلیوں میں نالیاں اور سڑکیں بننا شروع ہوئیں تھیں وہاں کے صدر اور جنرل سیکریٹری دونوں کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔ اس لیے کہ وہ معاشرے کی اصلاح کے لیے کام کر رہے تھے۔ ان کا صرف یہی جرم تھا اس سے بڑا ان کا کوئی اور جرم نہ تھا۔ ان دونوں کو جیلوں میں بند کر دیا گیا ہے۔ جناب والا! یہ کہاں کا انصاف ہے جو لوگ ملک کی اصلاح کریں ان کو آپ گرفتار کر لیتے ہیں اور جو آدمی سر عام چوری کریں غنڈہ گردی کریں وہ سب کچھ کرے ان کو گرفتار نہ کریں۔

جناب سپیکر: بی بی آپ کی بات درست ہو سکتی ہے۔ جائز ہو سکتی ہے۔

محترمہ بیگم صغیرہ اسلام: جناب والا! یہ میرے پاس مشرق اخبار ہے اس میں یہ لکھا ہوا موجود ہے۔ جس میں بھیکی ضلع شیخوپورہ میں نالیوں اور گلیوں کی تعمیر کے سلسلے میں وہاں کی تنظیم کے صدر اور جنرل سیکرٹری کو گرفتار کر کے جیل میں بند کر دیا گیا۔

جناب سپیکر: میں جناب کی بات سے انکار نہیں کر سکتا۔ لیکن میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ پوائنٹ آف آرڈر کی شکل میں نہیں اٹھایا جا سکتا۔

محترمہ بیگم صغیرہ اسلام: یہ پوائنٹ آف انفارمیشن کی شکل میں تو اٹھایا جا سکتا ہے آپ کے علاقے میں جو عوام کے بڑے نمائندے بنتے ہیں اور جو عوام کے بڑے ہم درد ہیں۔ وہ غریب عوام کی ہم دردی کے لیے کیا کرنا چاہتے ہیں۔ جہاں غریب عوام کی ہم دردی کے لیے اقدام اٹھایا جاتا ہے۔ یہ ان کے راستے میں آ جاتے ہیں۔

جناب سپیکر: بی بی! یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں مجھے بہت افسوس ہے جی لا منسٹر۔

وزیر قانون: جناب والا! میں یہ عرض کر رہا تھا اگر غیر منتخب لوگوں کو آپ سرکاری فنڈز دے دیں گے ان کو ضلع کا ایڈ منسٹریٹر بنا دیں گے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس سے بڑی پبلک کے فنڈز میں *** نہیں ہو سکتی۔ سرکاری فنڈز کو اس طریقے سے غلط استعمال کرنے کے لیے آپ ایک غیر منتخب آدمی کو مقرر کر دیں گے اور وہ جس طرح جی چاہے وہ خرچ کرے اس کو پوچھنے والا کوئی نہ ہو جناب والا! ہمارا ایک غریب ملک ہے ہمارے وسائل محدود ہیں۔ پھر جناب والا! پنجاب حکومت کو عملی مشکلات درپیش ہیں۔ میں اپنی مرکزی حکومت سے نہیں بلکہ میں پنجاب حکومت کے حوالے سے بات کرتا ہوں دجرال میرے حلقہ انتخاب میں ایک جگہ ہے۔ وہاں ہم نے واٹر سپلائی سکیم شروع کی ہے۔ وہ پبلک ہیلتھ انجینئر والے چلاتے رہے ہیں۔ پبلک ہیلتھ انجینئر والوں کا Contract ہوتا ہے کہ وہ سال دو سال چلا کر وہ پبلک کو ٹرانسفر کر دیتے ہیں۔ کہ اب آپ اپنی مدد آپ کے تحت اس کو چلائیں۔ وہ سکیم بند پڑی ہے۔ ایک سال سے پانی نہیں ہے وہ کہتے ہیں کہ پبلک ہیلتھ انجینئر والے چلائیں تو چلائیں ہم چلانے کے قابل نہیں ہیں۔ کیونکہ ہمارے پاس اتنے وسائل نہیں ہیں۔ جناب والا! میرے ہی حلقہ انتخاب میں ایک جگہ یونین ہیڈ کونسل کوارٹر پر Basic health unit بنتا ہے۔

*** (بحکم جناب سپیکر الفاظ حذف کیے گئے)

NAWABZADA GHAZANFAR ALI GUL. Sir, I would like to draw your attention to Rule 56. The mover will make a short statement relevant thereto.

اس میں لکھا ہے کہ جب وہ موو ہو جائے گی اس میں ہے کہ موور تحریک پڑھنے کے بعد شارٹ سٹیٹمنٹ دے گا اس کے بعد جناب والا یہ کہیں نہیں۔

A minister will give another short statement or any statement. Then comes Rule 58

> "If the Speaker holds the motion to be in order, the Assembly may consider and decide a question of privilege or may, on a motion either by the member who raised the question or by any other member, refer it to the Committee on Privileges for report.

آگے 59 ہے۔

> "The Committee shall examine every question referred to it.

اس کا معائنہ رول 59 کے تحت کمیٹی نے کرنا ہے۔ ادھر سے short statement ہوگی آپ نے admissibility پر رائے لینی ہے۔

It is admissible or not, and then you have to hold it in order or out of order. after that the examination will be conducted by the Committee only and not by the Law Minister. So I would request you under rules of procedure that worthy Law Minister and the learned Law Minister should only examine the admissibility and should give opinion only about the admissibility of the motion and not go into the details.

جناب سپیکر! نواب زادہ صاحب میں پہلے بھی اس پر اپنی finding دے چکا ہوں کہ وزیر قانون کو اپنی بات کرنے کا حق ہے۔ اور اس تحریک استحقاق کو defend کرنے کا حق ہے۔ یہ میری رولنگ

ہے and I stick to my ruling اور میں وزیر قانون کو کہوں گا کہ وہ اپنی بات مکمل کریں۔

وزیر قانون، جناب والا! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ جب وہ لوگ ان معاملات کے مالک بن جائیں گے جو منتخب نہیں یا ہارے ہوئے ہیں۔ اور ذمہ داری بالآخر صوبائی حکومت پر آتی ہے۔ جناب والا! میں اپنی پنجاب حکومت کے حوالے سے عرض کر رہا تھا کہ وہاں داجل میں نواں شہر میں میرے اپنے حلقہ نیابت میں واٹر سپلائی سکیم جب تک پبلک ہیلتھ چلاتا رہا ہے موثر طریقے سے چلتی رہی ہے۔ جب لوگوں کو دی ہی تو وہ سکیم بند ہوگئی ہے۔ اب میں گیا ہوں تو انہوں نے کہا ہے کہ یہ سکیم پبلک ہیلتھ ڈیپارٹمینٹ ہی اسے چلائے ہم اسے چلانے سے قاصر ہیں۔ تو میں بنگش صاحب کے حوالے سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جب ان کی 29 لاکھ والی واٹر سپلائی سکیم بن جائے گی تو اس کو چلائے گا کون؟ یہ کام کر کے مرکزی حکومت ایک liability صوبائی حکومت پر ڈالنی چاہتی ہے تاکہ کل جب یہ عملی طور پر نہ چل سکے اور صوبے کا کام خود کر کے ہمارے لیے مشکلات پیدا کرنے کی ایک سازش کی جا رہی ہے۔ جناب والا! اسی طریقے سے میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میرے حلقہ میں لوکل گورنمنٹ نے آٹھ لاکھ روپے لگا کر ایک ہسپتال بنایا۔ اس ہسپتال میں ڈاکٹر کے لیے میں دو سال سے کوشش کر رہا ہوں لیکن ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ ڈاکٹر نہیں دیتا ہے۔ کیونکہ وہ لوکل گورنمنٹ کا بنا ہوا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ لوکل گورنمنٹ والے اس میں اپنے ڈاکٹر دیں ہم نہیں دے سکتے۔ لوکل گورنمنٹ والے کہتے ہیں کہ نہیں آپ ہیلتھ والوں سے لے لیں۔ تو یہ عملی طور پر مشکلات ہیں جن کی وجہ سے پنجاب حکومت یہ چاہتی ہے کہ یا تو مرکزی حکومت ہمارے ساتھ بھی وہی سلوک جو سگی ماں والا سلوک ہوتا ہے اور ہمارے ساتھ سوتیلی ماں والا سلوک نہ کرے۔ جو سلوک وہ پیپلز ورکس پروگرام کے سلسلے میں سندھ میں کر رہے ہیں، سرحد میں کر رہے ہیں وہی سلوک ہمارے ساتھ کریں ہم سے execution کرائیں تو بات اچھی ہو سکتی ہے۔

خواجہ محمد یوسف، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، خواجہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

خواجہ محمد یوسف، جناب والا! میں کافی دیر سے استدعا کر رہا ہوں کہ پوائنٹ آف آرڈر، پوائنٹ آف آرڈر۔ جیسے کہ پہلے بھی گزارش کرتا ہوں کہ کبھی ہماری طرف بھی نگاہ کرم ہو جایا کرے۔ جناب وزیر قانون صاحب فرما رہے ہیں اور شروع سے لے کر انہوں نے کافی باتیں کہیں ہیں۔ وہ فرما رہے

تھے کہ یہ *** ہے مرکزی حکومت کی مرکزی حکومت، صوبائی حکومت کے ساتھ سازش کر رہی ہے۔ یہ ایسے الزامات ہیں جو سراسر غلط ہیں۔ مرکزی حکومت نے یہ *** نہیں کی اور نہ ہی یہ غیرمنتخب لوگ کام کر رہے ہیں۔ وہ تو صرف حساب کتاب کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر، خواجہ صاحب! مجھے افسوس ہے کہ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں۔

خواجہ محمد یوسف، جناب والا! یہ پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

MR. SPEAKER : I am sorry sir. This is not a point of order.

نواب زادہ غضنفر علی گل، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر ، نواب زادہ صاحب! تحریک استحقاق مجھے dispose of کرنے دیں میں نے لاء اینڈ آرڈر (law and order situation) پر بحث کروانی ہے۔ I disallow your point of order.

وزیر قانون، جناب والا! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ہسپتال لوکل گورنمنٹ نے بنایا ہے جس پر لاگت آٹھ لاکھ روپے آئی ہے اور میری کوشش کے باوجود دو سال سے پنجاب گورنمنٹ نے ڈاکٹر نہیں دیا۔

MR. SPEAKER: Sardar Sahib, try to be brief please.

وزیر قانون، جی سر۔ جناب والا! شاہ صاحب نے بہت سے پوائنٹ اٹھائے ہیں اور جناب کا بھی حکم ہے تو میں اب مختصراً آپ کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس وجہ سے پنجاب حکومت نے اس بات کی ضرورت محسوس کی ہے کہ کم از کم یہ جو معاملات ہیں ان کو strictly آئین کے مطابق حل ہونا چاہیئے۔ تو میں آپ کی توجہ آئین کے آرٹیکل 153 کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔

Council of Common Interests.

(1) There shall be a council of Common Interests, in this Chapter referred to as the Council, to be appointed by the President

جناب والا! آرٹیکل 154 یہ ہے۔

(1) The Council shall formulate and regulate policies in relation to matters in part II of the Federal Legislative List. . . . and shall exercise supervision and contorl over related institutions.

*** (بحکم جناب سپیکر الفاظ حذف کیے گئے)

یہ کون سی related institutions ہیں۔جناب والا! اس میں واپڈا آتا ہے۔ اس میں آئل اینڈ گیس ڈویلپمینٹ کارپوریشن آتی ہے۔ اس میں Cotton Export Corporation آتی ہے۔ چھتیس کارپوریشنیں آتی ہیں۔ سٹیل مل آتی ہے۔ ان کارپوریشنوں کا پنجاب سے دس گنا زیادہ بجٹ ہے۔ ان کی پالیسیاں بھی ہم نے سی سی آئی کے ذریعے regulate کرنی ہیں۔ اور اس کی supervision بھی ہم نے کرنی ہے۔ اسی میں رورل ڈویلپمینٹ بھی آتی ہے۔ یہ ساری چیزیں اسی میں آتی ہیں۔ جناب والا! صوبائی حکومتوں کے بار بار اصرار کرنے کے باوجود مرکزی حکومت سی سی آئی کا اجلاس کرنے سے احتراز کرتی ہے۔ میں آج یہ on the floor of the House کہنا چاہتا ہوں کہ ہمارے سارے جھگڑوں کا جو حل ہے وہ یہ کہ ہمارے پاس ایک آئینی ادارہ سی سی آئی موجود ہے۔ سی سی آئی کی میٹنگ کریں۔ اس میں اگر کوئی difference of opinion آئے تو پارلیمینٹ کا اجلاس ہوگا۔ اس میں یہ سارے کے سارے معاملات بڑے احسن اور آئینی طریقے سے حل ہو جائیں گے۔ جناب والا! ہم پیپلز ورکس کو کیسے حل کرنا چاہتے ہیں؟ ایڈمنسٹریٹرز کے ذریعے سے۔ ہم سی سی آئی کا مسئلہ حل کرنا چاہتے ہیں Provincial Coordination Committee کے ذریعے سے۔ ہم کیوں hoodwink کرتے ہیں۔ ہم sidetrack کیوں کرتے ہیں؟ ہم معاملات کو آئین کے مطابق face کرنے سے کیوں احتراز کرتے ہیں؟ کیوں گریز کرتے ہیں؟ جناب والا! چونکہ آپ نے مجھے اختصار سے کام لینے کا حکم دیا ہے۔ لہذا اب میں سرکاری ملازمین کی طرف آتا ہوں۔ جناب والا! اب سرکاری ملازمین کی حالت زار قابل رحم ہے۔ جناب سپیکر! ایک او ایس ڈی عباسی ٹیکسٹائل میں جاکر زبردستی گھس جاتا ہے۔ اس کے Executive Director کو جا کر دھمکیاں دیتا ہے کہ جن لوگوں کو تم نے نکالا ہوا ہے اس کو ہم ہر قیمت پر بحال کرائیں گے۔ اس کے خلاف جب کیس رجسٹر ہوتا ہے اور اس کے خلاف گرفتاری کا عمل جب شروع ہوتا ہے تو آئی جی اور ڈی آئی جی کو ٹرانسفر کر دیا جاتا ہے۔ آئی جی اور ڈی آئی جی کو اس غصے میں ٹرانسفر کر دیا جاتا ہے۔ کہ وہ لیگل ایکشن کیوں لے رہے ہیں۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ جی۔ محمود الحسن ڈار صاحب!

جناب محمود الحسن ڈار: جناب والا! لاءمنسٹر صاحب جس تحریک استحقاق کے متعلق فرما رہے ہیں جو کہ پیپلز ورکس پروگرام کے متعلق ہے اس میں او ایس ڈی اور عباسی ٹیکسٹائل مل کا ذکر کہاں سے آ گیا ہے۔ پیپلز ورکس پروگرام میں کوئی عباسی ٹیکسٹائل مل نہیں۔ جناب والا! یہ relevant نہیں۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ شاہ صاحب! آپ تشریف رکھیے۔ no cross talk please. محمود الحسن ڈار صاحب! سید ذاکر حسین شاہ صاحب کی تحریک استحقاق انہوں نے پڑھی ہے اور آپ نے توجہ نہیں فرمائی۔ اس میں سرکاری ملازمین کا ذکر ہے۔

جناب محمود الحسن ڈار: جناب والا! میں تو ڈاکٹر بنگش صاحب کا ذکر کر رہا تھا۔

جناب سپیکر: جی۔ یہ سرکاری ملازمین کا ذکر ہے جس کا وہ جواب دے رہے ہیں۔ اور وہ rightly اس بات کا جواب دے رہے ہیں۔ اس میں سید ذاکر حسین شاہ صاحب نے ارشاد فرمایا کہ حکومت پنجاب وفاقی حکومت کے اقدامات کی مخالفت کر رہی ہے اور اعلیٰ وفاقی ملازمین کو پنجاب میں تعیناتی کے سلسلے میں بھی حکومت پنجاب وفاقی حکومت کے اقدامات کی مخالفت کر رہی ہے۔

جناب محمود الحسن ڈار: جناب والا۔ بات تو پنجاب کے آئی جی کی ہوئی ہے' وفاقی حکومت کے افسران کی بات ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: وفاقی ملازمین۔ محمود الحسن ڈار صاحب! آپ اس بات کو سمجھے نہیں ہیں' یہ بات ہوئی ہے جو انہوں نے فرمائی ہے۔ جی۔ جناب جاوید گھمن صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتے ہیں۔

جناب جاوید محمود گھمن: جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ الیکشن ہوئے ایک سال ہوگیا ہے لیکن پنجاب کی حکومت نے ہمیں ایک ٹیڈی پیسہ تک نہیں دیا۔ سنٹر نے اگر کچھ دینا شروع کیا ہے تو کیا ہوا۔ ہمارے حلقے میں تو ابھی تک ایک ٹیڈی پیسہ تک نہیں لگا۔ ہمیں کس چیز کی سزا دی جا رہی ہے۔ کیا ہم ووٹ لے کر نہیں آئے۔ کیا ہم عوام کے نمائندے نہیں؟ جب کام شروع ہوتا ہے تو یہ کہتے ہیں کہ وہ نہیں۔

جناب سپیکر: گھمن صاحب! یہ پوائنٹ آف آرڈر ہے؟ (قطع کلامیاں) آرڈر پلیز آرڈر پلیز۔ گھمن صاحب! مجھے افسوس ہے کہ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں۔ شاہ صاحب ان کو بات مکمل کر لینے دیں۔ اس کے بعد اگر آپ بات کرنا چاہتے ہیں تو میں آپ کو بات کرنے کی اجازت دوں گا۔ جی نواب زادہ صاحب!

نواب زادہ غضنفر علی گل، جناب والا! مجھے انتہائی دکھ اور افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ جو پوائنٹ آف آرڈر ہوتا ہے۔ کہ اگر ہاؤس in order نہیں اور جناب والا You should allow the Law Minister to proceed with the relevant and exact things and not coming up with volleys and follies of it. اور ایک بات جناب والا انہوں نے بار بار الفاظ استعمال کیے ہیں کہ "مرکزی حکومت کی ***" ان الفاظ کو کارروائی سے حذف کیا جائے۔

This is a reflection on the Federation and it amounts to treason and this should be expunged from the proceeding of the House and I insist on it

جناب سپیکر، نواب زادہ صاحب' کیا آپ کا یہی پوائنٹ آف آرڈر ہے؟

NAWABZADA GHAZANFAR ALI GUL: My point of order is that the word "criminal" used by the Law Minister against the Federation should be expunged

جناب سپیکر، آپ نے ایک ہی بار چار دفعہ پوائنٹ آف آرڈر raise کر کے کہی ہے جبکہ میں نے پہلے ہی پوائنٹ آف آرڈر پر اپنا فیصلہ دے دیا تھا اور آپ نے اسے تین مرتبہ دہرایا ہے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ جو مرکزی حکومت کے لیے "مجرمانہ" کے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں ان کو کارروائی سے حذف کیا جائے۔

جناب سپیکر، میں رانا شوکت محمود صاحب سے کہوں گا کہ کیا خیانت مجرمانہ غیر پارلیمانی الفاظ ہیں

نواب زادہ غضنفر علی گل، جناب والا! اگر مجھے کوئی بد دیانت کہہ دے تو یہ غیر پارلیمانی نہیں ہے لیکن اگر میں بد دیانت نہیں ہوں تو یہ مجھ پر reflection ہے تو انہوں نے فیڈریشن کو malign کیا ہے۔ These words should be expunged from the proceedings ورنہ پنجاب کی حکومت کے منہ پر سے لفافہ اتار دیں تو یہ منہ دکھانے کے قابل نہیں۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔

رانا شوکت محمود، جناب والا! چونکہ اس وقت وفاقی حکومت زیر بحث نہیں اور پھر یہ بھی ہے کہ وہ

*** (بحکم جناب سپیکر الفاظ حذف کیے گئے)

اپنے دفاع میں کچھ نہیں کہہ سکتے۔ اور پھر جناب والا! یہ بھی بات ہے کہ اس تضحیک کا پہلو نکلتا ہے تو میری خیال میں کوئی حرج نہیں اگر انہیں کارروائی سے حذف کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: قائد حزب اختلاف اگر یہ کہتے ہیں تو میں ان کی بات کا احترام کرتے ہوئے ان الفاظ کو حذف کرتا ہوں۔۔۔۔ جی وزیر قانون صاحب

وزیر قانون: جناب والا! میں سرکاری ملازمین کے بارے میں عرض کر رہا تھا کہ ایک او۔ ایس۔ ڈی صاحب۔۔۔

جناب سپیکر: سردار صاحب! میں آپ کی بات کاٹتے ہوئے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پچھلے دنوں پریس کے ایک سینئر رپورٹر صاحب سے میری ملاقات ہوئی اور کافی لمبی discussion ہوئی جو پنجاب اسمبلی کی کارروائی اور ریکارڈنگ کے بارے میں تھی تو ایک چیز جو میں نے ان کی خدمت میں پیش کی تھی وہ یہ تھی کہ جو پارلیمانی ریکارڈنگ ہے اگر اس میں احتیاط کی جائے اور غیر ذمہ دارانہ باتوں کو جھلکیوں میں پبلی کیشن نہ کیا جائے تو شاید ہمارے دوست ایوان میں بہتر انداز میں behave کریں اور ایوان کا ڈسپلن اور ڈیکورم برقرار رہے۔ تو اس کے بارے میں صحافیوں کی طرف سے مجھے ایک تجویز پیش کی گئی کہ جناب سپیکر جو الفاظ کارروائی سے حذف کر دیتے ہیں اور جو آپ ہمیں روکتے ہیں کہ ان الفاظ کو اخباروں میں نہ چھاپا جائے تو اس سے حالات مزید بگڑتے ہیں کیونکہ معزز اراکین سے نکلے ہوئے ایک ایک لفظ کو وہ اچھی کہیں تو اچھے چھپ جائیں اور اگر وہ برے الفاظ منہ سے نکالیں تو برے چھپ جائیں اگر وہ گالی دیں تو ان کی وہ گالی چھپ جائے اگر وہ کسی قسم کی بھی بات کریں تو وہ بات چھپ جائے تو اس طرح سے وہ زیادہ محتاط ردعمل اختیار کریں گے اور اپنے منہ سے الفاظ نکالتے ہوئے احتیاط کا دامن وہ اپنے ہاتھ سے نہیں چھوڑیں گے تو آپ اس بارے میں سوچ لیں ہم اس پر بعد میں فیصلہ کر لیں گے کہ کیا میں ان کی تجویز پر عمل کروں کہ آپ جو بھی بات یہاں اس ایوان میں کہہ دیں اس کو حذف نہ کیا جائے تاکہ آپ کو محسوس ہو کہ اگر آپ کے نام کے ساتھ وہ چیز اخبار میں چھپ جائے گی اور جب آپ کے حلقہ نیابت کے لوگ اسے پڑھیں گے کہ ان کے نمائندے کے منہ سے یہ کون سے الفاظ نکلے ہیں تو شاید ہمارے ممبر صاحبان زیادہ محتاط طرز عمل اختیار کریں اس کے بارے میں آپ سوچ لیں ابھی فیصلے کرنے کی ضرورت نہیں اگر آپ نے مناسب خیال کیا تو میں ان کی اس رائے پر عمل درآمد کرنے کو تیار ہوں۔

میاں محمود الحسن ڈار، جناب والا! میں تو اس تجویز کی تائید کرتا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر ایسے ہو تو یہ جو پچھلے دنوں میں تصادم ہوا ہے یہ کبھی بھی نہیں ہوگا کوئی ہیرو نہیں بنے گا اور اپنی شہرت باہر جا کر کوئی نہیں اچھالے گا۔ میں تو کہتا ہوں کہ یہ لوگ ایسا کرتے ہیں اور جو ہمارے ذرائع ابلاغ ہیں وہ بھی سمجھ لیں گے کہ یہ لوگ کیا بات کرتے ہیں یہ کیا چاہتے ہیں اور کیا یہ اسمبلی کا ڈیکورم قائم کرنے کے لیے آئے ہیں۔ جناب والا! میں آپ سے اپیل کرتا ہوں اور استدعا کرتا ہوں کہ وہ اخباروں میں آیا کرے۔

جناب سپیکر، تو میاں محمود الحسن صاحب' آپ اس پر تھوڑی سی توجہ دے لیں اس پر ہم بعد میں فیصلہ کریں گے اس میں ابھی جلدی نہیں۔

سید ناظم حسین شاہ، جناب والا! میں آپ کو صرف مبارک باد دینا چاہتا ہوں کہ جس طریقے سے اور جن الفاظ میں آپ نے ممبروں سے کہا ہے کہ اسے trap نہیں کہنا چاہتا میں صرف آپ کو مبارکباد دینا چاہتا ہوں۔ شکریہ جناب والا۔

جناب سپیکر، اس تحریک استحقاق کو اب ہم کل لیں گے کیونکہ اس کے لیے ہم نے نصف گھنٹہ مقرر کیا تھا اور اب نصف گھنٹہ سے بہت زیادہ وقت ہوگیا ہے اور امن عامہ پر ابھی بحث جاری ہے۔ لہذا یہ اب کل لیں گے۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب والا! میں یہ عرض کروں گا کہ آپ نے یہ جو فرمایا ہے کہ جس طرح الفاظ کہے جائیں یہ اسی طرح شائع ہو جائیں اور اگر وزیر قانون صاحب اگر اپنے لہجے کا جمال قائم رکھیں اور جلال میں نہ آئیں تو کافی الفاظ جن پر اعتراض کیا جا سکتا ہے ان سے بچا جا سکتا ہے اور دوسرے جناب والا مجھے خدشہ ہے بلکہ یقین ہے کہ اگر اس روایت پر عمل ہوا تو تمام اچھے الفاظ میاں شہباز شریف صاحب سے منسوب ہو جائیں گے اور تمام برے الفاظ ہمارے ساتھ منسوب ہو جائیں گے۔

میاں محمد سرور کھوکھر، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میرا ضلع جو آپ کا بھی ضلع ہے اسے اندھیرنگری میں تبدیل کر دیا گیا ہے جہاں پر تعلیمی نظام کا قتل عام ہو رہا ہے اور میں اس اہم مسئلہ پر بات کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔ جناب والا! وہاں پر پی۔ٹی۔سی سکولوں میں ان۔پڑھ لوگوں کو داخلہ دیا جا رہا ہے حکومت نے میٹرک کا معیار مقرر کیا ہے مگر وہاں پر مڈل پاس لوگوں کو داخلہ دیا جا رہا ہے۔ اس سے وہاں کا تعلیمی نظام تباہ ہو رہا ہے۔ جناب والا! میں نے تحریک التوا دی ہے اور میں چاہتا ہوں کہ

چونکہ یہ اہم ترین مسئلہ ہے اور یہ لوگوں کے بچوں کے مستقبل کا مسئلہ ہے اس لیے اس مسئلے پر اسمبلی کی کارروائی معطل کر کے بحث کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر، میاں صاحب، میں آپ سے عرض کرتا ہوں۔ کیا آپ نے یہ تحریک التوائے کار پیش کی ہے۔

میاں محمد سرور کھوکھر، جی۔ جناب والا

جناب سپیکر، تو میں آپ سے یہ عرض کرتا ہوں کہ ابھی امن عامہ پر بحث ہونی ہے اگر آپ کی تحریک التوا آجائے اور اپنی باری پر آجائے تو یہ ٹھیک ہو جائے گا اگر یہ نہیں آسکتی تو آپ امن عامہ پر بحث کرنے کے وقت اسے جتنا مرضی ہائی۔ لائٹ کیجیئے گا میں آپ کو وقت دوں گا۔

میاں محمد سرور کھوکھر، جناب والا! یہ مسئلہ میرے ضلع کے بچوں کے مستقبل کے لیے اور وہاں کے لوگوں کے لیے بہت اہم ہے وہاں پر جاہل لوگوں کو اساتذہ مقرر کر کے کیا کرے گی۔ اس سے زیادہ اہم مسئلہ کیا ہو سکتا ہے؟

جناب سپیکر، میاں صاحب! میں آپ کو امن عامہ کی بحث کے دوران اس مسئلے پر بات کرنے کی اجازت دوں گا۔

میاں محمد سرور کھوکھر، جناب والا! میں صرف یہ عرض کروں گا کہ کیا جلسے جلوس اور تشدد کی زبان ہی اہم ہوتی ہے اس کے علاوہ اور کوئی بات اہم نہیں ہوسکتی حکومت اسمبلیوں کو کورم کے بغیر چلانا چاہتی ہے حکومت اہلیت کے بغیر لوگوں کو ملازمت دینا چاہتی ہے اور اس کے علاوہ اب سکولوں میں بھی اس کے بغیر بچوں کو داخلہ دینا چاہتے ہیں۔ یہ آپ کیا کر رہے ہیں۔ جناب والا! یہ اسمبلی کس مقصد کے لیے ہے۔

جناب سپیکر، میاں صاحب، مجھے معزز اراکین اپنے ضلع کا طعنہ مار رہے ہیں آپ اس بات کا بھی خیال کیجیئے کہ میں نے آپ سے یہ عرض کی ہے کہ جس وقت آپ امن عامہ پر بات کریں گے اگر آپ کی تحریک التوا کا نمبر اس وقت تک نہیں آتا اور رولز کے مطابق یہ ٹیک۔اپ نہیں ہوسکتی تو میں امن عامہ پر بحث کرنے کے لیے اور وقت دوں گا اس میں آپ اس مسئلے کو بھی ہائی۔لائٹ کر لیجیئے۔

پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر ا کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

راجہ محمد خالد خان: جناب سپیکر! میں ایک تحریک پیش کرنا چاہتا ہوں جو ٹائم کی توسیع کے متعلق ہے۔ یہ پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 1 کے لیے ہے۔

جناب سپیکر: آپ ٹائم لینا چاہتے ہیں؟

راجہ محمد خالد خان: جی سر۔۔

جناب سپیکر: تو آپ پڑھ دیجیے۔

راجہ محمد خالد خان: جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ۔

"مالیاتی حساب مد بندی اور ان پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ برائے سال 1984-85 کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 1 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔دسمبر 1990ء تک توسیع کر دی جائے"۔

جناب سپیکر: سوال یہ ہے کہ مطلوبہ توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

جناب طاہر بشیر چیمہ: جناب سپیکر میری بھی ایک تحریک استحقاق ہے جو بہت زیادہ ضروری ہے اس لیے کہ یہ میرا ذاتی مسئلہ ہے۔۔

جناب سپیکر: تحریک استحقاق ہے؟

جناب طاہر بشیر چیمہ: ہاں جی -- یہ 44 نمبر پر ہے۔

جناب سپیکر: 44 پر ہے۔۔

جناب طاہر بشیر چیمہ: جی

جناب سپیکر: اچھا تو آج تو اس کو ٹیک اپ نہیں کر رہے۔

جناب طاہر بشیر چیمہ: جناب سپیکر صورت حال ایسی ہے کہ ادھر ہمارے علاقہ میں کافی لڑائی کا اندیشہ ہے۔

جناب سپیکر: اس کو کل آپ پوائنٹ آف آرڈر کیجیے کا جب تحریک استحقاق کا وقت ہو گا۔۔

جناب طاہر بشیر چیمہ: جناب سپیکر! کل چیف منسٹر صاحب وہاں پر جا رہے ہیں اور اس بات کا بڑا

خدشہ ہے کہ لڑائی نہ ہو جائے اس لیے یہ اس معاملے کے تحت میری تحریک استحقاق ہے تو میری استدعا ہے کہ اگر آپ وقت کو بڑھا دیں تو میں اس کو پڑھ دوں۔

جناب سپیکر، اس وقت تو میں یہ اناؤنس کر چکا ہوں کہ تحریک استحقاق کا ٹائم ختم ہوگیا ہے اور وہ پہلی تحریک استحقاق جو under consideration ہے اس کو بھی ہم نے پینڈنگ کر دیا ہے کہ اس کو بھی کل ٹیک اپ کریں گے اگر میں ٹائم بڑھاؤں بھی تو بھی وہ تحریک استحقاق جو ہے اس کو dispose of کرنا پہلے ضروری ہے۔

جناب طاہر بشیر چیمہ، لیکن جناب اس میں خدشہ ہے کہ شاید وہ مجھے گرفتار نہ کر لیں۔

جناب سپیکر، جی -------

جناب طاہر بشیر چیمہ، شاید وہ مجھے گرفتار نہ کر لیں کیونکہ یہ معاملہ بڑا serious ہے میرا ذاتی ہے اور اس لئے میں چاہتا ہوں کہ آج آپ اس کو take up کر لیں۔

جناب سپیکر، لیکن اس میں تحریک استحقاق کا کون سا مسئلہ آ گیا ہے کہ آپ کو اندیشہ ہے کہ آپ کو گرفتار کر لیا جائے گا۔

جناب طاہر بشیر چیمہ، جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ ہمارے 80 کے قریب کارکن وہاں پر گرفتار ہو چکے ہیں۔ یہ پرسوں بہاولپور کا واقعہ ہے اور یہ اس کے بارے میں میری تحریک استحقاق ہے اگر آپ اجازت دیں تو میں اس کو پڑھ دوں۔

جناب سپیکر، نہیں میرے بھائی، میرے پاس ایک ضابطہ ہے، ایک طریق کار ہے اس کے مطابق میں نے چلنا ہے اور یہ میں آپ کو کہہ سکتا ہوں کہ کل آپ کی یہ privilege motion جس وقت پہلی privilege motion dispose of کروں گا تو میں ہاؤس کی consent لوں گا کہ آؤٹ آف ٹرن اس پریویلج موشن کی اہمیت کے لحاظ سے آپ اس کی consent دیں کہ اس کو آؤٹ آف ٹرن لیا جائے تو ہاؤس consent دے گا تو رولز کے مطابق میں آپ کو اجازت دے دوں گا۔

سیکرٹری اسمبلی، یہ ایک اناؤنسمنٹ ہے کہ میسرز اکبر برادرز نے آئندہ سال 1990ء کی ڈائریاں اراکین

اسمبلی کے لیے بھجوائی ہیں جو ڈپٹی سیکرٹری اسمبلی کے کمرہ نمبر 12 میں رکھ دی گئی ہیں براہ کرم اپنی فرصت میں ڈائری حاصل کر لیں۔

جناب سپیکر، یہ بھی بتائیں کہ دستخط کر کے حاصل کریں۔

راجہ محمد خالد خان ، یہ جناب استحقاق مجروح کر دیا ---- (قہقہہ)

امن عامہ کی صورت حال پر بحث

جناب سپیکر، تو آج ہم نے کہاں سے شروع کرنا ہے۔ ابھی مجھے سید ذاکر حسین شاہ صاحب نے بتایا ہے کہ چودھری صفدر صاحب تقریر کر رہے تھے اور کوئی ایک دو منٹ آپ کے باقی تھے تو اس میں اگر آپ کچھ کہنا چاہیں تو چودھری محمد صفدر صاحب اپنی تقریر کو جاری رکھیں۔

چودھری محمد صفدر ، شکریہ ' جناب سپیکر! دو منٹ تو نہیں سر زیادہ ٹائم تھا۔

جناب سپیکر، چلیں تین منٹ کر لیں۔

چودھری محمد صفدر ، جناب والا! پنجاب میں جو ہمارے تھانے ہیں جو کہ سب سے زیادہ امن عامہ کے ذمے دار ہیں میں ان کے متعلق بات کرنا چاہوں گا کیونکہ تھانوں میں لوگوں کو تشدد سے مار دیا جاتا ہے۔ لوگوں سے پیسے لینے کے لیے ان کو ہراساں کیا جاتا ہے۔ کوئی بھی پنجاب کا ایسا تھانہ نہیں جہاں پر رشوت نہ لی جاتی ہو۔ پنجاب کے ہر تھانے میں غریبوں کے لیے ' معاشرے کے down troddens اور سیاسی مخالفین کے ساتھ مل کر جھوٹے پرچے بنائے جاتے ہیں اور ان کو طرح طرح سے ہراساں کیا جاتا ہے۔ یہ ابھی 12 تاریخ کا واقعہ ہے کہ راوی روڈ پر ایک بینک کو ڈاکوؤں نے لوٹا اور وہاں سے 2 لاکھ 88 ہزار روپیہ لے کر چلے گئے اور یہ دن کے 9 بجے کا وقت تھا۔ یہ بینک تھانے کے قریب واقعہ ہے لیکن ابھی تک وہ ڈاکو مل نہیں سکے اور حال ہی میں اخبارات میں پنجاب کے وزیر ٹرانسپورٹ فرماتے ہیں کہ پنجاب کی ٹریفک پولیس سالانہ ایک کروڑ روپیہ رشوت لیتی ہے تو میں وزیر ٹرانسپورٹ صاحب سے پوچھنا چاہوں گا کہ ایک کروڑ روپیہ کی رشوت کو بند کرنے کے لیے آپ نے کیا اقدام کیا ہے؟ اگر آپ یہ رشوت بند نہیں کر سکتے تو احتجاجاً استعفیٰ ہی دے دیں تاکہ عوام کو کچھ تو تسلی ہو۔ لیکن لطف کی بات یہ ہے کہ ابھی ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب جو حالیہ دورے میں U.S.A تشریف لے گئے انہوں نے اور بہت سے بیان دیئے جن میں ایک بیان یہ بھی دیا کہ پنجاب میں لوگ

پر امن زندگی گزار رہے ہیں ۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ پنجاب میں تو Law & Order ایسے لگتا ہے کہ جیسے اس کا وجود ہی نہیں اور ملک کے جو وزیر اعلیٰ ہیں وہ کہتے ہیں کہ پنجاب جزیرہ امن ہے حالانکہ پنجاب میں سمجھتا ہوں کہ لاقانونیت کی تاریکی میں ڈوب چکا ہے۔ تمام پولیس کو جو پنجاب کی موجودہ حکومت ہے وہ اپنا ذاتی ملازم سمجھتی ہے۔ کوئی بھی ایس۔پی' ڈی۔ایس۔پی اور تھانے دار اس لیے تبدیل کر دیا جاتا ہے۔ کہ چاہے وہ لائق ہو لیکن اگر وہ ان کی ناجائز بات نہیں مانتا تو پھر اس کو سزا بھی دی جاتی ہے اور ابھی یہ وزیر قانون صاحب نے کہا ہے کہ سرکاری ملازم پس رہے ہیں واقعی جناب آپ کی پالیسیوں سے سرکاری ملازم پس بھی رہے ہیں اور ناجائز کام بھی کر رہے ہیں۔ پھر امن عامہ کی بات ہوتی ہے امن عامہ تو جناب اس ملک میں کب سے بگڑنا شروع ہوا تھا' امن عامہ اس صوبے میں کیسے قائم ہو' لیکن اس صوبے میں یا اس ملک میں جب ہم اپنے فرائض کو چھوڑ کر جس ڈیوٹی کو انجام دینے کے لیے ہمیں لوگوں نے یہاں پر بھیجا ہے اس کو چھوڑ کر اگر ہم دوسرے کام شروع کر دیں گے تو امن عامہ کی یہی صورت حال ہوگی۔ اب پنجاب حکومت اپنی کارکردگی بتائے کہ ایک سال میں انہوں نے کیا کیا ہے؟۔ ان کا سارا وقت اس چیز میں صرف ہوا ہے کہ وفاقی حکومت کو کیسے ہٹایا جائے؟ جناب والا! یہ پہلا موقع ہے کہ پاکستان کے ایک صوبے کی حکومت ہر جائز و ناجائز طریقے سے یہ کوشش کرتی ہے کہ وفاق کو نقصان پہنچایا جائے۔

جناب محمد اسلم گورداسپوری، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! وزراء صاحبان کو یہ تنبیہ کی جائے کہ یہ اپنے دفتری کام ایوان میں بیٹھ کر مت کیا کریں۔ یہ کام اپنے آفس میں بیٹھ کر کیا کریں۔ ایوان کا امن عامہ برقرار رکھنے کی کوشش کریں۔ بہت مہربانی۔ جناب سپیکر! اس پوائنٹ آف آرڈر پر میں آپ کی رائے چاہوں گا۔

جناب سپیکر، اس پر کسی رائے کی ضرورت ہے؟ کیونکہ اس پر کوئی اختلاف رائے ہی نہیں۔ اس پر وزیر قانون اور آپ کا بھی کوئی اختلاف رائے نہیں۔ (قہقہے)۔

چودھری محمد صدر، حال ہی میں پنجاب حکومت نے اتنے بڑے اشتہارات اخبارات میں دیے ہیں کہ وفاقی حکومت کی طرف سے ہمیں کھاد نہیں مل رہی۔ حالانکہ وفاقی حکومت وافر مقدار میں پنجاب حکومت کو کھاد بھیج رہی ہے۔ کھاد تقسیم کرنا پنجاب حکومت کا کام ہے کھاد میں ملاوٹ کو روکنا بھی پنجاب حکومت کا کام ہے بلیک کو روکنا بھی پنجاب حکومت کا کام ہے۔ اگر بلیک میں کسی نے کھاد لینی

ہو تو وافر مقدار میں ملتی ہے۔ اس چیز پر تو یہ دھیان نہیں دیتے۔ جتنے پیسے یہ اشتہارات پر ضائع کر رہے ہیں کہ اگر ان اشتہارات کی رقم کو اکٹھا کیا جائے تو اس صوبے میں کافی ترقیاتی کام ہو سکتے ہیں' بلکہ کھاد کی ایک فیکٹری لگ سکتی ہے۔ پھر یہ کہتے ہیں کہ امن و امان ہونا چاہیئے۔ پنجاب حکومت نے اس کے لیے کیا کیا ہے۔ اس نے چالیس پچاس سالہ اے۔ایس۔آئی بھرتی کیے۔ نہ وہ پریڈ کر سکتے ہیں نہ ہی وہ اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں۔ اس سلسلے میں ایک واقعہ بیان کرتا ہوں۔ میں اتفاقاً ایک ایسی جگہ چلا گیا جہاں پر پولیس کی پریڈ ہو رہی تھی۔ پریڈ میں ایک سپاہی لنگڑا کر چل رہا تھا۔ یہ میں آپ کو سچا واقعہ بیان کر رہا ہوں۔ میں نے instructor سے پوچھا کہ اگر اس کی ٹانگ خراب ہے تو آپ نے اسے چھٹی کیوں نہیں دی؟ وہ کہنے لگا یہ وزیر اعلیٰ کے کوٹے میں آیا ہے میں اسے چھٹی کیسے دوں؟ (قہقہے)۔

اس نے کہا کہ اس کی تو ٹانگ شروع سے ایسے ہے اور یہ کوٹے کا آدمی ہے میں کیا کر سکتا ہوں جناب والا! جب آپ اس قسم کے آدمی بھرتی کریں گے تو پھر امن عامہ کی تو یہی صورت حال ہوگی آخری بات جو مختصراً میں آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ امن عامہ یہ نہیں ہوتا کہ صرف سڑکوں پر امن عامہ ہونا چاہیئے۔ بالکل ہونا چاہیئے۔ شہروں میں امن و امان ہونا چاہیئے' دیہاتوں میں امن و امان ہونا چاہیئے۔ لیکن امن عامہ قائم کرنے کے لیے اور بھی بہت سی چیزیں ہوتی ہیں جو کرنے کے قابل ہوتی ہیں۔ اس سلسلے میں' میں ایک بات عرض کروں گا وہ ہے پنجاب بنک کے متعلق۔ کسی بھی ملک کو جو monetary policy ہوتی ہے fiscal policy ہوتی ہے اس کو ایک بنک کنٹرول کرتا ہے اور اس کا نام ہوتا ہے سٹیٹ بنک یہ صرف ہمارے ہی ملک کی بات نہیں یہ پوری دنیا کی بات ہے۔ ان رولز پر پوری دنیا میں عمل کیا جاتا ہے۔ اگر monetary system کے امن عامہ کو توڑ دیا جائے تو اس کا کیا نتیجہ نکلے گا؟ سٹیٹ بنک وہ بنک ہوتا ہے جو تمام ملک کے بنکوں کی گارنٹی دیتا ہے اور ان کو کنٹرول کرتا ہے۔ صوبے میں جو وفاقی بنک ہیں ان کی برانچوں کا صوبے میں جال بچھا ہوا ہے اور بنکنگ کی ضروریات کو بڑی احسن طریقے سے پوری کرتیں ہیں۔ لیکن مجھے سمجھ نہیں آتی کہ اس کے باوجود پنجاب بنک قائم کرنے کی کیا ضرورت پڑ گئی۔ ابھی حال ہی میں ہمارے صوبے میں اور ملک میں لوگوں نے فنانس کمپنیوں کا حال دیکھا ہے' ان فنانس کمپنیوں نے لوگوں کو کس طرح سے لوٹا تھا۔ پنجاب بنک بھی لوٹنے کا ایک طریقہ ہے لیکن یہ بڑے پیمانے پر ہے فنانس کمپنیاں چھوٹے پیمانے پر تھیں۔ یہ ایک ایسا بنک ہے جس کو سٹیٹ بنک نے اجازت نہیں

دی' یہ ایک ایسا بنک ہے جس کی سٹیٹ بنک نے کوئی گارنٹی نہیں دی۔ اگر یہ بنک خلاپ ہو جائے تو اس کا کون ذمہ دار ہوگا۔ کیونکہ سٹیٹ بنک ہی ایک واحد ادارہ ہے جو اس بات کی ضمانت دیتا ہے۔ جب آپ کسی ادارے کو توڑیں گے تو۔۔

جناب سپیکر، چودھر صاحب آپ کی تقریر کا وقت ختم ہوگیا ہے۔

چودھری محمد صفدر ، اور صوبائی حکومت اپنے محکموں کو یہ حکم دے رہی ہے کہ اس میں پیسے جمع کروائیں تاکہ بعد میں وہ پیسے لوٹ لئے جائیں۔ پنجاب حکومت کی سوچ چونکہ وفاقی نہیں اس لیے انہوں نے یہ طریقہ اختیار کیا ہے۔ جناب سپیکر! میں آپ کا آخر میں شکریہ ادا کرتا ہوں اور وزیر قانون کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ امن عامہ کی صورت حال جو کہ بہت ابتر ہے اس پر دھیان دیں۔

جناب سپیکر ، شکریہ۔ حکومتی بنچوں کی طرف سے کوئی صاحب آج بات کرنا چاہتے ہیں؟

ملک طیب خان اعوان ، جناب میں بات کرنا چاہتا ہوں ۔

جناب سپیکر ، ٹھیک ہے۔ ملک صاحب آپ تشریف رکھیں ۔

اب وقفہ نماز کو لیتے ہیں اور 5 بج کر 15 منٹ پر آغا ریاض الاسلام صاحب اپنی بات کا آغاز کریں گے۔

(اس کے بعد اجلاس کی کارروائی 15 منٹ کے لیے ملتوی کر دی گئی)

(نماز مغرب کے بعد اجلاس کی کارروائی دوبارہ زیر صدارت جناب منظور احمد وٹو ۔ سپیکر صوبائی اسمبلی پنجاب شروع ہوئی)

جناب سپیکر ، آغا ریاض الاسلام صاحب ۔

سردار سکندر حیات خان ، جناب سپیکر ! پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے 10 تاریخ کی فہرست کو دیکھا جائے کہ آیا اس میں میرا نام ہے یا نہیں ۔ وہ باقاعدہ ایک پیڈ کے کاغذ پر ہاتھ سے لکھی ہوئی ہے۔ آپ اس پر نظر ڈالیں۔

جناب سپیکر ، سردار صاحب ! ٹھیک ہے سردار صاحب آپ کا نام ہے ۔

سردار سکندر حیات خان ، جناب والا! چونکہ آپ نے آغا ریاض الاسلام کو بلا لیا ہے اس لیے میں بیٹھ جاتا ہوں ۔ I don't have any objection to that I just want to point out..... کہ میرے ساتھ سوالوں میں تحاریک التوائے کار' موشنز' resolutions اور تقریروں میں بھی ہیرا پھیری کی جا رہی ہے۔ شکریہ

جناب سپیکر : یہ ھیرا پھیری یہاں سے نہیں ہوتی آپ کے بنچز سے ہوتی ہو گی یہاں جس ترتیب سے نام آتے ہیں اسی ترتیب سے بولتا ہوں اور یہ فہرست میرے سامنے ہے۔

نام سن لیجیے اب اس کے بعد آغا ریاض الاسلام صاحب ان کے بعد مجتبیٰ حیدر شیرازی صاحب کا نام تھا۔ آج مجھے بتایا گیا ہے شیرازی صاحب کی بجائے محترمہ صغیرہ اسلام بات کریں گی اس کے بعد میرے پاس ملک احمد وزیر اعوان صاحب کا نام تھا۔ یہ ابھی تشریف نہیں لائے مجھے بتایا گیا ہے ان کی بجائے محمود الحسن ڈار صاحب بات کریں گے۔

مہر دوست محمد لالی : جناب سپیکر! میری عرض یہ ہے کہ جس دن 12 تاریخ والا واقعہ ہوا تھا اس دن میری دو تحاریک استحقاق تھیں براہ مہربانی ان کو پیش کرنے کی اجازت دیں۔

جناب سپیکر : مہر صاحب آپ کی تحریک استحقاق ہے۔ ہم اس کو کل لیں گے۔

مہر دوست محمد لالی : ٹھیک ہے جی۔

جناب اظہر الحسن ڈار : جناب سپیکر! کیا فہرست میں زاہد پرویز صاحب کا نام درج ہے۔ اس کو فہرست میں درج کر لیں۔

جناب سپیکر : میرے پاس سب کے نام ہیں۔ لیکن اپنی اپنی باری پر سب کے نام آئیں گے۔

آغا ریاض الاسلام : اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم - بسم اللہ الرحمن الرجیم -

جناب سپیکر! آپ کا شکریہ کہ آپ نے مجھے فلور دیا میں یہاں پر امن عامہ کے متعلق یہ کہنا چاہوں گا۔ جب ہم صوبہ پنجاب کے اندر امن و امان کی صورت حال بحث یا اس کی نشان دہی کرتے ہیں جہاں کہیں کوتاہی ہو رہی ہو اس کا قطعی مطلب یہ نہیں کہ حکومتی بنچوں پر عوامی نمائندوں پر یہ بات بڑی صاف طور پر سمجھ میں آنی چاہیئے کہ اس صوبے کے عوام اس صوبے کے اندر ٹیکسز کی بنیاد پر ایک بہت بڑے ادارے کو اپنے بہت مشکل حالات میں ٹیکسز دے کر اپنے تحفظ کے لیے قائم کئے ہوئے ہیں۔ اور حکومتی بنچز پر بیٹھے ہوئے عوامی نمائندے جو حکومت میں ہیں ان کی کارکردگی کو عوام کے mandate کے مطابق درست کرنے اور رائے عامہ کے مطابق چلانے کے لیے یہاں آئے ہیں۔ لہذا یہ قطعی طور پر حکومتی بنچوں پر بیٹھے ہوئے عوامی نمائندوں پر تنقید نہیں بلکہ اداروں پر تنقید ہوتی ہے۔ نمبر 2 جب ہم امن عامہ کی صورت حال پر بات کرتے ہیں تو اس کا مطلب دوسری صورت میں یہ بھی قطعی نہیں لیا جانا چاہیے کہ یہ صرف اور صرف پولیس کے ادارے پر تنقید کی جانی چاہیے۔

امن عامہ کا مطلب صوبہ بھر میں موجود وہ تمام ادارے جو عوام کی فلاح و بہبود اور ان کی مشکلات کے حل کے لیے قائم کئے گئے ہیں وہ اپنے مروجہ قوانین کے تحت کیا اپنے قوانین کو عوام کے مفاد میں استعمال کر رہے ہیں یا نہیں؟ اگر وہ نہیں کر رہے تو اس سے سمجھا جاتا ہے کہ صوبہ کے اندر امن عامہ کی situation تمام اداروں میں موجود نہیں۔ تو جناب سپیکر! میں پہلے اس ادارے پر بات کرنی شروع کروں گا کہ جس کا روزمرہ زندگی میں بلکہ جس کا تعلق امن عامہ کے ساتھ ہے۔ جس کا تعلق ہماری سوسائٹی کو قائم کرنے کے ساتھ ہے وہ ادارہ اس ملک میں پولیس کا ادارہ ہے۔ جناب سپیکر! میں اپنے شہر راولپنڈی کی بات آپ کو بتا دوں کہ ایک بچی تقریباً نو سال کی گذشتہ آٹھ ماہ سے اغوا ہو چکی ہے اور اس کی ابتدائی رپورٹ بھی تھانے میں درج نہیں ہو سکی۔ اس کی وجہ صرف اور صرف یہ ہے کہ وہ بچی ایک بہت مظلوم مزدور کی بیٹی ہے۔ جبکہ اغوا کنندگان میرے شہر کے بہت مضبوط اقتدار کے مالک ہیں اور اغوا کنندگان کے حمائتی ہیں۔ جناب سپیکر! سنا تو یہ تھا کہ سیاست اور عوامی نمائندہ ہونا بنیادی طور پر عوام کی بہتری اور بھلائی کے لیے ہوتا ہے۔ لیکن شاید میں یہ سمجھ رہا ہوں کہ ابھی پارٹی بازیوں کی بنیاد پر یہ ایک دوسرے کے ساتھ رنجشوں کی بنیاد پر ہم آہستہ آہستہ چوروں اور ڈاکوؤں، لٹیروں اور اس ملک کے اندر امن و امان تباہ کرنے والوں کے آہستہ آہستہ حمائتی ہوتے چلے جا رہے ہیں ہم ووٹ حاصل کرنے کی بنیاد پر لوگوں کی بچیوں کے اغوا کے کیس درج نہیں ہونے دے رہے ہم اپنے ووٹوں کو حاصل کرنے کی بنیاد پر لوگوں کے لئے ہوئے مال کو چوروں کے پاس رکھنے کے بنیاد بننا شروع ہو گئے ہیں۔ میں جناب سپیکر! آپ سے یہ کہوں گا کہ آٹھ ماہ کے بعد اس بچی کا پرچہ بڑی مشکل سے درج کرایا گیا اور پرچہ ہونے کے بعد آج اس لڑکی کے باپ کے لئے ایک تھانے دار نے اور اس کے وہاں پر موجود ایک بااثر آدمی نے مشکلات پیدا کر دیں۔ اسی طرح اگر آپ راولپنڈی میں اور صوبہ پنجاب کی صورت حال کو دیکھیں تو روزمرہ کا معمول ہو چکا ہے کہ بینک لوٹے جا رہے ہیں۔ روزمرہ کا معمول ہو چکا ہے کہ لوگوں کی پراپرٹی کو لوٹا جا رہا ہے۔ راولپنڈی کے اندر ایک دن میں سات دکانوں کو سوق ادریس کی جیولر مارکیٹ میں لوٹا گیا لیکن آج تک چور نہیں پکڑے گئے۔

جناب سپیکر! سٹیٹ بینک کی وین لوٹی گئی۔ میں نے پچھلی تقریر میں اس کی نشان دہی کی تھی مجرم نہیں مل رہے ہیں۔ راولپنڈی میں ابھی چند دن پہلے کی بات ہے کہ بازہ مارکیٹ کے اندر دن دھاڑے اندھا دھند فائرنگ کر کے دو افراد کو موقع پر ہلاک کیا گیا اور دس آدمی تقریباً ہسپتال

میں داخل رہے۔ مجرم نہیں مل رہے اور اسی طرح اگر آپ پورے پاکستان کے اندر موجودہ اس پنجاب کی صورت حال جس کو کہا جاتا تھا کہ یہ ایک بہتر صوبہ ہے۔ یہاں پر امن و امان کی صورت حال زیادہ بہتر ہے۔ اب یہاں پر بھی باقاعدہ امن و امان کی صورت حال ایسی شکل اختیار کر گئی ہے۔ کہ ہر شریف شہری اپنے مستقبل سے مایوس ہوتا نظر آ رہا ہے۔ جناب سپیکر! اس کے ساتھ ساتھ میں اس وقت صوبے کے اندر موجود ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ پر آتا ہوں۔ جہاں قوانین کی implementation کی حالت یہ ہے کہ غریب انسانوں کے بچے بیماریوں سے بلبلا رہے ہیں۔ تکالیف میں ہیں۔ ان کے پاس ادویات نہیں۔ ادھر امن و امان کی حالت ہسپتالوں میں جہاں انسانی زندگی کا تعلق ہے اگر آپ جا کر دیکھیں تو آپ کو نظر آئے گا کہ لوگ چھوٹی چھوٹی معمولی معمولی بے قیمت دوائیوں کے لئے اپنے صوبے کے حکم رانوں کی طرف دیکھ رہے ہیں اور ان کے بجٹ میں ان کو ملنے والی دوائیاں بلیک کے اندر دکانداروں کے پاس بیچ دی جاتی ہیں۔ جو maintenance کے لیے ہسپتالوں میں پیسہ دیا جاتا ہے ہمارے صوبہ کی گورنمنٹ کی طرف سے وہ تمام کا تمام اگر آپ جا کر ان کے ٹائٹل دیکھیں گے تو آپ کو یہ بات محسوس ہو گی کہ قوانین بجٹ تمام تر چند لوگوں کے ہاتھوں میں ایک کھلونا بن گیا ہے اور بجٹ کی جستجو ان اداروں کے اندر بنیادی طور پر اپنی عیاشی کی بنیاد ہے۔ لوگ اس لیے بجٹ کا حصول اپنے اداروں کے لیے کر رہے ہیں کہ جتنا زیادہ بجٹ آئے گا اتنی زیادہ بہتر کمشن یا دوسری صورت میں دھاندلی کی بنیاد بنے گا۔ اگر آپ اپنے صوبے میں چلے جائیں تو آپ کو وہ بات واضح طور پر نظر آئے گی کہ ایسی ہزاروں زمینیں موجود ہیں جس کی ایک وقت میں پانچ پانچ اور چھ چھ رجسٹریاں کی جاتی ہیں اور ہر رجسٹری والا کچہریوں میں عدالتوں میں دربدر خاک بسر ہے لیکن اگر آپ جا کر اپنے ملک میں قوانین implement کرنے والے اداروں سے پوچھیں کہ اس کا اصل مجرم کون ہے تو جناب سپیکر! اس کا کوئی جواب حکومت کے پاس نہیں کیونکہ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے کہ ہم نے عوام کو دربدر خاک بسر کرنے کے لیے ادارے قائم کیے ہیں۔ ایک ہی پٹواری ایک ہی زمین کی پانچ پانچ رجسٹریاں کر رہا ہے لیکن صورت حال آپ کے سامنے ہے ۔ کہ آج تک اس ملک کے اندر باقی تمام چیزیں ہو سکتی ہیں۔ جہاں پر اگر کوئی بھی آئی۔جے۔آئی کی طرف سے جرم کرے یا کوئی بھی پیپلز پارٹی کی طرف سے جرم کرے تو عوامی نمائندگان کی تقسیم پر حالت تو یہ ہو چکی ہے کہ ہم ایک دوسرے کو tolerate کرنے کے لیے تیار نہیں۔ لیکن جہاں تک عوام مشکلات اور مصائب میں ہیں وہاں نہ کوئی

کمشن بنتا ہے نہ ان چیزوں کی تحقیقات کا کوئی ادارہ بنتا ہے اور اگر وہ ادارہ بھی بنتا ہے تو وہ پہلے والے ادارے سے اپنا کمشن مانگنے کے لیے ہوتا ہے۔ تو ادھر کوئی ایسا ہنگامی سلسلہ قائم نہیں کیا گیا۔ میں جناب سپیکر! آپ سے یہ کہنا چاہوں گا کہ اگر ہم ہسپتالوں کی طرف جاتے ہیں۔ ڈاکٹروں سے انٹرویو کرتے ہیں ایم۔ایس سے بات کرتے ہیں تو وہ ہمیں یہ کہتے ہیں کہ جناب یہ ملاوٹ کی وجہ سے ساری صورت حال اس ملک میں ہے۔ لیکن ہمارے ملک اور صوبے میں خاص کر موجود تمام ڈی۔سی یہاں پر ملاوٹ کی روک تھام کرنے کے لیے بنیادی طور پر بیٹھے ہیں۔ لیکن تمام ملاوٹ فروش ان کی کرسیوں پر آپ کو ملیں گے۔ وہ ان کے پاس ہوتے ہیں۔ وہ تمام ملاوٹ کا مال جس کے نتیجے میں وہ پیسہ حاصل کرتے ہیں وہ ان بڑی کرسیوں پر بیٹھے ہوئے لوگوں کی آسائشوں اور ان کے آرام کے لیے اس میں سے پچاس فیصد پیسہ استعمال کرتے ہیں اور ان کو آزادی دے دی جاتی ہے کہ وہ کھائیں اور لوگوں کو ملاوٹ کا مال دیں۔ ان کو بیماریوں میں مبتلا کر دیں۔ ہسپتالوں میں داخل کر دیں۔ کیونکہ غربت اور افلاس میں رہنے والے لوگوں کے لیے پاکستان اور خاص کر اب صوبہ پنجاب میں یہی زندگی رہ گئی ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان حالات میں امن عامہ سے مراد اس صورت حال کو کنٹرول کرنے کی ضرورت ہے جو تمام اداروں میں اس وقت پیدا ہو گئی ہے۔

جناب سپیکر! آج صوبہ پنجاب میں جس طرح لوگ گلی کوچوں اور تھانوں میں 109 کے تحت بند کر دیے جاتے ہیں اور ان کا کوئی پرسان حال نہیں ہوتا۔ ان کو اس تھانے سے آزادی حاصل کرنے کے لیے اپنے علاقے کے ایک بااثر آدمی کے پاس جا کر اپنی جان چھڑانی پڑتی ہے تو جناب سپیکر۔ میں آپ سے یہ کہوں گا اس کے لئے ایک ایسا قانون دیں جہاں وہ اپنی گلی کوچوں میں ان سڑکوں پر ایک تحفظ محسوس کر سکیں۔ جہاں اس کو اس بات کا احساس ہو کہ یہ وطن اور یہ صوبہ اس کا اپنا صوبہ ہے اس کو اس بات کی ذمہ داری کے لیے پیدا نہیں ہونا چاہیے کہ وہ اپنے شہر کے اندر ایک elected representative قائم کرے اس لیے کہ وہ تھانوں میں جا کر بے گناہ لوگوں کو باہر نکالنے کے لیے کارگر ثابت ہو۔

میں جناب سپیکر! سے یہ کہوں گا کہ صوبے کے اندر جو موجودہ صورت حال ہے اگر تریڑی بنچوں والے اس کو تنقید کے حوالے سے لیں تو یہ ایک ایسی بحث ہے جس کا کوئی حاصل نہیں میں ان سے صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جو صورت حال آپ کے سامنے رکھی جا رہی ہے اگر اس میں محسوس

کیا جائے کہ کسی جگہ پر درستگی کرنے کی ضرورت ہے تو خدارا اس عوام کے لیے جس عوام نے ہمیں اس ایوان میں باعزت بنا کر بھیجا ان کے لیے اور اس ملک میں آنے والی اور اس صوبے میں آنے والی نئی نسلوں کے لیے اپنے ان حالات سے یہ اس مقام سے ہم ایک ایسا کام کر جائیں کہ لوگ یہ سمجھیں کہ ہم اس دھرتی پر اس صوبے کے اندر باضمیر وہ لوگ تھے جنہوں نے انسانوں کی فلاح و بہبود کے لیے اپنی زندگی کا کچھ وقف کیا تھا۔ جناب سپیکر! میں آپ سے کہوں گا کہ اگر آپ اپنے تمام ایم۔پی۔اے صاحبان سے کہہ دیں کہ اگر وہ اپنی کاروں پر سے ایم۔پی۔اے کی نمبر پلیٹ اتار کر ذرا گلی کوچوں میں جائیں اور غریبوں کی طرح عوام کا سامنا کریں کہ کس طریقے سے اس صوبے کے غریب عوام اس ملک کے انتظامی اداروں کی بدتمیزیوں کو سارا دن برداشت کرتے رہتے ہیں تو انہیں اس بات کا احساس ہونا شروع ہو جائے گا کہ یہاں پر صورت حال کیا ہے۔ جناب سپیکر! میں آپ سے یہ کہوں گا کہ آپ کے پاس آئی۔جی ہے آپ کے پاس ہیلتھ سیکرٹری ہے آپ کے پاس تمام اداروں کے ذمہ دار افراد موجود ہیں ان سے صرف اس بات کا ہر سال حساب لیا جائے کہ اس صوبے کے اندر موجود پچھلے جرائم پچھلی لاقانونیت' پچھلے لاء اینڈ آرڈر میں ہم نے آئندہ سال میں کتنی کمی کی ہے اگر ہم اس صوبے کے اندر یہ accountability قائم کر دیں تو میں آپ کو دیانت داری سے کہتا ہوں کہ آئندہ آنے والے چار سال کے خاتمے پر اس صوبہ کے اندر ایک ایسا فلاحی معاشرہ موجود ہو گا جس کی مثال دے کر اس دنیا میں' اس ملک میں ہم لوگوں کو یہ مثال دے کر بتا سکیں گے کہ ان نمائندوں نے جو elect ہو کر آئے ہیں انہوں نے پاکستان اور خاص طور پنجاب کے عوام کے لیے ایک بہترین معاشرہ قائم کیا ہے یہی میری درخواست ہے یہی آپ میری تقریر سمجھ لیں یا یہی میری عرض سمجھ لیں۔ شکریہ۔

جناب سپیکر : بیگم صغیرہ اسلام صاحبہ۔

بیگم صغیرہ اسلام : بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔

جناب سپیکر! سب سے پہلے میں آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا ہے۔

جناب سپیکر! کسی بھی ملک میں جب عوام کا اعتماد اداروں سے اٹھنے لگتا ہے تو اس بات کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ وہ ادارے کسی حد تک بے اثر ہو چکے ہیں آج مجھے بڑے افسوس سے

یہ کہنا پڑتا ہے کہ پولیس جس سے لوگوں کا اعتماد اٹھ چکا ہے اور پولیس جو پاکستان کے لیے بہت زیادہ اہمیت کی حامل ہے اس سے عوام کے اعتماد کا اٹھ جانا اس بات کا بین ثبوت ہے کہ پولیس عوام کو مطمئن کرتے ہیں کسی طریقے سے کامیاب نہیں ہو سکتی۔ جناب سپیکر! پولیس کے اہلکار بھی ہمارے بھائی ہیں وہ ہمارے ساتھی ہیں لیکن وہ جہاں تک پہنچے ہیں اس کے ذمہ دار کون لوگ ہیں آخر وہ کون لوگ ہیں جو ان کے فرائض کی ادائیگی میں ان کے لیے رکاوٹ کا باعث بنتے ہیں۔ جناب والا! ہمارے ملک میں امن و امان کی صورت حال یہی نہیں کہ صرف پولیس کا محکمہ خراب ہے بلکہ اگر تمام اداروں میں دیکھا جائے تو امن و امان کی صورت یہاں تک خراب ہو چکی ہے کہ یہ کہتے ہوئے ہمارا سر شرم سے جھک جاتا ہے کہ یہ ایک اسلامی ملک ہے اور بجائے اس کے دوسرے ممالک ہمارے ملک کی مثال دیتے ہیں اپنے ملک کے لیے دوسرے ممالک کی مثالیں دینی پڑتی ہیں۔ جناب والا! میں تو یہ کہتی ہوں کہ کسی ملک کا سربراہ اپنے صوبے کے لیے ایک مثال ہوتا ہے لیکن جب ایک صوبے کا سربراہ سٹیج کے اوپر کھڑے ہو کر پولیس کی موجودگی میں پولیس کے تحفظ میں اپنی ماؤں، اپنی بہنوں اور اپنی بیٹیوں کو 70 دفعہ گالی نکالتا ہے باقی لوگ اس سے کیا امیدیں وابستہ کر سکتے ہیں جناب والا! امیدیں تو سربراہوں سے وابستہ کی جاتی ہیں۔ سربراہ تو ایک ملک کا حاکم ہوتا ہے اور جب حاکم غلط زبان استعمال کرے گا تو عوام اس سے وہی سیکھے گی جو حاکم ہمیں سکھاتا ہے۔

جناب والا! ہمارے پنجاب کے وزیر اعلیٰ ہمارے لئے قابل احترام ہیں انہیں چاہیئے کہ وہ اس صوبے میں امن و امان کی صورت حال کو دیکھا کریں تاکہ رات کے اندھیرے میں چوروں کی طرح وہ دوسرے صوبوں میں جا کر بے جا مداخلت کر کے وہ منہ کی کھائیں جو انہوں نے پچھلے دنوں منہ کی کھائی ہے۔ جیسا کہ میرے بھائی میاں محمود الرشید صاحب جو اس وقت اس ایوان میں نہیں انہوں نے فرمایا ہے کہ ہمارے علاقے میں اسلحے کا بے جا استعمال ہے اس سلسلے میں میں نے ایس۔پی، ڈی۔سی اور اچھرہ کے ایس۔ایچ۔او کو اطلاع دی جو اس وقت موقع پر موجود تھے لیکن اس کے باوجود اس کے سامنے اسی طریقے سے فائرنگ ہوتی رہی پہلے اس میں پولیس تماشائی بنی رہتی ہے وہ کیوں ایسا کرتی ہے؟۔ پولیس کے اوپر ایک کروڑ اٹھاسی لاکھ روپیہ استعمال کیا گیا ہے تو میں سمجھتی ہوں کہ یہ پیسے ضائع کر دیئے گئے ہیں جب ہم پولیس سے کوئی کام نہیں لے سکتے پولیس عوام کو وہ سہولت نہیں دے سکتی، پولیس عوام کا تحفظ نہیں کر سکتی، چوری ڈکیتی کے اوپر وہ قابو نہیں پا سکتی، مجرمانہ ذہنیت

کے لوگوں کو وہ پکڑ نہیں سکتی وہ عوام کا تحفظ نہیں کر سکتی۔ تو پھر میرے خیال میں اس کا اتنی بڑی نفری میں ہونا اور اتنا زیادہ پیسہ اس کے اوپر خرچ کرنا بالکل بے کار ہے۔ حال ہی میں جناب وزیر اعلیٰ کے حلقے کا ایک واقعہ ہے کہ ریلوے اسٹیشن کے چوک توشہ میں فائرنگ کی گئی جہاں پر دس افراد نے 9 بے گناہ افراد کا خون بہایا تو جناب والا یہ تو جناب وزیر اعلیٰ کے حلقے کا واقعہ تھا جو انتہائی دکھ اور افسوس کا حامل ہے کہ یہاں پر انسانوں سے خون سے اس طریقے سے ہولی کھیلی جاتی ہے جیسے وہ انسان نہیں بلکہ ایک غریب جانور ہیں انتظامیہ کے نزدیک تو پولیس کی کارکردگی کا معیار یہ ہے کہ چور' ڈکیت اور قاتل کی سربراہی کرنا۔

جناب سپیکر! جہاں تک پیپلز پروگرام کا تعلق ہے اور جیسے کہ میرے بہت سے بھائیوں نے کہا ہے یہ بھی امن عامہ کی صورت حال میں آتا ہے کہ اگر میرے اپنے علاقے میں ایک سڑک بن رہی ہے تو اس کے بنانے والے کو گرفتار کر کے جیل میں بند کر دیا جائے تو میں کہتی ہوں کہ اس سے صورت حال بہتر نہیں ہوتی بلکہ اس سے تو صورت حال بگڑتی ہے ہم اس ایوان میں بیٹھے ہوئے ایک دوسرے کے ساتھی ہیں ہمیں یہ چیز سوچنی چاہیے کہ کیا یہ چیز ہے جو ملک کی فلاح و بہبود کے لیے کی جا رہی ہے اگر سڑکوں کا بننا' یا گلیوں کا بننا' یا ڈسپنسریوں کا کھولنا یا سکول بنانا' عوام کے مفاد کے خلاف جاتا ہے۔ تو میں یہ بات کہنے میں حق بجانب ہوں کہ ہم غلطی پر ہیں لیکن اگر یہ تمام کچھ عوام کی بہتری میں جاتا ہے تو میرے تمام ساتھی اس بات سے اتفاق کریں اور مل کر ہمارا ساتھ دیں ہم سب اکٹھے ہیں ہم نے جمہوریت کے لیے جدوجہد کی ہے نا کہ مارشل لاء کے لیے جدوجہد کی ہے میں اپنے بھائیوں سے یہ گزارش کروں گی کہ وہ بجائے اس کے کہ وہ باتیں کریں وہ مقررین کی بات کو سنیں کہ وہ کیا کہتا ہے۔ جناب والا! ہمارا تو یہاں پر وہ حساب ہے۔

دل کے پھپھولے جل اٹھے سینے کے داغ سے
اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

کہ جس گھر کو بنانے کے لیے ہمارے آباؤ اجداد نے خون کے نذرانے دیئے آج اس گھر کو ہم خود اپنے ہاتھوں سے خراب کر رہے ہیں اور میں یہ نہیں کہتی کہ خراب کرنے والے ہمارے پنجاب کے وزیر اعلیٰ ہیں بلکہ ان کے وہ مخلص ساتھی ہیں جو انھیں مشورے دیتے ہیں کہ جی یہ نہ کرو وہ کرو یقین کریں کہ وزیر اعلیٰ خود اپنا ذہن استعمال کریں تو وہ کبھی بھی کوئی غلط فیصلہ نہیں کر سکتے جیسے کہ

میرے بھائی نصراللہ دریشک صاحب نے ہمیشہ کوشش کی ہے انہوں نے اچھا فیصلہ دیا ہے ہمارا اچھے طریقے سے ساتھ دیا ہے اسی طریقے سے میری یہی رائے ہے کہ اگر وزیر اعلیٰ صاحب مشورہ دینے والے بھی اچھے ساتھی ہوں تو وہ بھی دریشک صاحب کی طرح خوش اسلوبی سے معاملے کو سلجھا سکتے ہیں لیکن انہیں کبھی بھی اس بات کا موقع نہیں دیا گیا۔

- جناب والا! ہمارے ملک میں ایسا لگتا ہے جیسے پولیس کا قانون جو ہے یہ ایک جنگل کا قانون بنتا جا رہا ہے اگر کوئی عورت تھانے میں کوئی رپٹ درج کروانے جاتی ہے تو اس کی رپورٹ درج نہیں کی جاتی اس لیے کہ عورت مظلوم ہے۔ میں صرف یہ بات پوچھنا چاہتی ہوں کہ مقدمہ درج کیوں نہیں کیا جاتا؟ میں اس فلور سے اپنے وزیر انصاف جو ہمارے وزیر قانون ہیں' ہمارے بھائی ہیں ان سے بھی اور وزیر اعلیٰ جو یہاں پر تشریف نہیں رکھتے ہیں باقی وزیر جو یہاں پر موجود ہیں ان سے درخواست کروں گی کہ جو بھی بھائی ہمارا' جو بھی ہماری بہن کسی جگہ پر کوئی درخواست لے کر جائے جس کی بے حرمتی کی جائے اس کے خلاف ایکشن لیا جائے' اس کی درخواست کے اوپر فوری نوٹس لیا جائے۔ جناب والی بات یہ ہے۔۔۔۔

راجہ محمد خالد خان : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا! میں آپ سے پوچھنا چاہوں گا کہ اس کرسی پر بیگم بشریٰ رحمن صاحبہ کے بیٹھنے کے بعد کیا اس کرسی کی حیثیت مذکر کی رہ گئی ہے یا مونث کی چونکہ محترمہ صغیرہ اسلام بار بار "جناب والی" کہتی ہیں تو میں آپ سے یہ رولنگ چاہوں گا۔ (قہقہے)

محترمہ صغیرہ اسلام : آپ جو کچھ مرضی سمجھ لیں لیکن میں نے ان کے لیے جناب سپیکر کا لفظ استعمال کیا ہے۔ آپ ویسے تھوڑی سی اپنی language کی اصلاح کریں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل : جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر ۔ والی مونث نہیں ہے ۔ جناب والا! والی مونث نہیں والیہ مونث ہے۔ ان کو اردو بھی نہیں آتی ۔

سید ناظم حسین شاہ : پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب سپیکر : جی شاہ صاحب۔

سید ناظم حسین شاہ : جناب سپیکر ! گزارش یہ ہے کہ آپ ماشاء اللہ سپیکر ہیں اور اس پورے ایوان کا وقار اور تقدس بھی ہیں۔ تو میرے معزز بھائی نے یہ اعتراض اٹھا کر آپ کے متعلق یہ سوال کر کے کہ آپ مذکر ہیں یا مونث ہیں مجھے تو مذکر نظر آتے ہیں پتا نہیں ان کو کیسے مونث آپ نظر آ گئے

ہیں۔۔۔(قہقہے) تو اس لئے جناب میں یہ گزارش کر رہا ہوں کہ انہوں نے پورے ایوان کا استحقاق مجروح کیا ہے۔

جناب سپیکر ، شاہ صاحب ! آپ کی سمجھ میں بات صحیح نہیں آئی۔ انہوں نے دراصل میرے بارے میں یہ بات نہیں کی۔ انہوں نے بات کی ہے اس کرسی کے بارے میں کہ محترمہ بشریٰ رحمان کے بیٹھنے کے بعد اس کرسی کی حیثیت تو نہیں تبدیل ہو گئی۔ (قہقہے)

نواب زادہ غضنفر علی گل ، جناب والا! ایک بات بڑی اہم ہے کہ آپ میں اور بیگم بشریٰ رحمان میں ایک قدر مشترک ضرور ہے کیونکہ ماشاء اللہ آپ بھی خوب صورت ہیں اور ماشاء اللہ وہ بھی ۔۔۔۔۔ (قہقہے)

سید ناظم حسین شاہ ، جناب سپیکر ! اصل میں صاحب زادہ غضنفر صاحب بشریٰ رحمان کو compliment دینا چاہتے تھے اور انہوں نے سہارا آپ کا لیا ہے۔

محترمہ صغیرہ اسلام ، جہاں تک سپیکر صاحب کا تعلق ہے وہ ہمارے لئے قابل احترام ہیں' ہمارے بھائی ہیں۔ کوئی بہن سمجھے یا بھائی سمجھے لیکن ہمارے وہ بھائی اور ہمارے لئے قابل احترام ہیں۔۔۔ (قہقہے)

شاید ان کی نظر میں وہ لیڈی نظر آتے ہوں لیکن میری نظر میں وہ میرے بھائی ہیں۔ اس کے علاوہ میں اور کچھ نہیں کہتی اور میں آپ سے درخواست یہ کروں گی کہ چونکہ خواتین کو ٹائم بالکل نہیں دیا جاتا میرے ساتھ نصرت رشید صاحبہ ہیں ان کی کوئی خاص پرابلم ہے جس کے سلسلے میں یہ بات کرنا چاہتی ہیں تو جناب والی ان کو ٹائم دیا جائے۔

چودھری محمد اعظم چیمہ ، جناب سپیکر! کھاد کے بارے میں ایک تحریک التواء پیش کی گئی تھی اور جناب والا! نے منظور بھی فرمائی تھی۔ اس کی بحث کے لئے جناب والا! نے ٹائم کا بھی فرمانا تھا تو وہ بڑا ضروری مسئلہ ہے ماسوائے ٹی۔وی اور کھاد کہیں دستیاب ہوتی۔ خبروں میں وہ ظاہر ہوتی ہے اور وہاں ٹی۔وی میں نظر آ جاتی ہے۔ یہ مسئلہ اس وقت بہت اہم ہے۔

جناب سپیکر ، چیمہ صاحب یہ تحریک التواء admit ہو چکی ہے اور اس پر آپ سے میں مشورہ کرنا چاہتا ہوں کہ کون سا ٹائم اس کے لیے مقرر کیا جائے۔

چودھری محمد اعظم چیمہ ، عالی جاہ! صبح کا ٹائم بڑا موزوں رہے گا۔ خواہ ایک گھنٹہ یا دو گھنٹے ہی رکھ لیں اور جو صاحب اس میں حصہ لینا چاہتے ہیں وہ لیں بلکہ میں تو ان سے عرض کروں گا کہ امن و امان کے بارے میں کئی گل فشانی کر رہے ہیں اور کھاد کے بارے میں مخالفت برائے مخالفت ہے اور وہاں

بھی کچھ لوگ ایسے ہیں ۔ میں تو یہ کہوں گا کہ پنجاب میں ہر آدمی خواہ اس کا بلا واسطہ تعلق ہے یا بلواسطہ تعلق ہے اس مسئلے سے دوچار ہے' پریشان ہے اور ضرورت کے مطابق ہے۔ کل کے لیے اس پر بحث کا اعلان فرمائیں۔

جناب سپیکر: چیمہ صاحب شکریہ ۔ اس پر کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ لاءمنسٹر صاحب اور ڈپٹی لیڈر آف دی اپوزیشن مجھے بتائیں کہ کون سا ٹائم اس کے لیے مقرر کیا جائے۔

چودھری اعظم چیمہ ، لاءمنسٹر صاحب کی ابھی نصف گندم بونے والی رہتی ہے اور وہ کھاد کے ذکر کر رہے تھے کہ انہیں بھی نہیں ملی۔

جناب سپیکر: اس کے لیے کون سا ٹائم مقرر کیا جائے۔

چودھری محمد اعظم چیمہ ، کل سے دور نہیں جانا چاہیے۔ کل آخری تاریخ ہونی چاہیے کیونکہ 15 اور 20 تاریخ کے بعد اس کی بوائی کا سیزن نہیں ہو گا پھر اس کے بعد کاشت کار اس کھاد کو کیا کرے گا۔ تو میری اس میں عرض یہ ہے کہ کل مہربانی کی جائے۔ لاءمنسٹر صاحب اس پر رائے زنی کر رہے ہیں۔ میں ان سے عرض کروں گا کہ وہ اس پر غور فرمائیں اور مہربانی کریں۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز ۔ آرڈر پلیز ۔ لاءمنسٹر صاحب کو بات کرنے دیں۔

وزیر قانون ، جناب سپیکر! میری آج جناب لیڈر آف دی اپوزیشن سے کل کے پروگرام کے بارے میں بات ہوئی ہے تو ان سے یہ طے ہوا تھا کہ کل صبح وقفہ سوالات نہیں ہو گا۔ آدھ گھنٹہ تک privilege motions ہوں گے۔ اس کے بعد امن عامہ پر بحث 12 بجے تک معزز اراکین حزب اختلاف کی طرف سے ختم کی جائے گی۔ اس کے بعد میری جو winding up تقریر ہے وہ میں کروں گا۔ تو مناسب ہو گا کہ میں زیادہ سے زیادہ آدھا' پونا گھنٹہ یا اس سے زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹہ لے لوں گا۔

آوازیں ، ایک گھنٹہ بہت زیادہ ہے۔

جناب سپیکر ، آرڈر پلیز ۔ آرڈر پلیز ۔ یہ لاءمنسٹر صاحب کی اپنی خواہش ہے ذرا ان کی بات تو سنیں۔

(قہقہے)

وزیر قانون ، جناب والا! ہمارے حزب اختلاف کے دوستوں نے جو باتیں کی ہیں میں تو چاہتا ہوں

کہ میں ان پر گورنمنٹ کا نقطہ نظر پیش کروں اور تفصیلی طور پر اپنی طرف سے ان کا جواب دوں۔ اس وجہ سے میں یہ سوچ رہا تھا کہ شاید مجھے اس پر زیادہ وقت درکار ہو۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اس پر تو میرے فاضل بھائیوں کو اعتراض نہیں ہونا چاہیے بلکہ جب ہم نے ان کی باتیں سنی ہیں تو اسی طریقے سے ان کو بھی ہمارا نقطہ نظر سننے میں کسی قسم کا تامل نہیں ہونا چاہیے۔ تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ tentatively کل کا جو اجلاس ہے وہ ایک بجے تک ختم ہو جائے گا۔ اس کے بعد ایک گھنٹہ کے لیے اگر آپ اس تحریک التواء پر بحث کا ٹائم مقرر کرلیں تو اس پر ہم بحث کر سکتے ہیں۔ اس پر میں لیڈر آف دی اپوزیشن کی خدمت میں بھی گزارش کروں گا۔

جناب سپیکر: ایک بجے کے بعد -----

وزیر قانون: ایک سے دو تک -----

جناب سپیکر: ایک سے دو تک کرلیں----

وزیر قانون: جی سر۔

سید ذاکر حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ ضابطہ نمبر 69 کی طرف مبذول کراؤں گا کہ قواعد کے مطابق اب اس تحریک التواء پر بحث نہیں ہوسکتی۔ میں آپ کو (3) (69) پڑھ کر سناتا ہوں کہ:

> اگر اتنے ارکان جن کے تعداد اسمبلی کے کل ارکان کے 1/6 سے کم نہ ہو کھڑے ہو جائیں تو سپیکر یہ اعلان کرے گا کہ اجازت دے دی گئی ہے۔

یہ مرحلہ گزر چکا ہے۔ اجازت ہو چکی ہے۔ اور

> تب یہ تحریک اجازت دیے جانے کے بعد تین دنوں کے اندر اندر جتنا جلد ممکن ہو سپیکر کی طرف سے مقرر کردہ کسی دن ایسے وقت کے لئے جو دو گھنٹے سے زائد نہ ہو زیر بحث لائی جائے۔

اب تین دن جناب گزر چکے ہیں اب اس قاعدے کے تحت التواء پر بحث نہیں ہوسکتی۔ یہ مرحلہ اب گزر چکا ہے۔ اجازت ہو چکی ہے اور تب یہ تحریک اجازت دیے جانے کے بعد تین دنوں کے اندر اندر جتنا جلد ممکن ہو سپیکر کی طرف سے مقرر کردہ کسی دن ایسے وقت کے لیے جو دو گھنٹے سے زائد نہ ہو

زیر بحث لائی جائے۔ اب تین دن گزر چکے ہیں۔ اس لیے اس قاعدے کے تحت اب اس تحریک التواء پر بحث نہیں ہو سکتی۔

جناب سپیکر، یہ کسی روز take up ہوئی تھی؟

سید ذاکر حسین شاہ ، یہ جناب والا 12 تاریخ کو admit ہوئی تھی۔

چودھری محمد اعظم چیمہ ، جناب والا! میں بڑے ادب سے عرض کروں گا کہ شاہ صاحب کا تعلق شاید شہری حلقے سے ہے اور شہر کے رہائشی ہیں دکانوں پر صرف رس گلے ہی دیکھتے رہتے ہیں انہیں دیہاتی ماحول کا پتہ نہیں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل ، چیمہ صاحب رولز اور ضابطے تو شہری اور دیہاتی لوگوں پر یکساں ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر، چیمہ صاحب آپ تشریف رکھیں۔ چیمہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر رہے ہیں۔

سید ذاکر حسین شاہ ، جناب سپیکر! میری تو یہ گزارش ہے کہ قواعد و ضوابط کے مطابق اب اس تحریک التوائے کار پر بحث نہیں ہو سکتی۔

جناب سپیکر، آپ کا مطلب ہے کہ اس پر اب بحث نہیں ہو سکتی۔ ہم امن عامہ پر بحث جاری رکھتے ہیں۔ جس وقت اس کا وقت ختم ہو جائے گا تو اس کے بعد طے کر لیں گے کہ اس پر بحث ہو سکتی ہے یا نہیں۔ تاکہ امن عامہ پر بحث کے لیے وقت ضائع نہ ہو۔

سید ذاکر حسین شاہ ، جناب سپیکر! پہلے آپ میری بات سن لیں۔

جناب سپیکر، آپ کی بات سنوں گا اور سن کر فیصلہ دوں گا۔

جناب جاوید محمود گھمن ، پوائنٹ آف آرڈر ۔ جس دن یہ تحریک التواء پیش ہوئی تھی۔

جناب سپیکر، آپ امن عامہ پر بات کرنا چاہتے ہیں؟

جناب جاوید محمود گھمن ، میں کھاد کے متعلق بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، کھاد کی بات بعد میں کریں گے۔

جناب جاوید محمود گھمن ، میں پوائنٹ آف آرڈر ۔ پر اس مسئلے پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، گھمن صاحب یہ طے ہو چکا ہے کہ امن عامہ پر آج جس وقت بحث ختم کریں گے تو اس وقت اسی پوائنٹ آف آرڈر پر بات کریں گے۔ کھاد کے مسئلے پر بات کرنی ہے یا نہیں کرنی۔

جناب جاوید محمود گھمن ، جناب والا! اس وقت اگر کسی نے کورم کا پوائنٹ آؤٹ کر دیا تو ہاؤس ختم ہو جائے گا۔

جناب سپیکر، ہاؤس کہاں چلا جائے گا؟ آپ کیا بات کرنا چاہتے ہیں فرمائیے۔

جناب جاوید محمود گھمن ، جناب سپیکر! میں یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ یہ دیہاتی لوگوں کے لیے نہایت اہم مسئلہ ہے۔ اس تحریک التواء کے علاوہ میں نے ایک زبانی قرار داد بھی پیش کی تھی۔ قاعدہ نمبر 98 کے مطابق کوئی بھی قرار داد زبانی پیش کی جا سکتی ہے۔ ہاؤس اگر اس قرار داد کو سپیکر کی رضا مندی کے ساتھ داخل کر لے تو وہ die نہیں ہوتی۔ اس لیے اس قرار داد کے مطابق آپ اس پر بحث کر سکتے ہیں۔ آدھا گھنٹہ مقرر کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر، امن عامہ کی بحث کے بعد اس مسئلے کو take up کریں گے پھر اس پر بحث ہو گی۔

باجی نصرت رشید ، جناب والا! میں نے بھی امن عامہ پر بولنا ہے۔ مجھے بھی پانچ منٹ دے دیں۔

جناب سپیکر، لیکن میرے پاس تو آپ کا نام نہیں۔

باجی نصرت رشید ، جناب پچھلی لسٹ میں تو میرا نام تھا۔ پتہ نہیں اب کہاں سے کٹ گیا ہے۔ نوابزادہ غضنفر علی گل کے بعد آپ مجھے وقت دے دیں۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں میں چیک کر لیتا ہوں۔

سید ناظم حسین شاہ ، جناب سپیکر! میری آپ سے استدعا ہے کہ مجھے بھی امن عامہ پر بحث کے لیے موقع عطا فرمایا جائے۔

جناب سپیکر، شاہ صاحب! آپ مجھے لکھ کر دیں کہ آپ کس وقت بولنا چاہتے ہیں؟

سید ناظم حسین شاہ ، جناب جس وقت آپ مناسب سمجھیں۔

جناب سپیکر، کل کے لیے آپ کا نام شامل کر لوں؟۔

سید ناظم حسین شاہ ، بڑی مہربانی

جناب سپیکر، ملک طیب خان اعوان۔

ملک طیب خان اعوان ، جناب سپیکر! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے بھی امن عامہ پر اظہار

خیال کرنے کا موقع فرمایا۔ میرے نزدیک جمہوریت کوئی منزل نہیں۔ بلکہ مسلسل ایک عمل ہے۔

جناب فرمان علی چوہان : جناب رولز کے تحت کوئی رکن لکھی ہوئی تقریر نہیں پڑھ سکتا۔

ملک طیب خان اعوان : میں کوئی لکھی ہوئی تقریر نہیں پڑھ رہا۔ کہیں تو آنکھیں بھی بند کر لیتا ہوں۔ مسلسل ایک عمل ہے جس کا مقصد عوام کی بھلائی ہے لیکن جمہوریت اور عوام کی بھلائی کے درمیان فاصلہ ہے۔

سید ذاکر حسین شاہ : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! میرے خیال میں ان کی تقریر جاری رہنے چاہیے۔

سید ذاکر حسین شاہ : جناب سپیکر! انہوں ایک بات کی ہے کہ جمہوریت میری منزل نہیں میں آپ کی توجہ----

ملک طیب اعوان : میری منزل نہیں' کوئی منزل نہیں' میں نے لفظ میری نہیں کہا۔

سید ذاکر حسین شاہ : جناب سپیکر! میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ یہ آئین کی صریحاً خلاف ورزی ہے۔ قرار داد مقاصد میں جو سیکشن نمبر 2 ہے اس میں جمہوریت کو منزل بتایا گیا ہے۔

ملک طیب اعوان : جناب والا! میں نے لفظ میری نہیں کہا-----

سید ذاکر حسین شاہ: جناب والا! قرار داد مقاصد میں جمہوریت کو منزل بتایا گیا ہے یہ تو قرار داد پاکستان کی نفی کر رہے ہیں۔ ہم انہیں قرار داد پاکستان کی نفی کرنے کی اجازت نہیں دیں گے یہ قرار داد پاکستان کی نفی ہے۔ یہ اپنے الفاظ واپس لیں کہ جمہوریت ہماری منزل نہیں اگر جمہوریت ان کی منزل نہیں تو یہ ایوان میں کیا تلاش کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں اور آپ ان کی بات سنیں۔ شاہ صاحب اس بات پر اپنا زور بیان صرف کر رہے ہیں جو بات انہوں نے کہی نہیں۔

ملک طیب خان اعوان : نہیں کہی۔

جناب سپیکر: اس انداز میں نہیں کہی جس انداز میں وہ take up کر رہے ہیں۔ ملک صاحب ارشاد فرمائیے۔

ملک طیب خان اعوان : اس فاصلے کو ہر حالت میں طے کرنا پڑتا ہے۔ جمہوریت کے خالی نعروں

سے انسان کا پیٹ نہیں بھرتا۔ جمہوریت ، جمہوریت کے نعرے لگائے جاؤ لیکن جمہوریت والوں کے لیے کچھ نہ سوچو۔ ان کی عزت نفس کا خیال رکھنا چاہیے۔

(قطع کلامیاں)

لفظ جمہوریت سے غریبوں کے پیٹ نہیں بھرتے۔ جناب لفظ جمہوریت سے غریبوں کو سکولوں میں داخلے نہیں ملتے۔ جناب سپیکر! لفظ جمہوریت سے تو یہی کچھ ہوتا ہے جو آج کل سندھ میں ہو رہا ہے کہ حیدر آباد میں کئی آدمی قتل ہو چکے ہیں۔ لیکن یہ جمہوریت کے بانی خاموش بیٹھے ہیں۔ جناب سپیکر! مرکز اور صوبے کا ایک خاصا تعلق ہے۔ اگر مرکز ہر وقت صوبے کے درپے رہیں۔ جمہوریت اسی کا نام ہے کہ جمہوریت کے دعویدار صوبے کے درپے رہیں۔ ہر وقت صوبے کو گرانے میں لگے رہیں۔ صوبے کو حقوق دینے کی بجائے صوبے کو کلاشنکوف عنایت فرمائیں۔ جمہوریت کے دعویداد تو یہ بھی کہتے ہیں کہ کلاشنکوف اسمبلیوں سے نکل کر باہر بھی آئیں گی۔ کیا اسی کا نام جمہوریت ہے۔ اس پر یہ جمہوریت کے دعویدار بنے بیٹھے ہیں۔ غریبوں کے یہ دعویدار ہیں۔ کپاس میں غریب کا بھی حصہ ہے۔ مزدور کا بھی حصہ ہے' مزارع کا بھی اس میں حصہ ہے لیکن اس کی پالیسی جمہوریت کے دعوے داروں سے آج تک مرتب نہیں ہوئی اور اس کا ریٹ آج تک طے نہیں ہو سکا کہ ہم نے یہ کپاس کس بھاؤ لینی ہے۔ مجھے افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ یہ غریبوں کے دعویٰ دار ہیں اور غریبوں کا یہ ہر وقت نام لیتے ہیں۔ جو اپنی کپاس کو کوڑیوں کے بھاؤ فروخت کر کے اپنا اور اپنے بچوں کا پیٹ پالتے ہیں۔ کہاں ہیں یہ جمہوریت کے دعویٰ دار جبکہ سی۔سی ان ہی کا ادارہ ہے۔

ملک طیب خان اعوان ، اور سی۔سی نے ہی اس کپاس کو سنبھالنا ہے' انہوں نے کروڑوں روپے مل مالکان سے لے کر ان کا تحفظ کر رہے ہیں کہ وہ اپنی ضرورت کی خرید کرلیں پھر ہم خریدنے آئیں گے۔ اس سے حضور والا! کیا نقصان ہو گا؟ جب یہ گندہ مال غیرملکوں میں بھیجیں گے تو اس سے ملک کی بھی بدنامی ہو گی اتنی دیر تک غریب مزدور اور زمیندار بھی لٹ چکا ہو گا۔ میں آپ کی وساطت سے یہ درخواست کرتا ہوں ------- (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، آرڈر پلیز ---- آرڈر پلیز۔

ملک طیب خان اعوان ، سی۔سی ایک کارپوریشن ہے جس کے ذریعے سے روئی خریدی جاتی ہے اگر پتا نہیں تو کتاب پڑھیں۔

ایک معزز ممبر : اپنی نشست پر بیٹھے ہوئے بول پڑے (بغیر مائیک کے)۔

جناب سپیکر: یہ کراس ٹاک نہیں ہونی چاہیے۔

ملک طیب خان اعوان : یہ ایک سوال ہوا ہے سر' اس کا جواب دینا تو ضروری ہے۔ سی۔سی کا مطلب ہے Cotton Corporation یعنی روئی کو خریدنے والی کارپوریشن ہے۔

جناب جاوید محمود گھمن : سر' لفظ CEC ہے۔

ملک طیب خان اعوان : چلو مان لیا' مگر غریبوں کا پیٹ انگلش کی درستگی سے نہیں بھرتا' غریبوں کا پیٹ ان کی اصلاح سے بھرتا ہے۔ اگر میں نے کوئی لفظ انگلش کا غلط بھی بول دیا ہے تو یہ آپ کی بڑی مہربانی ہے کہ آپ نے اس کی درستگی فرما دی۔ لیکن اس بات سے غریبوں کا گھر نہیں بنتا۔ ان کا پیٹ نہیں بھرتا' ایک مائی نے کسی سے کچھ کھانے کو مانگا کہ بیٹا مجھے کچھ کھانے کو دو' اس نے کہا کہ مائی معاف کرو۔ اس نے کہا کہ بیٹا معاف کرنے سے تو پیٹ نہیں بھرتا۔ میرے بھائی ایسی اصلاح کرنے سے تو غریبوں کا پیٹ نہیں بھرتا۔

(نعرہ ہائے تحسین)

آپ وہاں جا کر یہ دعویٰ کریں کہ یہ آپ کی پولیس کب ٹھیک ہو گی؟ پچھلے دنوں میں نے ٹی۔وی پر سنا ہے کہ وزیر موصوف ابھی تک ایک سب کمیٹی مقرر کروا رہے تھے جب کہ روئی تقریباً ختم ہونے کو آئی ہے۔ روئی زمیندار کے گھر سے جا چکی ہے اور ابھی تک ان کی کمیٹیاں مقرر نہیں ہوئیں' اگر ان کی یہی پالیسیاں رہیں اور یہی پالیسی ساز رہے تو پھر اس ملک کا خدا ہی حافظ ہے ہم تو کچھ کہہ نہیں سکتے۔ جناب والا! یہ کھاد کے بارے میں روزانہ نیلی ویژن پر بیان آ رہے ہیں۔ کھاد قطعی طور پر نہیں مل رہی۔ یہ تو زمیندار کو ایک اور مصیبت میں ڈال دیا گیا ہے کہ تحصیل میں ان کے ٹریلے پھر رہے ہیں وہ غریب رمزی کاشت نہ کریں' اپنی بیجائی نہ کریں' پہلے تو ٹریلے کی رکھوالی کریں کہ ٹریلہ آئے تو کھاد ملے' اگر ٹریلہ نہ آئے تو کھاد نہ ملے اور وہ شام کو گھر واپس آ جائیں جو -/10 روپے اس نے جیب میں ڈال کر سفر کیا ہے راہ میں اسے کوئی جیب تراش ملے اور اس بے چارے کی آتے جاتے جیب بھی کاٹ لے۔ کیا ان کی یہی پالیسی ہے یہ فرماتے ہیں کہ آپ نے ایک کروڑ 80 لاکھ روپیہ پولیس کو دے دیا ہے۔ جناب والا! میرے خیال میں جس دن سے یہ ملک قائم ہوا ہے جتنے فیصد روپیہ پولیس پر خرچ ہوتا تھا آج بھی اتنے ہی فیصد روپیہ پولیس پر خرچ ہو رہا ہے۔ کوئی غیبی بات نہیں'

اگر انہیں کچھ دیکھنا نہیں آتا تو اپنے یہ دور اقتدار میں دیکھ لیں کہ ان کے دور اقتدار میں پولیس پر کتنے فیصد خرچ ہوتا تھا' اگر آج اس سے زائد خرچ ہے تو پھر تو یہ نام لینے کا حق رکھتے ہیں' لیکن جب اس دور حکومت میں جو خرچ ہوتا تھا آج بھی وہی ہو رہا ہے۔ یہ تو ہے ایک اعتراض کہ نماز نہ پڑھنا کہ کپڑے ٹھیک نہیں۔ یہ تو خوامخواہ کا اعتراض ہے۔ جب تک آپ موجودہ حالات کے مطابق پولیس پہ خرچ نہیں کریں گے۔ جس وقت ڈاکوؤں کے پاس کلاشنکوفیں ہوں گی' کاریں ہوں گی اور ان کے مقابلے میں پولیس کے پاس کچھ بھی نہیں ہو گا تو یہ امن عامہ کیسے ٹھیک رہے گا۔ اس لیے جب تک پولیس کی نفری میں زیادتی نہیں کریں گے ۔ اس کی تعداد نہیں بڑھائیں گے تو پھر یہ کلاشنکوفیں تو ہمارے ہی سینوں پہ چلیں گی۔ یہ کلاشنکوفیں جن کا کوئی اندراج نہیں' میں کہتا ہوں کہ یہ ناجائز اسلحہ نہیں دے رہے تو اور کیا کر رہے ہیں جبکہ صوبے میں تمام قسم کے اسلحہ پر پابندی لگا رکھی ہے لیکن مرکز نے ہزاروں کی تعداد میں یہ اسلحہ لوگوں کو کس لیے عنایت کیا ہے یہ اسلحہ صوبے کے غریب عوام پر استعمال ہو رہا ہے اور کچھ بھی نہیں ہو رہا۔ جناب والا! جیسے صوبے میں اسلحہ پر پابندی لگائی گئی ہے وفاق کو بھی اس پر پابندی لگانی چاہیے اور جہاں سے کلاشنکوفیں آ رہی ہیں ان کو وہیں پر سرحدوں پر روکنا چاہیے۔ یہ سرحدیں تو وفاق کے کنٹرول میں ہیں یہ منشیات کو سرحدوں پر روکنا چاہیے۔ ان کی یہ تمام پالیسیاں کمزور اور ختم ہو چکی ہیں لہذا ان پالیسیوں کے تحت ملک پہ حکومت کرنا مشکل ہے۔ ماسوائے مشکلات ہی مشکلات کے اور کیا ہو سکتا ہے؟ جناب والا! میں عرض کروں کہ پچھلے دنوں ان کے صاحب صدر نے فرمایا حالانکہ بھائی بھائی بھی جھگڑ پڑتا ہے بھائی کی بھائی کے ساتھ بھی آپ میں تلخ کلامی ہو جاتی ہے لیکن پھر اس میں فوری طور پر صلح ہو جاتی ہے ۔ لیکن ان کے بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ اسمبلیوں سے نکل کر کلاشنکوفوں تک نوبت آئے گی۔ خدارا ہمیں کلاشنکوفوں سے بچائیں۔ ہم تو اسمبلیوں میں اس لیے بیٹھنے آئے ہیں کہ آپ جن غریبوں کا نام لیتے ہیں۔ ان غریبوں کے لیے کچھ سوچیں۔ ان کی بہتری کے لیے کچھ سوچیں۔ اپنے جیالے کارکنوں کے خزانوں میں' ان کے بینکوں میں روپیہ جمع کر کے اب یہ جو کچھ بھی کہتے ہیں کہ اتنا روپیہ ' اتنا سامان ضائع ہوا۔ میں کہتا ہوں کہ ان کا کوئی سامان ضائع نہیں ہوا یہ صرف اور صرف اس فنڈ کو غبن کرنا چاہتے ہیں جو ان کے اکاؤنٹ میں آ چکے ہیں' یہ بہانہ بناتے ہیں جناب والا! گھنٹی بج گئی اس لیے میں چپ ہو جاتا ہوں۔

جناب سپیکر، نواب زادہ صاحب آپ تقریر کرنا چاہتے ہیں لیکن میرے پاس فہرست میں آپ کا نام نہیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل ، جناب والا! میں نے اپنا نام پہلے روز سے ہی دیا ہوا ہے۔ جناب والا! میں نے پرسوں بھی ذاتی طور پر چیمبر میں آ کر اور پھر ادھر آ کر بھی عرض کیا تھا۔

ملک محمد وزیر اعوان ، پوائنٹ آف آرڈر سر' میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ جن کا لسٹ میں نام نہیں ان کی بجائے پہلے جن کا لسٹ میں نام ہے ان نام والوں کو پہلے اجازت دی جائے۔ یہ نواب زادہ صاحب کا ہی حق نہیں کہ یہی اسمبلی کے فلور پر ساری باتیں کریں کسی اور کا بھی حق ہے جناب والا! یہ اکثر ہمارا حق مارتے ہیں اور ہماری باری نہیں آنے دیتے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل ، جناب والا! آپ کے سامنے جو لسٹ رکھی تھی چار روز پہلے اس میں میرا نام تھا۔ میں نے آپ سے عرض کیا تھا کہ یہ میرا نام ہے مجھے بلوایا جائے۔

جناب سپیکر، جی ملک محمد وزیر اعوان صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

ملک محمد وزیر اعوان ، پوائنٹ آف آرڈر ----- جناب والا! کیا نواب زادہوں اور بڑوں کا ہی ایوان میں بولنے کا حق ہے؟ کیا ہمیں یہ حق نہیں کہ ہم غریب بھی کچھ بول سکیں؟

جناب سپیکر، آپ کا یہ پوائنٹ آف آرڈر valid ہے۔

ملک محمد وزیر اعوان ، براہ کرم پھر مجھے بولنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر، اور اس ہاؤس میں ہر معزز رکن اسمبلی کو بولنے کا حق حاصل ہے۔

NAWABZADA GHAZANFAR ALI GUL: I am on personal explanation.

جناب سپیکر، جی نواب زادہ صاحب۔

نواب زادہ غضنفر علی گل ، جناب والا! یہ کوئی بات بھی مناسب نہیں جو میرے فاضل دوست نے کی ہے۔ میرے نزدیک نہ تو کوئی خاندان کوئی چیز ہوتا ہے نہ کوئی عہدہ چیز ہوتا ہے نہ ہی خاندانی پس منظر کوئی چیز ہوتا ہے۔ میرے نزدیک انسانیت کا معیار شرافت ہے۔ خواہ وہ غریب آدمی ہو۔ خواہ وہ کسی بڑے آدمی کا بیٹا ہو۔ خواہ وہ کوئی بھی ہوں۔ جناب والا! میرا یہ استحقاق ہے کہ میرا فہرست میں نام تھا۔ پہلے روز تھا۔ وصی ظفر صاحب نے نام دیا تھا۔ ڈپٹی سپیکر صاحب کو علم ہے اور میں گزشتہ

تین چار روز سے گزارش کر رہا ہوں ادھر بھی اور چیمبر میں بھی کہ میرا نام تو لکھا ہوا ہے۔ میں نے لکھوایا تھا اور یہ آپ کے علم میں بھی ہے۔

میاں منظور احمد موہل ، پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ اس ایوان میں یہ روایت رہی ہے کہ اکثر ممبران کارروائی میں حصہ نہیں لیتے اور چند ممبران ایسے ہوتے ہیں جو اکثر اسمبلی میں Rules & Regulations پر بات کرتے ہیں لیکن جب ایسی ہی صورت حال ہو۔ امن امان ہو یا بجٹ کی تقاریر ہوں تو میرے نقطہ نظر کے تحت جو کبھی نہیں بولے ان کو بولنے کی ترجیح دی جائے تاکہ وہ بھی اپنا حق استعمال کر سکیں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل ، جناب والا! اس دن بھی آپ نے فرمایا تھا کہ اگر کیانی صاحب نہ ہوں گے تو آپ کو میں موقع دوں گا۔ حالانکہ اس دن بھی میرا نام لکھا تھا اگر آپ مجھے بولنے کا موقع نہیں دیتے تو نہ دیں۔

چودھری محمد اعظم چیمہ ، آپ واک آؤٹ کر رہے ہیں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل ، واک آؤٹ میں کیوں کروں۔ میں کوئی تھانیداروں کے ذریعے اسمبلی میں آیا ہوں۔ میں کوئی ایس۔پی کے ذریعے دھاندلی کے ذریعے اسمبلی میں آیا ہوں۔

جناب سپیکر، جناب ملک وزیر محمد اعوان صاحب۔

ملک محمد وزیر اعوان ، جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے ملک طیب اعوان صاحب کے بعد بولنے کی اجازت دی۔

جناب والا! پنجاب میں امن امان کی صورت حال کچھ اس طرح سے ہے کہ ڈکیتیاں ہو رہی ہیں۔ بنک لوٹے جا رہے ہیں۔ کسی کی عزت محفوظ نہیں ہے۔ سب سے پہلے ملک طیب اعوان کی بات کا ذکر کروں گا کہ کھاد ٹرالوں پہ آ رہی ہے اور لوگوں کو قطاروں میں کھڑا کیا جا رہا ہے۔ یہ امن امان کے زمرے میں بات آتی ہے۔ کھاد صرف مرکز کی طرف سے نہیں آتی بلکہ پنجاب میں بھی کھاد ہے اور کھاد کی تقسیم کا سارا نظام پنجاب حکومت کے پاس ہے۔ یہاں کی انتظامیہ یہاں کی کرپٹ انتظامیہ کی تقسیم میں رکاوٹ ڈالتی ہے اور بلیک مارکیٹنگ ہوتی ہے۔ یہ تو بات یہاں تک ہوئی۔

اب میں امن امان کے سلسلہ میں بھی عرض کروں گا۔ یہاں ہسپتالوں میں دوائیاں بک رہی ہیں۔ میڈیکل لیگل پیسے لے کر غلط دیئے جا رہے ہیں۔ حق تو یہ ہے کہ کلاشنکوف جس کا ذکر

میرے دوست نے کیا ہے 14 تاریخ کو حافظ آباد میں بلدیاتی کونسل کا ایک ضمنی الیکشن ہوا۔ وہاں کے ڈی۔ایس۔پی رانا محمد رشید نے ہمارے وہاں کے آئی۔جے۔آئی کے ایم۔پی۔اے مہدی حسن بھٹی کو خود اپنے باڈی گارڈ دیئے اور ان کی سواری میں سوار کیا اور وہ اپنی کلاشنکوفوں سے فائرنگ کرتے رہے۔

جناب سپیکر! جس حکومت میں یہ حال ہو کہ جہاں کی انتظامیہ دہشت پھیلائے اس کا پھر خدا ہی حافظ ہے۔ اس سے پہلے اخبارات میں حافظ آباد تحصیل کے تھانہ کسوکی سے ایک خبر شائع ہوئی کہ کسوکی پولیس نے چند دہشت گردوں کو گرفتار کیا ہے۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے اس معزز ایوان کی توجہ انہی حالات کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ اس کے چند دن بعد جب میں ڈی۔ایس۔پی مذکور سے یہ پوچھا کہ جناب رانا صاحب ان دہشت گردوں کا کیا کیا تو جواب ملا کہ یہ غلط فہمی میں ہوا تھا۔ کچھ آدمی فلاں کے تھے وہ آپا لے گیا۔ کچھ آدمی فلاں کے تھے فلاں لے گیا حالانکہ حقیقت یہ تھی کہ ڈی۔ایس۔پی نے ان سے پیسے لیے۔ جن لوگوں نے رشوت دے دی ان کو چھوڑ دیا گیا اور باقی ایک آدمی کا چالان کر دیا گیا جس نے پیسے نہیں دیے۔ جناب سپیکر! یہ صورت حال ہو تو پھر خدا ہی حافظ ہے۔

جناب والا! اس کے بعد ابھی حال ہی میں کل کا ایک واقعہ ہے جو میں آپ کی وساطت سے اس ایوان کی توجہ اس طرف دلانا چاہتا ہوں۔ جہاں پر امن و امان کا انتظام کرنے والے اداروں کا یہ حال ہے کہ ہمارے حافظ آباد کے ایم۔پی۔اے چودھری مہدی حسن بھٹی نے کل اسسٹنٹ کمشنر حافظ آباد کے دفتر میں بیٹھ کر اسے گریبان سے پکڑ کر تھپڑ رسید کیے۔ آپ بتائیں کہ کیا امن و امان ہو گی۔ یہ اس لیے ہے کہ حزب اقتدار کے لوگوں کو کھلی چھٹی دے دی گئی ہے کہ تم اپنے علاقوں میں جو بھی تمہاری مرضی ہو کرو تمہیں کوئی پوچھنے والا نہیں۔ یہاں پر ہمارے دوستوں کے وہ پالتو لوگ جن کے پاس کلاشنکوفیں ہیں وہ مسلح ہو کر میرے حافظ آباد کے قریب چار نہر ہیں اور رات کے وقت نہروں پر سے گزرنے والوں کو لوٹ لیا جاتا ہے اور ان کے پرچہ تک کا اندراج نہیں ہوتا۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ حافظ آباد کی انتظامیہ جس میں خصوصاً رانا رشید ڈی۔ایس۔پی ملوث ہیں اس نے یہ کہہ رکھا ہے کہ مہدی حسن تم اور تمہاری آدمی جو چاہیں مرضی کریں مجھے نے پوچھا جائے وہاں پر تھانے بک رہے ہیں۔ جہاں پر تھانے بکیں گے تو ظاہر ہے نیچے سپاہی سے لے کر ایس۔ایچ۔او تک جو حال ہو گا وہ پھر نہ آپ سے پوشیدہ ہے نہ ہم سے پوشیدہ ہے۔

جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے اس معزز ایوان کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ آج کے ان حالات میں خدارا یہ بات چھوڑ دی جائے کہ یہ آئی۔جے۔آئی کا ممبر ہے۔ یہ پی۔پی کا ممبر ہے اور اداروں کو تباہ نہ کیا جائے۔ یقین کریں جس طرح اداروں کو تباہ کیا جا رہا ہے اگر یہ ادارے تباہ ہو گئے تو کسی کی بھی عزت محفوظ نہیں رہے گی۔ آپ کو میں اپنی بات کی وضاحت کرتا چلوں کہ آج کے اس ترقی پسند دور میں یہ باتیں کسی بھی آدمی کو زیب نہیں دیتیں کہ وہ آئی۔جے۔آئی کا ممبر ہو پیپلز پارٹی کا ممبر ہو کسی ادارے یا کسی تحصیل کے ہیڈ کو اس طرح اس کے گریبان کو کھینچے۔ میں آپ سے التجا کرتا ہوں درخواست کرتا ہوں چونکہ انہیں لوگوں کی وہاں پر تعیناتی بھی آئی۔جے۔آئی کے ممبران کے کہنے پر ہو رہی ہے۔ آپ اس واقعہ کی تحقیقات کرائیں اور اس کا سختی سے نوٹس لیں۔ بلکہ ہمارے پنجاب کے وزیر اعلیٰ جناب نواز شریف صاحب سے میں درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنے اقتدار کو طول دینے کے لیے یہ حالات پیدا نہ کریں کہ کسی آدمی کو بھی اپنی عزت اور اپنی جان کے تحفظ کا احساس نہ رہ جائے۔ انہی باتوں کے ساتھ میں اپنی تقریر کو ختم کرتا ہوں۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: سردار سکندر حیات صاحب۔

SARDAR SIKANDAR HAYAT KHAN Mr Speaker Sir, I seek your permission to speak in English.

MR. SPEAKER Yes.

SARDAR SIKANDAR HAYAT KHAN: Mr. Speaker Sir, first of all I thank you for at least giving me some time to speak on the law and order situation. I would have liked to get away from the barriers of time and discuss every department under the subject of law and order situation. I would have liked to take a few days to discuss the departments and the relevancies of the law and order situation prevailing in Punjab and other parts of the country.

Mr. Speaker Sir, I would like to ask you and this august House whether law is subservient to order or the order is subservient to law? Is there any law prevailing in this Province? Is there any order which is being maintained? Nay,

Unfortunately, with a very heavy and a broken heart, I would like to bring it to the notice of this august House that what we have been elected for, we have not been able to fulfil that objective i.e. we have come to this august House to represent the poor people of our constituencies, of our Province, and of our country Mr Speaker Sir, through you. I would state that I do not like to please one side or the other but I would like to bring it to the notice of my PPP brothers and my brothers in IJI that we have not come here to criticise each other only. We have not come here just to put blames on others. Blame where there is some, must be put. That question must be taken notice of. The main thing is attitude. This is very vital. Then after that what has to be taken note of is that every boss, every body, every person, every citizen, every bureaucrat and every Member must given an answer to the people of this country for what we have been elected for. Have we been elected for this that my dear brothers on the other benches are giving all sorts of praises to the bureaucrats?. Mr. Speaker Sir, I would like to invite my brothers that they should come up and we welcome them that this is time that we must fight together and must fight for the poor and the down trodden. We invite them that let us join hands and serve this nation, the homeland given to us by our great Quaid We must forget our differences where law and order situation is concerned. We must forget our party differences. We must state as to what is being done and how the poor people of this country are suffering, whether they are the people of my Brother Sardar Khalid's constituency, or they are the people of my constituency i.e. Fateh Jang and Pindi Gheb or they belong to the constituencies of Sardar Nasrullah Drishak and my brother Rokari. People

are suffering The people are suffering from the hands of the bureaucrats The people are suffering from the hands of the Revenue Department The people are suffering from the hands of every other department in the field you name it and there is suffering There is corruption and here we criticise each other. We are putting blame. We are raising points of order. We are just taking it personal. I would like to request my IJI brothers that let us go hand in hand and fight this corruption and fight against the narcotics Here, it is very unfortunate that when the Leader of House of this Province goest out of the country he talks against the country. Mr Speaker Sir, we are here we can criticise each other but when we are outside we must show to the world that we are one nation. But there he goes and says:

"ہم گھاس نہیں کھائیں گے۔ کیا ان کو گھاس نہیں ڈالا
گیا۔ یہ اس لیے گھاس کھائیں گے"

Then Sir, my brothers are talking about Democracy My brother Awan Sahib has talked about democracy. Let me tell him that there is no democracy in Attock. There is still Martial Law prevailing there The D C there is a Major who is a blue eyed boy of the Head of State of the previous Martial Law regime. The S P. has been specially taken there to catch the PPP workers and the poor members of the society, Attock, Fateh Jang and Pindi Gheb False cases are being registered against them. I invite my IJI brothers that for God's sake come and see how people of my constitutency are suffering I am not criticising just for the sake of criticism. It is their government. Mr. Speaker Sir, I invite them This is their country This is our country This is a country which is a sacred trust to us which we owe to our present and future

generations. This is time that we should join hands Mr Drishak, the Law Minister and my reverened brother is most dramatic. We would like him to be more melo-dramatic even. But I would like to request him to please look at the sufferings of the poor people. Then they talk of the bureaucrats I am not saying that bureaucrats are honest. But there are good people among them What would you like them to be when the Leader of the House, the leader of a particular province calls all the DCs, all the SPs, the IG, all the DIGs and the Commissioners and say "your loyalty is to me and not to Punjab, not to this nation". That is where everything goes wrong. Mr. Speaker Sir, the loyalty should be to the state and not to a personality, whether it is in the centre or it is any other province Here it is specifically said that the loyalty is to the Hon'ble Leader of House I can quote instances where people who lick the boots have been given presents, promotions and all that But the honest people have suffered. If I would use an SP for my personal purposes, if I would take an SP of my own will, do you think he will go against me No he will not because if he does, the next day I will get him transferred or have a case against him For God's sake let not the administration suffer

Then it comes to the judiciary. It is the previous Government of ours who has ruined them and crippled the judiciary. It is very unfortunate that the judiciary has been so crippled that today on the administration and executive side they pass wrong orders. They pass illegitimate orders, they pass unconstitutional orders and there the judiciary puts its stamp of OK under the law of necessity It is still prevailing when you read the words "in relaxation of rules, in relaxaiton of conditions, in relaxation of all rules and regulations"

As many of my brothers have pointed out and it is for you here to think that we are bringing and talking of a law which is not there. What do you say about a person who has stood first in B.A., who has stood first in M A and he cannot get a job when a person who is absolutely uneducated goes there and gets a job with the blessings of the authority using those 2/3 words about the relaxation of rules etc. I have cases and there are court cases to prove so Mr. Speaker Sir, what will that poor boy do? He is frustrated He will go and take the road Here under the nose of the Hon'ble Leader of the House, in Garden Town, in Model Town five dacoities took place in a street. Five dacoities. There is an engineer who was shot. Raja Sahib, who was a supporter of the IJI. His car was stolen and his money was taken. It is not a question of IJI and PPP It is a question of people. You must give them their rights You must tell them that the relxation of rules will finish and then we catch the bureaucrats Sir, here I would request that when we ask the questions on law and order and other departments, the time for questions should be enhanced Because that is the time when we take bureaucrats to book We can ask them what is wrong. If the Law Minister goes wrong, it is not for the sake of criticism that I will ask the Law Minister that what is going on in your department. It is not so I respect the man because he is an Aitchisonian I have got my other relations with him Political differences are there and can be there but if he cannot command and regulate his Department, we have to point it out. He must catch the bureaucrats whoever is responsible for the wrong doings.

He should have the guts to say, "No" to a superior when he is being asked

to pass illegal order.

Mr. Speaker Sir, here unconstitutional bills are being bulldozed. unconstitutional adjournment motions are being bulldozed, unconstitutional resolutions are being bulldozed. Here there is a fight everyday. I beg the members of the Treasury Benches that let us get together and serve this nation. It is a repetition but I tell you that the future generations will not forgive us. Let the business prosper. Let the people live in peace and sleep in peace. Let there be honesty.

MR. SPEAKER: Thank you Sardar Sahib. You have taken your time.

SARDAR SIKANDAR HAYAT KHAN: I would like to have taken some time to talk something else. However, I am grateful to you. Mr. Speaker Sir. Last few words, that the invitiation which I am giving to the members is with open hands. It is not biased, it is not with anything else but it is true from the heart. I am ready to cooperate with everyone or any one who works for right and truth.

Thank you very much.

جناب سپیکر، پروفیسر محمد احمد صاحب

پروفیسر محمد احمد ، نحمدہ ونصلی علی الرسول الکریم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ جناب سپیکر! اس معزز ایوان میں امن و امان کے مسئلے پر بحث کی جا رہی ہے جناب سپیکر! یہ ایک حقیقت ہے کہ ریاستوں کا وجود اپنے عوام کو تحفظ دینا ہے اور یہ ریاست کا فرض اولین ہے۔ جو ریاست یا جو حکومت اپنے شہریوں کو تحفظ نہیں دے سکتی اور ان کے مال و جان کو دفاع نہیں دے سکتی۔ اور تاریخ شاہد ہے کہ دنیا میں ایسی حکومتیں کبھی بھی کامیاب نہیں ہوئیں۔ جناب سپیکر! یہ ملک پاکستان اسلام کے نام پر لیا گیا تھا۔ اور اس کی تاریخ شاہد ہے کہ برصغیر کے مسلمانوں نے عظیم قربانیاں دیں اور ایسی قربانیاں دیں جن کی مثال دنیا کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ اور اگر بدقسمتی سے

ایسا ہو جاتا ملک کو اچھی قیادت مل جاتی اور ملک کے اساس نظریہ پر پہلے دن سے عمل ہو جاتا اور ملک میں اسلامی نظام نافذ ہو جاتا اور آج ہمیں ان ایوانوں میں امن و امان کے مسئلے پر بحث کرنے کی ضرورت محسوس نہ ہوتی۔ جناب سپیکر! اس ملک کی سب سے بڑی ضرورت ہے کہ ہمارے حکم ران خواہ وہ وفاق میں ہوں یا صوبے میں ہیں اگر وہ اس ملک میں امن و امان چاہتے ہیں۔ اور ملک کے اندر عوام کا تحفظ چاہتے ہیں اور ملک کے اندر سے ڈکیتیاں، چوریاں، فحاشیاں اور اس قسم کی بیماریاں جو ہمارے معاشرہ میں پھیل چکی ہیں اور یہ سنگین حالات پیدا ہو چکے ہیں۔ اور لوگوں کا یہاں جینا دوبھر ہو چکا ہے۔ اور لوگوں کی زندگی اجیرن ہو چکی ہے۔ اس قسم کے حالات کبھی بھی پیدا نہیں ہوتے پہلے دن سے اگر اس ملک کے اساس نظریے کو اس ملک کی بنیاد بنایا جاتا اور اس پر عمل درآمد بھی کیا جاتا۔ جناب سپیکر! پاکستان کی تاریخ بڑی کرب ناک ہے۔ آپ نے دیکھا ہے اور آپ جانتے ہیں پاکستان کی تاریخ میں سب سے زیادہ وقت جو گزرا ہے پاکستان کو سیاسی استحکام نہیں ملا۔ اور پاکستان کی زیادہ تاریخ کا حصہ مارشل لاء کی چھتری کے نیچے گزرا ہے۔ اس دور میں جو کچھ ہوتا رہا ہے وہ جناب کے سامنے ہے جناب سپیکر! اللہ کے فضل و کرم سے ہمیں یہ موقع ملا تھا کہ ہم اس ملک کو جمہوریت کی پٹری پر چلائیں اور جمہوریت پر گامزن کریں۔ لیکن ایک سال کا عرصہ گزر چکا ہے قوم دیکھ رہی اور عوام ہماری طرف دیکھ رہی ہے آپ عوام کو دیکھیں کہ کتنی گھمبیر مسائل میں ہمارے عوام گھر چکی ہے ہر روز ڈاکے چوریاں اور انکشافات اخبارات میں سنسنی خیز خبروں میں آتی ہیں اخبار چوریوں اور ڈاکوں اور قتل و غارت سے بھرے ہوتے ہیں۔ کہیں بنک لوٹے جا رہے ہیں آپ حیران ہوں گے کہ میرے علاقے میں دن کے بارہ بجے 25 آدمیوں کو باندھ کر ان سے گھڑیاں اور روپے پارچات چھین لیے۔ اس قسم کا یہ ایک واقعہ نہیں۔ اس قسم کے واقعات ہمارے معاشرہ میں سینکڑوں ہو رہے ہیں۔ اور لوگ یہ محسوس کر رہے ہیں۔ لوگ تحفظ کا فقدان محسوس کر رہے ہیں۔ اور لوگ یہ سوچ رہے ہیں کہ اب کیا ہوگا۔ جناب سپیکر! اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے ہمارے یہاں سیاسی استحکام نہیں۔ ہم ایک دوسرے کے خلاف چل رہے ہیں ہم ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کی کوشش کر رہے ہیں ہماری سب کی یہ کوشش ہونی چاہیئے۔ اور ہمارے ملک میں امن و امان کا مسئلہ بھی طے ہو سکتا ہے۔ کھاد کے مسائل بھی حل ہو سکتے ہیں۔ چوریاں اور ڈکیتیاں بھی کم ہو سکتیں ہیں۔ اور سنگین قسم کے جرائم اور بیماریاں اور سنگین قسم کی بددیانتی اور رشوت جو پیدا ہو چکی ہے یہ سب ختم ہو سکتی ہے۔ اگر ہمارے

حکم ران تمام اختلافات ختم کر کے ایک پلیٹ فارم پر اکٹھے ہو کر افہام وتفہیم کے ساتھ اس مسئلے کو حل کریں۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے یہ بات بھی کرنا چاہتا ہوں کہ آج سندھ کے حالات اور حیدرآباد کے واقع کو اخبارات میں پڑھ کر رونگٹے کھڑے ہوگئے۔ حیدرآباد کے اندر۔ کراچی کے اندر اور سندھ کے دوسرے علاقوں کے اندر اتنی سنگین قسم کی قتل و غارت ہو رہی ہے۔ اور جب اس قسم کے واقعات پڑھتے ہیں تو حیران ہو جاتے ہیں کہ اس ملک کا کیا بنے گا؟ اور میں یہاں پر کسی کو ہدف تنقید نہیں بنانا چاہتا ہوں۔ بلکہ میں چاہتا ہوں کہ اس پلیٹ فارم سے ہمیں اپنی آواز عوام تک پہنچانی چاہیئے۔ ایک سال کر عرصہ گزر چکا ہے۔ اور ہم چاہے آئی جے آئی سے تعلق رکھتے ہوں یا پیپلز پارٹی سے تعلق رکھتے ہوں خدا کی قسم ہم عوام کے مسائل کی طرف کوئی توجہ نہیں دے سکتے۔ اور ہمارے عوام گھمبیر مسائل میں پھنسے ہوئے ہیں۔ میرے خیال کے مطابق کہ میں خواہ مخواہ کسی پر تنقید کروں مختصراً میرا تعلق آئی جے آئی سے ہے۔ اور میں اس کا ایک وفادار رکن ہوں لیکن جو حقائق اور اصل بات جو ہے اس کو بیان کرنی چاہیئے۔ کبھی کبھی ہمیں بھی موقع ملتا ہے۔ ہم بولنے والے ہیں قومی اسمبلی میں بولتے رہے ہیں۔ لیکن ہم یہاں تو حیران ہو جاتے ہیں۔ کہ ہم کس طرح اپنی آواز کو عوام تک پہنچائیں۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے یہ استدعا کروں گا کہ وفاقی حکومت سے کیونکہ وفاقی حکومت اس میں سب سے زیادہ ذمہ دار ہے۔ اصل حکومت وہی ہے ان کو پنجاب کی طرف پہل کرنی چاہیئے۔ ہمارے وزیراعلیٰ میاں نواز شریف صاحب نے دل کھول کر ان کے ساتھ پہل کا آغاز کیا ہے۔ اور ان کو اپنے تعاون کا یقین دلایا ہے۔ آئیے ایک پلیٹ فارم پر بیٹھیں اور ایک میز پر بیٹھ کر آپس میں باہمی افہام وتفہیم کے ذریعے امن مسائل کو حل کریں۔ خدا اور خدا کے سامنے اور خدا اور خدا کے رسول کے سامنے اور قوم کے سامنے کچھ نہ کچھ اپنا تھوڑا بہت رکھ رکھاو کو رکھ سکیں۔ اس لیے جناب سپیکر! سب سے زیادہ ذمہ داری میرے خیال میں وفاقی حکومت پر عائد ہوتی ہے۔ وفاقی حکومت کو فوری طور پر افہام وتفہیم کے لیے ہاتھ بڑھانا چاہیئے اور جب ہم دونوں اکٹھے ہو کر بیٹھ جائیں گے۔ انشا اللہ ہمارے تمام مسائل حل ہو جائیں گے۔ اور امن و امان کا مسئلہ بھی حل ہو جائے گا۔ میں آپ کی وساطت سے یہ استدعا کروں گا دونوں کو آپس میں مل بیٹھ کر افہام وتفہیم کی فضا پیدا کر کے تمام اختلافات کو ختم کر دینا چاہیئے۔ تاکہ ملک جس جمہوریت کے لیے جس مقصد کے لیے جس کا ہم بار بار نام لیتے ہیں جمہوریت کی خدمت کر سکیں۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، جناب نواب زادہ غضنفر علی گل صاحب۔

جناب محمود الحسن ڈار، جناب سپیکر! ہماری بھی باری ہے آپ نے غضنفر گل صاحب کا نام پکارا ہے۔ جبکہ باری میری تھی۔ اس سے پہلے آغا ریاض صاحب بولے تھے۔ اس کے بعد میری باری تھی لیکن آپ نے نواب صاحب کو پکارا ہے آپ کم از کم ہم جیسے پیچھے بیٹھنے والوں کو بھی اپنی نگاہوں میں جگہ دے دیں۔ آپ کی بڑی مہربانی ہو گی۔ شکریہ جناب والا۔

جناب سپیکر، دراصل بات یہ ہے کہ نواب زادہ صاحب نے مجھے یقین دہانی کرائی ہے آپ کا جو بہت زیادہ وقت پوائنٹ آف آرڈر اٹھا کر لیتے ہیں آئندہ نہیں لیں گے۔ اس لیے میں نے ان کو اجازت دے دی ہے۔ کہ یہ اپنی تقریر کریں۔ اور ان کے بعد آپ کی بھی باری آئے گی۔

جناب جاوید محمود گھمن، جناب سپیکر! آپ ہم جیسے پیچھے بیٹھنے والوں کا بھی خیال رکھیں۔

جناب سپیکر، گھمن صاحب آپ کا بھی خیال رکھیں گے

نواب زادہ غضنفر علی گل، جناب والا! یہ حقیقت ہے عادتیں آہستہ آہستہ بدلتی ہیں۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب سپیکر! یہ کیا بات ہے کہ نواب زادہ صاحب جو چاہیں کہیں اور جو چاہیں کریں اور پھر بھی آپ ان کی طرف خصوصی توجہ فرماتے ہیں؟

نواب زادہ غضنفر علی گل، جناب والا! ان کا جواب میں دیتا ہوں کہ۔

یہ راز دل ہے اس کو مہربان دل سمجھتے ہیں

جناب والا! یہ ایک غلطی کا ازالہ میرے بھائی سردار سکندر حیات نے جوش خطابت میں جناب سردار نصر اللہ خاں دریشک کو reverend کہہ دیا ہے۔ الحمد اللہ وہ مسلمان ہیں ابھی وہ reverend نہیں ہوئے۔ جناب والا! گزارش یہ ہے کہ چونکہ Christian religious hierarchy کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ اس میں میں نے کوئی ایسی بات نہیں کہی۔ انگریزی مسئلہ ہے جناب والا! میں آج امن عامہ کی بحث میں آپ کو جرائم کی تعداد نہیں گنواؤنگا کہ ضلع میں کتنے قتل ہوئے ہے۔ کتنے ڈاکے پڑے ہیں۔ کتنی چوریاں ہوئی ہیں۔ کیونکہ یہ تو روز اخبار میں آتا ہے کہ اس ملک میں کیا ہو رہا ہے۔ میں آپ سے گزارش کروں کہ میرا آج کا موضوع ہے کہ اس کی وجوہات کیا ہیں۔ اس کے پیچھے کون سے عوامل کار فرما ہیں۔ میں آپ کے سامنے crime اور criminalization پر تھوڑی سی روشنی ڈالوں گا کہ کرائمز کے causes کیا ہوتے ہیں۔ اور crime کی definition کیا ہوتی ہے۔ اور کرائم کی مختلف

اقسام کیا ہوتی ہیں۔ تو پھر میں آخر میں آپ کو بتاؤں گا کہ ہمارے ملک میں کیا خرابی ہوگئی ہے جس کی وجہ سے پولیس کے ہوتے ہوئے، حکومتوں کے ہوتے ہوئے اور باضمیر اچھے لوگوں کے ہوتے ہوئے حالات خراب ہوتے جا رہے ہیں۔ جناب والا! جرم کی ابتدا تو ابتدائے انسانیت سے ہوگئی تھی جب ہابیل اور قابیل میں سے ایک نے دوسرے بھائی کو قتل کر دیا تھا۔ اس کے بعد جرائم انبیاء کے وقتوں میں بھی ہوتے رہے ہیں۔ قتل بھی ہوتے رہے ہیں۔ چوریاں اور ڈاکے بھی ہوتے رہے ہیں۔ اغوا بھی ہوتے رہے ہیں۔ زنا بھی ہوتے رہے ہیں۔ ہر قسم کے سماجی جرائم انبیاء کے وقتوں میں بھی ہوئے ہیں۔ لیکن فرق کیا ہے؟ فرق صرف یہ ہے کہ جب جرم کو جرم سمجھا جائے گا اس کو اور معنی پہنائے جائیں گے تو اس سے کام خراب ہوگا۔ جناب والا! جرائم کیوں پیدا ہوتے ہیں؟ قتل کیوں ہوتے ہیں؟ ذاتی دشمنی کی وجہ سے ہوتے ہیں۔ اور یہ جو چوریاں اور ڈاکے ہوتے ہیں یہ معاشی ناہمواری کی وجہ سے ہوتے ہیں۔ economic inequality کی وجہ سے ہوتے ہیں۔ اور یہ ماحول کی وجہ سے ہوتے ہیں۔ اکثر کنبوں کے گھریلو حالات ایسے ہوتے ہیں کہ اس سے کرائم جنم لیتا ہے۔ جناب والا! امتیازی سلوک یعنی discriminatory attitudes سے جرائم جنم لیتے ہیں۔ احساس محرومی سے جرائم جنم لیتے ہیں۔ اور بے روزگاری سے جرائم جنم لیتے ہیں۔ اور احساس نمود و نمائش اور سماجی social conditions سے جرائم جنم لیتے ہیں اب اس کے آگے میں اس کی definition پر آؤں گا کہ کرائم کیا ہوتا ہے؟ تو یہ Clayton کی کتاب ہے اس میں اس نے لکھا ہے کہ The central theme of the legal decision is quite simple Crime is any act that violates a criminal law لیکن جناب والا! صرف criminal law کو violate کرنے سے crime create نہیں ہوتا۔ اس کے آگے آتا ہے کہ

> For example, one of the most popular definition expressing this view suggests that the essential characteristic of crime is that it is the behaviour which is prohibited by the state as an injury to the state against which the state may react.

اس پر میں بعد میں آؤں گا کہ سٹیٹ کے خلاف injury crime اور crime کیا ہوتا ہے اور سٹیٹ کا reaction اس کے خلاف کیا ہوتا ہے۔ At least as a last resort by punishment etc etc

اس کے بعد جناب crime کی ایک صورت ہوتی ہے behaviour کے طور پر ایک آدمی کا رویہ مجرمانہ ہے۔ ایک crime ہوتا ہے کہ label ہوجاتا ہے۔ اس پر label ہو جاتا ہے۔ کہ اس کا یہ جرم ہے۔ تو یہ جو behaviour سکول ہے اس سلسلے میں وہ کہتے ہیں کہ

The more recent variance of the normative approach expands this list even further Writers have argued, for example that a truly humanistic criminology would direct its attention to the acts that violates the basic human rights Hence criminologists should investigate racism, sexism, imperialism and the like

یہ ہے کہ یہ جو imperialism ہے اور جو امیر کی امارت اور غربت کا فرق ہے اسے بھی study کرنا چاہیئے۔ جناب والا! اب آگے آتے ہیں کہ لیبل کیا ہوتا ہے؛ اور crime کی جو definition ہے An act takes place. اس کو بھی میں چھوڑ دیتا ہوں تا کہ آپ لیبل پر آئیں۔

A number of criminologists view crime as consequential social interaction, a result of a process that involves both the rule violaters and others. Who are the others

ایک تو وہ ہے جو رول کو violate کرتے ہیں اور others کون ہیں؟ other میں آتا ہے

The community, the police and the courts who see person's behaviour as criminal Crime according to this view is essentially a label attached to a person's behaviour by others Behaviour must be defined labelled as crime, but it is not this behaviour itself that constitutes crime rather the behaviour is criminalised.

اب جناب والا! کچھ crime ہوتا ہے جو آپ مجبوری سے کرتے ہیں اور ایک crime ہوتا ہے جو آپ خوشی کے لیے کرتے ہیں۔ Trigger happy, for pleasure sake اس کی detail میں میں نہیں جاؤں گا۔ پھر کرائم کی biological reasons ہوتی ہیں۔ کہ ایک آدمی کی جو biological formation ہے اس سے بھی crime جنم لیتا ہے۔ آگے حضور والا آتا ہے کہ

Sociogenic theories of crime have scrutinised virtually every kind of social sector, conceivable, cause of relevance. most commonly criminal conduct has been attributed to defect in child roaring practices, family environments, group of associates, poverty and affluence.

اس کے بعد حضور یہ آرہا ہے کہ

Criminality is said to be likely to occur when -

(i) other members of the family are criminal delinquent or alcoholic.

دریشک صاحب! یہ میں سیاسی ماحول کے لیے کہتا ہوں کہ الکوہلزم جو ہے۔ جو شراب کا استعمال ہے یہ بھی جرائم کو جنم دیتا ہے۔

(ii) The whole has been broken by divorce, death or disertion

(iii) Direct control lacking

آج کل یہ مسئلہ ہے کہ والدین کا کنٹرول اولاد پر نہیں اس کے بعد نمبر 4

(iv) Disruptive or uncongenial family relationship exist, from dominance, jealousy, neglect, favouritism and the like.

یہ جو neglect or favouritism ہے یہ بھی crime کو جنم دیتا ہے جو آج کل ہماری سوسائٹی میں ہے۔ اس کے بعد آتا ہے۔ نمبر 5

(v) That the family is marked by unconventional social arrangements such as racial or religious mixing or the home atmosphere somehow abnormal in a foster home or in institutional environments

(vi) Unemployment and other financial difficulties disrupt the family

جناب والا! یہ کتاب sociologists اور criminologists نے لکھی ہے۔ میں نے وجوہات دی ہیں۔ میں صرف پانچ چھ منٹ میں windup کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: یہ مائم تو آپ نے اپنا کتاب پڑھنے میں صرف کر دیا ہے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب والا! میں ڈگر سے ہٹ کر بات کر رہا ہوں۔ میں جو cause ہے اس کا main factor expose کر رہا ہوں۔ اور شکر ہے خدا کا کہ میں کچھ نئی بات کر رہا ہوں۔ آپ مجھے پانچ منٹ دیں کیونکہ میری تو زبان بھی خراب ہے اور میں ذرا آہستہ بولتا ہوں۔

جناب سپیکر: میرا خیال تھا کہ شاید آپ کچھ contribute کرتے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب والا! اگر آپ اسے نہیں سننا چاہتے اور اگر میرے دوستوں کو یہ اچھا نہیں لگتا تو میں نہیں سناتا۔ یہ تمام behaviours جو میں نے گنوائے ہیں اور grievances میں نے گنوائے ہیں جرائم ہمیشہ ان ہی سے پیدا ہوتے ہیں۔ جناب والا! ہمارے ہاں خرابی کہاں سے پیدا ہوئی ہے۔ میں اپنی تقریر مکمل کرنے کے لیے صرف پانچ منٹ لوں گا۔ حضور والا! یہ خرابی اس وقت پیدا ہوتی ہے جب وہ لوگ جن کی ذمہ داری جرائم پر قابو پانا ہے اور وہ لوگ جن کی ذمہ داری ملک کا نظم و نسق چلانا ہے وہی لوگ جرائم کی سرپرستی کرتے ہیں مجرموں کو پالتے ہیں ان کے پرچے نہیں ہونے دیتے And I am quoting the IG, the Acting IG of Punjab. انہوں نے کہا کہ میں کیا کروں مجھے تو مجرموں کی انکوائری کوئی نہیں کرنے دیتا And it is a fact. گجرات کے تین چار کیسز ایسے ہیں کہ آئی جی صاحب ان پر آرڈر کئے مگر ان پر آج تک کوئی انکوائری نہیں ہو سکی

I don't see a hanging sword on thear heads, they are helpless. They are remotely controlled.

اور جناب والا! یہ اس وقت ہوتا ہے جب اس ملک کی مخالفت کرنے والے اور اس ملک کی بنیادوں کی مخالفت کرنے والے اس ملک کے ٹھیکے دار بن گئے اور یہ ضروری نہیں کہ گلی میں پلنے والا غریب آدمی یہ جرم کرے یا مجرم ہی کرے crime کسی لیول پر ہو خواہ یہ سیاسی سطح پر ہو خواہ یہ وزارتی سطح پر ہو خواہ وہ وزارت اعلیٰ پر ہو وہ تو جناب والا! crime ہی رہتا ہے اور جناب والا! Crime کو اس لحاظ سے دیکھنا ہے کہ اگر ایک نام نہاد خاندانی آدمی' ایک نام نہاد وڈیرہ زنا کرتا ہے شراب پیتا ہے اور لوگوں کو جوتے مرواتا ہے تو جناب والا! وہ تو جرائم نہیں اسے تو کہیں گے کہ یہ تو خاندانی آدمی ہے یہ تو ان کے مزارع ہیں اور اگر ایک غریب آدمی بیماری کی وجہ cough codeine پی رہا ہے تو اسے کہتے ہیں کہ یہ تو چرس پیتے ہوئے پکڑا گیا ہے اس لیے بڑے آدمی پر تو ہاتھ نہیں ڈالا جا سکتا جناب والا!

جوتے کھانا ہی جرم نہیں۔ یہ مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ خرابی وہاں ہے کہ جب حکومتیں اپنی سیاست کو بدمعاشوں کی بیساکھیوں پر کھڑا کر دیتی ہے اور پھر ان بیساکھیوں کو مضبوط کرنا پڑتا ہے اور میں اس فلور پر بطور ایک ایم۔پی۔اے یہ کہتا ہوں۔

Without fear of contradiction, that the politicians of this country breed corruption. In this corruption, there has been corruption and there has been a further corruption and they blame others for that corruption

جناب والا! حکومتوں کا وقار جرائم پر قابو پانے سے بنتا ہے اگر وہ مجرموں کو اپنی حکومت کی طوالت کے لیے استعمال کریں گے تو وہی مجرم ان کو بھی نگل لیں گے اور پیرفضل گجراتی نے کہا ہے۔

کر کے ظلم عروج نوں پان والے ایس گل دا ذرا دھیان رکھیں
جا کے اتھی ہوا وچ پاٹ جاون جتھاں گڈیاں نوں کھلی ڈور لبھے

جناب والا! مسئلہ کہاں پر پیدا ہوا یہ سکولوں اور کالجوں میں غنڈہ گردی کون لے گیا؟اس کو اچھا شوگر والا یا جگا گجر نہیں لے کر گیا وہاں ہم لے کر گئے ہیں سیاسی پارٹیز لے کر گئی ہیں اور نام نہاد اسلام اور پاکستان کے ٹھیکے دار لے کر گئے ہیں کہ جب پاکستان بن رہا تھا وہ اس کی مخالفت کر رہے تھے اور اب جو اس پاکستان کو مضبوط کر رہا ہے اس جمہوری سسٹم کو مضبوط کر رہا ہے وہ قوتیں ان کے خلاف ہیں اب جناب والا! میں آخری بات کرنے والا ہوں۔

جناب والا! آئین کی خلاف ورزی اور آئین سے ہٹ کر کام کرنا حکومتوں کے لیے سب سے بڑی بدمعاشی اور جرم ہوتا ہے آج اخباروں کے اندر وفاقی حکومت کے خلاف جو اشتہارات آ رہے ہیں اور یہ بدمعاشی کی انتہا ہے اور جو بیٹا اپنے باپ کے مراتب کو چھوڑ دیتا ہے۔

جناب سپیکر، نواب زادہ صاحب' آپ کی تقریر کا وقت ختم ہو گیا ہے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، جناب والا! اب میں اپنی تقریر کو وائنڈ۔اپ کرنے لگا ہوں اور یہ میرے آخری جملے ہیں۔

جناب سپیکر، میں نے پانچ منٹ آپ کو پہلے زیادہ دے دیئے ہیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب والا! میں اپنی تقریر تیس سیکنڈ میں ختم کرتا ہوں۔

جناب والا! یہ جو مرکز اور صوبے کی کش مکش ہے یہ بھی جرائم کو جنم دیتی ہے کیونکہ اس سے بدعنوانیوں کو جنم ملتا ہے اس کا ذمہ دار کون ہے یہ تو بعد میں بات کریں گے اور جو اپنے مراتب سے تجاوز کرتے ہیں اور اپنی حیثیت سے تجاویز کرتے ہیں اگر صوبہ وفاق کو takeover کرتا ہے اور اگر صوبہ خواہ وہ کتنا ہی صحیح ہو اگر وہ وفاق کو چیلنج کرتا ہے تو یہ بھی جرائم کو جنم دیتا ہے۔ تو جناب والا! ایک چھوٹا آدمی اور جسے غریب آدمی کہتے ہیں اور جو سڑکوں پر جرم کرتا ہے اسے قابو کیا جا سکتا ہے آئی۔جی۔پنجاب ایک غنڈے کو قابو کر سکتا ہے مگر آئی۔جی ایک وڈیرے' ایک سیاست دان' ایک ایم۔این۔اے' ایک ایم۔پی۔اے اور وزیراعلیٰ کے جرائم کو تو قابو نہیں کر سکتا کیونکہ آئی۔جی۔ کی جان اس کی مٹھی میں ہے اور یہ میرا آخری شعر ہے اسے میں ہمیشہ پڑھتا ہوں۔

ایسا نہ ہو یہ درد بنے درد لادوا
ایسا نہ ہو کہ تم بھی مداوا نہ کر سکو

جناب سپیکر: ٹریژری بنچوں کی طرف سے سردار عاشق حسین گوپانگ کا نام نہیں مگر ان کی طرف سے ایک چٹ آئی ہے کہ وہ بات کرنا چاہتے ہیں۔ تو کیا سردار صاحب آپ بات کرنا چاہتے ہیں؟

سردار عاشق حسین گوپانگ: جناب سپیکر! میں صرف ایک منٹ ہی لوں گا۔

جناب سپیکر: کیا آپ امن عامہ پر بات کرنا چاہتے ہیں یا آپ کا پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

سردار عاشق حسین گوپانگ: جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر نہیں میں تو امن عامہ پر بات کرنا چاہتا ہوں۔ تو اگر مجھے اجازت ہو تو میں عرض کروں۔

جناب سپیکر: میں نے پہلے یہ عرض کی ہے کہ میرے پاس ٹریژری بنچز کی طرف سے جو نام آئے ہیں ان میں سردار عاشق حسین گوپانگ کا نام آج کے مقررین میں نہیں لیکن میرے پاس ایک انفرادی چٹ آئی ہے جس میں آپ کا نام موجود ہے اس لیے میں نے آپ سے پوچھا ہے کہ کیا آپ امن عامہ پر بات کرنا چاہتے ہیں یا نہیں؟

سردار عاشق حسین گوپانگ: جی جناب والا! میں اس پر بات کرنا چاہتا ہوں اسی لیے میں نے یہ چٹ بھجوائی ہے اگر آپ مجھے آج اجازت دیتے ہیں تو ٹھیک ہے ورنہ آپ کی مرضی۔ اگر آپ کل کے لیے کہتے ہیں تو بھی آپ کی مرضی۔

جناب سپیکر، تو پھر کل کر لیں۔

سردار عاشق حسین گوپانگ، ٹھیک ہے جی۔

جناب محمد شاہنواز چیمہ ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! ہماری گورنمنٹ تو وزراء کو بنا رہی ہے میں نے پہلے بھی پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا تھا تو جناب والا! ان کو نہ تو گھر ملتے ہیں ایک تو میرے کہنے پر نوانہ صاحب گھر چھوڑ گئے ہیں لیکن جناب والا! یہ کتنی زیادتی کی بات ہے کہ چودھری غفور صاحب جو ایم۔این۔اے ہیں اور وہ وہاں رہتے ہیں لیکن جناب والا! وہ لاہور میں اپنا گھر بھی نہیں چھوڑتے اور انہیں ملازمین کی جو مراعات تھیں وہ بھی ابھی تک ان کے پاس ہیں تو جناب والا! یہ کتنی غیر قانونی بات ہے اصل بات تو یہ ہے کہ جب تک اوپر والے ٹھیک نہیں ہوں گے تو پھر نیچے امن عامہ کی صورت حال کیسے ٹھیک ہو گی؟

جناب سپیکر، چیمہ صاحب کیا آپ یہ بات لاء اینڈ آرڈر پر کر رہے ہیں؟

جناب محمد شاہنواز چیمہ، نہیں جناب والا! یہ میں نے پوائنٹ آف آرڈر پر عرض کیا ہے

جناب سپیکر، تو گھر چھوڑنا یا نہ چھوڑنا یہ کیسے پوائنٹ آف آرڈر بنتا ہے؟

جناب محمد شاہنواز چیمہ، جناب والا! یہ جو حکومت کے آدمی ہیں یہ گھر انہیں بطور وزراء کے ملے تھے اور انہیں بطور ایم۔این۔اے کے گھر نہیں ملے تھے تو جناب والا! یہ نئے وزیر تو در در کی ٹھوکریں کھا رہے ہیں۔ ایک کو گھر نہیں مل رہے اور دوسرے گھر نہیں چھوڑ رہے۔

جناب سپیکر، اچھا نئے وزراء کے احساسات آپ کو یہ بات کرنے پر مجبور کر رہے ہیں۔

جناب محمد شاہنواز چیمہ، جناب والا! وہ بار بار مجھے تنگ کرتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس تو اتنی طاقت نہیں کہ ہم ایوان کو بتائیں کہ ہمارے ساتھ اتنی زیادتی ہو رہی ہے انہوں نے ہمیں وزیر تو بنا دیا ہے لیکن ہمیں گھر نہیں دیتے۔

بابو محمد منیر، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب سپیکر! اگر کسی کا حق غصب کر لیا جائے تو امن و امان کو صورت حال خراب ہوتی ہے جناب چیمہ صاحب کو پوائنٹ متعلقہ ہے۔

بابو محمد منیر ، جناب سپیکر! میں آپ کا ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے اپنی گزارشات پیش کرنے کا

موقع فراہم فرمایا کچھ دنوں سے پنجاب اسمبلی میں امن عامہ کی صورت حال پر سیر حاصل بحث ہو رہی ہے لیکن مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ ہمیں پنجاب کے عوام نے ووٹ دیئے ہیں ہم پنجاب کی نمائندگی کرتے ہیں اور پنجاب کے لوگوں کی شکایات کا ازالہ کرنے کے لیے ہم یہاں آتے ہیں۔ لیکن ہم پنجاب کی بات کم کرتے ہیں۔ کبھی ہم سندھ کو discuss کرتے ہیں' کبھی ہم وفاقی حکومت کو discuss کرتے ہیں اور ہم یہ نہیں دیکھتے کہ ہمارا فرض منصبی کیا ہے۔ ہم اس فلور پر پنجاب کے عوام کا mandate لے کر آئے ہیں لیکن ہم اپنا تمام تر وقت مرکزی کی حکومت کے خلاف سازشیں اور مرکز کی حکومت کے خلاف تنقید کرنے میں گزار دیتے ہیں۔ ہمیں چاہیے تو یہ تھا کہ ہم پنجاب کے اس فلور پر پنجاب کی بات کرتے۔ پنجاب کے عوام کی بات کرتے۔ پنجاب کے عوام کی فلاح و بہبود کی بات کرتے۔ لیکن ہم نے ایسا نہیں کیا۔

جناب سپیکر! جہاں تک امن عامہ کی صورت حال کا تعلق ہے تو کئی روز سے بلکہ گذشتہ ماہ سے اخبارات کی سرخیاں یہ آ رہی ہیں کہ ساہیوال میں 30 منٹ میں دو ڈاکے پڑے۔ جناب سپیکر! اس کے بعد گوجرانوالہ میں ایک دن میں تین ڈاکے پڑے۔ فیصل آباد میں ایک فلائنگ کوچ کو لوٹ لیا گیا۔ سیالکوٹ میں بینکوں کو لوٹ لیا گیا تو پھر بھی حزب اقتدار کے بنچ پر بیٹھے ہوئے میرے ایک دوست نے یہ کہا کہ پنجاب کی صورت حال تسلی بخش ہے اگر یہ صورت حال تسلی بخش ہے تو جناب سپیکر! پھر غیر تسلی بخش کون سی صورت حال ہوگی؟۔ یہاں لوگ کو عدم تحفظ ہے۔ یہاں لوگوں کو اپنے حقوق کے لیے لڑنا پڑتا ہے تو پھر یہ بات ہوتی ہے کہ یہاں صورت حال تسلی بخش ہے۔ جناب عالی! پورے پنجاب میں اس وقت ہر آدمی عدم تحفظ کا شکار ہے۔ ہر آدمی سہما ہوا ہے۔ ہر آدمی یہ سوچ رہا ہے کہ میری عزت محفوظ نہیں۔ ایسا ہوا کیوں؟ جناب عالی! ایسا اس لیے ہوا کہ پنجاب پولیس اور پنجاب کے دوسرے ادارے جن کا کام امن عامہ کی صورت حال کو maintain کرنا تھا انہوں نے ایسا نہ کیا بلکہ انہوں نے یہ کیا کہ گوجرانوالہ میں اگر جناب شہباز شریف صاحب جاتے ہیں تو ان کے لیے وائرلیس پر بھی جو نام آتا ہے وہ یہ ہوتا ہے کہ چیف منسٹر صاحب آ رہے ہیں۔ گوجرانوالہ شہر کی پوری ٹریفک بند کر دی جاتی ہے۔ شہریوں کا داخلہ بند کر دیا جاتا ہے۔ اور انہیں پورے اعزاز کے ساتھ' انہیں پورے پروٹوکول کے ساتھ لایا جاتا ہے اور یہ وہ لوگ ہیں جناب میں ان افسروں کو بھی یہ کہوں گا کہ یہ خوشامدی افسر ہیں۔ یہ خوشامد میں ملوث ہوگئے ہیں۔ یہ صرف اپنے شاہ کے وفادار ہیں۔

اس صوبے کے وفادار نہیں یہ ان کو پروٹوکول دینے میں مشغول ہوگئے اور جناب اس کے بعد انہوں نے ان سے کام لیے۔ پنجاب گورنمنٹ نے کام لیے' وزراء نے کام لیے۔ میں معافی کے ساتھ عرض کرتا ہوں کیونکہ شاید اس میں کچھ پردہ نشینوں کے بھی نام آ جائیں گے۔ انہوں نے جناب کیا کام لیے۔ میں گوجرانوالہ کی مثال دیتا ہوں کہ وہاں لالہ ادریس ایک کونسلر ہے اور وہ باعزت شہری ہے کسی سے اس کا Character چھپا ہوا نہیں۔ اس کے چچا کو قتل کر دیا گیا اور پرچہ بھی قتل کا اسی پر دے دیا گیا۔ اس کے بعد جناب ایک بینک ڈکیتی جو فرضی تھی اس کا بھی اسی کے نام پرچہ دے دیا گیا۔ یہ تمام سیاسی پرچے سیاست میں ملوث افسروں نے دینے شروع کر دیئے اور انہوں نے اپنے سیاسی مقاصد حاصل کرنے کے لیے ان افسروں کو ترقیاں دیں۔ سٹی کے ڈی ایس پی کو ایس پی بنا دیا گیا اور پھر اس ایس پی کا میں آپ کو اس ہاؤس میں بتاتا ہوں کہ موضع دے کے حبیب بینک میں ایک ڈکیتی ہوئی اور ڈاکو 18 ہزار روپے لے گئے اس ڈی۔ایس۔پی نے یہ کہا کہ بقایا رقم لائیں ہم سب کی سب لکھ لیتے ہیں۔ جناب عالی! گوجرانوالہ میں ہی ایک ہیروئن کے سوداگر کو پکڑا گیا پھر رات کو ہی وہ پرچہ خارج کر دیا گیا اور ان سے 6 لاکھ روپے رشوت وصول کی گئی۔ جس تھانے دار نے وہ پرچہ دیا تھا اس کو تبدیل کر دیا گیا تھا۔ جناب یہ تمام افسران جو اس وقت سیاست میں ملوث ہیں جب تک یہ سیاست میں ملوث رہیں گے جب تک یہ شاہ کو خوش کرتے رہیں گے۔ جب تک یہ صوبے کا اپنے آپ کو ملازم نہیں سمجھیں گی اس وقت تک اس صوبے میں امن و امان قائم نہیں ہوگا۔ جناب عالی! اسمبلی میں ہم سب کو چاہیئے کہ ہم حق و انصاف کی بات کریں۔ ہم عوام کے حقوق کی بات کریں لیکن افسوس یہ ہے کہ ہم میں سے بھی کافی لوگوں کے منہ پر پلاٹوں کی چھاپ لگا دی گئی ہے۔ افسروں کو من مانی کارروائیاں کرنے کا حق دیا گیا ہے۔ سیاسی مقاصد حاصل کئے جا رہے ہیں۔ کسی کو صوبے کے امن و امان سے غرض نہیں۔ صرف اور صرف سیاسی دوکانداری چمکانے کے لیے افسران کو کھلی چھٹی دے دی گئی ہے جناب عالی! آخر میں' میں یہ بھی کہوں گا کہ جب کسی صوبے میں کوئی افسر لگانا ہوتا ہے تو پنجابی میں' میں عرض کروں گا کہ۔

> جن جن کے نالائق افسر لا دتے جاندے نیں اور جنے سی ایس پی افسراں نوں
> کھڈے لین لا دتا گیا اے ایس واسطے کہ او وفاق دے ملازم نیں شاید وفاق نال
> ہم دردیاں کرن گے۔

اس سے صوبے کی امن و امان کی صورت حال کو اگر آپ صحیح رکھنا چاہتے ہیں تو ان افسروں کو تبدیل کریں۔ سی ایس پی افسر لگائے جائیں۔ان افسروں کو نہ لگایا جائے جو رشوت لینے کے ماہر ہیں اور انہوں نے اس پاکستان کو اس طرح لوٹا ہے جس طرح نادر شاہ نے دلی کو لوٹا تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ جناب والا! آپ اس کرسی پر تشریف رکھتے ہیں اس لیے آپ صرف اس ہاؤس کے custodian نہیں آپ پورے پنجاب کے custodian ہیں۔ اگر آپ نے ایک بھی انصاف کرا لیا تو میں سمجھوں گا کہ آپ نے بہت بڑا کام کیا ہے۔ میں اس فلور پر پوری ذمہ داری سے بات کرتا ہوں کہ للہ ادریس کے قتل کی تفتیش کرائی جائے اور ازسرنو تفتیش کرائی جائے اس میں اگر وہ ملوث پایا جائے تو مجھے آپ کیفرکردار تک پہنچا دیں۔لیکن اگر وہ بے گناہ ہے تو میں سمجھوں گا کہ آپ اس صوبے میں انصاف قائم کرنا چاہتے ہیں۔ اس کو انصاف دیں۔ اس کے ساتھ ہی میں آپ کو شکریہ ادا کرتے ہوئے اپنی تقریر کو ختم کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی محترمہ نصرت رشید صاحبہ

باجی نصرت رشید: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ سپیکر صاحب! میں پنجابی وچ بولاں گی۔

جناب سپیکر: جی۔

باجی نصرت رشید: *** سب سے پہلے میں سٹیلائٹ ٹاؤن کی بات کروں گی جہاں ڈاکٹر افضل اعزاز رہتے ہیں وہاں ایک کار پارکنگ کا پلاٹ تھا اس کار پارکنگ کے پلاٹ کو انہوں نے چار چار انچ دیواری کھڑی کر کے اسے ایک سٹیپ اونچا کر کے قبضہ کر لیا ہے۔ اس علاقے کے لوگ جس وقت تھانے میں گئے ہیں تو ان کی کوئی شنوائی نہیں ہوئی۔ وہاں کے میئر نے اس کار پارکنگ کے لیے ممبنڈر طلب کیے ہیں لیکن اس کے باوجود ڈاکٹر افضل اعزاز نے چونکہ ان کے پاس جھنڈے والی گاڑی ہے اور اس پر کوئی بھی حرف نہیں آسکتا۔ انہوں نے چار دیواری کھڑی کی اور چار دیواری کھڑی کر کے اسے کافی اونچا کر لیا ہے جس میں اب کار پارکنگ نہیں ہوسکتی۔ جس وقت اس مارکیٹ کے لوگ تھانے میں گئے تو تھانے والوں نے صاف کہہ دیا کہ ہم نے رپورٹ نہیں لکھنی اس لیے کہ ہماری یہ ضرورت نہیں۔ اس کے بعد امن عامہ کی تھانے پر بات آتی ہے۔ ہم تمام لوگ اس ملک کے رہنے والے ہیں۔ پنجاب کے رہنے والے ہیں۔ ہمیں پتا ہے کہ کیا کیا ہو رہا ہے اور تھانوں کے زیر نگرانی فحاشی کے اڈے بھی چلتے ہیں چرس کے اڈے بھی چلتے ہیں' جوئے کے اڈے بھی چلتے ہیں باقاعدہ ان کی منتھلیاں لگی ہوئی

*** پنجابی کی تقریر کا اردو ترجمہ

ہیں۔ کوئی ان کو روک رکاوٹ نہیں اور ہر گھر کا انہیں پتا ہے کہ کس گھر میں کون مجرم ہے اور کیا جرم کر رہا ہے اس کے باوجود انہوں نے کبھی بھی اس چیز پر نوٹس نہیں لیا ہاں البتہ کوئی شریف آدمی تھانے کے قریب سے گزر جائے تو اسے ضرور کھنگ کر بلالیں گے کہ تم یہاں سے گزرے تھے کیا بات ہے؟ اندر بیٹھ جاؤ اور اسی طرح جس وقت قتل ہوتے ہیں اور کوئی بھی قتل کا گواہ نہیں ملتا اور اس لیے نہیں ملتا کہ اسے پتا ہے کہ اگر میں نے کہا کہ میرے سامنے یہ قتل ہوا ہے تو وہ کہیں گے کہ تم تو بیٹھ جاؤ کہ تم نے دیکھا ہے۔ اور قاتل کو کبھی نہیں پکڑیں گے اسی طرح جس وقت لڑائیاں ہوتی ہیں اور پنجاب پولیس اس وقت جاتی ہے جس وقت ٹانگیں بازو ٹوٹ جاتے ہیں اس وقت اسے پکڑ کر ہسپتالوں میں لے جاتے ہیں۔ ان کے ساتھ سودے بازی کرتے ہیں کہ آپ کتنے پیسے دیں گے۔ جس وقت کوئی زخمی ہوتے ہیں' حادثات ہوتے ہیں تب بھی اس طرح ہی ہوتا ہے تھانے میں جو حادثہ کرنے والا ہے اسے بٹھا لیتے ہیں۔ جن کا کوئی بندا مر چکا ہے یا شدید زخمی ہوا ہوتا ہے اس کے ساتھ پھر پیسوں کی بات کرے گے۔ آپ مکائیں ورنہ تم پر قتل کی دفعہ لگتی ہے بتاؤ کتنے پیسے دو گے تاکہ دفعہ کم کریں۔ جس وقت حلقہ نمبر چھ کے الیکشن ہوئے ہیں' ضمنی انتخاب ہوئے ہیں۔ اس حلقے کے پٹواری نے الیکشن لڑا ہے' اس حلقے کے تھانوں نے الیکشن لڑا ہے۔ اس حلقے کے طاہر ڈی۔ ایس۔پی نے الیکشن لڑا ہے وہاں کے امیدوار کا علاقے کے لوگوں کو بالکل علم نہیں۔ کیونکہ وہ اتنا معروف ہی نہیں ہے۔ سوائے اس کے کہ اسے بٹیروں کا شوق ہے بٹیرے ضرور اس نے پالے ہوئے ہیں اور ان کے ساتھ کھیلتا ہے۔ یہ حال جس صوبے کا ہو پھر اس صوبے کی کیا بات کریں گے۔ شیر پنجاب ہم کہلواتے ہیں اور اتنے اتنے بڑے بڑے جلسے اور جلوس نکلواتے ہیں تاکہ لوگوں کو پتہ چلے کہ ہمارے ساتھ بڑی طاقت ہے۔ طاقت اس طرح نہیں ہوتی بلکہ طاقت اس طرح ہوتی ہے کہ آپ بغیر جھنڈے جا کر پتہ کریں کہ تمہارے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔ جس وقت عوام پوچھتے ہیں کہ ہمارے مسائل کہاں حل ہوئے ہیں اس کا جواب دیں کہ آپ مسائل کیا حل کر رہے ہیں آپ نے تو اس طرح کیا ہوا ہے کہ ان پنچوں والے بالکل اچھوت ہیں یہ پنجاب کے لوگ نہیں تو سارا پنجاب ان پنچوں پر ہے۔ تھانوں میں جب حکومت کی طرف سے کوئی حکم ملتا ہے تو ایک کی بجائے دس کو پکڑتے ہیں۔ اس لیے کہ میرا پھل ایک اور بڑھے گا۔ صاحب خوش ہوگا کہ میں ایک کی بجائے چاروں کو پکڑ کر لایا ہوں اور ان کو پھینٹی بھی لگائی ہے کیونکہ مخالف پارٹی کے لوگ ہیں۔ اگر اسی طرح نفرتیں بڑھتی رہیں تو

پھر جو مرکز کا خواب دیکھ رہے ہیں ان کا خواب کبھی شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکتا انہیں ان چیزوں پر پچھتانا پڑے گا۔ آئندہ الیکشن میں ان کو بھگتنا پڑے گا کہ کس طرح ہنسی کھلتی ہے ان پنجاب کے لوگوں نے ہی ان کو کھڑا کر کے پوچھنا ہے۔ ہمارے حساب دو جو کچھ آپ نے اسمبلیوں میں بیٹھ کر ہمارے ساتھ کیا ہے' اور جو آپ نے ہمارے مذاق اڑائے ہیں جس طرح آپ نے پنجاب کے صوبے کو تذلیل کیا ہے۔ میں دوسرے صوبوں کا اس لیے نام نہیں لوں گی کہ ہم پنجاب کے لوگ ہیں ہمیں پنجاب کے عوام نے منتخب کیا ہے اس لیے ہم پنجاب کی بات کریں گے۔ یہ جب سندھ کی بات کرتے ہیں تب ان کو اتنا خیال نہیں آتا کہ سندھ میں قتل و غارت اور مارکٹائی کرنے والے ان کو تو آپ نے خطاب دیا ہے ان کو تم نے ساتھ ملا کر ایم۔ کیو۔ایم کو ساتھ ملا کر کھیوں کی ساتھ سجا کر پنجاب کا کلا ان کی سر پر دے کر ساتھ لے کر چلے ہو۔ کم از کم یہ تو سوچیں وہاں جو کچھ پنجاب کے لوگوں کا حال ہو رہا ہے کبھی اس کا تمہیں خیال آیا ہے تمہیں اس لیے اس کا خیال نہیں آیا کہ اس میں تمہارا کوئی بہن بھائی نہیں۔ جن کے وہاں کوئی بہن بھائی کوئی رشتے دار ہیں ان کو اس علاقے کا دکھ ہے۔ تمہیں کوئی دکھ نہیں ہے۔ تم مست ہاتھیوں کی طرح پھرتے ہو تم پنجاب کی باتیں کر رہے ہو۔ پنجاب میں لوگوں کو مار رہے ہو اور علاقوں کو تھانوں کے سر پر چھوڑا ہوا ہے۔ تھانے ہی ساری کارکردگی پا رہے ہیں۔ اور تمہارے جلسے جلوس کامیاب کر رہے ہیں تمہیں کامیاب کر رہے ہیں۔

صحت کے متعلق میں بات کروں گی تو ہسپتالوں کا ذکر آئے گا۔ اس سے پہلے بھی میں نے بات کی تھی کہ تم نے ہسپتالوں کا بجٹ بڑھایا ہے لیکن اس بجٹ کا لوگوں کو کیا فائدہ ہوا ہی۔ ایک آدمی جب ہسپتال جاتا ہے تو ڈاکٹر کہتے ہیں کہ سرنج بھی بازار سے لاؤ اور دوائیوں کی تو بات ہی چھوڑو۔ اس کے بعد میں تمہیں میں ہولی فیملی ہسپتال کا واقعہ بیان کرتی ہوں کہ عظیم قریشی جو وہاں کا کرتا دھرتا ہے انہوں نے اس کے دوسال مزید بڑھا دیئے ہیں۔ کیونکہ وہ ان کا اپنا منظور نظر ہے۔ اور اس شخص نے کروڑوں روپے کھا لیے ہیں۔ اس کی انکوائری بھی ہوئی ہے۔ جس وقت اس کی انکوائری ہیلتھ سیکرٹری کے پاس آئی ہے تو اس نے دبا دی ہے۔ اس لیے دبا دی ہے کہ یہ مشترکہ کھاتے پیتے ہیں۔ اس لیے میں آج صحت کی کمیٹی سے استعفیٰ پیش کرتی ہوں ان چوروں کے ساتھ میں حصے دار نہیں بننا چاہتی۔ کیونکہ کل کو میں بھی جواب دہ ہوں کہ صحت کی کمیٹی میں بیٹھ کر میں پنجاب کی عوام کے لیے صحت کا کیا مسئلہ حل کیا ہے۔ نام نہاد کمیٹیاں انہوں نے بنائی ہوئی ہیں جن کا کچھ پتا

ہی نہیں کہ کمیٹیوں کے فرائض کیا ہیں کمیٹیوں کے ممبران نے کرنا کیا ہے جب ہم نے کرنا ہی کچھ نہیں پھر ان چوروں کے ساتھ بیٹھنے کو بھی تیار نہیں۔ اس لیے میں آج اس سے مستعفی ہوتی ہوں اور اس کے ساتھ ہی اپنی بات ختم کرتی ہوں۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: اس وقت دو حضرات بات کر سکتے ہیں۔ اور جو لوگ ضروری بات کرنا چاہتے ہیں ان میں سے جاوید محمود گھمن صاحب ہیں' محمود الحسن ڈار صاحب ہیں' اظہر حسن ڈار ہیں راؤ طارق محمود صاحب ہیں۔

جناب محمود الحسن ڈار: جناب آپ مجھے صبح کے لیے وقت دے دیں۔

جناب سپیکر: وینس صاحب بھی کل بات کر لیں گے۔ ان کے بعد راؤ طارق صاحب اور جاوید محمود گھمن صاحب ہیں۔

جناب جاوید محمود گھمن: جناب والا! میری باری ہمیشہ اسی وقت آتی ہے جب ہاؤس میں کوئی نہیں رہتا۔ نہ اخباری نمائندے موجود ہوتے ہیں اور نہ ہی معزز اراکین۔

جناب سپیکر: آپ پھر کل تقریر کر لیں۔

جناب جاوید محمود گھمن: جناب ہمیشہ میرے ساتھ یہی ہوتا ہے۔ اگر آپ آج وقت دینا چاہتے ہیں تو دیں۔ ورنہ پھر کل اپنی تقریر کر لوں گا۔ حالانکہ میرا نام سب سے پہلے تھا۔ پھر یہ کوئی نئی لسٹ بن گئی ہے' یہ لسٹ کتنی دفعہ تبدیل ہوگی اور مجھے یہ بھی بتائیں کہ یہ لسٹ آتی کدھر سے ہے؟ میرا نام اگر پہلی لسٹ میں سب سے پہلے تھا تو اب سب سے آخر میں کیسے آ گیا ہے؟

جناب سپیکر: جاوید صاحب آپ اس وقت بات کرنا چاہتے ہیں یا صبح؟

جناب جاوید محمود گھمن: چلیں ٹھیک ہے۔ جناب میں ابھی کر لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: راؤ صاحب آپ ان کے بعد بات کر لیں۔ جاوید محمود گھمن صاحب۔

جناب جاوید محمود گھمن: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ جناب سپیکر! میں حضرت عمر کے ایک قول سے اپنی بات شروع کرتا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ جو امن و امان کے دشمن ہیں وہ اللہ کے دشمن ہیں اور انسانیت کے قاتل ہیں۔

جناب عالی! سب سے پہلے تو میں یہ عرض کر دوں کہ میں اپنے آپ کو امن و امان تک محدود

رکھوں گا اور کوشش یہ کروں گا کہ ہاؤس کی ڈویژن کا خیال پیدا نہ ہو۔ جو ادارے امن و امان کو قائم رکھتے ہیں ان میں سے محکمہ پولیس کی سب سے زیادہ ذمہ داری ہے۔ یہ پولیس کوئی انگریز کی قائم کردہ یا انگریز کی بھیجی ہوئی پولیس نہیں۔ ہمارے ہی بھائی ہیں' ہمارے ہی بیٹے ہیں' اسی قوم سے تعلق رکھتے ہیں۔ اگر بات کرتے ہوئے کچھ تلخ باتیں ہو جائیں تو وہ کسی کی ذات کے متعلق نہیں ہوں گی۔ میں تو انصاف کو مدنظر رکھ کر ہی اپنی بات کروں گا۔ جناب عالی! پہلی بات تو یہ ہے کہ پنجاب میں مارچ 1985ء سے لے کر جون 1989ء تک 11 ہزار 7 سو 42 قتل ہوئے اور اس طرح یہ اوسط تقریباً آٹھ آدمی روز کے بنتی ہے۔

جناب عالی! پہلی بات تو یہ ہے کہ ہم پنجاب میں بیٹھے ہوئے ہیں' کیونکہ اگر پاکستان میں بیٹھ کر آپ بات بیروت کی کریں' اگر آپ پاکستان میں بیٹھ کر بات انگولا کی کریں' اسی طرح آپ پنجاب میں بیٹھ کر بات سندھ کی کریں تو مناسب نہیں۔ کیونکہ سندھ کے عوامل اور ہیں وہاں کے حالات اور ہیں اور یہ کوئی جواز نہیں کہ کسی اور صوبے میں اگر حالات خراب ہیں تو پنجاب میں بھی حالات ضرور خراب کئے جائیں۔ ہم چونکہ پنجاب کی امن عامہ کی صورت حال پر بحث کر رہے ہیں۔ میں تو یہ چاہتا ہوں کہ اس صوبے کو اللہ تعالیٰ اس طرح کا امن و امان دے کہ ہر آدمی کی عزت محفوظ رہے اور یہاں پر غریب آدمی اور درمیانے طبقے کے لوگ بھی ہر قسم کے شر سے محفوظ رہیں۔ سب سے پہلے میں اپنے ضلع سیالکوٹ سے بات شروع کرتا ہوں۔ سیالکوٹ وہ واحد ضلع ہے------ (اور اس مرحلہ پر بیگم بشریٰ رحمٰن کرسی صدارت پر متمکن ہوئیں)------ (تالیاں)------ سیالکوٹ سارے پاکستان میں واحد ضلع ہے کہ جہاں پر کراچی کو چھوڑ کر سب سے زیادہ ہیروئن بکتی ہے اور ہیروئن کا مافیا گروپ پچھلے دو تین سال سے بہت شدت سے کام کر رہا ہے' اس وقت سیالکوٹ انٹرنیشنل روٹ پر ہے۔ ہیروئن بیچتے ہیں' ہیروئن باہر سمگل کرتے ہیں' اس میں پولیس کے بااثر لوگوں کا اور دوسرے بااثر لوگوں کا بھی ہاتھ ہے۔ جناب والا! اہم بات یہ ہے کہ اگر پچھلے ایک دو سال کے واقعات کو دیکھیں تو کسی اہم ہیروئن کے سمگلر کو نہیں پکڑا گیا' کسی اہم مافیا گروپ کو نہیں پکڑا گیا۔ صرف ایک آدمی پکڑا گیا اور اسے پولیس custody میں رکھا گیا۔ پولیس custody میں سنگین جرائم کرتے ہوئے اور ایک ناٹک کرتے ہوئے بھاگ گیا' اسی طرح سیالکوٹ میں بھی یہ ہوا کہ لوگوں کو دن دیہاڑے سیالکوٹ شہر میں قتل کیا گیا۔ دن دیہاڑے قتل کر کے کچہری میں آ کر کلاشنکوفوں سے اور دیگر

ہتھیاروں سے فائرنگ کی گئی' یہ سیالکوٹ ہی تھا جہاں پر دنیا میں پہلی مرتبہ باہر سے قاتلوں نے جا کر سیالکوٹ جیل میں ایک آدمی کو قتل کر دیا۔ جناب والا! یہ سیالکوٹ ہی ہے جہاں سے lumpsum amount لی جاتی ہے اور بچوں کو قبائلی علاقوں میں لے جایا جاتا ہے اور وہاں لے جا کر پھر بہت سارا معاوضہ لے کر ان کو چھوڑ دیا جاتا ہے۔ جناب والا! اس طرح مافیا گروپ کے علاوہ میں دیکھ رہا ہوں کہ سیالکوٹ کے جو تھانے ہیں ان پر یہ بورڈ لگا ہوتا ہے کہ یہاں پر ناڈٹوں کا داخلہ بند ہے۔ میں پولیس کے بڑے افسران سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ اس قسم کے بورڈ وہاں سے اتار دیں اور وہاں پر یہ عبارت لکھیں کہ "سیالکوٹ کی حدود میں جو تھانے ہیں وہاں صرف اور صرف ناڈٹ ہی داخل ہو سکتے ہیں"۔ کیونکہ وہ ناڈٹوں کا بسیرا بنا ہوا ہے اور یہ ریکارڈ کی بات ہے کہ میرے حلقے میں جتنے تھانے ہیں ان میں جتنے S.H.O ہیں وہ مقدمے درج کرنے سے پہلے دس دس پندرہ پندرہ دن اور بیس بیس دن لوگوں کو حوالات میں رکھتے ہیں اور بعد میں مقدمے درج کئے جاتے ہیں۔ جناب والا! جب نظام ایسا ہو کہ جو S.H.O ہیں وہ پہلے دس پندرہ بیس دن بعد مقدمہ درج کریں پھر S.H.O باہر سے بااثر آدمیوں کو جگا دیں۔ بااثر آدمیوں کو رشوت دیں اور ممبران اسمبلی کی پوچھ پر ان سے مقدمے خارج کریں اور بے گناہ آدمیوں کو ملوث کریں۔ بے گناہ تو چالان ہو جائیں اور جو گناہ گار ہیں ان کو وہ خارج کر دیں۔ اس کے علاوہ سیاسی وابستگی کی بناء پر کہ یہ ایسا معاشرہ نہیں کہ آپ ان کو کھلی چھٹی دے دیں اور یہ جب چاہیں سیاسی وابستگی کی بناء پر بے گناہ کو مقدمات میں ملوث کر دیں۔ خدارا! سمجھائیں کہ اگر بار بار یہ سیاسی وابستگی کی بناء پر ہی لوگوں کو مقدمات میں الجھاتے رہے تو پھر سیاست میں تو کبھی کسی کا آنا ہوتا ہے کبھی کس کا جانا ہوتا ہے۔ یہ دیکھا گیا ہے کہ یہ جو promotion کا طریق کار ہے یہ خاصتاً ان آدمیوں کو دی جاتی ہے جو جائز اور ناجائز طریقے سے ان کے کام کرتے ہیں۔ جن آدمیوں کے ریکارڈ اچھے ہیں جو میرے بھائی اور ساتھی پولیس میں ہیں اور ان کے بہترین ریکارڈ ہیں۔ ان کے ریکارڈ کا اچھا ہونا promotion کی دلیل نہیں۔ میں اس طرح ایک مثال پیش کرتا ہوں کہ شیخوپورہ میں اس سے پہلے جو ایس۔پی صاحب تعینات تھے ان کے زمانے میں چھ آدمیوں پر قتل کا پرچہ درج ہوا اور ان چھ میں سے ---- (یہ آپ نے گھنٹی تو نہیں بجائی---) (اس مرحلہ پر محترمہ بشریٰ رحمان کرسی صدارت پر متمکن ہوئیں) بشریٰ رحمان صاحبہ آپ دوبارہ آئی ہیں اور چاہتی ہیں کہ دوبارہ جھگڑا شروع ہو' میں ٹائم دیکھ کر ہی چلا ہوں' آپ نے پہلی گھنٹی 5 منٹ کے بعد ہی بجا دی ہے۔

محترمہ چیئرپرسن : مجھے جو بتایا گیا ہے اس کے مطابق بجائی ہے۔

جناب جاوید محمود گھمن : نہیں جو بتایا گیا ہے اس پر نہیں بلکہ جو کچھ آپ دیکھیں، سنیں اور محسوس کریں وہی کریں۔ بتائے گئے پر نہ چلیں۔

محترمہ چیئرپرسن : جی میں جو دیکھ رہی ہوں اور جو محسوس کر رہی ہوں، 45 منٹ پر آپ کی تقریر کا وقت ختم ہو جائے گا۔

جناب جاوید محمود گھمن : میں نے اس وقت خود ٹائم دیکھا تھا۔ میں نے تو ابھی شروع کی ہے اور پانچ منٹ ہوئے ہیں اور پانچ منٹ کے بعد ہی آپ نے گھنٹی بجا دی ہے۔

محترمہ چیئرپرسن : ٹھیک ہے جاوید صاحب آپ یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ میں چاہوں تو چلتے ہوئے وقت کو روک سکتی ہوں۔

جناب جاوید محمود گھمن : نہیں تو آپ بھی کہہ سکتی ہیں کہ میں چلتے ہوئے وقت کو تیز کر سکتی ہوں۔ اس طرح تو کوئی بات نہ ہوئی، آپ اسے تیز کر دیں۔

محترمہ چیئرپرسن : آپ اپنی تقریر مکمل کریں یہ اب آپ کی صوابدید پر ہے۔

جناب جاوید محمود گھمن : بہرحال میں زیادہ وقت نہیں لوں گا۔ میں دوسری چیزوں کو چھوڑ کر اصلاحی کام کی طرف آ رہا ہوں۔ میرے نزدیک اگر ان تجاویز پر عمل کیا جائے تو ان تجاویز کی وجہ سے پولیس کے متعلق جو حالات ہیں وہ درست ہو جاتے ہیں۔ جناب والا! یہ پولیس ایکٹ جو 1861ء کا بنا ہوا ہے اس کو تبدیل کیا جائے یہ انگریز دور کا پولیس ایکٹ ہے۔ ہمارے آزاد معاشرے کے مطابق یہ پولیس ایکٹ نہیں۔ اسی طرح دفعہ فوجداری 54 کے تحت پولیس کو لامحدود اختیارات دے دیے گئے ہیں جس کے تحت پولیس جس وقت جی چاہے بغیر وارنٹ کے کسی بھی شخص کو پکڑ سکتی ہے۔ کسی آزاد جمہوری ملک میں اس طرح کے قوانین نہیں ہوتے، لہذا دفعہ 54 کو ختم کیا جائے۔ اسی طرح کافی عرصہ سے یہ پالیسی میٹر ہے کہ تفتیش لکھنے والے تفتیش نہ کریں، تفتیش وردی پہن کر نہ کی جائے۔ تفتیش کرنے والے عہدہ الگ ہو اور تفتیش لکھنے والا یعنی رپورٹنگ کرنے والا عہدہ الگ ہو، اسی طرح اس ایکٹ کے ماتحت جو ضمنیاں تحریر کی جاتی ہیں ان کو پبلک ریکارڈ قرار دیا جائے کیونکہ یہ مشاہدہ ہے کہ ضمنیوں پر سمجھوتا کر کے رشوتیں لے کر سودے کرتے ہیں اور جو S.H.O. صاحبان ہیں یہ آدمی کو بلا کر ایک دن میں ہی اکٹھی ضمنیاں تحریر کر دیتی ہیں۔ ضمنیوں کو پبلک ریکارڈ کے طور پر

رکھا جائے۔ تاکہ ہر آدمی دیکھ سکے اور محسوس کر سکے کہ آیا S.H.O. ضمنی ٹھیک تحریر کر رہا ہے یا نہیں۔ اگر کوئی public interest میں ہو۔ اگر کوئی state interest میں ہو تو وہ judicial officer کی مرضی سے ضمنیوں کو پوشیدہ رکھنے کی اجازت دے سکتا ہے۔ پولیس ایکٹ میں جو رولز بنائے گئے ہیں اس میں رول 22 کے تحت مندرجہ بالا تجاویز میں تبدیل کیا جائے۔ کوئی پولیس آفیسر اگر کسی شہری کے ساتھ ظلم کرے اور اسے اگر بے جا تنگ کرے تو اس کے خلاف چارہ جوئی کو آسان بنایا جائے اور مقدمہ کو درج کیا جائے۔

بہرحال ان گزارشات کے بعد میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ امن عامہ ایک ایسی چیز ہے کہ جس طرح کسی ملک میں Law & Order میں اگر حکومت وقت جائز اور ناجائز کاموں کے لیے مشینری کو استعمال کرے گی تو نوشیروان عادل کے زمانے کا ایک واقعہ میں آپ کو سنا دوں۔ نوشیروان عادل ایک دفعہ شکار کر رہے تھے اس وقت ان کے پاس نمک نہیں تھا۔ انہوں نے دیہات میں نمک لینے کے لیے اپنے ایک لشکری کو بھیجا اور کہا اور نمک پیسے دے کر خرید کر لانا۔ اس نے کہا اگر پیسے دے کر خرید کر نہ لایا تو باقی میرے تمام لشکری دیہات کو ہی اجاڑ دیں گے۔ یہ حکومت وقت چھوٹے چھوٹے سیاسی مفاد حاصل کرنے کے لیے۔ چھوٹی چھوٹی باتیں حاصل کرنے کے لیے کوئی ایم۔پی۔اے کو تروڑ مروڑ کرنے کے لیے ۔ کسی ایم۔پی۔اے کو دبانے کے لیے۔ کسی ایم۔پی۔اے کو راستے سے ہٹانے کے لیے جب ان لوگوں کو استعمال کرتے ہیں تو یہ سارے کا سارا امن و امان کا ڈھانچہ تباہ کر دیتے ہیں ۔ جناب عالی! جمہوریت کی جنگ کو جمہوریت کی بات کو اور سیاست کو کھلا رہنے دیں۔ ایک طرف تو یہ دن رات شور مچاتے ہیں کہ مرکز یہ کر رہا ہے ہم ہر جگہ جہاں بھی برائی ہو گی جس طرح بھی ہو گی ہم اس برائی کی کبھی بھی حمایت نہیں کریں گے۔ اسی طرح امن امان کے مسائل میں انتظامیہ اور خاص طور پر پولیس کو سیاسی مقاصد کے لیے استعمال نہ کریں۔

جناب والا! آخری بات یہ ہے کہ پولیس میں جو گریڈ ہیں یہ انگریز کی بنائی ہوئی گریڈ نگ ہے کہ کانسٹیبل کے اور آئی۔جی پولیس کے درمیان کتنے ہی گریڈ ہیں ان کو کم کیا جائے۔ صحیح کام کانسٹیبل اور سارجنٹ کا ہے ان کی تنخواہوں میں اضافہ کیا جائے ان کو زیادہ سے زیادہ سہولتیں دی جائیں۔ اچھے پڑھے لکھے آدمی رکھے جائیں تاکہ وہ ٹھیک طریقے سے کام کریں اور وہ رشوت کی طرف کم متوجہ ہوں۔ صرف ایک کانسٹیبل ایک تفتیشی آفسر ایک اوپر D.S.P. اور اس کے اوپر ایک S.P. ہونا

چاہیے۔ اور زیادہ گریڈ تک کو کم کیا جائے۔ شکریہ۔

محترمہ چیئرپرسن : شکریہ ۔ جناب جاوید محمود گھمن صاحب آپ مجھے یہ بھی از راہ عنایت بتا دیں کہ آپ نے کتنا وقت لے لیا جائے اور دوسرے مقرر کے لیے کتنا وقت باقی رہ گیا ہے۔ اس بات کے متعلق میری راہ نمائی فرما دیں۔

جناب جاوید محمود گھمن : جناب والا! اگر میں نے زیادہ وقت لیا ہے تو میں معافی کا درخواست گار ہوں۔ میں اپنے بھائی سے' آپ سے اور ہاؤس سے اگر میں نے زیادہ وقت لیا ہے تو میں معافی کا خواستگار ہوں۔ ویسے میرا تسلسل آپ کے کہے سے ذرا ٹوٹ پھوٹ گیا ہے اور میں نے الٹ پلٹ کر کے تقریر کر دی ہے۔

محترمہ چیئرپرسن : شاہنواز چیمہ صاحب!

جناب محمد شاہنواز چیمہ : محترمہ چیئرپرسن! میں شکر ادا کرتا ہوں کہ آج مولانا پنیوٹی صاحب تشریف فرما نہیں ہیں۔ اگر وہ ہوتے آپ کو یہ سپیکر شپ دوبارہ نصیب نہ ہوتی کیونکہ وہ عورت کی حکمرانی کے مخالف ہیں۔

محترمہ چیئرپرسن : اس سے یہ ثابت ہوا کہ آپ مخالف نہیں ہیں۔ جناب میاں طارق محمود صاحب۔

جناب جاوید محمود گھمن : جناب والا! میں ایک بات کہنی بھول گیا ہوں۔ وہ مجھے کہنے کی اجازت دی جائے۔ میں یہ عرض کرتا ہوں کہ یہاں اس ہاؤس میں ہمارے ایک بھائی تھے۔ میں کسی کا نام نہیں لینا چاہتا۔ نہ کسی کا ساتھی ہوں۔ نہ کسی کے خلاف ہوں نہ کسی کا ہم درد ۔ ہمارے ایک بھائی تھے ان کو بے دردی سے قتل کر دیا گیا اور قاتل ابھی تک پکڑے نہیں جا سکے۔ آج کے اخبار میں لکھا ہے کہ دو ایم۔پی۔اے پر قاتلانہ حملہ ہوا اور تین آدمی قتل کر دیئے گئے اور ملزم پکڑے نہیں جا سکے۔ کیا یہ امن عامہ ہے؟۔ ہم لوگ بھی محفوظ نہیں ہیں۔ آج ہم لوگ یہ بات کر رہے ہیں کل ہم لوگ بھی باہر جائیں گے ۔ ویسے زندگی اور موت اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ ہم نے کبھی کلاشنکوف کا استعمال نہیں کیا لیکن ایم۔پی۔اے کو تحفظ دینا یہ حکومت وقت کا کام ہے۔ یہ نہیں کہ ایک ایم۔پی۔اے اپنے کام کرتے ہوئے اگر قتل ہو جائے تو اس کو بھول جائیں۔ اس کے نام کو فروخت کر کے ایک نیا ایم۔پی۔اے بنا لیں اور دوسرا سارا کام آپ چھوڑ دیں۔

محترمہ چیئرپرسن : شکریہ جاوید صاحب! طارق محمود صاحب آپ تھوڑی دیر تشریف رکھیے۔

راؤ طارق محمود : انہوں نے میرا وقت لے لیا ہے۔ آپ نے میرا نام راؤ طارق محمود لینا تھا اور آپ نے میاں طارق محمود کا نام لے لیا۔

محترمہ چیئرپرسن : میں آپ سے معافی چاہتی ہوں۔ میں نے ابھی لسٹ کو دیکھ کر نام درست کر لیا ہے۔ میں نے میاں طارق محمود صاحب کو بٹھا دیا ہے۔ اگر اب آپ بولنا چاہتے ہیں تو پانچ منٹ کے لیے ہاؤس کا وقت بڑھا دیتے ہیں۔ لیکن اگر آپ کل بولنا چاہتے ہیں تو پھر ہم آپ کو کل باری دے دیں گے۔ کیا آپ اس وقت بولنا چاہتے ہیں؟۔

راؤ طارق محمود: جی ہاں۔

محترمہ چیئرپرسن : اجلاس کا وقت دس منٹ کے لیے بڑھایا جاتا ہے۔

میاں طارق محمود: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! ان کے بعد مجھے بولنے کے لیے وقت دیا جائے۔

محترمہ چیئرپرسن : آپ تشریف رکھیں۔ نام اس طرح گڈمڈ ہوگئے کہ میں نے آپ کا نام لے لیا۔ وقت بڑھانے کا ہمیں تو کوئی اعتراض نہیں۔ آپ دیکھ لیجئے اگر بیٹھنا چاہتے ہیں تو ٹھیک ہے ورنہ کل کا دن بھی ہمارے پاس امن عامہ پر بات کرنے کے لیے ہے۔ آپ کل بات کر لیجئے۔ آپ زیادہ تازہ دم ہو کر آئیں گے تو زیادہ اچھی بات کر سکیں گے۔ راؤ طارق محمود صاحب۔

راؤ طارق محمود: جناب والا! میرا مائیک کام نہیں کر رہا ہے۔

(قطع کلامیاں)

محترمہ چیئرپرسن : اس میں تو میرا صریحاً کوئی قصور نہیں۔ ان کا مائیک ٹھیک کیجئے۔

(قطع کلامیاں)

دس منٹ ان کو تقریر کرنے لیے ملے ہیں۔ یہ ان کو دے دیجئے۔ میرے اوپر غصہ نکالنے کے لیے کوئی اور سیشن رکھیئے۔

جناب امان اللہ خان ملک: جناب والا! آپ ہمیں کبھی وقت نہیں دیتے۔ میرا نام امان اللہ ملک ہے۔ لسٹ میں نام دیا ہوا ہے۔

راؤ طارق محمود: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا۔ پنجاب اسمبلی میں امن و امان کی جو صورت حال ہے میں اسی صورت حال کو پنجاب کی امن و

امان کی صورت حال سے مشابہت دوں گا۔ جو کچھ پنجاب اسمبلی میں قانون بنانے والے قانون کا مذاق اڑا رہے ہیں اسی طرح سے قانون کو نافذ کرنے والے صوبہ پنجاب کے اندر قانون کی دھجیاں بکھیر رہے ہیں۔

جناب والا! آج حالت یہ ہے کہ محافظ ڈاکو بن گئے ہیں۔ منصف جو ہیں وہ لٹیرے بن گئے ہیں۔ پنجاب پولیس کا کام۔ پنجاب انتظامیہ کا کام لٹیرے اور ڈاکوؤں کو پکڑنا نہیں۔ اگر لٹیروں اور ڈاکوؤں کا پکڑا جاتا تو آج پنجاب کے بنکوں میں جو ڈاکے پڑ رہے ہیں وہ نہ پڑتے۔ 11 ہزار 7 سو 54 قتل ہوئے ہیں وہ نہ ہوتے۔ لیکن محترمہ' اس کا جواب نہ میرے پاس ہے' نہ آپ کے پاس ہے۔ اور حقیقت میں اس تمام کارروائی کے ذمہ دار ہم خود ہیں۔ جس وقت ہم پنجاب کی پولیس کو کہیں گے پنجاب کی انتظامیہ کو کہیں گے کہ فلاں ایم پی اے کو پکڑو' فلاں ایم این اے کو پکڑو۔ جاؤ' رئیس شبیر کا مکان گرا دو۔ جاؤ' مخدوم عالم احمد انور کا مکان گرا دو۔ جاؤ' غلام محمد مانیکا کی فصلیں تباہ کر دو۔ تو پھر جناب والا! پولیس آپ کا حکم نہیں مانے گی' وہ آپ کو بلیک میل کرے گی۔ انتظامیہ آپ کا حکم نہیں مانے گی' وہ آپ کو بلیک میل کرے گی۔ (نعرہ ہائے تحسین) اس صورت حال میں پنجاب کا امن عامہ کا مسئلہ قائم رکھنا انتہائی مشکل ہے کہ جب سرکاری ملازم' نجی ملازم بن کر رہ گئے ہیں۔ جب پنجاب کے افسران ذاتی ملازم بن کر رہ گئے ہیں کہ ٹیلی فون پر ان کے تبادلے ہوتے ہیں۔ ذہانی ان کے تبادلے ہوتے ہیں۔ ٹیلی فون پر ان کی promotions ہوتی ہیں' ترقیاں ہوتی ہیں۔ جب وہ بالکل آپ کے راحم و کرم پر ہیں تو وہ امن عامہ کی صورت حال کو نہیں سنبھال سکتے۔

جناب والا! میں آپ کی توجہ اس بات کی طرف دلانا چاہوں گا کہ کل صادق آباد میں وفاقی وزراء کا دورہ تھا۔ اس دورے کو ناکام کرنے کے لیے پنجاب انتظامیہ نے اپنے آدمیوں کو کالی جھنڈیاں دے کر بھیجا۔ وہاں کی ڈی سی اور ایس پی صاحبان نے لوگوں کو کالی جھنڈیاں دے کر ان سے وفاقی وزراء کا استقبال کروایا۔ وہاں پر جو جھگڑا اور تنازع ہوا' وہ ایک قدرتی امر تھا۔ اور اس جھگڑے کی صورت میں پیپلز پارٹی کے 80 کارکنوں کا گرفتار کر لیا گیا ہے۔ اور جناب' کل اسی جگہ پر میاں نوازی شریف صاحب جا رہے ہیں۔ کیا سمجھتے ہیں کہ اگر میاں صاحب جائیں گے تو کالی جھنڈیوں سے ان کا استقبال نہیں ہوگا؟ اور جب اسی عمل کا اعادہ پیپلز پارٹی کی طرف سے ہوگا تو کل کو پھر جھگڑا ہوگا۔ پہل آپ نے کی ہے۔ پہل اسلامی جمہوری اتحاد نے کی ہے۔ جناب والا! اپنے سیاسی مقاصد کی خاطر' اپنے ذاتی

اقتدار کی خاطر، پنجاب کے سکون کو تباہ کرنے کے لیے۔ یہاں پنجاب میں بڑے بڑے لوگ آنے اور بڑے بڑے لوگ چلے گئے۔ بڑے بڑے لوگ جو اپنے آپ کو پنجاب کو خدا سمجھتے تھے، ختم ہو گئے۔ میں یہاں پر ایک شعر پڑھنا چاہوں گا۔

غرور نہ کر چار دن کی شاہی ہے
یہی ہے رسم جہاں دن بدلتے رہتے ہیں
یہ منظر بھی دیکھا ہے اہل دنیا نے
کہ نمرود اپنی ہی آگ میں جلتے رہتے ہیں

جناب والا! آج پنجاب بنک کا شوشہ کھڑا کر دیا گیا ہے۔ پنجاب ٹی وی کا شوشہ کھڑا کر دیا گیا ہے۔ ہمیں صوبائی تعصب کا ہوا دکھایا جا رہا ہے۔ میں آپ سے گذارش کرنی چاہوں گا کہ پیپلز پارٹی نے ایک طویل عرصے تک جیلیں برداشت کی ہیں۔ پیپلز پارٹی نے پھانسیاں برداشت کی ہیں۔ پیپلز پارٹی نے کوڑے برداشت کیے ہیں۔ خدا کی قسم، ہم جیلوں میں ہوتے تھے۔ لیکن ایک دن بھی یہ خیال دل میں نہیں آیا کہ پنجاب دوسرے صوبوں سے الگ ہو۔ ایک دن بھی یہ خیال دل میں نہیں آیا کہ پاکستان ٹوٹے۔ ہم یہ سمجھتے تھے کہ ہم جیلوں میں ختم ہو جائیں، ہمارے خاندان ختم ہو جائے لیکن خدا کے لیے پاکستان قائم رہے۔ لیکن آج ایک سال ہوا ہے، اسلامی جمہوری اتحاد کے کسی آدمی کو پھانسی نہیں ہوئی۔ کوئی جیل نہیں ہوئی۔ کوئی کوڑا نہیں لگایا گیا۔ لیکن اگر صرف ایک سال میں پچھلے گیارہ سال کے کیے کا حساب مانگ لیا گیا ہے تو آپ نے پنجاب اور جاگ پنجاب کا نعرہ لگا دیا ہے۔ تو جناب، آپ اس طرح سے صوبائی تعصب کی ہوا کھڑی کریں گے۔ اس طرح سے آپ ہمیں پنجاب بینک کے ذریعے سے ڈرائیں گے، آپ ہمیں پنجاب ٹی وی کے ذریعے ڈرائیں گے تو دوسرے صوبے ہم سے چھوٹے ہیں۔ وہ تو پہلے ہی سرحد کو علیحدہ کرنا چاہتے ہیں، بلوچستان کو علیحدہ کرنا چاہتے ہیں۔ جب سب سے بڑا بھائی صوبائی تعصب کی بات کرے گا تو پھر چھوٹوں کو کون روکے گا؟

جناب والا! آپ پیپلز پروگرام کے ٹھیکے داروں کو گرفتار کر رہے ہیں۔ پیپلز پروگرام کے کارکنوں کو گرفتار کر رہے ہیں۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آپ پیپلز پروگرام کی ورکروں کو گرفتار کر کے اپنا نقصان خود کر رہے ہیں۔ پیپلز پارٹی جس سولنگ کو، جس منصوبے کو بنانا چاہتی ہے پیپلز پارٹی نے وہاں پر سامان ڈال دیا، وہاں کے لوگوں کو اکٹھا کر دیا اور وہاں کے لوگوں کو بتا دیا کہ

ہم یہاں یہ کام کرنا چاہتے ہیں۔ جب وہاں پر جا کر ڈی سی' ایس پی اور دوسرے افسران اس کام کو روکتے ہیں تو لوگ اسلامی جمہوری اتحاد اور پنجاب حکومت کو گالیاں دیتے ہیں۔ پیپلز پارٹی کا سیاسی مقصد تو یہاں پورا ہو جاتا ہے کہ جب آپ اس کام کو روکتے ہیں' لوگ آپ کو برا کہتے ہیں تو پیپلز پارٹی کا سیاسی مقصد پورا ہوگیا۔ لیکن پنجاب کے غریب عوام کا نقصان ہوتا ہے۔ ان کی سہولت ختم ہوتی ہے۔ پیپلز پروگرام کے سرمایے سے انھیں جو سہولت فراہم کی جا رہی ہے۔ وہ ختم ہوتی ہے۔ آپ سولنگ کو رکواتے ہیں۔ آپ metalled road کو رکواتے ہیں۔ آپ سکول کو رکواتے ہیں۔ آپ ہسپتال کو رکواتے ہیں۔ تو لوگ کس طرح آپ کو معاف کریں گے۔ لوگ کسی طرح آپ کو چھوڑیں گے۔ جن لوگوں کے رفاہی کاموں کو آپ روک رہے ہیں۔ وہ آئندہ الیکشن میں آپ کو برداشت نہیں کریں گے۔

جناب والا! میری آپ سے یہی اپیل ہے' یہی گذارش ہے کہ منشیات فروشوں اور سمگلروں کو اور ان کا اس ملک پہ جو نرغہ ہے' ان کو ختم کیا جائے۔ یہاں پر پاکستان کے غریب عوام کی حکومت قائم کی جائے اور خاص طور پر اسمبلی کے اندر قواعد و ضوابط کے مطابق کام چلایا جائے۔ میں کسی پر تنقید کے بغیر بات کروں گا۔ یہاں پر میرے بھائی صرف فوٹو کھنچوانے کے لیے اسمبلی کے قانون کی دھجیاں بکھیر دیتے ہیں۔ یہ فوٹو کوئی اتنی بڑی بات نہیں۔ آپ کو اتنے بڑے حلقے نے' اتنے زیادہ لوگوں نے منتخب کر کے بھیجا ہے۔ آپ کی بہت اہمیت ہے۔ آپ کا بہت بڑا status ہے۔ اس کو اخبار وغیرہ نیچے نہیں کر سکتے۔ اخباری سیاست اس کو ختم نہیں کر سکتی۔ تو جناب والا! میری تمام ارکان اسمبلی سے گذارش ہے' جناب سپیکر! آپ سے گذارش ہے کہ انتہائی صبر و تحمل اور انتہائی نرم مزاجی کا مظاہرہ کیا جائے۔ گیارہ سال کے بعد ایک گرمی ہے جو نکل رہی ہے۔ جذبات کی ایک گرمی نکل رہی ہے۔ اگر ہم جذباتیت میں آ کر ایک دفعہ جمہوریت کو ختم کر دیں گے۔ جمہوریت کا راستہ روک دیں گے تو میں آپ سے کہنا چاہوں گا کہ خدا کی قسم یہاں پر دوبارہ جمہوریت چلنا ناممکن ہوجائے گا۔ گیارہ سال کی گرمی ہے۔ دونوں طرف سے گرمی ہوتی ہے۔ اس کو جس طرح منظور وٹو برداشت کرتے ہیں۔ جس طرح ملک معراج خالد برداشت کرتے ہیں' اس طریقے سے اس ایوان کو چلائیے۔ اس طریقے سے پنجاب کو چلائیے۔ ہم نے جمہوریت کی شمع کو اپنے خون سے سینچا ہے اور اپنا خون دے کر اس کی حفاظت کریں گے' پاکستان کی حفاظت کریں گے۔ بہت مہربانی' شکریہ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین، آج کا اجلاس کل صبح نو بجے تک کے لیے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلے پر اجلاس کی کارروائی پیر 18 دسمبر 1989 صبح نو بجے تک کے لیے ملتوی کر دی گئی)۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا آٹھواں اجلاس)

پیر 18-دسمبر 1989ء

(دو شنبہ 10- جمادی الاول 1410ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں 10 بج کر 55 منٹ پر منعقد ہوا۔ جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تُطِعْ مِنْهُمْ اٰثِمًا
أَوْ كَفُوْرًا ﴿٢٤﴾ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَّأَصِيْلًا ﴿٢٥﴾ وَمِنَ الَّيْلِ
فَاسْجُدْ لَهٗ وَسَبِّحْهُ لَيْلًا طَوِيْلًا ﴿٢٦﴾ إِنَّ هٰٓؤُلَآءِ يُحِبُّوْنَ
الْعَاجِلَةَ وَيَذَرُوْنَ وَرَآءَهُمْ يَوْمًا ثَقِيْلًا ﴿٢٧﴾ نَحْنُ خَلَقْنٰهُمْ
وَشَدَدْنَآ أَسْرَهُمْ وَإِذَا شِئْنَا بَدَّلْنَآ أَمْثَالَهُمْ تَبْدِيْلًا ﴿٢٨﴾
إِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ إِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ﴿٢٩﴾ وَمَا
تَشَآءُوْنَ إِلَّآ أَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿٣٠﴾
يُّدْخِلُ مَنْ يَّشَآءُ فِيْ رَحْمَتِهٖ وَالظّٰلِمِيْنَ أَعَدَّ لَهُمْ
عَذَابًا أَلِيْمًا ﴿٣١﴾

سورۃ الدھر، آیات 24 تا 31

تو اپنے پروردگار کے حکم کے مطابق صبر کیے رہو اور ان لوگوں میں سے کسی بدعمل اور ناشکرے کا کہا نہ مانو o اور صبح و شام اپنے پروردگار کا نام لیتے رہو o اور رات کو بڑی رات تک اس کے آگے سجدے کرو اور اس کی پاکی بیان کرتے رہو o یہ لوگ دنیا کو دوست رکھتے ہیں اور (قیامت کے) بھاری دن کو پس پشت چھوڑے دیتے ہیں o ہم نے ان کو پیدا کیا اور ان کے مفاصل کو مضبوط بنایا اور اگر ہم چاہیں تو ان کے بدلے انہی کی طرح اور لوگ لے آئیں o یہ تو نصیحت ہے جو چاہے اپنے پروردگار کی طرف پہنچنے کا رستہ اختیار کرے o اور تم کچھ بھی نہیں چاہ سکتے مگر جو اللہ کو منظور ہو۔ بے شک اللہ جاننے والا حکمت والا ہے o جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت میں داخل کر لیتا ہے۔ اور ظالموں کے لیے اس نے دکھ دینے والا عذاب تیار کر رکھا ہے o

وما علینا الا البلاغ o

مسئلہ استحقاق

مہر دوست محمد لالی، جناب سپیکر! میری دو نہایت ہی اہم تحاریک استحقاق ہیں۔ براہ مہربانی انہیں آؤٹ آف ٹرن پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر، اس وقت تو ہمارے پاس ایک تحریک استحقاق ہے جو کل سے pending ہے۔ جناب وزیر قانون اس پر جواب دے رہے تھے۔ تحاریک استحقاق کو آج وہیں سے شروع کریں گے جہاں سے کل اس کا اختتام ہوا تھا۔ وزیر قانون صاحب سے گذارش کروں گا کہ وہ اس بات کا نوٹس لیں کہ مہر دوست محمد لالی صاحب اپنی تحریک استحقاق کو آؤٹ آف ٹرن پیش کرنے کے لیے اصرار فرما رہے ہیں اور دو تین روز سے مسلسل اصرار کر رہے ہیں۔ آپ اس کا نوٹس لیں اور ان سے رابطہ کریں اور مجھے اس بارے میں بتائیں کہ آپ کا اس کے متعلق کیا نقطۂ نظر ہے۔

مہر دوست محمد لالی، جناب سپیکر! کل بھی آپ نے وعدہ فرمایا تھا کہ اس تحریک استحقاق کو کل لے لیں گے۔

راؤ طارق محمود، جناب سپیکر! میری بھی ایک تحریک استحقاق ہے اسے بھی آپ آؤٹ آف ٹرن لے لیں۔

جناب سپیکر، آپ ذرا تشریف رکھیں۔ پروفیسر صاحب آپ فرمائیں۔

پروفیسر صاحبزادہ محمد احمد، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں نے کل امن و امان کے سلسلے میں تقریر کی تھی روزنامہ "جنگ" نے میری تقریر کو اس طرح لکھا ہے کہ میں نے کہا کہ پنجاب حکومت کو وفاقی حکومت سے تعاون کرنا چاہیے۔ حالانکہ میں نے بالکل ایسی بات نہیں کہی تھی بلکہ میں نے تو یہ کہا تھا کہ امن و امان قائم کرنے کی زیادہ ذمہ داری وفاقی حکومت پر عائد ہوتی ہے۔ اس لیے وفاقی حکومت کو پنجاب حکومت سے تعاون کرنا چاہیے۔ کیونکہ پنجاب حکومت کس طرح اکیلی امن و امان قائم رکھ سکتی ہے۔ جب کہ وفاقی حکومت نت نئے حربوں سے پنجاب حکومت کو پریشان کر رہی ہے۔

جناب سپیکر، یہ پوائنٹ آف آرڈر میں سمجھتا ہوں کہ جائز ہے اور جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے آپ کی سٹیٹمنٹ اسی طرح سے تھی جیسے آپ نے فرمایا ہے۔ میرے خیال میں متعلقہ اخبار اس کی تصحیح اسی انداز میں کر دے گا۔ وقفۂ سوالات کو معطل کرتے ہیں اور تحاریک استحقاق کو take up کرتے ہیں۔

جناب وزیر قانون سردار نصر اللہ دریشک صاحب سید ذاکر حسین شاہ کی تحریک استحقاق کا جواب دے رہے ہیں۔

حکومت پنجاب کی جانب سے آئین کی خلاف ورزی(۔۔۔۔بحث جاری)

وزیر قانون (سردار نصر اللہ دریشک)، جناب والا! میں عرض کر رہا تھا کہ جب ایک lawful action لینے کے نتیجے میں، صوبہ کے آئی جی اور متعلقہ ڈویژن کے ڈی آئی جی کو single stroke میں تبدیل کر دیا جائے اور اسے کہا جائے کہ فوری طور پر مرکزی حکومت کو آکر رپورٹ کریں تو ان چیزوں کا اثر ہونا ایک فطری عمل ہے۔ جناب والا! میں آپ کی توجہ اس طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ گوجرانوالہ میں جب ضمنی انتخاب ہو رہا تھا۔ فیڈرل گورنمنٹ کے ایک ایڈوائزر نے براہ راست آئی جی کو حکم دیا کہ آپ فلاں آدمی کو گرفتار کر لیں اور اگر 24 گھنٹے میں گرفتار نہ کیا تو تمہارے خلاف تادیبی کارروائی ہو گی۔

جناب والا! ایک قانون ہے ضابطہ فوجداری ہے۔ سی۔آر۔پی۔سی ہے، پی۔پی۔سی ہے۔ سپریم کورٹ کی رولنگز ہیں کہ investigation کے دوران آپ کسی معاملے میں مداخلت نہیں کر سکتے۔ اور کوئی بھی بڑی سے بڑی اتھارٹی اس میں مداخلت نہیں کر سکتی۔ ایس ایچ او آزادانہ طور پر، از خود، تحقیقات کرنے پر مامور ہے۔ اس سلسلے میں سپریم کورٹ کی رولنگ موجود ہے۔ جب اس قسم کا ماحول پیدا ہوگا اور اوپر سے آرڈر آنے گا تو اس قسم کی باتیں ہوں گی۔ اس وقت ڈی آئی جی نے یہی کہا کہ جب تک یہ ثابت نہ ہو کہ یہ آدمی ملزم ہے تو میں اس کو کس طریقے سے گرفتار کر لوں۔ law may take its own course لیکن اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہاں کا ڈی آئی جی بھی single stroke پر تبدیل ہوگیا، ایس پی بھی تبدیل ہوگیا۔ جناب والا! مجھے نہایت دکھ کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ ضمنی انتخاب میں ایک محترم مرکزی وزیر کا ہاتھ ہمارے ایک ڈی ایس پی کے گریبان تک پہنچا جو کہ یونیفارم میں تھا۔ آپ خود اندازہ لگائیں کہ اس قسم کی صورت حال میں آپ خود انصاف کریں کہ۔۔۔۔

ڈاکٹر ضیاء اللہ خان بنگش، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر! وزیر موصوف۔۔۔۔

DR ZIA ULLAH KHAN BANGASH: Mr Speaker, sir, the Minister is not speaking on the admissibility and technicality of the Privilege Motion. He is

just beating about the bush and is wasting our precious time. I request through your honour that he should speak on the technicality and admissibility of the Privilege Motion instead of beating about the bush.

MR. SPEAKER: Dr. Bangash, This is not Point of Order. I am sorry.

میاں اظہر حسن ڈار، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا اس سلسلے میں میری گذارش ہے وزیر قانون جو یہ فرما رہے ہیں کہ وفاقی وزیر نے ڈی ایس پی صاحب کو گریبان سے پکڑا۔ اس وقت میں خود موجود تھا۔ یہ بالکل غلط بات ہے یہ اس ضمنی الیکشن کی بات کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر، جناب اظہر حسن ڈار صاحب آپ وہاں پر موجود ہوں گے لیکن یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ اور میں آپ سے یہ گذارش بھی کروں گا کہ وزیر قانون کو interrupt نہ کیا جائے۔ I do not entertain such point of order. آپ تشریف رکھیں اور ان کو اپنی بات مکمل کرنے دیں۔

میاں اظہر حسن ڈار، جناب والا! یہ اوپر سے آرڈروں کا ذکر فرما رہے ہیں اوپر سے آرڈر تو وزیراعلیٰ نے ضمنی انتخابات میں جاری کیے تھے۔ یہ للہ ادریس والی سیٹ کی بات کر رہے ہیں----

جناب سپیکر، ڈار صاحب آپ اپنی نشست پر تشریف رکھیں۔

وزیر قانون، جناب والا! تحاریک استحقاق کے لیے آدھا گھنٹہ ہے۔ آپ نے کل بھی فرمایا تھا کہ اختصار سے کام لیں اس لیے میں تو جلدی جلدی اپنی بات ختم کرنا چاہتا ہوں۔ لیکن جناب والا! جب سرکاری ملازم کے متعلق وہ بات کریں گے تو اس کا جواب دینے کا حق تو میرا بنتا ہے کہ یہ کیا عوامل ہیں جس کی وجہ سے یہ ساری صورت حال پیدا ہو رہی ہے۔ جناب والا! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ جب ہمارے مرکزی وزراء یونیفارم میں پولیس آفیسرز کے ساتھ اس قسم کا ہتک آمیز رویہ اختیار کریں گے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بات نہ مرکزی حکومت کے لیے قابل ستائش ہے اور نہ ہمارے لیے۔ پولیس کے ایک آئی جی کو ایک قانونی کام کرنے کے نتیجے میں نکال دیں گے تو اس کا demoralizing effect فورس پر پڑنا ہی پڑنا ہے یہ ایک فطری بات ہے۔ جناب والا! میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس قسم کی زیادتیوں کو بھی ہم نے بڑی خندہ پیشانی سے قبول کیا ہے۔ لیکن پھر بھی ہم سے کہہ ہے کہ وفادار نہیں۔

جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس وقت جو پوزیشن ہے' بات بالکل سیدھی سادی ہے کہ فیڈرل گورنمنٹ صوبے میں کوئی کام' اول تو اس پر یہ آئینی ذمہ داری ہے' صوبے میں پہلے پلاننگ کرے کہ ہم اس صوبے میں یہ کام کرنا چاہتے ہیں۔ مہربانی کر کے صوبہ اس کو باقاعدہ coordinate کرے۔ پھر آئین میں یہ چیز موجود ہے کہ execution جو ہوگی وہ صوبائی حکومت کرے گی۔

جناب والا! میں یہ سمجھتا ہوں کہ مرکزی حکومت نے یہ جو سلسلہ شروع کیا ہوا ہے جیسے پیپلز ورکس پروگرام وغیرہ۔ یہ صوبائی خود مختاری پر ایک براہ راست ضرب کاری کی حیثیت رکھتی ہے صوبائی خود مختاری کو sabotage کیا جا رہا ہے۔ جناب سپیکر! آپ خود اس چیز کے گواہ ہیں کہ اصل بات کیا ہے ؛ اصل بات یہ ہے کہ یہ اس سے سیاسی فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں۔ یہ چاہتے ہیں کہ لوگوں کو ہم یہ تاثر دیں کہ جی ہم تو کام کرنا چاہتے ہیں لیکن پنجاب حکومت ہمیں کام نہیں کرنے دیتی۔ ہم تو کہتے ہیں کہ یہ بڑی خوشی کی بات ہے' بڑی اچھی بات ہے لیکن جو کام ہو وہ آئین کے مطابق ہو' صوبائی خود مختاری جو آئین میں ہمیں دی گئی ہے اس کو پیش نظر رکھ کر اس پر عمل درآمد کیا جائے۔ پھر آئی جے آئی کی حکومت جس کو پنجاب کے عوام نے mandate دیا ہے اس کو بدنام کرنے کے لیے اور پیپلز پارٹی کو سیاسی مفاد دینے کے لیے اس کام پر عمل درآمد نہ کیا جائے۔ crux of the matter صرف اتنا ہے۔ میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ صوبائی خود مختاری میں براہ راست مداخلت ہے اور یہ کام جو execution کا ہے' یہ کام جو گلیاں بنانے کا ہے یہ پنجاب گورنمنٹ پر چھوڑ دیں۔ گلی کس میں بنے گی۔ پنجاب گورنمنٹ کی زمین پر بنے گی۔ سڑک کس پر بنے گی پنجاب گورنمنٹ کی زمین پر بنے گی۔ سکول کہاں پر بنے گا وہ بھی پنجاب گورنمنٹ کی زمین پر بنے گا۔ جب بن جائے گا اس کو چلانے کا کون ؛ وہ بھی پنجاب گورنمنٹ چلائے گی۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ بیٹھ کر پلاننگ کر کے' ترجیحات مقرر کر کے' اس کے بعد آئین کے مطابق صوبائی خود مختاری کے مطابق اس پر عمل درآمد کیا جائے۔ میں جناب والا کا زیادہ وقت نہیں لینا چاہتا میں ان الفاظ کے ساتھ اس تحریک استحقاق کی مخالفت کرتا ہوں اور میں کہتا ہوں کہ قطعی طور پر یہ تحریک استحقاق نہیں بنتی۔ اس لیے اسے آؤٹ آف آرڈر قرار دیا جائے شکریہ۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب والا! مجھے بھی اس پر بات کرنے کا موقع دیا جائے۔

جناب سپیکر، شاہ صاحب! میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ آپ نے اس تحریک استحقاق میں ایک تو پیپلز پروگرام کی بات کی ہے۔ آپ نے اسی تحریک استحقاق میں وفاقی حکومت کے ملازمین کی بات کی ہے۔ تیسری بات یہ کی ہے کہ حکومت پنجاب کی جانب سے وفاقی حکومت کو اپنے فرائض کی انجام دہی سے روکنا اور اس کے راستے میں مختلف حیلے بہانوں سے رکاوٹیں کھڑی کرنا آئین کی صریحاً خلاف ورزی ہے۔ یہ آپ نے کافی سارے معاملات اکٹھے کر دیے ہیں۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب والا! میں اس پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، میں آپ سے دریافت کروں گا لیکن آپ پہلے میری بات سن لیں۔ آپ ایک تحریک استحقاق میں اتنے سارے معاملات لے آئے ہیں۔ ایک تو اس میں آپ مجھے یہ بتائیں کہ اسمبلی کی intervention کیوں ضروری ہے۔ دوسرا آپ کا استحقاق کہاں مجروح ہوا ہے؛ اور وہ استحقاق جو آپ کو بطور ممبر پنجاب اسمبلی حاصل ہے ان میں سے کون سا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ نمبر-2 privilege should be a single specific matter جس کی نشان دہی کی جائے۔۔ آپ تو اس میں بے شمار معاملات لے آئے ہیں' اسے تکنیکی طور پر کیسے entertain کیا جا سکتا ہے؟

سید ذاکر حسین شاہ، جناب والا! اصل میں میری تحریک استحقاق کو وزیر قانون نے ابھی تک سمجھا ہی نہیں' اس میں ڈاکٹر ضیاء اللہ بنگش اور راؤ طارق محمود کی پیپلز پروگرام کے بارے میں جو تحاریک استحقاق تھیں ان کو بھی اس کے ساتھ ٹیک اپ کیا گیا ہے' اصل صورت حال یہ ہے کہ میری تحریک استحقاق ایک specific matter پر ہے That is non-cooperative attitude of the Provincial Government یہ specific ہے۔ میں نے یہ مثالیں دی ہیں' پیپلز پروگرام' سوئی گیس کی فراہمی میں رکاوٹیں' سرکاری ملازمین کے تبادلے' یہ specific ہے کہ گورنمنٹ پنجاب وفاقی گورنمنٹ کے ساتھ عدم تعاون کی پالیسی پر عمل پیرا ہے یہ specific matter ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ تحریک استحقاق کسی خاص واقعہ کے بارے میں ہوتی ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ صوبائی حکومت وفاقی حکومت کی ساتھ آئینی طور پر تعاون کرنے کی پابند ہے جو پچھلے ایک سال سے اس حکومت نے تعاون نہیں کیا یہ specific matter ہے اور جو باقی میں نے عرض کیا ہے' جیسے آپ نے فرمایا ہے کہ یہ اتنے سارے matters

دیے ہیں وہ matters میں نے بطور مثال دیے ہیں۔ اصل میں میری تحریک استحقاق یہ ہے کہ صوبائی حکومت وفاقی حکومت کے احکامات کی آئینی طور پر پابند ہے اور یہ آئین کی خلاف ورزی ہو رہی ہے۔ جناب والا! آج وزیر قانون صاحب نے سرکاری ملازمین کے بارے میں کہا' میں آرٹیکل 240 پڑھتا ہوں' دوسری بات آپ نے فرمائی کہ میری privilege کہاں پر breach ہوئی ہے تو وہ یہ ہے کہ میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ جہاں پر آئین اور قانون کے خلاف ایک لفظ بھی حکومت پنجاب کی طرف سے نکلے گا میں وہاں پر تحریک استحقاق پیش کروں گا کیونکہ میری رائے ہے کہ یہ اسمبلیاں آئین کے تحت بنی ہیں' میں نے آئین کے تحفظ اور دفاع کا حلف اٹھایا ہوا ہے اور ہمارا ممبر ہونا ہی آئین کے مرہون منت ہے جہاں کہیں بھی آئین کی خلاف ورزی ہوگی وہاں پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوگا' یہ تو جناب والا آپ کی دوسری بات کا جواب ہے۔ جناب والا! اب جو وزیر قانون نے اثرات جتائے ہیں وہ آپ ملاحظہ فرمائیں' کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ ایوان میں کھڑے ہو کر صوبائی وزیر قانون نے کہا کہ یہ تمام معاملات Council of Common Interest میں زیر بحث آ سکتے ہیں جناب والا آرٹیکل 144 میں وہاں پر function لکھے ہوئے ہیں' اس میں یہ لکھا ہوا ہے کہ Federal Legislative list Part II میں جو امور mention ہیں ان پر مشترکہ مفادات کی کونسل بحث کر سکتی ہے' یہ جتنے بھی معاملات ہیں' ایپلیز پروگرام ہے یہ مشترکہ مفادات کی کونسل میں سرے سے زیر بحث نہیں آ سکتے۔ تو پھر جناب والا اس سلسلے میں مشترکہ مفادات کی کونسل کا اجلاس بلانے کی کیا ضرورت ہے' انہوں نے یہ غیر متعلقہ بات کی ہے آپ اسے پڑھ لیں پارٹ II ہے' اور 154 ہے۔ 154 میں لکھا ہے کہ Federal Legislative list Part II میں جو موضوعات دیے گئے ہیں وہ مشترکہ مفادات کی کونسل میں آ سکتے ہیں اور وہ کیا ہیں واپڈا' ریلوے' اور جو میں نے تحریک استحقاق دی ہے اس کا کوئی موضوع سوائے سوئی گیس کے مشترکہ مفادات کی کونسل میں زیر بحث نہیں آ سکتا۔ اب انہوں نے سرکاری ملازمین کا کہا ہے۔ جناب والا! کیا ڈی آئی جی ٹرانسفر ہوگا تو یہ آئین کی خلاف ورزیاں شروع کر دیں گے' جناب والا! آئی جی اور ڈی آئی جی نے تو معافی مانگی ہے سلمان تاثیر صاحب کے کیس میں' ثابت ہوا ہے کہ پولیس نے اس میں غیر آئینی اور غیر قانونی اقدامات کیے تھے اور انہوں نے عدالت عالیہ میں کھڑے ہو کر معافی مانگی ہے کہ ہم نے سلمان تاثیر کے ساتھ زیادتی کی ہے اور یہ کارروائی غیر قانونی کروائی گئی ہے۔ تو اس سے ثابت ہوا ہے کہ وفاقی حکومت نے جو سرکاری ملازمین کے خلاف ایکشن لیا ہے اس میں

وفاقی ملازمین سیاست میں ملوث تھے۔ اب جناب والا! آئین کا آرٹیکل 240 ملاحظہ فرمائیں۔ (آرٹیکل 240)

Appointment to service of Pakistan and conditions of service.

240. "Subject to the Constitution, the appointments to and the conditions of service of persons in the service of Pakistan shall be determined.

(a) in the case of the service of the Federation, posts in connenction with the affairs of the Federation and All-Pakistan Services, by or under Act of Parliament;"

تو جناب والا آئین کے آرٹیکل 240 کے تحت وفاقی ملازمین کی تقرری، وفاقی ملازمین کی تعیناتی فیڈرل گورنمنٹ کا آئینی حق ہے اور آئین کی طرف سے عطا کردہ اس حق کو وفاقی حکومت نے استعمال کیا۔ (قطع کلامیاں)

جناب محمد اسلم گورداسپوری، جناب والا! شاہ صاحب اس تحریک کو بہت وقت دے چکے اس کا فیصلہ جلد کیا جائے۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب والا! میں نے آئین کا آرٹیکل 240 پیش کیا، آپ وزیر قانون کے ساتھ مصروف تھے، یہ وفاقی ملازمین کی تقرری، وفاقی ملازمین کی تعیناتی آئین کے آرٹیکل 240 کے تحت وفاقی حکومت کا آئینی حق ہے، اور اس آئینی حق کے تحت وفاقی حکومت نے صوبے میں تعینات وفاقی سرکاری ملازمین کی تعیناتی اور تبدیلی کی ہے اور اس میں پنجاب حکومت نے روڑے اٹکائے ہیں۔ تو میری تحریک استحقاق یہ ہے کہ صوبائی حکومت نے آئین کے آرٹیکل 139، آئین کے آرٹیکل 137، آئین کے آرٹیکل 240 کی، یہ جو میری تحریک استحقاق ہے یہ آئین کی تین دفعات کی خلاف ورزی کی وجہ سے ہے اور اس آئینی خلاف ورزی کی وجہ سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے لہذا ہے میری تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر، سلمان تاثیر صاحب! آپ اس تحریک استحقاق پہ بات کرنا چاہتے ہیں۔

جناب سلمان تاثیر: جناب والا! میں ایک پوائنٹ آف آرڈر اٹھانا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی---

جناب سلمان تاثیر: وزیر موصوف نے یہاں پر بڑا غلط بیان دیا ہے' میں سمجھتا ہوں کہ اس ایوان کے ریکارڈ کو درست کرنا چاہیے' انہوں نے بیان یہ دیا ہے کہ آئی جے آئی کی حکومت کو پنجاب کے عوام سے mandate ملا ہے' حقیقت یہ ہے کہ پنجاب کے عوام نے آئی جے آئی کو mandate نہیں دیا بلکہ ایک mix mandate تھا اور 35 ہزار امیدوار تھے اور عین اس وقت میاں نواز شریف sitting Chief Minister تھے' انہوں نے پنجاب کے وسائل استعمال کرتے ہوئے یہاں پر ایک حکومت بنائی جس کو پنجاب کے عوام کی حمایت نہیں ملی' اس لیے یہ بیان غلط ہے کہ اس اسمبلی کے فلور پر ایسا بیان دینا کہ آئی جے آئی کی حکومت کو پنجاب کے عوام کی حمایت ملی ہے۔

وزیر قانون: جناب والا! مجھے اجازت ہے' میں صرف ایک منٹ لوں گا چونکہ میرے بھائی نے بات کی ہے اگر آپ اجازت دیں تو ٹھیک ہے اگر نہ دیں تو میں بیٹھ جاتا ہوں۔

جناب سپیکر: ارشاد فرمائیے۔

وزیر قانون: جناب والا! مجھے اجازت ہے' میں صرف ایک منٹ لوں گا چونکہ میرے بھائی نے بات کی ہے اگر آپ اجازت دیں تو ٹھیک ہے اگر نہ دیں تو میں بیٹھ جاتا ہوں۔

جناب سپیکر: ارشاد فرمائیے۔

وزیر قانون: میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس الیکشن سے پہلے تو پنجاب میں میاں نواز شریف کی حکومت تھی اس الیکشن سے پہلے تو پنجاب میں میاں نواز شریف کی حکومت تھی اس الیکشن کے بعد پی پی پی کی حکومت ہے اب جتنے الیکشن ہوئے ہیں اس کے متعلق سلمان تاثیر صاحب کا کیا خیال ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں صرف عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس الیکشن سے پہلے پنجاب میں میاں نواز شریف کی حکومت تھی۔ اس الیکشن کے بعد پاکستان میں پیپلز پارٹی کی حکومت آگئی اور اس کے بعد جتنے بائی الیکشن ہوئے ہیں ان کے متعلق سلمان تاثیر صاحب کا کیا خیال ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: اس پر میں debate کی اجازت نہیں دے سکتا۔ (قطع کلامیاں)

جناب عبدالقادر شاہین، جناب سپیکر! کل وزیر قانون نے یہ فرمایا تھا کہ یہ پریویلج موشن نہیں بنتی یہ تحریک التوائے کار بنتی ہے۔ میری اسی سلسلے میں تحریک التوائے کار بھی ہوئی تھی کہ بہاول نگر کے اندر دس ہزار افراد کو پینے کا پانی سپلائی کیا جاتا تھا تو یزیدیت کا مظاہرہ کرتے ہوئے وہاں پر ساری پائپ لائن اکھاڑ دی گئی۔ ٹیوب ویل اٹھا کر لے جایا گیا۔ 82 آدمیوں کے خلاف پرچہ دینے کی دھمکی دی گئی۔ اس سلسلے میں میری استدعا ہے کہ اس پریویلج موشن کے ساتھ ہی میری اس سٹیٹمنٹ کو منسلک سمجھا جائے یا پھر اسے take up کیا جائے۔ کیونکہ یہ انتہائی اہمیت کی حامل ہے جس میں وہاں پر پینے کے لیے انسانوں کو پانی سپلائی کرنا تھا۔ وہاں پر کربلا کا واقعہ دہرایا گیا ہے اس سلسلے میں میری آپ سے استدعا ہے۔ یہ تو وفاقی افسروں کی بات کرتے ہیں ان کی تو اپنی صورت حال یہ ہے کہ یہ کسی انسان کو زندہ نہیں چھوڑنا چاہتے۔

جناب سپیکر، شاہین صاحب یہ ایک پریویلج موشن ہے۔ اس پر فیصلہ کریں گے اس کے بعد میں آپ کی بات سنوں گا۔

جناب خان غلام سرور خان، جناب والا! میں نے بھی اسی سلسلے میں ایک پرویلج موشن دی تھی۔ اس سلسلے میں یہ گذارش کروں گا کہ اسے بھی اس کے ساتھ لے لیا جائے۔ میرے حلقہ میں جو پیپلز پروگرام شروع ہوا تھا وہاں پر مزدوروں کو۔ وہاں ہمارے کارکنوں کو اور ہمارے ٹھیکے داروں کو کام نہیں کرنے دیا گیا۔

جناب سپیکر، آپ کل موجود نہیں تھے اس لیے اس کو نہیں لیا جا سکا۔

جناب خان غلام سرور خان، جناب سپیکر! میں نے کل پیش کی ہے اور میں چاہتا ہوں کہ اسی کے ساتھ اس کو بھی لے لیا جائے۔

جناب سپیکر، اچھا۔

خواجہ محمد یوسف، جناب سپیکر! میری طرف سے ایک تحریک التوائے کار پیش کی گئی تھی اس کو بھی اسی کے ساتھ منسلک کیا جائے۔

جناب سپیکر، خواجہ صاحب تشریف رکھیں۔

جناب فضل حسین راہی، جناب والا! اگر آپ اجازت دیں تو میں ایک انتہائی اہم تحریک استحقاق پیش

کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، اس تحریک استحقاق پر پہلے فیصلہ کر لیں۔

جناب فضل حسین راہی، میں یہ چاہتا ہوں کہ اس کی اہمیت اتنی زبردست ہے کہ کیا آپ اسے بغیر باری کے پیش کرنے کی اجازت فرمائیں گے؟

جناب سپیکر، آپ اس کی کاپی مجھے بھیجیں۔

نواب ملک احمد بخش تھیم، جناب والا! میری بھی ایک تحریک استحقاق ہے کیا یہ اسی سیشن میں پیش ہوگی۔ ہتھوڑا گروپ کا پرچہ ہوا ہے پتا نہیں اب کلہاڑا گروپ کا پرچہ ہوگیا ہو۔ یہ تو ایسے ہی ہے کہ مردہ خود مارگزیدہ شود۔ پتا نہیں ہمارے گھر پہنچنے تک کتنے پرچے ہو جائیں گے۔ آپ اسے لے ہی نہیں رہے۔

آئینی نکات پر اٹھائی گئی تحریک استحقاق پر جناب سپیکر کی رولنگ

جناب سپیکر، تھیم صاحب اس پریویلج موشن کا فیصلہ ہو جائے اس کے بعد آپ کی بات سن لیتے ہیں۔

The privilege motions were moved by Syed Zakir Hussain Shah (No. 16) and No. 22 by Rao Tariq Mahmood Sahib and No. 43 was moved by the Hon'ble Dr. Ziaullah Bangish. These are identical privilege motions and the matter raised relates to the interpretation and violation of the Constitution. To my mind violation of constitution does not constitute a breach of privilege of a member or of a house. The courts are there to protect the constitutions if there is any violation The members are protected if there is any violation of the privilege granted under the Constitution, any law or rules. (Rule 55(1) of the Rules of Procedures.) The question raised does not relate to a specific matter of recent occurrence rather it relates to various problems having arisen at various times. Hence it is inadimissible. Ruled out of order.

سید ذاکر حسین شاہ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر آپ نے رولنگ فرما دی ہے۔ لیکن یہ identical

نہیں۔ میں نے آپ سے پہلے بھی گذارش کی ہے کہ میری تحریک استحقاق اس موضوع پر تھی کہ صوبائی حکومت وفاقی حکومت کے ساتھ عدم تعاون کر رہی ہے۔ یہ میری تحریک استحقاق کا مرکزی موضوع تھا۔ پیپلز پروگرام۔ سوئی گیس کی فراہمی۔ سرکاری ملازمین کے تبادلے یہ معاملات میں نے بطور مثال پیش کیے تھے۔ دوسری تحریک استحقاق پیپلز پروگرام کے بارے میں ہیں۔ ایک تو یہ تحریک استحقاق identical نہیں ہے میرا موضوع اور ہے اور ان کا موضوع اور ہے۔

نمبر دو جناب والا! آپ کی رولنگ self contradictory ہے۔

میاں منظور احمد موہل: پوائنٹ آف آرڈر۔

سید ذاکر حسین شاہ: یہ پوائنٹ آف آرڈر پہ پوائنٹ آف آرڈر جناب والا کیسے ہو سکتا ہے۔ میاں منظور احمد موہل صاحب اتنے پرانے آدمی ہیں ان کو پتا نہیں۔

میاں منظور احمد موہل: وہ اپنی تحریک استحقاق پر ایک گھنٹہ تک بولتے رہے کیا مجھے حق حاصل نہیں کہ میں پوائنٹ آف آرڈر اٹھاؤں۔

جناب سپیکر: اس میں پوائنٹ آف آرڈر پہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا لیکن میاں منظور احمد موہل صاحب کی بات کا جہاں تک تعلق ہے کہ شاہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کر رہے ہیں جس وقت تک اس کا فیصلہ نہ ہو جائے اس پر پوائنٹ آف آرڈر نہیں اٹھایا جا سکتا۔ لیکن اس میں یہ ہے کہ شاہ صاحب جو پوائنٹ آف آرڈر پر بات فرما رہے ہیں وہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں۔ میں اس کو نامنظور کرتا ہوں۔

میاں منظور احمد موہل: شکریہ جناب والا! جناب والا میں ایک گذارش اس ہاؤس کی وساطت سے جناب کی خدمت میں کرنی چاہتا ہوں کہ جب چیئر کی طرف سے ایک رولنگ آجاتی ہے اور specifically in detail آجاتی ہے تو پھر کیا کسی mover کو یہ حق پہنچتا ہے کہ پھر پوائنٹ آف آرڈر کہہ کر اس پر بات کریں۔

جناب سپیکر: جی نہیں۔

میاں منظور احمد موہل: جناب والا! میری معزز بہنیں خواتین ہر وقت ہمیشہ میرے ساتھ دنگا فساد پہ تلی رہتی ہیں۔ میں یہ نہیں چاہتا کہ میں ان کی خدمت میں کوئی ایسی بات کروں لیکن خدا جانے ان کو

میرے ساتھ کیا دشمنی ہے جب میں اٹھتا ہوں بیٹھتا ہوں ہر وقت اسی پہ ان کی ڈیوٹی ہے۔ خدا کے لیے میری یہاں سے سیٹ تبدیل کر دی جائے۔ کیونکہ میں نے بڑا صبر کیا ہے۔ بڑا صبر سے کام لیا ہے لیکن ہر وقت ہمیشہ ان کی یہی حالت ہے۔ میری سیٹ یہاں سے کسی کونے میں پھینک دیں۔ اگر مجھ میں اتنی اہلیت ہو گی تو میں وہاں سے بھی بات کر سکوں گا۔

جناب سپیکر، میاں صاحب ہم ان شاء اللہ اگلے اجلاس میں اس پر غور کر لیں گے۔ (قطع کلامیاں)

باجی نصرت رشید، پوائنٹ آف آرڈر۔ میاں صاحب نے کہا ہے کہ یہ کچھ خانہ بنا دیا گیا ہے۔ آپ ان سے کہیں کہ یہ اٹھ کر اپنے الفاظ واپس لیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، آرڈر۔ آرڈر۔ میاں صاحب! آپ کی بات پر میں نے یہ طے کیا ہے کہ اگلے اجلاس میں اس پر فیصلہ کر لیں گے۔ (قطع کلامیاں)

میاں منظور احمد موہل، میں تو خاموش ہوں لیکن یہ خاموش نہیں ہیں۔

جناب سپیکر، اس کارروائی کے شروع ہونے سے پہلے قائد حزب اختلاف اور وزیر قانون نے میرے ساتھ بات کی ہے کہ privilege motion پر نصف گھنٹہ صرف کرنا ہے اس کے بعد تمام عرصہ امن و امان کی صورت حال پر بحث کرنی ہے۔ میں اب دونوں صاحبان کے علم میں یہ بات لاتا ہوں کہ نصف گھنٹہ privilege motions کو لیے ہوئے ہو گیا ہے۔

رانا شوکت محمود، جناب سپیکر! میں ایک گذارش کرنی چاہوں گا۔ کیونکہ وقت زیادہ گزر گیا۔ اور تقریریں بھی ہونی ہیں۔ لیکن دو تحاریک استحقاق بہت ضروری ہیں۔ ایک طاہر چیمہ صاحب کی ہے اور دوسری فضل حسین راہی صاحب نے دی ہے۔ اور میرے خیال میں ایک اسلم گورداسپوری صاحب کی تحریک استحقاق لے لیں۔ انھیں پانچ پانچ منٹ دیں۔ یہ پڑھ لیں۔ اور پھر دیکھیں کہ اس پر کیا کارروائی کی جا سکتی ہے؟

جناب سپیکر، تو پھر ایک تحریک استحقاق ادھر سے بھی ضروری ہے' جو مہر دوست محمد لالی صاحب کی طرف سے ہے۔

رانا شوکت محمود، اور میری گذارش ہو گی کہ ایوان کا وقت پوائنٹ آف آرڈر یا اس قسم کی دوسری باتوں سے ضائع نہ کیا جائے تو آج کی کارروائی میں ہم یہ سارا کام ختم کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر، کیا وزیر قانون صاحب اور جناب قائد حزب اختلاف کو اتفاق ہے کہ یہ چاروں تحاریک استحقاق بغیر باری کے لی جائیں؟ ---جی چیمہ صاحب۔

چودھری محمد اعظم چیمہ، پوائنٹ آف آرڈر۔ عالی جاہ! جناب والا نے ایک بات فرمائی' طے ہوگئی۔ اس کے بعد پھر اس کو اوپن کرنا اور ایک بات کو دوسری بات پر اہمیت دینا ٹھیک نہیں۔ حالانکہ بغیر باری کے وہ باتیں لی جاتی ہیں جو قومی اہمیت کی ہوں۔ ان کی بنیاد انفرادیت پر نہ ہو۔ میری عرض ہے' امن عامہ پر بحث کا دو چار روز سے سلسلہ شروع ہے۔ میں نے کھاد کے بارے میں تحریک التواء دی تھی جو قومی مسئلہ ہے اور آج کل واقعات و حالات کے مطابق اس کی ضرورت ہے۔ اور آئندہ ہماری خوراک کا مسئلہ ہے۔ اس پر جناب والا نے فرمایا تھا کہ آج آپ اس پر موقع دیں گے۔

جناب سپیکر، میں نے اعظم چیمہ صاحب کو پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنے کی اجازت دی ہے۔

خواجہ محمد یوسف، کیا یہ کھاد کا پوائنٹ آف آرڈر ہے؟

چودھری محمد اعظم چیمہ، عالی جاہ' کھاد بذات خود پوائنٹ آف آرڈر نہیں۔ بات اس کی اہمیت کی ہے۔ جو اس ایوان میں بات ہو رہی ہے' اس کے مطابق میں جناب سپیکر کی اجازت سے بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر، چیمہ صاحب' میں نے آپ کی بات سن لی۔ اب آپ چاہتے ہیں کہ اس پر بحث ہو۔

چودھری محمد اعظم چیمہ، جناب والا! گھڑی سے اندازہ لگائیں۔ پہلے کورم کی کمی کی بناء پر جناب والا لیٹ آئے۔ حالانکہ آپ چیمبر میں موجود تھے اور آپ ممبران کی حاضری دیکھتے رہے۔ اور کورم کا انتظار کرتے رہے۔ تحریک استحقاق کا معاملہ نوٹس میں آیا اور اس پر فیصلہ ہوگیا۔ اب تحریک التواء کی باری ہے۔ یہ معاملہ اہمیت کا حامل ہے۔ کرم فرمائی کی جائے۔ اس پر بحث کے لیے وقت مختص کیا جائے۔ اور یہ کوئی میرا ذاتی مسئلہ نہیں۔

جناب سپیکر، چیمہ صاحب' مسئلہ یہ ہے کہ آپ چاہتے ہیں کہ اس پر بحث کی جائے۔ آپ یہ چاہتے ہیں کہ آپ کی تحریک التواء پر وقت مقرر کیا جائے اور اس پر بحث کی جائے؟

چودھری محمد اعظم چیمہ، جی ہاں۔

جناب سپیکر، لاہنسٹر صاحب کیا فرماتے ہیں؟

وزیر قانون، جناب والا! اس بارے میں صبح میری اور لیڈر آف دی اپوزیشن کی بات ہوئی تھی۔ میں نے جناب کی خدمت میں بھی عرض کی تھی کہ ہم وقفہ سوالات نہیں لیں گے۔ تحاریک استحقاق پر آدھا گھنٹہ ہوگا اور اس کے فوراً بعد امن عامہ پر بحث ہوگی اور ہم کوشش کریں گے کہ ہم ایک بجے تک امن عامہ پر بحث مکمل کر کے ایک گھنٹا اس تحریک التواء پر بحث کرلیں گے۔ تو یہ بات ہماری آپس میں طے ہوئی تھی۔ اب جناب لیڈر آف دی اپوزیشن کی یہ خواہش ہے تو میں ان سے یہ کہوں گا کہ ہمیں کم از کم کوئی وقت مقرر کر لینا چاہیے۔ ورنہ پھر آج کا دن انہی تحاریک استحقاق پر لگ جائے گا۔ انھوں نے کہا ہے کہ وہ پڑھ لیں۔ مجھے پتا نہیں ابھی کون سی تحاریک استحقاق آئی ہیں۔ میرے پاس متعلقہ محکموں سے جواب بھی نہیں آیا ہے۔ میں بھی اس پوزیشن میں نہیں ہوں کہ ان کا جواب دے سکوں۔ مجھے پتا چلے گا تو اس کے بارے میں بتا سکوں گا کہ میں حکومت کا نقطہ نظر پیش کر سکتا ہوں یا نہیں۔ تو لیڈر آف دی اپوزیشن کی خدمت میں میں گذارش کرتا ہوں کہ مہربانی کریں اور اس کام کے لیے کوئی وقت مقرر کرلیں اور پھر اپنے ممبران کو پابند کریں کہ وہ اس وقت کے اندر اندر اپنی بات کو مکمل کریں تاکہ امن عامہ پر بحث ہو سکے۔ اگر کھلی چھٹی ہوگئی تو پھر ذرا وقت زیادہ لگ جائے گا۔

جناب سپیکر، میں لیڈر آف دی اپوزیشن سے بات کرنی چاہتا ہوں۔

سید ذاکر حسین شاہ، میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اگر اس وقت اس تحریک پر بحث ہوئی تو یہ قاعدہ 67(d) اور قاعدہ 69 کی بیک وقت خلاف ورزی ہوگی۔ تین دن گزر چکے ہیں۔ اب قواعد کے مطابق آپ اس کے لیے وقت مقرر نہیں کر سکتے۔

جناب سپیکر، میں آپ کی بات سن اور سمجھ چکا ہوں۔

سید ذاکر حسین شاہ، نمبر دو جناب والا' اس موضوع پر تحریک استحقاق کے دوران جامع بحث ہو چکی ہے۔ حکومت کا نقطہ نگاہ بھی آ چکا ہے اور اپوزیشن کا بھی۔ قاعدہ 67(d) کے تحت جس موضوع پر ایک دفعہ بحث ہو جائے' اس پر دوبارہ نہیں ہوسکتی۔ اب اس پر وقت ضائع کرنے والی بات ہے۔

جناب سپیکر، میں آپ کی بات سن چکا ہوں۔ آپ تشریف رکھیں۔

چودھری محمد اعظم چیمہ، پوائنٹ آف آرڈر۔ میں کھاد والی بات دہرانا نہیں چاہتا۔ اب میں ایک قانونی نوعیت کی بات جناب کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں۔ ایوان کی پرانی روایات اور جناب والا کی

رولنگ ملاحظہ فرمائیں۔ جہاں تک resolution کا تعلق ہے' ایوان میں fresh resolution پیش ہو جایا کرتے رہے ہیں۔ جہاں تک تحریک استحقاق یا تحریک التواء کا تعلق رہا ہے' قانونی طور پر سب سے پہلے آفس میں تحریک التواء یا تحریک استحقاق داخل کرنی پڑتی ہے۔ آج تک قانونی دائرے کے اندر' قواعد کے اندر' جناب کی سابقہ رولنگ کے اندر' سابقہ دور کے اندر کسی تاریخ میں کبھی یہ بات نہیں ہوئی کہ کوئی آدمی کھڑا ہو جائے کہ اسے اسی وقت ایوان میں تحریک استحقاق پیش کرنے کی اجازت دی جائے جناب والا! اگر قواعد میں اس بناء پر استثنیٰ کیا جاتا رہے گا تو یہ معاملہ کہیں ختم نہیں ہوگا۔ resolution کی روایات موجود ہیں۔ آج تک کبھی ایوان میں تحریک استحقاق اور تحریک التواء کسی ممبر کو کسی روایت کی بناء پر پیش کرنے کی اجازت نہیں دی گئی۔

جناب محمد اسلم گورداسپوری، جناب سپیکر! اس بات پر کوئی اعتراض نہیں۔ آپ کی صوابدید ہے' تحریک استحقاق یہ آپ بغیر باری کے لے سکتے ہیں۔ لیکن تحریک استحقاق کو بغیر باری کے لینے میں اس کی نوعیت کا جاننا بہت ضروری ہے۔ اگر کسی بھی تحریک میں چار آدمیوں کا خون ہوا ہے' چار آدمی مر چکے ہیں تو اس کو اس تحریک سے پہلے لیا جائے۔ میری تحریک سے پہلے کسی تحریک کو نہ سنا جائے۔ میری تحریک فوری نوعیت کی حامل ہے۔

میاں اظہر حسن ڈار، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر' میں آپ کی توجہ اس طرف دلانا چاہتا ہوں کہ منظور موہل صاحب ہماری بہنوں سے بڑی تشدد آمیز باتیں کر کے گئے ہیں۔ جھگڑا کر کے گئے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ہم فضل حسین راہی جیسا آپ کا حال کریں گے۔ اس طرح ایوان میں مستورات کو' بہنوں کو یہ کہنا کہ میں فضل حسین راہی سے بھی بدتر حال کروں گا' اتنے بڑے پارلیمنٹیرین کو مستورات کے ساتھ اس طرح کی باتیں کرنا واجب نہیں۔ یہ تو بالکل چھوٹا ذہن رکھتے ہیں۔ چھوٹی باتیں کرتے ہیں۔ اس طرح کے جھگڑے کرتے ہیں۔ میری گذارش ہے کہ یہ ماحول کو اب اس سطح پر لے گئے ہیں۔ جب بھی بات ہوتی ہے' تشدد پر اتر آتے ہیں۔ ہم ایسا کریں گے' ویسا کریں گے' کیا کوئی تشدد کی پالیسی ہے۔

جناب سپیکر، میرے لیے وسائل کچھ ایسے ہیں کہ مجھے پتا ہے کہ یہاں کچھ صاحبان امن عامہ کی صورت حال پر بحث کرنا چاہتے ہیں اور وہ کتنے بے چین ہیں۔ وزیر قانون صاحب اور لیڈر آف دی

اپوزیشن، دونوں صاحبان نے اکٹھے جا کر مجھے کہا ہے کہ آج ایوان کو بے شک prorougue کر دیا جائے۔ اب House progougue بھی ہونا ہے اور آپ صاحبان نے امن عامہ کی صورت حال پر بات بھی کرنی ہے۔ ان میں سے کچھ صاحبان بہت مصر ہیں تو میں آپ سے یہ عرض کروں گا کہ مجھے آپ موقع دیں کہ ان غیر ضروری باتوں کی بجائے میں ان معزز ممبران کو موقع دے سکوں کہ وہ امن عامہ کی صورت حال پر بات کر سکیں۔ (قطع کلامیاں) ڈار صاحب، آپ تشریف رکھیں۔

میاں اظہر حسن ڈار، ہاؤس میں مستورات کو اس طرح سے دھمکیاں دی جا رہی ہیں۔ تو یہ ہاؤس کس طرح چل سکتا ہے۔

جناب سپیکر، ڈار صاحب، ہاؤس in order ہے۔ کوئی ایسی عجیب بات نہیں ہوئی۔ میاں صاحب، میں سمجھتا ہوں کہ اس پر کسی وضاحت کی ضرورت نہیں۔

میاں منظور احمد موہل، جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ جب میں نے آپ سے گذارشات کی تھیں پہلی بات تو یہ ہے کہ وقت بے وقت پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہو جانا یا تو اس ایوان میں کوئی ایسی بات ریکارڈ پر آئی ہو میری طرف سے قطعاً ایسی کوئی بات نہیں۔ میں نے صرف یہ کہا ہے کہ فضل حسین راہی صاحب کا واقعہ بھی ایک بڑا افسوسناک واقعہ ہوا ہے۔ جناب والا! آپ دیکھیے کہ خواتین پھر مجھے interrupt کر رہی ہیں۔ میں تو خاموش ہو جاتا ہوں۔ اس کے علاوہ میرے لیے کوئی اور چارہ نہیں۔

جناب سپیکر، تشریف رکھیے۔ تشریف رکھیے۔ غلام سرور خان صاحب تشریف رکھیے فضل حسین راہی صاحب تشریف رکھیے۔ میں ایک بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ سرکاری بنچوں سے جناب دوست محمد لالی صاحب آؤٹ اف ٹرن تحریک استحقاق پیش کرنا چاہتے ہیں۔ اور مجھے یہ بھی بتایا گیا ہے کہ حزب اختلاف کی طرف سے جناب فضل حسین راہی صاحب آؤٹ آف ٹرن تحریک استحقاق پیش کرنا چاہتے ہیں۔ جس کا نوٹس انہوں نے مجھے دیا ہے اور یہ ابھی چھپا بھی نہیں حکومت کو بھی ابھی تک نہیں گیا وہ اس پر اپنا point of view پیش کر سکیں۔ آپ تشریف رکھیں۔

جناب فضل حسین راہی، جناب سپیکر! آپ میری بات تو سنیں۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ فضل حسین راہی صاحب جب کرسی مخاطب ہو آپ مداخلت نہ کیا

کریں۔ یہاں اسلم گورداسپوری صاحب اپنی تحریک استحقاق پیش کرنا چاہتے ہیں۔ اور میرے بھائی طاہر چیمہ صاحب اپنی تحریک استحقاق آؤٹ آف ٹرن پیش کرنا چاہتے ہیں۔ اب اس میں دو تحاریک استحقاق ایسی ہیں طاہر چیمہ صاحب کی اور گورداسپوری صاحب کی جو میں سمجھتا ہوں ان دونوں کی مختلف پوزیشن ہیں لیکن جو تحریک استحقاق مہر دوست محمد لالی صاحب کی ہے اور اس ضمن میں وزیر قانون توجہ فرمائیں۔ وہ جو ایک سابقہ معاملہ ہے اس کو re-open کرنے والی بات ہے ایک ناخوش گوار معاملہ اس اسمبلی میں ہوا اس پر ہم سب کو افسوس ہے۔ اس کو دوبارہ re-open کرنے والی بات ہے۔ اگرچہ میں ذاتی طور پر متفق ہوں اور مہر صاحب اس پر اتفاق فرمائیں اور میں مہر صاحب کی تحریک استحقاق کو سمجھتا ہوں کہ جائز اور relevant ہے اس کے باوجود انہوں نے پیش نہیں کی۔ ان کا نام ٹی وی کی اور ریڈیو کی ریکارڈنگ میں غیر ضروری اور نامناسب طریقے سے ان کا نام شامل کیا گیا۔ حالانکہ ان کا اس میں کوئی رول نہیں تھا ان کا اس کے ساتھ کوئی تعلق نہیں تھا۔ اس سارے معاملہ میں مہر دوست محمد لالی صاحب کا کوئی تعلق نہیں تھا۔ اور اس تمام معاملہ میں ان کا کوئی ذکر تک نہیں تھا میں اس بارے میں ریڈیو اور ٹی وی کو کہتا ہوں کہ وہ اپنے طرز عمل میں احتیاط سے کام لیں کیونکہ معزز اراکین اسمبلی میں سے کسی کا نام بھی یونہی آجانا بھی نامناسب بات ہے اس لیے میں یہ کہوں گا کہ یہ اصرار نہ کریں۔ اور میں جناب قائد حزب اختلاف سے یہ کہوں گا کہ اس وقت فضل حسین راہی صاحب اپنی تحریک استحقاق کو پیش کر کے اس مسئلہ کو re-open کرنا چاہتے ہیں۔ ایک ایسی فضا جو ٹل چکی ہے اور جس بارے میں اس ایوان میں بڑی محنت سے جناب لیڈر آف دی اپوزیشن اور آپ لوگوں نے اور آپ کے ساتھیوں نے اور لاء منسٹر صاحب نے اس طرف کے کچھ ساتھیوں نے اور ہم نے مل کر بے پناہ محنت کر کے ناخوش گوار ماحول اور حالات کو خوش گوار بنانے کی کوشش کی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جو ایک بدمزگی تھی اس کو مکمل کر کے ایک دن میں اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے cover کیا ہے۔ میں اس تحریک استحقاق کے بارے میں آپ سے کہوں گا کہ اس کو آؤٹ آف ٹرن لینے کی اجازت نہیں دیتا۔ اور اسلم گورداسپوری صاحب کو چودھری طاہر چیمہ صاحب کو اپنی اپنی تحریک استحقاق پیش کرنے کی باری باری اجازت دیتا ہوں۔ جی رانا صاحب۔

رانا شوکت محمود، جناب سپیکر آپ کی مہربانی ہے کہ آپ نے طاہر چیمہ اور اسلم گورداسپوری کو

اجازت دے دی کہ وہ اپنی تحاریک استحقاق پڑھ سکیں جو فضل حسین راہی صاحب نے بیان کیا ہے اس کا اس ایوان سے میرے خیال میں کوئی تعلق نہیں۔ بات یہ ہے کہ کچھ ایسا ریکارڈ تھا۔ جس میں کوئی تبدیلی کی گئی ہو وہ اس کو میرے خیال میں ٹھیک کرانا چاہتے ہیں۔ جناب والا! یہ گستاخی تو ہوگی آپ کے فرمان کے بعد میں یہ عرض کر رہا ہوں اگر وہ اس ریکارڈر کو دیکھ لیں۔ اس میں کوئی حرج نہیں۔ آپ اگر اس کو پڑھنے کی اجازت نہیں دیتے تو اس کو دیکھ لینے کی اجازت دے دیں۔

جناب سپیکر، میں پڑھنے کی اجازت کے علاوہ یہ کہتا ہوں آپ کے ارشاد کی تعمیل میں کہ میں فضل حسین صاحب کو اجازت دیتا ہوں کہ وہ اسمبلی کا ریکارڈر دیکھ لیں ٹیپ سن لیں۔ آپ ریکارڈر دیکھ لیں۔ جو یہاں ریکارڈنگ ہو رہی ہے اور ہمارے رپورٹرز حضرات جو یہاں رپورٹنگ کر رہے ہیں۔ آپ اس کو دیکھ لیں۔ اور اسمبلی کی ٹیپ موجود ہے آپ اس اجلاس کے بعد سیکریٹری اسمبلی کے کمرے میں بیٹھ کر وہ تمام ٹیپ سن لیں۔ اگر آپ کو اس کے بعد بھی اعتراض ہو کہ آپ کی بات کہیں غلط ریکارڈر ہوئی ہے۔ تو میں اس وقت یہ فیصلہ دیتا ہوں کہ اگلے سیشن میں آپ کی تحریک استحقاق کو take up کروں گا۔

جناب فضل حسین راہی ، جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔ ایک چیز کی وضاحت فرما دیں ایک ریکارڈ تو وہ ہے جو ٹیپ ہوا ہے۔ جو ریکارڈ ہوا ہے ایک طرف وہ ریکارڈ ہے جو آنکھوں سے دیکھا گیا ہے۔ اس کے متعلق میں یہ عرض کروں گا کہ اس وقت جو یہاں صحافی موجود تھے ان کے بیانات کو سنا جائے اور جو لوگ ویزٹرز گیلری میں موجود تھے آپ کو ان کے نام اور پتے ریکارڈ میں مل جائیں گے آپ ان کو بطور شہادت کے سنیں۔ جو آنکھوں سے دیکھا گیا ہے۔ ریکارڈ میں یہ بات کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ جب فضل حسین راہی صاحب وہاں ان کی ٹیبل پر گئے ہیں انہوں نے کہا ہے کہ آپ کو ہم نہیں کرنے دیں گے۔ پیچھے سے اعجاز صاحب آئے ہیں اور دونوں فضل حسین راہی اور اعجاز صاحب آپس میں گتھم گتھا ہوگئے۔ جناب سپیکر! آپ دیکھیے۔ اگر آپ اس وقت کرسی پر ہوتے تو یہ ناخوشگوار واقعہ پیش نہ آتا۔ یہ مجھے یقین ہے۔

جناب سپیکر، راہی صاحب آپ اس وقت اس بات کو ٹیک اپ نہ کریں میں اس پر اپنا فیصلہ دے چکا ہوں۔ آپ اس کو دیکھ لیں آپ ریکارڈ لیں فضل حسین راہی صاحب جو آنکھوں دیکھا ریکارڈ ہے میں اس

کے لیے کہہ رہا ہوں ٹیپ میں سب چیزیں محفوظ ہیں۔ وہ تو میں درست کرالوں گا۔ آپ کی جو۔۔۔

جناب محمود الحسن ڈار، جناب والا! دو تین روز سے ماحول اچھا چل رہا تھا۔ خدا را اس کو اس طرح چلائیں جب ہمارا لیڈر آف دی اپوزیشن کھڑا ہو خواہ اس میں میں ہوں یا کوئی زید ہو یا بکر ہو آپ کو چاہیئے سوائے لیڈر کے آپ کسی کو نہ سنیں۔ خدا کے لیے ہم لا اینڈ آرڈر پر بولنا چاہتے ہیں ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ آج آپ اجلاس کو prorougue کر رہے ہیں۔ میں نے بولنا ہے اور میرے ساتھیوں نے بولنا ہے۔ خدا را ہمارا وقت ضائع نہ کرائیں۔ اور ہمیں وقت دیں تاکہ ہم اپنے خیالات کا اظہار کر سکیں۔

جناب سپیکر، میں اسلم گورداسپوری صاحب کو اپنی تحریک استحقاق پیش کرنے کی اجازت دیتا ہوں۔

لاری اڈہ بادامی باغ لاہور میں نشہ آور مشروب کے استعمال سے چار دوستوں کی ہلاکت

جناب محمد اسلم گورداسپوری، جناب والا! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے معاملہ یہ ہے کہ لاری اڈہ بادامی باغ میں چار دوستوں نے ایک ڈاکٹر کی دوکان پر کوئی نشہ آور مشروب جس کو وہ ڈاکٹر شراب بنا کر فروخت کرتا تھا۔ خرید کر پی لیا۔ اور چاروں جاں بحق ہوگئے تعجب کی بات یہ ہے کہ انتظامیہ نے نہ تو اس ڈاکٹر کو گرفتار کیا اور نہ ہی اس مہلک چیز کا پتا لگایا جو چار قیمتی جانوں کے لیے لقمہ اجل بن گئی بلکہ انتظامیہ نے ان چاروں لاشوں کو جیری دفن کرنے کا حکم کر دیا۔ اسسٹنٹ کمشنر نے اپنے حکم سے بغیر پوسٹ مارٹم کے لاشوں کو لواحقین کے سپرد کر دیا اور حکم دیا کہ ان کو دفنا دیا جائے کہ یہ انسانی زندگیوں کے ساتھ کھلا مذاق ہے۔ اسسٹنٹ کمشنر لاہور کا قتل کے اس مقدمہ کو بغیر تحقیق اور پوسٹ مارٹم کے ختم کر دینا صاف دکھائی دیتا ہے کہ اس میں انتظامیہ کا ہاتھ ہے میں ایوان سے درخواست کرتا ہوں کہ میری تحریک استحقاق منظور فرما کر اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔ تاکہ معاملے کی مکمل تحقیق ہو سکے۔ اور انصاف ہو سکے اور مجرموں کو قانون کی گرفت میں لایا جائے۔

سردار عاشق حسین گوپانگ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، سردار عاشق حسین گوپانگ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتے ہیں۔

سردار عاشق حسین گوپانگ، جناب سپیکر! جو کچھ میرے محترم بھائی نے فرمایا ہے اس کی نوعیت

سنگین ہے اور اس سے کسی کو انکار نہیں۔ لیکن یہ کس طرح تحریک استحقاق کے زمرے میں آتی ہے۔ یہ تحریک استحقاق کے زمرے میں تو کسی لحاظ سے نہیں آتی۔ ان کی تحریر سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ تحریک استحقاق نہیں۔ تو ویسے یہ کسی اور انداز میں agitate کر سکتے ہیں لیکن یہ تحریک استحقاق نہیں۔

جناب سپیکر ، It can be a subject matter of an adjournment motion. تحریک التواء کے طور پر اگر آپ اسے پیش کرتے تو یہ بڑی معتبر تحریک التواء ہوتی۔

جناب محمد اسلم گورداسپوری، جناب سپیکر! میری گذارش ہے کہ اگر یہاں چنیوٹ کا پل تحریک استحقاق بن سکتا ہے۔ اگر یہاں سید ذاکر حسین شاہ صاحب کا ٹی وی کا استحقاق بن سکتا ہے' اگر یہاں کھاد تحریک استحقاق بن سکتی ہے تو جہاں چار آدمی قتل ہوگئے میرے حلقے میں۔ میرے چار ووٹر مر گئے ہیں۔ میرا آفس سیکرٹری مر گیا تو یہ تحریک استحقاق نہیں ؟ اس سے بڑا استحقاق کیا ہوگا ؟ خدا کے واسطے آپ استحقاق کی یہ توضیح نہ فرمائیں کہ چنیوٹ کا پل استحقاق بن سکتی ہے اور کھاد بن سکتی ہے استحقاق اور ٹی وی کا مسئلہ استحقاق بن سکتا ہے تو یہ استحقاق نہیں بن سکتا کہ میرا آفس سیکرٹری وہاں قتل ہوا ہے ؟

جناب سپیکر، گورداسپوری صاحب! آپ ان کی fate دیکھ چکے ہیں۔

جناب محمد اسلم گورداسپوری، جناب والا! مہربانی کر کے مجھے شارٹ سٹیٹمنٹ کی اجازت دیں۔

جناب سپیکر، ان تحریک استحقاق کو آپ دیکھ چکے ہیں کہ کیا ہوا۔

جناب محمد اسلم گورداسپوری، جناب والا آپ نے کسی تحریک استحقاق کا اس طرح قتل نہیں کیا جس طرح آپ میرا کرنا چاہتے ہیں۔ آپ نے ان کو سنا ہے لہذا میرا شارٹ سٹیٹمنٹ بھی سنیں۔

جناب سپیکر، ارشاد فرمائیے۔

جناب محمد اسلم گورداسپوری ، جناب سپیکر ! یہ معاملہ میں محض سطحی الزام دہی پر بات نہیں کرنا چاہتا۔ میں من حیث معاشرے کی سوسائٹی کی آج کی ہیئت ترکیبی اور ہمارا آج کا ماحول جو بن چکا ہے میں اسے دو منٹ میں زیر بحث لانا چاہتا ہوں کہ ایسے معاملے ہوتے کہاں ہیں ؟ کن معاشروں میں لوگ زہر خرید کر پیتے ہیں ؟ وہ کون سی سوسائٹی ہے کون سا سماج ہے جہاں لوگ اس طرح جاں بحق ہوتے ہیں۔ جناب سپیکر! جو مصنوعی معاشرے ہوں جن کی بنیاد کرائم پر جرم پر ہو۔ جن کی بنیاد

جبر پر ہو۔ جن کی بنیاد قتل و غارت گری پر ہو۔ جن کی بنیاد سمگلنگ پر ہو۔ جن کی بنیاد ڈکیتیوں پر ہو۔ جن کی بنیاد شخصی حکومتوں پر ہو۔ جن کی بنیاد ڈکٹیٹر شپ پر ہو۔ لاقانونیت پر ہو۔ غیر آئینی ہو وہ ایسے معاشرے ہیں جہاں جناب سپیکر! اس قسم کے معاملے سامنے آتے ہیں۔ جناب سپیکر! یہ جو بھی قتل ہوتے یہ بھوک، افلاس، لاچاری اور مجبوری، خوف اور معاشرے کی دہشت اور انسان کی کم مائیگی۔ انسان کی بے چارگی۔ انسان کی لاچاری اور انسان کی بے بسی کے مظاہرے جہاں پولیس انسانوں کو اور جہاں انسانوں کی عزت نفس نہ ہو۔ جہاں انسان کی قدر و منزلت نہ ہو۔ کوئی قانون نہ ہو۔ جہاں انسانوں کے لیے سوچنے والے نہ ہوں۔ جہاں انسانوں کے لیے منصوبہ بندی نہ ہو۔ جہاں انسانوں کے لیے کوئی تدابیر نہ کی جائیں جہاں زندگی کا کوئی تحفظ نہ ہو۔ جہاں کوئی صحت کا تحفظ نہ ہو۔ عزت کا تحفظ نہ ہو یہ حادثے ان ممالک میں پیش آتے ہیں۔ جناب سپیکر! بہت ضروری تھا کہ پتا چلایا جاتا کہ یہ دوائی کس فیکٹری میں بنی تھی۔ سب سے پہلے قانونی طور پر انظامیہ کے لیے یہ ضروری تھا کہ اس فیکٹری کا پتا چلایا جاتا جہاں سے یہ زہر بن کر آیا تھا۔ اس کے مالکان کو گرفتار کیا جاتا۔ جو بیچ رہا تھا اسے گرفتار کیا جاتا۔ جناب سپیکر! جس نے فروخت کی نہ اسے گرفتار کیا گیا۔ جس نے اسے بنایا یعنی فیکٹری والا نہ اسے گرفتار کیا گیا۔ انظامیہ نے اور اسسٹینٹ کمشنر نے پولیس کی مدد سے غریب لوگوں کو دہشت زدہ کر کے، خوف زدہ کر کے ان پر دباؤ ڈال کر حکم دیا کہ بغیر پوسٹ مارٹم کے ان کو دفنا دیا جائے۔ جناب سپیکر! قتل کی کسی سانحہ اور حادثے میں کوئی ایسی قانونی پوزیشن ہے کہ بغیر پوسٹ مارٹم کے آپ دفنا دیں؟ اس اتفاق کا کچھ بھی نہ بنتا ہو لیکن اس سے کس طرح انظامیہ بچ سکتی ہے کہ بغیر پوسٹ مارٹم کے چار لاشوں کو دفنانے کا حکم کر دیا جائے۔ میری گذارش ہے کہ مہربانی فرما کر اس میں جتنے انظامیہ کے لوگ شامل تھے ان پر قتل کا مقدمہ کیا جائے۔ ان کو گرفتار کیا جائے۔ مقدمے کو re-open کیا جائے اور لاشوں کا پوسٹ مارٹم کرایا جائے لواحقین کے ساتھ انصاف کیا جائے۔ جناب سپیکر! یہ قتل ہے۔ اگر آپ اس کا نوٹس نہیں لیں گے تو یہاں کوئی اور ادارہ نہیں جو ان کی بات سن سکے۔ بہت بہت شکریہ۔ بڑی مہربانی

جناب سپیکر، شکریہ۔ جناب منسٹر لاء۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! یہ افسوس ناک واقعہ ہے اور اس کی technicalities کے بارے میں تو

جناب بھی اظہار خیال فرما چکے ہیں اور میرے بھائی سردار عاشق گوپانگ صاحب بھی اظہار خیال فرما چکے ہیں کہ یہ تحریک استحقاق بالکل نہیں بنتی ہے۔ چونکہ انہوں نے چند چیزوں کی طرف نشان دہی کی ہے۔ اس بارے میں عرض یہ ہے کہ جو مرحومین کے ورثا ہیں انہوں نے تحریری طور پر اے سی سٹی کو استدعا کی ہے کہ ہم اپنے مرحومین کی لاشوں کا پوسٹ مارٹم نہیں کرانا چاہتے ہم ان کی لاشوں کی بے حرمتی نہیں کرانا چاہتے اور ہماری کسی کے ساتھ دشمنی نہیں۔ یہ مرگ اتفاقیہ ہے۔ اس پر اس واقعہ کی اہل محلہ نے بھی تائید کی کہ ان چاروں کی کسی سے کوئی دشمنی نہیں۔ انہوں نے شراب پی ہے اور اس کے نتیجہ میں یہ واقعہ اتفاقی طور پر پیش آیا ہے۔ مزید مرحومین کے لواحقین نے بھی اے سی سٹی کو تحریری طور پر درخواست دی تھی کہ متوفیان نے از خود شراب نوشی کی' ان کی کسی کے ساتھ عداوت نہیں ہے اور بغیر پوسٹ مارٹم کے لاشیں وصول کرنے کا مطالبہ کیا جس پر اے سی نے پوسٹ مارٹم نہ کرنے کا حکم دیا جس پر کارروائی ضابطہ زیر دفعہ 174 (6) بحوالہ رٹ نمبر 45 مورخہ 3 دسمبر 1989 کو تھانہ لاری اڈہ عمل میں لائی گئی جس کی اہل محلہ اور لواحقین متوفیان سے بھی تصدیق ہو چکی ہے۔ تو جناب والا! اس قسم کی کوئی بات نہیں۔ اور پوسٹ مارٹم کے سلسلے میں اگر ورثا لکھ کر دے دیں اور وہ نہ کرانا چاہیں تو اس پر قانونی طور پر کوئی قدغن نہیں۔ کوئی پابندی نہیں بلکہ اخلاقی طور پر حکومت اس بات کی پابند ہوتی ہے کہ اگر کوئی آدمی فوت ہوگیا ہے اور اس کا پوسٹ مارٹم کرنے سے اس لاش کی بے حرمتی ہوتی ہے تو اس کے ورثا کو ازراہ ہمدردی حکومت چاہتی ہے کہ ٹھیک ہے کیونکہ ایک تو ان کے آدمی مر گئے ہیں دوسرا ان کے ساتھ اتنا بھی اخلاقی طور پر ہم تعاون نہ کریں؟ جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ اس میں حکومت کی کوئی بد نیتی کا اور پولیس کا کوئی دور کا بھی عمل دخل نہیں۔ ویسے بھی یہ ٹیکنیکل نہیں بنتی لہذا اسے آؤٹ آف آرڈر کیا جائے۔ شکریہ۔

جناب محمد اسلم گورداسپوری، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں نے یہ نہیں کہا کہ کسی نے دشمنی سے قتل کیا ہے۔ میں کہتا ہوں پنجاب حکومت زہر بیچنے کی پھر سمگلنگ کی اجازت دے رہی ہے۔ میرا مقصد یہ ہے کہ کیا حکومت اس زہر کو بند نہیں کرنا چاہتی؟ میں صرف اتنی وضاحت چاہتا ہوں کہ کیا تحقیق کی گئی کہ وہ زہر کس فیکٹری سے آیا؟ کیا تحقیق کی گئی کہ کس نے اسے بیچا تھا اور اسے گرفتار کیا گیا؟ کیا کوئی پرچہ درج کیا گیا؟ اب تک اس کی کیا پوزیشن ہے؟ کیا پنجاب حکومت اس

معاشرے میں زہر بیچنا چاہتی ہے' کھلی چھٹی دینا چاہتی ہے؛ بس یہی بات کرنی تھی۔

جناب سپیکر، گورداسپوری صاحب! شکریہ۔ میرے خیال میں یہ تحریک التواء بہترین بنتی تھی یہ کسی لحاظ سے تحریک استحقاق نہیں بنتی نہ ہی ان کا کوئی استحقاق مجروح ہوا ہے اس لیے میں اسے rule out کرتا ہوں۔

مہر دوست محمد لالی، جناب سپیکر! میں ایک چھوٹی سی گذارش کروں گا آپ نے میری تحریک استحقاق کے بارے میں جو رولنگ دی ہے میں اس سے مطمئن ہوں لیکن جناب والا میں آپ سے یہ گذارش کرتا ہوں کہ آپ کو مجھے شارٹ سٹیٹمنٹ کے بارے میں اجازت دینی چاہیے۔

جناب سپیکر، مہر صاحب' اب اس کے بارے میں فیصلہ ہوگیا ہے۔ میں اب آپ سے گذارش کروں گا میں اب اس مسئلے کو re-open نہیں کرنا چاہتا ورنہ آپ کی تحریک استحقاق جائز ہے بنتی ہے میں اس بات کا اظہار کر چکا ہوں آپ کی بات بالکل جائز ہے اور میں اس بارے میں ٹیلیویژن اور ریڈیو کو ہدایت جاری کر چکا ہوں کہ مہر دوست محمد لالی کے بارے میں جو غلط رپورٹنگ کی گئی ہے ایسا آئندہ نہیں ہونا چاہیے اور اسمبلی کی رپورٹنگ نہایت ذمہ دارانہ انداز میں ہونی چاہیے۔

مہر دوست محمد لالی، جناب والا! میں اس سے مطمئن ہوں۔ لیکن میری اتنی عرض ہے کہ میں اسے پڑھ دیتا اور اس پر اپنی شارٹ سٹیٹمنٹ دے دیتا۔

جناب سپیکر، مہر صاحب' اب اس بات کو re-open نہیں ہونا چاہیے۔

مہر دوست محمد لالی، جناب والا! میں قسم اٹھا کر کہہ سکتا ہوں کہ ایسا کوئی واقعہ ہی نہیں ہوا۔

جناب سپیکر، نہیں' یہ کوئی سوچ بھی نہیں سکتا کہ آپ ایسا کریں گے۔

مہر دوست محمد لالی، جی سوچ تو کوئی نہیں سکتا۔ جناب والا! میں ایک نہایت شریف شہری ہوں شریف خاندان سے تعلق رکھتا ہوں۔ لیکن یہ اتنی غلط خبر اور معتبر ذرائع کا جو حوالہ دیا گیا ہے۔ میں تو اسے جانتا ہی نہیں۔

جناب سپیکر، مہر صاحب کی تحریک استحقاق کے بارے میں میرے تاثرات یقیناً اخبار میں چھپ جائیں گے اور مہر صاحب' آپ اس بات کی تسلی رکھیں۔۔۔۔چودھری طاہر بشیر چیمہ۔

اے سی اور اے ڈی سی (جی) کا ایم پی اے کے ساتھ نامناسب رویہ

چودھری طاہر بشیر چیمہ، جناب والا! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ 14 دسمبر 1989ء کو پیپلز پارٹی کے مقتدر رہنماؤں نے بہاولپور جانا تھا جن میں جناب فاروق لغاری، جناب احمد عالم انور، جناب جہانگیر بدر، وفاقی وزراء اور جناب غلام مصطفےٰ کھر صاحب ایم۔این۔اے بھی شامل تھے مگر آئی جے آئی کے رہ نماؤں نے یہ پروگرام بنایا کہ جونہی پیپلز پارٹی کے رہ نما بہاولپور آئیں ان کا سیاہ جھنڈیوں سے استقبال کیا جائے اور ان کے جلسے کو درہم برہم کر دیا جائے چنانچہ انہوں نے اپنے منصوبے کے مطابق چوک فوارہ میں پیپلز پارٹی کے جلوس کو روکنے کی کوشش کی اور سیاہ جھنڈیاں لیے سڑکوں کو بلاک کر دیا پولیس ایک طرف کھڑی تماشہ دیکھتی رہی۔ آئی جے آئی کے غنڈوں نے پیپلز پارٹی کے جلوس پر پتھراؤ شروع کر دیا جب میں نے وہاں پر موجود ڈی ایس پی، اے سی اور اے ڈی سی (جی) کی توجہ اس غنڈہ گردی کی طرف دلائی تو انہوں نے میرے ساتھ آہانت آمیز رویہ اختیار کیا اور بدتمیزی پر اتر آئے وہ غنڈوں کی سرپرستی کرتے رہے میں متذکرہ افسروں کو بار بار یہ کہتا رہا کہ آپ وفاقی وزیروں اور پیپلز پارٹی کے دیگر رہ نماؤں کا تحفظ کریں تو انہوں نے اس پر کوئی نوٹس نہ لیا اور یہ کہا کہ ہم مجبور ہیں اور کچھ نہیں کر سکتے ان کے اس رویہ سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے لہٰذا اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب والا! واقعہ یوں ہے کہ 14 تاریخ کو ہمارے پانچ وفاقی وزراء اور جناب غلام مصطفیٰ کھر صاحب نے بہاولپور جانا تھا اور مخدوم احمد عالم انور صاحب کے جلسے میں ترنڈہ محمد پناہ میں شرکت کرنی تھی۔ اس سے ایک دن پہلے ہمیں یہ پتا لگا کہ آئی جے آئی کے مقامی رہ نماؤں نے یہ پروگرام بنایا ہے کہ جونہی یہ لیڈر بہاولپور پہنچیں تو ان کا استقبال سیاہ جھنڈیوں کے ساتھ کیا جائے میں نے خود انتظامیہ سے اپیل بھی کی درخواست بھی کی اور انہیں کہا بھی کہ یہ ایک اچھی روایت نہیں کیونکہ ہم نے آج تک ان کے کسی رہ نما کا اس طریقے سے استقبال نہیں کیا۔ ووٹ تو اس عوام نے دینا ہے ان کے رہ نما بھی آ کر تقریریں کریں اور عوام کو جائیں اور ہمارے رہ نما بھی آ کر جائیں آگے عوام کی مرضی ہے کہ کس کو یہ ووٹ دیں لیکن اس طریقے سے آپ اگر کسی پارٹی کے رہ نماؤں کا استقبال

کریں گے تو یہ ایک غلط روایت بنے گی کیونکہ کل کو آپ کے رہ نماؤں نے بھی ان ہی شہروں میں جانا ہوتا ہے۔ لیکن میری اس اپیل اور درخواست کے باوجود مورخہ 14 تاریخ کو چوک فوارہ بہاولپور میں بڑی بڑی سڑکیں بلاک ہوگئیں۔ اور لوگ اکٹھے ہوگئے۔ جب وہاں پر وزراء صاحبان اور دوسرے لوگوں کا جلوس پہنچا تو چوک فوارہ میں جو پہلے سے لوگ موجود تھے ان میں سے چند لوگوں نے پتھراؤ کرنا شروع کر دیا پولیس ان کے سامنے کھڑی تھی میں اپنی گاڑی سے اتر کر وہاں گیا اور انتظامیہ سے کہا کہ آپ انہیں روکیں یہ اچھی بات نہیں یہاں پر جھگڑا فساد شروع ہو جائے گا پھر معاملہ لمبا ہو سکتا ہے اور خدا نخواستہ جانی نقصان بھی ہو سکتا ہے لیکن اس وقت اے ڈی سی (جی)' اے سی اور ڈی ایس پی صاحبان نے مجھے اپنے گھیرے میں لیا مجھے دھکے دیے اور میرے ساتھ بدتمیزی بھی کی اتنا کرنا تھا ظاہر ہے کہ جلوس ادھر بھی تھا اور جلوس ان کا بھی تھا دونوں کا وہاں پر جھگڑا ہوا میں نے اس وقت بھی انتظامیہ کو یہ اپیل کی کہ آپ مہربانی کریں آپ ان لوگوں کو سمجھائیں اور ہمارے جلوس سے ان کو پیچھے رکھیں۔ جناب والا! ہمارا یہ پروگرام تھا کہ اگر یہ کالی جھنڈیاں بھی لے کر کھڑے ہیں تب بھی ہم چپ کر کے نکل جائیں لیکن جب انہوں نے پتھراؤ شروع کیا تو لازمی بات ہے کہ جلوس میں لوگوں کے جذبات بھڑکے ہوئے ہوتے ہیں تھوڑا سا وہاں پر جھگڑا ہونا تھا اور وہ ہوا میرے بار بار کہنے کے باوجود بھی ڈی ایس پی بہاولپور نے میرے ساتھ انتہائی بدتمیزی کی اور میں سمجھتا ہوں کہ اس واقعہ سے میرا استحقاق بری طرح سے مجروح ہوا ہے نہ صرف میرا بلکہ اس پورے ایوان کا استحقاق بری طرح سے مجروح ہوا براہ مہربانی میری اس تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے اور اس پر فیصلہ کیا جائے۔

جناب سپیکر: جناب لاءمنسٹر۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! دراصل یہ تحریک استحقاق ہمیں آج ہی موصول ہوئی ہے اور اس واقعہ سے متعلق افسران سے ہمیں رپورٹ موصول نہیں ہوئی فون پر میں نے ان سے تھوڑی بہت بات کی ہے لیکن میں اس معزز ایوان میں اس قسم کی کوئی بات نہیں کرنا چاہتا جس کے بارے میں میں پہلے خود تسلی نہ کر لوں۔ جناب والا! کی خدمت میں میں یہ گذارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں ایک تو یہ ہے کہ اس کا جواب آنے پر میں اور چیمہ صاحب اس بارے میں بات کر لیں گے

لیکن جہاں تک حکومت کی پالیسی کا تعلق ہے۔ جناب والا! دراصل یہ واقعہ اس نوعیت کا ہے کہ آئی۔ جے۔ آئی کے ایک معزز رکن نے پہلے تو عدم اعتماد کی تحریک میں حصہ لیا ووٹ دیا سارا کچھ کیا اس کے بعد انہوں نے مرکزی حکومت میں وزارت کا عہدہ قبول کر لیا تو آئی جے آئی کے اراکین نے اس وزیر کے اس عمل پر ناپسندیدگی کا اظہار کر کے اگر کوئی reaction کیا ہے تو یہ ان کا اپنا ذاتی عمل ہے اور میں یقین سے کہتا ہوں کہ حکومت پنجاب کا اس سے دور کا بھی تعلق نہیں اور حکومت پنجاب اس قسم کے واقعہ کو ایک اچھا اور احسن اقدام نہیں سمجھتی لیکن جناب reaction ایک فطری عمل ہے کہ آپ ایک آدمی کو elect کر کے بھیجتے ہیں وہ نہ صرف پارٹی چھوڑ دیتا ہے بلکہ دوسری پارٹی میں شامل ہو کر عہدہ وزارت قبول کر لیتا ہے۔ جناب والا! کیا پنجاب کی تاریخ میں آج تک کوئی پانچ وزراء اکٹھے گئے ہیں کون سا قلعہ فتح کر کے موصوف وہاں جا رہے تھے کون سا انہوں نے سیاسی طور پر ایک بہت بڑا کارنامہ سرانجام دیا تھا کہ وہ اپنے ساتھ پانچ مرکزی وزراء کو بھی ساتھ لے کر جا رہے تھے اور وہاں جا کر انہوں نے اس بات کا اظہار کیا کہ میں بہت اچھا ایک کام کر کے آیا ہوں اور وہ آکر مجھے خوش آمدید کہتے اور وہ توقع کرتے تھے کہ آئی۔جے۔ آئی کے ارکان وہاں پر ہار لے کر کھڑے ہوتے اور ان کو ہار پہناتے اور وہ انہیں کہتے کہ آپ بہت اچھا عمل کر کے آئے ہیں تو جناب والا میں آپ کو اس بارے میں یہ یقین دہانی کراتا ہوں کہ اس سلسلے میں میرے بھائی نے یہی کہا ہے کہ چند لوگ تھے اگر حکومت کا اس میں ہاتھ ہوتا تو اگر حکومت ایک جلسے میں لاکھوں آدمی اکٹھے کر سکتی ہے تو اس قسم کے کام میں چند آدمی نہ ہوتے۔ حکومت قطعی طور پر اس مسئلے کو پسند نہیں کرتی اور نہ ہی اس قسم کے معاملات کا اعادہ ہونے دے گی اور اس کا ہم نوٹس لیں گے اور اس بارے میں صحیح واقعات معلوم ہونے پر میں اپنے بھائی کی مزید تسلی کرا دوں گا اور میں آپ کی خدمت میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اگر میرے بھائی اس تحریک استحقاق پر اصرار نہ کریں اور اس پر زور نہ دیں تو میں ان شاء اللہ کوشش کروں گا کہ سرکاری ملازمین سے رابطہ کر کے ان کی تسلی کے مطابق اس مسئلہ کو احسن طریقے سے حل کروں۔ شکریہ۔

جناب فضل حسین راہی، جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے جناب لاءمنسٹر سے ایک سوال کرنا چاہتا ہوں کہ جناب والا! انہوں نے اظہار فرمایا ہے کہ ان کارکنوں نے جو آئی جے آئی سے متعلق ہیں

انہوں نے اظہار ناپسندیدگی کے طور پر ان کو کالی جھنڈیاں دکھائی ہیں یا ایسا عمل کیا ہے؟

جناب سپیکر، راہی صاحب یہ سوال آپ کن رولز کے تحت کرنا چاہتے ہیں۔ privilege motion طاہر چیمہ صاحب کی ہے اب وہ تو کوئی اس پر بات کریں تو کوئی بات ہے۔

جناب فضل حسین راہی، کیا ہاؤس میں یہ پہلے پریکٹس نہیں؟

جناب سپیکر، یہ پہلے پریکٹس جو ہے اس کو ہمیں discourage کرنا ہے۔

جناب فضل حسین راہی، جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جو جواب انہوں نے دیا ہے وہ انتہائی خطرناک ہے۔ اگر ہمارے کارکن ان کی قیادت کو پسند نہیں کرتے تو کیا یہ ہم ان کو حق دے دیں کہ وہ کالی جھنڈیاں لے کر ان کے استقبال کے لیے کھڑے ہو جائیں۔ جب وہ پسند نہیں کرتے تو پھر یہ اپنا اظہار اس طرح سے کیوں کریں۔ یہ ان کا جواب ٹیکنیکلی غلط ہے۔

جناب سپیکر، میرے خیال میں طاہر چیمہ صاحب کو میں بات کرنے کی اجازت دیتا ہوں۔

جناب فضل حسین راہی، یہ encourage کر رہے ہیں اور غلط طور پر کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر، راہی صاحب آپ تشریف رکھیں۔ طاہر چیمہ صاحب بات کریں۔

جناب طاہر بشیر چیمہ، جناب والا! میں نے یہ کہا ہے کہ ان افسروں نے میرے ساتھ ٹیکنیکلی بدتمیزی کی ہے۔ میری یہ تحریک استحقاق کمیٹی کے سپرد کی جائے اور ان سے فیصلہ لیا جائے۔ ان سرکاری افسروں نے میرے ساتھ وہاں پر انتہائی بدتمیزی کی تھی۔

جناب سپیکر، جی جناب لاء منسٹر۔۔۔

وزیر قانون، جناب والا! میں نے اس سوال کے جواب سے پہلے عرض کیا ہے کہ کسی آدمی کو جب تک ان کا point of view ہمارے پاس نہ آئے' ان کا جواب نہ آئے ان کو بغیر سنے مذمت کرنا میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس ایوان کی شان کے خلاف ہے۔ ان کا point of view آ جائے۔ میں نے تو یہ بات ان کی خدمت میں کی ہے اور ہماری جو پنجاب گورنمنٹ کی پالیسی ہے' ہماری آئی جے آئی حکومت کی پالیسی ہے اس پر میں نے statement دی ہے۔ اب چونکہ یہ لیڈر آف دی اپوزیشن کا حکم تھا میں تو اصولی طور پر اس تحریک استحقاق کو آؤٹ آف ٹرن لانے کے لیے خود مطمئن ہونا چاہتا تھا۔

ان کا حکم تھا میں نے سر تسلیم خم کیا ہے۔ تو اب میں گذارش کر رہا ہوں کہ ان کا جواب آ جانے دیں۔ اس کے بعد آپ دیکھ لیں۔

جناب سپیکر: اس میں دقت یہ ہے۔ لاءمنسٹر صاحب یہ کہہ رہے ہیں کہ چونکہ یہ آپ کی privilege motion out of turn take up کی گئی ہے اس سے پہلے بہت سی پریویلج موشنز ہیں جن کو ٹیک اپ نہیں کیا گیا اور اس وجہ سے آپ کی پریویلج موشن پر جو official point of view ہے وہ لاء منسٹر صاحب کو ابھی تک موصول نہیں ہوا۔ اس لیے وہ اس پوزیشن میں نہیں ہیں کہ وہ آپ کی اس پریویلج موشن پر کوئی صحیح قسم کی بات اس سلسلے میں کر سکیں۔ اس لیے وہ چاہتے ہیں کہ جس وقت میرے پاس مکمل کوائف اور صحیح صورت حال نہ آجائے میں کیسے آپ کی privilege motion کے بارے میں بات کر سکتا ہوں۔

جناب طاہر بشیر چیمہ: جناب سپیکر! یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں۔ کیونکہ ہر اخبار میں یہ واقعہ آیا ہے اور ہر اخبار نے جو ان افسروں نے بدتمیزی کی ہے اس کا حوالہ بھی دیا ہے تو اس میں ایسی بات کوئی نہیں۔ آپ ان کو بلا لیں اور وہ تحریک استحقاق کمیٹی کے سامنے پیش ہو جائیں۔ خود بخود کمیٹی فیصلہ کر دے گی کہ آیا کس کی زیادتی ہے۔

دیوان سید عاشق حسین بخاری: جناب یہ چیز تو کمیٹی بھی دیکھ سکتی ہے۔

جناب سپیکر: دیوان صاحب لاءمنسٹر صاحب کی بھی بات میں وزن ہے کہ کسی کو آپ بغیر سنے مذمت نہیں کر سکتے کہ اس طرف سے کوئی version ہی نہیں آئی تو پھر بغیر سنے آپ ان کے خلاف فیصلہ دے دیں یہ مناسب معلوم نہیں ہوتا۔

رانا اکرام ربانی: جناب سپیکر! آپ نے خود یہ کہا ہے کہ ہاؤس کے اراکین کا وقار بحال کیا جائے میرا خیال ہے کہ آج اس کی پہلی عملی صورت سامنے آنی چاہیے کہ یہ معاملہ پریویلج کمیٹی کے سپرد کر دینا چاہیے۔ ہم ان آفیسرز کی مذمت نہیں کر رہے ان کو وہاں پر بات کرنے کا موقع دیا جائے گا۔ ایک معزز ممبر ہاؤس میں بات کر رہا ہے کہ میرے ساتھ بدتمیزی کی گئی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم یہ بات ابھی تسلیم نہیں کر رہے کہ وہ سچ بول رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جی جناب راجہ صاحب۔

راجہ صفدر حسین، جناب سپیکر! میں بھی یہی گزارش کرنے والا تھا کہ جب ایک معزز رکن نے یہ ہاؤس میں بات کی ہے تو پھر اس پر اعتماد کرنا چاہیے اور جو وزیر قانون صاحب فرما رہے ہیں کہ بغیر سنے کسی کو سزا نہیں دینی چاہیے تو جب یہ معاملہ استحقاق کمیٹی میں آئے گا تو اس چیز کی چھان بین ہوگی کہ وہاں وہ ان کو سنیں اور پھر اس کے مطابق فیصلہ کریں اس لیے میری گزارش ہے کہ اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

میاں منظور احمد موہل، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔

جناب سپیکر، میاں منظور موہل صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

میاں منظور احمد موہل، جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ فیصلہ لیڈر آف دی اپوزیشن اور لاء منسٹر کے درمیان یہ ہوا تھا کہ یہ جو دو تحاریک استحقاق ہیں یہ آؤٹ ٹرن لے لی جائیں۔ کیونکہ آج لاء اینڈ آرڈر پر بحث کرنی ہے اور وقت کو ہم نے بچانا ہے۔ جناب لیڈر آف دی اپوزیشن نے یہ فرمایا تھا کہ صرف ان کو پڑھ لینے دیجیے۔ یہ بات ہوئی تھی۔ یہ بات قطعاً نہیں ہوئی تھی کہ اس کو admit کر کے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے گا۔ جو لاءمنسٹر نے بات کی ہے یہ بات بالکل درست ہے کہ جب تک ایک point of view ہی نہیں آیا تو اس وقت تک تحریک کیسے admit کی جا سکتی ہے اور پھر اسے استحقاق کمیٹی میں کیسے بھیجا جا سکتا ہے۔ صرف پڑھ لینے کی بات ہوئی تھی تو جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے۔

جناب سپیکر، راجہ صاحب تشریف رکھیں۔

راجہ صفدر حسین، جناب سپیکر! میں یہ وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ جو پڑھنے کی بات ہوئی تھی وہ صرف فضل حسین راہی صاحب کی تحریک استحقاق کی بات تھی۔ یہ دو تحریکیں ہیں اور پھر اس تحریک استحقاق کے بارے میں بات نہیں ہوئی تھی۔

جناب سپیکر، میں اس کا ایک درمیانی راستہ نکالتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ ایک ممبر کا استحقاق بھی بڑی اہمیت کا حامل ہے اور ایک معزز رکن کی عزت' احترام اور وقار ہم سب کے لیے بے حد ضروری ہے کیونکہ بنیادی طور پر ہم سب ممبر اسمبلی ہیں تو اس پر کوئی سمجھوتہ نہیں۔ اس پر دو آرا نہیں کہ معزز رکن اسمبلی کا وقار اور احترام ہمیں ہر حالت میں عزیز ہے اور اس کو ملحوظ خاطر رکھنا ہے لیکن لاءمنسٹر

صاحب کی بات کو بغیر سنے آپ مذمت کریں اور جس وقت تک official point of view یہاں ایوان میں پیش نہ کر لیا جائے تو سپیکر اس پوزیشن میں نہیں ہوتا کہ وہ اس پریویلج موشن پر اپنی کوئی حتمی رائے قائم کرے اس لیے باقی تمام پریویلج موشنز جو ہیں وہ ہاؤس کے ملتوی ہونے کے ساتھ lapse کر جاتی ہیں لیکن اس پریویلج موشن پر خصوصی طور پر میرا فیصلہ یہ ہے کہ یہ پینڈنگ رہے گی اور لاء منسٹر صاحب جس وقت بھی اگلا سیشن ہوگا اس پر رپورٹ پیش کریں گے اور اس پر ہم فیصلہ کریں گے۔

آوازیں، ٹھیک ہے۔۔

سید ذاکر حسین شاہ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! آپ اس بات کی بھی وضاحت کر دیں کیونکہ قواعد کے مطابق قاعدہ نمبر 198 کے تحت اگلے اجلاس میں یہ تحریک استحقاق lapse ہو جائے گی۔ اب دوبارہ اس کو ٹیک اپ کرنے کا کیا طریق کار ہوگا۔

جناب سپیکر، جی میں اس پر فیصلہ دے چکا ہوں کہ قواعد میں رعایت کرتے ہوئے میں نے ابھی سے اس کی اجازت دی ہے کہ اگلے سیشن میں اس کو ٹیک اپ کریں گے۔ اور یہ پینڈنگ ہے اس پر کوئی فیصلہ نہیں ہوا۔ تو اب لاء اینڈ آرڈر کی صورت حال پر بحث کرنے سے پہلے آپ کی کچھ درخواست ہائے رخصت ہیں وہ سیکرٹری صاحب پڑھ دیتے ہیں۔

اراکین اسمبلی کی رخصت

جناب سپیکر، اب اراکین کی رخصت کی درخواستیں لی جائیں گی۔

جناب شیخ خلیل احمد

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب شیخ خلیل احمد رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

> مودبانہ گذارش ہے کہ بندہ نا سازی طبیعت کی وجہ سے اجلاس میں حاضر نہیں ہو سکا۔ لہذا مہربانی فرما کر تین یوم مورخہ 12 تا 14 کی رخصت عطا فرمائی جائے عین نوازش ہوگی

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب مولانا منظور احمد چینوٹی

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب مولانا منظور احمد چینوٹی رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

بندہ ایک تبلیغی پروگرام کے سلسلہ میں انڈیا جا رہا ہے۔ لہذا براہ کرم مجھے رواں اجلاس کے اختتام تک رخصت عنایت فرمائی جاوے۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب چودھری وقار علی خان

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب چودھری وقار علی خان رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

مجھے ایک نجی کام کے سلسلے میں آج مورخہ 13-12-89 کو راولپنڈی جانا ہے لہذا آج کے دن کی چھٹی منظور کی جائے

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب چودھری عبدالحمید

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب چودھری عبدالحمید رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گذارش ہے کہ بندہ بوجہ خرابی صحت بروز جمعرات مورخہ 14-12-98 کو حاضر نہیں ہو سکتا چھٹی عطا فرمائی جائے۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب کرنل نسیم نیازی

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب کرنل نسیم نیازی رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گذارش ہے کہ میں گھریلو مصروفیات کی وجہ سے 17-18 دسمبر کی اسمبلی میں حاضر نہیں ہو سکوں گا۔ براہ مہربانی ایک دو ایام کے لیے مجھے غیر حاضر ہونے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب میاں یوسف صلاح الدین

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب میاں صلاح الدین رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

Sir,

I shall be extremely grateful if you grant me leave from the House from 18th to 25th instant; as I am going out of Pakistan.

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔

" کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب ڈاکٹر اعجاز احمد ملک

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب ڈاکٹر اعجاز احمد ملک رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

میں 17-12-89 سے تا اختتام اجلاس اسمبلی اجلاس میں شمولیت نہ کر سکوں گا رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب چودھری محمد وصی ظفر

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب چودھری محمد وصی ظفر رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

Sir,

Due to the sad demise of my father I am unable to attend the session of the Assembly.

Therefore, it is requested I be granted leave for whole of the remaining session of the august Assembly.

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب چودھری عبدالحمید

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب چودھری عبدالحمید رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول، ہوئی ہے۔

The undersigned would not be in a postion to attend the

session on 17th to 19th instant. Kindly treet me on leave for three days.

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب عمر دراز خان

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب عمر دراز خان رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

Sir,

I could not attend the Assembly session on Thursday, 14th Dec., 1989, due to some important engagements.

Please grant me leave of one day i.e 14th Dec., 1989.

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

جناب چودھری زاہد پرویز

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب چودھری زاہد پرویز رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گذارش ہے کہ میں مورخہ 13-12-89 اسمبلی کی کارروائی میں حصہ نہیں لے سکا میں ایک ضروری کام ہونے کی وجہ سے اسمبلی میں نہیں آ سکا براہ مہربانی اس دن کی رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب میاں منظور احمد موہل

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب میاں منظور احمد موہل رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

السلام علیکم۔ میں مورخہ 13-14 دسمبر کو اسمبلی کے اجلاس میں بوجہ ناسازی طبیعت شامل نہ ہو سکا۔ لہذا دو یوم کی رخصت منظور فرمائی جائے۔ مہربانی ہو گی۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

ملک شہباز خان

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست ملک شہباز خان رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

مجھے 17-12-89 کو سویرے اسلام آباد جانا پڑا تھا۔ استدعا ہے۔ اس دن کے لیے رخصت عطا فرمائی جائے۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب نواب زادہ غضنفر علی گل

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب نواب زادہ غضنفر علی گل رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

Sir,

I cannot attend the Assembly session on 12-12-89 due to personal reason. Leave may please be granted for 12-12-89.

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

محترمہ طاہرہ خان

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست محترمہ طاہرہ خان رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

Hon. Sir!

I had an appointment with my doctors this morning & therefore was unable to attend the session. It is requested that my absence from Assembly be condoned on medical grounds for two days i.e. 13th and 14th Dec.,1989.

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب حاجی محمد نواز

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب حاجی محمد نواز رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گذارش ہے کہ مورخہ 11-12-89 کو بوجہ خرابی صحت اجلاس میں حاضر نہیں ہو سکا۔ مہربانی فرما کر 11-12-89 کی میری چھٹی منظور کی جائے۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب مہدی خان

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب مہدی خان رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گذارش ہے کہ مورخہ 10-12-89 کو بوجہ خرابی صحت اجلاس میں حاضر نہ ہو سکا۔
مہربانی کر کے مورخہ 10-12-89 کی چھٹی منظور کی جائے۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب منصور احمد خان

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب منصور احمد خان رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گذارش ہے کہ ضروری کام اور ذاتی مصروفیات کے باعث دو یوم کی رخصت عطا فرمائی جاوے۔ مورخہ 7-12-89 اور مورخہ 11-12-89 ممنون رہوں گا۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب نذیر احمد چودھری

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب نذیر احمد چودھری رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

جناب میں لاہور میں ہی ضروری کام کے سلسلے میں 13-12-89 اور 14-12-89 کو اسمبلی میں حاضر نہ ہو سکوں گا چھٹی عنایت فرمائی جائے۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب غلام محمد ٹوانہ

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب غلام محمد ٹوانہ رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

میں 11 نومبر 1989ء کو اجلاس میں حاضر نہ ہو سکا رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب غلام محمد ٹوانہ

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب غلام محمد ٹوانہ رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

نجی مصروفیات کی بناء پر مورخہ 13-12-89 اور 14-12-89 کو اجلاس میں حاضر نہ ہو سکوں گا۔ اس لیے رخصت عنایت فرمائی جائے۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب حاجی سردار خان

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب حاجی سردار خان رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

میں نجی مصروفیت کی بناء پر 20 تاریخ تک اجلاس میں حاضر نہیں ہو سکوں گا۔

رخصت عنایت فرمائی جائے۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب راجہ محمد خالد

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب راجہ محمد خالد رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

میں بوجہ بیماری 12-12-89 کو اجلاس میں شمولیت نہ کر سکا رخصت منظور کی جائے۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب ملک طیب خان اعوان

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب ملک طیب خان اعوان رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گذارش ہے کہ میں مورخہ 7-12-89 کو بیماری کی وجہ سے اجلاس میں شرکت نہ کر سکا۔ براہ مہربانی میری یہ درخواست برائے منظوری رخصت ہاؤس میں پیش کی جائے۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب خان غلام سرور خان

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب خان غلام سرور خان رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گذارش ہے کہ میں 10-12-89 کو بیمار تھا جس کی وجہ سے اجلاس میں شرکت نہ کر سکا تھا۔ براہ کرم رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب محمد صفدر شاکر

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب محمد صفدر شاکر رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

میں اپنے father in law کی وفات کی وجہ سے 10 دسمبر سے 12 دسمبر تک اسمبلی کے اجلاس میں حاضر نہ ہو سکا۔ تین یوم کی رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سید عبداللطیف احمد

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب سید عبداللطیف احمد رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

جناب گذارش ہے بندہ کی طبیعت ناساز ہونے کی وجہ سے مورخہ 14-12-89 کو حاضر نہیں ہو سکتا ہے لہذا مہربانی فرما کر رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب حاجی افتخار احمد بھنگو

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب حاجی افتخار احمد بھنگو رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گذارش ہے کہ میں مورخہ 12-12-89 ایک ضروری کام کی وجہ سے اسمبلی کارروائی میں شامل ہونے سے قاصر رہا ہوں مہربانی کر کے 12-12-89 کی رخصت منظور

فرمائی جائے۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب حاجی اسرار احمد خان

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب حاجی اسرار احمد خان رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گذارش ہے کہ میری ہمشیرہ چند دنوں سے شدید بیمار ہے اور میں ان کے علاج کے سلسلہ میں مصروف ہوں اور اس وجہ سے صوبائی اسمبلی کے اجلاس میں چند دن کے لیے شرکت نہیں کر سکتا۔

آپ سے استدعا ہے کہ میری پانچ یوم کی رخصت از 17 دسمبر تا 21 دسمبر 1989ء منظور فرما دیں۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب حاجی افتخار احمد بھنگو

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب حاجی افتخار احمد بھنگو رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گذارش ہے کہ میں 17-12-89 کو ایک ضروری کام کی وجہ سے اجلاس کی کارروائی میں شرکت کرنے سے قاصر رہا ہوں مہربانی کر کے 17-12-89 کی رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب بابو محمد حسن چودھری

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب بابو محمد حسن چودھری رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گذارش ہے کہ میں مورخہ 13-12-89 کو بوجہ ضروری کام حاضر نہیں ہو سکا اس دن کی رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(تحریک منظور ہوئی)

سردار سکندر حیات خان، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! چھٹی ایک ایسی چیز ہے جو کوئی بھی نامنظور نہیں کر رہا لیکن میں نے اپنے ایک قصبے کے متعلق تحریک التوائے کار دی ہے کہ فتح جھنگ کا ایک بہت بڑا قصبہ ہتار ہے جو ڈوب رہا ہے۔ بچے ڈوب رہے ہیں۔ اس پر غور کہیں کیا جا رہا اور جناب چھٹی پر ٹائم ضائع کیا جا رہا ہے۔ کون کہے گا کہ کسی کی چھٹی منظور نہ ہو۔ یہاں جب گاؤں ڈوب رہے ہیں تو اس کے لیے تو ٹائم نہیں لیکن اگر ہتار بالکل ختم ہو جائے۔لوگ ڈوب جائیں تو اس کی کوئی بات نہیں۔ چھٹی کی منظوری زیادہ ضروری ہے۔

جناب سپیکر، سردار صاحب تشریف رکھیں۔ Sardar Sahib, Take your seat. Take your seat۔ سردار صاحب کیا کرتے ہیں آپ۔۔ آپ کیا کرتے ہیں۔ آپ پڑھے لکھے آدمی ہیں۔

سردار سکندر حیات خان، جناب والا! پھر مجھے موقع دیا جائے۔ ہماری تحاریک التوائے کار لی نہیں جاتیں۔ ہمارے پریویلج موشنز نہیں لیے جاتے۔

جناب سپیکر، سردار صاحب! آپ اپنی نشست پر تشریف رکھیں۔

جناب وصی ظفر ایم پی اے کے والد کی وفات پر فاتحہ خوانی

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں ایک فاتحہ خوانی کے لیے تحریک پیش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب وصی ظفر صاحب ہماری پنجاب اسمبلی میں حزب اختلاف کے پارلیمانی گروپ کے

سیکرٹری اور انتہائی معزز اور مقتدر ممبر کے والد بزرگوار بقضائے الٰہی فوت ہو چکے ہیں ہم اپنے بھائی وصی ظفر صاحب کے اس غم میں برابر کے شریک ہیں اور میں جناب والا سے استدعا کرتا ہوں کہ ان کے والد بزرگوار کو ایصال ثواب پہنچانے کے لیے فاتحہ خوانی کرنے کے لیے ایوان کی باقی کارروائی روک کر اس پر عمل کیا جائے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، فاتحہ خوانی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر فاتحہ خوانی کی گئی)

امن عامہ کی صورت حال پر بحث

جناب سپیکر، امن عامہ پر بحث کا آغاز کرتے ہیں۔ میرے پاس نام کافی ہیں اور وقت بہت کم ہے۔ ایک چیز دونوں فریقین کی رضامندی سے طے ہوگئی ہے کہ دس منٹ کی بجائے سات منٹ کر دیے جائیں تو زیادہ سے زیادہ معزز رکن بات کر سکیں گے۔ اگر آپ دس منٹ کے لیے بات کرنا چاہتے ہیں تو مجھے اس پر بھی کوئی اعتراض نہیں اور بعد دوپہر کا پھر اجلاس کرایا جائے گا۔ علی اکبر مظہر وینس صاحب۔

ڈاکٹر ضیاء اللہ خان بنگش، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! آپ مخصوص لوگوں کو وقت دیتے ہیں۔ ہمارا اسمبلی کے باہر بھی اور اسمبلی کے اندر بھی استحصال ہوتا ہے۔ مخصوص کلاس کو تو آپ وقت دیتے ہیں لیکن ہم جیسے غریب لوگوں کو آپ وقت ہی نہیں دیتے۔ (قہقہہ)

جناب سپیکر، بنگش صاحب آپ فکر نہ کریں آپ کو وقت دیا جائے گا۔ ڈاکٹر بنگش صاحب اگر کسی سے favour لینی ہو تو اسے اچھا کہہ کر favour لی جائے تو زیادہ بہتر ہوتا ہے۔ اگر آپ کسی کو condemn کریں اور ساتھ ہی favour بھی مانگیں تو پھر کون۔۔۔ آپ تشریف رکھیں آپ کا نام میرے پاس موجود ہے۔

جناب علی اکبر مظہر وینس، جناب سپیکر! آپ کا ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے امن عامہ پر بحث کرنے کا موقع فراہم کیا۔

جناب سپیکر، صرف سات منٹ۔

جناب علی اکبر مظہر وینس، جناب والا! صورت یہ ہے کہ اس طرف بیٹھے ہوئے' ہمارے بھائی' میں

ان کا ممنون ہوں کہ انہوں نے اب ہمارا نام جمہوریت کے ساتھ لینا شروع کر دیا ہے۔ اور یہ ہمارے بھائی ہمیں طعنے کے طور پر یہ کہتے ہیں کہ یہ جمہوریت والے' یہ جمہوریت کے دعوے دار' اور میں جناب والا ان کا مشکور ہوں کہ خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ یہ جمہوریت یہ لیلائے جمہوریت' یہ ہمارے خوابوں اور خیالوں کی دیوی' یہ ہمارے خیالوں کی ملکہ' لیلائے جمہوریت' یہ ہماری خواہش' ہماری تمام تر زندگی کا مقصد اور حاصل جمہوریت آج خدا کا شکر ہے کہ ہمارے مخالف ہمارا نام اس کے ساتھ منسلک کرنے لگ گئے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! خدا کا شکر ہے کہ ہمارا نام کسی ڈکٹیٹر کسی غاصب' اس ملک کے آئین کو تباہ کرنے والے اس ملک کے آئین کو دو ٹکڑے کا کاغذ کہنے والے' اس ملک کے گیارہ کروڑ عوام کے بنیادی حقوق اور شہری آزادیوں کو معطل کرنے والے کے ساتھ ہماری نسبت نہیں دی گئی اس کے لیے ہم خدائے رب العزت کے لاکھ لاکھ شکر گزار ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ہمیں ہماری گیارہ سال کی محنت مل گئی ہے' اور خدا کا شکر ہے کہ ہمارا نام جمہوریت والے اور جمہوریت کی دعوے دار لیا جا رہا ہے۔ جناب والا! پھر اس ایوان میں یہ کہا گیا کہ فیڈرل گورنمنٹ نے تخریب کاروں کو اور قاتلوں کو چھوڑ کر اس ملک میں امن و امان کا مسئلہ پیدا کیا ہے اور خطاب کیا ہے' انہوں نے کہا ہے کہ وہ ڈاکو تھے' چور تھے' وہ لٹیرے تھے' لیکن جناب والا سوچ کا فرق ہے ہم کہتے ہیں کہ وہ freedom fighter تھے' وہ حریت پسند تھے اس ملک کے جیالے تھے ہم انہیں سلام کرتے ہیں اور آنے والی نسلیں انہیں سلام کریں گی کہ انہوں نے ایک ڈکٹیٹر کے سامنے کلمہ حق کہا اور انہوں نے یہ کہا کہ ہم اس ملک میں فرد واحد کی حکومت اور اس آئین کو توڑنے کی ہرگز اجازت نہیں دیں گے' اپنی آزادیوں کو تج دیا' مصیبتیں جھیلیں' انہوں نے اپنے خاندانوں پر مصیبتیں ڈالیں تو جناب والا ہم ان کے مشکور ہیں جناب والا یہ اپنی اپنی سوچ ہے اور میں اس کے لیے اتنا عرض کروں گا کہ

تیری دعا ہے کہ تیری آرزو ہو پوری
اور میری دعا ہے کہ تیری آرزو بدل جائے

(تالیاں)

جناب والا! میں عرض کروں گا کہ میرے ایک بھائی سردار نصراللہ خان دریشک نے فرمایا کہ مرکز کی طرف سے صوبے میں خواہ مخواہ مداخلت ہوتی ہے' آؤ آج ہم عہد کریں اس معزز ایوان میں بیٹھ کر

جناب والا' مجھے جہاں تک علم ہے اور میں اپنے اس طرف بیٹھے ہوئے بھائیوں کو چیلنج کرتا ہوں کہ مداخلت یہاں تک بڑھ گئی ہے کہ ایک دن میں ایک دفتر میں بیٹھا ہوا تھا' 302 کے پرچے پہ میں' جس میں دو ملزم تھے اور وہ ایس پی صاحب فرما رہے تھے کہ جناب ان دونوں کو بے گناہ کر دیا گیا تھا اب خدا کے لیے اس کے مدعی کو ہی اس میں چالان کر دو' یہ تو ہو سکتا ہے آخرکار آدمی تو مرا ہے' اس صوبے کا آدمی قتل ہوا ہے' اور جناب والا میں اس پرچے کا آپ کو نمبر بتا سکتا ہوں مداخلت کی یہ صورت حال ہے اور وہ فرما رہے تھے اور وہاں پر میرے اس طرف سے بیٹھنے والے دو ایم پی اے آئے اور اس آئی جی' ڈی آئی جی نے کہا کہ خدا کے لیے آپس میں تو لڑنا چھوڑ دو' ہم آپ کی ہر بات تو مان رہے ہیں۔ ہم آپ کے ہر حکم کی تعمیل کر رہے ہیں' اب مجبوری ہے کم از کم خود تو صلاح کر کے آیا کرو۔ اب یہ جو پرچہ درج ہوا ہے 302 کا' آدمی قتل ہوا ہے' پنجابی قتل ہوا ہے اور اس کے لیے دونوں کو بے گناہ قرار دے دیا گیا ہے اور مسل رکھ دی گئی ہے۔ کون قتل کر گیا' اس کا باپ قتل کر گیا' اس کا بھائی قتل کر گیا کم از کم اس کو ہی اس میں چالان کر دو تو یہ ہے جناب والا مداخلت کی صورت حال' جس طرح یہ کہہ رہے ہیں کہ مرکز مداخلت کر رہا ہے' مرکز کہاں مداخلت کر رہا ہے۔ جناب والا! پھر فرمایا گیا کہ جناب جب یہ کہا جاتا ہے کہ صوبے کی امن و امان کی صورت حال۔

---(جناب والا ہاؤس کو in order کیا جائے۔۔)

جناب سپیکر، آرڈر پلیز' آرڈر پلیز۔۔

جناب علی اکبر مظہر وینس، جناب والا! جب یہ کہا جاتا ہے کہ صوبے کی امن و امان کی صورت حال خراب ہے' دن دیہاڑے ڈاکے پڑ رہے ہیں تو اس کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ سندھ میں کیا ہو رہا ہے' پیپلز پارٹی کے زمانے میں کیا ہوا تھا' تو جناب والا منطقی طور پر اس وقت ہمارے یہ بھائی تسلیم کر لیتے ہیں کہ صوبے کی صورت حال ٹھیک نہیں بلکہ خراب ہے اس لیے کہ وہ اپنی صفائی میں تو کچھ نہیں کہتے ہیں اور جناب یہ کوئی جواز نہیں کہ میں کسی کو کہوں کہ تم نے چوری کی ہے اور یہ اس کے جواب میں مجھے کہیں کہ تمہارا بھائی بھی چور تھا' اب یہ تو مسئلہ فیصلہ طلب ہے کہ میرا بھائی چور تھا یا نہیں لیکن یہ بات اس نے تسلیم کر لی کہ اس نے خود چوری کی ہے اور اس نے اپنے جواب میں اپنی صفائی میں کچھ نہیں کہا۔ اس لیے جناب والا! یہ اپنی بات تو مان چکے ہیں' اور اپنی تمام تقریروں

میں مان چکے ہیں، جناب وزیر قانون مان چکے ہیں صوبے کے امن و امان کی صورت حال ٹھیک نہیں یہاں چوریاں ہو رہی ہیں، ڈکیتیاں ہو رہی ہیں یہاں قتل ہو رہے ہیں غلط پرچے ہو رہے ہیں لیکن جناب والا! میں یہ عرض کروں گا کہ اگر وہاں سندھ میں صورت حال خراب ہے وہاں نسلی منافرت ہے وہاں پر گیارہ سال کا کیا دھرا ہم اب کاٹ رہے ہیں تو اس صوبے کے لوگوں کا کیا گناہ ہے صرف اس وجہ سے کہ وہاں پر قتل و غارت ہو رہی ہے تو یہاں بھی ہوگا اور ہو کر رہے گا۔ اس صوبے کا جناب والا کیا گناہ ہے، کہ انہوں نے ہمیں ووٹ دے کر یہاں بھیج دیا ہے اور ہم اس معزز ایوان میں بیٹھ کر یہاں حکومت کر رہے ہیں اور لوگوں کو ذلیل کر رہے ہیں اور لوگوں پر غلط پرچے دے رہے ہیں۔ جناب والا! میرے علاقے میں صورت حال یہ ہے کہ میں آپ کو چیلنج کرتا ہوں کہ آج آپ ایک کمیٹی بنائیں، میرے ایک آدمی کے خلاف ایک ہفتے میں تین پرچے ہوئے اور 506 کے پرچے، میں جا کر ایک میں صلح کروائی، تو دوسرا پرچہ دے دیا گیا، دوسرے کی ضمانت کروائی تو تیسرے پرچے میں گرفتار کر لیا گیا اور اس آدمی کو بارہ دن گرفتار رکھنے کے بعد اس چیئرمین کو یہ کہا گیا، جناب والا! میں یہ چیلنج کرتا ہوں کہ ہمارا اے سی اپنی کرسی پر بیٹھ کر ہر آنے والے سائل سے کہتا ہے کہ پیپلز پارٹی کو چھوڑ دو اور مسلم لیگ میں شامل ہونے کا اعلان کرو میں تمہارا کام کرتا ہوں ورنہ تمہارا کام نہیں ہو سکتا میں اس بات کو چیلنج کرتا ہوں، میرے ضلع کے یہاں پر ممبر بیٹھے ہوئے ہیں وہ اس بات کی تصدیق کریں گے کہ ہمارا اے سی، ہمارا ڈی سی، ہمارا اے ایس پی اس بات پر لگے ہوئے ہیں۔ اب اس صوبے میں کھاد کا مسئلہ بن کر رہ گیا ہے میں اپنے ان بھائیوں کو چیلنج کرتا ہوں کہ یہ اس صوبے سے کسی ایک شہر کا انتخاب کر لیں، میرے ساتھ چلیں، یہ جتنے سینکڑہ بوری کھاد کی چاہتے ہیں میں ان کو لے کر دیتا ہوں، بلیک کس نے روکنا ہے بلیک کو فیڈرل گورنمنٹ نے روکنا ہے کس نے روکنا ہے میں ان صاحب کو چیلنج کرتا ہوں جو یہ کھڑے ہوئے ہیں کہ یہ میرے ساتھ چلیں، ان کی صورت یہ ہے کہ ان کے اے سی نے ایک فیصلہ کیا انہوں نے جا کر اس کو بدلایا اور اگلے دنوں اے سی نے اس بات پر ان سے معافی مانگی کہ خدا کے لیے مجھے معافی دی دو میں مجبور تھا، ایم پی نے آ کر مجھ سے فیصلہ تبدیل کروایا اور وہ بھی فیصلہ عدالت میں، میں چیلنج کرتا ہوں میرے ساتھ آئیں اور میں فورٹ عباس سے بھی کھاد لے کر دیتا ہوں، اگر کھاد بلیک میں لو تو کھاد ہے اگر بلیک میں نہ لو تو کھاد نہیں۔ جناب والا یہ کہاں کا انصاف ہے؟

جناب سپیکر، چودھری محمد بشیر صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

چودھری محمد بشیر، جناب والا! میں جناب کے توسط سے اپنے معزز رکن کو یہ دعوت دوں گا کہ کم از کم فورٹ عباس سے ہمیں یہ کھاد بلیک ہی لے دیں دوسری بات یہ ہے کہ ریکارڈ شاہد ہے کہ یہاں ایک این ایف سی کا گودام ہے' سابقہ سالوں کا ریکارڈ بھی دیکھ لیں کہ کس حد تک سپلائی ہوتی تھی اور موجودہ سال کا بھی ریکارڈ دیکھ لیں کہ سپلائی کس حد تک ہو رہی ہے خالی خولی اور غلط بیانات دے کر یہ بات نہیں چلتی۔

جناب سپیکر، حاجی صاحب یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں' مجھے افسوس ہے وینس صاحب آپ کا ایک منٹ رہ گیا ہے۔

جناب علی اکبر مظہر وینس، جناب والا! جو افسر ہمارے ساتھ بیٹھ کر اس دفتر میں چائے پی لے تو وہ صبح وہاں نہیں ہوتا' جو آدمی جائز کام کرتا ہے وہ صبح کو وہاں نہیں ہوتا' اس کو وہاں سے تبدیل کر دیا جاتا ہے اور وہ واضح طور پر اعلان کرتے ہیں ہم پیپلز پارٹی والوں کا کام نہیں کریں گے آپ ایک کمیٹی بنائیں میں ثابت کرتا ہوں اگر میں یہ ثابت نہ کر سکا تو اسمبلی کی اس سیٹ سے استعفیٰ دے دوں گا۔ کہتے ہیں کہ یہ مداخلت ہو رہی ہے' یہ مداخلت نہیں تو اور کیا ہے' یہ نفرت کی دیواریں کیوں ہیں خدا کے لیے یہ نفرت کی دیواریں اونچی مت کریں' پہلے ہی گیارہ سالوں میں اس ملک میں نفرت کی دیواریں بہت کھڑی کر دی گئی ہیں اب ہمارا یہ کام نہیں تھا کہ ہم ان نفرت کی دیواروں کو اور اونچا کریں اور یہ قوم جو پہلے ہی قوموں میں' صوبوں میں' بٹی ہوئی ہے' لسانی منافرت' مذہبی منافرت اب یہ اس کو اور اونچا کر کے قوم سے کیا بدلہ لے رہے ہیں۔ جناب والا! میں گذارش کروں گا کہ خدا کے لیے یہ اب مداخلت چھوڑیں اور کسی کا کم از کم صحیح کام اس صوبے میں ہونے دیں---

جناب سپیکر، چودھری صاحب شکریہ---وقت ختم ہو گیا---

جناب علی اکبر مظہر وینس، جناب والا! ایک منٹ دیجیے' کہ میرے چک جہاں پر حد شروع ہوتی ہے وہاں پر پکی سڑک ختم ہے وہ کہتے ہیں کہ پیپلز پارٹی والوں کی سڑک نہیں بنے گے' اگر ہم خود بناتے ہیں تو کہتے ہیں پیپلز پروگرام ہے اور یہ صوبے میں مداخلت ہے' کیا ہم اس صوبے کے شہری نہیں' خدا کے لیے یہ ظلم ہو رہا ہے' میں پکار پکار کر کہتا ہوں' چیخ چیخ کر کہتا ہوں کہ نا انصافی ہو رہی

ہے ظلم ہو رہا ہے زیادتی ہو رہی ہے اور میں اس کے ساتھ ہی اپنی تقریر کو ختم کرتا ہوں۔ (اپوزیشن کی طرف سے نعرہ ہائے تحسین---)۔

جناب سپیکر: دیوان سید عاشق حسین بخاری۔

دیوان سید عاشق حسین بخاری: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ مجھے آپ نے لا اینڈ آرڈر پر بولنے کا موقع دیا۔ جناب سپیکر! میرے سابق دوستوں نے جو ظلم کی داستانیں بتائی ہیں وہ اتنی زیادہ ہیں کہ میں بھی اگر ان کو سنانا شروع کر دوں تو مجھے کم از کم دو گھنٹے چاہئیں۔ لیکن میں آپ کے حکم کی تعمیل کو مدنظر رکھتے ہوئے مختصر سے مختصر کرنے کی کوشش کروں گا۔

جناب سپیکر! میں اپنے حلقے تک محدود رہتا ہوں۔ مجھے ہوش سنبھالے ہوئے 20 سال ہو گئے ہیں جو میرے حلقے میں ظلم ہو رہے ہیں اس 20 سال میں میں نے نہ کبھی دیکھے ہیں نہ سنے ہیں۔ میں ان کو بیان کرتا ہوں۔

جناب والا! بدقسمتی سے ہمارے تھانے جلال پور پیر والا میں ایسا ہمارا محافظ لگایا گیا ہے جو خود ایک بہت بڑا criminal ہے۔ جو کئی دفعہ جیلوں میں جا چکا ہے۔ جس کا ریکارڈ داغ دار ہے۔ جس کو نہ ایس۔پی چاہتا ہے۔ جس کو نہ ڈی۔آئی۔جی چاہتا ہے نہ جس کو آئی۔جی چاہتے ہیں۔ لیکن وہ اس کو رکھنے کے لیے مجبور ہیں کیونکہ اس کے پیچھے ایک بہت بڑی سفارش ہے۔ وہ قتل کے کیسوں میں بھی ملوث ہے۔ وہ ڈکیتیوں کے کیسوں میں بھی ملوث ہے۔ اور وہ ہمارا محافظ بنا کر بھیجا گیا ہے۔ آپ خود سوچیں کہ کیا وہاں اندھیر نگری نہیں ہوگی۔ وہاں پر ظلم کی انتہا نہیں ہوگی۔ جناب سپیکر! جب میں اسے کہتا ہوں ایس ایچ او صاحب کچھ تو رحم کریں۔ یہ پیروں کی نگری ہے آج تک اتنا ظلم کبھی نہیں ہوا۔ وہ کہتے ہیں ایم پی اے صاحب آپ میرے مشکور ہوں کہ میں نے اب تک آپ کو گرفتار نہیں کیا۔ ورنہ ہمیں اوپر سے حکم ہے کہ آپ کے خلاف کیس بناؤں اور آپ کو جیل کے اندر بھیجوں۔ (شیم۔شیم)

جناب سپیکر! ظلم کی حد یہ ہے کہ وہاں شریف لوگوں کے خلاف کیسز بنائے جا رہے ہیں۔ کوئی ڈکیتی ہمارے علاقے میں ہوتی ہے۔ کوئی چوری ہوتی ہے کوئی قتل ہوتا ہے۔ پہلے تو یہ ہوتا تھا کہ بدمعاشوں کے خلاف کیس بنایا جاتا تھا یہ پہلی دفعہ دیکھ رہے ہیں وہ ریکارڈ شریف لوگوں کے خلاف

یہ کرا رہے ہیں۔ تا کہ کل کو جواب دے سکیں۔

جناب سپیکر! میں ایک واقعہ عرض کرتا ہوں کہ چیئرمین یونین کونسل ڈیلے والا کے پیچھے کئی دفعہ وہاں کے بدمعاش ان کو نقصان پہنچانے کے لیے پیچھے۔ وہ میرے پاس آئے اور کہا کہ میری زندگی خطرے میں ہے۔ مہربانی کر کے ایس ایچ او صاحب کو کہیں کہ مجھے تحفظ دیں۔ میں ایس ایچ او کے پاس گیا میں نے انہیں کہا کہ آپ انہیں تحفظ دیں اس کی زندگی خطرے میں ہے۔ ایس ایچ او کہتے ہیں کہ میں دیکھوں گا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ دس دن بعد ایس ایچ او خود اس کو اپنے پاس تھانے میں بلاتے ہیں۔ رات ساڑھے گیارہ بجے تک زبردستی اس کو اپنے پاس بٹھاتے ہیں۔ وہ جانے کی اجازت چاہتا ہے یہ کہتے ہیں کہ ابھی میرے پاس بیٹھو۔ ساڑھے گیارہ بجے اس کو جانے کی اجازت دیتے ہیں جب وہ اپنے گھر اپنی کار پر جا رہا تھا تو ٹریکٹر کے ساتھ راستے میں اس کا راستہ روکا جاتا ہے اور اس شریف انسان کو جس کا ریکارڈ صاف ہے۔ جس کا ماضی صاف ہے۔ بیس تیس آدمی آتے ہیں اور اس پر حملہ کرتے ہیں۔ اس کی کار کو نقصان پہنچاتے ہیں اور اس کے ناک کان اور ہونٹ کاٹ دیتے ہیں۔ یہ رپورٹ میں نے ایس۔پی کو بھی کی یہ رپورٹ میں نے ڈی۔آئی۔جی کو بھی کی کم از کم اس ایس ایچ او سے یہ تو پوچھیں کہ کیا میں نے اس سے کہا نہیں تھا کہ اس کو تحفظ دیں۔ اس نے اس کو کیا تحفظ دیا۔ جب میں نے ایس ایچ او کو کہا کہ ایس ایچ او صاحب آپ کو تو میں نے کہا تھا کہ اس کو تحفظ دیں آپ نے اس کو کیا تحفظ دیا؟ ایس ایچ او مجھے جواب دیتے ہیں دیوان صاحب آپ خود خطرے میں ہیں۔ آپ دوسروں کے لیے تحفظ مانگتے ہیں۔ آپ خود اپنی حفاظت کریں۔ یہ بات میں نے اخباروں میں بھی کہی۔ ایس ایس پی کو بھی کہی ڈی آئی جی کو بھی کہی انہوں نے اب تک کوئی کارروائی کی ہے کہ تم نے جو دھمکی دی ہے تم بتاؤ کون سے وہ آدمی ہیں جن کی وجہ سے ایم پی اے دیوان عاشق کی زندگی خطرے میں ہے اس کے خلاف کوئی کارروائی کی ہے۔ لیکن اب تک اس کے خلاف کوئی کارروائی نہیں ہوئی۔ اس ایس۔ایچ۔او کے خلاف کوئی کارروائی نہیں ہوئی اور نہ ہی ایس ایچ او نے ان لوگوں کے خلاف کارروائی کی ہے جس کا اس کو علم ہے کہ میرے زندگی خطرے میں ہے یا اس سے مجھے کوئی نقصان ہو سکتا ہے۔

جناب سپیکر! ایک ایڈیشنل ایس ایچ او پستول برآمد کرتا ہے۔ اور وہاں کے ایک معزز ممبر شہری کو کہتا ہے کہ تم اس میں گواہی دو۔ وہ اس میں گواہ بنتا ہے۔ جناب سپیکر! وہ ایس ایچ او جس

کا ماضی داغ دار ہے۔ جو ظلم کی انتہا کر رہا ہے وہ اسے بلاتا ہے کہ کیا تم اس میں گواہی دو گے۔ اس نے کہا کہ یہ میرا حق ہے میرے سامنے پستول برآمد ہوا ہے میں گواہی دوں گا۔ وہ اس پر تشدد کرتا ہے۔ اس کا گواہ اللہ وسایا بلوچ ہے۔ اس بچارے پر تشدد کرتا ہے جب وہ بچارا بیہوش ہوتا ہے تو وہی پستول اس پر ڈال کر اسے اندر کر دیتا ہے۔ یہ چیز ایڈیشنل ایس ایچ او جا کر ایس ایس پی کو کہتے ہیں میرے کہنے پر وہ بچارہ گواہ بنتا تھا اس کا قصور کیا ہے۔ اسی پر پرچہ دے کر اس کو اندر کر دیا ہے۔ آپ خود یہ حالات دیکھ سکتے ہیں کہ وہاں کتنا ظلم ہو رہا ہے؟

جناب والا! ایک اور مختصراً واقعہ عرض کرتا ہوں۔ ایک آڈو والی کا رہنے والا شخص جس کا بھائی مر گیا۔ وہ جلال پور پیر والا میں آتا ہے۔ کراچی میں اس کے لواحقین ہیں وہ ٹیلیفون کرنے کے لیے آتا ہے تاکہ ان کو اطلاع دے سکے۔ اسی ایس ایچ او کے پاس اس کے مخالف جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جناب اتنے پیسے لے لیں یہ ہمارا لین دین چل رہا ہے اس کی بے عزتی کریں۔ وہ ایس ایچ او اس کو بلاتا ہے تمھاری آنکھیں لال کیوں ہیں تم نشہ کرتے ہو۔ اس نے کہا کہ جناب میرا بھائی فوت ہوا ہے میں تو ساری رات جاگتا رہا ہوں روتا رہا ہوں۔ میں اطلاع دینے کے لیے ٹیلیفون کرنے آیا ہوں۔ وہ ایس ایچ او اسے مارتا ہے اور تین دن جیل میں رکھتا ہے۔ وہ اپنے بھائی کی نہ لاش پہ پہنچ سکتا ہے نہ دفنانے پر پہنچ سکتا ہے وہ تین دن بعد جاتا ہے۔ گھر پہنچتا ہے اس کا بھائی بھی دفن ہو چکا ہوتا ہے اور اس کے قل بھی ہو چکے ہوتے ہیں جناب والا یہ ظلم کی انتہا ہے۔ اگر اس میں سے ایک بات بھی میری غلط ثابت ہو تو میں آج ہی استعفیٰ دے دوں گا۔ آپ ایک کمیٹی مقرر کریں۔ اگر یہ چیز غلط ثابت ہو تو میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں میں استعفیٰ دے دوں گا۔ جو میں نے باتیں کی ہیں کچھ اس کا ریکارڈ ہے کچھ حقیقت ہے اور ایس ایس پی بھی کہتے ہیں ڈی آئی جی بھی کہتے ہیں یہ حقیقت ہے لیکن ہم مجبور ہیں۔

جناب والا! میں وزیراعلیٰ سے یہ گذارش کرتا ہوں کہ کم از کم افسران کو اتنی تو اجازت دے دیں کہ ٹھیک ہے ہر کوئی کرتا ہے آئی جے آئی کے مفاد میں وہ کچھ کریں تو ٹھیک ہے لیکن جب وہ اپنے کمانے کے لیے۔ لوگوں کی ناک کٹوانے کے۔ لوگوں کے قتل کروانے کے پیسے لے کم از کم افسروں کو اتنی تو اجازت ہو کہ وہ اس پر گرفت ڈال سکیں۔ جب وہ اپنا ذاتی مفاد اٹھانے جب وہ اپنا پیٹ انگاروں سے بھرے۔ اس وقت افسروں کو اجازت ہونی چاہیے کہ وہ اس پر گرفت کر سکیں۔ یہ

نہیں وہ اپنی مرضی کرتا پھرے۔ ڈی آئی جی کیسے کہتے ہیں کہ وہ جو کچھ چاہیں مرضی کریں ہم بے بس ہیں کچھ نہیں کر سکتے۔ یہ مجھے ڈی آئی جی نے کہا ہے۔

جناب عالیٰ! آخر میں میں اپنے دوستوں کو ایک شعر سنانا چاہتا ہوں جو میں سمجھتا ہوں وہ میری ساری بات کو سمیٹ لے گا۔

ہے لفظ "امن" بد نام ہوا اور زخمی خاص و عام ہوا
تذلیل ہوئی ہے شرفا کی کیا روشن تیرا نام ہوا
(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر، بیگم بشریٰ رحمٰن صاحبہ۔

بیگم بشریٰ رحمٰن، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

چودھری محمد شاہنواز چیمہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، چیمہ صاحب ہاؤس کی کارروائی میں کون سی بے ضابطگی ہوگئی ہے۔

چودھری محمد شاہنواز چیمہ، ہوگئی ہے۔ ہاؤس آرڈر میں نہیں۔ اجازت ہے۔

جناب سپیکر، چیمہ صاحب فرمائیں۔

چودھری محمد شاہنواز چیمہ، جناب والا! کوئی غیر سرکاری آدمی سرکاری گھر پر قبضہ کر کے بیٹھ جائے یہ میں آپ سے رولنگ چاہتا ہوں۔ ایک ایم این اے جو سابقہ وزیر چودھری عبدالغفور صاحب آج تک کوٹھی نہیں چھوڑ رہے۔ وہ کاریں نہیں چھوڑ رہے۔ وہ ملازم نہیں چھوڑ رہے۔ میں آپ کی اس پر رولنگ چاہتا ہوں۔ وزیر قانون ایک ایسی ٹیم بنائیں جس میں دو آدمی شامل کرلیں اس میں میں بھی شامل ہوں گا۔ اگر میں جھوٹا ہوں تو میں اس کی سزا بھگتوں گا۔ جناب سپیکر! آپ اس پر اپنی رولنگ دیں اور ایک کمیٹی بنائیں۔ وزیر قانون اس کا جواب دیں آیا وہ اس گھر پر قابض ہے اور کس حیثیت میں قابض ہے۔

جناب سپیکر، اس بارے میں تو جناب وزیر قانون کچھ روشنی ڈال سکتے ہیں۔

وزیر امداد باہمی (الحاج رانا پھول محمد خان)، جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں میں بھی گھر کا خواہش مند ہوں لیکن جس گھر کا چیمہ صاحب نے ذکر کیا ہے اور کل سے اس کا تذکرہ ہو رہا ہے میں ان کی

اطلاع کے لیے عرض کر دوں وہ گھر ایک ایڈوائزر کو الاٹ ہے۔ ان کے پاس کوئی بھی جا کر ٹھہر سکتا ہے۔

جناب سپیکر، اس بارے میں تو جناب لاءمنسٹر کچھ روشنی ڈال سکتے ہیں۔

سید ناظم حسین شاہ، میں بھی امن عامہ پر بات کرنی چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، آپ کو میں موقع دوں گا۔ لاءمنسٹر صاحب' آپ نے شاہنواز چیمہ صاحب کا پوائنٹ آف آرڈر سن لیا ہے؟

وزیر قانون، جی ہاں۔ میں جناب سے دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ پوائنٹ آف آرڈر بنتا ہے؟

جناب سپیکر، یہ فیصلہ تو میں آپ کی رائے سننے کے بعد دوں گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

وزیر قانون، جناب والا! اس سلسلے میں مجھے کوئی معلومات نہیں۔ آپ حکم دیتے ہیں تو اس سلسلے میں مکمل معلومات لے کر پھر آپ کی خدمت میں پیش کر دوں گا۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، یہ چیمہ صاحب کا پوائنٹ آف آرڈر ہے۔ آپ سب صاحبان بولنے کی کوشش نہ فرمائیے۔ چیمہ صاحب' لاءمنسٹر صاحب کو ابھی اس کی صحیح صورت حال کا علم نہیں ہے۔ وہ اس کے بارے میں معلومات حاصل کریں گے اور ایوان کو بتائیں گے۔

جناب محمد شاہنواز چیمہ، اس کے بعد کمیٹی بنائی جائے۔ میں اس میں شامل ہوں گا۔ اگر میں جھوٹا ہوں تو مجھے آپ جو سزا ایوان میں دیں گے' میں وہ قبول کروں گا۔ اور یہ حقیقت ہے کہ انھیں علم ہے۔ اس طرح میرا استحقاق مجروح ہوا ہے کہ یہ فرما رہے ہیں کہ مجھے علم نہیں۔ آپ دیکھ لیں' وہ کیسے ہنس رہے ہیں۔ یہ ابھی ایمان داری کے ساتھ ایوان کے سامنے کہہ دیں کہ وہ نہیں رہ رہے' ان کے قبضے میں نہیں ہے تو میں ہر سزا لینے کے لیے تیار ہوں۔ (قطع کلامیاں)

اج آکھاں وارث شاہ نوں اج ویکھ اپنا پنجاب

جہاں یہ لاءمنسٹر بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر، چیمہ صاحب' آپ لاءمنسٹر صاحب کی اس وضاحت سے مطمئن ہیں کہ وہ ابھی اس کا پتا کر لیں اور پھر وہ صحیح صورت حال کا پتا کر کے ہاؤس کو مطلع کریں گے۔

جناب شاہنواز چیمہ، جناب والا! میری عرض یہ ہے کہ بے شمار وزیر بنے ہیں۔ بے چارے دربدر

پھرتے ہیں۔ ان بے چاروں کو نہ تو کوئی گھر ملتا ہے، نہ ان بے چاروں کو کوئی سہارا ہے۔ وہ [illegible]
تنگ کرتے ہیں۔ پریشان ہوتے ہیں۔ وہ ہم سے ہی استدعا کرتے ہیں کہ آپ ہاؤس کو تو بتا دیں۔ آپ
ممبر ہیں، ہم بھی ممبر ہیں۔ اگر کسی نے ناجائز قبضہ کیا ہوا ہے تو یہ مہربانی کریں۔ یہ لاہنسٹر صاحب
کی مرضی ہے جیسے کریں۔ رانا پھول خان صاحب تو ویسے ہی امدادی طور پر بول جاتے ہیں۔ ان کی
مرضی ہے۔ میں تو ان کی خاطر ہی کر رہا ہوں۔ اگر انہیں ہی اپنے کسی ممبر کی عزت داری نہیں تو یہ
خوش رہیں۔

جناب سپیکر، تو پھر ٹھیک ہے۔ لاہنسٹر صاحب پھر ایوان کو بتائیں گے۔

بیگم بشریٰ رحمٰن صاحب۔

بیگم بشریٰ رحمن، جناب سپیکر! ایسے لگتا ہے جیسے شاہ نواز چیمہ صاحب میری جگہ پر تقریر کرنا چاہتے ہیں۔ اگر ان کی یہ خواہش ہے تو میرا وقت انہیں دیں دیجیے۔ میں پھر تقریر نہیں کرتی۔ کیونکہ انہوں نے ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت وارث شاہ کا شعر سنایا ہے۔ ان کا شعر سن کر وارث شاہ کی روح تو ضرور پھڑپھڑائی ہوگی۔ لیکن ہمارے وزیر قانون صاحب نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا۔ تو میں جناب چیمہ صاحب کی خدمت میں لاہنسٹر صاحب کی طرف سے اس شعر کا جواب عرض کرتی ہوں۔

سید ناظم حسین شاہ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں آپ سے وضاحت چاہوں گا کہ یہاں ہر ممبر کو حق حاصل ہے کہ وہ نکتہ وضاحت خود پیش کر سکتا ہے۔ تو بشریٰ رحمن صاحبہ لاہنسٹر صاحب کی طرف سے جواب دینا چاہتی ہیں تو کس حیثیت سے؟ یہ حیثیت بھی واضح کر دیں۔

بیگم بشریٰ رحمن، آپ کی طرف سے بھی جواب دوں گی۔ جو استحقاق مجھے یہ ہاؤس دیتا ہے اپنی پارٹی کی طرف سے بولنے کا جو استحقاق دیتا ہے اس حق کے اوپر میں جناب لاہنسٹر کی طرف سے میں یہ جواب دینا چاہتی ہوں۔

تیرے غیراں دے ناز اٹھائی پھرنے
اسیں عاشق نہ ہوئے مزدور ہوگئے
تسیں بھ لو اپنا کوئی ہور چاہن والا
ایس عاشقی توں اسیں بس حضور ہو گئے

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! کافی دنوں سے پنجاب کی صوبائی اسمبلی میں امن عامہ پر بحث جاری ہے۔ مجھے یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ جس خوبصورتی کے ساتھ اور دلائل کے ساتھ دونوں کی طرف سے تقاریر کی گئی ہیں' ان کے حقائق کو تسلیم نہ کرنا نا انصافی ہو گی۔

جناب والا! ایک انسان کو زندہ رہنے کے لیے روٹی' کپڑا' سائبان اور اس کے بعد کیا درکار ہے ؟ اس کے بعد اسے امن درکار ہے۔ چین اور سکون درکار ہے۔ صرف روٹی' کپڑا اور مکان سے بات نہیں بنتی جب تک کہ ہم خلقت کے لیے اور رعیت کے لیے امن عامہ کو عام نہیں کر دیتے۔ ہمارے فاضل اراکین حزب اختلاف نے بہت اچھی تقاریر کی ہیں۔ اور اس میں دو باتیں بہت تفصیل کے ساتھ زیر بحث آئی ہیں۔ ایک تو پولیس کے بارے میں کہا گیا ہے۔ اور دوسرے آج کل جو قتل اور ڈکیتیاں ہو رہی ہیں' ان کے بارے میں کہا گیا ہے۔

جناب والا! میرے پاس بھی کچھ فائلیں ہیں' جو میں عرض کرنا چاہتی تھی۔ لیکن میرا خیال ہے کہ سات منٹ کے اندر میں اتنی زیادہ باتیں آپ کی خدمت میں عرض نہیں کر سکوں گی اگر پولیس کو بار بار زیر بحث لایا گیا ہے تو یہ بھی بہت اچھا ہے۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ ہم جو اس ایوان میں آکر بیٹھے ہیں' اور ابھی راہی صاحب جمہوریت کے بارے میں بہت خوبصورت بات کر رہے تھے۔ لیکن میں ان کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتی ہوں کہ جمہوریت کے ساتھ جذباتی ہونے کی ضرورت نہیں۔ انھوں نے یہ کس طرح کہہ دیا کہ جمہوریت صرف انھی کے خوابوں کی شہزادی ہے اور انھی کی آرزوؤں کا مقصد ہے۔ جناب والا! جمہوریت کے اوپر سارے ملک کا اتنا ہی استحقاق ہے جتنا کہ کسی کا بھی ہو سکتا ہے میں اس ایوان میں کھڑے ہو کر ان سب سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ یہ سب بھی جمہوریت کے لیے آئے ہیں اور ہم سب بھی جمہوریت کے لیے آئے ہیں۔ ان کو بھی عوام نے mandate دیا ہے اور ہمیں بھی عوام نے mandate دیا ہے۔ اور یہ بھی استحکام پاکستان کے لیے کام کرنا چاہتے ہیں اور ہم بھی استحکام پاکستان کے لیے کام کرنا چاہتے ہیں۔ یہ فاضل اراکین بھی صوبے میں امن وامان بحال کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور ہم بھی اس صوبے میں اور پاکستان بھر میں امن و امان بحال کرنے کی کوششیں کر رہے ہیں۔ پھر ایسی وہ کون سی بات ہے جو ہم سب کو مل بیٹھ کر یہ کام نہیں کرنے دے رہی۔ جہاں تک امن و امان کو سوال ہے اس کے اوپر بہت سی

باتیں اس سے پہلے بھی ہوئیں ہیں۔ لیکن پولیس کے بارے میں یہ کہنا کہ پولیس کوئی کام نہیں کر رہی میرے خیال میں بالکل غلط ہے میں یہاں پر پولیس افسران کے کچھ اعداد و شمار پڑھ کر سناتی ہوں۔ اس وقت صوبہ پنجاب میں پولیس افسر 73 ہزار اور 284 اپنے فرائض کی ادائیگی میں مصروف ہیں۔ اس کے باوجود تا حال 22 ہزار 546 افسران کی مزید ضرورت ہے۔ 40 ہزار پولیس افسروں کے پاس بیرکس نہیں۔ 12 ہزار نچلی سطح کے ملازمین کے پاس رہنے کے کوارٹر نہیں۔ پولیس کو ابھی بہت سے جدید آلات کی ضرورت ہے۔ اس کے علاوہ ابھی 238 پولیس کے لیے بلڈنگز کی ضرورت ہے اور میں نے ایک لمبا سوال نامہ جو میں نے ان سے مانگا ہے۔ جن میں سے پولیس کی ضروریات ابھی تک پوری نہیں کی گئیں۔ جس صورت سے یہاں جرائم ہو رہے ہیں اسی صورت سے ہمیں اپنی پولیس کو منظم کرنا ہوگا۔ لیکن یہ نہیں ہو سکتا کہ ہم پولیس کو تنقید کا نشانہ بنائے بغیر ہی ہر قسم کی ان کو آزادی دے دیں۔ جناب والا! امن عامہ کے بہت سے عوامل ہوتے ہیں۔ سب سے پہلا معاشی عدم استحکام ہوتا ہے۔ لیکن معاشی عدم استحکام کس طرح سے پیدا ہوتا ہے۔ معاشی عدم استحکام سیاسی عدم استحکام سے پیدا ہوتا ہے۔ اور سیاسی عدم استحکام انصاف کے عدم استحکام سے پیدا ہوتا ہے۔ اور اس کے علاوہ امن عامہ کو disturb کرنے کے لیے اور بھی بہت سے عوامل ہیں۔ اس میں آپ مہنگائی کو لا سکتے ہیں۔ اس میں آپ موسموں کو لا سکتے ہیں۔ اس میں آپ frustration کو لا سکتے ہیں۔ جو کہ لوگوں کے دلوں میں ہوتی ہے۔ اور جو لوگوں کے گھروں میں ہوتی ہے۔ اور جناب والا میں نہایت ادب کے ساتھ یہ عرض کرنا چاہتی ہوں۔ اس وقت سب سے بڑا factor امن عامہ کو صحیح صورت میں لانے کے لیے ہمارے لیے بہت ضروری ہے کہ مرکز اور پنجاب محاذ آرائی میں ایک اس قسم کی اعصاب شکن کیفیت پیدا کر دی ہے۔ جس کیفیت سے اگر کوئی بھی محکمہ چاہے تو اچھی طرح سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ جناب والا! ہم جس کام کے لیے اس اسمبلی میں آئے تھے۔ ہم ان قانون ساز اداروں میں اس واسطے آئے تھے ہم نے امن عامہ کی قسم کھائی تھی ہم نے عوام کے تحفظ اور ان کی زندگیوں جانوں اور ان کے روٹی کپڑے کے لیے یہاں پر بیٹھ کر ہم نے تدابیر کرنی تھیں جناب والا! ایک سال ہوگیا ہے ہم نے ان اسمبلیوں میں بیٹھ کر کیا کیا ہے۔ جناب والا! ہم ان اسمبلیوں کے اندر امن قائم نہیں کر سکے۔ یہ اسمبلیاں جو جام جہانا تھیں جام جنگ تھیں جو ایک چھوٹی سی دنیا ہے اس چھوٹی سے دنیا کے اندر ہم نے استحکام پیدا کر کے ہم نے ایک دوسرے کو برداشت کر کے ہم نے امن عامہ پیدا کر کے ایک

دوسرے کی بات سن کر ایک دوسرے کی تلخی برداشت کر کے ہم نے باہر ایک خاص قسم کا تاثر دینا تھا۔ اور وہی تاثر پورے پاکستان میں پھیلنا تھا۔ یہ ایک صوبے کی بات نہیں ہے۔ آج امن و امان کے لیے ہمیں پورے پاکستان کو دیکھنا پڑ رہا ہے۔ امن کا منصوبہ اوپر سے نیچے آتا ہے۔ نیچے سے اوپر کبھی نہیں جاتا اگر شروع دن سے مرکز اور پنجاب محاذ آرائی اس طرح سے نہ ہوتی کہ ہماری خلقت بے سکون ہو جاتی ذہنوں میں وسوسے نہ ہوتے۔ فکر نہ ہوتا کل کا فکر نہ ہوتا آج ہر آدمی اخبار اٹھاتا ہے اور یہ دیکھتا ہے کہ کل کیا ہوگا ؛ اور کل کے فکر میں وہ اتنا frustrate ہوتا ہے۔ کہ وہ رات کو کوئی ایسی بات کر گذرتا ہے۔ جو اسے نہیں کرنی چاہیئے۔ میں یہ مانتی ہوں کہ ہمارے صوبے میں اس سے بہتر امن کی صورت ہونی چاہیے۔ اور ہماری انتظامیہ اس سے زیادہ بہتر ہونی چاہیے۔ جناب والا! اس کے لیے یہ بھی بہت ضروری ہے کہ چاروں صوبوں میں بھی مفاہمت ہونی چاہیے۔ اور مرکز کی طرف سے ہمارے ساتھ مفاہمت ہونی چاہیے۔ اس قسم کی دخل اندازی نہیں ہونی چاہیے۔ جس قسم کی دخل اندازی سے ہمارے پنجاب کے امن عامہ میں خلل واقع ہو واقعات ادھر سے بھی بہت بیان کیے گئے ہیں اور واقعات ادھر سے بھی بہت بیان کیے گئے ہیں۔ اور خصوصیت سے قتل میں جب خواتین کی بے حرمتی کی بات آئی ہے یہ بڑی تکلیف دہ بات ہے۔ اس کے اوپر میں زیادہ بات نہیں کر سکتی۔ لیکن جناب سپیکر! میں یہ کہتی ہوں اگر ہم سب جمہوریت کے لیے آئے ہیں اور جمہوریت کو دوام دینا چاہتے ہیں۔ اور استحکام پاکستان کے لیے کام کرنا چاہتے ہیں۔ اور جس میں کسی قسم کی شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔ تو میں حزب اختلاف کے اند چارہ گروں اور دوستوں کو یہ کہتی ہوں کہ اتنی سی بات کر اوپر ہم سب اس ایوان میں امن عامہ کے لیے صرف خلقت کے لیے اس عوام کے لیے ان لوگوں کے لیے جو ہمارے صورت دیکھ رہے ہیں کیا ہم کسی ایک نکتہ پر متفق نہیں ہو سکتے۔ کہ ہم اس صوبے کو ایک آئیڈیل صوبہ بنا کر دکھائیں گے۔ اور امن عامہ کے لیے ہم مل کام کریں گے۔ اور ملکی ایک دوسرے کو تجاویز دیں گے۔ اور صرف یہ نہ کہیں کہ جمہوریت کے ساتھ ہمارا ہی نام آتا ہے۔ ایسا نہ کہیں

لالی اکھاں دی اے کہندی اے
روئے تسی وی او روئے اساں وی اں

یہ کوئی ایسی بات نہیں کہ جمہوریت کے لیے صرف آپ نے قربانیاں دیں ہیں۔ اور ہم لوگوں نے ایثار

نہیں کیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ یہ ایثار دونوں طرف سے ہوا ہے اور اس وقت قربانیاں بھی دونوں طرف سے دی جائیں گی۔ افہام وتفہیم بھی دونوں طرف سے ہوگی۔ ایک دوسرے کو دونوں طرف سے تسلیم کیا جائے گا۔ اور یہ انا کا بھنیر ناگ جو ہم نے گردنوں میں ڈال رکھا ہے۔ کسی ایک کو ڈس گیا تو پھر ہم اس جمہوریت کو کہاں سے تلاش کرتے پھریں گے۔ جناب والا! میں صرف چند تجاویز پیش کرتی ہوں۔ آپ کے توسط سے یہ کہتی ہوں کہ صوبے میں اور ملک بھر میں بلکہ چاروں صوبوں میں امن و امان قائم رکھنے کے لیے ہماری صوبائی اسمبلی کو اس وقت پیش قدمی کرنی چاہیے۔ حزب اختلاف اور حزب اقتدار مل کر ایک ایسا لائحہ عمل بنائیں۔ کہ اس کے اوپر عمل کیا جائے۔ اور جو کچھ ہو رہا ہے اس کی چھان بین کی جائے۔ وہ لوگ جو کسی محکمہ میں اچھا کام کر رہے ہیں وہ اچھا کام کبھی سامنے نہیں لایا جاتا لیکن دستور ہے جہاں برا کام ہو رہا ہو اس کو تو آپ سامنے لے آتے ہیں لیکن پولیس کے وہ جوان جو اپنے وطن اور لوگوں کے تحفظ میں اپنی جان کا نذرانہ پیش کرتے ہیں یا دن رات اپنی ڈیوٹیاں دیتے ہیں۔ یا اپنے بال بچوں سے دور گھروں سے دور سخت سردی اور سخت گرمی میں کھڑے ہیں آپ نے ان لوگوں کا ذکر نہیں کیا۔ وہ بھی ہماری ہی طرح کے انسان ہیں۔ اور ہمارے ہی طرح کے ماؤں کے جائے ہیں۔ ان کے بارے میں بھی آپ کو سوچنا چاہیے۔ وہ بھی انسان ہیں ان کو بھی ہر قسم کی ضروریات کی ضرورت ہے۔ لیکن اس وقت ضرورت اس امر کی ہے۔ کہ ہم باہمی افہام وتفہیم سے یہ بات کریں۔ اگر کوئی لائحہ عمل بنایا جائے۔ اور اس پر عمل نہ کیا جائے۔ اور فیڈرل حکومت کی طرف سے اس میں دخل اندازی ہو تو جناب والا! ہم ہی کیا دنیا میں کوئی شخص اس بات کا دعویٰ نہیں کر سکتا کہ وہ اکیلا اٹھے گا اور چھا جائے گا۔ اور تمام کام کرے گا خواتین کے بارے میں پنجاب حکومت نے جلدی انصاف کے لیے اور سستے انصاف کے لیے عدالتیں بنائی تھیں ٹھیک ہے کہ آج جو خواتین کی حالت ہے۔ وہ دیکھی نہیں جاتی لیکن جناب والا! ان عدالتوں میں کس نے مداخلت کی ان عدالتوں کو کس نے توڑا ان عدالتوں کو دوبارہ کیوں نہیں بحال کیا گیا۔ مرکزی حکومت نے اس میں دخل اندازی کی اور ان عدالتوں کو دوبارہ بحال نہیں کیا میں یہ سمجھتی ہوں کہ اس وقت ہمارے عوام کو مہنگائی کا سامنا ہے۔ یہ مرکزی حکومت کا فرض ہے کہ مہنگائی کی روک تھام کرے اس وقت عوام کو سستے انصاف اور جلد انصاف کی کمی کا سامنا ہے آپ ان کو سستا انصاف دیں اور جلدی انصاف دیں اس وقت عوام کو کل کی یقین دہانی کی ضرورت ہے۔ آپ ان کو کل کی یقین دہانی دلائیں ان سے کہیں کہ کل آئے گا اور آج سے بہتر

وہ کل ہوگا۔ اور اس کے علاوہ اور بہت سی یقین دہانیاں ہیں جو ان ایوانوں سے باہر نکلیں گی اور ان لوگوں تک جائیں گی۔ اور اس طرح ہمارا امن عامہ بحال ہوگا۔ ہمارے ادارے بحال ہوں گے۔ اور ہمارے سرکاری ادارے بہتر کام کر سکیں گی۔ اس کے لیے ہمیں اس ایوان کے اندر ایک مثالی ماحول قائم کرنا ہوگا۔ آخر میں جناب والا صرف ایک منٹ میں بڑے ادب کے ساتھ اور بڑی درد مندی کے ساتھ حزب اختلاف کے محترم دوستوں کی خدمت میں ایک بات عرض کرنا چاہتی ہوں۔ کہنا تو بہت کچھ تھا لیکن یہ بات میں ضرور کہوں گی جناب والا! میرے عظیم بھائیوں نے ایک محاورہ بنا چھوڑا ہے۔ جب اٹھتے ہیں پنجاب کو غدار کہتے ہیں جب اٹھتے ہیں کہتے ہیں کہ پنجاب علیحدگی پسند ہے۔ جب اٹھتے ہیں کہتے ہیں کہ پنجاب علیحدگی کی بات کرتا ہے۔ اور پنجاب کی بعض اعلیٰ شخصیتوں کو شیخ مجیب الرحمن کے ساتھ ملانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ جناب والا! میں آپ کی وساطت سے ہاتھ جوڑ کر ان کی خدمت میں یہ عرض کروں گی کہ ایسا نہ کریں ایسی کوئی بات نہ کریں۔ تاریخ کے صفحوں پر ایسا کوئی لفظ رقم نہ کریں۔ جس کی کل آپ کو قیمت ادا کرنی پڑے کیونکہ آپ سب لوگ جانتے ہو پنجاب کے وہ لوگ جنہوں نے پاکستان بنایا اور تعمیر پاکستان میں حصہ لیا ان کی مائیں تہجد گزار تھیں ان کی مائیں نیک تھیں اور آج جب آپ پنجاب کو غدار کہہ کر بلاتے ہیں۔ تو وہ چاک تلے آسودہ پڑی ہوئی ماؤں کی قبروں میں سے دھواں اٹھنے لگتا ہے۔ کہ آپ کس قسم کی بات کہتے ہیں۔ آپ پنجابی ہو کر یہ محاورہ کس طرح کہتے ہیں۔ میں عورت ذات ہو کر آپ سے پوچھتی ہوں کہ آپ کس دل سے یہ بات کہتے ہیں کہ جب پنجاب کی ماؤں نے بیٹے ہی اس لیے جنم دیے۔ کہ وہ پاکستان کو بنائیں اور پھر پاکستان کے اوپر قربان ہوتے ہیں اور پاکستان کے لیے انہوں نے ان کے سروں پر کفن باندھ باندھ کر ان کو ہمیشہ سرحدوں پر بھیجا۔ یہ کس طرح سے ہو سکتا ہے اور اس کو کون باور کر سکتا ہے کہ وہ یہ بات کہیں۔ لیکن آج مخالفت برائے مخالفت انہوں نے ایک محاورہ ایجاد کیا ہے۔ خدا کے واسطے پنجاب کے لوگ ایسا نہ کہیں اور یہ محاورہ واپس لیں۔ اپنے دلوں سے پوچھیں ورنہ ان کی مائیں ان کو اپنا دودھ نہیں بخشیں گی کیونکہ یہ اس قسم کی بات ہے جو ہاؤس میں سننے کے لیے بالکل بھی تیار نہیں۔

جناب سپیکر، بیگم صاحبہ! ایک منٹ میں اپنی تقریر wind up کریں۔

محترمہ بیگم بشریٰ رحمن: جی جناب! جناب والا! اس قسم کی باتیں سن کر بھی امن عامہ میں خلل

تخریب کار ثابت نہ کر سکی۔ بالآخر اس فوجی عدالت کو تعزیرات پاکستان 120 (بی) کے تحت 25سال سزا دینی پڑی۔ تو میں جناب والا! آپ سے یہ درخواست کروں گا کہ محترمہ فوزیہ بہرام صاحبہ نے ان سیاسی کارکنوں کی اس ایوان کے سامنے توہین کی ہے صرف ان سیاسی قیدیوں کی توہین نہیں کی بلکہ اپنے اس آقا کی بنائی ہوئی اس عدالت کی توہین کی ہے جس نے ان سیاسی قیدیوں کو سیاسی قیدی قرار دیا اور تخریب کار نہ قرار دے سکی۔ جناب والا! چونکہ امن و امان کی صورت حال پر کافی بحث ہو چکی ہے لہذا میں آپ کے سامنے اتنا عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پنجاب میں ہر جگہ قتل ڈکیتی اور چوری کی وارداتوں میں آئے دن اضافہ ہو رہا ہے۔ عورتوں اور بچوں پر تشدد ہو رہا ہے۔ سمگلر' بلیک مارکیٹیر' غنڈے وقار و عزت کے مقام پر پہنچے ہوئے ہیں۔ رشوت اور اقربا پروری کی لعنتوں نے عوام کی زندگی کو اجیرن بنا دیا ہے۔ جناب والا! یہ اسمبلی ہے۔ یہ قانون ساز ادارہ ہے۔ معاشی حالات بدلتے رہتے ہیں۔ اور جناب والا! آج سے بارہ سال پہلے video cassette کا نام تک نہ تھا۔ اب video cassette ہر گلی اور ہر محلے میں پائے جاتے ہیں اور ہمارے چھوٹے چھوٹے بچے نوجوان ان video cassette کے ذریعے' ان VCR والی دکانوں کے ذریعے گندی گندی فلمیں دیکھتے ہیں لیکن اس کے لیے کوئی قانون نہیں ہے۔ جناب والا! روز اخباروں اور ہائی کورٹوں میں پولیس کی زیادتیوں کا چرچا ہوتا ہے۔ جناب والا! کل ہی اخبار میں تھا کہ موضع بکھی ضلع شیخوپورہ کے ایک لڑکے سرفراز کو جس کی عمر دس سال ہے اسے اٹھارہ روز سے جیل میں رکھا ہوا ہے۔ اس کا اور اس کی بھابی کا قصور صرف یہ تھا کہ اس کا بھائی پولیس کو مطلوب تھا اور پولیس اسے گرفتار نہیں کر سکی۔ تو اس دس سالہ سرفراز کو اور اس کی بھابی سیما کو پولیس نے گرفتار کیا اور سیما کے ساتھ ان درندوں نے وہ زیادتی کی جو اس معزز ایوان میں بیان نہیں کی جا سکتی۔ اور جب اس سیما کو رہا کیا گیا تو اسے یہ کہا گیا کہ اگر تم نے زبان کھولی تو تمہاری زندگی ختم کر دی جائے گی۔ آج وہ سرفراز جیل کے اندر پوچھ رہا ہے کہ مجھے کس جرم کی سزا دی گئی ہے؟ اسی طرح جناب والا! عدالتیں اس پولیس کی دسترس سے باہر نہیں ہو سکیں۔ کل کی ابھی بات ہے کہ اخبار میں تھا کہ غلام مصطفےٰ کھر کے بھائی غلام میلادی کھر جس کی بعض کیسوں میں عبوری ضمانت کی توسیع مظفر گڑھ کے سیشن جج نے کرنی تھی وہاں جو پولیس اور پولیس افسروں نے جس کردار کا مظاہرہ کیا وہ اس تاریخ کا بد ترین کردار تھا۔ پولیس والوں نے یہاں تک ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ جج صاحب کے بار بار حکم کے باوجود کہ عدالت سے نکل جاؤ انہوں نے عدالت کے اندر گھس کر اس شخص کو گرفتار کرنے کی

کوشش کی جس کی ضمانت کی عدالت توسیع کر چکی تھی۔ اور پھر سنگینی کی بات اس پر ہی ختم نہیں ہوتی اس کا اس سے بھی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ جج صاحب نے عدالت کے تقدس کی پامالی کے بارے میں ہائی کورٹ کو آگاہ کر دیا۔ جناب والا! آپ نے گھنٹی بجا دی باتیں تو بہت کرنے والی تھیں۔ حال ہی میں میرے اپنے علاقے میں سکول جانے والی لڑکی کو غنڈوں نے اغوا کر لیا جب وہ غریب آدمی نواں کوٹ کے تھانے میں پہنچا تو اس نے یہ تمام قصہ پولیس افسر کو بتایا اور اس نے نشان دہی بھی کی کہ فلاں آدمی نے اس کی لڑکی کو اغوا کیا ہے تو اس پولیس افسر نے اس کے ساتھ ایسی غلیظ زبان استعمال کی کہ وہ آدمی جب واپس گیا تو اسے اتنا صدمہ ہوا کہ اسی رات اسے دل کا دورہ پڑا اور وہ اس دنیا سے چلا گیا میں نے جناب والا! اس کے لیے اس حکومت سے درخواست کی اور اخبارات کے ذریعہ مطالبہ کیا لیکن اس حکومت کے کانوں پر کوئی جوں نہیں رینگی جناب والا! یہ پولیس ظلم و ستم اور police code کی خلاف ورزی کرنے کی عادی بن چکی ہے یہ پولیس چوروں' ڈکیتوں اور قاتلوں کو نہیں پکڑ سکتی کیونکہ یہ پولیس انسانوں کی پولیس ہی نہیں۔ جناب والا! اس کے بعد میں ایک اور مثال آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں جو کل کی بات ہے کہ ایس ایس پی کے گھر کے سامنے شاہد محمود ایک لڑکا دکان پر بیٹھا تھا وہاں چند غنڈے آئے انہوں نے پولیس کی موجودگی میں اسے اغوا کیا اور پولیس تماشائی بن کر دیکھتی رہی تو جناب والا! جب یہ حال ہو اور یہ اسمبلی پنجاب کے لیے نئے نئے قانون بناتی ہے میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ اس حکومت نے اس قانون ساز ادارے کو کیوں کھڈے لائن لگایا ہوا ہے کیوں آپ اپنا رول ادا نہیں کرتے کیوں آپ نئے نئے قانون نہیں بناتے کیونکہ پولیس کے یہ قانون سوا سو سال پہلے کے ہیں اسی طرح صحت کے قانون ایک سو سال پہلے کے ہیں۔ جناب والا! مجھے پتا ہے کہ میرے اور دوستوں نے بھی تقریر کرنی ہے بہرحال میں آخر میں ایک شعر عرض کرنے کی اجازت چاہتا ہوں۔

سارے رند عاد جہاں کے تجھ سے سجود میں رہتے ہیں
بانکے' ٹیڑھے' ترچھے' تیکھے سب کا تو امام

میاں محمود الحسن ڈار: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے خیالات کے اظہار کا موقع دیا۔ میں گزشتہ تین دن سے منتظر تھا کہ جناب میری طرف شفقت فرمائیں گے۔

پڑتا ہے۔ اور آج پنجابی اس اعتماد سے محروم ہوگئے ہیں جو اعتماد ان کو صدیوں سے اس زمین پر دیا جاتا رہا ہے۔ خدا کے واسطے نہ ان سے زندگی چھینیے۔ نہ ان سے زندہ رہنے کا حق چھینیے۔ نہ ان سے اعتماد چھینیے نہ ان سے اعتبار چھینیے۔ نہ اپنا بھروسہ چھینیے نہ ان سے جینے کا آسرا چھینیے کیونکہ اس سے زیادہ میں اور آپ کی خدمت میں عرض نہیں کرنا چاہتی۔

فریاد عندلیب سے کانپے تمام باغ
لیکن نہ غنچہ نہ باد صبا سنیں
شاہوں کے دل تو سنگ ہیں شاہوں کا ذکر کیا
یہ بھی نہیں کہ حال گدا کا گدا سنیں

جناب سپیکر، شکریہ۔ جناب چودھری غلام قادر

سید ناظم حسین شاہ، جناب سپیکر! جناب نے فرمایا تھا کہ ان کے بعد مجھے بولنے کا موقع ملے گا۔

جناب سپیکر، جی شاہ صاحب! آپکو بات کرنے کا موقع ملے گا۔ انشاء اللہ۔

ملک امان اللہ، جناب سپیکر! مجھے بھی بات کرنے کا موقع ملے گا؟

جناب سپیکر، جی ملک صاحب! آپ کا نام مقررین کی لسٹ میں ہے۔

سید ناظم حسین شاہ، جناب سپیکر! ابھی آپ نے فرمایا تھا کہ محترمہ بشریٰ رحمن صاحبہ کے بعد آپ مجھے ٹائم دیں گے۔ میں تو صرف یہی آپ کی یاد دہانی کرا سکتا ہوں۔

جناب سپیکر، شاہ صاحب! یہ خود آپ نے اپنے آپ سے کہا تھا۔

سید ناظم حسین شاہ، جناب والا! میں یہ جسارت بھی نہیں کر سکتا کہ آپ کی بات کہوں اس وقت آپ شاید شدت جذبات میں یا زیادہ مہربان ہوتے ہوئے یہ فقرہ فرما چکے ہیں۔ میں یہی سمجھا ہوں شاید آپ نے نہ کہا ہو۔ مگر اسی طرف سے آواز آئی۔ کسی اور نے کہا ہو۔

جناب سپیکر، ان شاء اللہ میں آپ کو ٹائم دوں گا۔

سید ناظم حسین شاہ، جناب! ٹائم کی تو بات ہے مگر آپ نے یہی کہا تھا کہ محترمہ بشریٰ رحمن صاحبہ کے بعد آپ مجھے ٹائم دیں گے۔ اب ان کے بعد مہربانی کر دی جائے تو میں مشکور ہوں گا۔

چودھری غلام قادر، اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا بے حد ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا کہ میں بھی پنجاب میں امن عامہ کی صورت حال پر کچھ عرض کر سکوں۔ جناب والا! میں صرف ایک شعر عرض کرتا ہوں۔ پولیس اور پنجاب کی صورت حال پر تو کافی باتیں ہو چکی ہیں۔ عرض یہ ہے کہ

اب جہاں دیکھو وہاں جھمکا ہے
چور ہے ٹھگ ہے اور اچکا ہے

جناب سپیکر! اس ہاؤس میں محترمہ بیگم فوزیہ بہرام نے فرمایا ہے کہ پنجاب کی امن و امان کی صورت حال بگاڑنے میں مرکزی حکومت نے تخریب کاروں کو سیاسی قیدیوں کے نام پر رہا کر کے اپنا کردار ادا کیا ہے۔ جناب والا! اس ہاؤس کے سامنے میں سیاسی قیدی کی تعریف کرنا چاہتا ہوں رول 255 کے مطابق ایسا شخص جو ذاتی فائدے اور اغراض کی خاطر جرم نہ کرے اس کے عمل کا محرک سیاسی فکر ہو وہ سیاسی قیدی ہوتا ہے۔ جناب والا! اب دیکھنا یہ ہے کہ پاکستان پیپلز پارٹی اور ایم آر ڈی کے کارکنوں نے آمریت کے گیارہ سالوں میں اس ملک میں جمہوریت کی بحالی کے لیے جو قربانیاں دیں ان کے سبب اس وقت کی آمریت نے ان کو کن کن جھوٹے کیسوں میں ملوث کیا۔ ان سیاسی قیدیوں میں میں بھی ایک سیاسی قیدی رہا ہوں مجھے بھی تخریب کار کہا گیا تھا۔ دسمبر 1985ء میں روزنامہ "جنگ" کے جناب رشید انجم صاحب نے میاں نواز شریف صاحب سے سوال کیا تھا کہ چودھری غلام قادر جو پاکستان پیپلز پارٹی لاہور کا صدر ہے وہ تو سیاسی کارکن ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم اسے اس لیے رہا نہیں کر رہے کہ وہ تخریب کار ہے۔ جناب سپیکر! 1983ء میں جب میں لاہور کا صدر تھا اور ایم آر ڈی کا سیکرٹری جنرل تھا۔ مجھے ایک جھوٹے مقدمے میں ملوث کر کے آٹھ ماہ تک قلعہ میں رکھا گیا۔ اس کے بعد گیارہ مہینے تک بغیر کیس ٹرائل کیے مجھے پھانسی کوٹھڑی میں رکھا گیا۔ بعد میں جب وہ کیس ہائی کورٹ میں گیا تو اس وقت کی حکومت مجھے تخریب کار ثابت نہ کر سکی اور بالآخر ہائی کورٹ کے فیصلہ پر مجھے رہا کیا گیا۔ اسی طرح آزادی کے متوالے اور جمہوریت کے علم برداروں کو مختلف کیسوں میں جھوٹے کیسوں میں ملوث کیا گیا۔ اور اس وقت کے آمر مطلق نے اپنے ایک غیر قانونی حکم کے تحت ایک سپیشل ملٹری کورٹ میں کیس ٹرائل کیے۔ اور ملٹری کورٹ جو ان کی اپنی بنائی ہوئی تھی وہ بھی ان سیاسی قیدیوں کو

جناب والا! میں اپنے پنجاب' پیارے پنجاب کی پنجابی زبان میں خیالات کا اظہار کرنا چاہتا ہوں اور میں جناب سے اجازت چاہتا ہوں کہ میں پنجابی میں بات کروں کیوں کہ پنجابی زبان شاہ حسین کی ہے پنجابی زبان بلھے شاہ کی پنجابی زبان ہے جنہوں نے اس پنجاب کی پنجابی زبان کو یہاں اجاگر کیا اور جناب میں ان کو بھی بتاؤں کہ پنجابی زبان کے بابا گورو نانک کو بھی میں نہیں بھولتا جو کالو جٹ کا بیٹا تھا۔ تو جناب میں اس زبان میں عرض کرتا ہوں۔ جناب عالی یہ پنجاب دُلے بھٹی کا بھی پنجاب تھا۔ جناب میں اس شعر سے شروع کرتا ہوں۔

اپنا شیوہ ہے جلاتے ہیں اندھیروں میں چراغ
ان کی سازش ہے زمانے میں یونہی رات رہے

جناب والا! اب میں امن عامہ کی بات کروں گا جناب امن و امان پر انہوں نے بڑی بڑی تقاریر کیں اور ان کی بڑی خواہشات اور ان کے بڑے بڑے لمبے اشتہارات۔ جناب آپ یہ دیکھیں کہ پنجاب محنت کش مزدور کا دیس ہے اور میں جس شہر کا نمائندہ ہوں وہ پاکستان کا تیسرا بڑا شہر اور پنجاب کا دوسرا بڑا شہر ہے جسے صنعتی لحاظ سے مانچسٹر کہتے ہیں اور میں ان مزدوروں اور ان محنت کشوں کی بات کروں گا جن کے ساتھ فیصل آباد کے اندر زیادتیاں ہوتی ہیں اور انہوں نے اس سے اپنی آنکھیں بند کی ہوئی ہیں یہ وہی بات ہے کہ زمانے میں رات ہی ہے جناب والا! یہ وہ لوگ ہیں ۔ جناب والا! میں فیصل آباد کے وہ ظلم وہ ڈکیتیاں اور ان بدمعاشوں کا اظہار کروں گا جن کے خلاف وہاں اب تک کوئی ایکشن نہیں لیا گیا جناب یہ کہتے ہیں کہ یہاں بات کریں کھاد کی اور یہاں بات کریں۔ جناب والا! میں یہ عرض کروں کہ غریب مزدور کو ناتھن سے کیا غرض ہے وہ چاہے چھ ماہ سمندر میں رہے اس بے چارے مزدور کو تو جھونپڑی بھی نہیں ملتی۔ جناب یہ بیکو دودھ کی بات کرتے ہیں کہ تابکاری دودھ آ گیا کہ اتنا بڑھا ہے کہ ہم نے پیسے واپس کر دیے یہ پیسے کیسے واپس کیے یہ پیسے سرمایہ دار کو واپس کیے ہیں یہ پیسے جاگیردار کو واپس کیے تو غریب تو جناب والا! وہاں پریشان ہے جناب یہاں بات کرتے ہو کھاد کی میرا مزدور اور محنت کش تو کہتا ہے کہ میں جب محنت مزدوری کر کے اور تاجر کہتا ہے کہ میں جب دکان سے فارغ ہو کر آؤں میں اپنے بچوں میں بیٹھ کر چار گھنٹے اور چھ گھنٹے سکون کے ساتھ بسر کروں۔ میں یہ نہ کروں جب میں رات کو اپنے گھر جاؤں اور میں اپنی بیوی سے یہ کہوں کہ تم دروازہ بند کر لو کیوں کہ کہیں واقعہ پیش نہ آ جائے جو پرتاب نگر میں' میرے حلقے میں جسے سال سے زیادہ عرصہ ہو گیا ہے پانچ

انسانوں کا قتل ہو گیا تھا جن میں میاں بیوی ان کے دو بچے اور ملازمہ بھی قتل ہو گئی تھی لیکن ابھی تک ان قاتلوں کا پتا نہیں لگ سکا اور جناب والا! یہ مزدور تو یہ چاہتا ہے کہ مجھے یہ سکون دو کہ میں ان چیزوں سے بچ سکوں پھر جناب والا! میرا تاجر یہ کہتا ہے کہ میں جب باہر سے وصولی کر کے لاؤں۔ جناب وہاں کا غریب تاجر شیخ اعجاز جب وصولی کر کے اپنے گھر آیا تو جناب والا! اس کے گھر میں جو ہر چند پورہ میں واقع ہے اور وہاں میئر کارپوریشن کا گھر ہے اور جو جناب نوازشریف کا رشتہ دار بھی ہے اس گلی میں جناب ڈاکو اس کے پیچھے آتے ہیں وہ بے چارہ ابھی اپنے گھر کا دروازہ بھی نہیں پار کرتا وہ ڈاکو اس کے ہاتھوں پر فائر کر کے اس سے رقم چھین کر لے جاتے ہیں اور اسے بھی وہیں خون میں لت پت کر جاتے ہیں تو جناب والا! وہ مسافر یہ کہتا ہے کہ میں گھر آؤں تو میری زندگی محفوظ ہو۔ میں خیر خیریت کے ساتھ اپنے گھر جاؤں۔ جناب یہاں تو اب یہ حالت ہو گئی ہے جب بہنیں اپنے بھائیوں کو اور اپنے بیٹوں کو کاموں پر بھیجتی ہیں تو وہ پہلے آیت الکرسی پڑھتی ہیں۔ امام ضامن باندھتی ہیں پتا نہیں اس حکومت نے طالب علموں کو اب آپس میں لڑا دینا ہے۔ جناب والا! امامیہ کالونی کا کل کا واقعہ سن لیں۔ جناب ایم۔ایس۔ایف کے دو گروپ آپس میں ہی لڑ جاتے ہیں جن میں ایک جونیجو گروپ ہے تو دوسرا نواز شریف گروپ ہے انہوں نے ہونہاروں کے قتل کرا دیے۔ جناب والا! ہمارے فیصل آباد میں ایک زرعی یونیورسٹی کا واقعہ ہے جناب ملک محمد دین صاحب سامنے بیٹھے ہوئے ہیں وہاں جو حالات پیدا کیے ہوئے ہیں ان کا کون قصور وار ہے اس میں بھی ان طالب علموں کو کون ورغلاتا ہے ان کا جناب ایک چیف ایجنٹ ہے جس کا نام شیر علی ہے تو وہ میئر کارپوریشن ہے جناب فیصل آباد کی یہ حالت ہے کہ دکان دار اس خوف سے بیٹھا ہوتا ہے کہ پتا نہیں ابھی کوئی طالب علم میرے پاس سودا لینے آیا تو میں غلطی سے یہ نہ سمجھ سکا کہ وہ طالب علم ہے۔ تو میں نے ذرا اس کے ساتھ بحث کی اور ابھی دس پندرہ آدمی میئر کارپوریشن کی کوٹھی سے آئیں گے اور میرا سارا تاتا بگاڑ جائیں گے تو جناب والا! آج بھی یہ تاجر بے چارہ چیخ رہا ہے کہ جناب میرے ساتھ اتنی زیادتی ہوئی ہے کہ انہوں نے میری دکان توڑ دی ہے تو ان کو کوئی پوچھنے والا نہیں۔ جناب والا! جہاں امن عامہ کی یہ حالت ہو وہاں جناب یہ حالت ہے کہ جب وہ اپنی تکلیف بتانے کے لیے جاتے ہیں جن کے ساتھ یہ واقعات ہوتے ہیں تو جناب والا! افسران کہتے ہیں کہ بھئی ہم بے بس ہیں وہاں کا کمشنر کہتا ہے کہ میں بے بس ہوں وہاں کا ڈی آئی جی کہتا ہے کہ میں بے بس ہوں ایس۔پی کہتا ہے کہ میں بے بس ہوں

بھئی کیوں بے بس ہو تو وہ کہتے ہیں کہ جناب یہ وزیر اعلیٰ صاحب کا رشتہ دار ہے میں کچھ نہیں کر سکتا۔ جناب یہاں اتنی بڑی لا قانونیت۔ جناب والا! اگر میں پنجاب کی بات کروں آج اس بہن کی آواز جسے انہوں نے برہنہ کر کے نچایا آج اس عورت کی آواز جسے انہوں نے ننگی کر کے نچایا۔ اوہ! ظالمو خدا کا خوف کھاؤ کہتے ہو کہ یہاں وفاق اور صوبے کی لڑائی ہے اور جناب وفاق اور صوبے کی لڑائی ختم ہوسکتی ہے اگر قانون کا صحیح طریقے سے استعمال کریں۔ تم اپنے قانون کو صحیح طریقے سے نافذ کرو۔ جو ذرا آواز نکالتا ہے' میرا بھائی' میرا دوست' میرا ساتھی جس کا نام حامد مشتاق علی خان ہے اس کا بیٹا بلاوجہ قتل کر دیا گیا جناب اسے قتل کر دیا وہ پیپلز پارٹی کا تھا ہم اگر اس کے پیچھے داد فریاد کرنے کے لیے گئے تو وہ کہنے لگے کہ یہ پیپلز پارٹی والے آ گئے ہیں ہم نے ان کی داد فریاد نہیں سننی۔ اس کو انہوں نے سیاسی رنگ دے کر اور آئی جے آئی اور پیپلز پارٹی کا مقابلہ کہہ کر ختم کر دیا ہے آج جناب وہ بے چارہ انصاف کے لیے دروازے کھٹکھٹاتا ہے اور اسے کوئی انصاف نہیں دیتا۔ میں جناب کی وساطت سے چیف منسٹر صاحب کی خدمت میں ہاؤس میں بیٹھے ہوئے لا منسٹر صاحب کی خدمت میں کہتا ہوں کہ یہ بلاوجہ تمہارے لیے بدنامی کا باعث ہے۔ ضد نہ کرو۔ اس کی انکوائری کرو۔

جناب اب رہ گئی بات بنکوں کی آئے دن بنکوں میں ڈاکے کیوں پڑتے ہیں۔ جناب ڈاکے اس لیے پڑتے ہیں۔ سیدھی بات کریں کہ ہم پنجاب بنک لائے ہیں۔ پنجاب بنک کھلاتے ہیں مجھے یہ جتائیں میں پنجاب بنک سے پہلے اس بنک کی بات کرتا ہوں جو ہمارا انڈسٹریل کوآپریٹو فنانس کارپوریشن ہے۔ جس کے مالک جناب پرویز الٰہی اور شجاعت حسین صاحب ہیں۔ میں ان کے آگے التماس کرتا ہوں کہ جناب بتاؤ پنجاب میں تمہاری اس کارپوریشن کے دفتر میں کوئی کسی قسم کا ڈاکہ کیوں نہیں پڑا۔ کیا وجہ ہے؟ میرے گھر کے قریب ان کا بنک ہے اگر میرے گھر کے قریب مسلم کمرشل بنک لوٹا جاتا ہے' اگر نیشنل بنک لوٹا جاتا ہے تو یہ کیا وجہ ہے؟ کہ انہوں نے کوئی تو ہیں گارڈ ہوتی ہیں قطعاً ان کا وہاں محافظ نہیں بیٹھا ہوا۔ جناب وجہ یہ ہے کہ انہوں نے خود لاقانونیت پھیلائی ہوئی ہے یہ خود کلاشنکوفیں دے کر اور جا کر بنکوں پر قبضہ کراتے ہیں تاکہ لوگ وہاں پریشان ہو کر وہاں پیسہ جمع کرانے نہ جائیں تو یہ پیسہ پنجاب بنک میں جاتے یا اس فنانس کمپنی میں جاتے۔

جناب عالی! میں آخر میں تھوڑی سی عرض کروں گا کہ یہاں عدل اور انصاف کس سے لیں؟

عدل کی تم ہمیں آس نہ دلاؤ
یہاں پر قتل ہو جاتے ہیں زنجیر ہلانے والے

جناب یہاں تو زنجیر ہلانے والے کو قتل کر دیتے ہیں تو پھر جب کوئی اس کے پیچھے جاتا ہے تو اسے کہتے ہیں کہ یہ پیپلز پارٹی کا ہے اسے بند کر دو اسے کوئی نہیں پکڑ سکتا۔

اب ایک اس بہن کی بات بھی کرتا ہوں۔ جناب 29 یا 30 تاریخ کا واقعہ ہے 29/30 تاریخ کی رات کا واقعہ ہے فیصل آباد گھنٹہ گھر میرے بھائی میرے دوست اراکین اسمبلی ،ممبر منسٹر صاحبان جاتے ہیں اتنی پررونق جگہ رات کی تاریکی میں ایک عورت برہنہ حالت میں زیور کے ساتھ لدی ہوئی بازار میں بھاگ رہی ہے تو وہ اتنی خوف زدہ ہے اور اس نے اپنی شرم گاہ پر دونوں ہاتھ رکھے ہوئے ہیں جس وقت وہ نیو خان کے اڈے پر جاتی ہے تو وہاں کے لوگ، وہاں کے غریب اور ہاکروں نے اپنی بہن کو دیکھا تو انہوں نے جلدی سے اپنی چادر لا کر اس کے اوپر دی اور کہا کہ جنا کیا بات ہے؟ اس نے پولیس کو بلایا اور پولیس اسے اسی وقت گاڑی میں ڈال کر لے گئی۔ آج تک نہیں پتا کہ وہ کون تھی؟ کیا تھی کیا واقعہ تھا؟ وہ ایک ہوٹل سے بھاگی اور کون تھا اس کی ساتھ زیادتی کرنے والا؟ پنجاب والو سنو، میں ذرائع ابلاغ کو بھی کہتا ہوں خدارا تم بھی توجہ کرو۔ تم اپنی انڈسٹری نہ سمجھو۔ تمہارے مالکان نے اخبارات کو انڈسٹری سمجھا ہوا ہے اس لیے آپ ترجمانی صحیح نہیں کر رہے ہیں۔ ان کو مجبور کرو کہ وہ اس چیز کا انصاف کریں۔ یہاں ظلم کے خلاف رٹ کریں وہ عورتیں بے چاریوں کی جن کی اس وقت فریاد ہے اس کے بارے میں وارث شاہ کہتا ہے کہ۔ وارث شاہ کو کسی نے آواز دی۔۔

اج آکھاں وارث شاہ نوں کتھے قبراں وچوں بول
اج کتاب عشق دا کوئی اگلا ورقہ پھول
اک روئی سی دھی پنجاب دی توں لکھ لکھ مارے بین
اج لکھاں دھیاں روندیاں تینوں وارث شاہ نوں کہن
اٹھ درد منداں دا دردیا اٹھ تک اپنا پنجاب
جدے وچ اسے ہو جتے حکمران

جناب خدا کے لیے ان کو ایک سبق دے دیں کہ

بڑے شوق سے گرتے ہیں سمندر میں دریا
کہیں کوئی دریا میں سمندر نہیں گرتا

جیو اور جینے دو وفاق اور پنجاب اس اصول کے ساتھ بیٹھ کر فیصلہ کرے اور ان شاء اللہ تعالیٰ سارے مسئلے ختم ہو جائیں گے۔ ہم تمہارے ساتھ تعاون کرتے ہیں۔ جناب میں ایک آدھا ہی منٹ لوں گا زیادہ نہیں لوں گا۔ جناب سپیکر! آپ کی ذہانت' فراست' شعار' جوش اور فکر میں نے پہلی بار دیکھا۔ میرے قائد رانا ثوکت محمود نے بھی یہی اظہار کیا کہ جناب لاءمنسٹر صاحب نے بھی اس کی تائید کی ہے لاء اینڈ آرڈر کی فکر اور تم نے اس میں دو معزز اراکین اسمبلی کی آپس میں چپقلش کو اس رنگ سے دبایا میں سمجھتا ہوں کہ تم قابل آفرین ہو۔ مبارکباد دیتا ہوں۔ اور اس کے ساتھ ہی میں آئی جے آئی والوں کو کہتا ہوں اور چیف منسٹر پنجاب کو بھی کہتا ہوں کہ جناب وہ تمہاری تقلید کریں اور تمہیں میں درخواست کروں گا کہ جناب ان کو اپنی ذہانت اور فراست کے ساتھ کوئی مشورے دو تاکہ یہاں امن بحال رہے۔ مہربانی شکریہ۔

جناب سپیکر، میاں منظور احمد موہل صاحب تشریف رکھتے ہیں۔

(معزز رکن ہاؤس میں موجود نہ تھے)

سید ناظم حسین شاہ، جناب سپیکر! مجھے اجازت دے دیں۔

جناب سپیکر، شاہ صاحب! آپ میں سے جو صاحبان تقریر کرنا چاہیں گے۔ جتنی دیر آپ میں سے سب صاحبان بول نہیں لیں گے میں ہاؤس کو adjourn نہیں کروں گا۔ آپ فکر نہ کیجیے۔ شاہ صاحب! آپ کو اپنی باری کی فکر کیا ہے؟

سید ناظم حسین شاہ، جناب میں معافی چاہوں گا اگر مہربانی کر سکیں تو ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر، شاہ صاحب ایک مقرر کے بعد آپ کی باری ہے۔ صرف ایک مقرر کے بعد آپ کی باری ہے۔ سردار نصر اللہ دریشک صاحب۔۔

وزیر قانون، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

جناب فضل حسین راہی، جناب سپیکر! یہ وائنڈ اپ کر رہے ہیں

جناب سپیکر، جو بھی سمجھیں لیکن ان کے بعد تقاریر کا سلسلہ جاری رہے گا اور آپ میں سے جو صاحبان بولنا چاہتے ہیں آپ کو میں وقت دوں گا اور آپ بات کریں گے

سید ناظم حسین شاہ، پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔

جناب سپیکر، جی' شاہ صاحب!

سید ناظم حسین شاہ، جناب سپیکر! گذارش یہ ہے کہ یہ اس ہاؤس کا ہمیشہ precedent اور رسم و رواج بھی ہے کہ لاءمنسٹر صاحب کرتے ہیں۔ میں نے پہلے بھی آپ سے عرض کیا ہے کہ خدارا! ہم آپ کا دل سے احترام کرتے ہیں۔ دل سے عزت کرتے ہیں مگر وہ قائد اعظم نے بڑا خوبصورت کہا تھا کہ gentleman کی definition انہوں نے فرمائی تھی کہ gentleman وہ ہوتا ہے جو کسی کو دھوکہ نہ دے اور ساتھ ساتھ کسی سے دھوکہ بھی نہ کھائے تو جناب والا! میری گذارش یہ ہے کہ آپ خدارا ہمارے اوپر tactics کا استعمال نہ کریں کیونکہ لاءمنسٹر صاحب کے بعد یہ کچھ اچھی بات نہیں کہ میں تقریر کروں یا کوئی اور ساتھی حضرات تقریر کریں کیونکہ ہم یہ توقع کرتے ہیں کہ وہ ہماری تقاریر کے جو ہم پوائنٹس اٹھائیں گے وہ جواب دیں گے۔ میں نے پہلے ہی آپ سے عرض کیا ہے کہ اگر آپ کی کوئی مجبوری ہے یا اگر آپ کے پاس ٹائم نہیں تو جناب ہم مصر نہیں۔ آپ کہہ دیں مگر ان رسموں اور روایات کو نہ توڑا جائے۔ میری صرف آپ سے اتنی ہی گذارش ہے۔

جناب سپیکر، یہ بات آپ کی درست ہے کہ عام طور پر یہی طریق کار ہے کہ لاءمنسٹر صاحب یا گورنمنٹ کی طرف سے کوئی بھی منسٹر امن عامہ پر جب بحث ہو چکی ہو تو وہ اس کو وائنڈ اپ کرتے ہیں۔ آپ کی بات درست میں اس کو تسلیم کرتا ہوں لیکن یہاں صورت حال ایسی ہے کہ جو بھی کوئی صاحب تقریر کر لیتے ہیں وہ اپنا بستہ اپنی بغل میں دباتے ہیں اور وہ اپنے گھر کا راستہ لیتے ہیں اور مجھے یقین ہے کہ جس وقت لاءمنسٹر صاحب اس صورت میں wind up کریں گے تو وہ اس مقرر کی طرح وہ واحد آدمی اس ہاؤس میں ہوں گے کہ ایک مقرر جب تقریر کرنے لگا تو وہاں صرف ایک دو آدمی رہ گئے تو اس نے کہا بھئی آپ میری تقریر سے بہت زیادہ متاثر ہوئے ہیں انہوں نے کہا صاحب نہیں ہم تو شامیانے اور قناتوں والے ہیں۔ ہم ان کرسیوں کو اٹھانا چاہتے ہیں۔ تو اس طرح وزیر قانون صاحب اکیلے رہ جائیں گے تقریر کرنے والے بھی اور سننے والے بھی۔ لہذا آپ اگر gentleman promise کریں کہ آپ سب صاحبان جتنے اس وقت بیٹھے ہیں آپ بیٹھے رہیں گے۔

آوازیں، ٹھیک ہے۔

سید ناظم حسین شاہ، جناب ادھر سے بھی پوچھ لیں۔

جناب سپیکر، آپ صاحبان تو اپنے وزیر قانون کی وجہ سے بیٹھیں گے؟

آوازیں، ٹھیک ہے۔ بیٹھیں گے۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ میں وزیر قانون و پارلیمانی امور صاحب کو بعد میں تقریر کرنے کی دعوت دوں گا۔ اور سید ناظم حسین شاہ صاحب اپنی تقریر کریں گے۔

سید ناظم حسین شاہ، جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے ازراہ مہربانی اور بڑے احسن طریقے سے مجھے تقریر کی دعوت دی۔ اسی لیے ہمیں اپنے دل کی گہرائیوں سے آپ کو داد دینی پڑتی ہے کہ کس خوش اسلوبی سے اور کس طریقے سے آپ نے ہمیں پابند کیا کہ ہم وزیر قانون صاحب کی تقریر سنیں۔ اسی ذہانت کی وجہ سے میرے دوست بھی آپ کو قابل ستائش فرما رہے تھے اور میں بھی آپ کی تعریف کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! میری آپ سے گذارش یہ ہے کہ کسی نے خوب کہا ہے کہ ہمارا تقریر کرنے کا پہلے مقصد یہی تھا

کیا گری ہے شبنم کا پھولوں پہ اثر ہو کا
ہاتھوں پہ شعاؤں کے اک رقص شرر ہو کا

میں جناب والا! کسی ایک محکمے کو زیر بحث نہیں لاؤں گا خاص طور پر پولیس کے محکمے کو بہت زیادہ ہدف تنقید بنایا گیا۔ جناب والا! میں یہ سمجھتا ہوں کہ پولیس کو اس لیے بہت زیادہ ہدف تنقید بنایا گیا۔ کیونکہ پولیس کے ساتھ جن لوگوں کا واسطہ پڑتا ہے وہ یہی ہے کہ ہماری سوسائٹی میں ہمارے معاشرے میں اسلام نے ہمیں جو درس دیا classless society کا وہ درس نہیں۔ یہ سوسائٹی ابھی تشکیل نہیں پائی اور ہم طبقات میں بٹ چکے ہیں۔ جناب والا! اگر جب کبھی کسی نے بھی کسی خطے کا معیار زندگی دیکھنا ہو تو وہاں پر دیکھا یہ جاتا ہے کہ لوگوں کو کس طریقے سے انصاف مل رہا ہے۔ جناب والا! ان قوموں کا زوال بھی اس وقت شروع ہوتا ہے جب وہ اپنی اجتماعی ذمہ داری کو کسی ایک فرد واحد کے اوپر ڈال دیتے ہیں۔ اور اپنی اجتماعی ذمہ داری کو پوری طرح نہیں نبھاتے۔ جناب والا! اب ہم کسی ایک محکمے کو کیسے موردِ الزام ٹھہرا سکتے ہیں۔ جب اس ہاؤس میں اس صوبے کے سربراہ اعلیٰ جب یہ کرائیں کہ قوانین معطل کر کے ملازمین کو بھرتی کریں۔ میں تحصیل داروں کی مثال آپ کے سامنے

پیش کرتا ہوں 56 تحصیل دار بھرتی کرنے تھے اور اس کی لیے 52 کے قوانین معطل کیے گئے۔ جناب والا! ہم کس طریقے سے توقع رکھ سکتے ہیں کہ دور دراز ضلعوں میں انصاف ہو گا۔ جب بالکل under the nose of the Chief Minister... جناب والا! نا انصافی ہو رہی ہو۔ اس کی بعد جناب والا! اسی طرح جب ایکسائز انسپکٹروں کی بھرتی ہوتی ہے پھر بھی وہی رسم دہرائی جاتی ہے۔ جناب والا! جب یہاں پر قانون کی دھجیاں اڑائی جائیں اور ایک خاص طبقے کو غلط طور پر تحفظ فراہم کیا جائے گا تو دور دراز علاقوں میں رہنے والا مزدور، کسان کس طریقے سے توقع رکھ سکتا ہے کہ اس کو انصاف ملے گا۔ یہاں جمہوریت کی بات کی گئی۔ جناب والا! جمہوریت تو مثل باغیچہ ہے۔ اگر اس کی صحیح طریقے سے آب یاری کی جائے تو پھول اور کانٹے تناسب سے اگتے ہیں۔ اگر اس کی آب یاری بند کر دی جائے جھاڑ جھنکاڑ کے علاوہ کچھ نہیں رہتا جمہوریت کا قطعاً یہ مطلب نہیں ہوتا کہ اکثریت اقلیت کے اوپر من مانی کرے۔ جب کوئی معاشرہ کوئی ملک طبقات میں بٹ کر رہ جائے تو پھر وہاں پر قانون پر عمل درآمد نہیں ہوتا۔ جناب والا! آپ تاریخی پس منظر کو بھی دیکھیں کہ اسلام کے ظہور سے پہلے وہ عرب قوم جس کو لوگ کہتے تھے کہ یہ خانہ بدوشوں کا ٹولہ ہے ان کا کوئی نام و نشان نہیں تھا۔ اور وہاں پر جنگل کا قانون تھا۔ طاقتور کو سب حقوق حاصل تھے اور کمزور کو کوئی حق حاصل نہیں تھا۔ وہ طاقتور اپنی مرضی کے مطابق جب چاہے کسی کے حقوق تلف کر لیتا تھا، لیکن جب اسلام کا ظہور ہوا تو وہی بے تنگ و نام قوم جہاں پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تبلیغ کی تو وہی قوم عمل پیرا ہوتے ہوئے پہلے قطرے سے دریا بنے، دریا سے سمندر بنے اور سمندر سے طوفان بنے، بارش سے سیلاب بنے، جگنو سے برق بنے، بازگشت سے رات کی چنگھاڑ بنے اور وہی چنگاری طوفان بن کر ابھری اور جناب والا! جن کی بنیاد عدل و انصاف پر تھی۔ وہی چنگاری جو طوفان بن کر ابھری ادھر بھی اسلام کی شمع انہوں نے روشن کی۔ عرب میں بھی شمع روشن کی اور سپین میں بھی 712ء تک وہ حکمران بنے۔ اس کی وجوہات کیا تھیں؟ انہوں نے اپنے معاشرے کی بنیاد جو پہلے انصاف پر مبنی نہیں تھی تو انہوں نے اس کی بنیاد انصاف پر رکھی۔ جناب والا! وطن صرف دریاؤں، پہاڑوں، صحراؤں اور میدانوں کے مجموعہ کا نام نہیں ہوتا۔ وطن تو انسان کے اس مسکن کا نام ہوتا ہے۔ جہاں آزادی کی ہوائیں چلیں۔ جہاں عدل و انصاف کے سرچشمے پھوٹیں۔ جہاں کسی طاقتور کو کمزور کا حق چھیننے کا موقع نہ ملے۔ جہاں معاشرہ دو حصوں میں تقسیم نہ ہو، ظالم اور مظلوم میں تقسیم نہ ہو جناب والا! طاقت ور اور دلیر تو وہ ہوتا ہے جو مظلوم کو حق لے کر دے۔ مگر یہاں پر عدل

و انصاف کیسے ہو گا؟ جب ہم اس ہاؤس میں لوگوں کے حقوق مطل کریں۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ جب ہم یہ قوانین بنائیں گے کہ ترجیح اس کو دیں گے جو کسی ایم۔این۔اے کا بیٹا ہو تو میں یہ پوچھتا ہوں کہ کسی مزدور کا بیٹا یا کسی کسان کا بیٹا کیونکر پڑھے گا؟ کیونکہ اس کو پتا ہے کہ نوکری تو مجھے نہیں ملنی، نوکری تو اس کو ملنی ہے جو اس Provincial Class کا آدمی ہے یا اس کا بیٹا ہو گا۔ انگریزی کی یہ ایک بڑی عام سی مثال ہے کہ:

"Single lamp can dispel the deepest darkness."

جناب والا! ہم روشنی اس لیے کرتے ہیں کہ تاریکیاں دور ہوں اور اجالے میں ہم اپنا کاروبار زندگی چلا سکیں۔ جناب جب ہمارے اندر اندھیرا ہو گا تو ہم کس طریقے سے باہر کی روشنی سے مستفید ہو سکتے ہیں۔ سب سے پہلے ہم اپنے اندر کے انسان میں روشنی کریں۔ آسمان کے اوپر لاکھوں ستارے ہوتے ہیں ان کی زندگی اور موت پر کوئی توجہ نہیں دیتا۔ مگر ستارہ جس کی زندگی بڑی مختصر ہوتی ہے۔ لیکن سب آدمیوں کو ان کا انتظار ہوتا ہے۔ جب وہ نمودار ہوتا ہے۔ تو پھر پورا ملک روشنی سے منور ہو جاتا ہے۔ اس لیے للہ اپنے اندر روشنی پیدا کیجیے۔ یہ مت کریں کہ وفاق کے لوگ صوبے پر اپنی ذمہ داری ڈالیں اور صوبے کے لوگ وفاق پر اپنی ذمہ داری ڈالیں۔ جب اس ملک میں یہ قوانین ہوں میں آپ کو ایک واقعہ سناتا ہوں۔ ہمارے ملتان میں ایک آدمی میرے پاس آیا اور کہا کہ ایک جگہ سے 540 کلاشنکوف اور 540 بلٹس برآمد ہوئی ہیں۔ لیکن پولیس اس کو پکڑ کر لے گئی اور دو گھنٹے کے بعد چھوڑ دیا۔ میں خود بہ نفس نفیس ایس پی صاحب کے پاس گیا۔ میں نے کہا یہ آدمی آپ سے تحفظ مانگتا ہے۔ انہوں نے کہا جی کلاشنکوف کس نے چھوڑیں ہیں؟ میں نے کہا جی یہ آپ کا محکمہ ہے آپ پوچھیں۔ جب انہوں نے تفتیش کی تو واقعہ بالکل درست تھا اور وہ مظلوم بار بار چیختا چلاتا رہا کہ للہ میرا مقدمہ درج کیجیے مگر اس کا مقدمہ درج نہ ہوا۔ یہ کہ آٹھ دن کے بعد وہی آدمی جو شکایت کنندہ تھا اس کا منہ کالا کیا گیا اور اس کے گلے میں جوتوں کا ہار ڈال کر بہاولپور روڈ کے اوپر پھرایا گیا ٹریفک بھی بند ہوئی لیکن اس کو پھرایا گیا۔ جب اس قسم کے قوانین ہوں۔ اس قسم کے واقعات ہوں تو پھر میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ ہم کس طریقے سے لوگوں کو تحفظ فراہم کریں گے۔ یہاں یہ رسم چل نکلی ہے کہ ہم صرف ایک پیشہ ور وکیل کی طرح میں خود بھی وکیل ہوں میں کسی پر اعتراض نہیں کر رہا۔ لیکن ہم نے یہاں پر صرف یہ رسم اپنا لی ہے کہ ہم نے ایک سائیڈ کو defend کرنا ہے اور حزب

اقتدار نے دوسری سائیڈ کو defend کرنا ہے۔ جناب والا! ہمیں یہ سوچنا چاہیے کہ عوام کے رہ نما وہ ہوتے ہیں جو صداقتوں کی قندیل ہوتے ہیں۔ مسرتوں کی تصویر ہوتے ہیں اور آدمیت کی تقدیر ہوتے ہیں۔ اجالے کے پیام بر ہوتے ہیں۔ کیا اجالے کے یہی پیام بر ہیں کہ یہاں پر ہم صرف ایک دوسرے کو defend کر کے اور ٹی اے ' ڈی اے لے کر واپس چلے جاتے ہیں۔ جناب والا! اس طریقے سے قطعاً انصاف مہیا نہیں ہو سکتا۔ ہمیں اپنی آئندہ آنے والی نسلوں کے لیے کوئی اچھی روایت چھوڑنی چاہیے اور خود اپنا احتساب کرنا چاہیے کہ ہم کیا کر رہے ہیں ہم آئندہ آنے والی نسلوں کے لیے ورثے میں کیا چھوڑ کر جا رہے ہیں؟

اگر میری اولاد کو میری جائیداد ملے گی۔ اگر میں ورثے میں کچھ نہیں چھوڑ کے جاؤں گا تو ان کو دشمنی ملے گی۔ اگر لاقانونیت چھوڑ کے جاؤں گا تو ان کو لاقانونیت ملے گی۔ پھر آپ یہ بھی سوچیں کہ آج ہم اس ہاؤس میں بیٹھے ہیں کل جب ہم اس ہاؤس میں نہیں ہوں گے تو پھر آج جس طریقے سے ایک عام آدمی کو تحفظ فراہم نہیں ہوتا۔ انصاف کے دروازے بند ہیں اس کو انصاف نہیں ملتا تو کل کو پھر ہمیں کس طریقے سے انصاف مل سکے گا۔ اس لیے للہ ان باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے صرف اپنا point of prestige نہ بنائیے' جناب قومیں کسی کو معاف نہیں کرتیں۔ جب 1739ء میں نادر شاہ نے دہلی پر حملہ کیا اور وہ جب فاتح ہوا تو اس نے کہا کہ جناب مجھے اپنے بیٹے کے لیے رشتہ چاہیے۔ محمد شاہ جو اس وقت حاکم دہلی تھا' بادشاہ دہلی تھا اس نے کہ جناب ہم پر یہ بڑی مشکل آن پڑی ہے ہم اس کو کس طریقے سے رشتہ دیں تو انہوں نے اپنے وزراء سے صلاح مشورہ کیا۔ انہوں نے کہا کہ جناب ہمارے ہاں یہ رسم ہے کہ ہم شجرہ نسب پوچھ لیں کیونکہ نادر شاہ ایک گڈریے کا بیٹا ہے جب ہم شجرہ نسب پوچھیں گے تو وہ خود بخود پریشان ہو جائے گا اور اس آفت سے ہماری جان بچ جائے گی۔ تو انہوں نے جب اس ترکیب کے ساتھ اس سے شجرہ نسب پوچھا تو نادر شاہ نے جواب دیا

Razaquli son of Nadar Shah son of sword, son of sword, son of sword ....

سات جگہوں پر اس نے son of sword لکھا اور آخر میں اس نے لکھا کہ

It is the temper of the sword which matters no body

bothers about the blacksmith and the hovel.

تو جناب والا! ہمیشہ جس طریقے سے نادر شاہ نے کہا تھا کہ یہ تلوار کی دھار بتاتی ہے کہ اس میں کتنی تیزی ہے اس لیے جناب والا! جیسے ہم سے پہلے لوگ رہے ہیں' ہاؤس میں ہم ان کا تنقیدی نگاہ سے جائزہ لیتے رہے ہیں تو اس طریقے سے اب ہماری آنے والی نسل بھی ہمارا تنقیدی جائزہ لے گی وہ بھی ہم سے پوچھے گی کہ جب آپ ہاؤس کے ممبر تھے تو آپ نے ملک اور قوم کے لیے ہمارے لیے کیا کیا تھا۔ عوام کے لیے' ان غریب عوام کے لیے جو اس آس کے ساتھ ہمیں ٹیکس بھی دیتے ہیں' ہماری امداد بھی کرتے ہیں' ہمیں اس ہاؤس میں بھی بھیجتے ہیں۔ یہاں پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ جب معاشرہ مختلف طبقات میں بٹ جائے تو انہوں نے اس کا بڑا خوبصورت تجزیہ فرمایا ہے انہوں نے کہا کہ امراء تو بادشاہ کے ساتھ صرف اس لیے ہوتے ہیں کہ وہ ان سے مراعات لے سکیں اور پھر انصاف سے پہلو تہی بھی وہی امراء کرتے ہیں اور جب ان کو نہ دیا جائے تو وہ عذر تک قبول نہیں کرتے اور اس کے مقابلے میں عوام کی بھلائی چاہتے ہیں بادشاہ سے' صرف اور صرف انصاف چاہتے ہیں۔ انصاف دینے میں کسی کو گھر سے کچھ نہیں دینا پڑتا۔ جناب والا! یہ سوچیں جیسے کہ ایک امیر آدمی کا قصہ ہے کہ اس کو رات کو سوتے میں دودھ پینے کی عادت تھی اور وہ رات کو سوتے ہوئے دودھ پیا کرتا تھا۔ اس نے ایک نوکر رکھا وہ ایک سیر دودھ لے کر آتا تھا ایک روپیہ کا' جب وہ دودھ لے کر آیا تو اس نے بیچ میں سے چار آنے بچا لیے اور بارہ آنے کا دودھ لیا اور اس میں ایک پاؤ پانی ڈال دیا۔ مالک نے دیکھا کہ نوکر بے ایمان ہو گیا ہے تو اس نے نوکر کو کہا کہ تم بے ایمانی کرتے ہو تو اس نے کہا کہ جناب جب آپ پکڑ لیں تو میں پوری سزا بھگتنے کے لیے تیار ہوں۔ معاوضہ بھی دینے کے لیے تیار ہوں۔ تو اس نے جناب ایک دوسرا نوکر رکھا۔ اس نے کہا کہ سناؤ بھائی' اس نے کہا کہ جناب ہمیں تو چونی ملتی ہے ۔ اس نے کہا کہ پھر میری' تو اس نے کہا کہ تم بھی لو۔ تو انہوں نے چونی چونی بانٹ لی۔ اب جناب آدھا سیر دودھ اور آدھا سیر پانی آ گیا۔ پھر اس نے کہا کہ یہ تو دونوں مل گئے ہیں۔ اس نے ڈھونڈ کے لیے ایک تیسرا آدمی رکھا۔ اس نے کہا کہ سناؤ تو کہنے لگے کہ جناب چونی چونی ملتی ہے تو وہ بھی انہوں نے بانٹ لی پھر ایک پاؤ دودھ اور تین پاؤ پانی ہونے لگا۔ جب مالک نے واویلا کیا تو انہوں نے کہا کہ جناب جب آپ ہمیں پکڑ لیں' ہمیں سزا بھی دیں اور ہم

جناب والا معاوضہ بھی دیں گے تو اس نے ڈھونڈ ڈھونڈ کے ایک بڑا ایمان دار قسم کا آدمی ڈھونڈا اور اس کو ملازم رکھ لیا۔ اس نے کہا سناؤ بھائی' انہوں نے کہا کہ جناب ہم تو چونی چونی بانٹتے ہیں۔ اس نے کہا کہ میرا حصہ تو انہوں نے کہا کہ تم بھی لو۔ مالک کو کیا جواب دو گے۔ انہوں نے کہا کہ یہ میری ذمہ داری ہے پھر جناب والا! انہوں نے ساری چونی چونی بانٹ لی اور پانی لے کے چلے گئے۔ اب مالک کو عادت تھی کہ وہ سوتے ہوئے دودھ پیتا تھا۔ انہوں نے جب اس کو پانی دیا تو وہ غصے سے چلانے لگا کہ یہ دودھ نہیں پانی ہے۔ راستے میں جاتے ہوئے انہوں نے دودھ پر سے تھوڑی سے ملائی اتار لی اور مالک کی مونچھوں پر لگا دی۔ اب جب شور و غوغا ہوا محلے کے لوگ اکٹھے ہو گئے۔ انہوں نے کہا کہ جناب دیکھیں یہ ہم چار آدمیوں پر شک کرتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ تمہارے پاس کوئی ثبوت ۔ تو انہوں نے کہا کہ جناب ابھی تک ان کو مونچھوں پر ملائی لگی ہوئی ہے۔ جناب والا! میں آپ کی وساطت سے ارباب اقتدار سے گزارش کروں گا کہ صرف اپنی مونچھوں پر لگی ملائی کے اوپر نہ جائیں بلکہ یہ جن لوگوں کے امین بنتے ہیں۔ امیر بنتے ہیں۔ جن کے لیے اس ہاؤس میں آئے ہیں ان کے لیے انصاف مہیا کریں اور ان کو تحفظ فراہم کریں۔ جناب والا! گزارش یہ ہے کہ کسی قوم اور ملک کی بنیاد اس وقت تک مضبوط نہیں ہوتی جب تک اس میں انصاف اور عدل نہ ہو' تو جسٹس کے متعلق میں آپ کو یہی عرض کروں گا کہ

> Justice which is august and pure, which is perfect in the spirits where the mind rises and where the heart expands.

mind اس لیے rise کرتے ہیں کہ وہ جناب والا! تعصب سے بالاتر ہوتے ہیں۔ جناب والا! آپ کے جو وزیر اعلیٰ ہیں وہ ہمارے بھی وزیر اعلیٰ ہیں پورے صوبے کے وزیر اعلیٰ ہیں۔ یہ صرف اس لیے نہیں کہ وہ اس سائیڈ پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ انہوں نے تو پورے صوبے کا نظم و نسق چلانا ہے پھر جسٹس اٹھا کے دیکھیں جناب کہ

> To save the unfortunate, to hear their cry and to help them, to rescue and relief, to save and secure venerable from its vitality.

وہاں پر کوئی discrimination نہیں۔ پھر دیکھیں انصاف، ہمارے ہاں تو یہ ہے کہ جب جرم بھی کرتے ہیں پھر اس کو فخریہ بیان کرتے ہیں جناب والا! ہونا تو یہ چاہیے کہ ہمارا جو بھی جرم کرے اس کا سر ندامت سے جھک جائے۔ مگر یہ رسم چل نکلی ہے کہ ہم اس کو فخریہ بیان کرتے ہیں۔ پھر آگے جسٹس کو دیکھیں کہ

It is uplifted without pride, without obduracy. Magistic from its mercy and lovely though....

اور دیکھیں جناب Magistic from its marcy. جب کسی کے اوپر رحم بھی کرتا ہے۔ It is also magistic. کسی کی عزت نفس کو مجروح نہیں کرتا۔ And lovely though. تو جناب والا! اگر جناب غصہ بھی کرتا ہے تو اس کے ماتھے کے اوپر شکن نہیں پڑتے کیونکہ وہ کسی مظلوم کی حق رسی کر رہا ہوتا ہے۔

جناب سپیکر، شکریہ شاہ صاحب! آپ کافی ٹائم لے چکے ہیں۔

سید ناظم حسین شاہ ، جناب والا! میں آدھے منٹ سے زیادہ نہیں لیتا۔ میری اتنی سی گزارش ہے۔ میں آپ کا شکر گزار ہوں۔ جناب والا! میں آخر میں صرف اتنا عرض کروں گا کہ۔

پھولوں کے تبسم میں خوشبو کا ضیاء بھی ہے
کلیوں کو یہ اندازہ ہنگام سحر ہو گا۔

جو آج ہمارے ساتھ بے انصافی کر رہے ہیں، کل ان کو بھی تیار رہنا چاہیے کیونکہ قدرت کا قانون ہے کہ جو کسی کا حق تلف کرتا ہے تو قدرت اس کو کبھی بھی معاف نہیں کرتی، اس کو اپنے کیے کا خمیازہ بھگتنا پڑتا ہے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، جناب جاوید گھمن صاحب---- آپ تقریر کر چکے ہیں۔ عبد القادر شاہین صاحب----

عبد القادر شاہین ، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم O

سید ناظم حسین شاہ ، جناب والا! میں باہر پانی پینے جا رہا ہوں آپ یہ نہ سمجھیں کہ میں بھاگ رہا ہوں۔ سر یہ آپ سے وعدہ ہے۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔

جناب عبد القادر شاہین ، جناب والا! آج ہم جس نازک مسئلے کے لیے یہاں پر اکٹھے ہوئے ہیں اس کو شروع کرنے سے پہلے صرف بیگم بشریٰ رحمٰن صاحبہ کی چند باتوں کا جواب دینا چاہوں گا۔ انہوں نے بڑی خوبصورت بات کہی۔

MR. SPEAKER Time is extended for one hour.

جناب عبد القادر شاہین ، انہوں نے کہا کہ امن اوپر سے آتا ہے جبکہ جس عمارت کے اندر ہم بیٹھے ہوئے ہیں جب تک اس کی بنیادیں مضبوط نہیں ہوں گی یہ عمارت نہیں بنے گی۔ جب تک ہم خود امن کے پیرو کار امن قائم نہیں کریں گے تو کبھی بھی امن قائم نہیں ہو گا۔ خلفائے راشدین میں سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا تھا کہ تمہیں یہ کس نے اختیار دیا کہ تم کسی کے معاملات میں مداخلت کرو۔ کسی کی آزادیوں کو چھینو۔ کیونکہ ان کی ماؤں نے ان کو آزاد جنا ہے اور حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے ہی فرمایا تھا کہ وہ بادشاہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور رب العزت کے سامنے روز قیامت جواب دہ ہو گا کہ جس کے عہد میں دریائے نیل کے کنارے ایک کتا بھی پیاسا مر گیا ہو۔

جناب والا! یہاں یہ صورت حال ہے کہ جس پنجاب کی بات یہ بڑے طمطراق سے کرتے رہے اس پنجاب کے وزیر اعلیٰ کی ناک کے نیچے تھانہ گوالمنڈی اور تھانہ نولکھا کی چارج شیٹ یہاں لاکر پیش کر دی جائیں تو خدا شاہد ہے کہ اس ملک کا بچہ بچہ خصوصاً پنجاب کے اس خطے سے تعلق رکھنے والے تمام ممبران ہم دردی سے یہ غور کرنا شروع کر دیں گے کہ پنجاب کو پولیس سٹیٹ کس طریقے سے بنایا گیا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ جناب والا! باتوں کو آگے کی طرف لے کر چلتے ہوئے میں یہ کہوں گا کہ جس طرف ہماری قوم کو لے جایا جا رہا ہے بڑے ہی دکھ سے کہوں گا جون کا بجٹ تھا یہاں بڑے کلاشنکوفوں والے باہر آئے چیف منسٹر پنجاب کو اعتماد کے ووٹ کی بات کی گئی تو نعرہ لگایا گیا۔ "جاگ پنجابی جاگ ۔ تیری پگ نوں لگ گیا داغ" میں چیف منسٹر پنجاب سے سوال کرتا ہوں جناب یہ دلی دور است والی بات نہیں کس منہ سے انہوں نے قاتل انسانیت کو اور پنجابیوں کے اس قاتل کو کراچی سے یہاں پر لا کر پنجاب کی پاک سر زمین دھرتی پر پھولوں کے ہار پہنائے۔ میں اسی

کے حوالے سے بات کروں گا وہ آمریت کی پیدائش ہے کیونکہ ان کے بڑے آمر نے جئے سندھ کی تحریک چلانے والے سید کو پھولوں کے ہار بھیجے۔ پھولوں کے گلدستے بھیجے۔ آج آپ اسی حوالے سے سیاست کرنا چاہتے ہیں اور نعرہ لگاتے تھے۔ "جاگ پنجابی جاگ۔ تیری پگ نوں لگ گیا داغ" آج کس منہ سے پنجاب کہتا ہے کہ ہم پنجابیوں کے قاتل نہیں۔ اگر نیس امروہی ۔ قصبہ کالونی میں فیصل کالونی میں مسلمانوں کا مسلمانوں کے ہاتھوں قتل ہوا تھا تو وہ ایک آمر مجرم تھا اور ہم نے پنجاب کے اندر الیکشن کے دوران واضح طور پر ثبوت کے طور پر پیش کی تھیں۔ میرے پاس اخبارات کے تراشے اور ان کی تفصیلات موجود ہیں۔ جو ہمارے پنجاب کے وزیر اعلیٰ ۔ پنجاب کے وزیر بے قانون نے خود کہا تھا "جاگ پنجابی جاگ ۔ تیری پگ نوں لگ گیا داغ" لیکن آج پنجاب کے اندر اس قاتل مطلق کو کس منہ سے ہم نے ہار پہنائے۔ کس منہ سے ہم پنجاب کے حقوق کی بات کرتے ہیں۔ جناب والا! کس منہ سے ہم کہتے ہیں کہ ہم پنجاب کو آزادی دینا چاہتے ہیں۔ ہاں میں ایوان کے فلور پر کہتا ہوں اس طرف بیٹھے ہوئے پنجاب کے بہت بڑے ایک بیوروکریٹ کا رویہ رکھنے والے بہت بڑے مغل شہزادے نے یہ آزادی دی ہے۔ کن کو آزادی دی۔ بیگم صاحبہ غور سے سنیئے آپ نے گیارہ سال تک جمہوریت کی آزادی دی کن کو قاتلوں کو۔ چوروں کو سمگلروں کو۔ ڈاکوؤں ۔ ملک دشمنوں کو اور اسلام کے نام پر لوٹنے والے لوگوں کو آپ نے جمہوری آزادیاں دیں۔ اور ہم اس طرف بیٹھنے والے لوگوں نے جمہوریت کی آزادی کا علم اس وقت بلند کیا تھا جب اس ملک کے اندر ایک آمرمطلق رات نے اندھیرے میں ہمارے منتخب وزیر اعظم کو kidnap کر کے اس ملک کی جمہوری حکومت کو اندھیرے میں دھکیل دیا تھا۔ ہمارے اس طرف بیٹھے ہوئے ساتھیوں نے کوڑے کھائے تھے۔

(اس مرحلہ پر جناب چیئرمین بیگم بشریٰ رحمٰن صاحبہ کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئیں)

جناب والا! میں بائی کاٹ کا اعلان کرتا ہوں کیونکہ یہ معاہدے میں شامل تھا کہ اگر محترمہ بشریٰ رحمٰن صاحبہ چیئرمین آئیں گی تو ہم کسی حالت میں یہاں بیٹھنے کے لیے تیار نہیں۔ (قطع کلامیاں)

آوازیں ، آپ تقریر جاری رکھیں۔

جناب عبد القادر شاہین ، میں اسی حوالے سے پھر بات کروں گا کہ جس ہاؤس کے اندر ہم کھڑے ہیں جس طریقے سے یہاں جمہوریت قائم کی گئی تھی۔ جناب والا! میرے علم میں ابھی یہ بات لائی

گئی کہ اس معاملے پر مٹی ڈال دی گئی ۔ کس کس معاملے پر مٹی ڈالی گئی۔ سیالکوٹ کے معاملے پر مٹی ڈالیں گے۔ فیصل آباد کے معاملے پر مٹی ڈالیں گے۔ فورٹ عباس کے اندر ہونے والے ظلم و تشدد پر مٹی ڈالیں گے۔ منچن آباد میں پولیس کے ہاتھوں ہونے والی بے آبرو بہنوں کی عصمت ریزی پر مٹی ڈالیں گے۔ بہاول نگر میں پیپلز پروگرام کی پائپ لائن کو اکھیڑ دینے پر مٹی ڈالیں گے۔ ابھی چند دن پہلے نوکھا تھانے کی پچھلی طرف اخبارات موجود ہیں ہماری بہنوں کو کس طریقے سے بے آبرو کیا گیا اس پر بھی مٹی ڈالیں گے۔ تعلیمی درسگاہوں کے اندر تعلیم حاصل کرنے والے طالب علموں پر جنہیں گوجرانوالہ میں قتل کیا گیا ۔ فیصل آباد میں قتل کیا گیا۔ ملتان میں قتل کیا گیا کیا ان پر مٹی ڈال دیں گے۔ ہر چیز پر مٹی مت ڈالیں صرف ایک بات پر مٹی ڈالیں وہ یہ ہے کہ دلوں کی تفریق پر مٹی ڈالیں۔ باقی ہر چیز کو اس ہاؤس کے اندر بلیک اینڈ وائٹ لانا ہو گا وہ اس لیے کہ آنے والی نسلوں کو پتا چلے کہ جمہوریت کے لیے قربانیاں دینے والے لوگ کتنے زور اور ہوش سے کہتے تھے اور ملک کے خزانے کو لوٹنے والے' چوروں کو پناہ دینے والے اور سیون کلب کے اندر کھلی مجرمانہ عدالتیں لگانے والے اور جماعتی غنڈوں کو پناہ دینے والے کس حال میں بستے تھے۔

جناب والا! یہ بات میں ریکارڈ پہ لانا چاہتا ہوں کہ آج سے کچھ دن پہلے ملک کے گوشے گوشے میں ایک بہت بڑی ریلی منائی گئی۔ گوجرانوالہ سے آتے ہوئے جس برے طریقے سے علماء دین کے ساتھ بے حرمتی کی گئی وہاں جس برے طریقے سے ان کے ساتھ زیادتی کی گئی یہ امن کی طرف نہیں بلکہ ملک کو انارکی کی طرف لے جانے کے لیے بہت دور ہم چلے گئے ہیں اور میں یہ بات کروں گا کہ اس پنجاب کے اندر امن و امان کے جس مسئلے کے لیے آج ہم ہاؤس میں کھڑے ہیں یہاں کا ہمارا سب سے بڑا chief executive کس امن کی بات کرتا ہے۔ وہ امریکہ سے جعلی امن لینے کے لیے گئے تھے۔ سعودی العربیہ کے حکم رانوں کے گھٹنے پکڑنے اور امن لینے گئے تھے اپنے نوکھا اور گوالمنڈی کے اندر ہونے والے قتلوں کا امن کون ہمیں دے گا۔ ہمیں درس کون دے گا۔ پیار اور محبت کے پھول ہمیں کون دے گا۔ کیا یہی امن دیں گے جو کلاشنکوف کا کلچر لے کر آئے۔ یہی امن دیں گے جو سمگلروں کو پناہ دیتے ہیں۔ جنہوں نے اتفاق فونڈری کے اندر آج تک یونین نہیں بننے دی۔ زندہ انسانوں کو اٹھا کر کے بھٹی میں گرا دیا جاتا ہے۔ کیا وہ امن دیں گے۔ نہیں وہ امن نہیں دیں گے امن وہی دیں گے جو درد دل رکھتے ہیں۔ امن وہی دیں گے جو سارے صوبوں کے اندر محبت' پیار اور

چاشنی کی روشنی لے کر چلیں گے۔ امن وہ نہیں دیں گے جو کراچی کے جس وقت ہوائی اڈے پر اتریں کہیں کہ سندھی۔ پنجابی سب بھائی بھائی اور جب ٹوبہ ٹیک سنگھ کے اندر تقریر کریں کہیں کہ مہاجر اس پنجاب کے قاتل ہیں۔ ہمیں انہیں یہاں نہیں گھسنے دیں گے۔ جب پشاور جائیں تو کہیں ہم تو پٹھان بھائیوں کے بڑے بھائی ہیں۔ بڑا بھائی چھوٹے بھائی کو ملنے آیا ہے۔ جس وقت عدم اعتماد کی تحریک آئے تو دو ارب روپیہ قومی خزانے سے لوٹا دیا جائے۔ جناب والا! اس طریقے سے امن و امان قائم نہیں ہو گا۔ امن و امان اس وقت قائم ہو گا جب ہم اپنے دل سے فتنے اور فتور کو نکال دیں۔ جس جگہ جو بیٹھا ہے وہ اپنی ایمان داری اور قانون کے دائرہ کار کے اندر رہتے ہوئے اس ملک کے بچے بچے کی خدمت کرنے کا عہد کرے۔ امن اس طریقے سے نہیں آئے گا کہ جب چاہا بلڈوزر چلایا اور ساری چیز کو بلڈوز کر دیا۔ امن اس طریقے سے نہیں آئے گا کہ اگر بہاول پور کے اندر چار وزراء اپنا جلسہ کرنے جاتے ہیں تو سفید کپڑوں کے اندر ریزرو پولیس کو بھیج دیا جائے جاؤ وزیروں کو پتھر مارو۔ اگر ہمارے وزراء ملتان ائیرپورٹ پر اتریں تو سول کپڑوں کے اندر دہشت گردوں کو بھیج دیا جائے۔ امن اس طریقے سے بھی نہیں آئے گا کہ تعلیمی درسگاہوں کے اندر جانے والا آج کا طالب علم کل کا معمار قوم جب واپس آئے تو اس کی جوان بہنیں بین کر رہی ہوں کیونکہ انہیں پنجاب کا مشیر کلاشنکوفیں تقسیم کر دے اور اس جوان بھائی کو گولی لگ جائے۔ امن ایسے نہیں آئے گا۔ امن ضرور آئے گا اس کا صرف ایک ہی طریقہ ہے کہ دلوں کے اندر چھپے ہوئے چور کو نکالیں اپنے اندر پیدا کردہ تفریق باہر نکال دیں۔ کبھی بیوروکریسی کو بیوروکریسی سے لڑانے کے چکر میں کبھی مسلمانوں کو مسلمان بھائیوں سے لڑانے کے چکر میں بات یہ کی جائے کہ جناب کھاد نہیں ملتی۔ چینی نہیں ملتی۔ ظلل چیز نہیں ملتی۔ یہاں میں یہ کہتا ہوں کہ انصاف نہیں ملتا باقی یہاں سب کچھ ملتا ہے جیسے وینس صاحب نے کہا ہے کہ ان کے سٹوروں کے اندر ہر چیز موجود ہے صرف یہاں پر نہیں ملتا تو انصاف نہیں ملتا۔ کسی قیمت پر انصاف نہیں ملتا۔

جناب والا! اب میں دوسری طرف آپ کو لے کر چلتا ہوں۔ ہمارے ملک کے اندر جو حالات منشیات پرستوں، چوروں، ڈاکوؤں اور رسہ گیروں نے پیدا کیے ہیں اس میں ہم محسوس کرتے ہیں کہ جہاں پر ہم منتخب نمائندوں کا فرض بنتا ہے کہ اس صورت حال کا سامنا کریں۔ سلجھائیں وہاں پر اس انتظامیہ کا بھی فرض بنتا ہے جس کے متعلق وزیر قانون نے یہاں بڑے زور زور سے کہا کہ وفاقی حکومت

فلاں بیوروکریسی کے نمائندوں کے ساتھ یہ کر رہی ہے وہ کر رہی ہے خدا کے لیے سیون کلب کے اندر صبح ناشتے کی ٹیبل پر انہیں مت ہدایت دیا کریں کہ آپ فلاں بندے کو مار دیں' حکم ربی ہے کہ حاکم حکم چلائے لیکن ایسا بھی حکم نہ چلائے۔ یہاں تو وہ سائنسی دور ہے میں پریس والوں کو مبارک باد دیتا ہوں کہ ایک کارٹون 'Daily 'Frontier Posts نے چھاپا کہ جہاز سے ایک بندہ اتر رہا ہے۔ آگے گدھے کے اوپر بیٹھ کر کہتا ہے ہم اس وقت تک لڑتے رہیں گے جب تک گھاس۔ نیچے اس نے لکھا ہے کہ آپ نے تو ان کا گھاس بھی کھانا شروع کر دیا۔ تو خدا کے لیے ہمیں گھاس پر نہ لگائیں۔ ہمیں امن دیں' پیار دیں' محبت دیں اور جس شخص کا جتنا حق ہے' اسے وہ حق دیں۔ انصاف حاصل کرنے کے لیے تھانوں میں جانے والی بہنوں کو بے آبرو نہ کریں۔ انصاف کے لیے عدالتوں میں جانے والے بوڑھے لوگوں کو رشوت کی چاٹ مت لگائیں۔ بیوروکریسی کے لوگ بھی سن رہے ہیں۔ آپ لوگ ہمارے ملک کے خزانے سے تنخواہیں حاصل کرتے ہیں۔ وہ وقت نہ لائیں کہ جب ہمارے ہاتھ ہوں اور ان کے گریبان ہوں۔ میں فلور پر یہ بات اس لیے کہہ رہا ہوں کہ خدا کی قسم' حالات بدل رہے ہیں۔ لوگ ہم سے نفرت کر رہے ہیں اور جب نفرت حد سے بڑھ جاتی ہے' پھر انقلاب آ جایا کرتا ہے اور اس انقلاب کے راستے میں کوئی دیوار کھڑی نہیں رہ سکتی۔ بہت بہت شکریہ۔ جناب سپیکر۔

محترمہ چیئرپرسن ، رانا اکرام ربانی صاحب (تشریف نہ رکھتے تھے) چودھری اشفاق صاحب۔

چودھری محمد اشفاق ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ O جناب سپیکر صاحب! میں آپ کا ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے یہاں بولنے کا موقع دیا۔ چند روز سے امن عامہ پر بحث جاری تھی آج ہمیں بھی موقع مل گیا۔

جناب والا! یوں تو پورے پنجاب میں امن عامہ کی حالت ابتر ہے۔ لیکن میں اپنے ضلع کی بات کروں گا۔ کیونکہ میرے دوسرے بھائیوں نے کافی باتیں کر لی ہیں۔ ہمارے ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں ایک سال سے امن عامہ کی حالت بہت خراب ہو چکی ہے۔ وہاں پر کوئی قانون نہیں۔ وہاں پر مشیروں اور وزیروں کی منڈی لگی ہوئی ہے۔ ایک چھوٹا سا ضلع ہے۔ یہاں سے تین وزیر اور مشیر ہیں۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ وہاں کی انتظامیہ ہمیں نمائندے نہیں سمجھتی۔ وہ برملا کہتے ہیں کہ ہمیں تو آئی۔جے۔ آئی کا ایم۔این۔اے' ایم۔پی۔اے یا ان کے عزیز جو حکم دیں گے۔ ہم وہی کریں گے۔ یہ حقیقت ہے

کہ وہاں کے ایس۔پی صاحب نے مجھے خود کہا تھا کہ جناب' ہمارے پاس کوئی اختیارات نہیں ۔ ہمیں ایم۔این۔اے ' ایم۔پی۔اے یا مشیر صاحب جو کام کہیں گے ہم وہی کام کریں گے۔ یہاں تک کہ ' انھوں نے مجھے کہا تھا' ہمارے آئی۔جی کے پاس کوئی اختیار نہیں۔ وہی کریں گے جو نواز شریف صاحب کی طرف سے حکم آئے گا۔ یہاں تک کہ تھانوں میں نا اہل لوگوں کو ایس۔ایچ۔او لگایا گیا۔ ہم نے احتجاج کیا کہ جناب یہ اہل نہیں۔ انھوں نے کورس بھی پاس نہیں کیا۔ انھوں نے کہا کہ ہمارے اختیار میں نہیں۔ اوپر سے جو حکم آتا ہے۔ ہم وہی کریں گے۔ مجھے اس پر سخت افسوس ہے۔ میں اسی لیے اڑھائی تین ماہ سے ایس۔پی کے پاس گیا ہی نہیں کہ جب ہماری بات ہی نہیں سنی جائے گی تو ہم کیوں جائیں؛ اپنا وقت کیوں ضائع کریں؛ ہم عوام کو صحیح صورت حال بتا رہے ہیں اور وہاں پر جھوٹے پرچے دیے جا رہے ہیں۔ میرے پاس سینکڑوں مثالیں ہیں۔ لیکن میں چند ایک مثالیں پیش کروں گا جنہیں انھوں نے مانا بھی ہے۔

جناب والا! وہاں تھانہ رجھانہ میں ایک نوے سالہ بوڑھے شخص محمد علی ماشکی پر زنا آرڈیننس کا پرچہ ہوا جو کہ جھوٹا تھا اور جھوٹا پرچہ کرانے والوں نے خود اس کے ساتھ زیادتی کی ہے۔ اس عورت کا بھی بیان ہے اور دوسرے لوگوں کا بھی میرے پاس بیان ہے اور وہ بے چارہ بوڑھا تین ماہ تک جیلوں میں پڑا رہا۔ کسی نے اس کی داد فریاد نہیں سنی۔ آخر ہائی کورٹ سے اس کی ضمانت ہوئی ہے۔ جسٹس رفیق تارڑ صاحب نے' جو اب چیف جسٹس ہیں۔ آئی۔جی صاحب کو لکھا کہ اس کیس میں بہت زیادتی ہوئی ہے۔ اس کے ساتھ انصاف کیا جائے اور اس کی دوبارہ تفتیش کی جائے۔

جناب والا! اسی طرح تھانہ چڈیانہ میں رحمت اللہ وغیرہ پر 307 کا جھوٹا مقدمہ بنا۔ جس کا کوئی وجود ہی نہ تھا۔ وہ ایک ایم۔این۔اے کے کہنے پر کیا گیا۔ وہاں ان کی ضمانتیں کینسل ہوئیں۔ ان کے مال مویشی پولیس پکڑ کر لے گئی۔ بالکل جھوٹے مقدمے پر۔ اسی طرح امجد الطاف بخاری' جو کہ پیر محل کے علاقے کے ہیں اور پیپلز پارٹی کمالیہ کے سینیئر نائب صدر ہیں' ان کا میاں نواز شریف صاحب سے کوئی لین دین کا معاملہ تھا جو کہ اتفاق فاؤنڈری تھا۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ کی پولیس کو یہاں بات چیت کے لیے بلایا گیا اور گرفتار کروا دیا گیا۔ آٹھ مقدموں میں ' سات چوری کے اور ایک ڈکیتی کے مقدمے میں ان کی ضمنی دی گئی اور انھیں گرفتار کیا گیا۔ پھر ان کا معاملہ طے کرا کے ان کی جان چھوٹی۔

جناب والا! وہاں پر بے شمار موٹر سائیکل چوری ہوتے ہیں۔ کاریں چوری ہوتی ہیں۔ لیکن آج

تک کوئی ملزم نہیں پکڑا گیا۔ کیونکہ پولیس اور انتظامیہ کے پاس اتنا وقت ہی نہیں کہ وہ ملزموں کو پکڑنے کی کوشش کریں۔ ان کی ڈیوٹی لگائی جاتی ہے اور اب وہاں پر ضلع کونسل کی گیم چل رہی ہے۔ میاں نواز شریف صاحب وہاں گئے اور انھوں نے حکم دیا کہ یہاں پر چیئرمین ضلع کونسل کو بدل دیا جائے اور مشیر صاحب کو چیئرمین ضلع کونسل بنا دیا جائے۔ اس کے لیے انھوں نے وہاں پولیس ایکشن کیا۔ ہمارے ضلع کونسل کے ممبران کو زبردستی گرفتار کیا۔ کسی کا بھٹہ بند کر دیا۔ اس کو سیل کر دیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ انتظامیہ اور پولیس کا یہ کام نہیں کہ لوگوں کے کاروبار بند کرے۔ چودھری عبدالغنی نورپوری کی کپڑے کی دکان پر پولیس نے تین گاڑیاں لے کر چھاپہ مارا۔ مجسٹریٹ بھی ساتھ تھا۔ اس کا کپڑا اٹھا کر لے گئے اور اس کو وہاں سے زبردستی اٹھا کر لے گئے۔

جناب والا! وہاں پر اس طرح کے بے شمار واقعات ہیں اور پولیس کی ڈیوٹی لگی ہوئی ہے کہ فلاں ممبر کو اٹھا لو اور فلاں کو اٹھا لو۔ میں سمجھتا ہوں کہ جب ان کی ایسی ڈیوٹی لگائی جائے گی تو ان کی توجہ اصل کام سے ہٹ جائے گی۔ اس طرح جرائم ختم نہیں ہوں گے۔ خدارا! ہماری یہ گزارش ہے کہ پولیس اور انتظامیہ کو امن عامہ کے کام پر مامور کریں۔ ان کے ذریعے سیاسی مداخلت بند ہونی چاہیے۔ ان کا بھی اتنا قصور نہیں۔ جب ہم سیاسی لوگ ان پر دباؤ ڈالتے ہیں کہ فلاں آدمی پر جھوٹا مقدمہ بناؤ۔ اگر وہ جھوٹا مقدمہ نہیں بنائے گا تو اس کی چھٹی ہو جائے گی۔ ہم نے دیکھا ہے اور میں بڑی ذمہ داری سے کہتا ہوں کہ وہاں کے ایس۔ایچ۔او نے میرے والد صاحب کو بوتل پلا دی۔ بازار میں کہیں مل گئے تھے۔ اسے شام کو فوراً تبدیل کر دیا گیا او اسے بتایا گیا کہ چونکہ آپ ایم۔پی۔اے کے والد کو وہاں بوتل پلا رہے تھے جو کہ آپ نے زیادتی کی ہے' اس لیے آپ کو ٹرانسفر کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ ایک ایس۔ایچ۔او نے جھوٹا مقدمہ درج کرنے سے انکار کر دیا۔ کہ جناب میں موقع پر گیا ہوں۔ کوئی واقعہ ہی نہیں ہوا۔ کوئی بات ہی نہیں۔ اس کو وہاں سے چنیوٹ ٹرانسفر کر دیا گیا۔ صرف اسی جرم پر کہ آپ جھوٹا مقدمہ درج کیوں نہیں کرتے۔ ایسے بے شمار مقدمات ہیں۔ ہم ڈی۔آئی۔جی صاحب اور آئی۔جی صاحب کے نوٹس میں بھی یہ باتیں لائے تھے۔ لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ ہمیں انصاف نہیں مل رہا۔ یہ آخری فورم پنجاب اسمبلی کا ہے۔ ہم صبر کر رہے ہیں اور ہم یہ توقع رکھتے ہیں کہ ہمارے ساتھ انصاف ہو گا۔ وہاں زیادتیاں ہو رہی ہیں' ضلع کونسل میں زیادتیاں ہو رہی ہیں۔ وہ ممبران ہیں۔ (وقت ختم ہونے کی گھنٹی) ابھی تو تین چار منٹ باقی ہیں۔ ہم نے تو سال میں دو یا تین دفعہ ہی بولنا ہوتا ہے۔

محترمہ چیئرپرسن : بہت سے لوگ ابھی باقی ہیں۔ آپ گھڑی پر بھی نظر رکھیے۔

چودھری محمد اشفاق : مہربانی فرما کر چند منٹ اور دے دیں۔

جناب والا ! یہاں پر کھاد کی بات کی جا رہی ہے۔ میں ذمہ داری سے کہتا ہوں کہ میں نے وہاں ڈی۔سی صاحب سے جا کر کہا کہ تین تین ہزار بوری گوداموں میں پڑی ہے۔ آپ چھاپے کیوں نہیں مارتے؟ آپ کی یہ ذمہ داری ہے۔ اگر مہنگائی ہے' کھاد بلیک بکتی ہے' آپ پکڑیں۔ میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہاں کے مجسٹریٹ نے ایک ڈیلر کو پکڑا۔ ایم۔این۔اے ہوسٹل سے حکم آیا کہ اسے لے کر میرے پاس آ جاؤ اور وہاں جا کر اس کو چھوڑ دیا۔ سارے شہر کے سامنے اس کو پکڑا۔ جب وہ ایم۔این۔اے ہوسٹل میں گئے تو انھوں نے کہا کہ یہ تو ہمارا آدمی ہے' اس کو آپ نے کیوں پکڑا؟ انھوں نے کہا کہ جی' ٹھیک ہے۔ اگر آپ کا آدمی ہے تو چھوڑ دیتے ہیں۔ یہ جرائم اور بد دیانتی کیسے ختم ہو گی اگر آپ ختم نہیں کریں گے؟ حکومتی پارٹی کا فرض ہے کہ وہ بد دیانتوں کو' چوروں کو اور ڈاکوؤں' لٹیروں کو پکڑیں۔ وزیر اعلیٰ صاحب وہاں گئے۔ وہاں کافی مقدموں میں وہ مفرور ہے۔ وہ وزیر اعلیٰ صاحب سے بھی ملا۔ یہ کتنی زیادتی کی بات ہے؟ وہاں کلاشنکوفیں سرعام لیے پھرتے ہیں۔ کیا یہ پولیس کا فرض نہیں کہ وہ ناجائز کلاشنکوفوں کو پکڑے؟ لیکن بدقسمتی ہے کہ وہاں کے اے۔ایس۔پی کے گھر کے سامنے سے ایک شخص کو اغواء کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ جب وہ پرچہ دیتا ہے تو کہتے ہیں کہ آپ نے پرچہ کیوں دیا؟ سیاسی مداخلت اتنی بڑھ چکی ہے کہ امن عامہ قائم نہیں ہو سکتا۔ یہ تو ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب کا فرض ہے کہ اپنے مشیروں اور وزیروں کو روکیں کہ زیادتی نہ کریں اور پولیس کو استعمال نہ کیا جائے۔ وزیر اعلیٰ خود تو یہاں آتے ہی نہیں۔ انھوں نے ہم سے وعدہ بھی کیا تھا کہ میں اجلاس میں آیا کروں گا۔ لیکن شاید وہ بہت مصروف ہیں۔ میں توقع رکھتا ہوں کہ اگر ان کی مصروفیات اتنی زیادہ بڑھ گئی ہیں تو وہ کسی اور شخص کو ادھر وزیر اعلیٰ نامزد کرا دیں۔

جناب سپیکر ! کپاس کی بات کی گئی ہے۔ اب کپاس -/330 روپے فروخت ہو رہی ہے۔ ہمارے کچھ دوستوں نے اعتراض کیا تھا کہ کپاس نہیں خرید رہے۔ یہ پیپلز پارٹی کی حکومت کا کارنامہ ہے کہ کپاس -/330 روپے بک رہی ہے۔ پہلے یہی -/200 روپے فروخت ہوتی تھی۔

جناب والا! اس کے علاوہ میں ایک چھوٹی سی گزارش کرنی چاہتا ہوں ۔ وہاں پیپلز پروگرام

کے سلسلے میں بے شمار گرفتاریاں ہوئی ہیں۔ ہمارے لوگوں کو پکڑا گیا اگر پیپلز پروگرام ملک دشمنی ہے اگر قانون کے خلاف ہے تو پھر ہم نہیں کرتے لیکن اگر ہم عوام کے نمائندے ہوتے ہوئے عوام کی خدمت کرنا چاہتے ہیں۔ لوگ ہم سے نالیاں مانگتے ہیں سولنگ مانگتے ہیں پانی کا بندوبست مانگتے ہیں۔ آپ دیتے نہیں ہیں اگر ہم دیتے ہیں تو ہمارے لوگوں کو وہاں مزدوروں کو، مستریوں کو disturb کیا جاتا ہے۔ وہاں ایک سکول کے ہیڈ ماسٹر نے ہم سے عرض کی اور وہاں کے D.E.O. نے ہم سے عرض کی کہ ہمارے سکول میں سولنگ لگا دی جائے وہاں ہم نے کام شروع کیا وہاں آدھا سولنگ لگانا تھا۔ وہاں پولیس پہنچ گئی پولیس کا ترقیاتی کاموں کو روکنے کا کام نہیں ہے۔ پولیس کا کام ترقیاتی کاموں میں ہاتھ بٹائے۔ پولیس میں جن لوگوں کو جس کام کے لیے بھرتی کیا گیا ان کی ڈیوٹی ہے کہ ان کو وہی کام کرنے دیں ۔ کم از کم آپ یہ نہ کریں کہ انہیں آپ سیاسی لوگوں کے پیچھے لگا دیں اور چور ڈاکو ہیروئن فروش کھلے عام پھریں۔

محترمہ چیئرپرسن ، بہت بہت شکریہ اشفاق صاحب۔ جناب عباس علی انصاری صاحب۔ آپ وقت کا ضرور خیال رکھیے ابھی بہت سے مقرر صاحبان باقی ہیں۔

جناب عباس علی انصاری ، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ جناب والا! میں چند باتیں عرض کروں گا کیونکہ مجھ سے پہلے بہت سے دوستوں نے اس مسئلے پر تفصیل سے بحث کی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے حزب اقتدار کی بنچوں پر بیٹھنے والے دوست بھی دل سے یہی سمجھتے ہیں کہ صوبے میں امن و امان کی حالت جتنی اب خراب ہے ماضی میں کوئی مثال پیش نہیں کی جا سکتی اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ صرف اس لیے ہے کہ اگر وہی لوگ جو امن و امان کے ذمہ دار ہیں ان ایجنسیوں کو اس بات پر مجبور کریں گے کہ وہ لوگوں کو انصاف نہ دیں اور ان سے ایسے غلط کام لیں گے جس سے امن امان میں خلل پیدا ہو تو لازمی بات ہے کہ وہ اپنی ذمہ داری کسی بھی صورت میں پورا نہیں کر سکتے۔ اگر مقامی انتظامیہ یہ پولیس جس کا کام لوگوں کو انصاف مہیا کرنا اور اس علاقہ میں امن امان کی صورت حال کو بہتر بنانا ہے۔ ان سے غلط قسم کا کام لیں گے سیاسی مداخلت کو دبانے کا کام لیں گے یا الیکشن میں ان سے دھاندلی کرائیں گے۔ ان کو غلط کام کرنے کی عادت ڈالیں گے۔ لازمی بات ہے کہ وہ عام دنوں میں بھی وہی رویہ اختیار کریں گے۔ میں اپنے شہر ملتان کے حوالے سے چند ایک باتیں عرض

کرنا چاہوں گا کہ وہاں آپ کسی بھی دن کا اخبار اٹھا کر دیکھ لیں بنک ڈکیتی' کاروں کی چوری اور بڑے بڑے جھگڑے روزمرہ کا معمول بن چکے ہیں۔ اسکی بنیادی وجہ یہ ہے کہ حکومت بعض لوگوں کی حوصلہ افزائی کرتی ہے اگر وہ غلط کام کرتے بھی ہیں۔ ان کو انتظامیہ کی طرف سے تحفظ مہیا کیا جاتاہے۔ اور بعض لوگوں کو ناکردہ گناہوں کی سزا دی جا سکتی ہے۔ ہمارے منسٹر ملک مختار اعوان صاحب کا کیس سب کی نظر میں ہے۔ کہ چوک میں دن دھاڑے دو آدمیوں نے دو آدمیوں کو قتل کیا لیکن حکومت نے اصل قاتلوں کو گرفتار کرنے کے اور اس سے بھی سیاسی فائدہ اٹھانا چاہا اور لوگوں کے خون سے بھی سیاسی مفاد حاصل کرنے کی کوشش کی۔ اور مختار اعوان' حبیب اللہ شاکر' خواجہ رضوان افتخار بھٹی اور پی۔ایس۔ایف کے دوستوں کو اس میں ناجائز طور پر ملوث کر دیا اور جو اصل ملزم ہیں وہ دندناتے پھرتے ہیں اور کوئی ان کو پوچھنے والا نہیں۔ اسی طرح پچھلے دنوں میں اپنے حلقہ میں چند آدمیوں نے کچھ لوگوں کو اس لیے روکا کہ وہ شراب پی کر غل غپاڑہ کر رہے تھے۔ کہ 20/25 آدمیوں نے رائفلوں سے مسلح ہو کر اہل محلہ پر حملہ کر دیا۔ بچوں کو زخمی کیا عورتوں کو زخمی کیا اور بوڑھوں کو زخمی کیا۔ مقامی پولیس نے پرچہ درج کیا تو ایک سابق ایم۔این۔اے کے کہنے پر ایس۔پی صاحب نے تھانے دار کو دھمکی دی کہ دوسرا پرچہ بھی کیا جائے اور اہل محلہ میں جو کہ چھوٹے چھوٹے بچے ہیں' بزرگ ہیں ان کے خلاف مقدمہ درج کرا دیا اورحکم دیا کہ پہلے پرچے کو ختم کیا جائے اس صورت میں جب انصاف مہیا نہیں ہو گا تو امن و امان کا سوچنا کسی طرح بھی مناسب ہے۔ میں جناب بڑی درد مندی سے عرض کروں گا کہ اس وقت ہمارے ملتان میں منشیات فروشی انتہا کو پہنچ چکی ہے پولیس کا کام ان کو روکنا ہے میں یہ دعویٰ سے کہتا ہوں پولیس ہی ان اڈوں کی سرپرستی کرتی ہے اور پولیس کی نگرانی میں منشیات فروخت ہوتی ہے۔ وہ ایجنسیاں کسی چیز کے تدارک کے ذمہ دار ہیں اگر وہی اس کی حوصلہ افزائی کرنا شروع کر دیں اور ان کی نگرانی میں کام شروع ہو جائے۔ تو میں نہیں سمجھتا کہ عوام کسی کے پاس انصاف کے لیے جائیں گے۔ ملتان میں میں اپنی دل کی گہرائیوں اور دکھ کو محسوس کرتے ہوئے یہ عرض کرتا ہوں کہ صوبائی وزیر قانون جو اس وقت یہاں تشریف فرما ہیں کہ اس مسئلے پر خدارا! خصوصی ہدایات جاری کریں۔ ملتان میں اس وقت تمام پولیس اور تمام صوبائی انتظامیہ جانتی ہے کہ وہ اڈے کہاں کہاں ہیں۔ عوام کو دکھانے کے لیے مہینے میں دو مہینے میں ایک آدھ آپریشن کیا جاتا ہے اور وہاں پولیس بٹھا دی جاتی۔ میں یہ دعویٰ سے

کہتا ہوں کہ جس وقت وہاں پولیس تعینات ہوتی ہے۔ ان دنوں میں بھی وہاں وہ کالا دھندا جاری رہتا ہے اور اس کے بعد وہ دھندا زوروں شوروں کے ساتھ شروع کر دیا جاتا ہے میں یہ اپیل کروں گا کہ اس مسئلے پر توجہ دی جائے اور صوبے میں مجموعی امن و امان کی طرف خصوصی توجہ دی جائے وہ اسی صورت میں ممکن ہو گا جب انتظامیہ حکومت کے اس حد تک زیر اثر نہ رہے کہ وہ ناجائز کام کرنے کے لیے مجبور ہوں ان سے ناجائز کام نہ کروائے جائیں اور جو ان کے فرائض میں شامل ہے وہ غیر جانب داری سے ان کو اس پر عمل در آمد کرنے کا موقع دیا جائے۔ شکریہ۔

محترمہ چیئرمین ، ملک امان اللہ صاحب۔

ملک امان اللہ ، جناب سپیکر! امن عامہ کی جو حالت صوبے میں ہے اس سے ہماری طرف بیٹھے ہوئے معزز ارکان اور حکومتی بنچوں پر بیٹھے ہوئے ارکان سے کوئی بات بات بھی پوشیدہ نہ ہے۔ اس بات کو سمجھتا ہوں کہ یہ ایک تسلیم شدہ حقیقت ہے۔ گیلریوں میں بیٹھ کر یہ دوست بھی ہمارے ساتھ بیٹھ کر ایسی باتیں کرتے ہیں اور تسلیم کرتے ہیں کہ امن عامہ کی حالت صوبے میں نہایت ناقص ہے نہایت خراب ہے میں تو کچھ اور سوچ رہا ہوں عوام کے ساتھ نالیوں سڑکوں راستے بازاروں میں جو کچھ ہو رہا ہے۔ ہمارے تو ارکان اسمبلی بھی محفوظ نہیں اور یہ چیز اسمبلیوں میں پہنچ چکی ہے اور اسمبلیوں کے بیشتر ارکان اس کا نشانہ بن رہے ہیں ۔ آخر کیوں؟ ہم نے ایک طویل جدوجہد کی ہے۔ ہم ان اسمبلیوں میں کسی کے مرہون منت ہو کر نہیں آئے۔ ہم ایک عرصہ گذار کر تقریباً گیارہ بارہ سال محنت مشقت کر کے ان اسمبلیوں میں پہنچے ہیں۔ میں ان باتوں کی طرف نہیں جاتا ہوں کہ ہمارے ساتھ اس دوران میں کیا کچھ ہوا اور کیا گیا صعوبتیں برداشت کیں ہوں۔ بات یہ ہے کہ ہم ایک process کو عبور کر کے یہاں پہنچے ہیں اور پھر وہی مارشل لاء ہم ایک فوجی کی وردی اور اس مارشل لاء سے لڑتے ہوئے یہاں پہنچے ہیں اور یہاں اب شریف زادوں کا مارشل لاء ہے اب ہمیں اس کا مقابلہ کرنا پڑ رہا ہے اس ملک میں اب بھی مارشل لاء کی سی حالت ہے اور اس کا شکار پنجاب کے عوام ہی نہیں ان کے نامزد کردہ ممبران بھی ہو رہے ہیں ۔ آخر وہ کون سی بات ہے کیا اس طرف بیٹھے ہوئے لوگ اتنے ہی جرائم پیشہ ہیں۔ کیا یہ لوگ قانون کی دھجیاں اڑاتے ہیں اور اس طرف بیٹھے ہوئے لوگ کیا عربی نسل ہیں کہ ان سے کوئی گناہ سر زد نہیں ہوتا۔ کیا یہ ریکارڈ میں کوئی چیز ثابت کر سکتے ہیں۔ اسی طرف

بیٹھی ہوئی اکثریت سے کسی فرد کے خلاف کوئی جھوٹا مقدمہ درج ہوا تو پھر اس طرف ایسے مقدمے کیوں درج ہو رہے ہیں اور میں تو یہ کہوں گا کسی دل جلے نے ان باتوں کو دیکھتے ہوئے پنجابی میں ایک شعر عرض کرنے کی اجازت چاہوں گا۔

واہ واہ سائیاں اسے تیریاں بے پروایاں
کتیاں نوں مٹھ گھاہ نہ ملے بلے کھان دودھ ملائیاں

جناب والا! ان پر اگر کوئی مقدمہ درج ہوا ہو گا۔ تو اس لیے ہوا ہو گا کہ وہ اس طرف کے آدمیوں کے ساتھ بیٹھ کر باتیں وغیرہ کرتا ہو گا۔ تو انہیں خدشہ ہوا کہ شاید ان بینچز میں نہ چلا جائے۔ یا کسی فارورڈ بلاک میں نہ چلا جائے تو پیش رفت کے طور پر ان کے خلاف کوئی پرچہ دے دیں۔ تاکہ دھمکی دی جا سکے۔ یہ لوگ بھی معزز لوگ ہیں۔ یہ ایک process سے گزر کر آئے ہیں۔ یہ دوسری بات ہے کہ آپ مانیں یا نہ مانیں۔ ان لوگوں کے آپ پر احسانات ہیں۔ انہوں نے ایک انتہائی تکلیف دہ مرحلہ گزارا ہے۔ کچھ لوگ تو یہاں پر مارشل لاء کی چھتریوں میں خواہ ان معزز ایوانوں میں پہنچے ہیں خواہ وہ مجلس شوریٰ ہو خواہ وہ 1985ء کا الیکشن ہو خواہ وہ ضیاء الحق کی فوجی حکومت ہو وہاں ان لوگوں کے سروں پر مارشل لاء کی چھتریاں تھیں جس میں آپ لوگوں نے پرورش پائی ہے لیکن ان لوگوں نے آپ کے سروں سے ان چھتریوں کا سایہ اتار دیا ہے اور آپ ایک آزاد رکن کی حیثیت سے یہاں پر تشریف فرما ہیں۔ یہ انہی لوگوں کی جدوجہد کا نتیجہ ہے اور پھر جب یہ ملک آزاد ہو چکا ہے۔ یہاں democracy بحال ہو چکی ہے پھر ان پر مارشل لاء کی کیفیت آپ لوگوں نے کیوں جاری کر رکھی ہے؟ اور میں یہ بھی کہتا اور محسوس کر رہا ہوں کہ کل کو جب ہم پھر اس اسمبلی کے اجلاس میں آئیں گے تو اس طرف بیٹھے ہوئے بیشتر ارکان کے خلاف اور بیسیوں پرچے درج ہوں گے اور وہ پرچے مارشل لاء کی ذہنیت رکھنے والے لوگوں کی طرف سے غلط مشورے دیے جانے کی پاداش میں ہوں گے۔ یہ پیپلز پروگرام جو جاری ہو رہا ہے اس پر حکومت پنجاب جو پلاننگ کر رہی ہے۔ جو دھندلی اور سینہ زوری کر رہی ہے تو ہم وہاں پر ان غریبوں کی حمایت میں ان کی گلیوں اور نالیوں کے گند نکالنے کے لیے ضرور سٹینڈ لیں گے اور یہ لوگ ہمارے خلاف پرچے کریں گے۔ محترمہ چیئرپرسن! مجھے یہ بات کہتے ہوئے شرم محسوس ہو رہی ہے کہ اب تو آپ کی پولیس بھی آپ سے تنگ ہے۔ پولیس والے باہر کہتے ہیں کہ ہم ان کے ناجائز فرمان کو مانتے مانتے ہمارا ضمیر ہمیں ملامت کرتا ہے ہم کیا کریں۔ ان کو

سمجھائیں یا کوئی انقلاب لائیں۔ بہتر ہے کہ اگر انہوں نے ان کرسیوں پر بیٹھنا ہے تو اپنی اصلاح کریں۔ ان انتقامی کارروائیوں سے باز رہیں۔ جمہوریت کو زندہ رہنے دیں۔ جمہوری اداروں کو پھلنے پھولنے دیں۔ پنجاب میں امن عامہ کی یا کوئی اور بات ہوتی ہے تو ہم مرکز پر حملہ کر دیں گے۔ آپ کس اسمبلی کے رکن ہیں؟ آپ صرف اور صرف پنجاب اسمبلی کے رکن ہیں ۔ پنجاب کی باتیں کریں۔ اگر ایک آدمی سندھ میں یا بلوچستان میں یا سرحد میں کوئی غلط کام کرتا ہے تو آپ دوسرے کنوئیں میں چھلانگ لگائیں گے۔ آپ اپنی اصلاح کریں اور ان کے لیے ایک نمونہ پیش کریں۔ تاکہ اگر ان میں بھی کوئی غلطی ہے تو وہ بھی اس کا تدارک کر کے اس کی اصلاح کریں۔ جناب والا! میں حلفاً اس بات کو آپ کے گوش گزار کرتا ہوں کہ یہ جو کھاد ماد کے چکر چلائیں ہیں یہ تو وہی ہیں جیسے اپنے پہلے یہاں پر چینی کے بارے میں چلاتے تھے ۔ پنجاب میں بہت ساری کھاد موجود ہے جو بلاک میں ہے اور جناب علی اکبر مظہر وینس صاحب نے اس کی نشاندہی کی ہے اور میں بھی اس کی حلفاً نشاندہی کرتا ہوں اور وہ کھاد سرمایہ داروں کے پاس موجود ہے۔ سرمایہ دار اس سے مفاد حاصل کرتے ہیں۔ دس بیس تیس روپے بلیک بیچ کر ایک مراعات یافتہ طبقہ جو پہلے ہی ہے وہی ان سے کوئی فائدہ اٹھاتا ہے اور بدنام بے چاری پیپلز پارٹی کو کر رہے ہیں۔ یہ غلط بات ہے۔ اگر نہیں تو میں آپ کو کھاد پکڑواتا ہوں۔ کھاد سٹوروں میں پڑی ہوئی ہے۔ ہزاروں ٹن کھاد پنجاب میں موجود ہے۔ لیکن آپ نے تو ان کو پالنا ہے۔ آپ ان کو کیوں پکڑیں گے۔ اگر پکڑنا ہے تو آئیں ہمارے ساتھ تعاون کریں۔ ہم آپ کو پکڑوا کر دیتے ہیں۔ شکریہ جناب سپیکر۔

محترمہ چیئرمین ، جی۔

جناب علی اکبر مظہر وینس ، پوائنٹ آف آرڈر ۔

محترمہ چیئرمین ، جی۔

جناب علی اکبر مظہر وینس ، جناب والا! مجھے افسوس ہے اور مجھے اپنے بھائی کی صرف ایک بات پر اتفاق نہیں۔ کیونکہ بدترین جمہوریت بھی بہترین مارشل لاء سے بہتر ہوتی ہے۔ مارشل لاء قطعاً بہتر نہیں اور نہ اب مارشل لاء ہے۔ اب جمہوریت ہے اور ہم اس ایوان میں کھڑے ہو کر کبھی بھی جمہوریت کی مخالفت نہیں کریں گے اور بے شک بدترین جمہوریت ہو اس کی مخالفت نہیں کریں گے اور بے شک

بہترین مارشل لاء ہو اس کی ہم تائید و حمایت کبھی نہیں کریں گے اور نہ اس کی تعریف کریں گے نہ اب مارشل لاء ہے نہ اللہ تعالیٰ لائے اور نہ ہم اس برے لفظ کو زبان پر لانا چاہتے ہیں اور نہ اس فلور پر کھڑے ہو کر اس کی وکالت کرنا چاہتے ہیں۔ نہ ہم یہ کہنا برداشت کرتے ہیں کہ ان کی جمہوریت سے وہ مارشل لاء بہتر تھا میں اس کی تردید کرتا ہوں اور آئندہ ایسی بات اس معزز ایوان میں اس فلور پر کھڑے ہو کر ہمیں نہیں کرنی چاہیے۔ شکریہ جناب والا!

محترمہ چیئرمین ، شکریہ وینس صاحب۔ جناب میاں محمد سرور کھوکھر صاحب !

میاں محمد سرور کھوکھر ، نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔

جناب سپیکر! ایوان کے اندر صوبے میں امن و امان کے مسئلے پر بحث ہو رہی ہے اور جب ایوان اس مسئلے پر بحث کر رہا تھا تو آپ دیکھیں کہ آج کے اخبار میں ہی ہے کہ شاہدرہ میں کل دو طالب علم قتل ہو گئے ہیں۔ دو روز پہلے اوکاڑہ میں سابق دو ممبران اسمبلی پر قاتلانہ حملہ ہوا جس میں وہ زخمی ہوئے اور ان کے تین ساتھی نہایت بے دردی سے قتل کر دیے گئے اور ابھی تک قاتلین گرفتار نہیں ہوئے۔ اس سے پہلے پنجاب اسمبلی کا اجلاس ہو رہا تھا اور اسمبلی کی عمارت سے چند سو گز کے فاصلے پر ہمارے اس معزز ایوان کے ایک ساتھی کو نہایت بے دردی سے قتل کر دیا گیا۔ کیا ان واقعات سے یہ چیز ثابت نہیں ہوتی کہ پنجاب میں امن و امان کی صورت حال انتہائی ابتر ہے۔ جناب والا! میں اب اس بات سے سو فی صدی متفق ہوں کہ امن و امان ہمیشہ اوپر سے آتا ہے۔ امن و امان کی ریت ہمیشہ اوپر سے آتی ہے اور اس صوبہ میں جو یہ امن و امان کی ابتر صورت حال ہوئی ہے اس کی تمام تر ذمہ داری اس صوبے کے حکمران ٹولے پر ہے۔ اس ملک کا اس صوبے کا حکمران طبقہ اپنی کرسی کی حفاظت کے لیے امن و امان کو تہہ بالا کر رہا ہے۔ وہ اپنی کرسی کی حفاظت کے لیے انتظامیہ کو ناجائز حکم دیتے ہیں۔ اس صوبے میں امن و امان کیسے رہ سکتا ہے جس میں صوبے کا وزیر اعلیٰ یہ کہے کہ ممبران قومی اسمبلی کے مکانوں کو منہدم کر دو۔ ان کے مکانوں کو بلڈوز کر دو۔ ممبران قومی اسمبلی کے فضلوں پر قبضہ کر لو۔ ممبران قومی اسمبلی کی آدمیوں کو ان کے حمائتیوں کو، ان کے ساتھیوں کو چاہے کوئی صورت ہو گرفتار کر لو۔ جناب والا! اس صوبے میں امن و امان کو تباہ کرنے کی تمام تر ذمہ داری اس ایک شخص پر عائد ہوتی ہے۔ جناب سپیکر! اب میں ایک بات اپنے ضلع کے بارے میں کرنا

چاہتا ہوں اور میں آپ کی وساطت سے اپنے پریس کے بھائیوں سے یہ استدعا کروں گا کہ وہ میری اس اہم بات کو ضرور ہائی لائٹ کریں اور میں اپنے وزراء بھائیوں سے بھی آپ کی وساطت سے یہ درخواست کروں گا کہ وہ میری اس بات کا ضرور نوٹس لیں۔ میرے ضلع میں یہ جو امن و امان کی صورت کی خرابی ہوئی ہے یہ صرف اس وجہ سے ہوئی ہے کہ حکمران خود قانون کے پابند نہیں۔ وہ جہاں ان کا دل کرتا ہے قانون کو اپنی مرضی کے مطابق توڑتے مڑوتے ہیں اور اب انہوں نے میرے ضلع میں گیارہ مقامات پر پی۔ٹی۔سی کلاسز جاری کی ہیں۔ اور وہاں پر انہوں نے قانون میں لچک پیدا کر کے' قانون کو اپنی منشا کے مطابق چلا کر وہاں پر مڈل پاس لوگوں کو پی۔ٹی۔سی میں داخلہ دے رہے ہیں۔ جبکہ قانون یہ ہے صوبے میں روایت یہ ہے کہ میٹرک پاس لوگوں کو پی۔ٹی۔سی میں داخلہ ملتا ہے وہاں پر مڈل پاس لوگوں کو داخلہ دیا جا رہا ہے اور اسی طرح یہی حکمرانوں کا رویہ ہے یہی حکمرانوں کی ذہنیت ہے کہ جب ان کا دل کرتا ہے وہ قانون کو اپنی مرضی اور منشا کے مطابق توڑتے مروڑتے ہیں اور اسی سے اس ملک میں اس صوبے کا امن و امان تہہ بالا ہوا ہے۔ جناب والا! جس دنیا کے تمام متمدن ممالک میں جتنے قوانین ہیں ان کی بنیاد صرف یہ ایک قانون ہے۔ ان کی بنیاد صرف اس قانون پر ہے وہ قانون یہ ہے کہ .betterment of the people is supreme law لوگوں کو فلاح و بہبود ہی سب سے بڑا قانون ہے۔ جناب والا! گذشتہ ایک سال کے عرصہ میں پنجاب حکومت نے ہمیں لوگوں کی فلاح و بہبود کے لیے کچھ نہیں دیا اور جب ہمیں مرکز سے کچھ پیسے ملے ہیں اور ہم نے لوگوں کے تعاون سے اپنی مدد آپ کے تحت لوگوں کو فلاح و بہبود کے کام کرنے کے لیے پیپلز پروگرام کا سہارا لیا ہے ہم نے لوگوں کو ہسپتال دینے کے لیے۔ ان کی گلیاں پکی کرنے کے لیے۔ ان کی نالیاں پکی کرنے کے لیے اور ان کو سڑکیں دینے کے لیے پیپلز پروگرام شروع کیا ہے تو اس پنجاب حکومت نے اپنی انتظامیہ کو غلط احکامات کے ذریعے کہا ہے کہ اس قانون کو بھی توڑا جائے کہ .betterment of the people is supreme law وہ اس قانون شکنی کے مرتکب ہو رہے ہیں اس ارفع و اعلیٰ قانون کو توڑ رہے ہیں کہ عوام کی فلاح و بہبود کے لیے کچھ نہ کیا جائے۔ جناب والا! یہ تمام تر ذمہ داری اس ذہنیت پر عائد ہوتی ہے۔ جو کہ پنجاب میں پنپ رہی ہے جو کہ اپنے اقتدار کو دوام بخشنے کے لیے سب کچھ کر رہی ہے۔ یہاں پر ہمارے ایک معزز رکن نے فرمایا ہے کہ پنجاب کے لوگوں کو یہ کہا جاتا ہے کہ پنجاب کے لوگ علیحدگی پسند ہیں پنجاب کے لوگ علیحدگی چاہتے ہیں وہ پاکستان

کے ساتھ نہیں ہیں اور وہ پاکستان کے ساتھ نہیں رہنا چاہتے۔ جناب والا! اس ایوان میں کوئی بھی ایسا آدمی نہیں جو یہ کہتا ہو کہ پنجاب کے لوگ پاکستان سے علیحدگی چاہتے ہیں تو جناب والا! ہم صرف یہ کہتے ہیں کہ پنجاب میں ایک ٹولہ ایسا پیدا ہو گیا ہے جو کہ غیر سیاسی حالات کی پیداوار ہے جو غیر سیاسی سوچ کی پیداوار ہے اور جس نے غیر سیاسی عمل سے جنم لیا ہے اور وہ ٹولہ پنجاب میں شاہ ازم کا شعور پیدا کر رہا ہے جناب والا! میں ان سے یہ التجا کروں گا کہ اس ٹولے کے رہنماؤں سے اور اس ٹولے کے افراد سے' ان ساتھیوں سے یہ اپیل کروں گا کہ جناب جب ہم پنجاب کی بات کرتے ہیں جب ہم پنجاب میں امن و امان کی بات کرتے ہیں' جب ہم پنجاب میں مہنگائی کی بات کرتے ہیں' جب ہم پنجاب میں لوگوں کی عزت و آبرو کی حفاظت کی بات کرتے ہیں تو جناب وہ کہتے ہیں کہ دیکھیں کہ سندھ میں کیا ہو رہا ہے؟ جناب والا! اگر سندھ میں امن و امان کی حالت اچھی نہیں تو ہم اس کی بھی مذمت کرتے ہیں اور وہ اس کا جواز نہیں ہوسکتی کہ پنجاب میں بھی امن و امان کی حالت سندھ جیسی کر دی جائے۔ جناب والا! یہ کبھی بھی اس کا جواز نہیں بن سکتا کہ سندھ کی حالت پنجاب میں امن و امان کا جواز بنے۔

دوسرے جناب والا! میں خاص طور پر پنجاب کے حکم رانوں سے یہ درخواست کروں گا کہ وہ خود اپنے آپ کو قانون کا پابند کریں وہ اپنے آپ کو خود بھی قانون کے تابع کریں۔ صوبے میں امن و امان کی صورت اسی وقت بہتر ہوسکتی ہے کہ جب حکم ران خود اپنے آپ کو قانون کا پابند کریں گے حکم ران اپنی مرضی کے مطابق قانون کی تعمیلیں نہ کریں حکم رانوں نے اپنی کرسی قائم رکھنے کے لیے رولز میں relaxation کر کے نااہل لوگوں کو ملازمتیں دی ہیں اس طرح سے صوبے کے انتظامی ڈھانچے کو تہس نہس کیا ہے اور اس انتظامی ڈھانچے کے تہس نہس ہونے کی وجہ سے صوبے کے امن و امان کی صورت حال ابتر ہوئی ہے۔ شکریہ۔

محترمہ چیئرمین ، اب ہمارے پاس وقت بہت کم ہے اور مقرر حضرات اور خواتین سے یہ عرض ہے کہ اگر وہ پانچ پانچ منٹ میں اپنی بات ختم کر لیں تو پھر وزیر قانون صاحب نے جواب دینا ہے ۔ میں اپنی اس درخواست کے ساتھ میں بیگم عنیزہ مدوٹ صاحبہ کی خدمت میں عرض کروں گی کہ وہ اپنے خیالات کا اظہار کریں۔

بیگم عفیفہ ممدوٹ ، محترمہ چیئرپرسن صاحبہ! میں آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا ہے کہ میں کچھ اظہار خیال کروں۔ میں اپنے حزب اختلاف کے بھائیوں کے شکایات سن سن کر حیران بھی ہوتی ہوں اور یہ بھی سوچتی ہوں کہ وہ جنتی ہماری پنجاب حکومت پر تنقید کرتے ہیں کاش وہ ذرا اپنے گریبان میں بھی جھانک کر دیکھیں کہ ان کے لیڈران بھی کیا کیا کوتاہیاں کر رہے ہیں اور ان کی وجوہات بھی کیا ہیں۔ اب میں وفاقی وزیر واپڈا سردار فاروق خان لغاری جو ہمارے عزیز بھی ہیں کی مثال دے رہی ہوں۔ یہ ہمارے ڈیرہ غازی خان کے علاقے سے تعلق رکھتے ہیں چونکہ میں بھی وہاں سے تعلق رکھتی ہوں میں حال ہی میں دورے پر گئی وہاں کے لوگوں نے مجھے وہاں کے حالات بتائے اخباروں میں بھی ہم نے پڑھا تھا کہ جب سردار صاحب اپنے ہیلی کاپٹر کے ذریعے کوٹ مندو دورے پر گئے انہوں نے وہاں اپنے قبائلی لوگوں کو بلا کر اتنی پرجوش تقریریں سنائیں اور ان کو اکسایا کہ قبائلی علاقہ جات بغل چور میں جو کانیں ہیں وہاں آپ لوگ جا کر احتجاج کریں اور ڈیرہ غازی خان میں ایٹمی توانائی کا سنٹر جو ڈیرہ غازی خان میں ہے وہاں آپ لوگ جا کر احتجاج کریں چنانچہ انہوں نے وہاں جا کر احتجاج کیا ان کے پاس کلاشنکوف تھیں لہٰذا انہوں نے وہاں فائرنگ کی اور وہاں پر جو سب سے زیادہ سائنسدان تھے ان پر انتہائی ظلم وستم کیا اور ہلاک کیا ایک چوبیس سالہ ڈرائیور جس کی نئی شادی ہوئی تھی اسے بھی قتل کیا گیا۔ تو جناب والا! اب آپ ہمیں بتائیں کہ یورنیم کے مائنز جو ہم سب لوگوں کے لیے قومی نقطہ نظر سے اہمیت رکھتے ہیں۔ یہ سارے پاکستان میں واحد یورنیم کا مائن ہے جہاں پر ایٹمی توانائی کا ایک بہترین سنٹر بنا ہوا ہے وہاں سارے سائنسدان جا کر یورنیم کے مائنز کو بنا رہے ہیں اور دس سال سے یہ کام کر رہے ہیں اور جس پر اربوں روپے خرچ ہو رہے ہیں اس تمام کیے کرائے پر انہوں نے پانی پھیر دیا۔ جب سے وہ سائنسدان وہاں پر ہلاک کیا گیا اب وہاں پر کوئی جانے کو تیار نہیں کیونکہ وہ سمجھتے ہیں وہاں پر کوئی تحفظ نہیں اس لیے کہ وہ قبائلی علاقہ ہے اور وہ سرداری نظام ہے لہٰذا میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ اگر ہمارے وفاقی وزیر صاحب ملک کے ساتھ اتنے وفادار ہیں تو انہوں نے اس اہم چیز کی طرف آٹھ دن تک کوئی توجہ بھی دی کہ بھئی وہ ہمارا سائنسدان کیوں ہلاک ہوا اور وہ مائنز جس پر اربوں روپیہ خرچ ہو چکا ہے اور جہاں پر دس سال سے یورنیم نکل رہی ہے وہ اب بند پڑا ہے تمام مائنز کے اندر پانی بھر چکا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ مائنز اب بالکل بے کار ہو

چکے ہیں اور تمام کیے کرائے پر پانی پھر چکا ہے۔ تو اس چیز کی طرف تو وفاقی حکومت نے آٹھ دن تک کوئی آواز ہی نہیں اٹھائی نہ وہاں جا کر انہوں نے اس کے تدارک کی کوشش کی کہ سردار صاحب آپ نے ان لوگوں کو اکسایا کہ آپ کے قبیلے کے لغاری لوگوں نے کیوں ایسی حرکت کی ان سے تو پرسش ہوئی ہی نہیں اور پنجاب حکومت کی تنقید تو ختم ہونے کو ہی نہیں آتی اس لیے میں سمجھتی ہوں کہ چونکہ یہ بہت ہی بڑا قومی نقصان ہے جو کہ ہمارے ایٹمی توانائی کی processing کے لیے بھی کارآمد ہے اور یہ ہماری سب سے قیمتی ایک مائن ہے اس پر کوئی توجہ نہیں انہیں زیادہ توجہ دینے کی ضرورت محسوس ہوتی اور وہاں کیوں نہیں انہوں نے کوئی ایکشن لیا اس مائنز کو بچانے کی انہوں نے کوشش تک ہی نہیں کی اس پس ماندہ علاقے کے دس ہزار غریب مزدور بھی بے کار ہو چکے ہیں اس لیے کہ وہ تمام کانیں بند ہو چکی ہیں اور ایٹمی توانائی مرکز بھی اب وہاں بے کار ہے اور وہاں کا عملہ بھی بے کار بیٹھا ہے۔ اب سنٹر بھی ممکن ہے کہ بند ہو جائے اس وجہ سے لوگوں کو بہت تشویش ہے لہٰذا میں یہ بتانا چاہتی ہوں کہ ہمارے قبائلی علاقہ جات میں جو بارڈر پولیس فوج بنی ہوئی ہے یہ بالکل بے کار ثابت ہو چکی ہے یہ پولیس انگریزوں کے وقت صرف سرداروں کے تحفظ کے لیے بنائی گئی تھی۔ سردار صرف چناؤ کے لوگ ہیں جو کبھی بھی امن عامہ کی صورت میں کام نہیں آئے اور نہ ہی آئیں گے بلکہ ہر حکومت کے خلاف وہاں کے سرداروں کے اکسانے پر یہ غلط کام کرتے ہیں آپ نے ڈھوڈک آئل فیلڈ کے بارے میں بھی آپ نے سنا ہو گا پچھلے دنوں اخباروں میں آیا تھا کہ وہاں بھی انہوں نے روڈز بلاک کیں۔ وہاں یہ آئل فیلڈ پر جا کر لوگوں کو پریشان کرتے ہیں اور جو بھی ہمارے ملک کی National Mineral Wealth ہے اگر اس چیز پر یہ رکاوٹیں پیدا کرنے کے لیے آمادہ ہوتے ہیں تو پھر آپ بتائیں کہ یہ سرداری نظام یا یہ ان کے لیڈران ملک سے کیا وفاداری کا ثبوت دیتے ہیں اس لیے میں سمجھتی ہوں کہ ڈیرہ غازی خان کے علاقہ کو settled area قرار دیا جائے۔ قبائلی علاقہ کو بھی settled area بنایا جائے جہاں ہماری پنجاب پولیس اور گورنمنٹ کے قوانین باقاعدگی کے ساتھ کارآمد ہو سکیں اور امن و امان کی صورت حال کو کنٹرول میں رکھ سکیں جو کہ بی۔ ایم۔پی سے ہرگز نہیں ہو سکی اور نہ آئندہ کے لیے بھی ہو سکے گی کیونکہ یہ ان لوگوں کے پروردہ ہیں جو کہ اس علاقے کے سردار ہیں لہٰذا میں بار بار آپ کو یہی بتانا چاہتی ہوں کہ ہمارا ڈیرہ غازی خان اتنا strategic علاقہ ہے کہ وہ بلوچستان، رکنی اور بھوانہ سے بھی لگتا ہے اور ایک طرف سے ڈیرہ اسماعیل

خان فرنٹیئر سے بھی وہ علاقہ لگتا ہے دوسرا یہ دریائے سندھ کے ساتھ بھی لگتا ہے اور پنجاب کا یہ آخری حصہ ہے اگر یہاں امن و امان کی صورت حال کنٹرول میں نہیں رہے گی تو میں سمجھتی ہوں کہ یہ یہاں پر ایک بہت ہی خطرناک منصوبہ بنا سکتے ہیں جس کی وجہ سے میں ابھی حکومت کی توجہ اس طرف دلانا چاہتی ہوں کیونکہ وہاں پر کسی کی عزت محفوظ نہیں ہمارے اس قبائلی علاقے کے جو بھی criminals دندناتے پھرتے ہیں۔ دن اور رات کو وہ ڈیرہ غازی خان کے میدانی علاقوں میں چوریاں کرتے ہیں ڈاکے ڈالتے ہیں' اغوا کرتے ہیں اور انہوں نے لوگوں کو پریشان کر رکھا ہے۔ الیکشن کے بعد ایک مرتبہ ڈیرہ غازی خان' ماڈل ٹاؤن انہوں نے میرے گھر کا بھی صفایا کر دیا تھا مگر وہ آج تک پکڑے نہیں گئے اس لیے کہ جب بھی پولیس ان لوگوں کا پیچھا کرتی ہے تو وہ وہاں سے ٹرائیل ایریا میں چلے جاتے ہیں اور وہاں وہ ہمارے پنجاب اور پاکستان کے قانون کی گرفت میں نہیں آ سکتے اس لیے کہ ان کے قبائلی قوانین بھی مختلف ہیں اور ان کی تمام بی۔ایم۔پی فورس بھی الگ ہے تو ایک پی۔اے جو وہاں بی۔ایم۔پی کا انچارج ہوتا ہے وہ بھی وہاں فورٹ منرو میں رہنا گوارہ نہیں کرتا اور وہ قبائلی علاقہ جات میں دورے کرتے ہیں پھر واپس ڈیرہ غازی خان آ جاتے ہیں تو اگر ایک ہی واحد افسر نے بھی ڈیرہ غازی خان ہی رہنا ہے تو پھر ڈی۔آئی۔جی پولیس کیوں نہ وہیں ان لوگوں پر کنٹرول رکھے اور وہ settled areas کیوں نہ کہلائے سب سے بہتر یہی ہو گا کہ قبائلی علاقہ کی بی۔ایم۔پی پوسٹ کو تمام settled area میں ہماری پنجاب حکومت کی نگرانی میں لے آیا جائے۔ ہم لوگ جو اس وقت بڑی پریشانی میں مبتلا ہیں اور وہاں کے تمام علاقے میں جو خوف و ہراس پھیلا ہوا ہے وہ اس وجہ سے ہے کہ قبائلی علاقہ کے Bloach tribes دندناتے پھرتے ہیں اور محترمہ بے نظیر کی مہربانی سے جو قاتل تھے وہ چھوٹ گئے۔ جو جرائم پیشہ لوگ ہیں وہ بھی چھوٹ گئے تو انہوں نے تو پاکستان کے لیے یا پیپلز پارٹی کے لیے کبھی کوئی قربانی نہیں دی تھی کہ ہم کہیں کہ چلو وہ بھی ہیروز بن گئے ہیں وہ تو جرائم پیشہ ہیں اور وہ ہمیشہ سے ایسا کرتے چلے آ رہے ہیں۔ لہٰذا وہاں کے لوگوں کو تو ان سے نجات ملنی چاہیے بجائے اس کے کہ وہ قاتل بھی دندناتے پھر رہے ہیں اور قبائلی علاقہ جات میں جا کر وہ چھپ جاتے ہیں اور قانون سے وہ اپنے آپ کو بچا لیتے ہیں لہٰذا اگر پاکستان آزاد اسلامی مملکت کی حیثیت سے وجود میں آیا ہے اور اب انگریزوں کا زمانہ تو نہیں رہا کہ ہم ان سرداروں کو اپنی پی۔ایم۔پی فورس کا تحفظ دیں تاکہ وہ اپنے غریب عوام کو اور میدانی لوگوں کو

پریشان رکھیں ۔ ان کی عزتیں محفوظ نہیں۔ عورتیں بک رہی ہیں۔ بچیاں بک رہی ہیں اور وہاں سے اغوا کر کے وہ قبائلی علاقے میں لے جاتے ہیں۔ کبھی بلوچستان لے جاتے ہیں اور وہ فروخت ہو رہی ہیں۔ تجارت ہو رہی ہے۔

محترمہ چیئرپرسن : شکریہ بیگم صاحبہ۔ خواجہ محمد یوسف صاحب۔

خواجہ محمد یوسف : شکریہ۔ چیئرپرسن صاحبہ۔ آپ نے آخر چار' پانچ' دس اور پندرہ دن کے بعد ہمیں بھی یاد کر لیا ہے اور موقع مل گیا ہے اب یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ ہاؤس in order نہیں کیونکہ اپنے ہی سر پر آنے لگی بہرحال جو بھی فیصلہ ہوا اس کے مطابق عرض کرتا ہوں۔ اس معزز ہاؤس میں پچھلے کوئی دو تین ہفتوں سے بھرپور تقریریں ہوئی ہیں بہت کچھ سنا ہے۔ قتل و غارت کے قصے سنے ہیں۔ ڈکیتیوں کے سنے ہیں۔ چوریوں کے سنے ہیں لیکن ایک چیز ضرور سامنے آئی ہے کہ کسی بھی آئی۔ جے۔ آئی کے ممبر نے ٹریژری بنچز سے یہ نہیں کہا کہ انصاف نہیں مل رہا اور ہم غیرمطمئن ہیں یا امن و امان کی صورت حال خراب ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ وہ بالکل مطمئن ہیں اور اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ ان کو کوئی تکلیف نہیں ہو رہی اور جتنی بھی تکالیف ہو رہی ہیں پنجاب کے ان غریب عوام کو ہو رہی ہیں جن کا تعلق آئی۔جے۔آئی سے نہیں ہے تو ایسا ظاہر ہوا کہ یہ سارے کا سارا معاملہ ایک سوچے سمجھے طریقے کے مطابق چل رہا ہے۔ میں نے ابھی ابھی اپنی بہن محترمہ حنیفہ مدوٹ صاحبہ کو سنا تو زیادہ واقفیت تو نہیں تھی تو نام کے واسطے سے میں نے سمجھا کہ یہ بھی کوئی پنجاب کی بات کریں گی جہاں پر ہم رہتے ہیں مگر افسوس ہے کہ انہوں نے تان شروع سے ہی مرکز سے شروع کی اور ہمیں جناب فاروق لغاری صاحب کا قصہ سنایا۔ اس معزز ایوان میں دو چار دفعہ پہلے بھی یہ عرض گزاشت کی جا چکی ہے کہ ہم پنجابی ہیں۔ پنجاب کے صوبائی ممبران ہیں اور پنجاب کے عوام نے ہمیں منتخب کر کے اپنے حقوق کی حفاظت کے لیے اپنی ترجمانی کے لیے یہاں پر بھیجا ہے اور ہمارا فرض ہے' ہمارا یہ ایمان ہے کہ ہم ان کی بھلائی کے لیے کچھ سوچیں' ان کی بھلائی کے لیے کچھ کام کریں۔ ان کے لیے کچھ بہتری سوچیں نہ کہ کبھی ہم سندھ کی بات کریں۔ کبھی ہم بلوچستان کا قصہ چھیڑیں اور کبھی ہم سرحد میں چلے جائیں۔ دراصل یہ ان کا قصور نہیں۔ میرے خیال میں یہ بات ہمارے قائد ایوان سے چلتی ہے۔

**** وہ بھی کچھ انوکھی قسم کے وزیر اعلیٰ ہیں پنجاب میں اور اس ملک میں انہوں نے اس طرف تو صفائی پلائی ہوئی ہے جو ہر وقت یہی کہتے رہتے ہیں "او صدقے تھیواں کدی آتے جایا کر" کیونکہ ان سے انہیں نوکریاں مل جاتی ہیں۔ ان سے فنڈز مل جاتے ہیں ان سے مراعات مل جاتی ہیں ان سے انہیں وہ اشیاء میسر آ جاتی ہیں جو حزب اختلاف سے میسر نہیں آسکتیں اور غریب پنجاب کے عوام سے کیا ملنا ہے۔ وہ تو بے چارے پہلے ہی صرف انصاف کا تقاضا کرتے ہیں کہ جناب جہاں ہمیں پھانسی دی جاتی ہے بھئی ہمارا تو وہاں قصور ہی کوئی نہیں۔ جہاں ہمیں قتل کیا جا رہا ہے ہم تو وہاں بالکل بے گناہ ہیں۔ جہاں ہمارے ساتھ مزید بے انصافیاں ہو رہی ہیں اس میں ہمارا تو کوئی جرم نہیں۔ پنجاب پولیس کو تم نے قبضے میں لیا ہوا ہے اور پنجاب پولیس کی معرفت تم نے پنجاب کو ایک پولیس سٹیٹ بنایا ہوا ہے۔ میں خود بہت ساری چیزوں کا شاہد ہوں کیونکہ میں خود غریب عوام کے درمیان پھرتا رہتا ہوں۔ ان کی باتیں سنتا رہتا ہوں۔ ان کے ساتھ جو واقعات ہوتے ہیں وہ میں سنتا رہتا اور دیکھتا رہتا ہوں۔ ابھی چند دن کی بات ہے کہ میں نے اپنے ایک دوست کے بھائی کے قتل کے متعلق سنا میں فوراً سول ہسپتال پہنچا اس کے بھائی کی لاش تو وہاں پڑی ہوئی تھی اس کا دوسرا بھائی اندر موت اور زندگی کی کشمکش میں پڑا ہوا تھا اور اس کے لیے دوائیاں بھی وہاں موجود نہیں تھیں وہ دوکانیں کھلوا کر دوائیاں لا رہے تھے اور جناب والا! اس کی تفتیش ہو رہی تھی انہوں نے موقعہ پر ملزم کو بمعہ اسلحہ پکڑوا دیا اس کے اسلحہ برآمد کروانے کے باوجود اسی رات جس وقت سول ہسپتال میں وہ لاش پڑی ہوئی تھی وہ تھانیدار صاحب کہتے ہیں کہ ملزم کو تو میں نے چھوڑ دیا میں نے اس ایس۔ایچ۔او صاحب کی خدمت میں عرض کی کہ جناب آپ کو اوپر سے حکم تو نہیں آ گیا کہ تم نے اس ملزم کو چھوڑ دیا ہے۔ کہتے ہیں نہیں نہیں کوئی بات نہیں ہم اس کو پھر پکڑ لیں گے لہٰذا راتوں رات انہوں نے اگلی صبح تک پھر اسے گرفتار کر لیا اور تفتیش کرتے رہے ضمنیاں بنتی رہیں۔ اسلحہ بھی برآمد ہوا لیکن وہاں کے ایک اعلیٰ افسر نے جو کہ ایک چھوٹی سی سٹیٹ سیالکوٹ تحصیل پسرور جسے کہتے ہیں وہ آج کل ایک سٹیٹ بن چکی ہے کیونکہ یہاں کے ہمارے ایک صوبائی اسمبلی کے ممبر صاحب جو اب وزارت میں شامل نہیں انہوں نے یہاں اپنی مرضی کے اے۔سی لگوائے ہوئے ہیں اور اپنی مرضی کے ڈی۔ایس۔پی لگوائے ہوئے ہیں ان اے۔سی صاحب کو سیالکوٹ پر ظلم کرتے ہوئے دس سال ہو گئے ہیں اور

**** (اصل متن پنجابی میں)

لوگوں پر غلط کیس بناتے ہوئے اس کے خلاف لوگوں نے رٹیں بھی کیں اور اس کے خلاف لوگوں نے بہت کچھ کیا لیکن جتنی دیر اس کی ترقی نہیں ہوئی اسے اتنی دیر وہیں رکھے رکھا۔ جس وقت اس کی ترقی کا وقت آیا فوری طور پر اسے تحصیل پسرور سے لیجایا گیا۔ وہاں ایک ڈی۔ایس۔پی صاحب نے ان کی بھی میرے خیال میں کبھی ریٹائر منٹ تو ہو گی۔ انہوں نے جب دیکھا کہ ساری تفتیش اب مکمل ہو گئی ہے وہ مجرم بن گئے ہیں تو انہوں نے وہاں سے فائل ہی نکال دی۔

محترمہ چیئر پرسن ، خواجہ صاحب مداخلت کی معذرت چاہتی ہوں۔ میرا خیال ہے کہ پہلے ہم تھوڑا سا وقت بڑھالیں؛ وزیر قانون اس بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

وزیر قانون ، جناب والا! مجھے تو اندازہ نہیں کہ کتنے سپیکر باقی ہیں اس اندازے سے آپ وقت بڑھا لیں۔

محترمہ چیئر پرسن ، یہاں پر تو ابھی کافی سپیکرز کے نام ہیں۔ لیکن یہ نہیں معلوم کہ وہ ایوان میں موجود ہیں یا نہیں۔ وزیر قانون آپ اپنی تقریر کے اندازے سے فرمائیں کہ کتنا وقت لیں گے تو پھر میں اسی حساب سے وقت بڑھاؤں گی۔

وزیر قانون ، فی الحال آپ آدھ گھنٹا اور بڑھالیں ۔

محترمہ چیئر پرسن ، وقت آدھا گھنٹا اور بڑھایا جاتا ہے۔ خواجہ صاحب اپنی بات جاری رکھیں۔

میجر (ریٹائرڈ) خواجہ محمد یوسف ، شکریہ ۔ میری گزارش یہ ہے کہ وہاں پر احتجاج کیا گیا اور ایس۔پی کے نوٹس میں یہ بات لائی گئی انہوں نے وہ فائل منگوائی اور فائل دوسرے ڈی۔ایس۔پی کے پاس گئی وہ شخصیتیں، وہ اثر پذیر لوگ وہاں پر بھی اثر پذیر ہوئے اور انہوں نے وہاں پر بھی وہ کاغذات جو ان ضمنیوں سے نکالے گئے تھے شہادتیں نکالی گئی تھیں، انہی کو سپورٹ کیا۔ جب ہم پولیس کی ایک اعلیٰ قیادت کے پاس پہنچے۔ اب تک وہ یہاں پر موجود تھے لیکن اب وہ چلے گئے ہیں انہوں نے مناسب نہیں سمجھا کہ وہ میری تقریر سن سکیں۔ میڈم! میں آپ کی خدمت میں ایک اعلیٰ بات پیش کرنے کی جسارت کروں گا کہ انہوں نے اس فائل کے ایک کونے پر یہ لکھ دیا کہ (پی۔پی۔پی) کیس۔ کتنے افسوس کی بات ہے کہ جب آدمی پنجاب کی ایک ایسی شخصیت کے پاس حاضر ہو کہ جناب یہ بے انصافی ہو رہی ہے۔ قتل ہوا ہے۔ موقع پر لوگ پکڑوائے گئے ہیں۔ پولیس کے حوالے کیے گئے ہیں اور

ان کے ساتھ ان کا اسلحہ بھی برآمد ہوا ہے اور آپ کے پولیس آفیسر فائل اڑا کر لے گئے ہیں۔ انہوں نے اس فائل سے ان گواہان کے بیان بھی نکال دیے ہیں۔ ایک دوسرے ڈی۔ایس۔پی کے پاس کیس گیا ہے وہاں پر بھی یہی ہوا ہے۔ آپ اس کیس کو کرائمز برانچ میں بھیج دیں۔ اس کی ایمان داری کافی مشہور ہے۔ لوگ ان سے مطمئن ہیں یا پھر لوگ کم از کم یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ تھوڑا بہت انصاف مہیا کریں گے۔ وہ فرمانے لگے کہ یہ تو آپ کا ایسے ہی خیال ہے وہاں پر تو دو دو سال سے کیس پڑے ہوئے ہیں۔

جناب والا! میری آپ کے توسط سے وزیر قانون سے یہ گزارش ہے کہ اگر آپ کے اس محکمے میں اتنے بھی لوگ نہیں ہیں کہ لوگوں کے قتل کے کیس بھی دو دو سال تک انصاف طلب کرتے ہیں تو آپ کیا لاہنسٹری کر رہے ہیں؟ میری گزارش یہ ہے کہ آپ جو اتنی پولیس بڑھا رہے ہیں۔ یہ جو آپ نے ان لوگوں کو اپنے جلسے میں شامل کرنے کے لیے رکھا ہوا ہے۔ آپ کے جلسوں کی رونق بڑھانے کے لیے موجود ہوتے ہیں۔ آپ نے جن لوگوں کو یہ سہولت دی ہے کہ ان کے بھائی بیٹے، بھتیجوں، اہلوں، نااہلوں کو سب انسپکٹر بھرتی کر لیا ہے۔ ان کی جگہ پر قانون جاننے والے ایمان دار لوگ اس اپنی منسٹری میں ایمان دار اور اہل لوگ بھرتی کریں تاکہ لوگوں کو انصاف جلد از جلد مل سکے۔ وہ انصاف جو جلد نہیں ملتا وہ نہ ملنے کے مترادف ہے۔ ایسے انصاف کا کوئی فائدہ نہیں!

جناب میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ہمارے سیالکوٹ کے ضلع میں بھی ہیروئن فروخت کرنے والے جو تھوک میں فروخت کرتے ہیں۔ ان کو سرپرستی حاصل ہے اس ہاؤس کے معزز ایوان کے کچھ اہل کاروں کی، کچھ معزز اراکین میں سے ایسے بھی ہیں جو ان کو support بھی کرتے ہیں۔ میں نے یہاں پر ایک قرار داد بھی پیش کی تھی کہ وہاں پر ہیروئن کو پانی میں ملا کر فروخت کیا جاتا ہے۔ گورنمنٹ پنجاب نے اس کا باقاعدہ لائسنس دیا ہوا ہے۔ اس لیے کہ یہ لوگوں کو پلائی جائے تاکہ لوگوں کی زندگیاں برباد ہوں اور ان کا خانہ خراب ہو۔ میں وہ یہاں پر بھی لاکر پیش کرنا چاہتا ہوں۔ میں وزیر قانون اور وزیر ایکسائز کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ اس دوائی کو دو دن پی کر دکھائیں جسے وہ کہتے ہیں کہ cough mixture ہے اور وہ سیالکوٹ میں فروخت کر رہے ہیں۔ دو دن خود پئیں یا اپنے بچوں کو پلائیں اگر وہ چھوڑ جائیں تو میں اس ایوان سے باہر چلا جاؤں گا۔ مجھے جو مرضی سزا دیں وہ ہیروئن کا پوڈر دوائی کی شکل میں فروخت کیا جا رہا ہے اور گورنمنٹ کی ایماء پر کیا جا

رہا ہے لوگ پیسے کھا رہے ہیں' رشوت لے رہے ہیں اور اس میں بہت سے لوگوں کا حصہ ہے۔

جناب والا! میں پولیس کو بدنام نہیں کرتا اور یہ نہیں کہتا کہ وہی سب کچھ کر رہے ہیں ان کو جب اوپر سے حکم ہی ایسا ملتا ہے تو وہ بے چارے کیا کریں۔ پولیس میں سب سے اچھا محکمہ ٹریفک پولیس کا گنا جاتا ہے۔ کیونکہ ان کی منتھلی خود با خود اکٹھی ہو جاتی ہے اور ان کے پاس پہنچ جاتی ہے وہ بٹ جاتی ہے اور پتا نہیں کدھر کدھر تک پہنچتی ہے یہ تو اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ اگر آپ یہ جاننا چاہتے ہیں کہ پنجاب پولیس ہمارے لیے کیا عدل و انصاف مہیا کر رہی ہے تو ان کی کوٹھیاں دیکھیں' ان کی مراعات دیکھیں' ان کی جائیدادیں دیکھیں۔ ان کے رہنے سہنے کا طریق کار دیکھیں۔ ان کی عیاشیاں دیکھیں پھر آپ کو پتا چلے گا کہ پنجاب کی پولیس بھکاری ہے۔ آپ ہی کی تقریر میں جناب چیئرپرسن میں نے سنا تھا کہ وہ بہت غریب لوگ ہیں ان کے لیے ہمیں کچھ کرنا چاہیے۔ ان کے لیے بیرکیں بنانی چاہئیں۔ انہیں مراعات بھی دینی چاہئیں۔ ان میں جو شرفاء ہیں ان کو ضرور یہ سب کچھ ملنا چاہیے۔ ان میں سے جو لوگ اپنے ایمان سے ڈیوٹیاں سر انجام دے رہے ہیں۔ عوام کی خدمت کر رہے ہیں ان کے لیے تو ضروری ہے کہ ان کو مراعات دی جائیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ جناب اگر اکثریت ایسی ہے کہ سڑک پر کھڑے ہوتے ہیں۔ شام تک دس بیس ہزار روپیہ جیب میں ہوتا ہے اور گھر چلے جاتے ہیں۔ ان کو بیرکیں بنا کر دینے کی کیا ضرورت ہے۔ ان کے لیے ایک ارب 76 کروڑ روپے کی اضافی رقم رکھنے کی کیا ضرورت ہے۔ جناب والا! پنجاب میں امن عامہ کی صورت حال جس طرح کی بھی ہے اس سے کوئی آدمی مطمئن نہیں۔ اس کا جواب یہ ہرگز ہرگز نہیں کہ مرکز میں کیا ہو رہا ہے۔ جناب صوبہ سندھ میں کیا ہو رہا ہے؟ اگر صوبہ سندھ میں ہو رہا ہے تو آپ اپنی کوئی اچھی چیز کر کے دکھائیں۔ آپ اپنی طرف سے کوئی اچھی مثال پیش کریں۔ ایک غلطی کا جواب دوسری غلطی سے دینا تو کوئی عقل مندی نہیں اور نہ ہی یہ اخلاق ہے۔ جناب بہت بہت شکریہ۔ آپ نے بڑی مہربانی کی اور میں آخر میں صرف اتنا ہی عرض کروں گا کہ آئی۔جے۔آئی میں ایسی بہت سے جماعتیں شامل ہیں۔ لیکن ہماری طرف صرف ایک جماعت ہے اور جو یہاں پر اپنے آپ کو قائد ایوان کہلاتے ہیں۔ جو اپنے آپ کو یہ کہتے ہیں کہ وہ پنجاب کے ذمہ دار ہیں۔ اعلیٰ عہدے پر فائز ہیں ان سے یہ پوچھا جائے کہ آپ کے ممبران کی تعداد اس ایوان میں کوئی 150 کے قریب ہو گی اور ہماری تقریباً 100 سمجھ لیں۔ اس طرح یہ نسبت دو اور تین کی ہو گی تو آج تک انہوں نے ہمارے لیے کیا بھلائی کی ہے۔ ہم

اگر اسمبلی چیمبرز میں گاڑی میں آ جائیں۔ کیونکہ ہم اتنے امیر نہیں کہ دو دو ڈرائیور رکھیں ایک ہمارے گھر پر کام کرے اور ایک ہمارے ساتھ آئے۔ جب ہم سامنے گاڑی کھڑی کرتے ہیں تو پولیس والا آواز دیتا ہے کہ جی گاڑی ادھر لے جائیں۔ ادھر جاتے ہیں تو وہ کہتے ہیں ادھر نہیں ادھر لے جائیں کیا وزراء اور وہ لوگ جن کی گاڑیاں سرکاری ڈرائیور چلاتے ہیں وہ ادھر نہیں لے جا سکتے۔ جب یہاں تک کیا جاتا ہے میری گزارش یہ ہے پنجاب کے وزیر اعلیٰ نے اتنی نوکریاں دی ہیں پنجاب میں اتنی مخصوص لوگوں کو مراعات دی ہیں اور یہ جو ڈیڑھ سو کا ٹولہ ہے۔ معزز اراکین ہیں میرے بھائی ہیں میں خود بھی ایک ٹولے میں شامل ہیں۔ ان کو جو اتنی مراعات ملی ہیں ان میں سے ادھر کیا ملا ہے؟ ہم کیوں کسی کو recommend نہیں کر سکتے۔ ہم کیوں کسی میٹرک سیکنڈ ڈویژن کو پی۔ٹی۔سی کے لیے داخل نہیں کروا سکتے۔ جب کہ ادھر سے مڈل پاس بھی داخل ہو جاتے ہیں ہم کیوں نہیں کسی کو تحصیل دار بھرتی کروا سکتے؟ خواہ ہمارا بیٹا بھی ہو۔ لیکن دوسری طرف سے اندھے اور 45 سال کے کانے، گنجے اور لولے اس طرح کے لوگ بھی تحصیل دار ہو سکتے ہیں۔

جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم بھی اس پاکستان کی خدمت کرتے آئے ہیں اور ہمارے بال سفید ہو گئے ہیں۔ ہم نے قرارداد پاکستان کو ووٹ دیا تھا۔ یہ منٹو پارک جس کو آپ مینار پاکستان کہتے ہیں۔ اس وقت ہم اسلامیہ کالج لاہور کے طالب علم تھے۔ اس کے بعد آرمی میں شامل ہوئے اور آرمی میں رہ کر آپ کے لاہور کا تحفظ کیا۔ واہگہ بارڈر پر بھی لڑے اور برکی باڈر پر بھی لڑے۔ ستارہ جرأت کی دو دفعہ سفارش ملیں۔ آپ کے اس آمر نے ہمارے خلاف اتنے مقدمے بنائے کہ دس دس مقدمے ہم نے بھگتے۔ ہمارے بچوں کے اوپر مقدمات بنائے گئے۔ ہمارا روزگار چھینا گیا لیکن پھر بھی ہمیں اس جماعت سے الگ نہ کر سکا۔ اس لیے کہ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ غریبوں کی جماعت ہے اور پاکستان میں ستر سے اسی فیصد غریب لوگ ہیں۔ ہم ان کا ساتھ کبھی نہیں چھوڑ سکتے۔ جہاں ہم نے ساری زندگی گزاری ہے۔ ان کی خدمت کے لیے گزاری ہے باقی کے چند دن بھی انہی کی خدمت میں گزار دیں گے۔ اگر آپ بھی اپنا رویہ درست کر لیں تو ہم آپ کے بھی تابع دار ہیں آپ کے ساتھ تعاون کریں گے۔ آپ کے ساتھ غریبوں کی خدمت کرنے کے لیے تیار ہیں بشرطیکہ آپ راہ راست پر آ جائیں۔

محترمہ چیئر پرسن ، شکریہ' خواجہ صاحب! سید ذاکر حسین شاہ۔

سید ذاکر حسین شاہ ، محترمہ چیئر پرسن! امن و امان کی صورت حال پنجاب میں اس قدر تباہ ہو چکی ہے۔ میں سوچتا ہوں کہ امن و امان کی صورت حال پر تقریر کرتے ہوئے میں اپنی تقریر کا آغاز کسی بدمعاش کے ہاتھ میں لہراتی ہوئی کلاشنکوف سے کروں یا پنجاب کی کسی مظلوم بیٹی کے سر سے اترے ہوئے دوپٹے سے' پنجاب کے کسی مجبور اور بے کس کی اغواء ہونے والی بچی کی چیخوں سے یا اس کے غم میں نڈھال ہونے والی اس کی ماں کی سسکیوں سے' کسی جواں بیٹے کی۔ لاش پر ماں کے آنسوؤں سے یا کسی تھانے میں کسی شریف پر تشدد ہونے پر اس کی فریادوں سے' آج امن و امان کی صورت حال کا یہ عالم ہے

نہ جانے کون سی شب کون قتل ہو جائے
تمام لوگ انہی وسوسوں میں رہتے ہیں
اندرون شہر بھی کوئی آدمی نہیں محفوظ
گھروں میں رہ کے بھی ہم جنگلوں میں رہتے ہیں

یہ ہے امن و امان کی صورت حال اور یہ کیوں ہے۔ اس لیے کہ انصاف نہیں۔ اس لیے کہ عدل نہیں۔ عالم ہے مقدر کوئی دل صاف نہیں۔ کوئی دل صاف نہیں کہ انصاف نہیں اور محترمہ چیئر پرسن یہاں پر میں کس کس کے ہاتھ پر لہو تلاش کروں۔ یہاں آپ اس شہر کا حال دیکھیں۔

کوچے دیکھے ہیں' سڑک دیکھی ہے' گھر دیکھے ہیں
اب کہاں جائیں کہ سب خون میں تر دیکھے ہیں

کوئی مجرم سزا نہیں پا رہا

تیغ منصف ہو جہاں دار و رسن ہو شاہد
بے گناہ کون ہے اس شہر میں قاتل کے سوا

جناب چیئر پرسن! ہم اساسی طور پر امن و امان کی خراب صورت حال پر غور کریں کہ صورت حال کیوں خراب ہے۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے۔۔۔۔۔۔۔

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر! پنجاب میں امن و امان کی صورت حال کی خرابی کی وجہ یہ ہے کہ اس صوبے کی حکومت پولیس کو سیاسی مقاصد کے لیے استعمال کر رہی ہے جو میرے دوست اور میرے ساتھی بار بار ان کو مخاطب کر کے کہتے ہیں کہ ہم سے یہ کرو۔ یہ ہونا چاہیے' ارے بابا یہ تمام خرابیوں کی جڑ حکومت پنجاب ہے۔

میر کیا سادہ ہیں ' بیمار ہوئے جس کے سبب
اسی عطار کے لونڈے سے دوا لیتے ہیں

ہم ان سے کیوں توقع رکھیں کہ یہ ہمارے ساتھ اچھائی کریں گے اس حکومت کی سب سے پہلی ترجیح یہ ہے کہ پی۔پی۔پی کے ارکان اسمبلی کو ہراساں اور خوف زدہ کیا جائے۔ پولیس سیاست دانوں کے پیچھے لگی ہوئی ہے۔ چور' ڈاکو اور لٹیرے کلاشنکوفیں لہراتے ہوئے پھر رہے ہیں۔ پیپلز پروگرام کے ایڈمنسٹریٹروں کو گرفتار کیا جا رہا ہے اور قاتل دندناتے پھر رہے ہیں۔ واہ! کیا حکومت چلانے کا انداز ہے۔ جناب والا! یہاں پر بڑی بڑی حکومتیں آئیں لیکن اس وسیع پیمانے پر پولیس کو سیاسی مقاصد کے لیے استعمال نہیں کیا گیا اور میں یہ بات کہنے میں حق بجانب ہوں کہ کوئی اس کو تسلیم کرے یا نہ کرے یہ روشن حقیقت ہے کہ جب تک موجودہ حکومت پنجاب میں برسراقتدار ہے اس وقت امن و امان کی صورت حال بہتر نہیں ہوسکتی۔ اس لیے کہ یہ حکومت پولیس کی حمایت سے قائم ہے اور پولیس ان کے کنٹرول میں نہیں۔ یہ پولیس کو کس طرح روک سکتے ہیں جب وزیر اعلیٰ براہ راست ایک اے۔ایس۔آئی کی تقرری کرے گا۔ جب براہ راست ڈی۔ایس۔پی اور ایس۔ایچ۔او لگائے جائیں گے اور انتظامی ڈھانچہ تباہ کر دیا جائے گا۔ آئی۔جی' ڈی۔آئی۔جی اور ایس۔ایس۔پی سے مشورہ نہیں لیا جائے گا تو وہ کون ایس۔ایچ۔او ہو گا جو ڈی۔آئی۔جی یا ایس۔ایس۔پی کی بات مانے گا۔ وہ تو سب سے اوپر والی اتھارٹی کی بات مانے گا جس نے اس کو تعینات کیا ہے۔ پھر خرابی کہاں ہے۔ خرابی تو اوپر ہے یہ پولیس ملازمین تو آلہ کار بنے ہوئے ہیں۔ نیز میں اس حکومت پنجاب سے نہیں وہ تو کرے گی۔ میری پولیس کے ملازمین سے استدعا ہے کہ آپ بھی پاکستانی ہیں۔ آپ بھی اس ملک کے شہری ہیں۔ آپ کی 36 انچ کی چھاتی کے اندر بھی کوئی ضمیر نام کی چیز موجود ہونی چاہیے۔ آپ guidence اپنے حکم رانوں سے نہ لیں اپنے ضمیر سے لیں۔ یہ حکومتیں آنی جانی چیز ہیں یہ عہدے آنی جانی چیز ہیں۔ ایک خدا کی عدالت بھی موجود ہے۔ آپ نے آخرت میں بھی پیش ہونا ہے۔ خدارا! اگر

کوئی وزیر مشیر، کوئی ایم۔پی۔اے کوئی ایم۔این۔اے یا کوئی وزیر اعلیٰ آپ کو کہتا ہے کہ فلاں آدمی کے خلاف جھوٹا پرچہ درج کرو تو نہ کرو۔ میرا ایمان ہے کہ اگر آپ ایسا قانونی حکم نہیں مانیں گے تو اللہ تعالیٰ آپ کی مدد کرے گا۔ لیکن اگر آپ کسی بے گناہ کو سزا دیں گے۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ حدیث کہ "اس سے بہتر ہے کہ سو گناہ گار چھوٹ جائیں اس بات سے کہ کوئی بے گناہ سزا پا جائے"۔ یہ انتظامیہ، ڈپٹی کمشنر اور یہ جتنے بھی پولیس والے ہیں کیوں اس حکومت کے آلہ کار بنے ہوتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ جب تک میاں نواز شریف پنجاب کے وزیر اعلیٰ ہیں۔ اس صوبے میں امن و امان کی صورت حال بہتر نہیں ہوسکتی میرے پاس اس کی وجوہات ہیں۔ بنیادی اور اساسی وجہ ہے کہ اس صوبے میں ابھی تک سرمایہ دارانہ اور جاگیرداری نظام قائم ہے۔ جہاں پر وزیر اعلیٰ سرمایہ دار ہوں۔ جہاں پر وزیر قانون سردار ہو وہاں غریب مار کھائیں گے۔ اسمبلی کے باہر بھی، غریبوں کو مار پڑے گی اور اسمبلی کے فلور پر بھی غریبوں کو مار پڑے گی۔ بنیادی وجہ اس نظام کو ختم کرنے کی ہے اور یہ اسمبلی جس میں ہم بیٹھے ہوئے ہیں اس میں بھی سرمایہ داروں، جاگیرداروں یا ان کے گماشتوں اور ایجنٹوں کا غلبہ ہے جہاں بھی دیکھیں تو پیچھے کسی نہ کسی جاگیردار اور سرمائے دار کا ہاتھ ہے۔ جناب والا! جتنے بھی قتل ہوتے ہیں۔ کون سا سرمایہ دار قتل ہوا ہے۔ کون سا جاگیردار قتل ہوا ہے۔ کس کا گھر لوٹا ہے۔ اگر کسی کا بیٹا قتل ہوا ہے تو وہ غریب کا، اگر پنجاب میں سے کسی کی بیٹی کے سر سے دوپٹہ کھینچا گیا ہے تو وہ غریب کی بیٹی کا، اگر کسی کو لوٹا گیا ہے اور گھر اجڑا ہے تو کسی غریب کا، کسی سرمایہ دار کا نہیں، یہ نظام ہی ایسا ہے کہ یہاں پر پولیس بھی سرمایہ داروں کی حمایت کرتی ہے، حکومت بھی سرمایہ داروں کی حمایت کرتی ہے اسمبلیاں بھی سرمایہ داروں اور جاگیرداروں کے آگے بے بس ہیں کیونکہ ان کی وہاں پر اکثریت ہے، وہاں پر عام لوگوں کی domination نہیں ہے تسلط نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اگر کوئی شخص یہ توقع رکھتا ہے کہ پنجاب میں موجودہ سرمایہ داروں اور جاگیرداروں کی موجودگی میں امن و امان کی صورت حال بہتر ہو جائے گی تو وہ پتھر سے شبنم کو کشید کرنے کے خواہش مند ہیں۔ جناب والا!

سر آن سایہ دیوار کا طلب گار ہے
وہ بانجھ زمین سے پھل تلاش کرتا ہے

ہم دو تین سال کے لیے آئے ہیں۔ ہم سے پہلے بھی اس اسمبلی میں لوگ آئے تھے اور بعد

میں بھی آ جائیں گے ۔ یہ سلسلہ تو چلتا رہے گا۔ لیکن جناب والا! ظلم کا خاتمہ ہونا چاہیے۔ یہ اپنی چھوٹی چھوٹی خواہشات کی خاطر، چھوٹی چھوٹی اغراض کی خاطر، اپنے منفی مقاصد کی خاطر، اپنی حکومت کو برقرار رکھنے کے لیے اپنے مسلمان بھائیوں کو یہ جھوٹے مقدموں میں ملوث کر رہے ہیں۔ آج امن و امان کی صورت حال کا یہ عالم ہے کہ نہ کوئی رکن اسمبلی محفوظ ہے۔ نہ کوئی سینیٹر محفوظ ہے نہ کوئی قومی کارکن محفوظ ہے۔ یہاں تک جناب سپیکر عدالتیں بھی محفوظ نہیں ہیں۔ کیا کبھی پنجاب کی تاریخ میں یہ ہوا ہے کہ تین بار مظفر گڑھ میں ایڈیشنل سیشن جج کی عدالت میں پولیس گھسی۔ ایڈیشنل سیشن جب ہاتھ جوڑتے رہے کہ خدارا! اس عدالت کا تقدس پامال نہ کرو۔ خدارا! عدلیہ کا وقار رہنے دو۔ لیکن اس کے باوجود پتھراؤ کیا گیا۔ یہاں ملزمان کو ضمانت کے باوجود گرفتار کیا جائے۔ جہاں عدالتوں پر پتھراؤ ہو۔ جہاں صرف انصاف حکومت سے وابستگان کو ملے وہاں خاک نشینوں کو کون پوچھتا ہے۔ یہاں افتادگان خاک کی بات کون سنے گا۔ یہاں ہم بوریہ نشینوں کا پرسان حال کون ہو گا۔ ہر جگہ زیادتی ہوئی ہے۔ ہر جگہ زیادتی ہو رہی ہے۔ جناب سپیکر! آپ اندازہ نہیں کر سکتے کہ کتنے لوگوں کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے۔ یہ عذاب الٰہی سے ڈریں۔ اگر کسی طریقے سے عقابوں کا نشیمن زاغوں کے تصرف میں آ گیا ہے۔ تو یہ محسوس کریں گے کہ وقت ہمیشہ بدلتا رہتا ہے۔ کبھی بہار ہوتی ہے کبھی خزاں ہوتا ہے۔ کبھی صبح ہوتی ہے کبھی شام ہوتی ہے۔ کبھی سویرا ہوتا ہے کبھی زوال ہوتا ہے کبھی اقتدار ہوتا ہے۔ یہ اپنے آنے والے حالات کو دیکھیں کہ کل اگر اس صوبے میں ان کی حکومت نہ ہوئی ان کے ساتھ اگر کل کو جھوٹے مقدمات بنائے گئے تو یہ کیا کریں گے۔ میری بہن بیگم بشریٰ رحمٰن صاحبہ نے کہا کہ یہاں روئی اور سائبان چاہیے۔ میری بہن بیگم بشریٰ رحمان صاحبہ کی خدمت میں عرض ہے کہ کہاں سائبان ہیں۔ انصاف کا سائبان کہاں ہے۔ بیگم صاحبہ۔

کسی آہ کو صدا دو کسی زلف کو پکارو
بڑی دھوپ بڑھ گئی ہے کوئی سائباں نہیں ہے

جناب سپیکر! میں اس فلور سے مطالبہ کرتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ پنجاب مستعفیٰ ہو جائیں۔ یہ ڈاکے، یہ قتل، یہ چوریاں، یہ اغوا، یہ سیاست دانوں کے خلاف جھوٹے کیس، یہ عدالتوں پر پتھراؤ ان تمام واقعات کی ذمہ داری حکومت پنجاب پر عائد ہوتی ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ ہم اسلام نافذ کریں گے۔ اس کے لیے انہوں نے ایک کمیٹی بھی بنائی ہے۔ اسے صوبائی شریعت ایکٹ بھی کہتے ہیں۔ جناب سپیکر! ان

کی خدمت میں عرض ہے کہ' کُل نَفسٍ بِمَا کَسَبَتْ رَھِینَۃ ۔ قرآن پاک میں ہے "کہ ہر شخص اپنے اعمال کا جواب دہ خود ہو گا"۔ آج یہ جو ظلم ڈھا رہے ہیں۔ آج جو مصائب اور تکالیف پیدا کر رہے ہیں۔ یہ جو آگ جلا رہے ہیں کہیں یہ اس آگ میں خود نہ جل جائیں۔

جناب سپیکر! ہم اور آپ سب پاکستانی ہیں۔ ہم نے اسی صوبے میں رہنا ہے۔ ہمیں سوچنا ہو گا کہ اس صوبے کے کروڑوں مظلوموں کو انصاف فراہم کرنے کے لیے ہمیں کیا کرنا چاہیے۔ ایک سال ہو گیا ہے کہ ہم نے پنجاب اسمبلی میں کون سی ایسی قانون سازی کی ہے جس کی کسی سرمایہ دار اور جاگیر دار پر زد پڑتی ہو۔ جناب والا! اس پولیس کی موجودگی میں' اس حکومت کی موجودگی میں' ان حالات میں' امن و امان کی صورت حال بہتر نہیں ہو سکتی۔ جناب سپیکر! میری استدعا ہے کہ یہ اس صوبہ پر رحم کریں۔ اس ملک کے مفاد کی خاطر ' اس قومی مفاد کی خاطر حکومت پنجاب امن و امان کی صورت حال کو بہتر بنانے میں ناکام ہو گئی ہے اس لیے حکومت پنجاب مستعفیٰ ہو جائے۔ اس کے ساتھ ہی میں آپ سے اجازت چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر ، ڈاکٹر ضیاء اللہ خان بنگش صاحب ۔

ڈاکٹر ضیاء اللہ خان بنگش ، جناب سپیکر! بہت بہت شکریہ۔

جناب والا! سید ذاکر حسین شاہ صاحب کی بات بالکل صحیح ہے کہ اس صوبہ میں دو طبقات ہیں اور یہ پاکستان پیپلز پارٹی کا احسان ہے کہ اس طبقے کے لوگ بھی اس اسمبلی میں آ چکے ہیں جو شاید کبھی اس طرف دیکھنے کی جرأت بھی نہیں کر سکتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ میرا نام تقریر کے لیے تین دن پہلے تھا۔ آج متواتر تین دن انتظار کرنے کے بعد غالباً میرے بعد جناب فضل حسین راہی کی بھی باری ہے اور راہی بھی اسی سے تعلق رکھتے ہیں جس طبقے سے میں ہوں۔ اس لیے ظاہر ہے ہماری باری آخر میں آنی تھی۔

جناب والا! عرض یہ ہے کہ اس وقت سب لوگ متفق ہیں کہ پنجاب میں امن و امان کی صورت حال نہایت خراب ہے۔ کسی شخص کی عزت۔ کسی کی جان کسی کی عصمت محفوظ نہیں۔ لیکن اس طرف بیٹھے ہوئے دوست یہ کہتے ہیں کہ اگر ہماری صورت حال خراب ہے تو سندھ میں بھی صورت حال خراب ہے۔ یہ بڑی عجیب سی منطق ہے کہ جی ہم تو نکمے ہیں جی دوسرے بھی تو نکمے ہیں۔

جناب والا! بات یہ ہے کہ سندھ کی صورت حال کا تقابل پنجاب کی صورت حال سے نہیں کر سکتے۔ سندھ میں صورت حال مارشل لاء کا ایک ورثہ ہے اور مارشل لاء کی لعنت جو گیارہ سال تک اس ملک میں رہی اس نے قومی سوچ کو ختم کیا۔ سیاسی پارٹیوں کو ختم کیا اور یہی وجہ ہے کہ مارشل لاء کے دور میں علاقائی پارٹیوں نے قوت پکڑی اور مجھے یہ بات کہنے میں کوئی حجاب محسوس نہیں ہوتا یہ ضیاء الحق کا ہی دور تھا کہ جب جی۔ایم سید کو تقویت بخشی گئی۔ جب الطاف حسین جیسا شخص پیدا ہوا اور یہ بھی کوئی غلط بات نہیں ہے کہ صوبہ پنجاب میں نواز شریف بھی سیاست میں اسی دور میں وارد ہوئے۔ لہٰذا ان تینوں اشخاص کی پرورش کرنے والا یا ان کو پالنے والا وہ ایک ہی شخص ہے۔ اس وقت ان کا اتحاد ایک فطری اتحاد ہے۔

جناب والا! پنجاب کی صورت حال کے بارے میں یہ عرض ہے کہ پنجاب کی خراب صورت حال کی ذمہ داری پنجاب کے چیف ایگزیکٹو پر عائد ہوتی ہے۔ پنجاب کے وزیر اعلیٰ کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ پنجاب کے لوگوں کا تحفظ کریں۔ ان کے جان و مال کی حفاظت کریں۔ لیکن افسوس یہ ہے کہ وہ پنجاب کے وزیر اعلیٰ ہیں لیکن پنجاب میں وہ نہیں رہتے۔ کبھی وہ اسلام آباد ہوتے ہیں۔ کبھی امریکہ چلے جاتے ہیں۔ اصل تکلیف انہیں مرکز کے معاملات سے ہے۔ وہ وزیر اعلیٰ تو پنجاب کے ہیں وہ پنجاب کے لوگوں کی خدمت کریں۔ پنجاب کی صورت حال پر غور کریں وہ پنجاب میں رہنے کی بجائے ان کے پیٹ میں مرکز کی مروڑ اٹھتی رہتی ہے۔ کہتے ہیں مرکز میں یہ ہو رہا ہے لہٰذا مرکز کی حکومت کو ختم کیا جائے۔ کتنے افسوس کی بات ہے پنجاب پولیس جس کا کام پنجاب کے لوگوں کا تحفظ کرنا ہے۔ ان کی حفاظت کرنا ہے اس پولیس کو وزیر اعلیٰ اپنے سیاسی مذموم مقاصد کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ اگر آئی۔جے۔آئی کا صوبہ سرحد کا وزیر اعلیٰ یا گورنر ان کے پیچھے اگر ان کی پولیس لگی ہوئی ہے تو وزیر اعلیٰ کا تحفظ پنجاب پولیس کے کمانڈو کرتے ہیں۔ ان کا فرض تو ہے کہ یہ پنجاب کے مظلوم عوام کا تحفظ کریں کہ کن کے گھر میں ڈاکے پڑ رہے ہیں۔ کن کو قتل کیا جا رہا ہے۔ دوسری طرف جب عدم اعتماد کی تحریک پیش ہوتی ہے تو دنیا میں پارلیمانی تاریخ کی یہ پہلی مثال ہے کہ ایک صوبے کے وسائل مرکز کی حکومت کو ختم کرنے کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں۔ پنجاب پولیس کے لوگوں کو یہ حکم دیا جاتا ہے کہ ایم۔این۔اے صاحبان کی اس طرح حفاظت کرنی ہے۔ انھیں مری سے اسلام آباد کس طرح لے کر آنا ہے اور کس طرح انھیں اسمبلی میں لے جانا ہے۔ جناب والا! جب

آپ پنجاب کے وزیر اعلیٰ ہو کر پنجاب کے معاملات کا تحفظ نہیں کریں گے۔ پنجاب کی طرف آپ دھیان نہیں دیں گے اور آپ مرکز کی طرف بھاگتے رہیں گے تو پھر کیا ہو گا؟ میری ایوان سے بھی یہ گزارش ہے ۔ دیکھیے، اسمبلی کے جناب سپیکر custodian ہیں۔ اسمبلی میں کوئی ناخوش گوار واقعہ پیش آیا تو سپیکر صاحب نے مداخلت کی اور اس کو ختم کرایا۔ کیونکہ انھیں اسمبلی کے معاملات میں دلچسپی ہے۔ تو ایک آدمی جو چیف ایگزیکٹو ہے اسے پنجاب کے معاملات میں/دلچسپی لینی چاہیے۔ لیکن وہ مرکز کی طرف بھاگتا ہے ۔ لیکن اگر ان کے پاس پنجاب کی خدمت کرنے کے لیے وقت نہیں تو اس منصب سے مستعفیٰ ہو جائیں اور اگر وہ نہیں ہوتے تو میری اس طرف کے دوستوں/سے گزارش ہے کہ وہ کوئی بہتر وزیر اعلیٰ چن لیں تاکہ پنجاب کی امن کی صورت حال بہتر ہو سکے۔ یہ بعد میں قومی اسمبلی کی سیٹ پر جائیں لیکن الیکشن لڑ کر۔ لیکن ایک اور مصیبت بھی ہے کہ پنجاب میں اس/طرف بیٹھنے والے جو وزراء ہیں۔ ان پر بھی انھیں اعتماد نہیں۔ یعنی پورے پنجاب کے چار کروڑ لوگوں کو اپنے چھوٹے بھائی کے رحم و کرم پر چھوڑ جاتے ہیں کہ اب یہ کرتا دھرتا ہے اس کا۔

جناب والا! پولیس والے بے چاروں کا کیا قصور ہے؟ اب پولیس سٹیٹ کی پولیس تو ہے نہیں۔ پولیس تو وزیر اعلیٰ کے گھر کی ہے۔ میں لاہور میں ایسے پولیس افسران کو بھی جانتا ہوں کہ جن کی حیثیت گھر کے ملازم سے زیادہ نہیں۔ کہ جاؤ، بچوں کو سکول چھوڑ آؤ۔ دوسرا کام کر لو اور جب ہم کبھی تمھیں حکم کریں تو پیپلز پارٹی کے کسی ایم۔پی۔اے یا ایم۔این۔اے کے گھر پر raid کر دو۔

جناب والا! اب میں اپنے حلقے کی طرف آتا ہوں۔ میرے حلقے 117 میں جرائم کی تعداد بڑھی ہے۔ اگر کوئی شخص قتل ہوتا ہے تو اول تو اس کا مقدمہ درج نہیں ہوتا۔ میرے علاقے میں ایک چوکیدار کو قتل کیا گیا۔ آج تک ملزم گرفتار نہیں ہو سکے۔

جناب سپیکر : وقت میں آدھے گھنٹے کی مزید توسیع کی جاتی ہے۔

ڈاکٹر ضیاء اللہ خان بنگش : جب تھانے داروں سے پوچھا جائے کہ آپ انھیں کیوں نہیں پکڑتے۔ یہ چور اور یہ جواری۔ پکڑ کر تو لے آتے ہیں لیکن اس کے بعد چھوڑ دیتے ہیں تو کہا یہ جاتا ہے کہ جناب، اوپر سے یہ اطلاع آتی ہے کہ ان کو چھوڑ دیا جائے۔ جب تک ہم ایمان داری سے اپنے صوبے میں امن

و امان کو صحیح نہ کرنا چاہیں گے تو یہ ٹھیک نہیں ہو سکتا۔ بدقسمتی ادھر یہ ہے کہ وہ جو دوسری پارٹی ہے۔ تو ہر پارٹی کے پاس سیاسی کارکن ہوتے ہیں۔ لیکن اس طرف بیٹھنے والی پارٹی کے پاس کوئی سیاسی کارکن نہیں ہیں۔ لہٰذا لامحالہ ان کی مجبوری ہوتی ہے کہ anti social elements پر بھروسہ کیا جائے۔ ان پر اعتماد کیا جائے۔ تو یہ دیکھا گیا ہے کہ اگر تھانے میں کسی شخص کو پکڑ لیا گیا تو اوپر سے ٹیلی فون آ جاتا ہے کہ صاحب' یہ میاں صاحب کا آدمی ہے۔ ابھی فون آیا ہے۔ اس کو چھوڑ دیا جائے۔ ان حالات میں ہم پنجاب کی صورت حال کو صحیح نہیں کر سکتے۔

جناب والا! میں اپنی بات کو سمیٹتے ہوئے ذاکر شاہ صاحب کی بات سے پوری طرح اتفاق کرتا ہوں اور اگر میری تقریر پہلے ہوتی تو میں نے یہی بات عرض کرنی تھی کہ اگر آپ نے پنجاب میں غریبوں کو تحفظ دینا ہے' کسانوں کو تحفظ دینا ہے' مزدوروں کو تحفظ دینا ہے تو پنجاب کے سرمایہ دار وزیر اعلیٰ یا تو خود مستعفیٰ ہو جائیں یا پھر میں درد دل رکھنے والے ان ایم۔پی۔اے صاحبان سے درخواست کرتا ہوں کہ اپنا ایک ایسا لیڈر آف دی ہاؤس منتخب کریں کہ جو صحیح معنوں میں پنجابی ہو' جو پنجابیوں کا درد رکھتا ہو اور جو پنجابیوں کی خدمت کرنا چاہتا ہو۔ شکریہ۔

جناب سپیکر ، اب کوئی اور صاحب بقایا ہیں ؟

جناب فضل حسین راہی ، میں شروع دن سے باقی ہوں ۔

جناب سپیکر ، آپ بولنا چاہتے ہیں تو بسم اللہ کیجیے۔

جناب فضل حسین راہی ، میں اپنے شعروں سے آغاز کرتا ہوں۔

جناب سپیکر ، میرا خیال تھا کہ شاید آپ یہ کہیں گے کہ آج میں انگریزی میں تقریر کروں گا۔

جناب فضل حسین راہی ، نہیں' مشکل ہے۔

جناب سپیکر ، اردو میں تقریر کریں گے یا پنجابی میں؟

جناب فضل حسین راہی ، میں تقریر تو پنجابی میں کروں گا۔ لیکن شعر میرے اردو میں ہیں۔

جناب سپیکر، تو میں آپ کو اجازت دیتا ہوں۔

جناب فضل حسین راہی ، شکریہ۔

شام غریباں دیکھیے کتنی طویل ہے
اہل ضمیر آج بھی کرب و بلا میں ہیں
ہم کو تو انتہائے ستم کی امید ہے
ظالم تیرے یہ ظلم ابھی ابتداء میں ہیں

**** جناب سپیکر! سب سے پہلے اگر ہم اس پاکستان کی عوام کے بارے میں' اس پاکستان کے بارے میں اس کی سالمیت کے بارے میں ' اس کے صوبوں کے بارے میں' اگر ہم اپنے رویے کے بارے میں اس سے پہلے کہ ان کو کیا ہوا' یہ کیوں ہوا' ذرا ہم اپنی نظر پیچھے کو دوڑائیں جب تحریک پاکستان چل رہی تھی۔ یہ بات بڑی واضح ہے کہ ہماری مائیں پنجاب کی مائیں' کسی بھی دھرتی کی مائیں' اپنے بچوں کے جب بچے بیمار ہو جاتے تھے۔ وہ ان کے سرہانے سے اس وقت تک نہیں اٹھتی تھیں جب تک ان کو دوائی نہ پلا لیتیں' ان کی صحت کی دعائیں مانگتی تھیں۔ وہ بیمار بچے کے سرہانے سے نہیں اٹھتیں تھیں۔ لیکن اس پاکستان کو بنانے کے لیے ہماری ماؤں نے اپنے بچوں کو نیزوں پر تڑپتا ہوا اپنی آنکھوں کے سامنے چھوڑ کے آئیں۔ ہمارے پنجاب کا غیرت مند پنجابی جو کسی کی بہن بیٹی کی عزت پر قربان ہو جاتا تھا۔ وہ اس پاکستان کو بنانے کے لیے اپنی بہنوں کو دشمن کی سرزمین پر چھوڑ کر آنے پر مجبور تھا۔

جناب والا! یہ وہ مناظر تھے جن کے حوالے کے ساتھ اس پاکستان کی تشکیل ہوئی اور یہ معرض وجود میں آیا اور اگر حکم ران اس منظر کو بھولتے تو آج ہم اس دن پر نہ کھڑے ہوتے۔ آج اس صورت حال کا ہم شکار نہ ہوتے۔ جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان بننے سے پہلے جب مسلم لیگ تھی' یہ ساری جاگیرداروں کی جماعت تھی۔ کوئی اس میں "سر" کا خطاب یافتہ تھے' کوئی جاگیردار تھے' کوئی انگریزوں کے نوازے ہوئے' بہت بڑے لیڈر تھے۔ اس میں جب قائد اعظم صاحب تشریف لائے اس وقت اس جماعت میں مڈل کلاس آئی۔ جس وقت مڈل کلاس آئی' انہوں نے اس پاکستان کی تحریک کو مضبوط کیا اور اسے آگے لے کر بڑھے۔ جس کے نتیجے میں پاکستان بنا۔ لیکن آج 42 سال گزر گئے۔ یہ پاکستان تو بنا اس میں ادارے نہیں بنے۔ اس میں ادارے مضبوط نہیں ہوئے۔ اگر حکم ران یہ چاہتے کہ اداروں کی۔ آپ کوئی ادارہ دیکھ لیں اپنی اسمبلی لیں آپ کوئی دنیا جہاں کا ادارہ لے لیں۔

**** (اصل متن پنجابی میں)

ہر ادارے کے قواعد و ضوابط بنے ہوئے ہوتے ہیں۔ وہ آئین کے تابع ہوتے ہیں۔ اگر ہم نے قواعد و ضوابط کے مطابق ان اداروں کو چلایا ہوتا تو آج ادارے مضبوط ہوتے۔ افراد کمزور ہوتے تو پھر یہاں جمہوریت مضبوط ہوتی اور تب یہاں ملک کے اندر ترقی ہوتی۔ لیکن ہم نے یہاں اداروں کو مضبوط کرنے کی بجائے ہم نے یہاں افراد کو مضبوط کیا۔ ہم نے یہاں خاندانوں کو مضبوط کیا اور وہ خاندان کسی نہ کسی شکل کے اندر 42 سال سے لے کر آج تک کسی نہ کسی صورت میں اس پاکستان میں حکم رانی کرتے چلے آئے اور اگر اس پاکستان کے اندر کوئی ہے تو صرف وہ طبقہ جنہوں نے پاکستان بنانے کے لیے قربانیاں تو دیں لیکن پاکستان کی سرزمین کے اوپر ان کا حق تسلیم نہیں کیا اور وہ لوگ مجبور ہوئے کہ اپنی بچیوں کو ساتھ لے کر گندے جوہڑوں کے کناروں پر چھوٹے چھوٹے جھگے بنا کر انہوں نے کچی بستیاں بنائیں اور وہ 42 سال سے آج تک ان کچی بستیوں میں اپنی بچیوں کے ساتھ ایک ایسی زندگی گزارنے پر مجبور ہیں جو زندگی یہاں انسان نہیں' بلکہ حیوان یا کیڑے مکوڑے گزار رہے ہیں۔ اگر ہمارے اندر کوئی احساس ہوتا تو ہم بلا امتیاز جس طرح ہمارا آئین کہتا تھا' جس طرح ہم لوگوں نے حلف اٹھائے ہیں۔ اپنے اپنے حلف کے مطابق اگر ہم لوگوں کی خدمت کرتے تو آج یہ کچی آبادیاں نہ ہوتیں۔ آج ایک طرف یہ محل مینار بھی نہ ہوتے۔ جو اس ملک کے اندر لوٹ مار کر کے قائم کیے گئے۔ جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ پنجاب پاکستان کے لیے ہے اور پاکستان پنجاب کے لیے ہے۔ کوئی علیحدہ نہیں لیکن جناب والا! پنجاب کے اندر 16 نومبر 1988ء کی شام کو ایک بہت بڑا نعرہ لگا۔ وہ نعرہ اس لیے لگا کہ 16 نومبر 1988 کو یہاں قومی اسمبلی کے انتخابات کا نتیجہ جس وقت باہر آیا' سامنے آیا تب اس وقت پتا لگا کہ آئی۔جے۔آئی جو ہے وہ صوبہ سندھ سے ایک سیٹ بھی حاصل کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکی۔

صوبہ بلوچستان میں آئی۔جے۔آئی کی پوزیشن کمزور ہو گئی صوبہ سرحد میں آئی۔جے۔آئی چند سیٹیں لے سکی۔ مگر جناب والا! اگر آئی۔جے۔آئی کے پاس زیادہ سیٹیں تھیں تو وہ صرف پنجاب میں تھیں ان لوگوں نے جو پاکستان میں سیاست کرتے تھے۔ جب انہوں نے شام کو دیکھا کہ پاکستان کے تینوں صوبوں نے ان کی جماعت کو شکست دی اور صرف پنجاب کے اندر چند سیٹیں ملیں تو پھر انہوں نے اپنے سر جوڑے اور انہوں نے پاکستان کی سیاست سے دست برداری کا اعلان کیا اور انہوں نے تینوں صوبوں کے ساتھ لاتعلقی کا اظہار کیا اور چوتھے صوبے کا نعرہ مارا "پنجابی جاگ پنجابی

جاگ ۔ تیری پگ کو لگ گیا داغ" یہ نعرہ انہوں نے 16 نومبر کی شام کو مارا وہ اس لیے کہ باقی صوبوں کے نتائج ان کے سامنے آ چکے تھے۔ یہ ان صوبوں میں نہیں جیت سکے تھے۔ پھر انہوں نے پنجابی شاونیزم کی ایسی خطرناک لہر اس پنجاب میں لائے اور آئی۔جے۔آئی نے جو اس کے ذمہ دار افسران تھے انہوں نے ریکارڈ سے نکال کر ان کو سیٹیں دیں اور ریکارڈ میں سے نکال کر ایسے پمفلٹ شائع کرائے اور ایسا پراپیگنڈہ کیا کہ دو دنوں میں پنجاب کا درد اٹھا اور وہ پنجاب نواز شریف کے پیٹ میں مروڑ کی صورت میں اٹھ رہا تھا اور اس نے پنجاب کے حقوق کے لیے نعرہ مارا اور جناب والا! جب انہوں نے نعرہ مارا۔ ہم نے اس وقت کہا کہ یہ پنجابیت نہیں۔ یہ پنجاب کا صحیح رنگ نہیں یہ پنجابی شاونیزم ہے اگر تم پنجابی شاونیزم کرو گے تو آپ اس ملک کی سالمیت سے کھیلو گے اور ان صوبوں میں جو نفرت ہے تم اس کو اور ہوا دو گے۔ لیکن یہاں پنجاب کا نعرہ مسلسل لگتا چلا آ رہا اور یہ کہا جاتا رہا کہ پنجاب کے اندر اور پنجاب کے ریلوے سٹیشنوں پر سندھ ریلوے سٹیشنوں سے لاشیں آ رہی ہیں اور کسی وقت نواز شریف صاحب بتاتے رہے کہ فلاں سٹیشن پر لاشیں آئی ہیں۔ کسی وقت بتاتے رہے کہ فلاں سٹیشن پر آئی ہیں اور اس کی تمام ذمہ داری ایم۔ کیو۔ایم پر ڈالتے رہے اور اس موومنٹ کے خلاف وہاں تقریریں کرتے رہے۔ جنہوں نے کہا تھا مہاجر سندھی بھائی بھائی دھوتی نسوار کہاں سے آئی۔ یہ ان کے خلاف یہاں باتیں کرتے رہے لیکن ہم انہیں بھی کہتے تھے کہ ان کو پنجاب کے ساتھ سچا درد کوئی نہیں۔ پنجاب کے ساتھ ان کا کوئی رشتہ نہیں حتیٰ کہ یہ خود پنجابی نہیں ہیں اور جو آدمی پنجابی زبان کی مخالفت کرتا ہو وہ پنجابی نہیں ہو سکتا اور اس کے اوپر پنجاب کا کوئی انسان بھروسہ نہیں کر سکتا۔ جناب والا! وہی شخص جس کو یہ پنجابیوں کو اپنی تقاریر میں قاتل قرار دیتے رہے جب ان کو عدم اعتماد کرنے کے لیے ضرورت پڑی تو انہوں نے وہی منظر 1977ء میں چلایا تھا اس کو دھرانے کے لیے نواز شریف نے ایم۔ کیو۔ایم کے ساتھ ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر اسی قاتل کا ہاتھ پکڑ کر یہ ثابت کیا کہ اس کے پچھلے ایک سال کے جو نعرہ یا کردار تھا ان تمام کی نفی کی اور اس قاتل کو یہاں لے کر آئے لیکن جناب والا! اگر کوئی کسی صوبے کا وزیر اعلیٰ اگر کوئی ڈپٹی کمشنر اگر کوئی میئر اگر کوئی ڈپٹی میئر اگر کوئی کونسلر اگر کوئی مجسٹریٹ، اگر کوئی تھانے دار، اگر کوئی ایس۔پی اس شہر کی سڑکوں کے اوپر اس قسم کے بینر لگوائے کہ ہم پانچویں قومیت کو تسلیم کرتے ہیں اور ان کے گلوں میں ہار ڈالے۔ یہ ایس پی پنجاب کا ہو سکتا ہے لیکن یہ پنجاب کا وزیر اعلیٰ تو ہو سکتا ہے۔ یہ پنجاب کا میئر تو ہو

سکتا ہے۔ لیکن غریب عوام کا پنجاب قطعاً نہیں ہو سکتا۔ اور پنجاب کے غریب عوام ان قاتلوں کے گلے میں کبھی بھی ہار ڈالنے کے لیے تیار نہیں ہو سکتے۔

جناب والا! اس کے جواز میں یہ بات کہی جاتی رہی ہے کہ پیپلز پارٹی والوں نے بھی ان کے ساتھ سمجھوتہ کیا تھا ہم نے کیا تھا۔ لیکن ہم نے یہ تسلیم نہیں کیا تھا کہ ہم ان کو پانچویں قومیت بھی مانیں گے اور ہم ان کو پانچواں صوبہ Urdu speaking بنا کر دیں گے اور انہوں نے اپنے معاہدے میں یہ تسلیم کیا اور یہ اس لیے کیا کہ یہ بے نظیر صاحبہ اور پیپلز پارٹی کے دشمن تھے۔ وگرنہ جو ان کا رویہ اور ان کا کردار ہے وہ سب کے سامنے ہے۔ جناب والا! اگر یہاں پانچویں صوبے کی بات چلے اور اگر Urdu speaking صوبہ بنے گا تو اس کا کیا نتیجہ نکلے گا یہ سب کے سامنے ہے 42 سال کے اندر جو ترقی کراچی میں ہوئی ہے اور ہر سال کا 60 فی صد بجٹ کراچی کی ترقی پر لگایا گیا اور آج ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت وہاں Urdu speaking آبادی کو منتقل کیا جا رہا ہے اور ان کا وہاں قبضہ کرایا جا رہا ہے یہ پتا نہیں کیوں؟ شاید یہ ہو کہ 1981 میں کوئی اور free port واپس جاتی ہو اور اس کی جگہ کوئی اور free port بنانا چاہتے ہوں اور شاید یہ ان کی planning میں شامل ہوئے۔ جناب والا! ہم نے یہ دیکھا کہ قومی اسمبلی کے ایوان کے اندر اسی آئی۔جے۔آئی کی طرف سے ولی خان کے خلاف موشن پیش ہوئی کہ اس کو ڈی سیٹ کر دیا جائے اس لیے کہ یہ غدار ہے اس لیے کہ اس نے دوسرے ملکوں کے سربراہوں کو خط لکھے ہیں۔ اس لیے کہ یہ پاکستان کی سالمیت پر یقین نہیں رکھتا اور جناب والا! چودھری غفور صاحب، چودھری شجاعت علی صاحب، غلام حیدر وائیں صاحب ان سب نے اس کو de.set کرنے کے لیے سپیکر کو موشن پیش کیا۔ آج جناب والا! وہی ولی خان ان کو غدار نہیں لگا۔ آج وہ ان کے ساتھ جڑا ہوا ہے۔ صرف اس لیے کہ یہ بے نظیر کے اقتدار کے دشمن بن کر سوچ رہے تھے۔ یہ پیپلز پارٹی کے دشمن بن کر سوچ رہے تھے۔ اس لیے ان کو وہ ولی خان غدار لگتا تھا۔

چودھری محمد فاروق : جناب سپیکر! آپ نے فاضل ممبر کو امن عامہ کے موضوع پر تقریر کرنے کی اجازت دی ہے اور وقت بھی 5 منٹ تھا اور یہ آئی۔جے۔آئی کے اور ایم۔ کیو۔ایم کے معاہدے یا پیپلز پارٹی کے ساتھ ایم۔ کیو۔ایم کے معاہدے کے بارہ میں باتیں ہو رہی ہیں۔ ان کا امن عامہ سے کوئی تعلق نہیں۔

جناب سپیکر ، ویسے راہی صاحب اس میں تھوڑی آپ کی تقریر میں سے relevance نہیں رہی امن عامہ پر بات کریں۔

جناب فضل حسین راہی ، جناب والا! اگر کسی ملک کے سیاست دان اپنی قوم کو خطاب کرنے کے لیے کسی سٹیج پر جمع ہوں اور وہ وہاں پھر فحش اور گندی زبان استعمال کریں۔ تو جناب والا! آپ کسی سے امن کی توقع رکھیں گے۔ یہ سیدھی اور صاف بات ہے۔ جب اس طرح ہو گا تو امن کہاں سے آئے گا اور جو لوگ تقاریر کرتے ہیں ان کی cassette اٹھا کر سن لیں ۔ انہوں نے جو زبان استعمال کی ہے ۔ وہ زبان خود بدامنی کا باعث بنتی ہے۔ (اس وقت سٹیج پر گھنٹی بجا کر مقرر کو آگاہ کیا گیا کہ ان کا وقت ختم ہونے کو ہے) میرا خیال ہے ابھی تو کچھ ہوا ہی نہیں۔

جناب سپیکر ، 3:35 پر آپ کی تقریر شروع ہوئی ہے۔

جناب فضل حسین راہی ، میں پھر کہوں گا کہ ٹیپ چلا لو اس کا کیا فائدہ ہو گا۔ 3:35 پر میں نے تقریر کرنا شروع نہیں کی۔ یہ آپ کی مرضی میں تو آپ کو کچھ نہیں کہہ سکتا۔

جناب والا! جہاں تک پنجاب کے اندر امن عامہ کا مسئلہ ہے۔ جس صوبے میں تھانے نیلام ہوں جس صوبے کی عدالتوں کے باہر انسان تذلیل ہوں۔ جس صوبے کے مجسٹریٹ سفارش اور رشوت کی بنیاد پر فیصلے کریں۔ جس صوبے کے اندر دو ارب روپے کے پلاٹ صوبے کا سربراہ اپنے منظور نظر لوگوں میں تقسیم کر دیں جس صوبے کے اندر ناجائز ایک لاکھ تقرریاں ہوئیں جس صوبے کے اندر ڈپٹی میئر لاہور خواجہ ریاض محمود کا لڑکا بطور انسپکٹر بھرتی ہو جو ڈاکے کے کیسوں میں ملوث ہو جس صوبے کے اندر ایک ایم۔این۔اے کا جوائی جو کہ سمگلنگ کے کیسوں میں ملوث ہو وہ ڈسٹرکٹ انجینئر لگے جس صوبے کے اندر تین مہینے کے ریکارڈ عرصے کے اندر ایک آدمی 16 سکیل سے لے کر 19 سکیل میں پہنچ جائے۔ جناب والا! وہاں کیسے چین رہ سکتا ہے وہاں کیسے امن رہ سکتا ہے۔ صوبے کے سربراہ نے یہ تمام نوکریاں اپنے ہاتھ میں رکھی ہوئی ہیں۔ ان کو یہ چاہیے تھا کہ اپنے اقتدار کو اس طرح استعمال کرتے کہ ایک غریب آدمی بھی ان تک پہنچ سکتا غریب آدمی کے پاس بہاولپور سے چیف منسٹر تک کے دروازے تک کا کرایہ نہیں ہے اور پھر جناب والا! اگر وہ آ بھی جائے۔ اس میں یہ قطعاً کوئی اعتبار نہیں کہ وہ وزیر اعلیٰ سے یا اپنے ایم۔این۔اے یا ایم۔پی۔اے کے ذریعے اپنا کام کروا سکے

گا۔ جناب والا! میں یہ ضرور عرض کروں گا کہ آئی۔جے۔آئی کے سربراہ ہمیں یہ درس ضرور دیتے ہیں کہ ہم اسلام نافذ کریں اور ہم ان کے ساتھ اسلام نافذ کرنے میں تعاون کریں جو آدمی یہاں اسلام نافذ کرنے آئے گا ہماری زندگیاں بھی اس کے لیے وقف ہیں اور ہم اسلام نافذ کریں گے۔

جناب والا! سوچنا تو یہ چاہیے کہ آیا اسلام اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ انسان دولت جمع کر کے اپنے لیے آسانیاں پیدا کرتا رہے اور اپنے سماج کے اندر اپنے مسلمان بھائیوں کے لیے تکلیفوں کا باعث بنے۔ جناب والا! قرآن پاک میں واضح الفاظ میں لکھا ہے کہ جب کوئی شخص اگر دولت جمع کرے گا تو قیامت کے دن وہی دولت اس کی پشتوں پر داغ دی جائے گی۔ جناب والا! ہمیں اسلام دیے جا رہے ہیں اور خود ملیں لیے جا رہے ہیں۔ آپ ان کا وتیرہ دیکھیں کہ ایک چھوٹی سی فیکٹری لوہا کاٹنے والی اتفاق فونڈری اس سے اتفاق انڈسٹریز گروپ آف انڈسٹریز بن گیا۔ اس سے اتفاق سیمینٹ بن گیا۔ اتفاق سریا بن گیا۔ آٹھ آٹھ سو لمبا' اتفاق کی چینی نکلنے لگ گئی۔ اتفاق سے ہنڈا سوک اسمبل ہونے لگ پڑی۔

جناب سپیکر : راہی صاحب! یہ لاء اینڈ آرڈر ہے؟

جناب فضل حسین راہی : سر۔ جب صوبے میں عوام کو نظر آتا ہو کہ ایک طرف املاک سربراہ لوٹ مار کر رہا ہو تو اللہ تعالیٰ نے بھی اسلام میں اس کی ڈیوٹی نہیں لگائی ہوئی اس نے حلف بھی یہ نہ اٹھایا ہو۔ جناب والا! جب حلف کی خلاف ورزی نظر آئے۔ اسلام کی خلاف ورزی نظر آئے۔ رولز کی خلاف ورزی نظر آئے اور قانون شکنی نظر آئے تو وہاں کس طرح امن رہے گا۔ جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ اس صوبے کے اندر یہ بڑی عجیب بات ہے کہ یہاں ہمارے ایک ساتھی ایم۔پی۔اے جناب منظور موہل ان کو بھی سرکاری گاڑی دی تو اس کا حادثہ بھی سرکاری گاڑی کا ہوا تھا اس کے نیچے آ کر آدمی بھی مر گیا تھا اور جب پرچہ درج کرنے لگے تو پھر وہاں چاہیے تھا کہ وہاں بھی یہی کہتے کہ فلاں نمبر والی گاڑی کے نیچے آ کر فلاں بندہ مر گیا۔ پھر بھی پتا چلتا ہے کہ منظور موہل کے پاس یہ سرکاری گاڑی کس حیثیت کے ساتھ تھی۔

جناب والا! جب اتنی ناانصافیاں نظر آتی ہوں کہ چودھری عفور کس وقت کا پنجاب سے نکل کر مرکز میں چلا گیا اور آج تک وہ ہماری جائیداد جو پنجاب گورنمنٹ کی ہے وہ چھوڑنے کے لیے تیار

نہیں ہے اور منسٹر صاحب نے آج بڑی ڈھٹائی کے ساتھ کہا ہے کہ میں information collect کراؤں گا۔ یہ information collect کرنے والی کون سی بات ہے ایک سوا سال سے بندے کا تعلق بھی پنجاب گورنمنٹ کے ساتھ کوئی نہیں وہ مرکز کا ایم۔این۔اے ہے۔ لیکن صرف آپ سہولتیں اس لیے دیتے ہیں کہ وہ صرف عیاشیوں کے اڈے بن جائیں اور وہاں وہ جو ان کا دل کرے ان میں بیٹھ کر وہ کریں۔ جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ مرکز اور پنجاب کی لڑائی کوئی لڑائی نہیں ہونی چاہیے۔ لڑائی ہونی چاہیے خدمات کے سلسلے میں آئیں جناب نواز شریف عوام کی خدمت کے لیے سامنے آئیں۔

جناب سپیکر ، راہی صاحب! آپ کی تقریر کا وقت ختم ہو گیا ہے۔

جناب فضل حسین راہی ، جناب والا! ایک دو منٹ دے دیں۔

جناب سپیکر ، ایک منٹ میں wind up کر لیں۔

جناب فضل حسین راہی ، جی میں ایک منٹ میں اپنی تقریر ختم کر لیتا ہوں۔ جناب والا! اگر جناب نواز شریف نے یہاں کوئی توجہ دی ہوتی ۔ حالانکہ میں پچھلی اسمبلی سے چیختا آ رہا ہوں تو پچھلی اسمبلی میں بھی یہی چیف منسٹر تھے ۔ میں پچھلی اسمبلی سے کہتا آ رہا ہوں یو۔این۔او کے چارٹرڈ میں آپ نے طے کیا ہے کہ چائلڈ لیبر نہیں ہو سکتی اور آج جہاں قانون آپ کو اجازت نہیں دیتا۔ جہاں آپ کو اخلاق اجازت نہیں دیتا جہاں تمہیں مذہب اجازت نہیں دیتا آپ یہاں چائلڈ لیبر زبردستی لا رہے ہو کیوں؟ لوگ تب عمل کریں جب لوگوں کے گھروں میں یعنی غریبوں کے گھروں میں اتنے مسائل ہیں۔ کہ وہ اپنے چار چار پانچ پانچ سال کے بچوں سے کام لے کر اپنے مسائل کی شدت کو کم کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن آج بھی وہی بچے جس طرح میں پہلے کہتا تھا کہ یہاں ہوٹلوں میں جو برتن دھونے والے بچے ہیں جو گدھا گاڑیاں چلانے والے ، جو قالین بننے والے بچے ، جو لوہار چلانے والے بچے ہیں جو ورکشاپوں میں کام کرنے والے بچے ہیں جو سینماؤں میں ہاف ٹائم لگانے والے بچے ہیں جو ہاتھوں میں مختلف چیزیں بیچنے کے لیے نکلتے ہیں۔ پالشیں کرنے والے بچے۔ جناب والا! ان کی طرف دیکھو تو ان کے والدین کی محنتیں دیکھو ۔ اس پاکستان کے بنانے میں ان کے آباؤ اجداد کی محنتیں دیکھیں تو پھر تم ظالم نہ ہوتے۔ اگر تم میں ظلم نہ بھرا ہو تو پھر ضرور تمہارے دل یہ چاہیں گے کہ ان بچوں کی انگلیاں پکڑ کر انہیں تم سکولوں میں چھوڑ کر آؤ۔ لیکن جناب والا! یہاں تو سکول چار سالوں میں وہ جن

کی چار سالوں میں ایک اینٹ بھی نہیں ۔ اور 80 لاکھ روپیہ گرانٹ بھی کر دی گئی۔ 446 ایکڑ زمین بھی دے دی گئی اور لوٹ مار کا ایسا راستہ کھولا گیا۔ کروڑوں روپیہ ایک ایک آدمی یہاں سے کما کر لے جاتا ہے۔ اور میں یہ ہاؤس کے فلور پر کہتا ہوں کہ اگر جس دن یہاں صورت حال بدلے گی صرف ایل۔ ڈی۔اے کے کیس نکالیں اور ایل۔ڈی۔اے میں انہوں نے جتنی خرید و فروخت کی ہے۔ جتنی یہاں بے ایمانی کی ہے باقی سب ڈویلپمنٹ اتھارٹیاں چھوڑ دیں گے۔ لیکن صرف ایل۔ڈی۔اے کے کیس نکالیں اور ان شاء اللہ تعالیٰ ساری قوم دیکھے گی کہ ان لوگوں نے کتنی لوٹ مار ڈالی تھی۔ لوٹنے والے لوگ کبھی خادم نہیں ہوتے لوٹ مار کرنے والے کبھی عوام کی خدمت نہیں کر سکتے۔

جناب سپیکر ، شکریہ۔ راہی صاحب۔ بس اب ختم کر دیں۔

چودھری فضل حسین راہی ، جناب والا! میں ختم کر ہی دیتا لیکن----

جناب سپیکر ، شکریہ۔ مہربانی ۔ آپ تشریف رکھیں ۔ راہی صاحب! میں نے آپ کو دس منٹ زیادہ دیے ہیں۔

چودھری فضل حسین راہی ، جناب والا! میں صرف یہ suggest کرتا ہوں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے قول کے مطابق کہ باقی سب مدد چھوڑ دو اور زندگی بادلوں کی طرح بسر کرو جو پھولوں اور کانٹوں پر یکساں برستے ہیں۔ یہ نہ کرو کہ آئی۔جے۔آئی آپ کے کچھ لگتے ہیں تو پیپلز پارٹی والے تمہارے دشمن ہیں۔ جناب والا! یہ کارکنوں کا کوئی قصور نہیں ہوتا۔ لڑائی ہماری تو ان کی ہے کارکن عوام کا حصہ ہیں جو عوام میں سے ہمیں جتانے کے لیے آتے ہیں۔ وہ ہمارے کارکن بن جاتے ہیں جو تمہیں جتانے کے لیے جاتے ہیں وہ تمہارے کارکن بن جاتے ہیں لیکن وہ عوام کا حصہ ہیں۔ ان سے ناانصافی نہیں ہونی چاہیے۔ آج ہمارے کارکنوں کا یہ عالم ہے کہ وہ تھانوں کے اندر پرچہ درج نہیں کرا سکتے اور تمہارے کارکنوں کا یہ عالم ہے کہ قاتل بھی گرفتار نہیں ہو سکتا۔

جناب سپیکر ، راہی صاحب! شکریہ۔ اب آپ تشریف رکھیں ۔ اب میں دعوت دیتا ہوں سردار نصر اللہ خان دریشک صاحب کو کہ وہ ارشاد فرمائیں۔

وزیر قانون ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ مجھے آپ نے اس اہم موضوع پر اپنے خیالات کا اظہار کرنے کے لیے موقع فراہم کیا ہے۔ میں اپنے معزز اراکین

اپوزیشن کا بھی تہہ دل سے شکر گذار ہوں کہ انہوں نے اس اہم موضوع کے لیے اس اسمبلی کا اجلاس requisition کیا اور ہماری کوتاہیوں کی نشان دہی کی اور ہماری رہ نمائی کی۔ جناب والا! مجھے سب سے زیادہ خوشی اس بات کی ہے کہ اس موضوع پر اپوزیشن کے اطمینان کے مطابق سیر حاصل بحث ہوئی ہے اور کوئی معزز رکن اسمبلی اپوزیشن کا ایسا نہیں رہ گیا جو اس موضوع پر بات کرنا چاہتا تھا اور اس کو بات کرنے کا موقع نہیں ملا۔ اس سلسلہ میں شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے اتنے خوبصورت ماحول میں موجودہ اجلاس کو چلایا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے اپوزیشن کے بھائیوں نے جو اپنی تقاریر کی ہیں ان میں زیادہ تر تنقید برائے تنقید کا پہلو نکلتا ہے۔ تنقید برائے تعمیر کے پہلو کو میں نے ڈھونڈنے کی کوشش کی ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر ، آرڈر پلیز ۔ آرڈر پلیز۔

وزیر قانون ، جناب والا! میں عرض کر رہا تھا کہ میں نے تنقید برائے تعمیر کے پہلو کو ڈھونڈنے کی کوشش کی ہے۔ چند ایک ہمارے معزز اراکین اپوزیشن کی طرف سے تجاویز پیش ہوئی ہیں ان کے بارے میں آخر میں میں ذکر کروں گا۔ اس میں لیڈر آف دی اپوزیشن نے کچھ تجاویز دی تھیں۔ جاوید محسن صاحب نے کچھ تجاویز دی تھیں۔ کچھ اور دوستوں نے بھی تجاویز دی تھیں۔ تو جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم تو یہ چاہتے تھے کہ لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ صرف پنجاب حکومت جو برسراقتدار ہے اس کا مسئلہ نہیں بلکہ یہ ہم سب کا مشترکہ مسئلہ ہے۔ اس مسئلے کو ہمیں جدا نہیں کرنا چاہیے۔ اس مسئلے کو ہمیں ایک کمپلیکس مسئلے کی حیثیت سے دیکھنا چاہیے۔

جناب سپیکر! میں آپ سے یہ عرض کرتا ہوں کہ جب مہنگائی بڑھے گی۔ جب ملازمتیں نہیں ملیں گی۔ جب چھوٹے چھوٹے معاملات اور جائز حقوق پنجاب کی حکومت کو آئین نے دیے ہیں وہ اس کو نہیں ملیں گے تو اس کا اثر لامحالہ لاء اینڈ آرڈر پر ہو گا۔ اس چیز کا اثر انداز ہونا ایک فطری عمل ہے اس سے دنیا کی طاقت کسی کو روک نہیں سکتی۔ تو جناب والا! جب ہمارے بھائی، ہمارے دوست اس قسم کی باتیں کرتے ہیں میں آپ کی توجہ آئین کے آرٹیکل 156(2) کی طرف دلانا چاہتا ہوں سی۔ سی۔ آئی کا میں پہلے کئی بار ذکر کر چکا ہوں ایک یہ نیشنل اکانومک کونسل ہے اس کا کام یہ ہے کہ۔

156(2) The National Economic Council shall review the overall

economic condition of the country and shall, for advising the Federal Government and the Provincial Governments, formulate plans in respect of financial, commercial, social and economic policies; and in formulating such plans, it shall be guided by the Principles of Policy set out in Chapter 2 of Part II.

جناب والا! سال گزر گیا ہے نیشنل اکانومک کونسل کا کوئی اجلاس نہیں ہوا اور سال گزر گیا ہے سی۔سی۔آئی کا کوئی اجلاس نہیں ہوا ہمیں کہا جاتا ہے کہ آپ آئین کے مطابق نہیں چل رہے ہیں آئین میں ہمیں ایک فورم میسر ہے جس میں ہم آہ و بکا کر سکیں اور اپنے ساتھ ہونے والی زیادتیوں کی نشاندہی کر سکیں۔ مگر جناب والا! ان پر ہمیں پہنچنے نہیں دیا جاتا تو جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ یہ ساری چیزیں مل کر لاء اینڈ آرڈر کی حالت کو بہتر یا خراب کرنے میں مد و معاون ہو سکتی ہیں۔ ویسے جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پنجاب میں لاء اینڈر آرڈر کی جو عمومی حالت ہے وہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بالکل ایسی ہے کہ جس کو آپ تسلی بخش قرار دے سکتے ہیں۔ جناب والا! لاء اینڈ آرڈر کی حالت اس وقت پریشانی کا موجب بن سکتی ہے اس وقت آپ کہہ سکتے ہیں کہ یہ صوبہ امن کی حالت کو کنٹرول کرنے میں کامیاب نہیں ہو رہا جس وقت آپ کی حکومت کی مشینری بالکل ناکارہ اور بے اثر ہو جاتی ہے پھر وہ امن عامہ کی حالت کو کنٹرول کرنے کے لیے رینجرز کی مدد مانگتی ہے پھر وہ فوج کی مدد مانگتی ہے تب آپ کہہ سکتے ہیں کہ حکومت امن عامہ کی حالت کو کنٹرول نہیں کر سکی۔

MR SPEAKER: The time is extended for half an hour.

وزیر قانون ، جناب والا! ہمارے ان بھائیوں نے ولی خان اور ایم۔ کیو۔ایم اور ہر قسم کی بات کی مگر ہمارے اوپر تو قدغن ہے کہ ہم صرف اور صرف پنجاب کی بات کریں۔ تو جناب والا! جب پنجاب کی بات ہو گی تو پاکستان کی بات ہو گی جب پاکستان کی بات ہو گی تو پاکستان میں صوبہ سرحد بھی ہے' پاکستان میں صوبہ بلوچستان بھی ہے اور پاکستان میں صوبہ سندھ بھی ہے تو جناب والا! ان سارے

صوبوں کی بات ہو گی تو جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے محدود وسائل کے باوجود عمومی طور پر ہماری امن عامہ کی حالت مکمل طور پر ان شاء اللہ تعالیٰ ہمارے کنٹرول میں ہے۔

جناب والا! میں آپ کی توجہ اس امر کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ جب ہماری مسلم لیگ کی حکومت برسر اقتدار آئی تھی اس وقت ہم نے سب سے پہلے اس چیز کو top-priority دی کہ ہمیں امن عامہ پر کنٹرول کرنا چاہیے اور امن عامہ عمومی صورت حال بہتر کی جائے ہماری حکومت کا 1985-86 کا سال تھا اس وقت ہم نے دیکھا کہ یہ جو سنگین نوعیت کے جرائم کا رجحان تعداد میں بڑھنے کی طرف ہے 1986 میں قتل 1489 ہوئے تھے پھر 1987 میں 1692 ہو گئے۔ اغوا کی تعداد 1986 میں 2218 تھی یہ 1987 میں 2332 ہو گئی ۔ ڈکیتی 1986 میں 34 تھیں اور 1987 میں یہ 31 ہو گئیں تو جناب والا! ہماری حکومت نے اس چیز کا فوری طور پر نوٹس لیا۔

جناب فضل حسین راہی ، پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا! یہ تو وہ پرچے ہیں جو درج ہوئے۔ جن پرچوں کا انکار ہو جاتا ہے کیا ان کا بھی ریکارڈ ان کے پاس ہے۔

وزیر قانون ، جناب سپیکر! اس وقت جو ہماری حکومت تھی اس نے یہ فیصلہ کیا کہ جس طرح بھی ممکن ہو ہمیں اس قسم کے اقدامات کرنے چاہیں جس کے نتیجے میں جرائم میں کمی واقع ہو۔ اس کے لیے حکومت نے امن عامہ کی صورت حال کو priority No.1 پر رکھا اور اس کے نتیجے میں ہم نے سب سے پہلے سپیڈی ٹرائیل کورٹس کو introduce کیا۔ جس کے بارے میں جناب رانا صاحب نے بھی فرمایا کہ وہ انصاف کیا ہوا کہ لوگ دو' دو سال تک جیل میں رہیں ' قید میں رہیں اور اس کے بعد آپ کہہ دیں کہ جی یہ بے گناہ تھا یا گناہ گار تھا تو جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم نے سپیڈی ٹرائیل کورٹس مقرر کیں ہم نے اسلحے کے لائسنسوں پر سختی سے پابندی لگائی ہم نے مفرور ملزموں کی گرفتاری کے لیے خصوصی انتظامات کیے جناب والا! ہم نے اس قسم کے طریق کار اختیار کیے جس کے نتیجے میں 1988ء میں جب کہ آبادی بڑھی اور بھی دوسرے بہت سے عوامل ہیں جو جرائم کو بڑھانے کی طرف راغب کرتے ہیں تو مجھے اس بات کے اظہار کرنے میں خوشی ہے کہ 1987ء میں قتل کے کیسز 1692 تھے ۔ وہ ہمارے سپیڈی ٹرائیل کورٹس کے نتیجے میں اور ہمارے دوسرے اقدامات کے نتیجے میں کم ہو کر 1618 ہو گیے۔ اغوا کے کیسز 2332 سے کم ہو کر 2214 ہو گئے۔ ڈکیتی کے

کیسز 1987 میں 41 تھے لیکن 1988 میں بھی یہ 41 ہی تھے۔ اس میں بھی increase کا پوائنٹ ختم ہوا۔

جناب والا! یہ کیوں ہوا یہ اس لیے ہوا کہ جب کیسز لمبے ہو جاتے ہیں اور جرائم پیشہ لوگ کیا کرتے ہیں وہ گواہوں پر دباؤ ڈالتے ہیں اور وہ کئی قسم کے حربے استعمال کرتے ہیں جس کے نتیجے میں گواہ ڈر کر بیٹھ جاتے ہیں اور ملزم سزا پانے سے بچ جاتے ہیں تو جناب والا! ہم نے یہ سپیڈی ٹرائیل کورٹس مقرر کیں لیکن بدقسمتی سے مجھے یہ کہنا پڑتا ہے کہ جب ہماری موجودہ نئی حکومت مرکز میں آئی اور میں سمجھتا ہوں کہ نومبر 1988ء میں جو الیکشنز ہوئے اس میں ہمیں ہمارے ان اقدامات کے نتیجے میں پنجاب کے عوام نے دوبارہ منتخب کیا ہے اور جناب والا! پاکستان کی تاریخ میں یہ پہلا واقعہ ہے کہ seated government کو دوبارہ منتخب کیا جائے اور اس کی حکومت قائم ہو اور لوگ اسے قبول بھی کریں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پھر کیا ہوا کہ فروری میں ہمارا سپیڈی ٹرائیل کورٹس والا آرڈیننس ختم ہو گیا ہم نے اس بارے میں بڑی کوشش کی مرکزی حکومت کو لکھا کہ اس آرڈیننس کو extend کریں یا اس پر قانون سازی کریں ۔ جناب والا! میں حزب اختلاف کے بھائیوں کو خاص طور پر قائد حزب اختلاف کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ اس معاملے میں ہمارے ساتھ تعاون کا ہاتھ بڑھائیں ان کے اپنے معززین یہ تجویز پیش کرتے رہے ہیں کہ فوری انصاف ہونا چاہیے لہٰذا یہ ان سپیڈی ٹرائیل کورٹس کو بحال کرانے میں ہمارے ساتھ دست تعاون بڑھائیں اور ہماری اپیل پر جو ہم نے مرکزی حکومت سے کی ہوئی ہے۔ اس اپیل میں شامل ہو کر مہربانی کر کے ان سپیڈی ٹرائیل کورٹس کو بحال کرانے میں ہمارے ساتھ تعاون کریں اس سے ہم ان شاء اللہ مزید سستا اور فوری انصاف عوام کو مہیا کریں گے جناب والا! اس کا ایک اور فائدہ ہو گا ہماری بہن صغیرہ اسلام کا اس ایوان میں ایک ریزولیوشن بھی آیا ہوا تھا اور وہ خواتین کے ساتھ زیادتی کے سلسلے میں تھا۔ جناب والا! میں اس ایوان کے فلور پر اعلان کرتا ہوں کہ خواتین کی بے حرمتی اور زیادتیوں کے کیسز کو بھی اسی شیڈول میں شامل کریں گے اسی طریقے سے میرے بھائی جناب جاوید گھمن صاحب نے کہا ہے کہ پولیس کے معاملات کو بہتر انداز میں چلانے کے لیے پولیس کو سہولتیں دی جائیں تو میں ان سے اتفاق کرتا ہوں۔ محترمہ وزیر اعظم صاحبہ نے اعلان کیا تھا جس میں ان کے ranks بڑھائے گئے تھے

ان کی تنخواہیں بڑھائی گئی تھیں ان کے گریڈ بڑھائے گئے تھے مگر صوبہ پنجاب میں اس پر ابھی تک عملدرآمد نہیں ہوا تو میں یہ بھی قائد حزب اختلاف اور حزب اختلاف کے بھائیوں سے اپیل کرتا ہوں کہ ان پر عمل درآمد کیا جائے ان کو اچھی سہولتیں دی جائیں۔

جناب سپیکر! ہماری پولیس کے 35 جوان جن میں افسر بھی شامل تھے اور چھوٹے ملازمین بھی شامل تھے پولیس مقابلے میں اپنے فرائض منصبی ادا کرتے ہوئے شہید ہوئے اور 21 زخمی ہوئے ہیں۔ تو جناب والا! جب ہم ان پر تنقید کرتے ہیں جن لوگوں نے اپنے فرائض منصبی ادا کرتے ہوئے اپنی جان جان آفرین کر دی ہے تو اس وقت ہمیں ان کو نہیں بھولنا چاہیے۔ جناب والا! ہمارے ان محدود وسائل میں جو ہم انہیں سہولتیں دیتے ہیں۔ پولیس والے اپنی جان جان آفرین کو دینے کے لیے تیار ہو جاتے ہیں تو میں ان کو سلام پیش کرتا ہوں۔ جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ کہ سندھ میں پانچ ہزار کی نفری بڑھائی گئی ہے اور وہاں کی پولیس کو 50 کروڑ روپے کی سپیشل گرانٹ دی گئی ہے مگر جناب والا! پنجاب کو ایک ٹیڈی پیسہ بھی نہیں دیا گیا۔ جناب والا! سندھ بھی ہمارا بھائی ہے۔ ہمارے پاس انٹی رائٹس کے کنٹرول کے لیے 13 anti-rights گاڑیاں ہیں جو انٹی رائٹس کنٹرول کے لیے بڑی مؤثر ہیں ان میں سے پنجاب نے چار سندھ کو دی ہوئی ہیں اور ہم خوش ہیں کہ وہ وہاں پر استعمال ہو رہی ہیں اور وہ بھی ہمارے بھائیوں کی حفاظت کے لیے استعمال ہو رہی ہیں۔ جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہمیں وہ مراعات ملنی چاہئیں جو دوسرے صوبوں کو دی گئی ہیں۔ یہاں پر بہت تنقید کی گئی کہ جی پنجاب کا بجٹ ایک ارب 77 کروڑ روپے ہے اور یہ وہ ہے وغیرہ وغیرہ ۔ تو جناب والا! میری یہ گزارش ہے کہ آپ یہ بھی تو دیکھیں کہ پنجاب کی آبادی کیا ہے۔ پنجاب میں پولیس کی تعداد کیا ہے صوبہ پنجاب کا بجٹ جو ایک ارب 75 کروڑ اور 88 لاکھ روپے ہے۔ یہ پنجاب کے بجٹ کا 4.25 فی صد بنتا ہے۔ جب کہ سندھ میں 90 کروڑ روپے کا بجٹ ہے۔ وہ ان کے بجٹ کا 7.37 فی صد بنتا ہے۔ اس طریقے سے اگر صوبہ سرحد کی کنسٹیبلری کو سرحد کے بجٹ میں ملا دیا جائے تو جناب سپیکر! وہ 74 کروڑ روپے بنتا ہے اور وہ ان کے بجٹ کا 8 فی صد بنتا ہے۔ جناب سپیکر! اب میں آپ سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس وقت ہمارے پنجاب کا ایک کنسٹیبل ہمارے 849 آدمیوں کی حفاظت پر مامور ہے سندھ کا ایک کنسٹیبل 486 افراد کی حفاظت پر مامور ہے سرحد کا ایک کنسٹیبل اگر سرحد کنسٹیبلری کو ملائیں تو وہ 314 آدمیوں کی حفاظت پر مامور

ہے تو جناب والا! آپ اس سے اندازہ لگا لیں کہ پنجاب میں تقریباً 850 آدمیوں کی حفاظت پر ایک کنسٹیبل مامور ہے اس کے باوجود بھی ہماری صورت حال تمام صوبوں سے عمومی طور پر بہتر ہے تو جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ جو بات قابل ستائش ہو اس پر اگر آپ ان کی حوصلہ افزائی کریں گے تو یہ چیز ان کی کارکردگی کو بہتر بنانے میں ضرور معاون ثابت ہو گی۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جب سندھ اور پنجاب کا مقابلہ کیا جاتا ہے تو پنجاب کی آبادی سندھ سے اڑھائی گناہ زیادہ ہے مجھے بہت افسوس سے یہ عرض کرنا پڑتا ہے کہ جب مرکزی حکومت میں ہمارے پنجاب کے facts and figures پیش کیے جاتے ہیں تو چھوٹے چھوٹے معاملات اور مقدمات کا ذکر کیا جاتا ہے اور ان کی زیادہ تعداد وہاں پر پیش کی جاتی ہے اور اہم معاملات سے اکثر توجہ ہٹائی جاتی ہے۔

سید ذاکر حسین شاہ ، پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا! میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ قواعد و ضوابط یکساں طور پر apply ہونے چاہئیں اگر فضل حسین راہی کوئی بات کرے تو کسی نہ کسی طریقے سے تو بات کرنے کا موقع مل جاتا ہے اور اسے غیر منصفانہ قرار دے دیا جاتا ہے۔ جناب والا! اب ہم نے جو الزامات لگائے ہیں اعتراضات کیے ہیں ان کا جواب دینے کی بجائے پنجاب اور سندھ کا موازنہ کیا جا رہا ہے۔ ایک طرف تو یہ کہتے ہیں کہ ساٹھ فیصد ہماری حکومت ہے تو جناب والا یہ اس ساٹھ فیصد کا کیوں حساب نہیں دیتے۔ مگر جو یہ کہہ رہے ہیں کہ سندھ میں یہ ہو رہا ہے سرحد میں یہ ہو رہا ہے یہ ان کے فرائض میں شامل نہیں ہیں۔ وزیر قانون غیر متعلقہ موضوعات میں شامل ہو رہے ہیں آپ ان کو بھی ہدایت فرمائیں کہ وہ specific matter پر بات کریں۔

جناب سپیکر ، شاہ صاحب، آپ ذرا اب حوصلے کے ساتھ سنیں اور وزیر قانون صاحب کی تقریر میں مداخلت نہ کریں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! ایک لاکھ کی آبادی پر جو قتل ہوئے ہیں پنجاب میں وہ 4.65 فی صد بنتا ہے جبکہ سندھ میں 6 20 فی صد ہے پنجاب میں جو قتل کی وارداتیں ہوئی ہیں وہ کم از کم 35 فی صد کم ہیں اسی طریقے سے پنجاب میں جو ڈکیتی کی وارداتیں ہوئی ہیں وہ 10 فی صد ہیں یہ لاکھ پر ہے۔ اور سندھ میں 1.09 فی صد ہے یہ جناب والا! 11 فی صد زیادہ ہیں یعنی گیارہ گنا زیادہ ہے۔ جناب سپیکر! پنجاب

میں راہزنی کی وارداتیں 53 فی صد جبکہ سندھ میں 3.25 فی صد ہیں یہ چھ گنا زیادہ ہیں عام چوری کی جو وارداتیں پنجاب میں ہیں وہ 27 فی صد ہیں اور سندھ میں 39 فی صد ہے یہ بھی 12 فی صد زیادہ ہیں۔ جناب والا! میں آپ کی خدمت میں یہ عرض بھی کرنی چاہتا ہوں کہ یہ اس کے باوجود ہے کہ وہاں پر نفری پانچ ہزار کی بڑھائی گئی ہے وہاں پر جو بجٹ ہے اس کا بھی زیادہ حصہ صرف کیا جاتا ہے اور وہاں پر پچاس کروڑ روپیہ بھی زیادہ دیا گیا ہے میں عرض کرتا ہوں کہ اپنے محدود وسائل کے اندر رہتے ہوئے بھی ہماری سیاسی کارکردگی انتہائی تسلی بخش ہے جناب سپیکر! میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کرنی ضروری چاہتا ہوں۔۔

چودھری زاہد پرویز، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں آپ کی وساطت سے وزیر قانون سے عرض کروں گا کہ وہ جو صوبہ پنجاب اور صوبہ سندھ کا موازنہ کر رہے ہیں وہ صوبہ سرحد سے بھی موازنہ کرلیں کہ وہاں کے جرائم کی شرح کیا ہے؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! جہاں تک قتل اور اقدامات قتل اور ڈکیتی کے سراغ لگانے کی شرح کا تعلق ہے قتل میں سراغ لگانے کی شرح 88 فی صد ہے اقدام قتل کی 95 فی صد ہے رہزنی اور ڈکیتی میں 62 فی صد ہے اور جناب والا! مجھے فلور آف دی ہاؤس پر یہ اعلان کر کے خوشی ہوتی ہے کہ پنجاب میں جتنے proclaimed offenders تھے ان میں سے کم از کم پچاس فی صد ہماری حکومت کی خصوصی توجہ کے نتیجے میں گرفتار کیے جا چکے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ 1988 میں سپیڈی ٹرائیل کورٹس کے جو اقدامات اٹھائے تھے اب مرکز میں نئی حکومت آنے کی وجہ سے ہمارے ہاتھ کھلے نہیں ہیں کہ ہر کام ہم اپنی مرضی سے کر سکیں اور خاص طور پر جب عام معافی کا اعلان ہوا اس کے نتیجے میں علی فث بالر جیسے لوگ جن کو عدالت نے دس دفعہ پھانسی کی سزا دی تھی اس سے وہ لوگ بچ گئے۔ جناب سپیکر! ہوتا کیا ہے۔ ہوتا یہ ہے کہ جب کوئی کیس رجسٹر ہوتا ہے اور مشکل سے ہی ایسا کوئی کیس ہوتا ہے۔ جس میں کسی آدمی کو سزائے موت ہوئی ہے اور جب کسی ایک آدمی کو سزائے موت ہوتی ہے اور اس پر عملدرآمد ہو جاتا ہے تو اس سے جرائم پیشہ لوگوں میں ایک سنسنی سے پھیل جاتی ہے اور وہ سزا جرائم کے انسداد میں بہت مد و معاون ثابت ہوتی ہے ۔ لیکن جناب

والا! جب کسی آدمی کو دس دفعہ سزائے موت دی جا چکی ہو اور وہ سزائے موت عمر قید میں تبدیل ہو جائے تو اس طریقے سے جرائم پیشہ لوگوں کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے اور جرائم پیشہ سمجھ لیتے ہیں کہ ہمیں سزائے موت کی سزا نہیں ہے لہٰذا ہم چھوٹے موٹے مسائل سے خود نبٹ لیں گے اس طریقے سے جرائم کا رجحان بڑھتا ہے اور اس کا نتیجہ بڑا خراب نکلتا ہے۔

سید ذاکر حسین شاہ ، پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب سپیکر! اسمبلی کے قواعد و ضوابط کے مطابق گورنر کے کسی بھی ایکشن پر تنقید نہیں کی جا سکتی اور نہ ہی صدر کے ایکشن پر تنقید کی جا سکتی ہے۔ جناب والا! گورنر صاحب کو اور صدر صاحب کو سزا کو commute کرنے کا قانونی اور آئینی اختیار دیا گیا ہے یہ وزیر قانون گورنر پر بھی تنقید کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ ان کا یہ حصہ چونکہ گورنر پر اور گورنر کے اختیارات پر تنقید کے حصے میں آتا ہے لہٰذا اسے کارروائی سے حذف فرمایا جائے۔ جناب والا! وزیر قانون دان یا آئینی ماہر بتا دے کہ کیا سزا موت کو عمر قید میں تبدیل کرنے کے اختیارات گورنر اور صدر کے پاس نہیں؟

جناب سپیکر ، شاہ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ آپ کو قاعدہ پڑھنے کی ضرورت نہیں۔

سید ذاکر حسین شاہ ، جناب والا! میں نے پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا تھا آپ پہلے اس پر اپنا فیصلہ صادر فرما دیں۔

جناب سپیکر، شاہ صاحب! میں آپ کا پوائنٹ آف آرڈر سن چکا ہوں اور مجھے یہ رولز زبانی یاد ہیں گورنر کے personal conduct کو زیر بحث نہیں لایا جا سکتا۔ صدر کے personal conduct کو نیشنل اسمبلی میں زیر بحث نہیں لایا جا سکتا۔ اس طرح سے گورنر صاحب کے personal conduct کو صوبائی اسمبلی میں زیر بحث نہیں لایا جا سکتا۔ لیکن یہ جو بات ہو رہی ہے یہ personal conduct نہیں ہے۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب والا! وزیر موصوف گورنر صاحب اور صدر صاحب کی یہاں پر بات کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر، شاہ صاحب! یہ میری رولنگ ہے ۔ شاہ صاحب' آپ یہ درست نہیں فرما رہے۔ ایک تو آپ گورنر صاحب کی ذات کو بلاوجہ مباحثہ کی صورت میں زیر بحث لانا چاہتے ہیں جو کسی صورت میں نہ آپ کے لیے مناسب ہے اور نہ ہی ہمارے لیے مناسب ہے اور جو بات ہے وہ یہ ہے کہ یہ گورنر صاحب

کے personal conduct کو زیر بحث نہیں لا رہے اور یہ گورنر صاحب کی سزا کو commute کرنے کی جو اتھارٹی ہے یہ اس کی بات ہو رہی ہے۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب والا! میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ گورنر قانون میں juristic person ہیں۔ یہ fictions personality ہے۔ میں نے یہ کب کہا ہے کہ یہ گورنر کی ذات پر ہے ۔ میں جب گورنر کہتا ہوں تو میری مراد یہ ہوتی ہے کہ گورنر juristic person ہے۔ ایک fictions personality ہے اور گورنر کو آئین میں اور پاکستان کے قانون میں سزا کو commute کرنے کا اختیار ہے۔ آپ وہاں پر دیکھیں کہ گورنر کو سزا میں کمی بیشی کرنے کا اختیار ہے۔ جب آئین میں انہیں یہ اختیار دیا گیا ہے تو پھر کیوں وزیر قانون اس پر اعتراض کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر، جی۔ اس بارے میں میں اپنا فیصلہ دے چکا ہوں۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب والا! میں تو یہ عرض کر رہا ہوں کہ وزیر موصوف گورنر صاحب کے آئینی اختیارات کو کس حیثیت سے یہاں پر زیر بحث لا رہے ہیں۔ میں جناب والا! اس پر آپ کی رولنگ چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں ۔ آپ ذرا تشریف رکھیں اور مجھے یاد ہے کہ جب آپ امن و امان کی صورت حال پر تقریر کر رہے تھے۔ تو آپ کی ساری تقریر کے دوران ایک بھی مداخلت نہیں ہوئی اور اس کے بعد میں کسی پوائنٹ پر آپ کو بولنے کی اجازت نہیں دوں گا۔ آپ وزیر قانون کو interrupt نہیں کریں گے۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب والا! اگر آئین کے خلاف بات کریں گے تو پھر میں ضرور بولوں گا۔

جناب سپیکر، شاہ صاحب! آپ میری رولنگ کو چیلنج نہیں کر سکتے۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب والا! جب گورنر کے آئینی کردار پر تنقید ہو گی' کسی بھی طرح سے تنقید ہو گی تو میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کروں گا۔ کیونکہ آئین سے کوئی بالاتر نہیں۔

جناب سپیکر، شاہ صاحب! آپ اس وقت تجاوز فرما رہے ہیں۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب والا! اگر وزیر قانون آئین کی خلاف ورزی کریں گے تو——

جناب سپیکر، اس بات میں آپ مداخلت کریں گے جس بات کی آئین ------

سید ذاکر حسین شاہ، جناب والا! میری آپ سے درخواست ہے کہ آپ اس بات پر رولنگ دیں کہ کیا گورنر کے آئینی اختیارات پر وزیر قانون تنقید کر سکتے ہیں؟

جناب سپیکر، آپ اپنی نشست پر تشریف رکھیں۔

میں اس رولنگ پر پھر اپنی رولنگ دھراتا ہوں کہ گورنر کے personal conduct کو اسمبلی میں زیر بحث نہیں لایا جا سکتا اور وزیر قانون نے جو بات کی ہے وہ گورنر پنجاب کے personal conduct کی بات نہیں کی ہے اور یہ میری رولنگ ہے۔

وزیر قانون، جناب والا! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! میں تو ان عوامل کا ذکر کر رہا تھا۔ جن عوامل کی وجہ سے اور امن عامہ کی صورت حال پر ہمارے معزز بھائیوں نے سیر حاصل بحث کی ہے۔ اس رجحان کا میں نے 87-1986 اور 88-1987ء کا موازنہ کر کے بتایا تھا۔ 1989ء میں وہی رجحان اب پھر پیدا ہو گیا ہے۔ ان عوامل کی طرف میں آپ کی توجہ مبذول کروا رہا تھا اور اس معزز ایوان کو اعتماد میں لے رہا تھا۔

جناب والا! اسی قسم کے عوامل جن کا میں نے ذکر کیا ہے ان کا امن عامہ کی صورت حال پر اثر انداز ہونا ایک فطرتی عمل ہے۔ جناب والا! میں دو تین چھوٹے چھوٹے واقعات آپ کی خدمت میں پیش کروں گا۔ پریس کلنگ کے ریفرنس سے آخر میں اسی سلسلے میں کچھ عرض کروں گا۔ کیونکہ فی الحال اس سے پہلے میں کچھ اعداد و شمار آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس وقت تک پولیس نے مجموعی طور پر کوئی 180 گروہوں کا خاتمہ کیا ہے۔ 1688 افراد کو گرفتار کیا ہے۔ 1891 سنگین نوعیت کے مقدمات ہیں جن کا سراغ لگایا گیا ہے۔ تقریباً 3 کروڑ 38 لاکھ روپے کا مال مسروقہ برآمد کیا ہے۔ اسی طرح مظفری بھٹو بدنام زمانہ مجرم اشتہاری شور کوٹ پولیس مقابلہ میں' یہ میں نے پہلے عرض کر دیا ہے کہ تقریباً 35 پولیس مقابلوں میں 17 بدنام زمانہ ملزم ہلاک ہوئے ہیں۔ 21 زخمی ہوئے ہیں۔ 71 ملزموں کو زندہ گرفتار کیا گیا ہے۔

جناب والا! اس کے علاوہ محکمہ پولیس میں اپنے فرائض منصبی احسن طریقے سے ادا نہ کرنے کے نتیجہ میں' ہم نے یعنی پنجاب حکومت نے 3 ڈی۔ایس۔پی معطل کیے ہیں۔ 11 ایس۔ایچ۔او معطل

کیے ہیں اور 68 پولیس آفیسرز جو مختلف عہدوں پر تعینات تھے ان کو ملازمت سے سبکدوش کیا ہے۔

جناب سپیکر! گورنمنٹ کی یہ پالیسی ہے کہ جہاں بھی کوئی کوتاہی کرے گا اور حکومت کے نوٹس میں آئے گا اس کو ہم سخت سے سخت سزا دینے سے بھی گریز نہیں کریں گے۔ جناب والا! میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ 12-4-89 کو محترمہ وزیر اعظم صاحبہ نے کچھ مراعات کا پولیس کے لیے اعلان کیا تھا۔ میں جناب قائد حزب اختلاف کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ پنجاب میں ابھی ان پر عمل درآمد نہیں ہوا۔ ان پر عمل درآمد کے لیے وہ ہمارے ساتھ دست تعاون بڑھائیں اور اس کے علاوہ کچھ واقعات کی اس طرح نشاندہی کی گئی ہے جس میں کچھ خواتین کے ساتھ زیادتیاں ہوئی ہیں۔ اس سلسلے میں ایک رائے ونڈ کا واقعہ تھا۔ وہاں پر وزیر اعلیٰ صاحب نے آئی۔جی صاحب' ہوم سیکرٹری' وزیر موصوف ارشد لودھی صاحب کو تعینات کیا اور انہوں نے موقع پر جا کر انکوائری کی اور متعلقہ اہل کاروں کو معطل کیا ان کے خلاف کارروائی بھی ہو رہی ہے اسی طرح سیدو والہ ضلع شیخوپورہ میں بھی اسی قسم کا کیس رونما ہوا تھا۔ محمود بوٹی میں بھی ایک کیس ہمارے سامنے آیا۔ یعنی جو بھی کیسیز ہمارے نوٹس میں آئے یا لائے گئے ہیں۔ اس پر حکومت نے فوری طور پر کارروائی کی ہے۔ خواتین کے لیے حکومت نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اس سلسلے میں لیڈیز پولیس آفیسرز کو تعینات کیا جائے۔ اس سلسلے میں دو خواتین ڈی۔ایس۔پی مقرر کی گئی ہیں۔ تاکہ اسی قسم کے واقعات کی تحقیقات کے لیے ان کو استعمال کیا جا سکے۔

جناب سپیکر! یہاں پر بڑا شور شرابا کیا گیا کہ ہماری حکومت نے لوگوں کو آؤٹ آف ٹرن پروموشن دی ہے۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم نے out of turn پروموشن دی ہے ان لوگوں کو جنہوں نے اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر اپنے فرائض منصبی ادا کیے۔ جن پولیس آفیسرز نے ڈھوک کھبہ کیس کو discover کیا۔ میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ایسے بھی واقعات موجود ہیں جس میں ایک گریڈ 18 کے آفیسر کو جو ملازمت سے برطرف ہو گیا تھا اس کو مرکزی حکومت کی طرف سے گریڈ 22 دے دیا گیا ہے۔ اسی طرح جناب ایف۔آئی۔اے جس کی تعداد 2ہزار ہے۔ اس میں ڈی۔ایس۔پی۔ ڈائریکٹ 10 کے قریب بھرتی کر لیے گئے ہیں اسی طرح کوئی 33 کے قریب انسپکٹر اور سب انسپکٹر براہ راست بھرتی کر لیے گئے ہیں۔ جناب والا! ہماری پنجاب پولیس کی تو 75 ہزار کی نفری ہے۔ اس میں ہم نے اگر چند ایک لوگوں کو اچھا کام کرنے کے نتیجے میں حوصلہ افزائی کی اور ان کو out of

turn قانون کے مطابق ترقی دی ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ایک اچھا اور احسن اقدام ہے۔ بات وہی ہے کہ

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کر رہا تھا کہ یہ وارداتوں کا رجحان کیوں بڑھ رہا ہے؟ جس پر میرے معزز بھائی ذاکر شاہ صاحب نے بھی اعتراض کیا' اب میں اس کے عوامل کی طرف آتا ہوں۔ ہمارے اپوزیشن کے بھائیوں کی طرف سے بہت شور مچا کہ نارکوٹکس کے معاملات پر کنٹرول نہیں کیا جا رہا۔ جناب والا! یہاں کلاشنکوف کی سیاست چل رہی ہے۔۔۔

جناب سپیکر ، سردار صاحب آپ کتنا وقت اور لیں گے؟

وزیر قانون ، جناب والا! زیادہ سے زیادہ 15 منٹ۔

جناب سپیکر ، وقت میں مزید 15 منٹ کی توسیع کی جاتی ہے۔

وزیر قانون ، جناب سپیکر! اسی قسم کی باتیں کی گئی ہیں' تو میں اس سلسلے میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم نے تو غیر ممنوعہ بور کے اسلحہ پر بھی پابندی لگا دی ہے' کیونکہ 87-1986ء میں ایک رجحان پیدا ہو گیا تھا۔ کلاشنکوف اور مجارو جو ہے وہ status symbol بنتا جا رہا تھا۔ لائسنس یافتہ اسلحہ پر بھی حکومت پنجاب نے نمائش کی پابندی لگائی گئی ہے ۔ یعنی لائسنس اسلحہ کو بھی آپ لے کر نہیں چل سکتے اور نیا لائسنس دینا۔۔۔ جس کے لیے میں آپ کے سامنے اعداد و شمار پیش کر رہا ہوں پنجاب حکومت نے پچھلے سال میں صرف 550 لائسنس جاری کیے ہیں وہ بھی غیر ممنوعہ بور کے ہیں۔ وہ بھی سیکورٹی فورسسز کو اور اگر کوئی فوت ہو جاتا ہے تو اس کے بچوں کو دیا ہے یا پھر کوئی خاص خاص کیس تھا جس کو ہم نے لائسنس جاری کیا۔ جب کہ مرکزی حکومت نے پنجاب میں جو آ کر درج ہوئے ہیں وہ تقریباً 5000 غیر ممنوعہ بور اور 210 ممنوعہ بور کے مختلف لائسنس جاری کیے ہیں۔ ہم نے مرکزی حکومت کو لکھا ہے کہ کلاشنکوف کے لیے تھوک کے حساب لائسنس جاری کیے جا رہے ہیں۔

جناب والا! امن و امان قائم کرنے کے لیے آپ کو دس ہزار آدمیوں کے تعاون کی ضرورت

ہوتی ہے اور ایک شر پسند جب کوئی غلط حرکت کرتا ہے تو ساری کی ساری امن و امان کی صورت حال تباہ ہو کر رہ جاتی ہے۔ آپ دیکھیں کہ اس کی اصل وجہ کیا ہے؟ کلاشنکوفیں کہاں سے آ رہی ہیں؟ کون سے بارڈر کراس کر کے آ رہی ہیں۔ میں آپ کی خدمت میں ایک خبر پڑھنا چاہتا ہوں جو آج ہی کے اخبار روزنامہ "جنگ" کی ہیڈ لائن ہے۔ "پنجاب میں طلباء کے لیے سمگل کیے جانے والا اسلحہ پشاور میں پکڑا گیا" اور اسلحے میں 32 بور کے، 45 بور کے، 30 بور کے، 20 بور کے ریوالور اور مختلف بور کے 11,500 کارتوس شامل تھے۔ اسلحہ کا ایک بین الصوبائی سمگلر بھی گرفتار۔ اب میں پشاور کی بات کروں گا تو یہ کہیں گے کہ آپ پشاور کی بات کیوں کرتے ہیں؟ جناب والا! یہ چیزیں ایک دوسرے سے منسلک ہیں۔ کل کا میں آپ کو روزنامہ "جنگ" پڑھ کر سناتا ہوں۔

"راولپنڈی شہر کو ایک اور خوفناک تباہی سے بچا لیا گیا"۔

کوئٹہ ۔ اسسٹنٹ کمشنر پشین نے راولپنڈی میں خوفناک تباہی پھیلانے کے منصوبے کو ناکام بنا دیا اور ایک تخریب کار کو آتش گیر مادہ اور کار سمیت گرفتار کر لیا گیا۔ ملزم رمضان نے بتایا کہ کار کو راولپنڈی لے جانا تھا اور کسی مصروف بازار میں دھماکہ کرنا تھا۔ اس کے علاوہ ملزم نے اپنے گروپ کے دوسرے تخریب کاروں کی بھی نشان دہی کی ہے۔ اب کوئٹہ میں ایک آدمی پکڑا گیا ہے اور وہ راولپنڈی کے کسی ایک بازار میں آ کر اس آتش گیر مادے کے ذریعے تباہی پھیلانا چاہتا تھا' یہ عوامل ہمارے کنٹرول سے باہر ہیں' اس پر ہمیں جناب والا! مرکزی حکومت کی خصوصی سرپرستی اور تعاون کی ضرورت ہے۔ جناب والا! کل کے ایک اخبار "Frontier Post" میں ایک آرٹیکل چھپا ہے اس کے دو چھوٹے سے سکریٹ میں پڑھ کر سنانا چاہتا ہوں۔ اس میں ایک تو یہ ہے کہ یہ آرٹیکل "Financial Times" میں چھپا ہے اور یہ "Frontier Post" نے reproduce کیا ہے اس میں یہ لکھتا ہے کہ

BENAZIR'S DEMOCRACY.... But democracy has been cheeping in the eyes of the people forced to witness the spectacles of elected representatives being bought and sold like cattle a process the President's liking only last week to a stock exchange is yet to look comfortable in her first job and the clock is ticking away.

تو جناب والا! میں نے خاص ٹریڈنگ کی یہاں پر بات کی ہے۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں آج اسی لا اینڈ آرڈر ڈسکشن کے دوران یہ بات بھی ہوئی ہے کہ بہاولپور میں فیڈرل منسٹرز کا وہاں پر صحیح طریقے سے استقبال نہیں کیا گیا۔ جناب والا! جب اس قسم کا سلسلہ شروع ہو گا۔ کس انعام کے نتیجے میں ان کو فیڈرل منسٹر بنایا گیا ہے۔ اس قسم کی چیزیں کوئی بھی کرے۔ پنجاب حکومت کرے۔ مرکز کرے۔ جناب والا! یہ کسی لحاظ سے بھی قابل ستائش نہیں ہیں۔ جناب والا! یہ تو ڈیموکریسی کی خودکشی کر رہے ہیں۔ ہم اس کی خدمت نہیں کر رہے۔ جناب والا ! اسی آرٹیکل میں نارکوٹکس کے بارے میں بھی ہے کہ ہیروئن کا ایک بہت بڑا بادشاہ ہے۔ The biggest producer of high grade heroin. وہ کہہ رہا ہے۔

When Benazir become Prime Minister the launcheds a big compaign against the drug barons. We had an emergency meetng and sent out warnings. A business associate of the Prime Minister's husband was abducted and several narcotics officials killed. One of our member gave himself up and for a while we thought be might name him but the appropriate threat went out and he was released through lack of evidence laughable really after the Government had captured the real kingpin of the heroin trade.

اب یہ آرٹیکل ہے جس میں انہوں نے لکھا ہے کہ ہمارا ایک آدمی پکڑا گیا۔ ہمیں خطرہ تھا کہ وہ نام بتائے گا اور بات چل پڑے گی، لیکن ہم نے کچھ نارکوٹکس کے پولیس آفیسر قتل کیے۔ ایک پرائم منسٹر صاحبہ کا خاوند کا business associate اس کو ہم نے abduct کیا، اس کے نتیجے میں ہمارا آدمی lack of evidence کے نتیجے میں رہا کر دیا گیا۔ جناب والا! پھر ہیروئن کی سمگلنگ کا مورد الزام ہمیں ٹھہرایا جاتا ہے، ہیروئن بنتی کہاں ہے، پوست کہاں بنتی ہے، فیکٹریاں کہاں ہیں، کہاں سے آتی ہے، اس کا passage کون سا ہے جہاں سے یہ آتی ہے، یہ جو ساری چیزیں ہیں یہ تو ہمارے مشترکہ مسائل ہیں، ہمیں وہ اس میں مورد الزام نہ ٹھہرائیں۔ بلکہ ہمیں تو مل کر اس لعنت کے لیے سینہ سپر ہونا چاہیے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس قسم کی بات مجھے یاد

ہے کہ پچھلے دنوں ایڈووکیٹ جنرل صاحب کا ٹیلی فون آیا' جناب کو جیسے کہ معلوم ہے کہ پاکستان ٹیلی ویژن پر ہیروئن کے بارے میں بڑے اشتہار دکھاتے رہے' فلم بھی دکھاتے رہے۔ اس کے بعد ہیروئن کا بہت بڑا سمگلر بھی پکڑا گیا' تو مجھے ایڈووکیٹ جنرل نے فون کیا کہ جناب میرے پاس فیڈرل گورنمنٹ سے یہ حکم نامہ آیا ہے کہ کل ہائی کورٹ میں اس کی bail ضمانت ہونی ہے اس لیے آپ کل جا کر اس کو oppose کریں۔ تو میں نے ایڈووکیٹ جنرل صاحب کو کہا کہ آپ کیس کو تو دیکھیں کہ اس کیس میں کیا ہے' تو انہوں نے کیس دیکھ کر مجھے بتایا اور کہنے لگے کہ اس کیس میں تو کچھ بھی نہیں اور اس کی تو bail ہو جاتی ہے۔ تو میں نے کہا کہ کل ہی ہائی کورٹ میں چودھری سردار ایڈیشنل آئی۔جی کا کیس پیش ہوا ہے اس میں اٹارنی جنرل سپریم کورٹ خود آ کر contest کر رہے ہیں اور پنجاب حکومت کے خلاف تھا اور یہ ایک انٹرنیشنل سمگلر ہے جس کے لیے وہ خود ٹیلی ویژن پر فلمیں دکھاتے رہے ہیں اور یہ اتنا اہم نوعیت کا مسئلہ ہے اور آپ مہربانی کر کے میری طرف سے پرسنل استدعا کریں اور لکھیں کہ اس اہم نوعیت کے کیس میں مہربانی کر کے بذات خود تشریف لے آئیں اور اس کو contest کریں اور اس کی bail کو کینسل کروائیں۔ لیکن مجھے افسوس سے عرض کرنا پڑتا ہے کہ چودھری سردار کا کیس جس کے لیے ان کے پاس ٹائم تھا لیکن اس اہم ترین کیس کے لیے ان کو وقت نہ ملا اور انہوں نے اپنے ڈپٹی اٹارنی جنرل کو بھیجا اور ملزم کی ضمانت ہو گئی۔ جناب والا! میں یہ بھی اپیل کرنا چاہتا ہوں۔ جناب لیڈر آف دی اپوزیشن اور اپوزیشن کے بھائیوں کے ذریعے کہ کلاشنکوفوں کے جو لائسنس ہیں وہ اس انداز میں دیے جا رہے ہیں۔ اس سے بھی امن عامہ کی صورت حال پر اچھے اثرات مرتب نہیں ہو رہے' اس سلسلہ میں وہ مہربانی کر کے ہمارے ساتھ تعاون کریں اور ہمیں لسٹیں بھی فراہم کریں۔ جناب والا! ہونا یہ ہے کہ ہمارے لائسنس جو پنجاب گورنمنٹ بناتی ہے اس کے لیے باقاعدہ یہ ہے کہ ان کی entry کی جاتی ہے۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے پاس' ہمارے پاس اس کا ریکارڈ ہوتا ہے۔ پھر یہ جو پرائیوٹ بور کے لائسنسز ہیں ان کا تو جب تک امپورٹ لائسنس نہ ہو۔ اس وقت تک گن خرید نہیں کر سکتے' تو بغیر امپورٹ لائسنس کے یہاں سے اس قسم کی کلاشنکوفیں خرید کی جائیں اور ان کے پاس لائسنس بھی موجود ہو تو یہ اس قسم کا اسلحہ نہیں ہے کہ یہ صرف آئی۔جے۔آئی کے خلاف ہی استعمال ہونا ہے یہ کسی بھی معزز شہری کے خلاف اور ان کے اپنے خلاف بھی استعمال ہو سکتا ہے تو براہ مہربانی یہ اس میں ہمارے ساتھ تعاون کریں۔ جناب

والا! میں ایک سوال پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ ساری چیزیں جو ہیں اب اس کے نتیجے میں کیا ہوا ہے crime situation میں murder 1988 ' میں ان عوامل کے نتیجے میں 1618 سے بڑھ کر 1989ء میں 1923 ہو گئے ہیں۔ abduction' 2214 سے بڑھ کر 2443 ہو گئی ہے۔ ڈکیتی 41 سے بڑھ کر 51 ہو گئی ہے۔ جناب والا! اگر ہم آپس میں بیٹھ کر اسے آئی۔جے۔آئی اور پیپلز پارٹی کا مسئلہ نہ بنائیں تو میں اس ہاؤس کے فلور پر یقین دلاتا ہوں (جناب وزیر قانون کی یقین دہانی) کہ آپ speedy trial بحال کروائیں' پولیس کی جو living conditions ہیں ان کو بہتر بنائیں۔ ہماری جو ضرورت کی نفری ہے ہمیں دیں۔ ان شاء اللہ جیسے 1987 کے بعد 1988ء میں زبردست decrease ہوئی تھی یہ جو اہم ترین murder,abduction dacoity ہے اس میں گارنٹی دیتا ہوں کہ یہ decrease ہو گی۔ یہ کیسے نہیں ہو گا' یہ ہو سکتا ہے اگر ہم دل صاف کر کے کریں۔ اگر ہم اس نیت سے کریں کہ ہم نے ان پر اعتراض کرنا ہے اور وہ یہ کریں کہ ہم نے ان کی ٹانگ کھینچنی ہے تو پھر اس کا فائدہ تو جرائم پیشہ لوگ ہی اٹھائیں گے نہ آپ کو فائدہ ہو گا نہ ہمیں فائدہ ہو گا۔

جناب والا! آخر یہ ساری چیزیں کیوں ہو رہی ہیں۔ کون کر رہا ہے' پہلے ایسے کیوں نہیں ہوتا تھا۔ یہ ایسے سوالات ہیں جن پر ہمارے معزز اپوزیشن کے بھائیوں کو غور کرنا چاہیے۔ ہمیں بھی ان پر غور کرنا چاہیے۔ جناب والا! میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ لیڈر آف دی اپوزیشن نے چند ایک تجاویز پیش کی تھیں' ایک تو سستے انصاف والی' بال ان کے کورٹ میں ہے وہ ہمیں سپیڈی ٹرائل بنوا دیں۔ گھمن صاحب نے بھی پولیس کی حالت بہتر بنانے کی تجویز پیش کی بال ان کے کورٹ میں ہے وہ اس سلسلے میں ہمارے ساتھ تعاون کریں۔ اس طریقے سے ہم نے کوشش کی ہے کہ کیس رجسٹر نہیں ہوتے۔ ہم نے نمبر داروں کو دیہاتوں میں فارم دیے ہیں کہ جو بھی کوئی کیس رجسٹر کروانا ہے آپ اس پہ لکھ کر بھیج دیں تو کیس رجسٹر ہو جائے گا اگر نہیں ہوتا ہے تو اس کے بارے میں حکومت سختی سے نوٹس لے گی۔ ہم چوکیدارہ نظام کو بحال کر رہے ہیں اسی طرح محلہ دار کمیٹیاں بنائی ہیں۔ ضلعی کرائم کنٹرول کمیٹیاں بنائی ہیں۔ پراونشل کرائم کنٹرول کمیٹی بنائی ہے اور ہم نے صوبے کے جو ایس۔پی صاحبان ہیں ان کو خصوصی طور پر ہدایات جاری کی ہیں کہ جہاں بھی proclaimed offenders جس ضلع کے ایس۔پی کی کارکردگی ٹھیک نہیں ہو گی اس ایس۔پی کے خلاف سخت تادیبی کارروائی کی جائے گی۔ جناب والا! اب میں آپ کی خدمت میں ایک دو

پوائنٹس پیش کر کے آپ سے اجازت لوں گا۔ یہاں پر پولیٹیکل victimization کی بات آئی ہے اور مارشل لاء کے بارے میں بھی بات ہوئی ہے۔ ہمیں مورد الزام ٹھہرایا گیا ہے کہ مارشل لاء ہم نے لگوایا ہے۔ میں اس کے merit and demerit میں نہیں جاؤں گا میں صرف اتنا عرض کروں گا ہمارے ریکارڈ پر ہماری جو موجودہ حکومت ہے اس میں میں اس دور کو بھی شامل کرتا ہوں جو مسلم لیگ کی 85 سے 88 تک حکومت تھی۔ اس میں جو شرمناک سلوک ہے۔اے رحیم صاحب کے ساتھ ہوا۔ معراج محمد خان کے ساتھ ہوا۔ یہاں کی اپنی پارٹی کے لوگوں کے ساتھ سلوک ہوا ہے۔ ڈاکٹر نذیر شہید ہوئے۔ خواجہ محمد رفیق صاحب شہید ہوئے۔ مولانا شمس الدین صاحب شہید ہوئے۔ ملک قاسم صاحب جو اس وقت ایڈوائزر ہیں ان کے ساتھ کیا ہوا۔ مولانا محمد طفیل صاحب کے ساتھ کیا ہوا۔ دلائی کیمپ میں کیا ہوتا رہا۔ دلائی کیمپ کا سب سے بڑا کردار آج بھی ایف۔آئی۔اے کا ہیڈ بنا ہوا ہے۔ جناب والا! ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج سانگھڑ کو اپنے قانونی اختیارات استعمال کرنے کی پاداش میں ڈی۔پی۔آر میں گرفتار کیا گیا۔ جناب والا! ملک سلیمان ممبر قومی اسمبلی کے خاندان کے ساتھ کیا ہوا تھا۔ جناب سپیکر! اس قسم کی جو چیزیں ہیں کم از کم یہ میں عرض کرنے میں حق بجانب ہوں کہ ہمارے ریکارڈ پر اس قسم کی کسی چیز کا ذکر نہیں۔

جناب والا! اب میں دوسرے پوائنٹ کی طرف آتا ہوں جس میں ہمیں مارشل لاء کی باقیات کہا جاتا ہے یا مارشل لاء کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس کی پیداوار ہیں۔ جناب والا! میں اس معزز ایوان سے ایک سوال کرتا ہوں اور وہ ٹھنڈے دماغ سے سوچیں کہ جولائی 1977ء میں جو مارشل لاء لگا تھا اس کی ذمہ داری کس پر عائد ہوتی ہے۔ کس نے یہ حالات پیدا کیے تھے کہ مارشل لاء لگے۔ کیوں یہ مارشل لاء لگا تھا۔ جناب سپیکر! میں تو یہ عرض کرتا ہوں اگر اس وقت بھی معاملات کو سیاسی طریقے سے چلایا جاتا تو شاید یہ مارشل لاء نہ لگتا۔ جس کی سزا ہمارے ان بھائیوں کو بھی اتنی ملی کہ تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ اس کی سزا ہمارے اس ملک کو بھی ملی۔ صوبے کو بھی ملی اور ہم سب کو اس کی سزا ملی۔ جناب والا! ہم نے اس سے کوئی سبق نہیں سیکھا۔ اس وقت آغاز بھی رسوائی انجام بھی رسوائی۔ اس وقت بھی یہی ہوا تھا کہ بلوچستان کی اسمبلی کو برخاست کیا گیا اور سرحد والوں نے ساتھ استعفیٰ دے دیا۔ اب بھی یہی ہوا کہ بلوچستان کی اسمبلی سے آغاز کیا گیا اور پھر پنجاب کی باری آئی تھی۔ اب حالات مختلف تھے اس لیے وہ بات نہ بنی۔ ہم نے ان باتوں سے سبق نہیں سیکھا ہے۔ جناب

سپیکر! مجھے اس بات کا فخر ہے کہ 1985 میں جب مسلم لیگ کی حکومت بنی تو مارشل لاء کو اٹھانے کا سہرا ہماری حکومت کے سر ہے۔ اگر ہم مارشل لاء نہ اٹھاتے تو آج یہ بھی وزیر اعظم نہ ہوتے۔ آج ان کی بھی حکومت نہ ہوتی۔ پتا نہیں اس ملک کا کیا حال ہوتا۔

جناب والا! میں ان الفاظ کے ساتھ جناب کا' جناب قائد حزب اختلاف کا' آپ سب کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ شکریہ۔

جناب سپیکر : اس کے ساتھ ہی امن عامہ کی صورت حال پر ہماری بحث ختم ہوتی ہے۔ یہ اجلاس جیساکہ آپ کو علم ہے ہماری اپوزیشن نے requisition کیا تھا اور ان کے ارشاد کی تعمیل میں ہم نے کوشش کی اپوزیشن کو اور وزیر قانون کو اکٹھے بٹھا کر یہ طے کیا جائے بے شک یہ اجلاس اپوزیشن نے requisition کیا ہے لیکن اپوزیشن صرف پرائیوٹ ممبرز ڈے پہ منگل کے روز اپنا بزنس دے سکتی ہے۔ باقی ایام کار سرکاری کارروائی کے لیے رولز اینڈ بزنس میں مخصوص ہیں۔ جس وقت تک آفیشل بزنس ان دنوں میں نہ دیا جائے اس وقت تک صرف اپوزیشن کا اجلاس بے شک requisition کیا ہوا ہو لیکن ان دنوں میں اس پہ کوئی کارروائی پرائیوٹ ممبرز کی طرف سے نہیں کی جا سکتی۔ میں اس سلسلے میں فراغ دلی کے لیے اور ان کی اعلیٰ ظرفی کے لیے جناب وزیر قانون کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں ۔ باوجود اس بات کے کہ یہ اجلاس ہماری اسمبلی کی اپوزیشن نے کیا تھا لیکن گورنمنٹ کی طرف سے ان کے ساتھ دست تعاون بڑھایا گیا اور ان کی حسب منشا۔ اپوزیشن کی حسب منشا امن عامہ کی صورت حال کو زیر بحث لانے کے لیے ان کی مرضی کے مطابق ایام کار طے کیے گئے اور آج مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ آج جس وقت ہم اس بحث کا اختتام کر رہے ہیں تو اپوزیشن کے ہمارے ان بھائیوں میں سے ایک بھی معزز رکن باقی نہیں جو امن عامہ کی صورت حال پر بولنا چاہتا ہو اسے وقت نہ دیا گیا ہو۔ اس کے ساتھ ہی میں یہ کہوں گا کہ جس انداز میں قائد حزب اختلاف نے وزیر قانون کے ساتھ اور چیئر کے ساتھ جو تعاون کیا ہے جس خلوص کے ساتھ جس نیک نیتی کے ساتھ اور جس اعلیٰ ظرفی کے ساتھ ہمیشہ دست تعاون بڑھایا ہے میں اس کے لیے ان کی تعریف کیے بغیر نہیں رہ سکتا ۔ (نعرہ ہائے تحسین) اور آج بھی میں یہ کہوں گا کہ اس وقت وہ ایوان میں موجود ہیں اور باوجود اس بات کے کہ اس وقت ان کو لمپریچر ہے جو میرے ذاتی علم میں ہے۔ وہ بخار میں مبتلا ہیں اور وہ ایوان

میں موجود ہیں اس روایت کو نبھانے کے لیے کہ ادھر سے سرکاری بنچوں سے وزیر قانون نے چونکہ ڈبیٹ کو wind up کرنا ہے اس لیے قائد حزب اختلاف کا اس میں ہونا ضروری ہے اس اعلیٰ روایت کو نبھانے کے لیے وہ ناسازی طبع کے باوجود اس میں موجود ہیں۔ میں ان کی اس قربانی کو اور ان کے اس اعلیٰ اخلاق کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔

معزز حضرات! آپ سب صاحبان میں سمجھتا ہوں اس اجلاس میں میرے ساتھ اپنے ہاؤس کے وقار کا خیال کیا۔ ہاؤس کے وقار کو بلند کرنے میں آپ نے جو میرا ساتھ دیا۔ ہمارے ہاں جو ایک تلخی سی پیدا ہو گئی تھی۔ جس کی وجہ سے ہمارے ملک کے لوگ۔ ہمارے صوبے کے لوگ ہمیں سنون کر رہے تھے اور وہ سمجھ رہے تھے کہ یہ ہمارے مسائل کی طرف دلچسپی نہیں لے رہے بلکہ یہ آپس میں دست و گریبان ہیں۔ آپ نے جس خوبصورت انداز میں سرکاری بنچز نے اور اپوزیشن نے میرے ساتھ تعاون کرتے ہوئے اس تلخی کو نہ صرف یہ کہ ختم کیا بلکہ ایک ضابطہ اخلاق مرتب کیا۔ اس ہاؤس کے وقار کو بلند کرنے کے لیے۔ اس ہاؤس کے معزز اراکین کے احترام اور عزت میں اضافہ کرنے کے لیے اور ان کی روایات کو خوبصورت سے خوبصورت تر بنانے کے لیے میں آپ سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور اس کے ساتھ ہی۔

In exercise of the powers conferred on me under Article 54 read with Article 127 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, I, Mian Manzoor Ahmed Wattoo, Speaker, Provincial Assmebly of the Punjab, hereby prorogue the Provincial Assembly of the Punjab with immediate effect.